UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226522

UNIVERSAL
LIBRARY

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

فی پرچہ دو آنے

سالانہ ایک روپیہ

ایڈیٹر [illegible] خان

اور اگر آپ چاہتے ہیں [illegible] اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں [illegible] ادا کیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے ٭ علاوہ [illegible] آپ کی [illegible] کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے مولوی میں ہوتا رہے گا

منیجر رسالہ مولوی [illegible] دہلی

انتباہ: آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی۔ منیجر

حیرت نما قرآن مجید

مترجم

سب سے بڑی تفسیر والا ۲۰۰۰۰ سائز الاردو کی سلیس زبان کے

آیات کا حیرت خیز نظارہ ہدیہ بجائے سات روپے کے سوا تین روپے

تقطیع کے قرآنوں میں سے ... [illegible] ... قیمت ... قرآن شریف

ابھی جیسا آجکل ... [illegible] ... با تفسیر کامل قرآن شریف ... حمید ... پریس

دہلی کی ... خصوصیت ... دہلی کے ... قرآن شریف اگر ... [illegible]

... [illegible] ... ہوگا ... [illegible]

ان ... [illegible] ... تقطیع کے معرا قرآن شریف کرنا ہوگا۔

قرآن شریف کی اشاعت ... [illegible]

اوقات بلا نفع قرآن شریف ... [illegible]

نہیں رکھنے چاہئیں ... [illegible]

سالانہ چندہ میں ... [illegible] ... کا برچہ دیتا ہوں۔

خوبیاں

... [illegible] ...

... [illegible] ...

انسان کی پیدائش آدم ... [illegible]

فرقہ فرقہ حالات سب سے آخر میں رسول ... [illegible]

اس کا مقدمہ موجودہ قرآن شریف ... [illegible]

... [illegible] ...

نظر آتے ہیں ... [illegible]

موجود ہیں ... [illegible]

... [illegible] ...

جیسے پانچ سال میں ... [illegible]

شریف ... [illegible]

... تین روپے محصول ... [illegible]

گھر بیٹھے ... مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

معجز نما حمائل شریف

۳۰ خوبیوں والی مجلد چرمی

مترجمہ و محشی حکیم الامت علامہ مولوی اشرف علی صاحب قبلہ تھانوی مدظلہ

(۱) حروف کی خوشنمائی ... [illegible] ... (۲) چھپائی ایسی

اور چکدار ... [illegible] ... صحت

... [illegible] ...

... [illegible] ... تنقید کے لئے

... [illegible] ... پہنچ ہوں

... [illegible] ... جرمنی

... [illegible] ... ہے

... [illegible] ... اور منور

... [illegible] ... ابن حاتم وغیرہ

... [illegible] ... حاشیہ پر ... [illegible]

... [illegible] ... نزول احادیث

... [illegible] ... بیان کئے ہیں

... [illegible] ... ہدایت

... [illegible] ...

... [illegible] ... کا محل

... [illegible] ... قرآن شریف کا ... [illegible] ... کار آمد ہے

... [illegible] ... قرآن شریف سے فال

... [illegible] ... ایک نظر

... [illegible] ... جسے قرآن

شریف ... [illegible] ... اور نگاہ کو

... [illegible] ... علیحدہ جلد ... تو سفر میں تلاوت

... [illegible] ... (۳۶) کتابت بہترین

(۳۷) ... [illegible] ... قیمت اصلی مجلد

چرمی پانچ روپے رعایتی ہدیہ تین روپے محصول ڈاک ۸ ... [illegible]

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

مولوی

جلد ۱۳ | بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۵ ہجری | نمبر ۱

شذرات

نیشنلسٹ مسلم پارٹی

سیاسی حیثیت سے مسلمانوں میں دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ اپنے آپ کو مسلم حقوق کا محافظ کہتا ہے اور دوسرا اپنے آپ کو نیشنلسٹ یا قوم پرور کہتا ہے۔ محافظ حقوق والے قوم پروروں کو ہندو پرست کہتے ہیں اور قوم پرور ان کو حکومت پرست اور رجعت پسند کہتے ہیں نیز محافظ حقوق والے قوم پروروں کو مخلوطی بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ مخلوط انتخاب کے حامی ہیں یہ کھلی ہوئی گالی، بدتہذیبی اور ناشائستگی کی حد ہے مگر آجکل مسلمان اسطرح شائستگی و تہذیب کا نمونہ پیش کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے پر بے ایمانی بد دیانتی اور غداری وغیرہ کے الزام لگاتے رہتے ہیں۔

بہرحال دونوں جماعتوں نے پچھلے دنوں دہلی و لکھنؤ میں کانفرنسیں منعقد کیں اور اپنے اپنے خیال اور اُنکار کے مطابق تجاویز منظور کیں۔

دہلی میں جو مسلم کانفرنس ہوئی تھی ہم اس پر تبصرہ کر چکے ہیں۔ اس کانفرنس میں دہلی سے باہر کے جو لوگ شریک ہوئے ان میں بڑی تعداد اسمبلی کے ممبروں کی تھی یہ کوئی پچیس تیس کے قریب تھے اور اسیقدر کچھ لوگ اور آ گئے تھے۔ باقی سب دہلی کے تھے۔ استقبالیہ کمیٹی نے ڈیلیگیٹوں کی جو تعداد شائع کی ہے وہ تین سو ہے مگر یہ نہیں لکھا کہ کس کس صوبے سے کتنے ڈیلیگیٹ آئے۔ کیونکہ اس سے بھانڈا پھوٹتا تھا۔ اس کانفرنس میں جو کچھ پاس ہوا ہم اس پر اپنی رائے ظاہر کر چکے ہیں مگر اسقدر لکھ دینا ضروری ہے کہ اسی کانفرنس میں جو سنہ ۲۷ء میں سر آغا خان کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی اس میں جو تجویز پاس ہوئی تھی اس میں یہ تھا کہ اگر ہمارے فلاں فلاں مطالبات تسلیم کر لئے جائیں تو مسلمان مخلوط انتخاب منظور کر لیں گے۔ مگر اب دو سال کے بعد یہ کانفرنس منعقد ہوئی تو اپنی ہی تجویز کو ترک کر کے جداگانہ انتخاب کو کسی حال میں نہ چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔

لکھنؤ میں نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کا اجلاس ۱۹-۲۰ اپریل کو قیصر باغ کی بارہ دری میں منعقد ہوا۔ سر علی امام پریسیڈنٹ تھے اور مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی جو مولانا عبدالباری مرحوم کے بھتیجے اور جانشین ہیں وہ استقبالیہ کمیٹی کے چیرمین تھے۔ ان دونوں کے خطبہائے صدارت روزانہ اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ مولوی کے صفحات میں اسقدر گنجائش نہیں کہ ان کو نقل کیا جا سکے۔ مگر دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ خطبہ میاں نے نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مخلوط انتخاب پر زور دیا اور جداگانہ انتخاب کو مسلمانوں کے لئے مضر بتلایا اور سر علی امام نے مخلوط انتخاب اور مشترکہ نیابت دونوں کی تائید کی اور اس مسئلہ پر مدلل بحث کی۔

سر علی امام نے فرمایا کہ لارڈ منٹو کے پاس جو ڈپوٹیشن گیا تھا میں اسمیں شامل تھا اور خود میں نے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا تھا کیونکہ اس وقت میری رائے یہی تھی مگر وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں پانچ سال رہنے کے بعد اور گزشتہ بیس سال کے تجربہ کے بعد میں نے سمجھ لیا کہ نہ صرف جداگانہ انتخاب ملک کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مضر ہے بلکہ جداگانہ نیابت بھی سخت مضر ہے آپ نے فرمایا کہ ان دونوں تفرقوں کے درمیان ایک آہنی دیوار حائل ہو جاتی ہے اور قومیت کا نشو و ارتقا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اس کانفرنس میں لکھنؤ سے باہر کے مختلف صوبجات سے پانسو کے قریب ڈیلیگیٹ شریک ہوئے تھے اور یہ سب کے سب مشہور قومی کارکن تھے جو قوم اور ملک کے لئے قربانیاں کر چکے ہیں۔ جیلوں میں جا چکے ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر صاحب اثر و اقتدار ہیں یعنی محض نام کے نمائندے نہ تھے اور لکھنؤ سے سوا سو کے قریب جو ڈیلیگیٹ شریک ہوئے وہ ان کے علاوہ ہیں اور گزشتہ پانچ سال کے اندر جسقدر مسلم کانفرنسیں ہوئی ہیں ان میں سے آجتک کسی کانفرنس میں بھی اسقدر ڈیلیگیٹ شریک نہیں ہوئے۔ اس لئے یہ سب سے زیادہ نمائندہ کانفرنس تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت قوم پرور جماعت غالب اکثریت میں ہے اور اگر خالص سیاسی مسائل زیر بحث لائے جائیں اور عوام کو دیگر ناجائز طریقوں سے اشتعال نہ دلایا جائے تو اس جماعت کے سامنے کوئی دوسری جماعت نہیں ٹھہر سکتی۔

نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کی عملی تجویز

اس کانفرنس نے نہایت تدبر

اور دانشمندی کے ساتھ ایسی تجویز منظور کی ہے جو ہر اک نقطہ نظر سے قابل عمل ہے۔ اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق جو گتھی پڑی ہوئی ہے۔ جسکا ابتک کوئی حل نظر نہیں آیا وہ آسانی کے ساتھ سلجھ جاتا ہے اور تمام دقتیں رفع ہو جاتی ہیں۔

مولوی کے صفحات میں بارہا اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ سب سے مشکل مسئلہ پنجاب و بنگال کا ہے۔ ان دونوں صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر بہت حقیر اور غیر موثر اکثریت یعنی ۶۔۵ اور ۵۴ کی۔ اور ان دونوں صوبوں میں ہندوؤں کے علاوہ ایک اور قوم بستی ہے جو کہتی ہے کہ جس طرح اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی کا حق دیا گیا ہے یا وہ زیادہ حق طلب کرتے ہیں اسیطرح اُن کو زیادہ حق دیا جائے۔ مثلاً پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی گزشتہ مردم شماری کے مطابق ۵۶ فیصدی ہے۔ سکھ گیارہ فیصدی ہیں اور ہندو ۲۵ یا ۲۶ فیصدی ہیں تو سکھ کہتے ہیں جس طرح صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کو باوجود ۱۴ فیصدی ہونے کے ۳۰ فیصدی دیا گیا ہے اسی طرح ہم کو پنجاب میں ۳۰ فیصدی دیا جائے۔ اور اس میں بہت کمی کرتے ہیں تو ۲۴ فیصدی تک نیچے اتر آتے ہیں۔ اب اگر ۲۴ فیصدی سکھوں کو حق نمائندگی دیا جائے اور ہندو کم از کم اپنی آبادی کے تناسب سے نمائندگی پر قناعت کریں تب بھی مسلمانوں کی اکثریت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بنگال کی حالت ہے وہاں بھی ہندو مسلمانوں کے علاوہ یورپین اور اینگلو انڈین اسی قسم کی اقلیت میں ہیں یعنی انکی آبادی تو نو فیصدی ہے مگر وہ بھی زیادہ نمائندگی طلب کرتے ہیں جس سے مسلمانوں کی اکثریت جو صرف ۵۴ کی ہے ختم ہو جاتی ہے۔ سکھ اور یورپین دونوں کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو صوبہ متحدہ بہار، متوسط، بمبئی اور مدراس میں رعایت دی جاتی ہے تو ہم کو بھی رعایت دی جائے۔ کیونکہ ہم بھی اقلیت میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ سکھوں اور یورپینوں کو کسی اصول کے ماتحت بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جس اصول کے ماتحت مسلمانوں کو رعایت ملیگی اسی اصول کے ماتحت ان کو بھی دینا چاہیئے۔ ہاں اگر مسلمان رعایت طلب کرنے سے دست بردار ہو جائیں تو سکھ اور یورپین دونوں کو جواب دیا جا سکتا ہے کہ تمہیں بھی آبادی سے زیادہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ مسلمانوں کو بھی نہیں دیا گیا۔ لیکن اگر مسلمان زیادہ نمائندگی اقلیت والے صوبوں میں طلب کریں گے تو سکھ اور یورپین سے انکار کرنا صحیح نہ ہوگا بلکہ انصاف کا تقاضا ہوگا کہ اُن کو بھی زیادہ نمائندگی دیجائے۔

دوسری مشکل یہ ہے کہ طریق انتخاب میں اختلاف ہے۔

نیشنلسٹ مسلم کانفرنس نے جو تجویز مرتب کی اور پاس کی ہے وہ یہی ہے کہ اس سے تمام مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور کسی کے حقوق کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

نیشنلسٹ کانفرنس نے طے کیا ہے کہ نمائندگی آبادی کے تناسب سے ہوگی لیکن جو اقلیت ۳۰ فیصدی سے کم ہے اس کو یہ حق ہوگا کہ اس سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرے مثلاً یوپی میں مسلمان ۱۴ فیصدی ہیں ان کے لئے ۱۴ فیصدی نشستیں مخصوص کر دی جائیں کہ اس میں کوئی اقلیت نہ کر سکے اور ان جگہوں پر سے صرف مسلمان ہی امیدوار ہو سکیں گے کسی دوسری قوم کا آدمی امیدوار نہ ہو سکیگا لیکن اسی کے ساتھ یوپی کے مسلمان چونکہ ۳۰ فیصدی سے کم ہیں اس لئے انکو یہ حق ہوگا کہ ۸۶ نشستیں جو باقی ہیں اُن میں بھی مقابلہ کریں یہ ۸۶ نشستیں مخصوص نہ ہونگی بلکہ اُن کے لئے ہر ایک ہندو مسلمان سکھ اور پارسی کو حق ہوگا کہ وہ بطور امیدوار کھڑا ہو اور مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کرے۔ گویا اسکے معنی یہ ہوئے کہ نشستیں مخصوص اور متعین صرف اقلیت کی ہوں گی۔ اکثریت کی نشستیں مخصوص نہ ہوں گی۔ اس طرح مسلمان جہاں اقلیت میں ہیں وہاں اپنی آبادی کے تناسب سے تو اُن کو نمائندگی مل ہی جائے گی۔ اس سے زیادہ حاصل کرنا انکی اپنی ہمت قوت چالچلن اور روادارانہ طرز عمل پر منحصر ہوگا۔ جس طرح یوپی میں مسلمانوں کی تعداد نمائندگی مقرر ہو گی اسی طرح پنجاب میں سکھوں کے لئے اور بنگال میں یورپین کے لئے نمائندگی مخصوص ہو گی اور چونکہ وہ ۳۰ فیصدی سے کم ہیں اس لئے انکو بھی صوبہ متحدہ کے مسلمانوں کی طرح حق ہوگا کہ بقیہ نشستوں کے لئے مقابلہ کریں۔ اور اگر زیادہ حاصل کر سکیں تو کر لیں۔ لیکن پنجاب کے ہندوؤں کو یہ حق نہ ہوگا نہ بنگال کے ہندوؤں کو یہ حق ہوگا کیونکہ وہ دونوں جگہ ۳۰ فیصدی سے زیادہ ہیں کم نہیں ہیں۔ البتہ اُنکی نشستیں مخصوص کر دی جائیں گی۔ کیونکہ بنگال و پنجاب میں وہ بھی اقلیت میں ہیں۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ نشستوں کا جو مسئلہ کئی سال سے لاینحل صورت میں پڑا ہوا ہے اسکا اس کے سوا اور کیا حل ہے کوئی ایک اصول بنانا پڑیگا جو سارے ہندوستان پر حاوی ہو سکے۔ یہ ناممکن ہے کہ پنجاب و بنگال کے لئے ایک اصول ہو اور باقی صوبوں میں دوسرا اصول ہو جھگڑا سارا در اصل یہی ہے کہ ابتک کوئی ایک اصول جو سب فرقوں پر یکساں اثر انداز ہوتا ہو اختیار نہیں کیا گیا۔ سکھ اور یورپین اس اصول کو تسلیم نہیں کرتے کہ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں انکو تو وہاں زیادہ حق نمائندگی دیا جائے۔ مگر جہاں وہ اکثریت میں ہیں وہاں وہ دوسروں کو جو اقلیت میں ہیں یہی حق نہ دیں۔

ہاں دوسرا اصول یہ ہو سکتا ہے کہ آبادی کے تناسب سے نشستیں مخصوص کر دی جائیں کسی کو کسی صوبہ میں آبادی سے زیادہ حق نیابت نہ دیا جائے مگر اس اصول کو وہ مسلمان نہیں مانتے جو اقلیت میں ہیں اور جن کو اسوقت اپنی آبادی سے زیادہ حق نیابت ملا ہوا ہے۔ چونکہ اس اصول کو مسلمان نہیں مانتے اور دوسرے اصول کو سکھ اور یورپین نہیں مانتے اس لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ایک تیسرا اصول اختیار کیا جائے جو عام ہو اور سب کے لئے منصفانہ ہو۔ سب کے لئے یکساں مواقع بہم پہنچاتا ہو اور وہ اصول یہی ہو سکتا ہے کہ ۳۰ فیصدی سے کم جنکی آبادی ہو اس کے لئے حق نیابت مخصوص کر دیا جائے اور مزید نمائندگی حاصل کرنیکا حق دیا جائے اس سے سکھوں مسلمانوں اور یورپین سب کو یکساں موقع جد و جہد کا ملتا ہے اور سب کے ساتھ انصاف ہوتا ہے اور کسی ایک کے ساتھ رعایت نہیں ہوتی۔

دوسرا طریقہ موجودہ مشکل کے حل کا یہ ہے کہ جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں وہ رعایت مانگنا ترک کر دیں اور اپنی آبادی سے زیادہ حق نیابت کا مطالبہ چھوڑ دیں اور صرف آبادی کے تناسب سے نمائندگی کا حق طلب کریں۔ مگر افسوس کہ اقلیت والے صوبوں کے مسلمان اس پر کسی طرح رضامند نہیں ہوتے اور ایک بیکار اور غیر مفید چیز کے لئے سکھوں اور یورپینوں کو موقع دے رہے ہیں کہ وہ اُنکی اکثریت کو خطرہ میں ڈال دیں۔

کے جو مندوب گئے تھے وہ پنجاب میں ۴۹ فیصدی اور بنگال میں ۴۰ فیصدی نشستیں قبول کر لینے کا اعلان کر چکے ہیں۔ یہ ایسا شدید نقصان ہے کہ اس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بدبخت مسلمانوں کی قسمت ہمیشہ کے لئے اکثریت کے ہاتھوں میں دیدی جائے۔ یہ لوگ زبان سے دعویٰ ہی کر رہے ہیں کہ پنجاب بنگال کے مسلمانوں کی اکثریت کو ہم اُن کی اقلیت یا مساوات میں تبدیل نہ ہونے دیں گے مگر جو طرز عمل انہوں نے اختیار کیا ہے وہ آخر کار اسی پر منتج ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تو کسی طرح ممکن نہیں کہ اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں کو تو رعایت دیجائے اور سکھوں وغیرہ کو نہ دی جائے۔

افسوس ہے کہ عام مسلمان اس فریب کو نہیں جانتے وہ تو صرف یہ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے لئے بڑھ چڑھ کر مطالبات کون کر رہا ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ مطالبات پورے ہونے والے نہیں بلکہ اس ضد کا نتیجہ بنگال و پنجاب کی اکثریت سے محرومی کی شکل میں نکلے گا۔ حکومت ایک نشانہ سے کئی نشانے کھیلنا چاہتی ہے اور ہر ایک دانشمند حکومت کا یہی فرض ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا قیام و بقا محال ہو جائے۔

حکومت کی چال یہی ہے کہ سب فرقے بدستور اپنی اپنی ضد پر قائم رہیں تاکہ اسکو اس امر کا موقع ملے کہ وہ یہ کہہ سکے کہ تمہارے آپس میں اتحاد نہیں ہے اس لئے حکومت مجبور ہے نیز اسکو موقع ملے کہ وہ تھوڑی تھوڑی سی سب کی پوری کر دے تاکہ اس پر الزام بھی کچھ نہ آئے اور سب آپس میں متحد بھی نہ ہو سکیں۔ مسلمانوں کے وہ مطالبات تو تسلیم کر لئے جائیں جن سے کوئی خاص قومی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ مثلاً اقلیت والے صوبوں میں زائد نمائندگی جو اب حاصل ہے وہی تناسب قائم رہے جداگانہ انتخاب قائم رکھا جائے۔ سندھ کی علیحدگی کو مشروط طور پر مان لیا جائے۔ صوبہ سرحد کو بھی مشروط طور پر اور حکومت کے مفاد کے لحاظ سے تحفظات کے ساتھ اصلاحات دیدی جائیں۔ مگر پنجاب و بنگال میں اکثریت نہ دی جائے تاکہ سکھوں کو خوش کیا جا سکے۔ اور یورپینوں کو مطمئن کیا جا سکے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ہندوستانیوں کا اختلاف بدستور قائم رہیگا اور کوئی فرقہ بھی مطمئن نہ ہو سکیگا۔ حکومت نے اپنا منشا اپنی یادداشت میں بتلا دیا ہے۔ اس نے بنگال و پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت کو تسلیم نہیں کیا اور دونوں جگہ ۴۹ فیصدی اور ۴۴ فیصدی کی سفارش مسلمانوں کے لئے کی ہے جس سے سکھ تو مطمئن ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کو اقلیت والے صوبوں میں زائد حق نمائندگی دیکر حکومت مطمئن کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ اس سے رتی بھر اور ذرہ برابر مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

مگر مسلمان ہیں کہ گورنمنٹ کی یادداشت کے بعد بھی اُنکی آنکھیں کھلتی نہیں دکھائی دیتیں۔ وہ جانتے ہیں کہ گورنمنٹ سکھوں اور یورپین کو بالکل نظر انداز نہیں کر سکتی۔ وہ مجبور ہے کہ ان دونوں جماعتوں کے ایجی ٹیشن کا بھی لحاظ رکھے۔ اس کے باوجود مسلمان اس اصول کو تسلیم کرنے سے گریز کر رہے ہیں جس سے پنجاب بنگال کی اکثریت بھی قائم رہے اور اقلیت والے صوبوں میں زائد حق نمائندگی حاصل کرنیکا امکان رہے اور وہ وہی اصول ہے جو نیشنلسٹ مسلم کانفرنس نے بیان کیا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ مسلم کانفرنس والے یہ جانتے ہیں کہ اُن کا طرز عمل بنگال اور پنجاب کی اکثریت کا خاتمہ کر دیگا۔ مگر اس پر اصرار سے باز نہیں آتے اس لئے کہ وہ اندرون خانہ اس کے لئے تیار ہیں کہ چاہے پنجاب بنگال کی اکثریت جاتی رہے اور اقلیت یا مساوات میں تبدیل ہو جائے مگر جداگانہ طریق انتخاب قائم رہے اور اقلیت والے صوبوں میں موجودہ تناسب نمائندگی جاری رہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ عام مسلمان کب تک سرکاری و نیم سرکاری ہاتھ میں کھیلتے رہیں گے اور اپنے حقیقی مفاد کی طرف سے غافل رہیں گے۔

جداگانہ و مخلوط انتخاب

نیشنلسٹ مسلم کانفرنس نے طے کیا ہے کہ آئندہ جو نظام بھی ملک میں جاری کیا جائے اس کی بنیاد مخلوط انتخاب پر ہو اور رائے دہندگی کا حق ہر ایک بالغ ہندوستانی کو دیا جائے۔ مگر نشستیں اقلیت کے لئے مخصوص کر دی جائیں۔

جو لوگ جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں وہ عوام کو اس مغالطہ میں مبتلا کر رہے ہیں کہ مخلوط انتخاب کے معنی مخلوط نیابت کے ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ اگر مخلوط نیابت کا طریق رائج ہو گیا تو مسلمانوں کا ایک نمائندہ بھی اسمبلی اور کونسلوں میں نہ جا سکیگا کیونکہ اکثریت ہندوؤں کی ہے حالانکہ یہ بالکل غلط اور کھلی ہوئی فریب کاری ہے اس لئے کہ نشستیں مخصوص ہونگی اور ہندو کی جگہ مسلمان یا مسلمان کی جگہ ہندو امیدوار کھڑا نہ ہو سکیگا اور جتنی نشستیں جس فرقہ کے لئے مخصوص ہوں گی اُن کے ذریعہ اسی فرقہ کا امیدوار منتخب ہوگا۔ البتہ یہ انتخاب مشترک ہوگا اور سب فرقوں کے رائے دہندگان ملکر منتخب کرینگے۔ یعنی ہندو امیدوار بغیر مسلمان رائے دہندگان کی امداد کے منتخب نہ ہو سکیگا اور مسلمان امیدوار بغیر ہندو رائے دہندگان کے منتخب نہ ہو سکیگا۔ بلکہ صحیح تر یہ سمجھئے کہ ایک امیدوار خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان وہ مجبور ہوگا کہ دوسرے فرقہ کے رائے دہندگان کی رائے حاصل کرے اور اگر اس میں اسکو کامیابی نہ ہوگی تو منتخب نہ ہو سکیگا۔ اور دوسرے فرقہ کے رائے دہندگان اسوقت رائے دیں گے جب وہ یہ دیکھ لیں گے کہ امیدوار کٹر قسم کا متعصب ہندو یا مسلمان نہیں ہے بلکہ منصف مزاج محب وطن ہے اور سب فرقوں کے مفاد کا اور نیز انصاف کا لحاظ رکھیگا اسکا یہ فائدہ ہوگا کہ تمام امیدوار تمام فرقوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کرینگے اور اپنا طرز عمل ایسا رکھیں گے کہ کسی کو جائز شکایت پیدا نہ ہو اور تمام امیدواروں کے لئے یہ ناممکن ہو جائیگا کہ وہ دوسرے فرقہ کے خلاف اشتعال انگیز پروپیگنڈا کر کے کامیابی کی امید رکھ سکے جیسا کہ آجکل جداگانہ انتخاب کی صورت میں ہو رہا ہے کہ جو امیدوار دوسرے فرقہ کو زیادہ سے زیادہ گالیاں دیسکے اسکو بے ایمان اپنے فرقہ کا دشمن اور اپنے فرقہ کے حقوق کا غاصب بلند آہنگی کے ساتھ کہہ سکے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے فرقہ کی رائے دہندگان کی امداد کی اسکو ضرورت نہیں ہوتی اور وہ بیخوف ہوکر جس قدر اس کے اندر طاقت ہوتی ہے دوسرے فرقہ کو گالیاں دیتا ہے۔ کیونکہ کامیابی کا انحصار اسی چیز پر ہوتا ہے۔ مگر مخلوط انتخاب میں اس قسم کا طرز عمل اختیار کرنے کی کسیکو جرات نہیں ہو سکتی کیونکہ کامیابی

ضرورت ہر ایک فرقہ کے امیدوار کو مجبور کر دیگی کہ وہ دوسرے فرقوں کا اعتماد حاصل کرنے کی صدق دلی کے ساتھ کوشش کرے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام فرقوں کے اندر روز بروز یگانگت و اتحاد بڑھیگا اور چونکہ نفاق بڑھانے کے اسباب باقی نہیں رہیں گے اس لئے بدظنی دور ہوکر اس کی جگہ محبت نے اعتماد اور اتحاد و اتفاق ترقی کریگا اور تھوڑے عرصہ کے بعد سارا ہندوستان امن چین کی زندگی بسر کرنے لگیگا اور خوش اعتمادی کی فضا میں سب فرقے ترقی کریں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرینگے۔

اس کے برعکس اگر جداگانہ انتخاب بدستور جاری رہا تو موجودہ بے اعتمادی بدظنی عداوت دشمنی اور نفاق و شقاق بھی بدستور جاری رہیگی اور نہ صرف قائم رہیگا بلکہ ترقی کرتا چلا جائیگا اور ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ ہمیشہ مشتعل رہیگی اور تمام اہل ہند کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ہمیشہ کشت و خون کا بازار کانپور کی طرح گرم رہیگا اور ہندو مسلمانوں کا خون بہتا رہیگا۔ اس حال میں کسی فرقہ کی ترقی ناممکن ہے بلکہ سب کو نقصان ہوگا اور اس حال میں کوئی فرقہ بھی ترقی نہ کر سکیگا۔

جداگانہ انتخاب اور حقوق مسلمین

عام طور پر یہ غلط فہمی پھیلا دی گئی ہے کہ جداگانہ انتخاب مسلم حقوق کے تحفظ کا ذمہ دار ہے لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے نہ صرف یہ کہ جداگانہ انتخاب سے اُلٹا نقصان پہنچتا ہے اور مسلم حقوق

یہ تو ہر شخص کو تسلیم ہے کہ جداگانہ انتخاب سے فرقوں کے اندر باہمی کشیدگی اور عداوت کو ترقی ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ وہی شخص کامیاب ہوتا ہے جو زیادہ سے زیادہ کٹر قسم کا متعصب امیدوار ہو۔ جو خوب گالیاں دوسرے فرقہ کو دے سکے جب یہ چیز طے شدہ ہے تو ظاہر ہے کہ تمام ممبران نہایت متعصب قسم کے منتخب ہو کر جائیں گے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا عیسائی اور سکھ جس فرقہ کے بھی ممبر ہوں گے وہ متعصب تنگدل اور لڑاکا ہوں گے اور چونکہ انکو یہ خیال ہوگا کہ اگر ہم نے رواداری اور انصاف برتا تو اپنے فرقہ کے اندر ہر دلعزیزی حاصل نہ ہو سکیگی اور جب تک اپنے فرقہ کی ہر دلعزیزی حاصل نہ ہوگی اسوقت تک دوسرے انتخاب میں کامیاب ہونا محال ہے اس لئے وہ رات دن یہی کوشش کریگا کہ دوسرے فرقہ کی مخالفت کرکے اور دوسرے فرقہ کے خلاف درشت کلامی کر کے اپنے فرقہ میں ہر دلعزیزی حاصل کرنی چاہیئے۔ یہ کوشش ہر اک ممبر کی ہوگی خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔

ظاہر ہے کہ مسلمان ہر جگہ سوائے پنجاب بنگال کے اقلیت میں ہیں اور پنجاب بنگال میں بھی صرف ۴ اور ۵ کی اکثریت میں ہیں جو اسوقت مسلم کانفرنس والوں کی ضد کی وجہ سے خطرے میں پڑی ہوئی ہے اور مرکزی مجلس مقننہ میں تو کسی صورت میں ایک تہائی سے زیادہ اُن کی تعداد نہیں ہو سکتی کیونکہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کا یہی مطالبہ ہے۔ اب فرض کر لیجئے کہ مسلمان ممبر بھی جداگانہ انتخاب کے ذریعہ کٹر قسم کے گئے اور ہندو اور سکھ بھی، تو کونسلوں اور اسمبلی میں زیادہ تعداد تو متعصب ہندو اور سکھوں ہی کی ہوگی مسلمان خواہ کتنا ہی زور لگائیں مگر وہ اکثریت کو اقلیت نہیں بنا سکتے۔ ہندو متعصب ممبران ہمیشہ ہی مسلمانوں کی مخالفت کریں گے اور چونکہ وہ اکثریت میں ہوں گے اس لئے رائے شماری پر وہی جیتیں گے۔

فرض کرو کہ مسلمانوں نے تمام ممبران مولانا شوکت علی جیسے بھیجے تو دوسری طرف سے بھی ہندو ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند جیسے ہی ممبران کو بھیجیں گے۔ اور صورت یہ ہوگی کہ ایک طرف ۳۰ شوکت علی اور دوسری طرف ستر مونجے ہوں گے اور ہار جیت زور زوری یا کمزوری پر نہ ہوگی بلکہ صرف دست شماری پر ہوگی۔ جدھر زیادہ ہاتھ اُٹھیں گے اُدھر ہی کی جیت ہوگی اور ظاہر ہے کہ ہاتھ تو مونجے کی طرف زیادہ ہوں گے کیونکہ اُن کی تعداد ستر کی ہوگی اور ہماری ۳۰ کی اور چونکہ سب ممبران جداگانہ انتخاب کے ذریعہ متعصب آئینگے اسلئے ہر اک معاملہ میں جس میں مسلمانوں کا فائدہ ہوتا ہوگا وہ مخالفت کرینگے اور اُن کی مخالفت کارگر ہوگی۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کی مخالفت کچھ بھی ہندوؤں کا نہیں بگاڑ سکیگی۔ کیونکہ وہ تعداد میں کم ہوں گے اور کم بھی اسقدر کہ آدھے سے بھی کم۔

بہرحال دنیا کا کوئی قابل سے قابل انسان بھی کسی بڑی سے بڑی اور کمزور سے کمزور دلیل سے بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ جداگانہ طریق انتخاب مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ جداگانہ طریق انتخاب مسلمانوں کے لئے مضر اور مہلک ثابت نہ ہوگا۔

اس کے برخلاف مخلوط انتخاب کی کوئی برائی اور کوئی خرابی بیان نہیں کی جا سکتی اس کے بہتر طریق انتخاب ہونے پر سب کا اتفاق ہے یہانتک کہ آج جو صاحب جداگانہ طریق انتخاب پر زور دے رہے ہیں وہ بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ فطری اور قدرتی طریق انتخاب تو مخلوط ہی ہے اور بالآخر یہی انتخاب کرنا پڑے گا۔ چنانچہ مولانا شوکت علی نے ابھی حال میں فرمایا ہے کہ "ذاتی طور پر تو میں مخلوط انتخاب کا حامی ہوں اور جداگانہ انتخاب کو پسند نہیں کرتا۔ مگر مسلمانوں کی عام خواہش جداگانہ کی ہے اس لئے اگر صرف پانچ سال کے لئے اسکو قبول کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں"۔ اسی طرح سر محمد شفیع، سر ذوالفقار علی، سر عبدالرحیم، سر عبدالقیوم مسٹر جناح مولوی محمد یعقوب مرادآبادی۔ سب لوگ مخلوط انتخاب پر اپنی رضامندی کا اظہار ۲۰ مارچ سنہ ۲۷ء میں کر چکے ہیں۔ اور اب تک دل سے اس کے حامی ہیں۔ چنانچہ سر شفیع اور مسٹر شاہنواز و مسز شاہنواز اس صورت میں مخلوط انتخاب پر اپنی رضامندی کا اظہار مہاتما گاندھی و ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر کر چکے ہیں۔

اس کے علاوہ کوئی حامی جداگانہ انتخاب یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ کیلئے اسکو تسلیم کر لیا جائے بلکہ کوئی دس سال کے لئے کہتا ہے اور کوئی پانچ سال کے لئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جداگانہ طریق انتخاب کو وہ بھی مفید اور بہتر طریق انتخاب نہیں سمجھتے اور انکو بھی اس امر کا احساس ہے کہ یہ غلط چیز ہے اور اس کو آگے چلکر چھوڑنا پڑیگا۔ بات صرف اسقدر ہے کہ جداگانہ انتخاب کی خرابیوں اور مضرتوں سے ہر ایک شخص واقف و آگاہ ہے اور اچھی طرح سے جانتا ہے کہ اس سے مسلمانوں کو سوائے نقصان کے ذرہ برابر فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ مگر اسی کے ساتھ ایک علم اور ہے وہ یہ کہ حکومت مخلوط انتخاب کو پسند نہیں کرتی اور چاہتی ہے کہ مسلمان جداگانہ انتخاب پر برابر

دیتے رہیں تاکہ اسکو یہ کہنے کا موقع ملے کہ یہ غیر طبعی و غیر فطری اور جمہوریت کے طریق انتخاب کو جاری رکھنے میں حکومت مجبور ہے۔ وہ کیا کرے کہ مسلمان مخلوط انتخاب کو منظور نہیں کرتے۔ حالانکہ اس طریق انتخاب سے اگر کسی کو فائدہ ہوتا ہے یا ہوا ہے تو وہ حکومت ہی ہے۔ حکومت کا فائدہ تو اسی میں ہے کہ ہندو مسلمان ہمیشہ ہی لڑتے رہیں اور کبھی اُن کے درمیان باہمی خوش اعتمادی پیدا نہ ہو۔

کمزور اور مہمل دلیل

جو لوگ جداگانہ طریق انتخاب پر زور دیتے ہیں باوجودیکہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بہتر طریق انتخاب مخلوط ہی ہے اور آیندہ پانچ سال کے بعد مخلوط انتخاب کو رائج کر دیا جائے مگر اس وقت جداگانہ انتخاب کی تائید میں یہ لغو و مہمل دلیل پیش کرتے ہیں کہ ”گو ہم ذاتی طور پر مخلوط انتخاب کو پسند کرتے ہیں مگر مسلمانوں کی اکثریت مخلوط انتخاب کی مخالف اور جداگانہ کی حامی ہے اس لئے ہم بھی انہیں کے ہمنوا ہیں“

ذرا غور سے دیکھا جائے تو اس دلیل کی کمزوری خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ رہنمائی اور پیشوائی کا اولین وصف یہ ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ قوم اور ملک کے لئے جس چیز کو وہ اپنی عقل اور ضمیر کی روشنی میں مفید اور بہتر خیال کرے اس کی طرف قوم کو دعوت دے اور قوم کو اسی طرف بلائے جس کو وہ قوم کے حق میں مفید سمجھتا ہو۔

تمام مذہبی و معاشرتی رہنماؤں کی زندگی کا مطالعہ کیجئے آپکو ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی کہ تمام دنیا کے رہنماؤں میں سے کسی ایک نے کبھی یہ طرز عمل اختیار کیا ہو کہ جس چیز کو وہ قوم و ملک کے لئے پسند کرتے تھے اس کو چھوڑ کر اس امر کی تائید کی ہو جس کو قوم و ملک پسند کرتا ہو خواہ اس کو وہ ناپسند کرتے ہوں اور ملک و قوم کے لئے مضر و مہلک سمجھتے ہوں اگر یہ طرز عمل رہنما اختیار کرتے تو آج دنیا میں ایک بھی اصلاح رائج نہ ہوتی۔

مثال کے طور پر سرور دو عالم کے اسوۂ حسنہ کا مطالعہ کیجئے حضور نے ساری زندگی بھر قوم کو اُس چیز کی دعوت دی جس کو آپ اُن کیلئے بہتر اور اُن کے دین و دنیا کے لئے مفید خیال فرماتے تھے، کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی کہ حضرت سرور کائنات نے کسی امر کو غلط سمجھتے ہوئے یا اس کو قوم اور امت کے لئے مضر تصور فرماتے ہوئے محض اس وجہ سے اسکو قبول کر لیا ہو کہ عوام اس کے لئے اصرار کر رہے ہیں اگر ایسا طرز عمل اختیار فرماتے تو نہ توحید کی تبلیغ ہو سکتی نہ شرک و بت پرستی کا انسداد ہو سکتا نہ دختر کشی کا سد باب ہوتا اور نہ ہزاروں گمراہیاں جو پھیلی ہوئی تھیں ان سے دنیا کو نجات ملتی۔

حضور کا اسوۂ حسنہ تو یہ تھا کہ امت کے خیر و فلاح اور ملت کی سعادت و اصلاح کے لئے جس چیز کو صحیح سمجھا اس کو دنیا بھر کی مخالفت کے باوجود دنیا کے سامنے پیش کیا اور اہل دنیا کو اس کی دعوت دی اس کی طرف بلایا یہ نہیں کیا کہ چونکہ عوام کی رائے اس کے خلاف تھی اس لئے اس کو چھوڑ دیا ہو اور عوام کا ساتھ دینے لگے ہوں۔

یہی اسوۂ حسنہ صحابہ کرام کا تھا انہوں نے بھی جس چیز کو حق سمجھا بلا خوف لومۃ لائم اس پر عمل کیا اور اسی کی دعوت دی۔

سوال صرف یہ ہے کہ امر حق کیا ہے ملت کا مفاد کس طریق انتخاب کے ساتھ وابستہ ہے اور کس سے امت کے مفاد کو نقصان پہنچیگا۔ اس امر کے متحقق ہو جانے کے بعد اس کی تائید اس کی تبلیغ و اشاعت اور اس کی دعوت سے جی نہیں چرانا چاہیئے خواہ عوام کالانعام اس کے کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں۔ اُنکی مخالفت کی رتی بھر پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے اور اگر عوام کے خوف سے ہم امر حق کی دعوت دینے سے باز رہیں گے تو امت مرحومہ صراط مستقیم کی طرف کبھی بھی گامزن نہ ہو گی اور ہمیشہ ہی ضلالت و گمراہی میں مبتلا رہیگی۔

پس اگر آپ ہمارے ساتھ اس امر میں متفق ہیں کہ مخلوط انتخاب بہتر طریق انتخاب ہے اور جداگانہ انتخاب مسلمانوں کے ملکی و ملی مفاد کے لئے زہر قاتل ہے تو بیخوف ہو کر عوام کے سامنے اس رائے کا اظہار کرنا چاہیئے اور مخالفت عوام سے خوف زدہ نہ ہونا چاہیئے کہ یہ عارضی مخالفت ہو گی۔ کچھ عرصہ کے بعد حق آفتاب کی طرح روشن ہو کر عوام کے سامنے بھی آ جائیگا اور وہ بھی صحیح و غلط میں تمیز کرنے لگیں گے۔

لیکن اوپر کی سطور میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ یہ فرض کر کے لکھا گیا ہے کہ واقعی عام مسلمان جداگانہ طریق انتخاب کو پسند کرتے ہیں۔ مگر ہم پورے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط اور از سرتا پا کذب و بہتان ہے۔ عوام بیچارے نہ مخلوط انتخاب کو سمجھتے ہیں اور نہ جداگانہ انتخاب کو۔ ان کے سامنے تو جس چیز کو بھی پیش کیا جاتا ہے وہ اسی کے حق میں ہو جاتے ہیں۔ ایک ہی مجمع ہوتا ہے کہ اس کے سامنے مولانا شوکت علی تقریر کر کے جداگانہ طریق انتخاب کی تائید اس سے کرا لیتے ہیں اور اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان اس کی حمایت کر دیتے ہیں۔ اور اسی مجمع سے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری مخلوط انتخاب کی تائید پر جوش اور فلک شگاف اللہ اکبر کے نعروں سے کرا لیتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اتنی استعداد اور اسقدر صلاحیت نہیں رکھتے کہ ان اہم مسائل کی باریکیوں اور پیچیدگیوں کو سمجھیں یہی وجہ ہے کہ ہر ایک فریق اُن سے اپنی تائید کرا لیتا ہے۔

اور اس امر کا امتحان اس طرح ہو سکتا ہے کہ مولانا شوکت علی کسی مجمع کے سامنے مخلوط انتخاب کی تائید اور جداگانہ انتخاب کی مخالفت میں تقریر کر کے دیکھ لیں جس طرح آج وہ اپنے سامعین سے جداگانہ انتخاب کی تائید کرا لیتے ہیں بالکل اسی طرح امن و سکون کے ساتھ مجمع مخلوط انتخاب کی تائید کر دیگا۔

اسی طرح حامیان مخلوط انتخاب جس طرح اپنے سامعین سے مخلوط انتخاب کی تائید کرا لیتے ہیں نہایت آسانی کے ساتھ جداگانہ انتخاب کی تائید کرا سکتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عوام کی کوئی رائے نہیں ہے بلکہ وہ تو ہر ایک مقرر کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔

جب عوام کی یہ حالت ہے تو پھر یہ بہانہ تراشنا کہ ہم تو مخلوط انتخاب کو پسند کرتے ہیں مگر عوام کی رائے اس کے خلاف ہے سرتا پا غلط بلکہ کھلا ہوا مکر و فریب ہے۔ آؤ اور اُن لوگوں کے ساتھ جو مخلوط انتخاب کے حامی ہیں ہندوستان کا دورہ کرو اور لوگوں سے مخلوط انتخاب کو قبول کرنے کے لئے کہو جداگانہ انتخاب کی مضرتیں بیان کرو اور انکو بتلا دو کہ ملت کا فائدہ کس میں ہے۔ پھر اگر ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام ہندوستان تمہاری تائید نہ کرے تو مخلوط انتخاب کی حمایت سے دست بردار ہو جانا اور اگر اس پر رضامند نہیں ہوتے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم خود ہی نہیں چاہتے کہ جداگانہ انتخاب کی لعنت ہندوستان سے دور ہو اور بہانہ اندازی بناتے ہو عوام کا حالانکہ ان غریبوں کو کسی بات کی بھی خبر نہیں ہے۔

بہرحال اگر اتحاد بین المسلمین کی ذرہ برابر بھی تمکو خواہش ہے تو یہ طریقہ اختیار کرو یا پھر یہ کہنا ترک کرو کہ ہم ذاتی طور پر تو مخلوط انتخاب کے حامی ہیں اور صاف صاف کہو کہ ہم خود ہی جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں اور جداگانہ انتخاب کے حق میں دلائل و براہین پیش کرو۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

جداگانہ انتخاب سے ایک شدید خطرہ

آج جو لوگ جداگانہ انتخاب پر عوام کا بہانہ اور حیلہ تراش کر زور دے رہے ہیں وہ اس خطرہ سے آگاہ نہیں ہیں یا پھر دانستہ اس سے اعراض کر رہے ہیں کہ یہ ایسی لعنت ہے کہ جو مستقل طور پر مسلمانوں کے اندر نفاق و شقاق کا بیج بو دیگی۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کے اندر تفرق و تشتت مستقل طور پر جگہ کر لیگا۔

ہم آج اس پر زور دے رہے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب قائم رکھا جائے مگر کل یہی مطالبہ مسلمانوں سے مسلمانوں کی دوسری جماعتیں جو اقلیت میں ہیں کرنے لگیں گی۔ مثلاً شیعہ جماعت کہیگی کہ ہمارے لئے نشستیں مخصوص اور انتخاب جداگانہ کر دیا جائے اور شیعہ امیدوار کو صرف شیعہ رائے دہندگان ہی منتخب کریں یعنی سنی ووٹ نہ دیں کیونکہ سنیوں کی اکثریت ہے اور سنی امیدوار کے مقابلہ پر شیعہ امیدوار کامیاب نہیں ہو سکتا اور اگر نشستیں مخصوص کر دی گئیں اور انتخاب شیعہ سنیوں کا مشترک رہا تو وہی اعتراض جو اس وقت مسلمان ہندوؤں کے مقابلہ پر کرتے ہیں شیعہ جماعت سنیوں کے مقابلہ پر کریگی چنانچہ شیعوں کی طرف سے اس قسم کی صدائیں بلند ہونی شروع ہو گئی ہیں وہ صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ یا تو مخلوط انتخاب کرو ورنہ شیعوں کی نشستیں مخصوص کرو اور آبادی کے تناسب سے نمائندگی کا حق متعین کر دو۔

آج شیعوں کی طرف سے یہ مطالبہ ہے کل اہلحدیث پرسوں احمدی اور اسی طرح وہابی و بدعتی کی تقسیم کا مطالبہ ہوگا۔ یہاں تک کہ سیدوں شیخوں مغلوں اور پٹھانوں کی طرف سے بھی یہی مطالبہ ہوگا کہ ہمارے لئے نشستوں کا تعین کر دو۔ غرض یہ کہ افتراق و انتشار کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جائیگا جس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہ سکیگی اور ملت اسلامیہ اجزائے پریشان کا نام رہجائیگی۔

مسلمانو سوچو اور غور کرو کہ خود غرض اصحاب تمہیں کہاں لیجانا چاہتے ہیں اور تباہی کے کیسے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔

اتحاد بین المسلمین کا ایک نیا طریقہ

آج مسلمانوں میں اسی مخلوط و جداگانہ طریق انتخاب پر دو جماعتیں بن گئی ہیں اور باوجودیکہ ہر طرف سے وعظ و نصیحت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کو اختلاف دور کر کے اتحاد و اتفاق کر لینا چاہیئے۔ مگر جس قدر زیادہ زور اتحاد و اتفاق پر دیا جا رہا ہے اسیقدر زیادہ اتفاق ہم سے دور ہو رہا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اس سوال پر ہرگز ہرگز اتفاق نہ ہوگا کیونکہ ایک فریق جداگانہ انتخاب پر سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہے اور حکومت اس کی مدد پر ہے۔ کیونکہ اس کی دلی خواہش ہے کہ جداگانہ طریق انتخاب قائم و برقرار رہے۔

اس لئے ہندوستان کے اندر تو بظاہر اس سوال کا حل ناممکن ہے البتہ ایک دوسری تجویز ہمارے ذہن میں آئی ہے اور وہ قابل عمل بھی ہے۔ اگر اسپر سب لوگ اتفاق کر لیں تو اس سوال کا حل نکل سکتا ہے۔

ہماری تجویز یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اپنے ملک سے ایک ایک مدبر کو نامزد کر دیں مثلاً ایک ترکی حکومت کی طرف سے مدبر نامزد کیا جائے ایک ایرانی حکومت کی طرف سے۔ ایک مصری حکومت کی طرف سے ایک ایک عراق و حجاز کی طرف سے ایک افغانستان کی طرف سے اور یہ سب ہندوستان آن کر ہندوستان کی دونوں جماعتوں کے بیان لیکر اپنا فیصلہ صادر کریں اور اس فیصلہ کو دونوں جماعتیں منظور کر لیں خواہ یہ فیصلہ کسی کے حق میں اور کسی کے خلاف ہو۔ اسلامی ممالک کو ہم سے زیادہ سیاسیات میں دخل ہے وہ عملی طور پر اس سے واقف ہیں اور وہ آزاد ہیں ہم غلام۔ وہ ہم سے بہتر طریق پر سیاسیات کی گتھیوں کے سلجھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اور مخلوط و جداگانہ انتخاب کے حسن و قبح کو وہ ہم سے زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اس لئے اُن کا فیصلہ بالکل صحیح فیصلہ ہوگا۔ البتہ اس اسلامی مندوبین کے مصالحتی بورڈ کے سامنے اپنا اپنا نقطۂ نظر رکھنے کی دونوں جماعتوں کو پورا موقع ملنا چاہیئے اور اس کی یہ صورت ہے کہ دونوں جماعتوں کی طرف سے پانچ پانچ آدمی منتخب کئے جائیں جو اپنی اپنی جماعت کے خیال اور نقطۂ نظر کو مدلل طور پر بورڈ کے سامنے پیش کر دے۔

ہمارے نزدیک جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے اس سے بہتر دوسری تجویز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسلامی ممالک کے مندوبین سے ہم میں سے کسی کو یہ خطرہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی ایک جماعت کی طرفداری کریں گے۔ یا جان بوجھکر مسلمانان ہند کو نقصان پہنچا دیں گے۔

مگر ہمیں یقین ہے کہ حامیان جداگانہ انتخاب کبھی اس تجویز کو تسلیم نہ کریں گے اس لئے کہ ان میں جو لوگ وابستگان دامن حکومت ہیں وہ کب اس پر رضامند ہو سکتے ہیں۔

مولوی کو "مالوی" کا خطاب

ناظرین مولوی کو علم ہے کہ مولوی جس دن سے پردۂ عدم سے عالم وجود میں آیا ہے سیاسی مسائل میں اس کی پالیسی ہمیشہ قوم پرستانہ رہی ہے۔ وہ تقسیم حقوق اور تحفظ حقوق کا بذریعہ کاغذی مفاہمت قائل نہیں ہے وہ ہمیشہ اپنے ناظرین کے سامنے اعتماد علی اللہ و اعتماد علی النفس کی حکمت عملی پیش کرتا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو جدوجہد اور ایثار و قربانی کی راہ پر گامزن ہونے کا مشورہ دیتا رہا ہے کہ اس کے نزدیک حصول حقوق و تحفظ حقوق کا صحیح راستہ یہی ہے۔ اسی ایک اصول کی بنیاد پر وہ سیاسی مسائل پر اظہار رائے کرتا رہا ہے۔

گزشتہ ماہ کے مولوی میں جو شذرات سپرد قلم کئے گئے تھے وہ اسی بصیرت کے ماتحت تھے اور ان لوگوں سے اختلاف کا اظہار کیا گیا تھا جو انگریز پر اعتماد کرتے ہیں مگر کانگریس سے لڑتے رہنے کا مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں۔

ان شذرات کی بنا پر مقامی معاصر الامان نے غریب "مولوی" کو "مالوی" کا خطاب مرحمت فرمایا ہے اور مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ اس سے ہوشیار رہیں اور طرز تحریر ایسا ہے جس سے یہ خیال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مولوی ابتدا

کو کانگریس کے خزانہ سے بہت بڑی امداد ملتی ہے۔ ورنہ اتنا بڑا رسالہ اسقدر کم قیمت میں کیونکر شائع ہو سکتا ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اس رسالہ کے اصلی اڈیٹر مولانا عارف ہسوی ہیں جو کانگریس کے سکرٹری ہیں اور ایک مشہور کانگریسی ہیں یعنی مولوی کو مالوی خطاب دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

پہلا الزام تو یہ ہے کہ مولوی اس قدر سستا کیوں نکلتا ہے اور اس کی اشاعت اسقدر زیادہ کیوں ہے اس کا مودبانہ جواب یہ ہے کہ الامان کے مالک بھی اگر چاہیں تو اتنا ہی بڑا اور اسیقدر سستا رسالہ نکال سکتے ہیں صرف یہ شرط ہے کہ اپنی جیب کے ساتھ خریداروں کی جیب کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا احساس پیدا کرنا پڑے گا اور ساری توجہ اور سارا وقت اور پوری قوت و محنت اسی پر صرف کرنی پڑیگی اور اگر ایسا نہ کیا جائیگا تو ظاہر ہے کہ الامان کی طرح مولوی سے نصف حجم کا رسالہ بھی دو روپیے میں بیچنا پڑے گا۔

باقی رہا مولانا عارف کی اڈیٹری کا سوال تو معزز معاصر الامان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ غلط ہے کہ مولوی کے اصلی اڈیٹر مولانا عارف ہسوی ہیں۔ صرف اسیقدر صحیح ہے کہ وہ بھی کسیقدر مولوی کو امداد دیتے ہیں۔ اگرچہ پچھلے سال کانگریس کی تحریک کے زمانہ میں ان سے بہت ہی کم امداد ملی ہے کیونکہ وہ اپنا سارا وقت سیاسی تحریک میں دیتے رہے ہیں اور شذرات بھی اُن کے قلم سے حاصل نہیں کئے جا سکے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے شذرات اس زمانہ میں بھی اسی پالیسی پر مبنی ہوتے تھے جو روز اول سے اس نے اپنے لئے مقرر کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جس وقت نئی پریس آرڈیننس کا نفاذ ہوا تو مولوی سے بھی پانسو روپیے کی ضمانت طلب کر لیگئی۔ مگر الحمدللہ کہ اس کے بعد بھی اس کی پالیسی میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا اس نے بیدردانہ جو روش اپنی بصیرت کے مطابق اپنے سامنے اختیار کی تھی اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی منحرف نہیں ہوا۔ دکھایہ

دربار الامان سے مولوی کو مالوی کا خطاب عطا ہوا ہے مولوی اس خطاب کے لئے اپنے معزز معاصر کا شکر گزار ہے کہ اس نے نادانستہ بھی مولوی کی قومی خدمات کا اعتراف کر لیا۔ کیونکہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ مالوی سے زیادہ اپنی ہندو قوم کا کوئی دوسرا سچا اور مخلص رہنما نہیں ہے اور رونا اسی بات کا ہے کہ مسلمانوں کے اندر ایک بھی مالوی جیسا رہنما نہیں ہے۔ اگر مولوی واقعی مسلمانوں کا مالوی ہے تو اس سے بڑھ کر اس کے لئے اور خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے۔

سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ چونکہ مولینا عارف ہسوی مشہور کانگریسی ہیں اس لئے مولوی مالوی ہو گیا اگر یہ کلیہ صحیح تسلیم کر لیا جائے تو مولینا ابو الکلام آزاد، ڈاکٹر انصاری، خواجہ عبد المجید، مسٹر تصدق احمد خان شروانی، ڈاکٹر سید محمود، مولانا کفایت اللہ مولینا حسین احمد صاحب مدنی، مولانا عبد القادر قصوری، مولینا سید عطاء اللہ بخاری، مولینا عبد الحلیم صدیقی مولینا احمد سعید، مولینا حبیب الرحمن لدھیانوی مولانا محمد نعیم لدھیانوی اور وہ سینکڑوں مسلمان زعماء جو جمعیت ملت مسلم کانفرنس لکھنو میں شامل ہوئے اور کانگریسی خیال کے ہیں سب کے سب مالوی ہیں۔ اور ایسے ہی دشمن اسلام جیسے کہ مالوی کی نسبت الامان کا خیال ہے۔ اگر یہ تمام زعماء اور علماء مالوی نہیں ہیں تو مولوی نہایت خوشی سے اس خطاب کو قبول کرتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے۔

لیکن اگر الامان کو ان لوگوں سے اختلاف کرنے کا حق ہے جو کانگریسی مسلمان کہلاتے ہیں اور اُن کو غدار اسلام کش ہندو پرست گاندھی کے غلام دشمن اسلام کے خطابات سے یاد کرنے کا بھی حق ہے تو کم از کم مولوی کو تہذیب و شائستگی کے ساتھ ان لوگوں سے اختلاف کرنے اور انپر سنجیدہ و معقول اور مدلل طریق پر نکتہ چینی کرنے کا حق ضرور دینا پڑے گا۔ جنکی رائے سے اس کو اتفاق نہیں ہے۔ مولوی کے صفحات موجود ہیں اگر ایک لفظ بھی ہمیں ایسا دکھا دیا جائے جو پایۂ متانت و ثقاہت سے گرا ہوا ہو تو ہم بصد عجز و انکسار معافی مانگ لیں گے۔

اصل یہ ہے کہ اختلاف رائے کو ہم برداشت ہی نہیں کر سکتے جہاں کسی نے ہماری رائے کے خلاف اظہار رائے کیا فوراً ہم اس پر بے ایمانی اور بد دیانتی کا الزام لگا دیتے ہیں اور یہی وہ طرز عمل ہے جس نے مسلمانوں کے اندر اختلاف کو دشمنی و عداوت کی صورت میں منتقل کر دیا ہے الحمد للہ کہ مولوی کا دامن اس داغ سے پاک ہے۔

مولانا شوکت علی گو بیک

ابھی گزشتہ مہینہ میں مولانا شوکت علی صاحب لاہور تشریف لے گئے تھے اسٹیشن پر رضاکاروں کی ایک جماعت جہاں استقبال کے لئے گئی تھی وہیں ایک جماعت مخالفانہ مظاہرہ کے لئے بھی پہنچ گئی تھی اور اس نے شوکت علی گو بیک کے نعرے لگائے جس سے دونوں جماعتوں میں کشمکش ہو گئی۔ اور آپس میں لڑائی ہونے لگی۔

ہم عام طور پر اس قسم کے مخالفانہ مظاہروں کے سخت خلاف ہیں جن لوگوں کو مولینا شوکت علی سے اختلاف ہے ان کا فرض ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے برداشت کریں۔ اگر اسی طرح مظاہرہ بازی شروع ہو گئی تو پبلک لائف سخت گندی ہو جائے گی اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ ابتدا دوسری طرف سے بمبئی میں کی گئی تھی جسکا یہ افسوسناک نتیجہ نکلا کہ ایک قوم پرست مسلمان کی جان ضائع ہوئی اور خلافت والوں نے قتل کر ڈالا۔ اس سے قبل مولینا احمد سعید پر حملہ کیا گیا تھا۔

مگر اس کے باوجود ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ خواہ مسلم کانفرنس والوں کی طرف سے کچھ ہی ہو قوم پرستوں کی طرف سے جوابی مظاہرے بھی نہ ہونے چاہئیں خصوصاً مولانا شوکت علی کے خلاف اس قسم کے مظاہرات کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ مولانا شوکت علی کی طبیعت نہایت زود رنج اور اثر پذیر واقع ہوئی ہے۔ وہ اس قسم کی باتوں کو خفیف الحرکاتی سمجھکر نظر انداز نہیں کرتے اور نہ پبلک لائف کے لئے لوازم سمجھکر ہنسی میں اس کو ٹال دیتے ہیں بلکہ وہ ان باتوں کو گرہ باندھ لیتے ہیں اور دل کی گہرائی میں انکو جگہ دیکر اس سے اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ بڑے بڑے اہم قومی مسائل کے حل اور تصفیہ میں یہ چیز حائل ہو جاتی ہیں۔ ہر شخص کی افتاد طبیعت جدا ہوتی ہے مہاتما گاندھی دنیا بھر کی گالیاں خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے ہیں اور پھر ٹھنڈے دل سے اختلافی مسائل پر غور کر سکتے ہیں وہ اس قسم کی باتوں کو اس طرح بھول جاتے ہیں گویا کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس کے بر عکس مولینا شوکت علی ایسی باتوں کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۷ پر ملاحظہ کیجئے)

خطبہ

الحمد للہ حمدا کثیرا کما امر و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ارغاما لمن جحد بہ وکفر و اشھد ان سیدنا و نبینا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ سید الخلائق والبشر و علی الہ و اصحابہ مصابیح الغرر۔ اما بعد۔ یا معشر المسلمین۔

اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم الحرام سے ہوتا ہے اگر چشم بصیرت وا ہو تو ہر ایک چیز کا آغاز اس کے انجام کی طرف ہماری رہنمائی کرسکتا ہے ماہ محرم الحرام جس نئے سال کا آغاز کر رہا ہے اس کے آغاز کے لمحوں کے ساتھ گذشتہ سال کے انجام کی ساعتیں ملی ہوئی ہیں اگر ہم اپنے پہلو میں ایک عبرت پذیر قلب رکھتے ہیں تو ہر آغاز کے ساتھ اس کے انجام پر بھی ہماری نظر پڑنی چاہیئے کیونکہ

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

اسلامی تعلیم کا غائر نظر سے مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر قدم پر مسلمانوں کو عواقب و نتائج کی طرف توجہ دلاتا ہے قرآن کریم میں بلا مبالغہ بیسیوں جگہ انجام و عواقب کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور احادیث نبوی میں خاص طور پر اعمال و افعال کے محاسبہ پر زور دیا گیا ہے احتساب نفس و احتساب اعمال ہی وہ عمل ہے جو انجام کی طرف قلب کو روشن کردیتا ہے یہ احتساب ہر لحظہ آغاز اور اس کے انجام کے ساتھ وابستہ ہو۔

مثلاً ماہ محرم الحرام سے نئے سال کا آغاز ہوتا ہے مگر ہر سال اس آغاز سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے اسی طرح ہم اس کے انجام سے بھی دوچار ہوتے ہیں مگر کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ہماری توجہ انجام کی طرف نہیں جاتی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ آغاز سے ہم کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ انجام سے کوئی عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

ماہ محرم الحرام ہمیں ہر سال بزبان حال یہ دعوت دیا کرتا ہے کہ گذشتہ ایک سال کا محاسبہ کرو اور سوچو کہ بارہ مہینے کی طویل مدت میں ہم نے کس قسم کے اعمال و افعال انجام دیئے اور کس حد تک وہ اعمال اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق تھے کتنے ایسے اعمال ہم نے انجام دیئے جو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی و رضا جوئی کے معیار پر پورے اترتے تھے اور کتنے ایسے افعال ہم سے سرزد ہوئے جن کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ وہ انہیں کے احکام کے خلاف تھے سال بھر کے اعمال و افعال کے حسن و قبح پر ہی سال گزشتہ کے انجام کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔

برادران اسلام! ہم جب سال نو کا آغاز کرتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ عمر میں ایک سال اضافہ ہوگیا ہے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ خلاق عالم نے ہماری جو عمر مقرر فرمائی تھی اس میں اضافہ نہیں بلکہ ایک سال کی کمی ہوگئی لیکن اس کمی عمر پر بھی دو طرح سے اظہار مسرت کرنا صحیح ہوسکتا ہے ایک اس وقت جب گزشتہ سال ہمارا ایسا گذرا ہو کہ اس کے لیل و نہار پر نظر احتساب ڈالی جائے تو اس کا ہر لمحہ خدا اور اس کے رسول کے اتباع احکام اور اطاعت و بندگی میں گذرا ہو ایک مرد قانت کے لئے اس سے بڑھکر خوشی کا اور کونسا موقع ہوسکتا ہے کہ اس کی عمر کے لمحات خدا کے احکام اور رسول اللہ کی پیروی میں گذریں اس پر جس قدر اظہار مسرت و خوشی کیا جائے وہ کم ہے لیکن بدقسمتی سے اگر یہی لمحات احکام خداوندی و فرمان رسول کی خلاف ورزی میں بسر ہوئے اور معصیت و گنہ گاری میں گذرے تب بھی ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ ایسی پر معصیت زندگی کا ایک سال کم ہوگیا اور ایسی زندگی کے لیل و نہار جس قدر جلد گذر جائیں اسی قدر بہتر ہوگا۔ بہرحال سال نو کا آغاز ہمارے لئے موجب مسرت بن سکتا ہے اگر ہم اعمال پر احتساب کی نظر رکھیں اور ہر ایک عمل اور ہر ایک فعل کا جائزہ لیکر آیندہ سال کے لئے اس سے سبق حاصل کریں۔

برادران اسلام! دوسرا پہلو اس ماہ محرم الحرام کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کے یوم عاشورا کی بے انتہا فضیلت بیان فرمائی ہے حضور نے فرمایا ہے کہ اسی یوم عاشورا کو حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو فرعون پر فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی تھی یعنی اسی دن حضرت موسیٰ کو غلامی سے اپنی قوم کو نجات دلانے میں کامیابی حاصل ہوئی تھی حدیث میں ہے کہ یہودی اس دن روزہ رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہودی اس یوم عاشورا کو کیوں روزہ رکھتے اور کیوں اس کو اس قدر مقدس سمجھتے ہیں تو حضور سے عرض کیا گیا کہ اسی دن حضرت موسیٰ کو فرعون پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ تو حضور نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی موسیٰ کا زیادہ احق ہوں اور آپ نے خود عاشورا کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ رکھیں۔

برادران اسلام! اس سے معلوم ہوا کہ غلامی و محکومی بہت ہی بڑی لعنت ہے اور اس سے نجات ملنی بہت بڑی نعمت ہے جس پر خدا کا شکر ادا کرنا ضروری ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کی آزادی کی یادگار کو اپنا لیا اس سے [illegible] کہ [illegible] قوموں کی آزادی سے [illegible] خوشی ہونا چاہیئے [illegible] قوموں کی غلامی [illegible] کو [illegible] محسوس کرنا چاہیئے مگر آج تو ہم خود غلام ہیں [illegible] بنی اسرائیل کی آزادی کی یادگار [illegible] ایک طرف [illegible] اپنی غلامی [illegible] ہم کو پوری طرح محسوس نہیں [illegible] اور [illegible] ان کے غلامی و محکومی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ان میں [illegible] سب [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور منزل پر منزل طے کرتے ہیں اور آزادی کی طرف بڑھ رہے ہیں مگر ایک ہم ہیں کہ نہ صرف محکومی کی ذلت کو محسوس نہیں کرتے اور جمود و غفلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں [illegible] آزادی کی راہ قطع کر رہے ان کے راستہ میں سنگ راہ بنتے ہیں اور قطع مسافت میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔

[illegible] اور غور کرو کہ ہمارے آقائے نامدار کا اسوۂ حسنہ تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل کی آزادی کی یادگار کو اپنا بنا لیا اور حکم فرمادیا کہ تمام مسلمان اس کو اختیار کریں مگر ان کے نام لیوا ہم ہیں کہ اپنی زنجیر غلامی اور طوق محکومی کو بھی اتار پھینکنے کی

طرف سے غافل و بے پروا ہیں اور نہ صرف غافل ہیں بلکہ جو ہاتھ اس طوق و زنجیر سے نجات دلانے کیلئے اللہ رہے ہیں اور جو قدم بڑھ رہے ہیں ان کو روکتے اور مزاحم ہوتے ہیں۔

برادران اسلام! یوم عاشورار کے متعلق اور بھی فضائل وارد ہوئے ہیں مثلاً یہی تاریخ ہے جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اسی تاریخ کو حضرت نوح کی کشتی کوہ جودی پر جاکر ٹھیری تھی اور یہی تاریخ تھی جبکہ حضرت ابراہیم نمرود کی آگ سے صحیح سلامت نکلے تھے اور بہت سے انبیاء علیہم السلام کے مقاصد بھی پورے ہوئے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے اور اس دن روزہ رکھنے کی بڑی تاکید ہے مگر اب یہ حال ہے کہ یوم عاشورار کا روزہ ہم لوگ بالکل بھول ہی گئے ہیں اور اس کے بجائے دیگر خرافات میں مصروف ہیں جن کی نہ کوئی سند ہے اور نہ جواز کی دلیل۔

بہرحال ہمارا فرض ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی ہمیں مطلوب ہے تو اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلیں اور محرم الحرام کے متعلق اولین فرض ہمارا یہی ہے کہ یوم عاشورار کا روزہ رکھیں اور جس بنا پر حضور نے یہ روزہ اختیار فرمایا تھا اس کو پیش نظر رکھیں اور وہ بنا حضرت موسیٰ کی فرعون پر فتح اور بنی اسرائیل کی آزادی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی خدا کی عطا کی ہوئی آزادی کی کوشش کریں اور غلامی سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کریں۔

تیسرا پہلو اس ماہ محرم الحرام اور یوم عاشورار کا سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ کا واقعہ ہے اس واقعہ عظیمہ کو تیرہ سو سال گذر چکے ہیں مگر ہنوز المحرم کا مہینہ خصوصاً اس کی دسویں تاریخ ہر سال خون کے آنسو رلاتی اور سینہ دل کو غم و اندوہ کی آگ سے کباب کر دیتی ہے اور ہر ماہ محرم شہر شہر اور ہر کرب و بلا کی یاد تازہ ہوتی ہے کربلا جہاں سبط پیغمبر فرزند رسول فاطمہ زہرا کے لخت جگر اور علی مرتضیٰ کے نور بصر کو سنگدل وحشی اور نور ایمان کی روشنی سے بہت کم واسطہ رکھنے والے انسانوں کے ایک ہجوم نے انتہائی شقاوت انتہائی بیرحمی و سنگدلی اور انتہائی بے دردی و بربریت کے ساتھ شہید کر ڈالا تھا میں نے انسانوں کا ہجوم غلط کہا نہیں وہ تو خونیں درندوں کی بھیڑ تھی انسانیت سے خارج وحشیوں کا ہجوم تھا رحم انسانیت ایمان سب سے اس گروہ نے قطع تعلق کر لیا تھا اور اپنا رشتہ وحشت و بربریت بیرحمی سنگدلی اور درندگی سے جوڑ لیا تھا۔

اس انسان صورت درندوں نے اس ذات اقدس و اعلیٰ کو کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر خاک و خون میں تڑپا دیا جو دوش محمد کا سوار تھا جس کو محمد رسول اللہ نے اپنا فرزند فرمایا تھا جس کے رخ پر گیسو کے ہزار ہا بار محمد رسول اللہ نے بوسے لئے جس کی نسبت حضور نے فرمایا کہ جو اس سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا جو ان سے عداوت رکھیگا وہ مجھ سے عداوت رکھیگا جس کی نسبت فرمایا جنت کی خوشبو میں بسے ہوئے ہیں جسکے متعلق فرمایا کہ وہ جوانان جنت کے سردار ہیں جن کے لئے حضور سجدے میں اسلئے دیر لگا دیتے تھے کہ وہ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے تھے اور آپ اس لئے سجدے سے سر نہیں اٹھاتے کہ کہیں آپ گر نہ پڑیں اور جن سے حضور کو اس قدر محبت تھی کہ اگر صحن مسجد میں آپ بچپن میں بھی آتے ہوتے اور پاؤں لڑکھڑاتے تو حضور جمعہ کا خطبہ چھوڑ کر آپ کو گود میں اٹھا لیتے اس اندیشہ سے کہ کہیں آپ گر نہ پڑیں اسی حسین ابن علی و فاطمہ کو اس انسانیت دشمن گروہ نے کربلا میں شہید کر ڈالا تھا اور پھر کس طرح شہید کیا کیوں شہید کیا یہ داستان اس قدر درد انگیز اس قدر دلدوز اور اس قدر غم افزا ہے کہ اگر دل میں ایمان کی ذرہ برابر بھی روشنی ہے تو آنسوؤں کی روانی دل کی تڑپ اور روح کے اضطراب کے بغیر نہیں سن سکتا۔

برادران اسلام! ہم ہر سال کربلا کے اس حادثہ جانگزا پر آنسو بہاتے ہیں اور درد و غم کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتے ہیں مگر اسی کے ساتھ ہمیں اس امر پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ یہ حادثہ کیوں پیش آیا وہ کون سے اسباب تھے جنہوں نے ان لوگوں کی ایک جماعت کے دل سے نور ایمان سلب کر لیا تھا کہ اپنے نبی کے نور سے اور خاندان نبوت کے تمام افراد کو اپنے ہی ہاتھوں سے شہید کر ڈالنے پر آمادہ کر دیا تھا۔

کیا یہ جماعت کافر تھی کیا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائی تھی کیا قرآن کو نہیں مانتی تھی کیا رسول کی منکر تھی؟ نہیں یہ کافروں کی جماعت نہ تھی یہ خدا اور اس کے رسول سے انکار بھی نہیں کرتی تھی قرآن کو بھی اللہ ہی کا کلام مانتی تھی اور محمد کو خدا کا رسول کہتی تھی پھر تم نے دیکھا کہ اسی جماعت نے اپنے نبی کے نواسے کو شہید کر دیا اور بجز ایک سید سجاد کے باقی تمام اہلبیت کرام کو موت کے گھاٹ اتار دیا یہ کیوں؟

برادران اسلام! اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ دنیا کی لالچ دنیا کی طمع اور دنیاوی فائدہ کی حرص نے ان کے دلوں کو نور ایمان سے خالی کر دیا تھا وہ سب کچھ جانتے تھے پھر بھی آنکھوں پر پٹی باندھ لی تھی اور جان بوجھکر راہ حق سے برگزدا ہو کر باطل کا راستہ اختیار کر لیا تھا اصلی جماعت تو وہ تھی جو خلافت حقہ کو مٹا کر سلطنت قائم کرنا چاہتی تھی اور دوسری جماعت وہ تھی جو اس جماعت کا خود غرضی کی بنا پر آلہ کار بن گئی تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ امیر معاویہ نے اس معاہدہ کے خلاف جو امام حسن علیہ السلام سے ہوا تھا اس کی خلاف ورزی کر کے مسلمانوں کی عام رائے کے خلاف اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد مقرر کر دیا تھا امام حسن علیہ السلام سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ امیر معاویہ کی خلافت کا مسئلہ عام مسلمانوں کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا وہ آزادانہ طور پر جسکو چاہیں گے خلیفہ منتخب کریں گے مگر معاویہ کے بیٹے یزید نے پہلے تو امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر شہید کر ڈالا اس کے بعد امیر معاویہ نے یزید کی ولیعہدی کا اعلان کر دیا اور جن لوگوں نے مخالفت کی ان کی آواز کو دبا دیا اس پر امیر معاویہ کے انتقال کے بعد یزید تخت حکومت پر بیٹھ گیا اور مسلمانوں سے زبردستی بیعت لینی شروع کر دی یزید نہایت بدکار شرابی اور بداخلاق تھا اس نے امام حسین علیہ السلام کے پاس بھی قاصد روانہ کئے کہ ان سے بیعت لے مگر آپ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ ولیعہدی اسلام کا طریقہ نہ تھا یہ قیصر و کسریٰ کی سنت تھی خلفائے راشدین کی سنت نہ تھی دوسرے یزید بدکار بداخلاق اور بدسرشت بلکہ بدچلن تھا بھلا امام حسین علیہ السلام اس امر کو کس طرح گوارا کر سکتے تھے کہ اپنی زندگی میں خدا اور اس کے رسول کے ایک حکم کی علانیہ بےحرمتی ہوتے دیکھیں اور خاموش رہیں اور نہ صرف خاموش رہیں بلکہ اس بےحرمتی میں خود بھی شریک ہو جائیں جناب امام نے بیعت سے انکار فرما دیا اور انکار کرنا

تھا کہ یزید کے قصر حکومت میں کھلبلی مچ گئی حضرت امام نے محسوس کیا کہ اگر آپ مدینہ میں رہیں گے تو یزید ضرور شرارت کرے گا چونکہ یزید کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا تھا اس لئے ہر طرف ایک بے چینی پھیلی ہوئی تھی اس کا اثر سب سے زیادہ کوفہ والوں پر ہوا تھا وہ یزید سے بیزار تھے اور کون ہوگا جو جناب امام حسین علیہ السلام کی موجودگی میں یزید جیسے شخص کو دل سے خلیفہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوگا پھر کوفیوں نے سینکڑوں خطوط روانہ کئے اور جناب امام کو بلایا تاکہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت کریں پہلے آپ نے حضرت مسلم بن عقیل اپنے بچازاد بھائی کو کوفہ روانہ کیا کہ وہ صحیح حالات سے مطلع کریں وہ گئے تو ہزاروں کوفیوں نے بیعت کر لی جس کی اطلاع مسلم نے جناب امام کو دی اور جناب امام حسین علیہ السلام کوفہ کو مع اپنے اہل و عیال کے روانہ ہو گئے مگر قبل اس کے کہ جناب امام حسین کوفہ پہنچیں یزید کو اطلاع ہو گئی اور اس نے ابن زیاد کو وہاں مع فوج کے بھیج دیا جس نے جناب مسلم اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو جو بہت خرد سال تھے شہید کرا دیا اور جن لوگوں نے بیعت کی تھی ان کو اس قدر ڈرایا کہ وہ سب بیعت سے منحرف ہو گئے

بہر حال جب امام حسین کربلا کی سرزمین پر پہنچے تو وہاں ان کا کوئی یار و مددگار نہ تھا اور وہاں آپ دشمنوں کے نرغہ میں تھے یزیدی فوج نے سب سے پہلے پانی پر قبضہ کر لیا اور تین دن رات تک آپ کو اور آپ کے رفقاء کو جو صرف ۷۲ تھے پانی نہ ملا آپ نے دشمنوں سے نامہ و پیام کیا ان کو سمجھایا ان کے سامنے تقریریں فرمائیں مگر سب بے سود آپ نے فرمایا یا تو مجھ کو کسی سرحدی مقام پر جانے کی اجازت دو تاکہ میں وہاں اللہ کے راستہ میں جہاد کروں یا مدینہ واپس جانے دو یا یزید کے پاس چلو تاکہ بالمشافہ اس سے گفتگو کروں مگر ابن زیاد نے ایک نہ سنی اگرچہ عمر بن سعد نے ابتدا میں کوشش کی کہ جناب امام کی یہ شرطیں منظور کر لی جائیں مگر ابن زیاد بدنہاد نے ایک شرط بھی منظور نہ کی اور ابن سعد کو لکھا کہ تو ٹال مٹول کر رہا ہے اگر تو نہیں لڑنا چاہتا تو میں تیری جگہ دوسرا افسر جنگ مقرر کرتا ہوں اس نے کہا کہ یا تو امام حسین یزید کی بیعت قبول کر لیں ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں۔

جناب امام عالی مقام اس چیز کو کیونکر گوارا کر سکتے تھے کہ ایک فاجر و فاسق کے خلافت کی بیعت قبول کر لیتے اور بیعت بھی اس شخص کی جو اسلامی احکام کے مطابق خلیفہ بھی نہ تھا بلکہ جبر و تشدد اور حیلہ و مکر کے ذریعہ تخت خلافت پر قابض ہو گیا تھا امام عالی مقام نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اگر آپ بیعت کر لیتے تو اس کے یہ معنے تھے کہ جان کے خوف سے روگردانی کر لی۔

آپ کے سامنے دو راستے تھے ایک راستہ تو یہ تھا کہ یزید کی بیعت کر کے ساری عمر عیش سے زندگی بسر کرتے دوسرا راستہ یہ تھا کہ محمد رسول اللہ کی قائم کردہ شریعت کی حفاظت میں اور اس کی حرمت کے تحفظ کے لئے جان قربان کر دیتے یا ایک تیسرا راستہ یہ تھا کہ اس نازک وقت کو اس طرح ٹال دیتے کہ عارضی طور پر بیعت کر لیتے اور پھر مناسب وقت پر اس کو توڑ دیتے مگر اس تیسری صورت کا تو وہم و گمان بھی نہ تھا یہاں تک کہ دشمن بھی جانتے تھے کہ اگر امام نے بیعت کر لی تو فسخ نہ کریں گے۔

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ امام عالی مقام نے کون سا راستہ اختیار کیا آپ نے بلا خوف و تردد بلا تامل بے دھڑک دوسرا راستہ اختیار کیا اور باوجود یکہ آپ کے تمام تعداد کی اندر ۷۲ نفوس قدسی پر مشتمل تھی اور دشمن ہزاروں کی تعداد میں تھے مگر آپ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا اور میدان جہاد میں جام شہادت نوش فرما لیا اور سوائے حضرت امام زین العابدین کے جو بستر علالت پر افتادہ تھے باقی تمام رفقاء ایک ایک کر کے شہید ہو گئے اور نہ صرف رفقاء بلکہ جناب امام کے تمام اعزہ یعنی بھائی بھتیجے بھانجے اور بیٹے سب آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ سے اجازت لے لیکر میدان میں جا جا کر جام شہادت نوش کرتے رہے اور آپ قضا و قدر کا یہ تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اس کا شکر ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے شیر خوار صاحبزادے علی اصغر کو بھی ظالموں نے تیر سے ہلاک کر ڈالا جب ذکور میں سے سوائے امام زین العابدین کے کوئی باقی نہ بچا تو پھر آپ خود میدان کی طرف بڑھے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے مگر کہاں ایک ذات اور کہاں ہزاروں نابکار وحشی درندے بالآخر عین جمعہ کے وقت آپ کو بھی جام شہادت پینا پڑا۔ دشمنوں نے سر اقدس تن مبارک سے جدا کر کے نیزے پر لٹکا دیا اور جسم اطہر پر گھوڑے دوڑا کر اس کو خوب روندا۔ اف کس قدر شقی کیسے درندہ خو اور کیسے ظالم و خونخوار تھے یہ دوزخی جنھوں نے اپنے نبی کے پیارے نواسے اور تمام خاندان نبوت کو انتہائی بیدردی اور بیدردی سے شہید کر ڈالا۔

برادران ملت! آپ نے کچھ سوچا اور غور کیا کہ سیدنا امام حسین نے یہ راہ کیوں اختیار کی اور جان بوجھ کر اپنی اور اپنے تمام اعزہ اقرباء اور رفقاء کی جانیں کیوں قربان کر دیں حالانکہ آسانی کے ساتھ نہ صرف جانیں بچا سکتے تھے بلکہ ساری عمر عیش کر سکتے تھے۔

برادران اسلام! یہ راہ سرفروشی و فداکاری اس لئے اختیار کی کہ حق و صداقت کو جبر سے بچائیں شریعت حقہ کے ایک حکم کو توہین و تذلیل سے محفوظ رکھیں اور اس لئے یہ راہ اختیار کی کہ قیامت تک کے لئے یہ اسوۂ حسینی قائم ہو جائے کہ حق و صداقت کو تنہا نہ چھوڑنا چاہیئے اور باوجود ہر قسم کی بے سروسامانی اور تعداد کی قلت کے قربانی و ایثار کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔

برادران ملت! ہم ہر سال محرم میں شہادت امام حسین پر غم کے آنسو بہاتے ہیں لیکن بہت کم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ کس لئے امام عالی مقام نے جام شہادت نوش فرمایا اور ہمیں اس سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ہادی لہ و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ اما بعد۔

درود و سلام بھیج آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ اور آپ کے جملہ آل و اصحاب خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی حضرت امام حسن و امام حسین حضرت فاطمہ حضرت حمزہ و حضرت عباس حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور تمام عشرہ مبشرہ اور جملہ اہلبیت و ائمہ اربعہ اور علماء و مشائخ و شاہان اسلام پر اور تمام مومنین و مومنات پر اے اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا کر وہ محرم الحرام اور یوم عاشورا کے متعلق اپنے صحیح فرائض کو محسوس کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر

کتاب الاسلام

بابُ الصّلوٰۃ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ چند آدمیوں نے حضور سرور عالم سے پوچھا کہ یا حضرت زندگی کے تمام اعمال و فرائض میں سب سے زیادہ اہمیت کس چیز کو حاصل ہے حضور نے فرمایا نماز کو اور ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں نماز کو افضل ترین عبادت کہتا ہوں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ زندگی کے اعمال میں حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب چیز نماز ہے اور جو شخص تارک الصلوٰۃ ہے اس کے دین کا کوئی اعتبار نہیں یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ نماز دین کا ستون ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پاک صاف ہو کر مسجد میں نماز کے لئے جاتا ہے اس کے ہر ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک دفعہ موسم خزاں میں حضور نے ایک درخت کی شاخوں کو ہلایا جب ان میں سے پتے جھڑ گئے تو فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں ان صحیح روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ نماز ایک افضل ترین فرض ہے جو اس کا احترام نہیں کرتا اس کے اسلام کا کوئی اعتبار نہیں اور جو اذان سنکر مسجد سے بھاگ جاتا ہے وہ بیشک منافق ہے ہاں اگر کوئی شخص کسی ضروری کام کے لئے گھر چلا جائے اور جماعت سے قبل واپس آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز وتر

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وتر کی نماز ایک عظیم الشان برکت ہے جو آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے میں نصیحت کرتا ہوں کہ عشا کی نماز کے بعد وتر پڑھا کرو اور وتر کی نماز کا افضل وقت شب کا آخری حصہ ہے اور جسکو یہ اندیشہ ہو کہ پچھلی رات کو آنکھ نہ کھل سکیگی اسے چاہیئے کہ اول وقت پڑھ لے اور جسے یہ امید ہو کہ آخری رات میں آنکھ کھل جائیگی وہ شب کے آخری حصہ میں پڑھے۔

اور حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وتر کی نماز سے محبت ہے جو شخص عشاء کی نماز پڑھکر سو جائے اور وتر کی نماز بھول جائے تو جب اس کی آنکھ کھلے وتر پڑھ لے۔

اور حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم کو نماز وتر سے دلچسپی تھی آپ خود بھی پابندی سے نماز وتر پڑھتے تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کرتے تھے اور حضور کا یہ معمول تھا کہ جب وتر میں سلام پھیرتے تو تین دفعہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے۔

اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز وتر واجب ہے اگر کسی شخص نے سہواً یا قصداً نہیں پڑھی تو قضا واجب ہے اور اگر کسی شخص نے نماز وتر نہیں پڑھی ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو وتر سے پہلے نماز فجر فاسد ہے۔

اور اگر کوئی عذر نہ ہو تو وتر کی نماز بیٹھکر یا سواری پر ناجائز ہے اور نماز وتر میں تین رکعتیں ہیں اور اس میں قاعدہ اولیٰ واجب ہے۔ اور قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھکر کھڑا ہو جانا چاہیئے اور اگر کسی شخص کو قعدہ اولیٰ یاد نہیں رہا اور وہ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔ اور وتر کی تینوں رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور ہر ایک میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت ملانا واجب ہے اور تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھاؤ اور اللہ اکبر کہو اور پھر ہاتھ باندھ لو اور دعائے قنوت پڑھو یہ واضح رہے کہ دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور جسکو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ دعا پڑھے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اس کا ترجمہ یہ ہے، اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی اور اے خدائے قدوس! ہمیں آتش جہنم سے محفوظ رکھ۔

اور اگر کسی شخص کو دعائے ربنا اتنا بھی یاد نہ ہو تو تین دفعہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا کہے۔ اور دعائے قنوت یہ ہے:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ٥

اور دعائے قنوت ہر حال میں آہستہ پڑھنی چاہیئے خواہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی اور اگر کوئی شخص دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو رکوع سے فارغ ہو کر پڑھ لے اور اگر کوئی شخص صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تو فوراً کھڑا ہو جائے اور کوئی سورت اور دعائے قنوت پڑھکر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اسی طرح اگر الحمد بھول گیا اور کوئی سورۃ پڑھ لی تو فوراً کھڑا ہو جائے اور سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت اور دعائے قنوت پڑھکر رکوع کرے۔ اور اگر امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے بلکہ رکوع سے فارغ ہو کر دعائے قنوت پڑھے اور اگر رکوع میں جانے کے بعد فوراً کھڑا ہو گیا اور دعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہیں چاہیئے اور اگر اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہیں دیا اور دوسرا رکوع امام کے ساتھ کیا یا ایسی صورت واقع ہوئی کہ پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا اور دوسرا نہیں کیا تو ان دونوں صورتوں

میں ان کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور قنوت وتر میں مقتدی کو چاہیے کہ امام کی متابعت کرے اور اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کو امام کا ساتھ دینا چاہیے اور اگر امام نے بغیر قنوت پڑھے رکوع کیا اور مقتدی نے بھی ابھی کچھ نہیں پڑھا تھا تو مقتدی کو اگر یہ اندیشہ ہو کہ رکوع فوت ہو جائے گا تو فوراً رکوع کرے ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے یہ سب افضل طریقہ ہے۔ اور اگر نماز پڑھتے ہوئے یہ شک واقع ہو کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے اسی طرح اگر دوسری اور تیسری رکعت میں شک واقع ہو تو دونوں میں قنوت پڑھے

. . . . . . اور اگر غلطی سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے۔

اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد میں نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا ہے تو بعد میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔ اور وتر کی نماز کے علاوہ کسی اور نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھنی چاہیے ہاں اگر کوئی حادثہ عظیم واقع ہو تو فجر کی نماز میں بھی دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں اور بعض فقہا لکھتے ہیں کہ جب کوئی عالمگیر پریشانی واقع ہو تو مغرب کی نماز میں بھی دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے۔

اور اگر کسی شخص کی وتر کی نماز قضا ہو جائے تو قضا پڑھنی واجب ہے خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے اور خواہ قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے بہر حال قضا پڑھنا ضروری ہے اور جب وتر کی نماز قضا پڑھے تو اس میں قنوت بھی پڑھے ہاں قضا نماز میں تکبیر قنوت کے لئے ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں کیونکہ اس سے دوسروں پر اس کی تقصیر ظاہر ہوتی ہے یعنی لوگ اس بات سے مطلع ہوں گے کہ یہ قضا نماز پڑھ رہا ہے۔

اور جس آدمی کو یہ بھروسہ ہو کہ شب کے آخری حصہ میں میری آنکھ کھل جائے گی اس کے لئے مناسب ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے اور جسے اعتماد نہ ہو کہ شب کے آخری حصہ میں آنکھ کھلے گی اس کے لئے کہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے۔

سنت اور نفل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں ایک دن تقدیس و تمجید میں مصروف تھا اتنے میں کچھ اسرار منکشف ہوئے میرے رب نے یہ فرمایا کہ جو شخص کثرت سے نوافل پڑھتا ہے وہ مجھ سے قرب حاصل کر لیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور ایک تقریر میں حضور نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے ہر روز فرض نماز کے علاوہ نفل کی بارہ رکعتیں پڑھتا ہے حق تعالیٰ اسے محبوب رکھتا ہے اور قیامت کے دن جنت میں اسے بہترین جگہ دی جائے گی ایک شخص نے پوچھا کہ وہ بارہ رکعتیں کس طرح پڑھی جائیں ارشاد ہوا چار نفل ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو نماز مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو نماز فجر سے پہلے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو (سنت) رکعتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں جو شخص ان کی محافظت رکھتا ہے میں اسے محبوب رکھتا ہوں۔

اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مسجد میں جلوہ افروز تھے اتنے میں یمن کا ایک تاجر حاضر ہوا اس نے کہا یا حضرت مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع دے حضور نے فرمایا فجر کی دونوں رکعتوں (یعنی فجر کی دو سنتوں) کو لازم کر لو کہ ان میں بڑی فضیلت ہے اور میرے نزدیک وہ دونوں رکعتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ اور ایک تقریر میں ارشاد فرمایا کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو اگرچہ تم پر دشمنوں کی طرف سے حملہ ہو۔

اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت نماز سنت اور ظہر کے بعد چار رکعت پڑھتا ہے اور ان کی محافظت کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسے آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جس نے ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس نے گویا تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں اور جس نے عشاء کی چار رکعتیں پڑھیں اس نے گویا تہجد کا ثواب حاصل کیا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص پر حق تعالیٰ رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص صدق و اخلاص کے ساتھ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے اور ان کی محافظت کرتا ہے وہ بھی آتش جہنم سے محفوظ رہے گا۔

اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص نماز مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے وہ اجر عظیم کا مستحق ہے۔ اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے ہاں رونق افروز ہوتے تھے اور جب عشاء کی نماز پڑھتے تھے تو چار رکعت سنت یا چھ رکعت ضرور پڑھتے تھے اور اکثر مجھ سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم بھی پڑھا کرو۔

اور آجکل بعض ناسمجھ آدمی یہ کہتے ہیں کہ اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے چونکہ دنیا پر کفر و شرک کی تاریکی چھا رہی تھی اور ہر جماعت برے کاموں میں مشغول تھی زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو سیدھے رستہ پر چلتی ہو ہر طرف ظلمت کی گھٹا چھا رہی تھی اور ہر طرف فسق و فجور کا بازار گرم تھا رات دن ایسا ہوتا تھا کہ عرب کے باشندے وحشیوں کی طرح آپس میں لڑتے تھے اور یہ لڑائیاں برسوں تک جاری رہتی تھیں اور ان میں ہزاروں آدمی مارے جاتے تھے اور اگر جنگ و پیکار سے فرصت ہوتی تھی تو رات دن شراب خواری اور جوئے بازی کا شغلہ جاری رہتا تھا ان حالات میں حضرت پیغمبر اسلام جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے منصب ہدایت پر سرفراز ہو کر لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کی اور آپ نے اپنی پاکیزہ اور بااخلاق زندگی کا ایسا عجیب و غریب نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے اہل عرب کی کایا پلٹ دی اور ان وحشیوں کو انسان بنایا اور علم و تہذیب کے زیور سے آراستہ کیا اس جدوجہد کے بعد بھی دیرینہ عادتیں کبھی کبھی اپنا جلوہ دکھاتی تھیں اور ساکنان عرب معمولی معمولی باتوں پر درندوں کی طرح

لڑنے کے لئے آمادہ ہو جاتے تھے ان مشکلات کو محسوس کر کے حضور سرور عالم نے نوافل پڑھنے کے فضائل بیان کئے اور عرب کے وحشیوں کو عبادت میں مشغول رکھنا چاہا لیکن آج زمانہ ترقی کر چکا ہے لوگوں کے پاس اتنا . . . وقت نہیں ہے کہ وہ ہر وقت نوافل میں مشغول رہیں آج سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ انسان دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے اور اپنی محنت سے روزی حاصل کرے وہ زمانہ گزر گیا جب چار چار گھنٹے نوافل پڑھے جاتے تھے اور معاش کی طرف سے اطمینان تھا آج ہر شخص کو روزانہ کم سے کم دس گھنٹے کام کرنے کی ضرورت ہے ورنہ گزر اوقات مشکل ہو ان حالات میں کس طرح ممکن ہے کہ کوئی شخص چار چار گھنٹے نوافل پڑھتا رہے اور اپنی روزی کے کاموں کو بالائے طاق رکھدے"۔

یہ وہ خیالات ہیں جو بزعم خود "روشن خیال" حضرات وقتاً فوقتاً ظاہر کرتے رہتے ہیں اور ان خیالات کی اشاعت کو باعث اجر سمجھتے ہیں ہم ان دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے نوافل پڑھنے کی جو غرض و غایت بیان کی ہے وہ صحیح نہیں ہے شراب نوشی اور قمار بازی سے تو انسان اس وقت بھی محفوظ رہتا ہے جب وہ معاش کے کاموں میں مشغول ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ فرائض اور نوافل سے مقصود توجہ الی اللہ ہے اور یہ چیز زندگی کے کاموں میں سب سے زیادہ ضروری ہے اب رہا وقت کی قلت اور عدیم الفرصتی کا سوال تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ علی قدر استطاعت ان کاموں کو بھی انجام دینا چاہیے۔ (خاکسار مؤلف)

سنت اور نفل کے متعلق فقہی مسائل

سنتوں میں بعض مؤکدہ ہیں اور بعض غیر مؤکدہ۔ مؤکدہ کی تعریف یہ ہے کہ قانون شریعت میں اس کے متعلق تاکید ہے جو شخص بلا عذر ایک دفعہ بھی سنت مؤکدہ ترک کرے وہ مستحق ملامت ہے اور اگر باستقلال ترک کرے تو فاسق ہے۔ اور غیر مؤکدہ کی تعریف یہ ہے کہ قانون شریعت میں اس کے متعلق کوئی تاکید نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص غیر مؤکدہ سنتیں پڑھے تو اس کے لئے ثواب ہے اور نہ پڑھے تو کوئی عذاب نہیں اسی اشتراک مفہوم کی وجہ سے فقہائے کرام نے باب النوافل میں سنتوں کا بھی ذکر کیا ہے اور جو احکام نوافل کے متعلق ہیں وہی سنتوں کے متعلق ہیں۔

اور مؤکدہ سنتوں کی تفصیل یہ ہے دو رکعت نماز فجر سے پہلے اور چار رکعت نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعت نماز ظہر کے بعد اور دو رکعت نماز مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز عشا کے بعد اور چار رکعت نماز جمعہ کی نماز سے پہلے اور چار رکعت نماز جمعہ کی نماز کے بعد۔

یوں خیال کیجئے کہ جمعہ کے دن سب چودہ رکعتیں ہیں اور جمعہ کے علاوہ باقی دنوں میں بارہ بارہ رکعتیں ہیں۔

اور چار رکعت والی سنتیں ہیں وہ ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں یعنی چاروں رکعتیں پڑھکر سلام پھیرنا چاہیے دو رکعتیں پڑھکر سلام پھیرنا جائز نہیں اور اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہیں ہوئیں۔

اور تمام مؤکدہ سنتوں میں افضل ترین سنتیں فجر کی ہیں ان کے متعلق شدید ترین تاکید ہے اسی لئے بعض بعض فقہا ان کو واجب کہتے ہیں ان کی مشروعیت سے انکار کرنے والا فاسق ہے۔

اگر کوئی عالم فتوی نویسی کرتا ہے اور فتوی لکھنے کی وجہ سے اسے سنت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں ترک کر سکتا ہے اگر موقع مل جائے تو وقت کے اندر پڑھ لے ورنہ معاف ہیں لیکن فجر کی سنتیں ان حالات میں بھی معاف نہیں۔

اور اگر فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی ضرور پڑھنی چاہئیں، اور اگر زوال کے بعد قضا نماز پڑھی تو سنتیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ اور اگر فجر کی سنتوں کے علاوہ اور سنتیں قضا ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں۔ اور اگر ظہر یا جمعہ کی نماز سے پہلے کی سنتیں فوت ہو گئیں اور فرض پڑھ لئے تو ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر وقت باقی ہے تو فرض کے بعد پڑھے اور افضل صورت یہ ہے کہ بعد کی سنتیں پڑھکر ان کو پڑھے اور اگر وقت ختم ہو چکا ہے تو ان کی قضا نہیں۔

اور اگر فجر کی سنتیں قضا ہو گئیں اور فرض پڑھ لئے تو اب ان سنتوں کی قضا نہیں اور بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر فجر کی سنتیں قضا ہو گئیں اور فرض پڑھ لئے تو اب طلوع آفتاب کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن طلوع آفتاب سے پیشتر پڑھنا سب فقہا کے نزدیک ممنوع ہے

بعض آدمی فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے فوراً پڑھ لیتے ہیں یہ ناجائز ہے اور جماعت شروع ہونے کے بعد کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں لیکن فجر کی سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر یہ اندازہ ہو کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائیگی اگرچہ قعدہ ہی میں شریک ہونا پڑے تو سنت پڑھ لے اور اگر جماعت کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے یاد رکھو کہ جس وقت جماعت ہو رہی ہو تو صف کی برابر سنت پڑھنا جائز نہیں مناسب یہ ہے کہ یا تو گھر پڑھے یا مسجد کے بیرونی حصہ میں پڑھے۔ آجکل عام طور پر یہ رواج ہے کہ جماعت شروع ہونے کے بعد صف کے برابر یا صف کے پیچھے سنت پڑھنے کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ قطعاً ناجائز ہے۔

اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے لئے مسجد میں آیا اور اس نے یہ دیکھا کہ جماعت ہو رہی ہے اور امام رکوع میں ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری رکعت کا ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ سنت ترک کرے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔

اور فرض و سنت کے درمیان کلام کرنا مناسب نہیں ہے کلام کرنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے

اور عصر کی نماز اور عشا کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا مستحب ہے حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اور بعد میں چار رکعتیں پڑھیں اور ان کی محافظت کی تو حق سبحانہ وتعالے اس پر آگ حرام فرمائیگا۔ اور علامہ طحطاوی کہتے ہیں کہ وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جائینگے اور اس کے ذمہ جو دوسروں کا مطالبہ ہوگا تو حق سبحانہ تعالے اس کے فریق کو راضی کر دیگا اور علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس کے لئے بشارت ہے کہ ایمان پر اس کا خاتمہ ہوگا اور وہ دوزخ میں نہیں جائیگا۔

معارف القرآن

بسلسلہ گذشتہ

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
يَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا
لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ
رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ
وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝
وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ
أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝

(ترجمہ) جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالے نے ان کو اپنے فضل سے دی ہو اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لئے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو دکھلانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالے پر اور دن آخرت پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اس کا وہ برا مصاحب ہے۔ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ اللہ تعالے پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ تعالے نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالے ان کو خوب جانتے ہیں۔

ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے جو شان نزول ان آیات کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہود لوگ آنحضرت کے اوصاف کو جن کا ذکر توراۃ میں ہے چھپاتے تھے یہ تو علم کے چھپانے کا بخل ہوا علاوہ اس کے وہ لوگ صدقہ اور خیرات میں خود بھی بخیلی کرتے تھے اور انصار کے جن لوگوں سے ان کی جان پہچان تھی ان کو بھی خیرات سے ہاتھ روکنے کی نصیحت کرتے تھے ان پر اللہ تعالے نے یہ آیتیں نازل فرمائیں مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نیک عمل میں دکھاوے کی شرکت ہو وہ عمل ہرگز قبول نہیں ہے اور ترمذی میں حضرت ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ بخل اور بد مزاجی یہ دو خصلتیں کسی مسلمان میں نہیں ہونی چاہئیں ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے لیکن اس حدیث کو امام بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے علاوہ اس کے بخل اور بد خلقی کی مذمت کی صحیح حدیثوں سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے حاصل معنے دونوں آیتوں کے یہ ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے جن لوگوں کو علم کی دولت یا خوش مزاجی اور خوش حالی کی نعمت دی ہے اگر وہ اس کے صرف کرنے میں بخل کریں گے یا دکھاوے کی طور پر اسکو صرف کریں گے تو ایسے لوگوں سے قیامت میں سخت مواخذہ ہو گا صحیح مسلم ترمذی نسائی وغیرہ میں ابوہریرہ سے روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اول دوزخ کو ریاکار لوگوں سے سلگایا جائیگا اگرچہ یہ آیتیں یہود کی شان میں نازل ہوئی ہیں لیکن سوا یہود کے جس کسی کے دل میں یہ خصلتیں پائی جاویں گی وہ بھی ان آیتوں کے حکم میں داخل ہے صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان رہتا ہے شیطان ہمیشہ برے کاموں کی رغبت دلاتا ہے اور فرشتہ اچھے کاموں کی اسی واسطے فرمایا کہ جس کا ساتھی شیطان ہوا وہی برے کاموں میں لگے گا کیونکہ اس نے برے ساتھی کا کہا مانا اور اچھے ساتھی کا کہنا نہ مانا پھر فرمایا جب ان لوگوں کو جتلا دیا گیا کہ عاقبت کے منکروں بخیلوں اور ریاکاروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے تو پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ لوگ وہ بری خصلتیں چھوڑ کر راہ راست پر نہیں آتے اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس کو ان کی سب بری خصلتوں کا حال خوب معلوم ہے ایک دن ان کو ان بری خصلتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا یہاں بخیلوں کا کفر کفران نعمت کے معنوں میں ہے اوپر رشتہ داروں اور محتاجوں کے ساتھ سلوک کرنے کا ذکر تھا اسی مناسبت سے ان آیتوں میں بخیلی کی مذمت فرمائی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً
يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے اور اگر ایک نیکی ہو گی تو اس کو کئی گنا کر دینگے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دیں گے۔

اوپر کی دونوں آیتوں میں اللہ تعالے نے بخل اور ریاکاری کی مذمت فرما کر ایمان اور خیرات کی ترغیب جو فرمائی تھی یہ آگے کی آیت کا اس ترغیب کی تائید میں ہے حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ جب ذرہ ذرہ بھر کا قیامت میں اللہ تعالے ان کو اجر دوگنا چوگنا دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو پھر کیوں لوگ نیک کاموں کو ترک کر کے اتنے بڑے اجر کو ضائع کرتے ہیں اور دکھاوے کے عمل کیوں کرتے ہیں کیا جن لوگوں کے دکھانے کی غرض سے کوئی عمل کیا جاتا ہے وہ لوگ ان کو اللہ کا سا اجر دے سکتے ہیں صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے شفاعت کی جو بڑی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اچھے لوگ جب پلصراط سے گذر جاویں گے اور بد لوگ پلصراط سے دوزخ میں گر جاویں گے تو وہ اچھے لوگ اللہ تعالیٰ سے گنہگاروں کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول ہو کر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا اسکی نجات کا ذکر فرما کر حضرت ابو سعید خدری اس آیت کو پڑھا کرتے تھے جس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اس حالت کی تصدیق میں جس کا ذکر حدیث میں ہے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ

عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۟

(ترجمہ) سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ حاضر کرینگے اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں اور اللہ تعالے سے کسی بات کا اخفا نہ کرینگے۔"

جس طرح اوپر کی آیت میں اللہ تعالے نے قیامت کے دن ایک حالت کو بیان فرمایا ہے اسی طرح اس آیت میں ایک دوسری حالت قیامت کے دن کی بیان فرمائی ہے تاکہ سمجھانے بجھانے سے ایک ذرہ برابر جن کو ایمان نصیب ہوا ہے جس طرح ان کی نجات کی حالت معلوم ہوئی ہے اسی طرح جو لوگ باوجود سمجھانے کے حضرت نوح سے لیکر اب تک صاحب شریعت انبیاء کو جھٹلا چکے ہیں ان کی حالت بھی معلوم ہو جائے۔

بخاری ابن ماجہ۔ نسائی مسند امام احمد بن حنبل میں اس حالت کا جو ذکر ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حساب کے وقت حضرت نوح سے لیکر حضرت عیسٰے تک کے منکر لوگوں سے اللہ تعالے پوچھے گا کہ باوجود انبیاء کی ہدایتوں کے تم لوگ منکر کیوں رہے یہ لوگ انبیاء کی ہدایت کا انکار کر کے صاف مکر جائینگے اور کہیں گے کہ یا اللہ ہم کو کسی نے ہدایت نہیں کی اس پر سب انبیاء یہ جواب دیں گے کہ محمد آخر الزمان نبی ہیں ان کی شریعت میں ہر زمانہ کے نبی کی ہدایت کرنے کی تصدیق موجود ہے پھر آنحضرت تشریف لائیں گے اور آپ کی امت کے لوگ حاضر کئے جاویں گے اور ان انبیاء کے قول کی گواہی ادا کرینگے اس پر نادم ہو کر یہ منکر لوگ جانوروں کو خاک ہوتا ہوا دیکھ کر اپنے خاک ہو جانے کی آرزو کرینگے۔ بعض آثار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخر گواہی کے آنحضرت اپنی امت کی نیکیوں کی گواہی قیامت تک کی ادا فرماوینگے اسی واسطے امت کے اعمال آپ کے روبرو پیش ہوتے رہتے ہیں تاکہ گواہی کے لئے آپ کو امت کے اعمال کی اطلاع رہے چنانچہ چند روایتوں میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن تم لوگ درود زیادہ پڑھا کرو کہ اس دن تمہاری درود میرے روبرو پیش کی جاتی ہے اگرچہ ان روایتوں کی سند میں تردد ہے لیکن بعض روایتوں کو بعض سے ایک طرح کی قوت ہو جاتی ہے چنانچہ مسند امام احمد ابوداؤد اور نسائی وغیرہ کی اوس بن اوس کی حدیث ہے جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

(ترجمہ) اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ نشہ میں ہو یہانتک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو"

ترمذی ابوداؤد نسائی اور حاکم میں حضرت علی سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے ہم لوگوں کی دعوت کی اس وقت تک شراب حرام نہ تھی اس سبب سے ہم لوگوں نے خوب شراب پی اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت آیا سب نے مجھکو امام بنایا میں نے قل یا میں نعبد ما تعبدون یعنی جسکی بندگی تم کرتے ہو اس کی ہم بھی کرتے ہیں پڑھ دیا اس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نماز کے وقت لوگوں نے شراب کا پینا موقوف کر دیا تھا ایسے وقت پر شراب پیتے تھے کہ نماز کے وقت نشہ کی حالت باقی نہ رہے یہانتک کہ سورہ مائدہ کی آیت یاایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر نازل ہوئی اور اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کے قطعی حرام ہونے کا مطلب سمجھا اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ نے شراب کے استعمال شراب کی بیع سب کے حرام ہونے کا صریح حکم دیدیا چنانچہ مسند امام احمد صحیح مسلم اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سورہ مائدہ کی آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ شراب تحفہ کے طور پر بھیجی آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ شراب سورہ مائدہ کے بعد حرام ہوگئی اس شخص نے اس شراب کے بیچڈالنے کی اجازت اپنے غلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دی آپ نے اس سے بھی اس شخص کو منع کیا اور فرمایا کہ جس اللہ نے شراب کا پینا حرام کر دیا اسی نے شراب کا بیچنا بھی حرام کر دیا آخر وہ شراب بہکوا دی گئی اس لئے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی سورہ مائدہ میں آوے گی۔

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

(ترجمہ) اور حالت جنابت میں بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کر لو"

ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کی ہے کہ بعضے انصار کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں اس طرح پر تھے کہ بغیر مسجد کے گذر کے وہ گھر سے نہیں نکل سکتے تھے اور گھروں میں نہانے کے لائق پانی نہیں ہوتا تھا اس لئے ناپاکی کی حالت میں ان کو مسجد سے گزرنے اور گھروں کے باہر آنے میں بڑا تردد ہوتا تھا اس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرما کر ناپاک آدمی کو مسجد سے

. . . .

. . . . گذر جانیکی اجازت فرمادی ناپاک آدمی کے حکم میں حیض و نفاس والی عورت بھی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ کی جو روایت ہے کہ آنحضرت نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ مسجد سے بوریا اٹھالاؤ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ میں حیض کی حالت میں ہوں آنحضرت نے خفا ہو کر فرمایا کہ حیض کیا تمہارے ہاتھ کو لگا ہوا ہے اس حدیث سے یہی تفسیر اس آیت کی صحیح ہے کہ اس آیت کے حکم میں حیض و نفاس والی عورت شامل ہے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ناپاک آدمی جب تک نہا نہ لے اس کو مسجد میں راستہ کے طور پر گذر جانے کے سوا ٹھیرنا جائز نہیں لیکن امام احمد کے نزدیک فقط وضو ہی اس کو کافی ہے اور امام احمد کی دلیل وہ حدیث ہے جو خود ان کی مسند اور سنن سعید بن منصور میں ہے کہ اکثر صحابہ

ناپاکی کی حالت میں وضو کرکے مسجد میں بیٹھ جایا کرتے تھے لیکن یہ بعضے صحابہ کا عمل ہے صحابہ کا اس پر اجماع نہیں ہے اسلئے اکثر صحابہ کا یہی قول ہے کہ ناپاک آدمی کو مسجد میں ٹھیرنا جائز نہیں ہے خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس والی عورت ہو بعضے علماء نے راہ چلنے کے معنے مسافر کے جو کئے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں کیونکہ مسافر کا آگے ذکر ہے پھر دوبارہ ذکر دو دفعہ کیونکر ہو سکتا ہے اگرچہ مسند امام احمد اور سنن سعید بن منصور کی سند میں ہشام بن سعد راوی ہے جس کو ابو حاتم وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن یہ روایت ہشام کی زید بن اسلم سے ہے جو مقبول ہے اس لئے اس سند کو بعضے علماء نے مسلم کی شرط پر کہا ہے ناپاک حالت میں جس طرح مسجد میں ٹھیرنا منع ہے اسی طرح قرات قرآن اور طواف بھی منع ہے چنانچہ اس کی صراحت صحیح حدیثوں میں آئی ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

(ترجمہ) اگر تم مریض ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں"

اگرچہ تیمم کی شان نزول میں مفسروں نے مختلف روایتیں نقل کی ہیں لیکن صحیح شان نزول وہی ہے جسکو امام بخاری نے اور امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک سفر میں حضرت عائشہ حضرت کے ساتھ تھیں حضرت عائشہ کے گلے کا ہار گر پڑا اس کے ڈھونڈنے میں صبح تک قافلہ روانہ نہ ہو سکا یہانتک کہ صبح کی نماز کا وقت آگیا اس جنگل میں سب قافلہ کے لئے وضو کا پانی نہ تھا اس سبب سے لوگ بہت گھبرائے اور حضرت ابوبکر صدیق سے شکایت کی حضرت ابوبکر صدیق بھی حضرت عائشہ سے بہت خفا ہوئے اتنے میں اللہ تعالیٰ نے یہ تیمم کا حکم نازل فرمایا اس حکم کی خوشی میں پھر سب نے ملکر حضرت عائشہ کو بہت دعائیں دیں۔

تیمم کی یہ حدیثیں کہ فقط ایکدفعہ دونوں ہاتھ زمین پر مارکر پہنچوں تک دونوں ہاتھوں اور منہ کو مل لیوے زیادہ صحیح ہیں جس مرض میں پانی کا استعمال مضر ہو اس میں تیمم جائز ہے اسی طرح سفر میں پانی نہ ملے تو اس صورت میں بھی تیمم جائز ہے ابو داؤد ابن ماجہ دارقطنی میں جابر سے روایت ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ہم لوگ سفر میں تھے اور ہم میں سے ایک شخص کے سر میں زخم تھا۔ اتفاق سے اس زخمی شخص کو نہانے کی حاجت ہوگئی اور اس نے ہم سب ساتھ والے لوگوں سے تیمم کا مسئلہ پوچھا ہم نے اس کو تیمم کی اجازت دینے میں تامل کیا اس لئے اس شخص نے غسل کیا جسکے صدمہ سے وہ شخص فوت ہوگیا مدینہ میں آنے کے بعد جب یہ ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آیا تو آپ بہت خفا ہوئے اور فرمایا اس شخص کو تیمم کافی تھا ابن سکن نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے یہ ابن سکن

ابو علی سعید بن عثمان بن سعید بن السکن بغدادی علم حدیث میں صاحب تصنیف اور اپنے زمانے کے مشہور عالم ہیں صحیح ابن السکن ان کی تصنیفات میں زیادہ شہرت رکھتی ہے اسی حدیث میں زخمی شخص کے لئے ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر جہاں زخم نہو وہاں پانی بہالیا جائے اور زخم کی جگہ پر پٹی باندھکر اس پٹی پر مسح کر لیا جائے۔ صحیحین میں عمران بن حصین سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعۃ کی نماز پڑھی ایک شخص اس جماعت میں شریک نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جماعت میں شریک نہ ہونے کا سبب دریافت کیا اس نے کہا مجکو نہانے کی حاجت تھی اور نہانے کے قابل پانی نہیں تھا آپ نے فرمایا ایسی حالت میں تیمم کافی تھا حضرت عبداللہ بن عباس نے "لامستم النساء" کی تفسیر عورت سے صحبت کرنے کی کی ہے اس تفسیر کے مقدمہ میں یہ بات گذر چکی ہے کہ جہاں تفسیر کے باب میں سلف کا اختلاف ہو وہاں امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر کو ترجیح دی جاتی ہے اس لئے بعضے سلف نے آیت سے یہ مطلب جو نکالا ہے کہ فقط عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو والے کو وضو اور تیمم والے کو تیمم لازم ہے حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر کے مخالف وہ مطلب ترجیح دینے کے قابل نہیں ہے صعید کے معنے روئے زمین اور مٹی دونوں کے ہیں اس واسطے اس میں اختلاف ہے کہ تیمم فقط زمین پر کی مٹی سے ہی ہو سکتا ہے یا روئے زمین پر کی اور چیزوں مثلاً چونہ وغیرہ سے بھی ہو سکتا ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سوائے مٹی کے اور کسی چیز سے تیمم جائز نہیں ہے اور سلف اس کے مخالف ہیں دلیل ہر ایک کی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہے" اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا" کا یہ مطلب ہے کہ اس نے اپنی مہربانی اور درگذر کے سبب سے اس طرح نرم اور سہل احکام نازل فرمائے۔

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

ساوتری

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اجودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوکر کس طرح مسلمان ہوگیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کرکے اور باوجودیکہ لوہے سے داغے جانے کے اور میدان سے مارے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور ہمعصر معارف اعظم گڈھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کیلئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کیلئے منگانا چاہتے ہیں اور اس کی ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴ فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد تر توجہ کرنی چاہیئے ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت آٹھ آنے ہے محصولڈاک ۲

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

پارہ دوسرا - کتاب الغسل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور اللہ تعالیٰ کا قول وان کنتم جنبا فاطھروا الی قولہ لعلکم تشکرون اور اس کا فرمانا یا ایھا الذین امنوا الی قولہ عفوا غفورا (غسل کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے)

باب غسل سے پہلے وضو کرنا (مسنون ہے)

(۲۳۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر وضو فرماتے جس طرح نماز کے لئے وضو فرماتے تھے پھر اپنی انگلیاں پانی میں داخل کرتے اور ان سے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے پھر اپنے سر پر تین چلو (پانی) اپنے ہاتھ سے ڈالتے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔

(۲۳۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (غسل کے) قبل پہلے وضو فرمایا جس طرح نماز کے لئے آپ کا وضو ہوتا تھا سوا دونوں پیروں کے (دھونے کے) اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جہاں کہیں نجاست لگ گئی تھی (اسے بھی دھو ڈالا) پھر اپنے اوپر پانی بہا لیا بعد اس کے اپنے دونوں پیروں کو (اس جگہ سے) ہٹا لیا اور ان کو دھو ڈالا (یہ طریقہ) آپ کا غسل جنابت (میں) تھا۔

باب مرد کا اپنی بی بی کے ہمراہ نہانا (درست ہے)

(۲۳۹) حضرت عائشہ کہتی ہیں میں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک ظرف سے یعنی ایک قدح[ا] سے جسکو فرق[۲] کہتے ہیں غسل کیا کرتے تھے۔

باب ایک صاع[۳] یا اس کے قریب (پانی) سے غسل کرنا

(۲۴۰) ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں اور عائشہ کے (رضاعی) بھائی عائشہ کے پاس گئے تو ان سے ان کے بھائی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی کیفیت پوچھی پس انہوں نے ایک ظرف صاع کے قریب منگایا اور اس سے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا ہمارے اور ان کے درمیان میں پردہ تھا۔

(۲۴۱) ابو جعفر (امام باقر) کہتے ہیں کہ میں اور میرے باپ (امام زین العابدین) جابر بن عبد اللہ کے پاس تھے اور ان کے پاس کچھ لوگ (اور بھی) تھے انہوں نے ان سے غسل کی بابت پوچھا (کہ کس قدر پانی سے کیا جائے) تو انہوں نے کہا کہ ایک صاع (پانی) تجھے کافی ہے ایک شخص بولا کہ مجھے کافی نہیں ہے تو جابر نے کہا کہ (ایک صاع پانی) اس شخص کو کافی ہو جاتا تھا جسکے بال تجھ سے زیادہ تھے اور جو (ہر بات میں) تجھ سے اچھے تھے (یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) پھر جابر نے صرف ایک کپڑا پہنکر ہماری امامت کی۔

(۲۴۲) ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ دونوں ایک ظرف سے غسل کیا کرتے تھے۔

باب جس نے اپنے سر پر تین بار پانی بہایا (اس نے موافق سنت کیا)

(۲۴۳) جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میں تو اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتا ہوں اور یہ (کہکر) اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

(۲۴۴) محمد بن علی یعنی امام باقر جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتے تھے۔

(۲۴۵) ابو جعفر (یعنی امام باقر) کہتے ہیں کہ مجھ سے جابر نے کہا کہ میرے پاس تمہارے چچا کے بیٹے (حسن بن محمد بن حنفیہ کی طرف اشارہ ہے) میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ جنابت سے غسل کس طرح کیا جاتا ہے میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چلو لیتے تھے اور اسکو اپنے سر پر ڈالتے تھے پھر اپنے باقی بدن پر بہاتے لگتے تو مجھ سے حسن نے کہا کہ میں بہت بال والا آدمی ہوں (مجھے اس قدر قلیل پانی کافی نہوگا) میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تم سے زیادہ تھے۔

باب غسل (میں صرف) ایک بار (بدن پر پانی بہانا کافی ہے)

(۲۴۶) میمونہ کہتی ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھدیا تو آپ نے اپنا ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھویا پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی گرا کر اپنے خاص مقامات کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑ کر دھویا بعد اس کے کلی کی اور ناک میں پانی لیا اور منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے بدن پر پانی بہا لیا پھر اپنے اس مقام سے ہٹ گئے اور دونوں پیروں کو دھو ڈالا۔

باب جس نے نہاتے وقت حلاب[۵] اور خوشبو سے ابتدا کی (اس کا ذکر)

(۲۴۷) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تھے تو کوئی چیز مثل حلاب وغیرہ کے منگاتے تھے اور اسے اپنے ہاتھوں میں لیکر پہلے سر کے داہنے حصہ سے ابتدا کرتے پھر بائیں (جانب) میں لگاتے تھے پھر دونوں ہاتھ اپنے بیچ سر کے رگڑتے تھے۔

باب جنابت (کے غسل) میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا (ضروری ہے)

(۲۴۸) حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھدیا تو آپ نے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر گرایا اور دونوں کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا بعد اس کے اپنے ہاتھ زمین پر رکھکر دونوں کو مٹی سے مل کر دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو دھویا اور سر پر پانی بہایا

[ا] اگر تم جنب ہو تو خوب طہارت (یعنی غسل) کرو جنب اسے کہتے ہیں جسے نہانے کی حاجت ہو [۲] فرق اور قدح بڑے پیالہ کو کہتے ہیں [۳] صاع ایک پیمانہ کا نام ہے جس میں انگریزی سیر کے حساب سے دو سیر اور ڈیڑھ پاؤ چیز آتی ہے ۱۲

[۵] حلاب ایک قسم کی خوشبو کا نام ہے ۱۲

پھر (اس جگہ سے) ہٹ گئے اور اپنے پیر دھوئے پھر ایک کپڑا بدن پونچھنے کا آپ کو دیا گیا مگر آپ نے اس سے نہیں پونچھا۔

باب (غسل کے وقت) ہاتھ کا مٹی سے ملنا تاکہ خوب صاف ہو جائیں (بہتر ہے)

(۲۴۹) میمونہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت سے غسل فرمایا تو سب سے پہلے اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے دھویا پھر اسے دیوار میں رگڑ کر دھو ڈالا بعد اس کے وضو کیا جس طرح نماز کے لئے آپ کا وضو ہوتا تھا پھر جب آپ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے دونوں پیر دھوئے۔

باب کیا جب اپنا ہاتھ ظرف کے اندر ڈال دے قبل اس کے کہ اسے دھوئے جبکہ اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست سوا جنابت کے نہ ہو اور ابن عمر اور براء بن عازب نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیا حالانکہ اسے دھویا نہ تھا پھر وضو کیا اور ابن عباس نے اس پانی میں جو غسل جنابت سے ٹپک کر برتن میں گر جائے کچھ حرج نہیں کہا۔

(۲۵۰) حضرت عائشہ کہتی ہیں میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ظرف سے غسل کرتے تھے اور ہمارے ہاتھ اس میں پڑتے تھے۔

(۲۵۱) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تھے تو اپنا ہاتھ (پہلے) دھو لیتے تھے۔

(۲۵۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت ایک ظرف سے کرتے تھے۔

(۲۵۳) انس بن مالک کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی بیوی آپ کی بی بیوں میں سے دونوں ملکر ایک ظرف سے غسل کرتے تھے۔

باب جس شخص نے غسل (کی حالت) میں اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی گرایا (اس نے موافق سنت کیا)

(۲۵۴) حضرت میمونہ بنت حارث کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھا اور آپ کے لئے پردہ ڈال دیا پس آپ نے اپنے ہاتھ پر پانی گرایا اور اسے ایک بار یا دو بار دھویا (سلیمان راوی حدیث کہتے ہیں مجھے یاد نہیں تیسری بار کا بھی ذکر کیا کہ نہیں) پھر آپ نے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر یا دیوار پر ملا پھر کلی کی اور ناک میں پانی لیا اور منہ اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور اپنا سر دھویا پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اس مقام سے ہٹ گئے اور اپنے دونوں پیر دھوئے میں نے آپ کو ایک کپڑا (بدن پونچھنے کے لئے) دیا تو اپنے ہاتھ سے اس طرح کیا (یعنی اپنے بدن کا پانی نچوڑ ڈالا اور اس کو نہ لیا)

باب غسل اور وضو میں تفریق کر دینا (یعنی موالات[1] کا ترک کرنا جائز ہے) ابن عمر سے نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے پیروں کو بعد وضو خشک ہو جانے کے دھویا۔

(۲۵۵) ابن عباس کہتے ہیں کہ میمونہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی رکھ دیا تاکہ آپ اس سے غسل فرما دیں تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پر پانی گرایا اور ان کو دو دو مرتبہ یا تین تین مرتبہ دھویا پھر آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا بعد اس کے اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے سر کو تین بار دھویا بعد اس کے (اپنے باقی) بدن پر پانی بہایا بعد اس کے آپ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے دونوں پیروں کو دھویا

[1] موالات اسکو کہتے ہیں کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرے کو دھو ڈالے۔

باب جب (ایک بار) جماع کر چکے پھر دوبارہ کرنا چاہے (تو غسل کر کے کرے یا بغیر اس کے) اور جس نے ایک ہی غسل میں اپنی تمام بی بیوں کے پاس دورہ کیا (یعنی سب کے پاس جا کے آخر میں غسل کیا اس نے جائز فعل کیا یا ناجائز)

(۲۵۶) محمد بن منتشر کہتے ہیں میں نے یہ بات عائشہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا اللہ ابو عبد الرحمن پر رحم کرے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگا دیا کرتی تھی اور آپ اپنی بی بیوں کے پاس جاتے تھے پھر صبح کو احرام باندھ لیا کرتے تھے (خوشبو کی) مہک (آپ کے جسم سے) نکلتی رہتی تھی۔

(۲۵۷) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی (تمام) بی بیوں کے پاس ایک ہی ساعت کے اندر رات اور دن میں دورہ کر لیتے تھے اور وہ گیارہ تھیں قتادہ کہتے ہیں میں نے انس سے کہا کیا آپ ان سب کی طاقت رکھتے تھے وہ بولے کہ (ہاں بلکہ) ہم کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی (اور سعید نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ انس نے ان سے نو بی بیاں بیان کیں۔

باب مذی کا (کپڑے اور جسم سے) دھو ڈالنا اور اس کے سبب سے وضو کرنا (ضروری ہے)

(۲۵۸) حضرت علی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں کثیر المذی آدمی تھا تو میں نے ایک شخص (مقداد) سے کہا (وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھے (اور میں خود پوچھتے شرم کرتا تھا) بسبب آپ کی بیٹی کے (میرے نکاح میں ہونے کے) تو اس شخص نے پوچھا آپ نے فرمایا وضو کر لو اور اپنے خاص عضو کو دھو ڈالو۔

باب جس شخص نے خوشبو لگائی بعد اس کے غسل کیا (اور خوشبو کا اثر باقی رہ گیا) تو اس کا غسل ہوا یا نہیں)

(۲۵۹) محمد بن منتشر کہتے ہیں میں نے عائشہ سے پوچھا اور ان سے ابن عمر کا قول بیان کیا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ صبح کو احرام باندھوں اس حالت میں کہ (میرا بدن خوشبو سے) مہکتا ہو تو عائشہ بولیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی بعد اس کے آپ نے اپنی بی بیوں کے پاس دورہ فرمایا پھر صبح کو احرام باندھا

(۲۶۰) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک (اب تک) دیکھ رہی ہوں اس حال میں کہ آپ محرم تھے

باب (غسل میں) بالوں کا خلال کرنا (ضروری ہے) یہاں تک کہ جب یہ سمجھ لے کہ اس نے کھال کو تر کر دیا تو پھر اس پر پانی بہا دے۔

(۲۶۱) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اور وضو فرماتے جس طرح آپ کا وضو نماز کے لئے ہوتا تھا پھر غسل کرتے یعنی اپنے ہاتھ سے اپنے بالوں کا خلال کرتے تھے یہاں تک کہ جب آپ سمجھ لیتے کہ کھال کو تر کر دیا تو اس پر تین بار پانی بہاتے پھر اپنے باقی بدن کو دھوتے اور عائشہ نے کہا کہ میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک ظرف سے نہاتے تھے ہم دونوں اس سے چلو بھر بھر کر لیتے تھے۔

موسٹر انگلش ٹیچر ٹیچھیڈ
شرطیہ چھ ماہ میں انگریزی سکھا دیتی ہے
قیمت ایک روپیہ
حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالۃ الثامنۃ

(فی التقرب الی اللہ تعالیٰ)

قال اذا کنت فی حالۃ فلا تختر غیرہا اعلیٰ منہا ولا ادنیٰ فاذا کنت علیٰ باب دار الملک فلا تختر الدخول الی الدار حتیٰ تدخل الیہا جبراً لا اختیاراً واعنی بالجبر امراً عنیفاً متکرراً ولا تقنع بمجرد الاذن فی الدخول لجواز ان یکون ذلک مکراً وخدیعۃ من الملک لکن اصبر حتیٰ تجبر علی الدخول فتدخل الدار جبراً محضاً وفعلاً من الملک فحینئذ لا یعاقب الملک علیٰ فعلہ وانما تتعرض للعقوبۃ بشوم تخیرک وشرہک وقلۃ صبرک وسوء ادبک وترک الرضا بالحالۃ التی انت فیہا فاذا حصلت ودخلت فی الدار علیٰ ہذا الوجہ فکن مطرقاً غاضاً لبصرک متأدباً محافظاً لما تؤمر بہ من الشغل والخدمۃ فیہا من غیر طلب للترقی الی الدرجۃ العلیا قال اللہ لنبیہ المصطفیٰ ولا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا بہ ازواجاً منہم زہرۃ الحیٰوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ ورزق ربک خیر وابقیٰ فہذا تادیب منہ لنبیہ المختار فی حفظ الحال والرضا بالعطاء بقولہ ورزق ربک خیر وابقیٰ ای ما اعطیتک من الخیر والنبوۃ والعلم والقناعۃ والصبر وولایۃ الدین والغزو

مقالہ آٹھواں

(تقرب الٰہی کس طرح حاصل ہو)

فرمایا رضی اللہ عنہ! تو جس حالت پر ہو اس کے سوا کسی اور بلند یا پست حالت کی آرزو نہ کر جب تو شاہی محل کے دروازہ پر ہو تو محل میں داخل ہونیکی آرزو نہ کر یہانتک کہ جبراً بے اختیار تجھے داخل نہ کیا جائے "جبر" سے مراد وہ حکم ہے جو سخت، اور تاکیدی اور بار بار ہو محض حکم داخلہ پر قناعت نہ کر ہوسکتا ہے کہ یہ اس بادشاہ کی طرف سے امتحان اور دھوکہ ہو لیکن اس وقت تک صبر کر کہ تو داخل ہونے پر مجبور کر دیا جائے پھر جب تو محض جبر و فعل شاہی سے داخل کیا جائے گا تو تجھکو بادشاہ اپنے فعل کی وجہ سے عذاب نہ کرے گا بلکہ تجھے اپنے ظلت صبر یا حنیاء صبر اور بے ادبی اور اپنی حالت موجودہ کے قیام پر ترک رضا کے سبب عذاب ہوگا پس جب تو محل شاہی میں جبر سے داخل کیا جائے تو خاموش، سرنگوں مودب اور نیچی نظر کئے ہوئے رہ اور بلا طلب ترقی مرتبت جس خدمت پر اور جس شغل پر کہ تو مامور ہے اس کی محافظ ہو جیسا اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا گھور گھور کر نہ دیکھیاں اقسام چیزوں کی طرف جو ہم نے کافر دلوں کو زندگانی دنیا کی آسائش کے لئے دی ہیں تاکہ ان کو ہم آزمائیں اور اس طرح ہم ان کا امتحان کریں اور آپ کو آپ کے رب کا دیا ہوا رزق بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے پس اپنے اس قول ورزق ربک خیر وابقیٰ میں اپنے نبی مختار صلعم کو حفاظت حال کا اور اپنی دی ہوئی نعمت پر راضی رہنے کا ادب سکھایا ہے یعنی ہم نے جو خیر اور نبوت اور علم و قناعت اور صبر و سلطنت دین اور غزوہ دین یہ چیزیں کہ تجھ میں عطا کی ہیں اور دوں

خیر وابقیٰ مما اعطیت غیرک فالخیر کلہ فی حفظ الحال والرضا بہا وترک الالتفات الیٰ ما سواہا لانہ لا یخلو اما ان تکون قسمک او قسم غیرک او انہ لا قسم لاحد بل اوجدہ اللہ فتنۃ فان کان قسمک فہو واصل الیک شئت ام ابیت فلا ینبغی ان یظہر منک سوء الادب والشرہ فی طلبہ فان ذلک غیر محمود فی قضیۃ العقل والعلم وان کان قسم غیرک فلم تتعب فیما لا تنالہ ولا یصل الیک ابداً وان کان لیس بقسم لاحد بل ہو فتنۃ فکیف یرضی العاقل ویستحسن ان یطلب لنفسہ فتنۃ ویستجلبہا لہا فقد ثبت ان الخیر کلہ والسلامۃ فی حفظ الحال فاذا رقیت الی الغرفۃ ثم الی السطح فکن کما ذکرنا من الحفظ والاطراق والادب بل تزید علیٰ ذلک لانہ اقرب الی الملک وادنیٰ الی الخطر فلا تتمن الانتقال منہا الیٰ اعلیٰ منہا ولا الیٰ ادناہا ولا تبدلہا وبقائہا ولا تغیر وصفہا وانت فیہا ولا تکون لک فی ذلک اختیار البتۃ فان ذلک کفر فی نعمۃ الحال والکفر یحل لصاحبہ الہوان فی الدنیا والآخرۃ فاعمل علیٰ ما ذکرنا ابداً حتیٰ ترقی الیٰ حالۃ تصیر لک مقاماً تقام فیہ

کو دی ہوئی چیزوں سے بہتر ہیں پس موجودہ شئے کی حفاظت اور اس پر رضامندی اور اس کے ماسوا کی طرف سے ترک التفات میں ہی تمام بھلائیاں ہیں اس لئے کہ وہ غیر موجودہ شئے یا تو تیری قسمت کی ہے یا کسی غیر کے لئے ہے یا کسی کا حصہ نہیں بلکہ اسے اللہ نے بندوں کی آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے پس اگر وہ تیرا حصہ ہے تو خواہ تو اسے چاہے یا نہ چاہے تجھے پہنچے گا پھر اسکی لالچ میں تجھ سے سوء ادب کا ظاہر ہونا زیبا نہیں کیونکہ از روئے حکم علم و عقل دیہ طلب طمع ناپسندیدہ ہے اگر وہ دوسرے کی قسمت میں ہے تو تو اسے نہ پائے گا اور تجھے نہ ملیگی پھر اس کے لئے کیوں سختی جھیلتا ہے اور اگر وہ کسی کی قسمت میں نہیں بلکہ وہ فتنہ اور امتحان ہو تو کوئی ذی عقل اپنے لئے کیوں فتنہ طلب کرے گا اور کیوں اسے مستحسن جانے گا اور کیوں اس پر راضی ہوگا پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ خیر و سلامتی حفاظت حال میں ہی ہے پھر جب تو بالاخانے اور وہاں سے غرفہ (چھت) پر چڑھایا جائے تو جیسا کہ ہم نے کہا نگہبان، خاموش اور مودب رہ بلکہ ان امور میں زیادتی کر اس لئے کہ تو بادشاہ سے نزدیک تر اور خطرہ سے قریب تر ہے پھر اس سے ادنیٰ و اعلیٰ ثبات و بقا اور تغیر حال موجودہ کی آرزو نہ کر اور نہ چاہیئے کہ اس میں تیرا ہرگز کوئی اختیار نہ رہے اس لئے کہ نعمت موجودہ کی یہ ناشکری ہے اور ناشکری ناشکرگزار کو دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرتی ہے پس جس طرح ہم نے بیان کیا ہمیشہ عمل کر تاکہ تو ایسے مقام پر ترقی دیا جائے کہ وہاں تو قائم ہو جائے اور وہ تیرا مقام ہو اور تو جانے کہ وہ مقام علامات و آیات ظاہرہ کے ساتھ ایک بخشش حق ہے

فلا تزال عنه فتعلم انه موهبة بعلامات وآیات تظهر فتمسله ولا تزال تا لاحوال للاولیاء والمقامات للابدال

پس وہاں سے نہ ہٹ اور اس کی محافظت کر پس احوال اولیاء کے لئے اور مقامات ابدال کے لئے ہیں۔

المقالة التاسعة

(فی الکشف والمشاهدة)

قال رضی فی الکشف والمشاهدة فی الاحوال ینکشف للاولیاء و لابدال من افعال الله ما یبهر العقول ویخرق العادات والرسوم فهی علی قسمین جلال وجمال فالجلال والعظمة یورثان الخوف المقلق والوجل المزعج والغلبة العظیمة علی القلب بما یظهر علی الجوارح کما روی عن النبی صلعم کان یسمع من صدره ازیز کازیز المرجل فی الصلوۃ من شدة الخوف لما یری من جلال الله تعالے وینکشف له من عظمته ونقل مثل ذلک عن ابراهیم خلیل الرحمن وعمر الفاروق علیهما السلام واما مشاهدة الجمال فهو التجلی للقلوب بالانوار والسرور والالطاف والکلام اللذیذ والحدیث الانیس والبشارة بالمواهب الجسام

مقالہ نواں

(کشف اور مشاہدہ)

فرمایا رضی اللہ عنہ، کشف، و مشاہدہ اور احوال میں اولیاء و ابدال کے واسطے افعال الٰہی سے ایسی چیز ظاہر ہوتی ہے جو عقلوں کو خیرہ کرلیتی ہے اور عادت و رسوم کو چیرتی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے یہ افعال الٰہی دو قسم کے ہیں جلالی اور جمالی پس ظہور جلال و عظمت کیا ہے یہ بے آرام کرنے والے خوف اور جگہ سے اکھاڑ دینے والے ڈر ہیں جو قلب پر غلبہ عظیم لاتے ہیں جس سے اعضائے بدن پر وحشت اور خوف کے آثار ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ نبی کریم علے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ کے سینہ سے نماز میں جوش کرنے والی آواز جوش کہانے والی دیگ کی آواز کی طرح سنائی دیتی تہی اس لئے کہ آپ اللہ تعالٰی کے جلال کو دیکھتے تھے اور آپ پر عظمت و جبروت الٰہیہ کا انکشاف ہوتا تھا اور اسی کے مثل

والمنازل العالية والقرب منه مما سیؤل امرهم الیه وجف به القلم من اقسامهم فی سابق الدهور تفضلا منه ورحمة وانباتا منه لهم فی الدنیا الی بلوغ الاجل وهو الوقت المقدر لئلا یفرط بهم المحبة من شدة الشوق الیه فینقطع سرائرهم فیهلکوا ویضعفوا عن القیام بالعبودیة الی ان یاتیهم الیقین الذی هو الموت فیفعل ذلک بهم لطفا منه ورحمة ومداواة وتربیة لقلوبهم ومداراة لها انه حکیم علیم لطیف بهم رؤف رحیم ولهذا روی عن النبی صلعم انه کان یقول لبلال المؤذن ارحنا یا بلال یعنی بالاقامة لندخل فی الصلوۃ لمشاهدة ما ذکرنا من الجمال ولهذا قال وجعلت قرة عینی فی الصلوۃ

——•——

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حال میں منقول ہے لیکن مشاہدہ جمال کیا ہے دلوں پر انوار و سرور و الطاف کے ساتھ کلام لذیذ اور محبت بھری باتوں اور بڑی بڑی بخششوں اور بلند منزلوں اور قرب و نزدیکی مولٰی کی بشارتوں کے ساتھ تجلی الٰہی ہے یہ ہی چیزیں ہیں جن کی طرف آخر کار ان کی بازگشت ہے اور ازل میں قلم ان چیزوں کو ان کے حق میں لکھکر خشک ہو گیا ہے اب ان میں تبدیلی نہیں، اللہ کا اپنے فضل اور رحمت سے ان ابنائے یافتگان مشاہدہ جمال، کو اس دنیا میں وقت معین اجل کے آنے تک قائم اور باقی رکھنا دیا ان کیلئے فضل خاص ہے تاکہ فرط شوق کے سبب ان کی محبت حد سے گذر کر ان کی قوتیں شکست اور قیام عبودیت میں سست اور ہلاک نہ ہو جائیں اور خدائے پاک کا اپنی رحمت و لطف سے ان پر تجلی فرمانا ان کے دلوں کے معالجہ اور تربیت اور نرمی کے لئے ہے یہاں تک کہ ان کو یقین یعنی موت آجائے کیونکہ اللہ تعالٰی حکیم و دانا اور ان پر مہربان رؤف و رحیم ہے اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ حضرت بلال موذن کو فرمایا کرتے تھے اے بلال ہم کو راحت پہنچا اذان و تکبیر سے تاکہ ہم نماز میں داخل ہو جائیں مشاہدہ جمال الٰہی کیلئے ان صفات کے ساتھ جن کا ہم نے ذکر کیا اسی لئے آپ نے فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور سیر آرام نماز میں کیا گیا ہے

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں نقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر مولوی احمد سعید نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت، دار الحرب کی تعریف، شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو اور بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت دس آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ اسلام

خاص مولوی کے لئے

(از جناب مولوی سید نذیر الحق لائل پور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصۂ رفتۂ اسلام فراموش نہ کر — لوح امروز سے تو صاف خط دوش نہ کر
یہ نگہ ہے بہت تند اے شاعر — دیکھ حدت سے نہ گذر قوم کو بیہوش نہ کر

تیرے بچھلوں نے چلائی تھی جو تلوار تو کیا — باپ دادا کی وراثت کا ہے حقدار تو کیا
کوہ کے سینۂ سنگین کو جو چیرے جب ہے — یونہی گر جیب میں ہیں لعل گراں بار تو کیا

پہلا باب

ملک عرب کی کچھہ مختصر حالت

تاریخ اسلام کے شروع میں ملک عرب کا تذکرہ اس لئے ضروری ہے کہ آفتاب اسلام کا مطلع، ہدایت انسانی کا منبع تہذیب و تمدن اسلامی کا مخزن اور روحانیت کی جلوہ گاہ یہی ملک ہے اور خدائے حکیم و بصیر نے اپنے آخری نبی اور آخری مذہب کے لئے اسی بے آب و گیاہ مگر روحانیت و ہدایت کے گل ریز اور لالہ زار ملک کو منتخب فرما کر اس کی عزت و شہرت اور فضیلت و عظمت کو ثریا تک پہنچا دیا۔

اسلام کی روشنی یہیں سے پھیلی اور دنیائے ضلالت کو بقعۂ نور بنایا شوکت اسلام اور اسکی شان ہدایت نمائی کا آغاز اسی پر شوکت و عظمت سرزمین سے ہوا جسکے سامنے تمام شوکتیں اور عظمتیں سرنگوں ہوگئیں علمائے باطل جھک گئے شیطانی و نفسانی تسلط و استبداد کی زنجیریں تار تار ہوگئیں اور عربی تمدن تمام دنیا کے تمدنوں پر چھا گیا۔

یہی ملک ہے جو اپنی روحانی و مادی عظمت و کبریائی اور رہبری کے باعث دنیا کے لئے چراغ ہدایت اور مشعل راہ بنا اور تمام دنیا پر غالب ہوگیا۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کی تاریخ اور ملک عرب کی حالت مسلمانوں کے لئے خصوصاً اور دیگر اقوام کے لئے عموماً کس درجہ سرمایۂ عبرت و بصیرت ذریعہ فوز و فلاح اور باعث حیات و ترقی ہوگی۔

ملک عرب کے حدود اور رقبہ

ملک عرب ہندوستان سے بجانب مغرب ایک بہت بڑا جزیرہ نما ہے جس کی حدود اربعہ یہ ہیں۔

مشرق میں خلیج فارس و بحر عمان۔ جنوب میں بحر ہند مغرب میں بحر قلزم و دلہر سویز۔ شمال میں ملک شام۔ ملک عرب کا رقبہ بارہ یا تیرہ لاکھ مربع میل ہے جس میں دو لاکھ کے قریب مربع میل رقبہ خالص ریگستانی اور غیر آباد ہے سب سے مشہور ریگستان ربع خالی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کا رقبہ ڈھائی لاکھ مربع میل ہے اور جو وسط عرب میں مائل بجنوب و مشرق واقع ہے۔

مشہور شہر اور صوبے

ربع خالی کے شمال میں بحرین کا صوبہ بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے شمال و مشرق میں عمان کا صوبہ بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے اور صوبہ کا صدر مقام مشہور شہر مسقط ہے جنوب و مشرق میں حضرموت و مہرہ کے صوبے بحر ہند کے ساحل پر واقع ہیں جنوب و مغرب میں یمن کا مشہور صوبہ بحر ہند اور بحر قلزم کے ساحل پر جس کا مشہور شہر صنعاء ہے۔ ربع خالی کے مغرب اور یمن کے شمال میں نجران کا صوبہ بحر قلزم کے ساحل پر واقع ہے ربع خالی کے مغرب اور نجران کے شمال میں عسیر کا صوبہ بحر قلزم پر واقع ہے۔ عسیر کے شمال میں بحر قلزم کے ساحل پر ایک چھوٹا سا علاقہ تہامہ ہے جو حجاز کا جنوبی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ ربع خالی کے شمال میں بشکل مربع نجد کا وسیع صوبہ ہے جسکے مشرق میں صوبہ بحرین مغرب میں صوبۂ حجاز ہے اور شمال میں صحرائے شام واقع ہے نجد کے جنوبی و مشرقی حصہ کا نام یمامہ ہے نجد کے مشرق اور بحر قلزم کے مغرب میں صوبۂ حجاز واقع ہے جس میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ۔ جدہ و ینبوع کے بندرگاہ واقع ہیں حجاز کے مغرب اور نجد کے شمال و مشرق میں ایک چھوٹا سا علاقہ خیبر ہے شام و حجاز و نجد کے مابین ایک علاقہ حجر ہے۔ ربع خالی کے اندر حضرموت و یمامہ کے درمیان الاحقاف ایک مشہور غیر آباد رقبہ ہے جو کسی زمانہ میں قوم عاد کا مسکن تھا۔

آب و ہوا

تمام ملک خشک اور ریگستانی ہے البتہ سمندر کے کنارے جو علاقے ہیں وہ ذرا آباد اور سرسبز ہیں پانی نایاب ہے جابجا پہاڑوں کے خشک سلسلے واقع ہیں۔

ملک عرب کی آبادی سوا کروڑ کے قریب ہے۔ دھوپ شدت سے پڑتی ہے تند و تیز لوئیں چلتی ہیں جسکے جھونکوں کی تاب اونٹ جیسا ریگستانی جانور ہی نہیں لاسکتا سبزہ۔ پانی اور دیگر ضروریات زندگی نایاب ہیں کھجور بکثرت پیدا ہوتی ہے یمن اور نجد کے صوبے کچھہ سرسبز ہیں۔ حجاز جس میں مکہ مدینہ واقع ہیں سب سے زیادہ خشک و گرم اور سبزی سے محروم ہے۔

اہل عرب کا طرز تمدن و طریقہ معاشرت

چونکہ عرب کا تمام ملک پہاڑی اور ریگستانی ہے اور پانی سرسبزی اور دیگر ضروریات زندگی کی بلحاظ قلت ہے اس لئے اہل عرب خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جہاں کہیں پانی اور گھاس وغیرہ ملتا وہیں خیمہ باش ہو جاتے تھے اور وہاں ہی مختلف اقوام گرد و پیش کے فراہم ہو جاتے تھے اور وہ غیر آباد جگہ ابھی خاصی بستی بنجاتی تھی لیکن جب پانی اور گھاس ختم ہوجاتا تو خانہ بدوشوں کی طرح ادھر ادھر متفرق ہو جاتے اور وہاں آبادی کے صرف چند نشان باقی رہجاتے تھے اور شعرا ان آثار اور نشانات کو مخاطب کرکے اپنا ذوق شعر و شاعری پورا کیا کرتے تھے۔

ان کا گذارہ صرف مویشیوں کے دودھ۔ اون اور شکار کے گوشت پر ہوتا تھا ان کا سرمایہ شتر اور بھیڑ بکری تھا سامی آوارہ گردی اور سفر نے ان کو جفاکش اور مستعد بنا دیا تھا۔ صعوبت کشی۔ بیکار زندگی اور دیگر ضروریات تمدن و سیاست کی قلت اور ناآشنائی نے ان کو اس درجہ آزاد و خود مختار بنا دیا تھا کہ وہ حکومت و فرمانبرداری اور امن و قانون کا مخزن صرف اپنی ہی ذات کو سمجھتے تھے اور کسی کی حکمرانی و اطاعت شعاری کو اپنی شان خودداری کے منافی تصور کرتے تھے عرب کا ایک شاعر عمرو بن کلثوم کہتا ہے ؎

وایام لنا غر طوال عصینا الملک فیھا ان ندینا

(ترجمہ) اور ہم نے تم کو اپنے بڑے وقائع اور مشہور دراز معرکوں کی خبر دیں کہ ہم نے بادشاہ کی اس خوف سے نافرمانی کی مبادا کہیں اسکے مطیع ہو جائیں۔

اہل عرب کی آزادی و خود مختاری کا ایک قصہ

عرب کے ایک مشہور بادشاہ عمرو بن ہند نے ایکدن اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ کیا عرب میں کوئی ایسا شخص ہے جسکی ماں میری ماں کی خدمت کرنے کو عار سمجھے اور اپنے عز و شرف اور تسلط و اقتدار کے زعم میں گمان کرتا تھا کہ میرے حکم کے سامنے کسی کو چارۂ دم زدن نہیں۔ اس کے مصاحبوں نے جواب دیا کہ ایسا شخص عمرو بن کلثوم ہے اور اس کی والدہ لیلیٰ مہلہل بن ربیعہ برادر کلیب بن ربیعہ کی بیٹی ہے جس کے حق میں اعز من کلیب کی مثل مشہور ہے اور اس کا شوہر کلثوم بن مالک مشہور شہسوار تھا اور اب اس کا بیٹا عمرو بن کلثوم قبیلۂ بنی تغلب کا عالی سردار تھا۔

یہ سنکر بادشاہ نے اس بات کا امتحان کرنے کے لئے عمرو بن کلثوم کو قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ مجھے آپ سے ملنے اور میری والدہ کو آپ کی والدہ سے ملنے کا از حد شوق ہے اگر یہ دونوں باتیں ایک ہی ساتھ حاصل ہو جائیں تو کیا کہنا بادشاہ کی اس درخواست پر عمرو بن کلثوم کچھ سرداران بنی تغلب معہ اپنی والدہ اور اپنی قوم کی چند عورتیں لیکر جا پہنچا۔ ادھر بادشاہ نے اپنی والدہ کو پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ جب تمہارے پاس عمرو بن کلثوم کی والدہ آئے تو اس سے کچھ کام لینا غرض عمرو بن کلثوم تو بادشاہ کے پاس چلا گیا اور اپنی والدہ کو بادشاہ کی والدہ کے خیمہ میں جا اتارا لیلیٰ کے پہنچنے پر بادشاہ کی والدہ نے اسے کوئی چیز اٹھا لانے کو کہا لیلیٰ نے جواب دیا کہ جسکو ضرورت ہو وہ خود اٹھالے میری جوتی کو غرض پڑی ہے کہ میں کسی کی باندی بنوں۔

جب بادشاہ کی والدہ نے مکرر تقاضا کیا تو لیلیٰ نے بآواز بلند پکارا کہ واذلاہ یا لتغلب جب یہ آواز عمرو بن کلثوم کے کانوں میں پہنچی تو آنکھوں میں خون اتر آیا غضبناک شیر کی طرح اٹھا اور وہاں بادشاہ کی تلوار لٹک رہی تھی اسے لیکر بادشاہ کو قتل کر دیا اور اپنی قوم کو قتل و غارت اور لوٹ مار کا اذن عام دیدیا چنانچہ بادشاہ کے سب شتر و اموال لوٹ لئے اور وہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آیا۔

یہ تھا اہل عرب کی خود مختاری اور مطلق العنانی کا عالم یہی وجہ ہے کہ عرب میں سوائے چھوٹے چھوٹے آزاد قبائل کے کوئی بڑا صاحب اثر و اقتدار بادشاہ نہیں گذرا اور جو تھے ان کا اثر و اقتدار درحقیقت محض اتنی ہی تھی جتنی کہ ما گزرہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے۔ البتہ قبائل میں سردار ہوتے تھے جو نزاعی معاملات میں حکم بنتے تھے اور داخلی امور کا انتظام و انصرام کرتے تھے۔

عرب کی قدیم سلطنتیں

اسلام سے پہلے عرب میں حسب ذیل پانچ متمدن سلطنتیں گذری ہیں جو یہ ہیں (۱) معینی (۲) سبائی (۳) حضر موتی (۴) قتبانی (۵) ناتی یعنی سلطنت جنوبی عربستان میں تھی جس کے صدر مقامات قرن اور معین تھے ان سلطنتوں کے قریباً چھبیس حکمران ہوئے یہ سلطنت سب سے مقدم ہے اور معین و سبائی حکومتیں ایک ہی زمانہ میں تھیں جس کا زمانہ پندرہ سو برس قبل مسیح ہے سبائی حکومت حضرت عیسیٰ سے سات سو برس قبل ہے اس سلطنت کا پایہ تخت مآرب تھا اس دور کے بعد حمیر کا زمانہ حکومت شروع ہوتا ہے۔ حمیر نے سبائی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ حمیر کے ۲۶ حکمران گذرے ہیں۔

یہ تمام سلطنتیں اسلام سے پہلے برباد ہو چکی تھیں صرف بڑے بڑے کھنڈر رہ گئے تھے۔

تہذیب و تمدن

عرب میں قدیم زمانہ میں تہذیب و تمدن کے آثار پائے جاتے ہوں تو ہوں جیسا کہ بعض محققین یورپ کا خیال ہے کہ کوئی قوم اصول ارتقا کے لحاظ سے اچانک اور ابتداءً اوج کمال تک نہیں پہنچ سکتی ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو مگر اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ظہور اسلام سے صدیوں پہلے تک تہذیب و تمدن کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا تھا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ تمدن و سیاست کی بنیاد تین چیزوں پر ہے زراعت، صنعت و حرفت اور معماری اور علوم و فنون کی نشر و اشاعت ان چیزوں کی عدم دولت و ترقی سیاسی و تمدنی اقتدار عالم وجود میں آیا گویا یہ مذکورہ بالا چیزیں ہی قوموں میں سیاسی و تمدنی زندگی اور برتری پیدا کرتی ہیں سو یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ عرب کی سنگلاخ اور بے آب و گیاہ سرزمین میں سرے سے یہ چیزیں ہی نایاب تھیں اور آوارہ گردی و دوامی سفر سے انھیں ایسی سہولتیں اور مواقع ہی میسر نہ آسکتے تھے کہ تہذیب و تمدن سے آشنا ہو سکتے اور نہ ہی اہل عرب کا کسی متمدن قوم سے کوئی تعلق رہا غرض یہ کہ قبل ظہور اسلام عرب نہایت ہی وحشت و بربریت و جہالت و حیوانیت کے عالم میں زندگی بسر کرتے تھے۔

دین و مذہب

اسلام سے پہلے اہل عرب کا کوئی خاص دین و مذہب نہ تھا بلکہ خود تراشیدہ خداؤں اور فرضی و وہمی اعتقاد و معبودوں کی عبادت ان کا شعار دینی تھا بعض قبائل نیچری تھے جو یہ مانتے تھے کہ جو کچھ ہے زمانہ ہے یعنی قانون فطرت ہے۔ بعض نہ تو خالق کو مانتے تھے اور نہ ہی جزا و سزا کے قائل تھے صرف رندیت و مینوشی ان کا دین و مذہب تھا بعض خالق کی ہستی کے قائل تھے مگر سزا و جزا کو نہ مانتے تھے بعض سزا و جزا کے بھی قائل تھے مگر نبوت کے قائل نہ تھے۔

زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو بت پرست ستارہ پرست اور آتش پرست تھے عرب کے جو لوگ بت پرست تھے وہ بتوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کو خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے ان کی بت پرستی کا فلسفہ قریب قریب وہی تھا جو آجکل سناتن دھرمی مورتی پوجا کا فلسفہ بیان کرتے ہیں۔

تنبیہ ان قبر پرست اور تعزیہ پرست مسلمان جہلا کو بغور مطالعہ کرنا چاہیئے اور انصاف سے بتلانا چاہیئے کہ ان میں اور عرب کے بت پرستوں میں کیا فرق ہے کیا یہ ہمارے لئے شرم و ندامت کا مقام نہیں کہ ہم مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود خالص اسلامی توحید کے پاک و صاف چشمے کو اپنے کفریہ و شرکیہ خیالات و اوہام سے مکدر کریں اور ذرا نہ شرمائیں وائے افسوس بر حال ما۔ علامہ حالی مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

عرب کے لوگ اگرچہ بت پرست تھے مگر یہ بت پرستی ان کے دلوں سے اس امر کا اعتقاد نہ کہو سکی اور جو چیز ازل سے ان کی فطرت میں مرکوز تھی اسکی بت پرستی محو نہ کر سکی ان کے دلوں سے یہ اعتقاد کبھی نہیں گیا کہ اصل خدا اور بزرگ و برتر ہستی ایک اور ہی ذات واحد ہے جو عالم کی خالق ہے اس بات کا ثبوت قرآن کریم کی بیشمار آیتوں سے ملتا ہے۔

بت پرستی کا بانی

عرب میں بت پرستی کا بانی ایک شخص عمرو بن لحی تھا جو حرم کا متولی تھا جرہم کعبہ کے متولی سے عمرو نے ان کو نکال کر خود تولیت پر قبضہ کر لیا تھا۔ عرب کا مشہور قبیلہ خزاعہ اسی کی نسل سے ہے یہ ایک دفعہ شام کے کسی شہر میں گیا تھا وہاں کے لوگوں کو بت پوجتے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تم ان کو کیوں پوجا کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری ہر حاجت کو پورا کرتے ہیں پانی برساتے ہیں اولاد دیتے ہیں اور لڑائیوں میں فتح دیتے ہیں یہ سنکر اس نے چند بت ان سے لے لئے اور کعبہ میں لا کر نصب کر دیے اور اس طرح خدا کے گھر کو بت پرستی کا مرکز بنا دیا۔

مشہور بتوں اور انکے پجاریوں کے نام

عرب کے سات بت بڑے اور مشہور تھے جن کے نام یہ ہیں :۔

لات ۔ عزیٰ ۔ منات ۔ ود ۔ سواع ۔ یغوث ۔ یعوق ۔ لات کو قبیلہ ثقیف پوجتے تھے ۔ عزیٰ کو قریش و کنانہ ۔ منات کو اوس خزاعہ اور غسان ۔ ود کو کلب ۔ سواع کو ہذیل ۔ یغوث کو مذحج اور یعوق کو ہمدان۔

قبیلہ حمیر جو یمن میں بستا تھا آفتاب پرست تھا کنانہ چاند کو پوجتے تھے قبیلہ اسد عطارد کی پرستش کرتا تھا اور لخم و جذام مشتری کی عبادت کرتے تھے مکہ معظمہ جو آج توحید کا منبع اور مرکز ہے اس میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے اور حرم کا ننگے ہو کر طواف کرتے تھے غرض ؎

قبیلے قبیلے کا اک بت جدا تھا کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلے پر فدا تھا اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

کہیں آگ بجتی تھی واں بے محابا کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شید بتوں کا عمل جا بجا سو بسو تھا

کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

اگرچہ عرب کی کثیر آبادی بت پرستی کی کیچڑ میں دھنسی ہوئی تھی اور اُن کی ذہنیتوں پر کفر و شرک کی گندگی اور حیوانی ذہنیت مستولی تھی لیکن چونکہ مکہ معظمہ دین ابراہیمی کا مرکز رہ چکا تھا جس کا اصول توحید خالص تھا اس لئے بت پرستی کلیتہً توحید اور ضیفیت کا استیصال نہ کر سکی۔

بہت سے آزاد ضمیر اور صفا کیش لوگ ایسے تھے جو جمادلا یعقل کے سامنے سر جھکانے اور خود ساختہ پتھروں کی پرستش کو قابل نفرت اور انسانیت کی انتہائی توہین اور ذلت سمجھتے تھے اور اس فعل کو نفرت و حقارت سے دیکھتے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) ورقہ بن نوفل۔ یہ حضرت خدیجہ کے برادر عم زاد تھے ملک شام میں جا کر تعلیم پائی تھی اور انجیل کو عبرانی زبان میں پڑھا سکتے تھے۔

(۲) عبداللہ بن جحش۔ یہ حضرت امیر حمزہ کے بھانجے تھے بت پرستی چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔

(۳) عثمان بن الحویرث۔ یہ عبدالعزیٰ کے پوتے تھے اور یہ بھی عیسائی ہو گئے تھے۔

(۴) زید بن عمرو بن نفیل۔ یہ حضرت عمر کے چچا تھے دین ابراہیمی کی تلاش میں ملک شام گئے اور یہودی و عیسائی عالموں سے ملے مگر کسی سے تسلی نہ ہوئی بالآخر اس اجمالی اعتقاد پر اکتفا کی کہ میرا مذہب دین ابراہیمی ہے۔

کیا یہودیت اور نصرانیت نے عرب کی کوئی اصلاح کی

عرب میں دیگر مذاہب کے علاوہ نصرانیت اور یہودیت بھی رواج پذیر تھی قبائل ربیعہ و غسان نصرانی تھے اور قضاعہ میں بھی اس کا کچھ اثر پایا جاتا تھا مدینہ منورہ میں یہودیوں کا غلبہ تھا بہت سے قبائل یہودی ہو گئے تھے اور توراۃ کی تعلیم کے لئے متعدد درسگاہیں قائم تھیں مگر یہ دونوں مذاہب کسی قسم کی اصلاح نہ کر سکے بلکہ اور زیادہ گمراہی پھیلا دی کیونکہ اصلی یہودیت اور نصرانیت کا دنیا میں کوئی نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ :۔

"عرب کے عیسائیوں نے پانچ برس تعلیم و تلقین کی اس پر بھی عیسائی بہت خال خال نظر آتے تھے بنو حارث نجران میں۔ بنو حنیف یمامہ میں اور کچھ بنی طے میں عیسائی تھے باقی خیریت بالآخر عرب کو من حیث المذہب دیکھیے تو اس کی سطح پر عیسائیوں کی ضعیف کوششوں کی کچھ خفیف سی موجیں ٹکراتی نظر آتی تھیں اور یہود کی قوت بھی کبھی بڑی شدت سے طغیانی کرتی نظر آتی تھی لیکن بت پرستی اور بنو اسمٰعیل کے بیہودہ اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ سے آکر ٹکراتا تھا۔

(باقی)

ابن رسول اللہ

(نوشتہ مولوی حاجی عبدالمنان صاحب)

ولادت ۵ شعبان سنہ ۴ ہجری میں واقع ہوئی آپ کے پیدا ہوتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی آپ امام حسنؓ سے ایک سال دس دن پیچھے پیدا ہوئے اور یہی دونوں بھائیوں میں چھٹائی بڑائی تھی۔

کنیت و لقب آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور سب سے مشہور لقب سید ہے کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں "سید شباب اہل الجنۃ" میرے بچے حسن حسینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

جود و سخا آپ کی داد و دہش کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی سائل کو بلا دیئے ہوئے واپس نہیں کیا اس کی خواہش سے سو چند نہ چہار چند بلکہ مالا مال کر دیا چنانچہ ایک بڑھیا عورت کو ایک ہزار بکریاں اور ہزار درہم عطا فرمائے اور اسی طرح ایک سائل کو جو افلاس کے ہاتھوں تنگ تھا دس ہزار درہم عطا فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ افسوس ہم تیری خواہش کے مطابق نہ دے سکے بس تو اس تھوڑی رقم کو قبول کر اور یہ سمجھ کہ ہم نے سوال ہی نہ کیا تھا اور ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم نے کچھ دیا ہی نہیں۔

عالی حوصلگی ایک دن آپ کی لونڈی نے پھولوں کا خوبصورت دستہ خدمت بابرکت میں پیش کیا آپ نے اسے سونگھ کر لونڈی کو آزاد کر دیا۔ حضرت انس کہتے ہیں جو اس روایت کے راوی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ نے پھولوں کے عوض اتنی گراں بہا لونڈی آزاد کر دی جواب میں فرماتے ہیں کہ انس کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں فرماتا ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا جب انہیں کوئی تحفہ دے تو تم بھی اس جیسا یا اس سے بہتر بھیجو لہذا بہتر عوض یہی تھا کہ میں اسے آزاد کر دوں۔ اور سنیئے ایک روز دسترخوان پر کھانا کھانے کے لئے تشریف رکھتے تھے آپ کی لونڈی پانی کا آبخورہ لئے کھڑی تھی اتفاقاً پیالہ اس کے ہاتھ سے چھٹ گیا آپ نے ذرا تیوری پر بل ڈال کر اسے گھورا اس نے کانپ کر لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی نیک لوگوں کی صفت یہ ہے کہ غصہ کو پی جایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا كَظَمْتُ غَيْظِيْ میں اپنا غصہ پی گیا پھر اس نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ان کا دوسرا وصف یہ ہے کہ لوگوں کو معاف کر دیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا عَفَوْتُ عَنْكِ میں نے تجھے معاف کیا یہ سن کر وہ کہتی ہے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کیا۔

طاعت و عبادت حضرت امام زین العابدین سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے والد کے ہاں اتنی کم اولاد کیوں پیدا ہوئی فرمایا اتنی بھی ہو جانی حیرت و استعجاب سے کم نہیں کیونکہ انھیں اتنی فرصت کہاں تھی جو عورتوں میں بیٹھتے وہ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نفل سے کم نہیں پڑھتے تھے مشہور بات ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ سے پاپیادہ پچیس حج لبیک کہتے ہوئے ادا کئے ہیں۔

پند و نصائح آپ اکثر فرمایا کرتے تھے لوگو! حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا خدا کی نعمتوں میں سے ایک عمدہ نعمت ہے فرمایا کرتے تھے جس نے سخاوت کی سردار ہوا جس نے بخل اختیار کیا کمینہ ہوا۔

امام کی شہادت میں کیا راز تھا منجملہ ان بیسیوں باتوں کے جو آپ کی شہادت کے متعلق بیان کیجاتی ہیں ہمیں سب سے بہتر جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے سچے محبوب تھے اور اس میں کلام نہیں کہ محبوب کو محبوب بنانے کے لئے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے حسن صوری و معنوی میں چار چاند لگائیں۔

حضور کی ملاحت حضرت یوسف بنینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صباحت کو مات کرتی تھی حضور کی راست بازی پاکدامنی صدق و دیانت کا لوہا حضور کے بدترین دشمن بھی مانتے تھے اور آجکل بھی مانتے ہیں حضور کو وہ تمام صفات عنایت ہوئے تھے جو کسی مخلوق کو دیئے جا سکتے ہیں۔

غرض حضور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم محبوب خدا تھے اور ظاہری باطنی اوصاف سے بدرجۂ غایت ممتاز تھے۔

آپ سے پیشتر جس قدر انبیا مبعوث ہوئے اُن میں ایک نہ ایک خاص صفت ضرور تھی مثال کے طور پر چند نام گن لیجئے۔

اسماء	صفت	مقابلہ
حضرت آدم علیہ السلام۔	خلافت۔	آپ کے سر مبارک پر بھی تاج خلافت رکھا گیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام۔	ہمکلامی۔	آپ کو شب معراج میں قاب قوسین او ادنیٰ تک قربت حاصل ہوئی اور راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔
حضرت سلیمان علیہ السلام۔	سلطنت۔	آپ اپنی حیات ہی میں آس پاس کی مملکت کو اسلام کا باج گزار بنا چکے تھے
حضرت ایوب علیہ السلام۔	صبر	آپ کے صبر کا پلہ ایوبؑ کے پلہ سے بھاری تھا غزوہ احد میں لوح جبین پر سنگ لگا بد دعا کی بیگانوں کے گلے سے زبان آشنا نہ کی اور عین عارضہ میں نظر جزا خدا نہ کی بخشی شفا مریضوں کو اپنی دعا سے کی۔
حضرت یونس علیہ السلام۔	عبادت۔	پائے مبارک پر ورم ہو جانا آپ کی عبادت کی کافی دلیل ہے
حضرت یوسف علیہ السلام۔	حسن۔	آپ کو وہ جمال نورانی عطا فرمایا جو حسن یوسف سے کئی درجہ زائد تھا۔

چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور فرماتے ہیں میرے بھائی یوسف

حسن بھینکا تھا اور میں ملیح ہوں۔

براء بن عازب سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ نورانی کو چودھویں رات کے چاند سے مقابل کر کے دیکھا تو خدا کی قسم آپ کے چہرہ نورانی کی چمک چاند کی روشنی پر بدرجہا غالب تھی غرض تمام اوصاف حسنہ آپ کی ذات بابرکات میں مجتمع فرما دیئے چونکہ آپ خاتم النبیین تھے اس لئے کمالات کا اختتام بھی آپ پر لازم تھا صرف شہادت کا ایک درجہ باقی رہ گیا تھا سو وہ منافی شان نبوت تھا اس لئے کہ عرف میں تکمیل شہادت اس کا نام ہے کہ آدمی سفر و سختی میں قتل کیا جائے مثلاً اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں اس کا مال لوٹا جائے اس کی بیبیاں اور یتیم بچے قید ہو جائیں اور یہ سب عداوت کے لئے ہو اگر ایسا واقعہ آپ پر ہوتا تو یقیناً شوکت دین کی تذلیل کا باعث تھا پس قدرت نے یہ مرتبہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو آپ کی صورت سے بالکل مشابہ تھے اور قربت بھی رکھتے تھے عطا فرمایا اور اس صورت سے اس مرتبہ پر آپ فائز ہو گئے ہیں پس یہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا گہرا راز ہے۔

خار و گل

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں یزید کو پیش کرنا بالکل پھول اور کانٹے کی نسبت ہے بلحاظ صورت سیرت علم زہد اتقاء شرافت خاندانی یزید آپ کے پاسنگ بھی نہ تھا لہٰذا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی پاکیزہ صفات کے باعث پھول تھے جن کی پتی اور پنکھڑیوں میں خوشبوئے محمدی ذاتی تھی اور جو مرشد و جہان کے لئے بڑے دل آویز تھی۔ یزید اپنی بداعمالیوں اور ناکارہ صفات کے باعث کانٹا تھا جس کی نوک دھارے مشابہ تھی جو ہر صحرا نورد کے لئے باعث اذیت اور ہر دامن ہستی کو معترض تھا اگر بحیثیت انسان ہونے کے ہم دونوں کو ساتھی ہی سمجھ لیں تب بھی لفظ گل ہی اس عقدہ کو حل کر دے گا امام حسین گل تھے لیکن وہ گل جو سہرے کی زینت ہوتے ہیں یا جنھیں لوگ گلے میں کنٹھے بنا کر گلے میں ڈال لیتے ہیں یزید وہ گل تھا جو چراغ پر اندھیرا آتا ہے اور جسے آخر کار جھاڑنا پڑتا ہے۔

اسباب عداوت

امام ہمام سے یزید کی عداوت کا سب سے بڑا سبب تو یہی ہے کہ آپ نے اس سے بیعت نہ کی لیکن ترجمہ مختصر طبری میں ایک اور وجہ نزاع بھی درج ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی بیوی کو کسی وجہ سے طلاق دیدی تھی یزید نے ابو موسیٰ اشعری کو اس عورت کے پاس بغرض نکاح بھیجا راستہ میں قثم ابن عباس مل گئے پوچھا اے ابو موسیٰ کہاں جاتے ہو انہوں نے فرمایا کہ یزید کا پیغام زبیر کی مطلقہ کے پاس لے جا رہا ہوں قثم نے کہا اگر ممکن ہو تو میری جانب سے بھی کہہ دینا۔

اتفاقاً حضرت امام رضی اللہ عنہ بھی کسی عورت کو بھیج کر اس کی خواستگاری کر چکے تھے جب حضرت ابو موسیٰ اس کے پاس پہنچے تو یزید و قثم کا پیغام دیا اس نے کہا کہ ابھی ابھی امام حسین کا پیغام بھی میرے پاس آ چکا ہے اے ابو موسیٰ میں تجھ سے صلاح دریافت کرتی ہوں کہ ان تینوں میں میرے لئے کون بہتر ہے ابو موسیٰ نے کہا اے پاک عورت اگر دنیا تجھ کو مطلوب ہو تو یزید کو پسند کر اور اگر خوبصورت و صاحب جوان مطلوب ہے تو قثم کو منظور کر اور اگر آخرت میں حضرت فاطمہ کی بہو بننا ہے تو امام حسین کو اختیار کر۔ پس اس عورت نے یزید و قثم پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دی لہٰذا یزید کے دل میں یہ واقعہ کھٹکتا رہا قسم کھائی کہ جب حسین پر قادر ہوں گا زندہ نہ چھوڑوں گا۔

یزید کی تخت نشینی اور بیعت کی سلسلہ جنبانی

حضرت امیر معاویہ کے انتقال کے بعد یزید تخت سلطنت پر متمکن ہوا بیٹھتے ہی سب سے پہلا کام جو اس نے کیا ہے وہ یہ تھا کہ تمام اہل شام سے اپنی بیعت لی اور پھر ہر اقلیم و ولایت میں وہاں کے عاملوں کو اپنی بیعت کے لئے رقعہ تحریر کئے چنانچہ ایک رقعہ حاکم مدینہ ولید بن عتبہ بن سفیان کو تحریر کیا کہ تم بہت جلد اہل مدینہ سے میری بیعت لو اور حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کو مجبور کر دو کہ وہ فوراً میری بیعت کریں ورنہ بصورت انکار ان سب کے سر کاٹ کر روانہ کر دو۔ ولید نے آپ کو بلایا چونکہ آپ کو پہلے ہی سے آگاہی ہو گئی تھی لہٰذا اپنے ہمراہ بچاس جوان مسلح لئے اور سب کو دروازہ پر تعینات کر کے فرمایا کہ میرے ذرا سے کھٹکے اور اشارہ پر فوراً اندر گھس آنا یہ کہہ کر ولید کے پاس تشریف لے گئے ولید نے تعظیم کی اور یزید کا پیغام سنایا آپ نے فرمایا چونکہ یہ خط چار آدمیوں کے نام ہے لہٰذا سب کو بلواؤ تاکہ ہم سب اکٹھے ہو کر غور کریں یہ کہہ کر آپ تشریف لیجانے لگے مروان نے کہا اے ولید یہ موقع ہاتھ سے جانے نہ دے اسی وقت قتل کر ڈال آپ نے غضبناک ہو کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اگر کچھ جوانمردی رکھتا ہے تو سامنے آ شاید تیغ ہاشمی کے میٹھے پھل تو نے چکھے نہیں یہ فرما کر آپ باہر نکل آئے دولت خانہ پر تشریف لا کر تمام عزیزوں دوستوں کو جمع کیا ان سبھوں نے متفق الکلمہ ہو کر عرض کیا اے تمنائے ولایت کے جگمگاتے گوہر آپ کے برادر معظم نے دیدہ و دانستہ خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی تھی چونکہ وہ فوت ہو گئے ہیں لہٰذا اب ہم آپ کی جانب رجوع ہوتے ہیں آپ نے بخوشی تمام سب سے بیعت لی اس کے بعد والد اور نانا کے روضہ مبارک پر کلمات رخصت آمیز فرمائے پھر روضہ مقدسہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر اجازت چاہی آپ کی مفارقت میں اہل مدینہ کو بے حد رنج تھا خصوصاً ام سلمہؓ تو تڑپتی تھیں لیکن آپ سب کو روتا چھوڑ کر عبداللہ بن زبیرؓ کے ہمراہ چوتھی شعبان کو مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

دعوت شہادت

امام حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ گئے ہوئے کچھ دن ہی ہوئے تھے کہ اہل کوفہ کے خطوط آنے شروع ہوئے جن کی مجموعی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو بتائی جاتی ہے اس میں حضرت معاویہ کے انتقال پر اظہار خوشی اور آپ سے بیعت چاہی جاتی تھی بار بار تقاضا ہوتا تھا کہ تشریف لایئے چنانچہ سب سے آخری جو خط آیا تھا اور جس کو نہایت تپاک سے بھیجا گیا تھا اس کی بجنسہ یہ عبارت تھی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ للحسین بن علی من شیعتہ و شیعۃ ابیہ علی امیر المؤمنین سلام علیک۔ اما بعد فان الناس ینتظرونک ولا رائی لھم فی غیرک العجل یا ابن رسول اللہ العجل۔

یعنی یہاں بہت سے لوگ جناب کی تشریف آوری و دیدار کے بھوکے ہیں

اس خیال کے سوا ہمارے خیالوں اور گمانوں میں دوسری بات نہیں ہے لہذا بہت جلد تشریف لا کر دیدار فرمائیں۔

آپ نے یہ خط حضرت عبداللہ بن عباس کو دکھایا انہوں نے فرمایا کہ میری رائے میں آپ اپنی طرف سے پہلے ایک وکیل بھیجدیں وہ وہاں جاکر ان لوگوں کے حسن سلوک کی کیفیت تحریر کرے اگر اچھے آثار نظر آئیں تو آپ وہاں تشریف لیجائیں چنانچہ آپ کو یہ رائے بہت پسند آئی حضرت مسلم بن عقیل کو اس کام کے لئے منتخب کیا اور فرمایا تم وہاں جاؤ اگر وہ لوگ تمہاری اطاعت کریں تو مجھے لکھنا میں بھی فوراً تمہارے پاس پہنچوں گا حضرت مسلم حسب الارشاد کوفہ کو روانہ ہو گئے وہاں آپ کے دست مبارک پر بارہ تیرہ ہزار اشخاص نے بیعت کی اور جانفروشانہ مستعدی دکھائی تب آپ نے ایک نامہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ میرے یہاں آنے سے لوگ بہت خوش ہیں اور آپ کے دیدار کے لئے بیقرار ہیں جب یہ خط پہنچا تو آپ نے جانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

ناصحوں کو ناکامی

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سفر سے سب لوگ ملول اور رنجیدہ تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت جابرؓ ابو سعید خدری و حضرت ابو واقد لیثی وغیرہم نے بہت بہت سمجھایا اور منع کیا حضرت عبداللہ بن عباس نے نہایت گریہ وزاری کے ساتھ منع کیا اور کہا اے ابن رسول اللہ خدا کے لئے آپ کوفیوں پر اعتبار نہ کریں اور مکہ معظمہ سے باہر جانے کا قصد نہ فرمائیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو جب آپ کے تشریف لیجانے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ دوڑے ہوئے تشریف لائے مگر امام حسین نے کوچ کر دیا تھا یعنی مکہ سے دو منزل نکل گئے تھے لیکن آپ نے وہیں پہنچکر منع کیا اور آگے جانے سے روکا مسورہ بن مخرمہ نے ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ آپ بھولے سے بھی عراق کی جانب نہ جائیں آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ کو جو مدینہ میں اقامت پذیر تھے جب آپ کے سفر کی خبر ہوئی تو اس قدر روئے کہ جو طشت وضو کے لئے رکھا ہوا تھا وہ آنسوؤں سے بھر گیا حضرت ابن عباس نے جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عراق جانے سے منع کیا تو آپ نے فرمایا اے ابن عباس تم بوڑھے ہوگئے اور عقل سے بد صلاح دیتے ہو میرا دوسری جگہ قتل ہونا مکہ میں قتل ہونے سے کہیں بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ مکہ کی حرمت میری وجہ سے حلال ہو جائے۔

طائر قدس کی بلند پروازی

اللہ اللہ تحریر تقدیر بھی کیا چیز ہے کائنات عالم کا پانسہ پلٹ جائے ہوا چلنے سے پانی بہنے سے آگ سوزش سے خالی ہو جائے لیکن تقدیر کی بوقلموں نیرنگیاں اپنی خصوصیات میں فرق نہیں آنے دیتیں سچ تو یہ ہے کہ تقدیر کی برائی فلاسفی نے خدا کے وجود کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ایک حد تک اسی نے ان دیکھے خدا کو منوایا ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ نے مشرق جانے کا مصمم ارادہ کرلیا بلکہ اس طرف قدم بھی اٹھ گئے کہ یکایک کسی زبردست قوت نے ناگہانی طور پر آپ کے رخ کو مشرق سے مغرب کی سمت پھیر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اپنی مرضی کے خلاف ادھر گئے جہاں جانے کے لئے آمادہ نہ تھے یہاں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک کوئی ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہمارے ارادوں کی اور ہمارے کاموں کی کل ہے وہ جس طرف چاہتا ہے موڑ دیتا ہے اور ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر کی پوری تفسیر سمجھ میں آجاتی ہے پھر خود بخود منہ سے نکل جاتا ہے

پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے

امام مظلوم کو تمام دوستوں عزیزوں خیرخواہوں نے سمجھایا کہ کوفیوں کی بات کا مطلق اعتبار نہ کیجئے وہ کبھی وفا کے عہد میں پورے نہیں اترتے آپ کے والد معظم و برادر مکرم کے ساتھ کیسی کیسی دغائیں کیں مصیبتیں اور تکلیفیں دیں کیا آپ امید رکھتے ہیں کہ وہ آپ کے لئے اپنی خوئے اذیت بدل ڈالیں گے لیکن تقدیر کی گل افشانیاں اور ہی گل کھلا رہی تھیں آپ بیٹھنا چاہتے تھے لیکن قضا و قدر کے زبردست ہاتھ اٹھا دیتے تھے آپ ٹھہرنا چاہتے تھے تقدیر چلاتی تھی غرضکہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ سہ شنبہ کے روز بیاسی آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیکر وہ طائر قدس پوری بلند پروازی سے اڑا۔

کچھ راہ کے واقعات

اثنائے سفر میں جو واقعات پیش آئے جب کہ اس میں مورخوں کا اختلاف ہے لیکن مطلب سب کا تقریباً ایک ہے لہذا ہم اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ہی راوی کے قول پر اکتفا کرینگے الغرض حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مختصری پلٹن لئے ہوئے برابر کوچ فرما رہے تھے یہ وہ لوگ تھے جن کے دل جوش محبت سے لبریز تھے جن کی رگوں میں خون ہاشمی دورہ کر رہا تھا جو لقائے حق کی شراب طہور سے مخمور بلکہ چکنا چور تھے جو اپنی جان گرانمایہ کو لعل گرانمایہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قربان کرنے چلے تھے ان کے چہرے بشاش تھے پیشانیوں میں غضب کی پھرتی تازہ امنگیں نئے ولولے دلوں میں لئے ہوئے برابر چلے جاتے تھے کہ راہ میں ایک گذار دل کا گروہ ملا جو یمن سے سالانہ خراج لئے ہوئے آتا تھا حضرت امام حسین نے ان سے وہ خراج وصول کرلیا اور فرمایا امامت کا مستحق میں ہوں حق بیت المال لیکر مسلمانوں کا حق واپس کر دیا پھر آگے بڑھے آدھی منزل طے کی ہوگی کہ فرزدق شاعر آپ سے ملا اور دست مبارک پر بوسہ دیا آپ نے فرمایا کہ کوفیوں کو کس حال پر چھوڑ آئے کہنے لگا یا امام ان کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں باقی خدا کے بھید خدا جانے "یفعل اللہ ما یشاء"

جب کوفہ دو منزل رہ گیا تو حر بن زیاد ریاحی مع لشکر آپ سے ملا اور معلوم ہوا کہ حضرت مسلم ...... کوفہ میں شہید ہوگئے آپ نے چاہا کہ پلٹ جائیں لیکن مسلم کے صاحبزادوں نے فرمایا کہ جب تک ہم باپ کا قصاص نہ لے لیں گے واپس نہیں جائینگے فصول المہمہ میں ہے کہ حر نے آپ سے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ مجھے میرے سردار ابن زیاد نے آپ کے گرفتار کرنے کو بھیجا ہے لیکن خدا کی قسم میں آپ پر لفظ گرفتاری کا اطلاق بھی نہیں کرنا چاہتا میں تو آپ کا قدیمی غلام ہوں میں نہیں چاہتا کہ میری طرف سے آپ کو کسی قسم کی بھی تکلیف پہنچے آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے بار بار مجھے خطوط بھیجے تب میں آیا کہنے لگا کہ مجھے بالکل خبر نہیں کہ کن لوگوں نے آپ کے پاس خطوط بھیجے خیر اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں سے شبانہ روز کوچ کر کے کہیں اور تشریف لیجائیں اور میں لکھے دیتا ہوں کہ حسین بن علی مجھے کہیں نہیں ملے آپ نے اس کو دعا دی اور تمام رات قطع مسافت کی لیکن صبح کو پھر وہیں تھے جہاں سے کوچ کیا تھا۔

الغرض صبح کو پھر حرملا اور کہنے لگا کہ آج رات کو ابن زیاد کا ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ امام حسین کے قتل و گرفتاری میں کسی قسم کی ڈھیل نہ ڈال و جتنو ورنہ اپنے آپ کو باغی تصور کیجئو فرمائیے اب میں کیا کروں اب آپکو چھوڑ نہیں سکتا وجہ یہ کہ اس کے مخبر رہا سوں میرے ساتھ لگے ہوئے ہیں اگر آپ کو چھوڑتا ہوں تو یہ لوگ اس کو خبر دینگے اور مجھپر عتاب نازل ہوگا بس آپ کو کربلا میں لاکر اتار دیا۔

ابن زیاد کا خط امام حسین کے نام

جب آپ میدان کربلا میں فروکش ہوئے تو عبید اللہ بن زیاد نے ایک خط آپ کو روانہ کیا جس میں یزید کی بیعت کا مطالبہ تھا آپ نے اسے نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور پڑھ کر منہ سے کر ڈالا اور قاصد سے کہا کہ اس کا ہمارے پاس جواب نہیں ہے جب ابن زیاد نے یہ سنا تو اس کے غصہ کی کچھ انتہا نہ رہی فوراً عمرو بن سعد کو طلب کیا اور ایک لشکر عظیم کے ساتھ آپکے مقابلہ کے لئے بھیجا اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے خط بھیج بھیج کر آپ کو بلایا تھا۔

شقاوت ازلی

دنیا میں بزدل سی بزدل قوم بھی اپنے مخالف جماعت سے وہ سلوک نہ کرے گی جیسا کہ یزیدیوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برتاؤ کیا باوجود یہ علم ہونے کے کہ ہمارے پاس ہر قسم کے آتشین اسلحہ ہیں باوجود اس کے کہ ہماری جمعیت مور و ملخ کی مانند ہے اور دوسری طرف اسکے مقابلہ میں صفر کا درجہ ہے لیکن پھر بھی اس مٹھی بھر فوج کا وہ رعب غالب تھا کہ ان کے لئے کھلا میدان جنگ کرنے کی ضرورت واقع ہوئی تاکہ بھوک و پیاس سے مغلوب ہو کر تلوار اٹھانے کی طاقت نہ رہے چنانچہ عمرو بن سعد نے فوراً دریائے فرات کو گھیر لیا اور ابن زیاد کے لکھنے کے بموجب امام تشنہ کام پر پانی بند کر دیا خیال فرمائیے جب ٹھیٹ گرمیوں کی موسم ہو ایک چٹیل میدان ہو سورج اپنی پوری طاقت سے آتشیں گولے برسا رہا ہو سایہ دار درختوں کا نام نہ ہو خیمے میں سے دھوپ چھن چھن کر دماغ کھولا رہی ہو ننھے اور معصوم بچے جو صبر کے نام سے بھی ناآشنا ہیں بغیر پانی کے کس طرح جی سکتے ہیں عورتیں جو معمولی صدمات کی خوگر نہیں وہ کس طرح یہ ناقابل برداشت مصیبت جھیل سکتی ہیں نتیجہ وہی ہوا کہ تمام خیمے میں العطش العطش کا شور مچ گیا لیکن کیا ممکن کہ ان سیہ بختوں میں سے کسی کو رحم آیا ہو یہ شقاوت ازلی نہیں تو اور کیا تھی

آب کوثر کا مالک آب فرات طلب کرتا ہو

یزید بن حصین الہمدانی جو امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جاں نثاروں میں تھا جب پیاس سے آپ کے انصار کو مضطرب دیکھا تو امام مظلوم سے اس طرح گویا ہوا اگر آپ اجازت دیں تو میں عمرو بن سعد سے پانی طلب کروں آپ نے فرمایا تو مختار ہے غرض آپ عمرو بن سعد کے پاس پہنچے اور سلام علیک نہ کیا عمر نے کہا کہ اے یزید تم نے مجھے سلام کیوں نہیں کیا حالانکہ میں مسلمان ہوں خدا اور رسول کو جانتا ہوں۔ یزید نے کہا افسوس تیرے اسلام پر اور تف تیرے رسول کے ماننے پر کہ ان کے نواسے پر فوج کشی کر رہا ہے ان کے قتل کے درپے ہے اور پھر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے علاوہ ازیں پانی جو خدا کی رحمت عام ہے تو نے ان پر بند کر دیا کیا یہی مسلمانی کا اقتضا ہے عمرو بن سعد نے کہا جو کچھ تم کہہ رہے ہو بالکل صحیح ہے میں ان کے مرتبہ سے بخوبی واقف ہوں لیکن اس بات کو کیا کروں کہ ملک رے میرے ہاتھ سے جاتا ہے یہ سنکر آپ تشریف لے آئے اور سارا ماجرا بیان کر دیا

پانی کے لئے کنوئیں کھدوا ڈالے

اس طرف ناکامی ہوئی تو دوسری طرف یہ کوشش کی گئی کہ آپ نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ کنوئیں کھودیں چنانچہ ستر ستر ہاتھ زمین کھود ڈالی لیکن پانی نام کو نہ تھا۔

امام کا پیغام عمرو بن سعد کے نام

جب پیاس سے حالت غیر ہوگئی زبان سوکھ کر کانٹا ہوگئی یہانتک کے اشاروں سے باتیں ہونے لگیں تو آپ نے ایک خط عمرو بن سعد کو اس مضمون کا لکھا کہ تو تین کاموں میں سے ایک کام کر یا تو مجھے مدینہ جانے دے تاکہ میں اپنے جد بزرگوار کے مزار مقدس پر اپنی بقیہ حیات بسر کروں یا مجھے ترکستان جانے دے تاکہ کفاروں سے جہاد کر کے شربت شہادت نوش کروں یا یزید کے پاس دمشق بھیجدے پس عمرو بن سعد نے یہ پیغام عبید اللہ بن زیاد کو لکھکر بھیجا اس مرتد ازلی نے دو فقرے لکھکر بھیجدیئے کہ اگر وہ یزید کی بیعت اختیار کریں تو خیر ورنہ ضرور قتل کر ڈال ایک دوسری روایت کا ماحصل یہ ہے کہ ابن زیاد نے پہلے اپنے پاس طلب کیا اور پھر یزید کے پاس بھیجدینے کا وعدہ کیا مگر آپ نے فرمایا میں براہ راست یزید کے پاس جانا چاہتا ہوں ابن زیاد نے اس بات کو منظور نہیں کیا عمرو بن سعد نے دو تین دفعہ اسی طرح لکھا لیکن اس نے صاف جواب دیا کہ جب تک حسین میرے پاس نہیں آئینگے یہ حیلہ سازیاں مفید نہیں ہونگی اس سوال و جواب میں کچھ عرصہ لگا ہوگا کہ ابن زیاد بدنہاد نے جھنجھلا کر شمر ذی الجوشن کو بلایا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ عمرو امام سے مل گیا ہے تو فوراً موقع پر پہنچ اور عمرو بن سعد اگر لڑائی سے پہلو تہی کرے تو تمام فوج کی کمان ہاتھ میں لے لیجو غرض شمر عاشورہ کے وقت تک کربلا پہنچ گیا اور آتے ہی لڑائی کی ٹھان لی امام حسینؑ نے ایک رات کی مہلت چاہی جو بمشکل منظور کی گئی ۔

شب عاشورہ

رات بھر سے تمام اہلبیت اطہار و دوستداران امام مختار سجادہ طاعت پر سربسجود ہوگئے تھے۔ امید و بیم کے حسرت انگیز عالم جلد جلد اپنا تماشا دکھا رہے تھے آخر وقت آگیا کہ قلب کو پورا اطمینان اور تسلی میسر ہوگئی اور کیوں نہ ہوتی اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب ۔

جناب راکب دوش مصطفےٰ نور دیدۂ مرتضےٰ مقتل نشین جناب امام مظلوم اس درجہ یاد الٰہی میں مستغرق تھے کہ غنودگی آگئی کیا دیکھتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلعم مع افواج ملائکہ تشریف فرما ہیں اور حسینؓ کا سر مبارک اپنے زانو پر لئے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں میرے پیارے دشمن تیرے قتل پر آمادہ ہیں کوئی دم جاتا ہے کہ تیرے یار و مددگار اسی میدان میں شہید کر دیا جائے گا لیکن بیٹا استقلال کو ہاتھ سے نہ دینا جنت تمہارے لئے آراستہ ہے حوریں تمہاری منتظر ہیں ماں باپ تمہارے شوق دید میں بے قرار ہیں لیکن میرے لخت جگر یہ مرتبہ تمہیں اسی

وقت حاصل ہوگا جب تم صبر و شکر کے ساتھ ان مصیبتوں کو جھیل لوگے اس کے بعد آپ کے سینہ پر تین بار ہاتھ پھیرا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ الْحُسَيْن صبرًا وَّاجرًا اے اللہ حسین کو پہلے صبر عطا کر پھر مصیبت اور اجر عنایت فرما اتنے میں آپ کی آنکھ کھل گئی آپ اٹھ بیٹھے اور تمام گھر والوں کو اس خواب سے مطلع کیا۔

صبح قیامت

اس وقت کربلا کا منظر ہمارے سامنے ہے دریائے فرات کے آس پاس عظیم الشان لشکر پڑاؤ ڈالے پڑا ہے بے خبری ہے سناٹے کا عالم ہے اس کے مقابل کسی قدر ہٹ کر بہتر آدمیوں کا ایک لشکر ہے جو پوری طرح ہوشیار اور مسلح ہے وجہ یہ ہے کہ ساری رات عبادت اور اسلحہ کے آراستہ کرنے میں بسر کی ہے چند لمحوں کے بعد اس لشکر سے ایک شخص نے اپنے شیریں اور عربی لہجہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا یعنی اذان دینی شروع کی وہ سناٹے کا عالم اور یہ شیریں آواز اور اس پر یہ پُرعظمت کلمے جو قیصر و کسریٰ کے دلوں میں لرزش پیدا کر دیتے تھے جو بڑے بڑے مضبوط اور سنگین قلعے آناً فاناً میں تہ و بالا کر دیتے تھے وہی کلمے آج کربلا کے میدان میں گونج رہے تھے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ لشکر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے دفعتہً سب لوگوں نے تیمم کر کے صفیں باندھنی شروع کر دیں اور امام حسین مصلے پر تشریف لے آئے در اصل ان لوگوں کی قسمت پر جس قدر رشک کیا جائے کم ہے آہ یہ وہ مقتدی ہیں جن کا امام خدا کا لاڈلہ رسول کا چہیتا ہے جو بہشت کا وعدہ نہیں بلکہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اے خوش نصیب لوگو سلام تم پر اور اس پر جو تمہارا امام ہے غرض نہایت خشوع و خضوع سے یہ دو رکعتیں ادا کی گئیں جن کے بعد سلام پھیرا گیا ہے تو ہر مقتدی کو دولت عرفان سے مالا مال کر دیا اس کے بعد آپ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا میرے جاں نثارو بیشک تم نے حق رفاقت ادا کر دیا میں تم سے خوش ہوں خدا تم سے راضی ہو میرے نانا تمہارے شفیع ہوں میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ جس کا جی چاہے چلا جائے خدا گواہ ہے کہ میں تم کو مصیبت میں پھنسانے کے لئے نہیں لایا تھا لیکن تقدیر میرے لیے کچھ فیصلہ کر چکی تھی جو چاہے چلے جاؤ یہ سن کر رفقا جوش میں آ گئے عرض کیا حضرت کے وارث ہو آپ کیا فرما رہے ہیں جان ہمیں اسی لئے دی گئی تھی کہ آپ پر تصدق کریں یہ سر اسی لئے مرحمت ہوا تھا کہ آپ کے سر پر نثار کر دیں آپ کے سر کی قسم اس جیسی سو جانیں بھی مل جائیں تو ہم آپ کے اشارہ پر فدا کرنے کو تیار ہیں مولا ہم تو آپ کے دامن دولت سے وابستہ ہیں پہلے ہم مر جائیں پھر آپ کو شہید ہونے دیں گے فرمایا جزاکم اللہ خیر الجزا۔

اتمام حجت

یزیدیوں کی طرف سے طبل جنگ کی آواز آئی تو آپ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی شروع کی اور خود اسپ ذوالجناح پر سوار ہو کر میدان کارزار میں تشریف لائے پہلے حمد و نعت بیان کی پھر فرمایا اے کوفیو شامیو عراقیو بتلاؤ کہ میں کون ہوں کیا تم لوگوں کو میرا خون بہانا میرے خاندان کی ہتک اور بے حرمتی کرنا جائز بھی ہے یا نہیں کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں کیا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیٹا نہیں کیا حضرت حمزہ سید الشہداء میرے چچا نہیں تھے کیا میں خدا و رسول کی اطاعت سے خارج ہوں کیا رسول مقبول صلعم کا یہ قول (الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ) تم نے نہیں سنا اس موثر اور پیاری تقریر نے کچھ ایسا اثر ڈالا کہ سب کے سب عالم سکوت میں نیچی گردنیں کئے کھڑے تھے مگر بعض شریر و خبیث لفنگوں نے ڈھٹائی اختیار کر کے کہا کہ صاحب ہمیں خبر نہیں اور نہ ہم نے یہ حدیث سنی فرمایا ابھی تک کوفہ میں ایک شخص موجود ہے جو میرے قول کی بخوبی تصدیق کرے گا اور تمہیں ضرور خبر دے گا کہ حدیث مذکور حضرت سے میرے اور میرے بھائی جان کے حق میں سنی ہے اور زید بن ثابت اور براء بن عازب انس بن مالک جو ابھی کوفہ میں موجود ہیں اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے رسول خدا کو دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ حدیث سنی ہے ان سے دریافت کرو۔ چلو جانے دو اگر اس حدیث میں شک ہے تو یہ بھی نہ سہی کیا میرے رسول خدا کے نواسے ہونے میں بھی شک ہے خدا کی قسم جب سے میں نے سنا ہے کہ جھوٹے پر خدا کا غضب نازل ہوا کرتا ہے اس وقت سے کبھی میں نے جھوٹ کا خیال بھی نہیں کیا میں رب المشرقین و رب المغربین کی قسم کھاتا ہوں کہ مغرب و مشرق کے درمیان تمہارے پیغمبر کا بجز میرے اور کوئی نہیں ہے کیا میں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہے جو اس کے مطالبہ میں میرے قتل کے درپے ہو یا میں نے کسی کا مال مارا ہے کہ اس کے عوض مجھ سے چاہتے ہو کیا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے جس کا قصاص مانگتے ہو ذرا غور کرو اور سمجھو کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سم کو کیا عزیز رکھتے ہیں یہودی اگر موسیٰ و عزیر کی کوئی چیز پا لیتے ہیں تو کیسی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اسی طرح ہر دین و ملت کے لوگ اپنے اپنے پیشواؤں کی یادگار کو دوست رکھتے ہیں میں تمہارے پیغمبر کا نواسہ ہوں اگر میرے ساتھ سلوک نہ ہو تو نہ سہی مگر ایذا بھی نہ دو مجھے سینکڑوں خطوط بھیجے گئے جب میں یہاں آیا تو میرے مقابلہ میں آئے اور میرے ساتھ بیوفائی کی بھلا سوچو تو کوئی میزبان کسی مہمان کے ساتھ ایسا کرتا ہے جو تم میرے ساتھ کر رہے ہو آپ یہ فرما رہے تھے اور اعدائے دین خاموش کھڑے سنتے تھے جب کوئی جواب نہ ملا تو فرمایا الحمد للہ میں اتمام حجت کر چکا اب حجت خدا تم پر ہے پھر آپ نے دوبارہ نام لیکر فرمایا کہ اے فلاں اے فلاں کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم نے مجھے قاصد بھیجکر بلایا اور اب میرے خون کے پیاسے ہو ان بے غیرتوں نے اتنا جواب دیا کہ ہم تمہاری بیعت سے ناراض ہیں۔

جدال وقتال

قدیم زمانہ میں دستور تھا کہ میدان میں ہر دو جانب کے لشکروں میں سے ایک ایک شخص نکل کر آتا اور اپنی بہادری کے کرتب دکھاتا جس لشکر میں سے زیادہ لوگ ہلاک ہوتے پھر وہ پوری جمعیت سے حملہ کر دیتا علیٰ ہذا القیاس لشکر سعد سے دو شخص زیاد اور سالم جو ابن زیاد کے غلاموں میں تھے باہر نکل کر آئے اور مبارز طلب ہوئے امیر المومنین امام حسین کے لشکر سے حبیب بن مظہر اور یزید بن الحصین مقابلہ کے لئے باہر نکلے اور ان دونوں بہادروں نے ان بدبختوں کو ایک ہی وار میں جہنم واصل کیا پھر لشکر سعد سے ایک شخص یسار نامی باہر آیا ادھر سے وہی یزید بن الحصین باہر آئے اور اس مردود کو تہ تیغ کر دیا اس کے بعد لشکر سعد سے ایک شخص مزاحم بن حریث جو عراق کے بڑے بہادروں میں سے تھا اور لشکر امام سے نافع بن ہلال نامی کی شمشیر کی ایک ضرب گردن پر پڑی اور کٹ کر گردن اڑ گئی حضرت امام نے خیمہ کے پیچھے کی طرف خندق کھدوا رکھی تھی اور اس میں آگ روشن کر دی تھی تاکہ اہل و عیال کی کافی حفاظت ہو سکے لشکر سعد میں سے ایک شخص عبد اللہ نامی گھوڑے کو جولانی دیتا

ہوا فرات کے بھرتا ہوا آیا اس آگ کو دیکھکر شقی القلب کی زبان سے کیا نکلتا ہے کہ اے حسین تمھیں بشارت ہو کہ دوزخ کی آگ سے پہلے ہی تم نے دنیا کی آگ اختیار کی آپ نے فرمایا۔ بار خدایا اس ملعون کو ہلاک کر تاکہ دروغ گوئی کی سزا پائے ابھی یہ جملے پوری طرح ادا بھی نہ ہوئے تھے کہ اس کا گھوڑا دیوانہ دیا ہوا دوڑا اور خندق میں گر پڑا خدا نے اس ملعون کو ایک آن میں جلا کر خاک کر دیا غرض اب دن چڑھا ہتا شروع ہو گیا تھا امام کے رفقاء پر تشنگی غالب ہونے لگی ادہر سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ فوراً تیر برساتے ہوئے آگے بڑھو دونوں لشکر بڑھے لیکن یہاں تعداد اس جم غفیر کے مقابلہ میں کیا تھی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ آدھے سے زیادہ شہید ہو گئے پھر تو امام تشنہ کام جلا اٹھے اور ایک نعرہ مارکر فرمایا کہ کوئی ہے جو خدا کے واسطے ہماری مدد کرے اور حرم رسول اللہ کو ظالموں کے ہاتھ سے بچائے یہ ندا سنکر حر بن یزید الریاحی فوراً لپکا اور آپ کے قدموں میں سر رکھدیا اور رو کہتا ہے یا ابن رسول اللہ میں وہی ہوں جس نے اس میدان میں آکر جناب کو اتارا تھا اور پھر اب آپ کی فریاد سنکر جان نذر کرنے کو حاضر ہوا ہوں مگر اتنا بتا دیجئے کہ باوجود سابقہ معصیت سے نادم ہونے کے اور یہ سمجھنے کے کہ کل قیامت کے دن یہ منہ اس قابل نہیں ہے کہ دکھایا جائے میری توبہ بھی قبول ہوگی یا نہیں آپ کی والدہ مکرمہ مجھ سے راضی ہوں گی آپ کے جد امجد قیامت کے روز میرے شفیع ہوں گے یا نہیں آپ نے حر کو گلے لگا کر فرمایا کہ تیری توبہ بھی خدا کے ہاں مقبول' میری والدہ بھی تجھ سے راضی میرے نانا بھی تیرے شفیع، میرے والد بھی تجھ سے خوش ہوں گے اتنا سنکر حر نے کہا تو اب مجھے اجازت دیجئے کہ آپ پر تصدق ہو جاؤں غرض حر میدان جنگ میں نہایت شجاعت و بہادری سے تا دیر لڑتا رہا آخر تا کے شہید ہو گیا ایک روایت میں اس کے بیٹے اور غلام کا شہید ہونا بتلایا گیا ہے غرض بارہ بجے تک امام حسین کے لشکر میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ رہ سکا حتی کہ عزیزوں اور رشتہ داروں کی نوبت آپہنچی چنانچہ حضرت زینب کے دو صاحبزادے عون و محمد حضرت قاسم حضرت علی اکبر حضرت عباس جو قریبی رشتہ دار تھے یعنی بیٹا بھتیجا' بھانجا' بھائی وغیرہ تھے یہ سب ایک ایک کر کے میدان جنگ میں کام آئے اور بہادری کے بے نظیر کارنامے دکھا کر سینکڑوں موذیوں کو جہنم واصل کیا اور جنت الفردوس میں جا رہے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کے بعد امام کی آنکھوں میں دنیا تاریک تھی بے یار و مددگار رہ گئے تھے صرف ایک شیر خوار بچہ علی اصغر اور دوسرے زین العابدین جو بسبب بیماری کے لڑنے بھڑنے کے قابل نہ رہے تھے باقی بچے تھے ناگہاں علی اصغر کے رونے کی آواز آئی آپ دوڑے' دیکھا کہ بچہ بغیر پانی کے نیم جان ہو رہا ہے آنکھیں حلقے میں پڑ گئے ہیں تالو کے اوپر ننھے ننھے سے بلبلے شمار چھالے پڑے ہیں دیکھا نہ گیا بے تاب ہو گئے گودی میں لے لیا اور میدان میں لاکر ان اشقیا سے فرمانے لگے ظالمو بچہ پیاس کے مارے بیتاب ہو رہا ہے ایک قطرہ پانی کا دیدو تاکہ میں اس کے حلق میں ٹپکا دوں میں نے اگر تمہارا قصور کیا ہے تو یہ بچہ تو بے قصور ہے اس کا جواب زبان تیر سے دیدیا گیا۔ حرملہ ناہنجار نے ایسا چلہ جوڑ کر تیر مارا کہ بچہ کا امام کی گود میں تڑپ کر دم نکل گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ننھی سی لاش گھر لائی گئی فرمایا لو شہر بانو یہ تمہارے فرزند حوض کوثر سے سیراب ہو گئے' ماں کی امتا۔ اف سر پکڑ لیا ابھی اٹھارہ برس کا لعل بچھڑا گیا اس کی نوحہ خوانی سے فرصت نہ ہوئی تھی کہ یہ تازہ کونپل ٹوٹ گئی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہو گئی فرمایا صبر کرو تمہارے امتحان کا ابھی بہت حصہ باقی ہے لو اب ہم بھی مرنے کو جاتے ہیں۔ زینب آؤ ہمیں رخصت کرو۔ زین العابدین جو بستر بیماری پر پڑے تھے اور کراہ رہے تھے لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے بادیدۂ پرنم سے فرمایا بابا جان مجھے رن کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا بیٹا کیا میری نسل ابھی منقطع کرتے ہو۔ جان پدر تم ہی اس اجڑے ہوئے باغ کے مالی ہو تمہیں یہاں کی رکھوالی کرنی ہوگی جاؤ تم لیٹے رہو تمہیں دنیا میں ابھی جینا ہے یہاں سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق جانا ہے۔ تم شہید ہو جاؤ گے تو اونٹوں کی مہار کون پکڑے گا۔ بیٹا جب مدینہ پہنچو تو نانا جان کے مزار پر حاضر ہونا میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ حسین نے جو وعدہ کیا تھا وہ وفا کر دیا اس کے بعد آپ نے صبر کی تلقین کی اور سب بیبیوں سے رخصت ہو کر حضرت رسول خدا کا عمامہ سر اقدس پر باندھا حضرت علی کی ذوالفقار کندھے پر رکھی امام حسن کا پٹکا زیب کمر کیا اور اسپ ذوالجناح پر سوار ہو کر میدان کارزار میں تشریف لائے۔

حیدری حملہ

کہیں لاشوں کے انبار پڑے ہیں کہیں کشتوں کے پشتے ہیں
زمیں تل بھر نہ خالی تو جہ قاتل سے نکلے گی۔

فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون۔

موت کا خونخوار اژدہا ایک پل میں ہزاروں ہستیوں کا لقمہ کر جاتا ہے آج کربلا کا میدان اس کا جولانگاہ بن رہا ہے وہ اپنا منہ کھولے ہوئے بے تحاشا ادہر ادہر دوڑتا پھرتا ہے "ہل من مزید" کی صدا ہے جو اس کی زبان سے نکل رہی ہے اسے معلوم ہے کہ حسین کے بازو جو خدائی طاقت سے لبریز ہیں کبھی شل نہیں ہو سکتے اسے معلوم ہے کہ ذوالفقار کی کاٹ ایسی کاٹ نہیں ہے کہ صرف گردنیں ہی اڑا دے بلکہ چار رنگ کر کے رہے گی اس کی برش ایسی ہے جو دنیا کو دنگ کر کے رہے گی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیمہ اطہر سے برآمد ہو چکے ہیں لشکر سعد دریائے فرات کو گھیرے ہوئے ہے فوج کی کئی صفیں باترتیب کھڑی ہیں نیزہ داروں کی جماعت سب سے آگے آگے ہے سواروں کا رسالہ دائیں بائیں پرا جمائے کھڑا ہے آپ فرماتے ہیں جب حیدری جوش جھلیا ہو جسے موت سے کھیلنا ہو وہ سامنے آئے کس میں تاب تھی کس کی جرأت تھی کہ آگے بڑھتا عمرو بن سعد نے یہ رنگ دیکھکر تمام فوج کو حملہ کا حکم دیدیا یہ لوہے کا پہاڑ بتدریج آگے بڑھنا شروع ہوا ادہر بسم اللہ کہکر ذوالفقار میان سے کھینچ لی گئی چھری اور خربوزے کی لڑائی تھی شیشے اور پتھر کی زور آزمائی تھی اس مادہ پرست دنیا کو کس طرح یقین آئیگا اگر یہ کہا جائے کہ خربوزے نے چھری کو پاش پاش کر دیا شیشے نے پتھر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اللہ اکبر کیسی گھمسان کی لڑائی تھی بحر خون ٹھاٹھیں مار رہا تھا حسین کی کشتی برابر اس پانی کو کاٹتی چلی جاتی تھی اس گرد و غبار میں امام حسین غائب بھی ہو جاتے تھے لیکن کبھی تکبیر کی آواز کبھی بجلی کی چمک تبلا دیتی تھی کہ وہ شیر الہی دشمن کا قلع قمع کر رہا ہے لاکھوں منہ پھیر دیئے ہزاروں سے بہادری کا خراج وصول کر لیا۔

آخر ابر پھٹ گیا مطلع صاف نکل آیا دریائے فرات سامنے تھا گھوڑے کی باگ روک لی تھپکی دی چمکارا۔ فرمایا مصیبت کے ساتھی! پانی پی لے گھوڑے نے زبان حال سے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ تو پیاسے رہیں اور میں پانی پی لوں دشمن ہر سمت سمٹ کر ایک مقام پر جمع ہو گئے شمر مردود نے ایک دستہ فوج لیکر خیمہ کی جانب رخ کیا آپ نے اسے للکارا کہ او نامرد تو کہاں جاتا ہے ابھی تو میں زندہ ہوں عورتوں نے کیا بگاڑا ہے میں تمہارا مقابلہ کر رہا ہوں یا عورتیں عداوت مجھ سے ہے یا عورتوں سے بیعت یزید سے میں نے انکار کیا ہے یا عورتوں نے بہتر ہے کہ ان کمینوں کو میرے حرم کے تعرض سے باز رکھو۔ شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اے بہادرو حسین کے حرم میں نہ جاؤ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص تم سے نہیں مارا جاتا حالانکہ بھوکا پیاسا ہے زخموں سے نڈھال ہے اتنا سنکر سب پلٹ پڑے تیروں کا مینھ برسا دیا چاروں طرف سے گھیر لیا شیر کو پھر غصہ آیا صفیں درہم برہم کر دیں میسرہ و میمنہ پراگندہ کر دیئے بڑے بڑے بہادروں کو چن چن کر مارا غیب سے الہام ہوا بس بس کہاں تک ایک بھی زندہ نہ رہے گا تمہیں ہمارے پاس آنا ہے یا انہیں ہلاک کرنا ہے شمشیر میان میں رکھ لی کہا بہتر ہے

"سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے"

آزمائش کا آخری مرحلہ

تسلیم و رضا اہل تصوف کی منزلوں میں درجۂ امتیاز رکھتا ہے ہر وہ انسان جو خدا کا سچا فرمانبردار انسان رہنا چاہتا ہے اگر اس منزل سے گزر جائے تو بیشک کامل ہو جائے چھوٹی چھوٹی آزمائشیں معمولی معمولی امتحان تو شاید ہر کس و ناکس دینے کو تیار ہو جاتا ہے اور بزعم خود سمجھ لیتا ہے کہ میں تسلیم و رضا کی منزل پر ثابت قدم رہا لیکن جہاں کسی بڑی قربانی کی ضرورت ہوئی اور قدم ڈگمگائے اور وہ بڑی قربانیاں کرنی ہیں ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات ہم تمہیں خوف سے بھوک سے مال کے خسارے سے تمہاری اولاد کے فنا کر دینے سے آزمائیں گے پس اگر تم اس پر ثابت قدم رہے اور یہ کہتے رہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تو پھر تمہارے لئے خوشخبری اور بشارت ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہید جفا دلبند مصطفےٰ امام تشنہ کام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے قسم قسم آزمائشیں لی گئیں طرح طرح کی سختیوں اور بلاؤں میں ڈالا گیا ایک امتحان ختم نہ ہوا کہ دوسرا شروع ہو گیا بے چینی و اضطرار کی گھڑیاں بڑھ بڑھ کر گھنٹے ہو گئیں یہاں تک کہ جان پر آ بنی تیروں کا مینہ جسم کو چھلنی کر چکا نیزے اور برچھیوں کے پھل خون میں گلے ہوئے کھلا چکے ضعف و نقاہت رخصت تاب و تواں نہ دارد زبان تشنگی سے باہر آفتاب سوا نیزہ پر زمین گرم نار اس وقت راکب دوش رسول نور دیدۂ بتول گھوڑے سے زمین پر گرتا ہے۔

دیکھئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنج و مصیبت کے تمام حجابات چاک کر چکے ہیں صرف ایک پردہ رہ گیا ہے سو وہ بھی تمام ہوا چاہتا ہے حالت یہ کہ غشی طاری ہے زخموں سے چور ہیں مگر اس پر بھی کسی کی ہمت نہیں پڑتی کہ قریب جائے چونکہ آپ کے قاتل میں لوگوں کا اختلاف ہے مثلاً بعض کہتے ہیں کہ شمر ذی الجوشن ملعون آپ کا قاتل ہے بعض اس کے قائل ہیں کہ سنان بن انس نخعی قاتل حسین ہے بعض حضرات خولی بن یزید اصبحی کو قاتل گردانتے ہیں بہرحال کوئی بھی ہو ان میں سے کوئی نہ کوئی آگے بڑھتا ہے اور سینہ الم پر سوار ہو جاتا ہے آپ آنکھیں کھول دیتے ہیں اور یہ معلوم کر کے کہ مجھے قتل کرنے آیا ہے قبلہ رو ہو جاتے ہیں دل کی تار برقی حمداً تحت الٰہی کھٹکھٹاتی ہے جس میں یہ پیغام ہوتا ہے کہ میں تم پر فدا ہوں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں جواب میں رحمت الٰہی اپنے دونوں ہاتھ بڑھا دیتی ہے کہ آؤ میں تمہارے لینے کو بڑھ رہی ہوں ادھر خنجر کلمہ پور دار شہ رگ کو کاٹتا ہوا باہر نکل جاتا ہے کلمۂ شہادت کی آواز سنائی دیتی ہے اور بس آناً فاناً میں یہ خونی سین تاریک ہو جاتا ہے کالی اور ڈراؤنی آندھیاں زور شور سے چلنے لگتی ہیں رعد و برق کی کڑک شور ماتم مچاتی ہے زمین و آسمان سے رونے کی دلخراش آوازیں آتی ہیں تھوڑی دیر ہو چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ جن و انس وحش و طیور غرض سب مل کر اس کلمہ کو بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں اگر آپ زندہ ہوتے اور کربلا کا واقعہ آپ کے سامنے پیش آیا ہوتا تو آپ اس وقت کیا کرتے کیا آپ امام کی فوج میں بھرتی ہو جاتے حق پرستی کا جھنڈا ہاتھ میں لے لیتے اپنا نام اللہ تعالےٰ کے سپاہیوں میں لکھا لیتے ظالم حکومت کے مقابلہ پر جان دینے کو آمادہ ہو جاتے فاسق حکمران کی اطاعت سے انکار کر کے ہر سزا اور ہر عذاب کے برداشت کرنے پر مستعد ہو جاتے اور جوش شہادت کی طلب اور ملاپ آپکو بیقرار کر دیتی یا اس کے برعکس آپ یہ کرنے لگتے کہ میدان شہادت سے دور اپنے عزیزوں اور ساتھیوں کے درمیان آرام و عیش سے رہ کر مزیدار حلوے پکاتے لذیذ سے لذیذ شربت پیتے پلاتے کھانے پینے کی دکانیں سجاتے اور اپنا سارا وقت اسی میں صرف کرتے اگر خدانخواستہ یہ آخری شق امام کے سامنے اختیار کرتے تو اللہ کو حاضر و ناظر جانکر خود اپنے ہی دل سے پوچھئے کہ شہیدان وفا کا وہ ... تاریخ آپ کی بابت کیا رائے قائم کرتا؟

پھر کیا ہے کہ آج امام حسین کا نام لیکر انہیں کی محبت کا دعوےٰ کر کے یہ سب کچھ بلکہ اس سے بھی زائد آپ کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اور آپ کے دل کو ذرا بھی جنبش نہیں ہوتی کیا اس لئے کہ آج حسین زندہ نہیں ہیں؟ کیا اس لئے کہ آپ کے عقیدہ میں حسین ہر فانی انسان کی طرح مردہ ہو چکے ہیں کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بڑا اور سچا شہید آج اسی طرح مردہ و معدوم ہے جیسے ہر مٹی کا پتلا ہو جایا کرتا ہے اگر آپ کا یہ خیال ہے تو بے شبہ آپ ایک مردہ کی مردہ یادگاریں قائم کرنے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں لیکن اگر اس کے برعکس آپ کا ایمان بھی کتاب اللہ کے ان سچے وعدوں پر ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ میں اپنی گردنیں کٹا دیتے ہیں وہ کبھی مردہ نہیں ہوتے ان پر کبھی موت طاری نہیں ہوتی وہ زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں وہ حی و قیوم کے دائمی رحمت میں جگہ پا کر خود بھی حیات ابدی کے حصہ دار ہو جاتے ہیں تو اس عقیدہ کے ساتھ آپ اس بڑے شہید شہیدوں کے اس امام کو کیونکر مردہ

تصور کر سکتے ہیں؟ وہ یقیناً زندہ ہے اور اتنی لطیف و بلند و پاکیزہ زندگی کا مالک ہے جس کا پورا اندازہ بھی ہماری ناقص عقلیں اور ہمارے دماغ نہیں کر سکتے۔

حسین آج بھی زندہ ہیں حسین کی صدائے حق آج بھی بدستور گونج رہی ہے حسین آج بھی یزیدی اور طاغوتی قوتوں کے مقابلہ کے لئے آپ کو دعوت دے رہے ہیں حسین آج بھی میدان شہادت میں پیشقدمی کرنے کے لئے آپ کو طلب کر رہے ہیں حسین آج بھی فاسق حکومت کے مقابلہ میں اعلان آزادی کے لئے اہل ایمان کی فوجیں بھرتی کر رہے ہیں حسین کو آج ضرورت ہے آپ کے دل کی آپ کے ایمان کی، آپ کے تقویٰ کی، آپ کے صبر کی، آپ کی استقامت کی، آپ کی حق پرستی کی، آپ کے جذبہ آزادی، آپ کے عزم و ہمت کی، آپ کے ولولۂ باطل شکنی کی اور آپ کے ذوق شہادت کی ہے کوئی؟ جو اس زندہ حسین کی آواز پر لبیک کہے ہے کوئی جو یزیدی اور طاغوتی طاقتوں سے مقابلہ و جہاد کے لئے زندہ حسین کی زندہ فوجوں میں بھرتی ہو کر اپنی ابدی زندگی کا حق پیدا کرے۔

شہید دشت کربلا حسین بن علی آپ کے عقیدہ میں زندہ ہیں یا مردہ آپ ان کی حیات کے قائل ہیں یا وفات کے؟ راہ حق کے شہیدوں کی زندگی تو کوئی اختلافی مسئلہ نہیں اگر آپ مسلمان ہیں تو شہیدوں کو یقیناً زندہ تسلیم کرتے ہوں گے شہیدوں کی زندگی قرآن مجید و حدیث رسول سے بصراحت تمام ثابت ہے پھر حسین کی زندگی میں آپ کو کیونکر شبہ ہو سکتا ہے؟ حسین کو ایک لمحہ کے لئے بھی مردہ آپ کیونکر باور کر سکتے ہیں وہ شہیدوں کے سردار تھے وہ اللہ کی راہ میں گردن کٹانے والوں کے سرتاج ہوا ہے پھر وہ آج سب زندوں شہیدوں سے بڑھکر زندگی رکھنے والا ہے سب زندوں سے بڑھکر زندہ ہے۔ اگر آپ حسین کو مردہ سمجھ رہے ہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ حسین نے جان کا سودا کر کے بھی دائمی زندگی نہیں پائی تو ردّ سخن آپ سے نہیں لیکن اگر آپ کے ذہن میں شہادت کوئی مہمل لفظ نہیں بلکہ معنی رکھتی ہے اگر آپ کے عقیدے میں وہ شہیدوں کا سردار وہ جوانوں کا پیشوا وہ حق پرستوں کا رہنما آج زندہ ہے اور زندہ رہے گا تو خدا کے لئے سوچئے کہ ان کی اعانت و نصرت، ان کی خدمت و غلامی، ان کی طاعت و پیروی سے بڑھکر آپ کے لئے کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے؟ دشت کربلا کا بھوکا اور پیاسا شہید اپنے حی و قیوم معبود کا زندہ پرستار آج زندہ اور یقیناً زندہ ہے پردہ صرف آپ ہی کے کان آنکھ اور دل پر پڑا ہوا ہے اپنے کان لگایئے اور اس کی پکار کو سنئے اپنی آنکھ کھولئے اور اس کے جمال سے مشرف ہو جیئے اپنے دل کو صاف کیجئے اور اس کے پیام و کلام کو سمجھئے!

حسین کی بے نظیر قربانی کی کیا آپ کے دل میں صرف اسی قدر وقعت ہے کہ سال بھر میں ایک خاص تاریخ کو یا سال بھر میں کل دس دن وہ پاک و پیارا نام آپ کی زبانوں پر آ جائے؟ اگر صرف اسی قدر ہے تو خدا بہتر جانتا ہے کہ آپ نے حسین کے مرتبہ کو نہیں پہچانا آپ نے اس بے نظیر قربانی کی کچھ قدر نہ کی آپ پر اس مقدس زندگی کی ہستی ضائع ہو گیا حسین کی یاد تو اس قابل ہے کہ آپ سال بھر برابر محرم منائے ہیں سال کا کوئی ہفتہ، مہینہ کوئی دن کوئی گھنٹہ ایسا نہ گزرنے پائے جس میں آپ اس سے غافل ہوں کسی طرف نہ ہوں۔

جان داد و نداد دست در دست یزید   حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

اپنی جان دیدی لیکن یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیا قسم خدا کی کہ لا الہ الا اللہ کی بنیاد حسین ہیں۔

آپ کے خیال میں یہ کیا محض شاعری ہے؟ باطل کی حکومت آج پھر قائم ہے غیر خدائی قوتیں آج پھر ابھری ہوئی ہیں یزیدی طاقتیں آج پھر عروج پر ہیں لیکن حسین کا لشکر آج کہاں ہے؟ حسین کی سپاہ آج کدھر ہے؟ اٹھئے اور لشکر حسین کے علم کو سنبھال لیجئے اور بڑھئے اور حسین کے پرچم کو بلند کیجئے حسین کو آپ کے دست و بازو آپ کے خلوص و صدق، آپکے جوش حق و ولولہ عمل کی ضرورت ہے۔

عشرہ محرم گزر گیا۔ تعزیہ داری اور سوز خوانی کی چہل پہل ایک سال کے لئے رخصت ہو گئی کیا آپ کے ذہن نے بھی واقعات کربلا کو بھلا دیا کیا آپ بھی ایک سال تک حسین اور کربلائے حسین کو بھولے ہوئے رہیں گے کیا تاریخ اسلام کے اس اہم ترین واقعہ اور قربانی و ایثار شہادت و جانبازی کے اس نادر نمونہ کی تعلق و اہمیت آپ کے دل میں صرف اسی قدر ہے کہ اسلامی سال کے شروع میں گنتی کے چند روز اس کی یادگار میں چند رسمیں منالی جائیں وہ جسد اطہر جو سرور کائنات صلعم کی گود میں پلا تھا اور جسے آگے چلکر جوانان جنت کا سردار بننا تھا اس کے خاک اور خون میں تڑپنے اور لوٹنے کی وقعت کیا آپ کی نظر میں بس یہیں تک ہے کہ سال بھر میں محض ایک ادائے رسم کی طور پر ایک مرتبہ بغیر اپنے دل و دماغ کو حرکت میں لائے اس داستان کو سن لیا۔

کیا آپ کا دل حسین کی محبت سے، حسین کی عظمت سے اور حسین کی عقیدت سے خالی ہے؟ اگر خدانخواستہ ایسا ہے تو آپ کو سچائی کی قدر نہیں حق پرستی عزیز نہیں اور آپ کے دل میں حلاوت ایمان کی گزر نہیں۔ حسین چند ذرات ارضی کے مجموعہ کا نام نہیں حسین ایک مشت خاک کا نام نہیں حسین نام ہے پیکر حق پرستی کا مجسمہ ایمان و ایقان کا اور معنی صبر و شہادت کا جس کے دل میں اس پیاری اور دلکش شخصیت کے نام سے سوز و گداز کی کوئی لہر نہیں اٹھتی اسے سچائی کی قدر ہے نہ اسے حق پرستی عزیز ہے نہ اس کے دل میں قربانی اور شہادت کی کوئی وقعت ہے ایمان تو بڑی لطیف و نازک چیز ہے اس کا گزر ایسے درشت و کرخت دل کے اندر کیسے ہو سکتا ہے پس حسین کی محبت بدعت نہیں جزو ایمان ہے واقعہ کربلا کا ذکر کرنا تاریخ اسلام کی بہترین روایت کا درس دینا ہے شہید کربلا کی یاد زندہ رکھنا اپنے جذبہ ایمان کا زندہ رکھنا ہے کم کوشا ہے نہیں اسے بڑھایئے اور ترقی دیجئے یاد حسین کی زندگی سے غافل نہ ہو جیئے آپ کا سال قدرتاً محرم سے شروع ہوتا ہے کوشش کیجئے کہ سال کا خاتمہ بھی محرم پر ہو اور سال کے ہر مہینے آپ کے ہاں محرم ہی رہے اپنے دلمیں تڑپ ذوق اور ولولہ پیدا کیجئے کہ آپ کا انجام بھی حسین کے خادموں اور غلاموں خدمتگزاروں اور لشکر برداروں کا سا ہو آپ شہزادہ نبوت کے چشم و چراغ کو علی مرتضیٰ کے نور نظر کو بنت رسول کے لخت جگر کو سرزمین حجاز کے زندہ طمین و جمیل کو جگہ دیجئے اپنی آنکھ کی پتلی میں اپنے دل میں اپنے ہر ذرہ خون میں اپنے ہر تار نفس میں سچا محرم یہ ہے کہ آپ کے جسم کا رواں رواں نہایت وابستہ و شیفتہ کے جذبات محبت و عقیدت سے بیقرار مضطرب و بیتاب نظر آنے لگے اس پاک و پاکیزہ یادگار صرف ایک سوانگ یا تماشہ بنا لینا حق پرست حسین کے حق پرست پیروؤں کا کام تو نہیں تھا۔

اسلام کا لائف بلڈ

(از نوشتہ عبدالحمید خاں)

کیف شراب عشق الٰہی ہے وہ شدید　　جز سرفروش اور ہوا س نے کی کسو عید
تاثیر وہ کہ جسکی نہیں دید اور شنید　　شوق دگر نہ جام شہادت از و کشید
ذوق دگر ز ہستی عرفان اولیا

شام ظلمت

خورشید رسالت جس نے افق فاران سے طلوع کر کے ظلمتکدۂ عالم کو بقعۂ نور بنا دیا تھا اور جس نے اپنے انوار و تجلیات کو اس دریا دلی سے لٹایا تھا کہ سرزمین عرب کے ناچیز ذرے نورانیت کا لباس فاخرہ پہنکر آسمان کے ستاروں سے چشمک زنی کرنے لگے تھے وہ اپنی لمعانیوں اور ضیاباریوں کے بعد غروب ہو چکا ہے اور مطلع عالم پر دیجور معصیت کی شام ظلمت نے قبضہ کر لیا ہے۔

تخت خلافت پر ایک جابر ہستی اور قہرمانی طاقتوں اور ظلمانی خواہشوں کے ساتھ متمکن ہے دنیا کے حریص، خود غرض شکم پرست انعام ذاللطف کے بھوکے جاہ و حشمت کے پجاری حصول دنیا کی خاطر محمد و خیر المشنوں کو لئے ہوئے اور منت و ساجت خوشامد و آمد اور پابوسی کی طرف نگاہ لگائے ہوئے دست بستہ حاضر ہیں اور تمام دربار پر خود غرضی و طمع دنیاوی کی سیاہ چادر تنی ہوئی ہے۔ شراب و کباب کے دور بدور چل رہے ہیں عیش و عشرت کی بیتاب تمنائیں محمل رہی ہیں اور سفلی جذبات لے شراب معصیت سے مخمور ہو کر حکومت الٰہی سے ابلا دتے ہیں کہ یا خدا ہے غرض قسم قسم کی رنگینیوں اور بدمستیوں سے آراستہ اور لطف و عشرت ان کے سروں پر آویزاں اتنا ہوشی سے تماشہ دیکھ رہی ہے۔

مگر ایک چیز ہے جو اس رنگ میں بھنگ ڈال رہی ہے ایک خیال ہے جو ان معصیت کوشوں کو لرزاں رہتا ہے اور ایک شا ہے جو رد رہ کر ان امیدوں اس رنگیلے شہزادے یزید کے دل میں کھٹک رہا ہے یعنی حکومت الٰہی کے محافظ ملت مسلمہ کے نگہبان اور گلشن اسلام کے پاسبان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقدس وجود اگر ان عصیاں شعاروں کی راہ جہنم سے سعادت و ہدایت کا یہ سنگ احمر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی یہ مضبوط چٹان دور ہو جائے تو ان ناپاک روحوں کو اطمینان نصیب ہو اور من مانی کارروائیوں اور عیش رانیوں کا کھلا موقع ملے۔

وہ قیصر حکومت جس کی بنیاد غضب اور قہر و استبداد پر رکھی گئی تھی اور جسکو حق و انصاف کے خون اور خود غرضی کے دیمنٹ سے مضبوط و مستحکم کیا گیا تھا اور جس میں یہ نفس کے بندے بیٹھے ہوئے اطمینان سے داد عیش دے رہے تھے علمبرداران حریت کی یلغار کے اندیشہ سے لرزاں تھا اور قریب تھا کہ نعرہ تکبیر سے زمین بوس ہو جائے لہٰذا اس کے استحکام کے لئے ضروری تھا کہ حریت و مساوات کے نقیب اسلامی ذہنیت کے مرکز زہد و تقویٰ کے سرچشمہ اجتماعی و شورٰی کے مخزن اور دینی و دنیوی رہبری کے چشمہ کو بند کر دیا جائے تاکہ زوال سلطنت کا کوئی خدشہ نہ رہے۔

غرض اصلی دعویداران خلافت کے جائز حق دبانے اپنے مصنوعات و مخترعات کو سچا اور صحیح بتانے اور ثابت کرنے کے لئے بڑے بڑے طوفان اٹھائے جا رہے ہیں سر توڑ کوششیں ہو رہی ہیں سو سو جتن کئے جا رہے ہیں مکارانہ جوڑ توڑ سے کام لیا جا رہا ہے اور اس سانحہ کبریٰ و شہادت عظمیٰ کی تیاری ہو رہی ہے جس کی یاد چشم سے "اشک" نہیں بلکہ دل کے زخموں سے "خون" بہاتی ہے جس سے زیادہ روح پر ماتم طاری کرتی ہے اور ایثار و فدویت کے جذبات برانگیختہ کرتی ہے۔

آسمان ہدایت کا ماہ تاباں

یہاں محفل عیش و طرب گرم ہے اور آدمیت کی ناخلف نسل اور ناہموار اولاد زمین کی چھاتی پر مونگ دل رہی ہے وہاں تخت سعادت پر ایک نورانی پیکر اور مجسمہ حق و صداقت جلوہ افروز ہے ایثار پیشہ صداقت شعار خدا پرست دولت اسلام پر تاج اُخروی سعادت کے حریص نور و فلاح کے بھوکے حریت و مساوات کے علمبردار اور رب کعبہ کے پجاری اطاعت و متابعت کے پٹکے کمر سے باندھے دست بستہ حاضر ہیں اور تمام دربار پر اطاعت اور عافیت کی چادر تنی ہوئی ہے عبدیت الٰہی و محبت الٰہی کے نشہ سے مخمور ہیں اندرونی پاکیزگی ان کے چہروں سے ظاہر ہے اور خشیت و خضوع کے کرشمے داغ ان کی پیشانیوں پر درخشاں ہیں۔

یہ اگرچہ دنیاوی ساز و سامان اور مادی قوت سے محروم اور فقیر ہیں مگر ان کی دو گدائی میں شہنشاہی قیصر و کسریٰ کے تاج و عرش و داب کو للکار رہی ہے اور استبدادی دیوتاؤں اور قطع و بردوں کی حکومتوں کو چیلنج دے رہی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہیں کہ قہر و استبداد کی موجیں جوش مار رہی ہیں حریت و مساوات اور اسلامی تعلیمات کی عمارت کی دیواروں سے ٹکرا رہی ہیں نفس پرستی اور بادہ کا سیلاب زہد و تقویٰ شکن سیلاب آرامگاہ نبوی تک پہنچ رہا ہے اور مرکز قوت پر خود غرضی کے حملے ہو رہے ہیں یہ دیکھکر آپ اپنی فطانی القیامۃ ایثار و حق گوئی نہ خدا نیت کے بل بوتے پر آمادۂ پیکار ہوتے اور حق و باطل کے اس خونچکاں معرکہ کی تیاری شروع ہو گئی جس کی یاد باوجود صدیاں گذر جانے کے آج تک قلوب کو سوگوار بنا رہی ہے۔

مادی و روحانی طاقتوں کا مقابلہ

ایک طرف ثروت و جاہ کی نمائشیں ہیں نیزہ بردار ہیں آہنی خود اور تلواریں ہیں جگر دوز سنگینیں ہیں سپاہ ہیں سینوں میں اتر جانے والے تیر ہیں علمبرداران سلطنت ہیں مال و متاع کی طمع اور جاگیریں ہیں اور انعام و اکرام کے لئے خزانوں کے منہ کھلے ہوئے ہیں دوسری طرف گنتی کے چند جانثار مصاحب ہیں جو راہ خدا میں خاک و خون میں لوٹنے کے لئے بیتاب ہیں عزیز و اقارب کے چند نفوس گلے میں جو

جدا ہونے کے آرزومند ہیں کچھ سینے ہیں جو حفاظت دین میں سپر بننے کی تمنا رکھتے ہیں معصوم اور ننھے بچوں کی خشک زبانیں ہیں اور مٹھی بھر بے سروسامان مجاہدین اسلام ہیں جو حیا، شجاعت، سخاوت، صبر و شکر، ایثار و فداکاری اور محیر العقول جوش عمل سے مسلح ہیں نہ مال ہے نہ منال اور نہ عیش ہے نہ آرام اور ہر مشاغل دلچسپی میں یزیدی فوج غرق ہے شراب خواری رنگ و راگ اور جلسۂ رقص و سرود جما ہوا ہے اور ادھر نماز و سجود، رکوع و تضرع خشوع و خضوع اور عبادات و اخلاقیات کا کامل مظاہرہ۔

مادہ پرستی و سرمایہ داری کے مرکز سے آواز آتی ہے کہ جو شخص قتل حسینؑ کیلئے فوج میں بھرتی ہوگا وہ زر و جواہر سے تول دیا جائے گا تیوڑوں کے منہ کھول دیئے گئے اور کوفہ و شام میں روپے کی بارش ہونے لگی ہر دنیا پرست اور حریص شخص مال دنیا کے عوض نقد جان بیچنے پر آمادہ ہوگیا کوئی تلواروں کو بتھر پر چٹانے لگا کوئی تیروں کو زہر میں بجھانے لگا اور کوفہ و شام کی زمین کا ذرہ ذرہ حق پرستوں کے خون کا پیاسا ہوگیا۔

اعتماد نفس کا ایک ولولہ آفریں منظر

حضرت امام حسینؓ نے یہ تیاری دیکھی اور اس جگر دنگا منظر کو دیکھکر استغنا و شجاعت کے آسمان پر فلک اخلاق کا روشن ستارہ بنکر یوں تابندہ و درخشان ہوئے۔

جان نثار و حق پرست مسلمانو تمہاری وفاداری اور حق پرستی کا میں مقر ہوں میرے پیارے رفیقو گھبرانا لو اور ملاز مو حسینؓ تمہاری گردنوں سے قلادہ بیعت اتارے لیتا ہے میں تم سے اپنے تمام عہد پیمان اٹھائے لیتا ہوں تم کو اپنی اطاعت کے بار سے سبکبار کئے دیتا ہوں اور بکمال رغبت تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تمہارا جس طرف جی چاہے چلے جاؤ یہ رات ہے چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے اسے غنیمت جانو اپنے ناقے درست کرلو اور میری اہلبیت کا ایک ایک آدمی لیکر مختلف شہروں اور قصبوں میں چلے جاؤ یہ لوگ تو صرف میرے خون کے پیاسے ہیں جب مجھے پا لیں گے تو پھر دوسروں سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔

جوش عقیدت کا وجد انگیز نظارہ

یہ ایمان افزا خطبہ احباب ملت و لشبریت کرنے والے بلیغ خلوص میں ڈوبے ہوئے اور محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کو عقیدت کی سچی تصویر دل ارادت کی اصلی مورتوں۔ ایمان کے کامل مجسموں اور پختہ اعتقاد کے بہادروں نے صمیم قلب سے سنا ان کے سینے ویسے ہی خصائل حمیدہ کے خزانے تھے اس خطبہ نے ان کے دلوں کے آئینوں پر اور بھی جلا کردی جوش عمل اور ولولہ شجاعت نے مبہوت و مدہوش کر دیا اور حمایت دینی کے بے پایاں جذبہ نے عباس اور عباس کا ذکر کردی مسلم بن عوسجہ اٹھے اور ایثار و فدویت محبت و عقیدت اور قربانی کے جذبات لافانی کا یوں اظہار فرمایا۔

"کیا ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں حالانکہ ہم ابھی آپ کے حق اطاعت سے سبکدوش نہیں ہوئے قسم خدا کی ہم آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ آپ کے دشمنوں کے سینوں میں اپنے تیز تیز نیزے اتار دیں گے اپنی تلواروں سے ان کی گردنیں جب تک قبضہ ہاتھ سے جدا نہ کریں گے خدا کی قسم اگر میرے پاس کوئی ہتھیار بھی نہ ہوتا تو میں آپ کے دشمنوں کو پتھر سے مارتا اور اپنی جان آپ پر نثار کر دیتا۔"

الغرض جنگ ہوئی اور اس زور کی ہوئی کہ مادی طاقت نے اخلاقی اور روحانی قوت کا لوہا مان لیا سبط رسولؐ کے بچوں تک نے میدان عمل میں اتر کر دکھا دیا اور آیندہ نسلوں کو سبق دیدیا کہ صداقت کی قوت بے سروسامانی کی حالت میں نازک ہاتھوں اور ننھی ننھی تلواروں میں کس قدر طاقت پیدا کر سکتی ہے۔

ایک درد خیز اور دلفگار سین

اللہ اللہ کیا حقیقت آموز اور بصیرت نواز منظر ہے کہ کہاں یزیدیوں کا دل بادل لشکر اس کا مادی ساز و سامان اور کہاں زینبؓ کے لاڈلے عون و محمد آل محمد کے معصوم بچے کمسنی کا زمانہ تین شب و روز کی بھوک و پیاس بے کسی اور بے بسی کا عالم اور حسرت و یاس کی ماتمی تصویریں کوثر کے مالک حسین اپنے ننھے بچے کو ہاتھوں پر رکھے ہوئے چند قطرہ آب کا سوال کر رہے ہیں اور کوئی مسلمان اپنی "اسلامیت" تو کیا "انسانیت" کا ثبوت نہیں دیتا اور بجائے پانی کے قطرہ کے سہ پہلو تیر اس معصوم کے حلق میں پیوست کر دیتے ہیں اور وہ گلشن نبوت کی نوخیز کلی اپنے بہار آفریں تبسم سے مشام عالم کو معطر کرتی ہوئی ہمیشہ کے لئے مرجھا گئی۔

قدرت کا فیصلہ

اب غور کرو کہ اس جنگ میں آل محمد کی فتح ہوئی یا اموی ڈپلومیسی غالب آئی سنو اور غور سے سنو کہ اس جنگ میں آل محمد کی وہ عظیم الشان فتح ہوئی جس کے سامنے تمام دنیا کے فاتحوں کی فتحیں ہیچ اور ناچیز ہیں مگر انوکھی اور نرالی فتح صرف مسلمانوں ہی سے مخصوص ہے جس کا مشاہدہ وہی حقیقت بیں نگاہیں اور نکتہ رس نظریں کر سکتی ہیں جن پر حقیقت و معرفت کی عینکیں چڑھی ہوئی ہوں۔

یزید کے پاس دولت و حکومت تھی سلطنت و عظمت تھی سامان حرب تھا۔ لشکر جرار تھا لرزہ براندام کر دینے والی سطوت و جبروت تھی اور جو ہزاروں انسانوں کی قسمت کا مالک تھا اور جس کے دروازہ پر شاہان وقت ذلیل و خوار کئے جاتے تھے وہ صفحۂ ہستی سے نابود ہوگیا اس کی سلطنت کے ٹکڑے اڑ گئے اس کی قوم کا شیرازہ منتشر ہوگیا اس کا کوئی نام لیوا تک نہ رہا اور زمین و آسمان سے لعنت و ملامت کی ایسی بوچھاڑ ہوئی کہ بربادی کا سیلاب عظیم اس کے نام و نشان اور آثار باقیہ کو بہالے گیا اور اس کے مقابلہ میں فاطمہ کی نالہ کش اولاد جور و استبداد کی چکی میں پس جانے کے باوجود اب تک دنیا میں عزت و آبرو کی زندگی بسر کر رہی ہے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی گردنوں میں ان کا قلادہ بیعت پڑا ہوا ہے مشرق سے مغرب تک ان کے نام لیوا ان کی یاد میں سال کے سال خون کے آنسو بہاتے ہیں اور بیشمار نفوس ہیں جن کے سینے ان کی عقیدت و محبت کے جذبات سے معمور ہیں۔

یزیدیوں کا نام و نشان مٹ گیا مگر آل محمد کے مزار آج بھی سلاطین عالم کی ناصیہ فرسائی کے لئے موجب افتخار بنے ہوئے ہیں ہے کوئی ایسی عظیم الشان فتح جو اس کے مقابلہ میں لائی جا سکے اور ہے کوئی دنیا کا فاتح جو سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کے مقابلہ میں کھڑا کیا جا سکے۔

تلوار کے زور سے حق کو دبانے والے اور اپنے اغراض و مقاصد کی اشاعت

کرنے والے مٹ گئے مگر حسینی مشن کے اصول نے ایشیا سے نکل کر یورپ اور امریکہ کے حقیقت شناس فلسفیوں تک کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور دنیا کو بڑے بڑے فلاسفر، قائد، مقنن اور ڈاکٹر ان کے فلسفہ معاشرت و تمدن کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں کیا یہ آل محمد اور ان کے نظریات کی کھلم کھلا فتح نہیں ذالک الفوز العظیم۔

مسلمانوں کا دنیا سے نرالا معیار فتح

اسلام نے جو مسلمانوں میں فنا فی اللہیانہ ایثار حق کوشانہ فدویت اور جاں سپارانہ جدوجہد کے جذبات پیدا کئے ہیں ان کی عملی سرگرمیوں کا مرکز اور کامیابی کا معیار یہ نہیں کہ وہ دولت و حکومت جاہ و حشمت اور چند روزہ عیش کے سامان حاصل کر لیں بلکہ ان کی فتح اور کامیابی کا معیار یہ ہے کہ وہ جور و استبداد اور ظلم و ناانصافی کی سنگلاخ زمین میں حق و انصاف کا تخم کاشت کر دیں اپنی جانوں کو دین حق کی حمایت اور بنی نوع انسان کی بہبودی اور بہتری کے لئے وقف کر دیں چونکہ ان کی کامیابی کا معیار اور عملی کوششوں کا محور غیر فانی اور مستقل چیزوں سے متعلق ہے اس لئے ان کا جذبہ شہادت اور ولولۂ قربانی بھی غیر متزلزل اور مستقل ہے گویا قربانی مسلمانوں کا منتہائے مقصود اور مقصد حیات ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تاریخ قربانیوں سے لبریز ہے۔

قربانی اور جدوجہد اسلام کا شعار خصوصی ہے

خدائے قدوس نے مسلمانوں کا جان و مال جنت کے عوض خرید لیا ہے اس لئے اب اس کی راہ میں مر مٹنے اور عملی جدوجہد سے جی چرانے کا مسلمانوں کے لئے کوئی موقع ہی نہیں رہا اپنے آقا اور مولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر غیر مرئی اور موعودہ چیزوں پر کسی قوم نے مسلمانوں سے بڑھکر جان و مال کی قربانی نہیں کی سب کہتے ہیں کہ اگر ہم آج قربانی کریں گے تو کل اسی دنیا میں حکومت و دولت حاصل کر لیں گے مگر خدا کے سچے عاشق اور جاں نثار بندے مسلمان ہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اگر آج قربانی کرینگے تو اس کا انعام خدا کے ہاں جاکر پائینگے اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اگر تم قربانی کروگے تو بیشک تمہاری دنیاوی مدعا تو ضرور حاصل ہوجائے گا مگر پورا اجر اگلی دنیا میں ملیگا غرض سب "نقد" پر مرتے ہیں مگر "ادہار" پر مرنے والے صرف مسلمان ہی ہیں باقی سب اپنی قربانی اور جدوجہد کا انعام و صلہ آج طلب کرتے ہیں مگر "وعدۂ فردا" پر جان دینا صرف مسلمانوں ہی کا کام ہے غرض قربانی اور جدوجہد اسلام کی روح اور حصول سعادت کا ذریعہ ہے اس کے بغیر ہماری زندگیوں میں اسلام کی حقیقی شان جلوہ گر ہی نہیں ہوسکتی مسلمان کی شان ہی یہ ہے کہ اللہ کے نام پر بنی نوع انسان کی بہتری مظلوموں کی دستگیری بیکسوں کی حمایت اور ضعیفوں کی مدد کے لئے قربان ہو جائے مبارک ہے وہ مسلمان جسے یہ سعادت نصیب ہو۔

تازیانۂ عبرت

سخت تعجب کا مقام ہے اور شرم و ندامت کی جگہ ہے کہ وہ مسلمان جن کی گھٹی میں قربانی اور جدوجہد پڑی تھی جنہوں نے تلواروں کے سایہ میں اعلان حق کیا افریقہ کے تپتے ہوئے میدانوں میں اذانیں دی تھیں اور مذہب و ملت پر ہنس ہنس کر جانیں دی تھیں وہ یوں سستی اور کاہلی کی زندگی بسر کریں بدعملی اور جمود و خمود سے موت کے دن پورے کریں اور دنیا کی زندہ اور ایثار پیشہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہوں بجائے اسکے کہ وہ دین حق کی حمایت اور حریت و مساوات کے لئے "اسوۂ حسین" کی روشنی میں اس سابقت اقوام کے زمانہ میں اپنے جوش عمل سے عملی دنیا میں ایک ہنگامہ اپنی قربانیوں سے زمین استبداد کو اپنے خون سے لالہ زار کرتے اور آل محمد کی اطاعت و فرمانبرداری اور محبت و عقیدت کا عملی ثبوت دیتے اور الٹا ہمسایہ قوموں کی جدوجہد اور قربانیوں کا تمسخر اڑاتے ہیں۔

وائے برحال ما یہ کیا دلفگار اور جگر خراش منظر تھا کہ ایک قوم حصول آزادی کے لئے سر سے کفن باندھکر میدان عمل میں نکلی اور اپنی بے جگری سے کارزار حیات میں ایک طوفان بپا کر دیا اور مسلمانوں کے چند شوریدہ سر بھاڑے کے ٹٹو رضاکار بعض مقاموں پر ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کانگریس برباد اور برطانیہ آباد کے نعرے لگاتے پھرتے رہے معزز خواتین پر آوازے کستے رہے بدیشی پارچہ فروشوں کی امداد کر کے کانگریسی رضاکاروں کی چھاتی پر مونگ دلتے رہے۔

ان چند غلامان اسلام کو شرم محسوس نہ ہوئی اور ان کو ڈوب مرنے کے لئے ہندوستان کا کوئی دریا اور سمندر نہ ملا کہ وہ اس قسم کے اخلاق سوز اور تو ڑ پانی طرز عمل سے اسلامی تعلیمات اور اسلامی شرافت کو پامال کرتے رہے اسلامی ذہنیت کا مضحکہ اڑاتے رہے اور اپنی گذشتہ قربانیوں اور تاریخ اسلام کا منہ چڑاتے رہے۔ مسلمانو تم سے بڑھکر دنیا میں کوئی خود فراموش ناعاقبت اندیش اور ستم ظریف ہوگا کہ تم نے اس جنگ آزادی میں اپنی روایات اور فطرت کے مطابق بارہ ہزار مسلمانوں کی قربانیاں دیں مگر تمہارے مٹھی بھر برطانیہ نواز اور حکومت پرست مسلمان یہی بے سرا راگ الاپتے رہے کہ مسلمان من حیث القوم اس جنگ سے علیحدہ ہیں خدا معلوم یہ من حیث القوم کس جانور کا نام تھا مسلمانو خدارا اب بھی ہوش کرو اپنی روایات کی لاج رکھو حسینی مشن کو کامیاب بناؤ میدان کربلا کے بصیرت نواز اور حقیقت آموز حقائق و معارف سے سبق لو اور شہیدان کربلا کی خاک و خون میں لتھڑی ہوئی مبارک لاشوں کی آواز سنو۔

بے گور و کفن شہیدوں کی آواز

مسلمانو! دیکھو کربلا کا خونچکاں معرکہ گذر چکا دشت بیکسی کے شہید خون سے بھرے ہوئے کفن اوڑھ کر سو گئے شاہان وقت کے جور و استبداد کے صدمے اٹھائے ہوئے مظلوموں کے برہنہ سروں کی نمائش ہو چکی۔ اہلبیت کے ناتوان ہاتھوں سے رسیاں کھل چکیں خاندان نبوت کا بھرا گھر میدان کربلا میں لٹ چکا چشم کی خوں فشانیوں جگر کی آہوں اور دل کی تپش و بیقراریوں نے دشت بیکسی کے مظلوم لاشوں پر نوحہ خوانی سینہ کوبی اور آہ وزاری سے فراغت حاصل کرلی مگر ایک آواز ہے جس کے سامنے ملکوتی ترنم ہیچ ہے جو خون آلود لاشوں سے ابھی تک آرہی ہے اگر گوش حق نیوش رکھتے ہو تو غور سے سنو وہ آواز یہ ہے:-

"مسلمانو! جب لوگ تلوار اور توپ و بندوق کے سہارے پر حق کو شکست دینے پر تل جاتے ہیں جب ملک میں ضعیفوں اور بیکسوں پر حریص اور طاقتور قومیں عرصۂ حیات تنگ کر دیں اور جب زمانہ پر ظالم اور استبداد پسند شہنشاہوں کے قدم مضبوط ہو جائیں تو تم بھی اسی طرح خاک و خون میں لوٹ کر علم اسلام کو بلند کرتے رہنا۔"

اسلام عمل کا نام ہے

آمین بالجہر، فاتحہ، رفع یدین وغیرہ مسائل پر جھگڑنے والو! ایک دوسرے کی تذلیل اور تحقیر اور تفسیق و تکفیر کرنے والو! خواب غفلت چھوڑ دو، قیامت کی نیند سونے والو! کبھی تم نے غور بھی کیا ہے کہ کربلا کا خونی معرکہ تمہیں سال کے سال کیا درس دیتا ہے؟ آؤ ہم تمہیں بتلائیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عدیم النظیر قربانی نے یہ ثابت کر دیا اور تمہیں بتلا دیا کہ اسلام عمل کا نام ہے صرف خانقاہوں میں بیٹھ کر تسبیحوں کے دانے گننے، مسجدوں کے حجروں میں تنہا بیٹھ کر مسلمانوں کی قربانیوں سے مسجد کے بوریوں پر پیشانیاں رگڑنے، شب و روز وظیفوں میں مشغول رہنے، جھوٹے مسئلوں پر جھگڑنے، مٹی کے گھروندوں سے سر بازار استنجا کرنے، مجلسوں کے تبرک پر عرس کے ہار پر فریفتہ ہو جانے اور بابا کے حجروں پر رو رو کر دعائیں مانگنے، انسانیت کش احکام کی پرستش کرنے، درویشوں کے اقرار کرنے اور مٹی کے ڈھیر پر سر دے مارنے کا نام اسلام نہیں اور نہ ہی سچے مسلمان کا شیوہ ہے۔

کربلا کے شہیدوں نے ہمیں یہ سبق پڑھا دیا کہ جب ملت اسلامیہ خطرے میں ہو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم نہ صرف خود اپنی جانیں بلکہ اپنے عزیز و اقارب کی قربانیاں بھی دیں۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون خدا کا صاف ارشاد ہے یعنی جب تک تم اپنی محبوب سے محبوب چیز کو خدا کی راہ میں قربان نہ کرو گے کبھی نیکی اور فلاح نہ پاؤ گے اس ارشاد خداوندی کے مطابق مسلمان عورتوں اور بچوں کا بھی فرض ہے کہ اسلام اور ملت کے آڑے وقت اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خدمات سرانجام دیں اور اگر بظاہر شکست ہو کر دنیا پر اپنے اصول کے اعلان و تبلیغ کا ایک نہ مٹنے والا نشان چھوڑ جائیں۔

اسلام دنیا میں رہبانیت کا خاتمہ کرنے کے لیے آیا تھا جس نے سستی اور کاہلی کی ہر طرح بیخ کنی کر کے "عمل صالح" کو زندگی کا نصب العین قرار دیا لیس للانسان الا ما سعی کہکر جہد للحیات کو فرض عین قرار دیدیا اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہنا کی جڑ کاٹ دی کیونکہ یہ بھی رہبانیت ہی کی شاخ ہے قرآن شریف میں جہاں بھی "آمنوا" کا خطاب ہے اس کے ساتھ ہی بلافصل "وعملوا الصالحات" بھی آتا ہے جس میں یہ راز مضمر ہے کہ ایمان اور عمل صالح دونوں لازم و ملزوم ہیں نیز جہاں مسلمانوں سے استخلاف فی الارض کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں اس کے حصول کی شرط اولین عمل صالح ہی رکھی گئی ہے۔

انسان کی خلقت کی غرض و غایت عبادت ہے اور عبادت کی یوں تصریح کی گئی ہے کہ منشاء تخلیق "حسن عمل" ہے ارشاد باری ہے خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا تو انسان کا منشائے خلقت عبادت ہوا اور نیز منشائے تخلیق "حسن عمل" ہے تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ "عبادت" اور "حسن عمل" ایک ہی چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ انفرادی حیثیت سے فرد میں "اہلیت" اور اجتماعی حیثیت سے قوم میں "جمعیت" پیدا ہو کاش ہمارے علما و زعما اس نکتہ کو سمجھ کر حسن و منیت کی راہیں اختیار کریں اور قوم کو سراپا عمل بنا دیں کیونکہ ایمان میں عمل اور عمل میں ایمان ہے یہ "امنوا" اور "عملوا" کے تلازم کے راز کی تفہیم ہی تھی جس نے ایک اقل قلیل مدت میں اسلامیوں کو اوج کمال پر پہنچا دیا تھا۔

اسلام نے بار بار دنیا کو یہ بتلانے اور سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ چند فرسودہ عقیدوں پر ایمان لے آنا کافی نہیں بلکہ "عمل" کے سوا "نجات" اور "فلاح دارین" کا خیال ایک ایسا خواب ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں کاش مسلمان ارشاد خداوندی کو سمجھ لیتے کہ ایمان بے عمل خسران ہے چنانچہ ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا و عملوا الصالحات اس پر شاہد ہے۔ غرض جس اسلام نے جہد للحیات اور عمل صالح پر اتنا زور دیا تھا افسوس کہ آج وہی اسلام اپنے ناسمجھ اور نادان مقلد پیروں اور جاہل عالموں کے ہاتھوں چند عقائد باطلہ اوہام فاسدہ خرافات اور افسانہ طرازیوں کا مجموعہ بنکر رہ گیا ہے۔

بے سروسامانی اور ناکامی کوئی چیز نہیں

۱۳۵۰ھ کا آغاز ہے ہلال محرم آسمان پر طلوع ہو چکا ہے مسلمانوں کا سال قمری ہے اور ان کے سال و مہینہ کی ابتدا ہلال ہی سے ہوتی ہے اور ہلال بطور علامت اسلام کے سمجھا جاتا ہے سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ ان کا سال ایک ناتمام انگشت نما ہلال سے شروع ہوتا ہے اس میں یہ سبق مضمر ہے کہ جس طرح ہلال اول اول آسمان پر مشکل سے نظر آتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ بڑھتا رہتا ہے حتی کہ چودھویں رات کا بدر بنکر آسمان پر جلوہ ریز ہوتا ہے اور پھر اس کی روشنی تمام ستاروں کی روشنی پر غالب آ جاتی ہے اسی طرح یہ مثال ہے مسلمانوں کی کہ اول اول جب وہ عرصۂ حیات میں بطور ایک قوم کے نمودار ہوئے تو نہایت ضعیف اور کمزور تھے مگر رفتہ رفتہ کمال کو پہنچکر اوج ترقی پر بدر بنکر تمام عالم کو منور کر دیا اور آسمان ترقی کی تمام قومیں جو ستاروں کے مانند تھیں ماند پڑ گئیں لہذا ہلال محرم مسلمانوں کو سال بسال نشو و نما اور ارتقا کا یہ سبق دیتا ہے کہ وہ اپنے تنزل اور درماندگی سے مایوس نہ ہوں بلکہ خدا کی قدرت پر نظر رکھیں جس طرح اس کی قدرت کاملہ ہلال کو غیر محسوس حالت سے بتدریج کمال کو پہنچاتی ہے اسی طرح خدا کو یہ بھی قدرت ہے کہ وہ مسلمانوں کو پستی اور تنزل سے نکال کر ترقی اور کامیابی کے درجات عطا فرمائے بشرطیکہ وہ سید الشہدا کی طرح خدا کی راہ میں مر مٹنا سیکھ لیں۔

ہلال محرم کیا پیغام لاتا ہے

ہلال محرم ہر سال مسلمانوں کے لئے یہ ایک روح افزا پیغام لیکر آتا ہے کہ مسلمانو! اس خونریز واقعہ کو یاد کرو جو دریائے فرات کے کنارے ظہور پذیر ہوا تھا اور اس کے انجام کو معلوم کرو کہ چند فدائی اپنی جانیں قربان کر کے اوج کمال کو پہنچ گئے اور ان کے اصول نے عظیم الشان فتح پائی اور وہ مغرور قوم جو حکومت اور دولت کے نشہ سے مخمور تھی اور جو حق کو تلوار کے زور سے دبانا چاہتی تھی اور اسلام کی حریت کو پامال کرنا چاہتی تھی اس کی طاقت فنا ہو گئی اس کا شیرازہ بکھر گیا اور اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے

مٹ گیا اسی طرح تمھیں بھی چاہیے کہ حق کے راستہ سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹو اسلام کی آزادی برقرار رہے گی تم کو مصیبتوں اور تکلیفوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہو اور گو تم کتنے ہی کمزور اور ضعیف کیوں نہ ہو مرد تو مردانہ وار مرو اور ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس اور افسردہ خاطر نہ ہو مادی طاقتوں کو نظر میں نہ لاتے ہوئے محض صداقت کی قوت اور اخلاص و روحانیت کی طاقت کے بھروسہ پر بے سروسامان ہوتے ہوئے بھی دنیا کی طاقتوں سے ٹکرا جاؤ تمہاری کامیابی اور فتح اسی میں ہے کہ انجام سے آنکھیں بند کر کے خدا کے راستہ میں اپنی جانیں قربان کر دو غرض مسلمانوں کو تو اسلام نے اور اسلام کی تاریخ نے تعلیم ہی اس قسم کی دی ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی اپنی کمزوری درماندگی اور بے سروسامانی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے اسلام کے نزدیک ناکامی کوئی چیز نہیں بلکہ ناکامی کا احساس نام ہے ضعیف الایمانی بزدلی کمزوری اور حقیقت اسلام سے نابلد ہونے کا۔ اگر ہمارے اسلاف کرام کو بھولے سے بھی اپنی کمزوری اور ناکامی کا خیال ہوتا تو یقیناً اسلام عرب سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھتا اسلام کی تاریخ بتلاتی ہے کہ مسلمان ہمیشہ بے سروسامانی کی حالت میں سلطنتوں سے ٹکراتے رہے ہیں ان کی ایک جنگ بھی ایسی ثابت نہیں کی جا سکتی جو مساوی حیثیت سے لڑی گئی ہو ان کی قلت ہمیشہ کثرت پر غالب آتی رہی پھر معلوم نہیں کہ موجودہ مسلمانوں کو اپنی کمزوری کا خیال کیوں ہے ایک تھپیڑ کسی نے لگایا اور وہ آج کیوں کثرت سے ڈرکر غلامی پر قائل ہیں تمام کوشش کرنے کے بھی ہر رستہ بند ہے۔

کیا اللہ پاک نے ان مع العسر یسرا فرما کر وعدہ نہیں فرمایا اس میں سختی کا لفظ پہلے اور آسانی کا لفظ بعد کو ہے گویا صاف اعلان اور بلند آواز سے پکارتا ہے کہ مسلمانو! کمزوری اور تنزل کی حالت کو ہمیشہ پیش نظر رکھو مگر لا تقنطوا من رحمۃ اللہ خدا کی قدرت سے کبھی مایوس نہ ہو وہ ہر رنج کے بعد راحت اور سختی کے بعد آسانی نمایاں کرتا ہے ضعیف قوموں کو طاقتور بناتا ہے اگر تم تنزل اور کمزوری کی حالت کو دیکھ کر مایوس ہو گئے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے تو کان کھول کر سن لو کہ یہ کافروں کا شیوہ ہے۔

کیا خدائے قدوس نے مسلمانوں سے وعدہ نہیں کیا کہ انتم الاعلون ان کنتم مومنین یعنی تم ہی کامیاب اور سربلند ہو گے اگر مومن بنے رہو پس مسلمانوں کی کامیابی اور ترقی اسی میں ہے کہ وہ مومن بنیں کوئی ضرورت نہیں کہ وہ ہندوؤں اور انگریزوں سے اپنے حقوق کی بھیک مانگیں اور اسلامی ذہنیت کو ذلیل و رسوا کریں مسلمانو خدارا بتلاؤ تو سہی کہ تمہارا اس آیت پر ایمان ہے یا نہیں اگر ہے تو سارے جھگڑے چھوڑ کر مومن بننے کی کوشش کیوں نہیں کرتے کہ ساری مشکلیں آسان ہو جائیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان تنصروا اللہ ینصرکم سے اپنی تائید و نصرت کا تمہیں یقین نہیں دلایا اور کیا تم سے استخلاف فی الارض کا وعدہ نہیں کیا اور کیا تمہارے جان و مال کو اس نے جنت کے عوض نہیں خرید لیا اگر یہ ارشادات اور وعدے صحیح ہیں اور ان پر تمہارا ایمان ہے تو پھر اپنی کمزوری بے عملی سستی اور کاہلی کی ذلیل زندگی بسر کر رہے ہو اور غلامی کی لعنت کا طوق گلوں میں ڈالے ہوئے ہو یا تو تمہیں خدا کے وعدوں پر اعتماد نہیں اس سے بھی کوئی حقوق نامہ اور دستاویز لکھوانا چاہتے ہو اور محض زبانی اقرار سے اسلام کا منہ چڑا رہے ہو اور یا پھر سارا دنیا پر تمہاری حکومت ہو اور ساری دنیا کی قوموں سے سربلند و سرفراز ہو یا کہ جانیں جانے کی تیاری کر رہے ہو اب تمہیں سوائے عیش و آرام کے قربانی جدوجہد اور عملی کوششوں کی ضرورت ہی نہیں۔

اپنی کمزوری اور تنزل کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا تو بیشک صحیح ہے اس کا احساس ٹھیک اور ضروری ہے مگر بدقسمتی اور ارتقا کے ساز و سامان اور عملی جدوجہد سے باز رہنا طرح طرح کے عذر و حیلے تراشنا اور غلامی اور ذلت کی زندگی بسر کرنا کسی طرح بھی مسلمانوں کے شایان شان نہیں اور اسلام کی تعلیم کا منشا نہیں ہے جس مسلمانوں کی راہ میں ناکامی کا خیال کسی حالت میں بھی حائل ہو کر انھیں عمل سے باز نہیں رکھ سکتا اور جو لیڈران کو اس قسم کی تعلیم دیتے ہیں جیسی کہ وہ حقیقتاً دے رہے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کی بہتری اور ان کے حقوق کا تحفظ نہیں چاہتے بلکہ خود اپنے نفس کی بہتری اور اپنی کرسیوں کی حفاظت چاہتے ہیں۔

اے اللہ مسلمانوں کو آنکھیں اور سمجھ دے کہ وہ سمجھنے کی بات سمجھ سکیں اسوہ حسینی سے سبق لیں تجھ پر اعتماد کرنا سیکھیں تیرے پیارے حبیب کی محبت و اطاعت میں مرمٹیں اور صرف تیرے ہی بن جائیں اور سب سے قطع تعلق کر لیں۔

اے مسبب الاسباب خدائے قدوس اپنے حبیب کے صدقہ سے ہمارے بیجان پیکروں میں قربانی اور عمل کی جان ڈال دے ہمارے مضمحل قوائی میں جدوجہد کی برقی رو دوڑا دے تاکہ علم اسلام سرنگوں نہ ہو اور تیرے حبیب کے نام لیوا دین و دنیا میں فائز المرام اور شاد کام ہوں آمین ثم آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی

سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے سمجھا نہ دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لیے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو

چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے

مبتدی عربی سیکھنے والے طالبعلموں کے لئے بہترین کتاب ہے جس کا اندازہ دیکھنے ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

قیمت ہر حصص ۸؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ایک لاینحل معمہ

مسلمان باوجود اس قدر اصلاحی جد و جہد کے کیوں انحطاط پذیر ہیں

ہر مسلمان پر یہ امر اچھی طرح واضح ہے کہ مسلمان ایک عرصہ دراز سے انحطاط پذیر اور گری ہوئی حالت میں ہیں اور یہ بھی کہ ان کے علاج معالجہ کی کثرت کے ساتھ جد و جہد جاری ہے نہ صرف آج سے بلکہ نصف صدی سے اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کا سوال یکساں طور پر زیر غور رہا ہے مگر ہنوز دلی دور است والا مضمون ہے ان کی حالت میں کسی قسم کی اصلاح واقع نہیں ہوئی اور نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے بلکہ ان کی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے اور ان کی اصلاح و ترقی کا سوال ایک معمہ جون کا توں لاینحل ہے۔

ان کی اخلاقی حالت میں ایک رتی بھر کمی واقع نہیں ہوئی۔ تھیٹروں سینماؤں، چنڈو خانوں، شراب خانوں اور جیل خانوں میں بدستور ان کی کثرت ہے بلکہ مسلمان مجرمین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

اقتصادی حالت

مسرفانہ رسم و رواج اور لایعنی فضولیات کی زنجیروں سے وہ ابھی تک جکڑا بند ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اقتصادی طور پر دن بدن زیادہ تباہ ہو رہے ہیں صرف پنجاب کے مسلمان زمینداروں کا قرضہ ۹ کروڑ سے گورنمنٹ کی رپورٹ کے مطابق ایک ارب ۲۵ کروڑ ہوگیا ہے ماہرین اقتصادیات کا خیال ہے کہ اب یہ قرضہ ان کی نسلیں بھی ادا نہیں کرسکتیں اور اب سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ زمینداروں کے وہ انگوٹھے جو ہندو مہاجنوں کی بہیوں پر لگتے ہیں کاٹ دیئے جائیں اور کوئی علاج نہیں صنعت و حرفت اور تجارتی کاروبار میں بھی کمی ہے۔

تشتت و افتراق

فرقہ بندی اور نفاق و شقاق کی لعنت بھی اسی طرح مسلط ہے بلکہ زیادہ ہو رہی ہے پہلے تو صرف علمائے کرام کی نکتہ نفاق پسندی فرقہ پرستی اور ہنگامہ آرائی کا رونا تھا مگر اب یہ وبا سیاسی رہنماؤں میں بھی پہنچ گئی ہے اور اس بری طرح کہ جس کا خطرناک انجام تباہی اور ذلت و خواری پر منتج ہونا یقینی ہے یہی وجہ ہے کہ عوام الناس لیڈروں کی باہمی چپقلش اور تو تو میں میں کو دیکھکر سب ہی سے بدظن ہو رہے ہیں ان کا اثر و اقتدار گھٹ رہا ہے لیڈروں کے باہمی اختلافات اور اشتراک عمل کے فقدان کا یہ اثر ہوا کہ مسلمان اس ترقی اور مسابقت اقوام کے زمانہ میں ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دے رہے ہیں اور بحیثیت مجموعی سیاسیات سے علیحدہ رہکر اپنی قبر آپ کھود رہے ہیں برادران وطن کا بڑھتا ہوا سیاسی شعور ان کو پیغام فنا سنا رہا ہے اور یہ غفلت و بے حسی کی چادر تانے قیامت کی نیند سو رہے ہیں اور یہ غفلت کی نیند ان کو تباہی کی طرف لئے جا رہی ہے۔

لامذہبی اور دینی احساس کا فقدان

دینی احساس سے بدستور ان کے قلوب و دماغ خالی ہیں احکام اسلامی سے ذہنی روگردانی اور لاپرواہی ہے شریعت حقہ کا احترام اور تعلق کم ہو رہی ہے شعائر اسلام کی پابندی اور گرفت ڈھیلی ہو رہی ہے الحاد و دہریت کا سیلاب بری طرح نوجوانوں کو بہائے لئے جا رہا ہے اور وہ مذہب سے متنفر ہوکر لامذہبی کے غار میں گر رہے ہیں قومی روایات خصوصیات اور مقدسات کا احترام و پاس مطلق نہیں رہا اس کی حفاظت و نگہداشت کا خیال تک نہیں رہا اور مغربی تمدن کی فریفتگی و دلدادگی بتدریج بڑھ رہی ہے۔

خیالی دنیا

اگر کسی قوم کے عروج و تنزل کا اندازہ لگانا ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ قوم سراپا تخیل ہے یا سرگرم عمل اگر قوم کو ذہنی بلند پروازیاں بے محل کاوشوں، تخمینی سوالوں غیر ضروری بحثوں اور اوہام و ظنوں سے فرصت نہیں ملتی تو سمجھ لیجئے کہ وہ قوم روبہ تنزل ہے ایسی حالت میں وہ کوئی نمایاں قدم نہیں اٹھا سکتی تخیل کی فراوانی عمل کی قوتوں کو پاش پاش کردیتی ہے اور خیالی آسمان پیمائیوں میں تمام قوتیں صرف ہوتی ہیں۔

اور اگر قوم کے ذہن و عمل کا توازن ٹھیک ہے عملی زندگی میں مشغول رہتی ہے ارادہ کی ساری قوت عمل میں صرف ہوتی ہے اور قوم سرتاپا عمل ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ عروج و ارتقا کی منازل طے کر رہی ہے اس کا مستقبل شاندار ہے۔

بدقسمتی سے مسلمانوں کا اول الذکر حال ہے وہ سراپا تخیل بنکر رہ گئے ہیں جذبات و تخیلات اور اوہام و ظنون کا ایک عام ہیجان برپا ہے مصلحین کے شور و غوغے تنزل کی داستانوں اور تباہی کے مرثیوں سے بجائے اس کے کہ کچھ عبرت و نصیحت حاصل کی جائے اور الٹا مزا آتا ہے اور تفریح طبع کا دلچسپ مشغلہ سمجھا جاتا ہے اور جن تقاریر و تحاریر میں کوئی عملی اور ٹھوس چیز پیش کی جائے اس میں دلچسپی نہیں لی جاتی۔ اور نہ کوئی توجہ کی جاتی ہے۔

انجمنیں اور اجلاس

انجمن سازیوں اور پروگرام بازیوں نے سوائے اس کے کہ خیالی نقشوں کا قوم کے سامنے ایک انبار لگا دیا ان کو دماغی عیاش بنا دیا اور تخیل پسند کردیا اور کوئی نمایاں فائدہ نہیں پہنچا بڑے بڑے اجلاس کئے جاتے ہیں مگر

"نشستند گفتند و برخاستند"

پر ختم ہو جاتے ہیں موقع الوقتی کے مظاہرے تفریح طبع کے مشاغل اور سیلاب اثر کا ابال ثابت ہوتے ہیں اور عملی اثر خاک نہیں ہوتا۔

مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کا جس قدر تحریری اور تقریری مواد قوم کے

سامنے پیش کیا جا چکا ہے وہ کافی سے زیادہ ہے اور اپنی خصوصیات و متنوعات کے لحاظ سے بے نظیر ہے لیکن باوجود اس قدر اصلاحی جد وجہد اور بھاگ دوڑ کے مسلمان جہاں تھے وہیں ہیں تمام اصلاحی کوششیں اور ترقی کی چیخ پکار بیکار گئیں سینکڑوں دماغ اور قلم ہیں جنھیں اس سوال کی بحث و کاوش سے فرصت نہیں ملتی غرض مسلمانوں کی ترقی کے جس قدر بھی آجتک طریقے اور وسائل اختیار کئے گئے وہ سب فیل ہو گئے۔

اگر مسلمان انجمن سازیوں اور پروگرام بازیوں سے اٹھ سکتے تو کبھی کے اٹھ گئے ہوتے اور اگر دیگر اقوام سے آگے نہیں تو ہمسر تو ضرور ہو جاتے ممکن ہے کہ میرا یہ خیال اور مشاہدہ غلط نتائج پر مبنی ہو اور ایک حد تک حقیقت سے عاری سمجھا جائے اور موجودہ طریقوں سے کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی رنگ میں مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچا ہو مگر اس میں تو کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ اگر مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کی یہی حالت رہی تو اس حساب سے ان کو اٹھنے اور دیگر ترقی یافتہ قوموں کا ساتھ دینے کے لئے صدیاں درکار ہیں جتنے عرصہ میں وہ موجودہ رفتار سے ترقی کریں گے اتنے عرصہ میں انقلابات زمانہ صفحۂ ہستی پر ان کا قافیہ تنگ کر دیں گے اور ان کی ہستی دو بھر ہو جائیگی۔

جتنی کوششیں آجتک کی جا چکی ہیں وہ اگر کسی اور قوم کو اٹھانے کے لئے صرف کی جاتیں تو یقیناً وہ آج بر سر عروج ہوتی خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں میں ذی اقتدار، سمجھدار، صاحب غور و فکر عاقل و فہیم رفتار زمانہ سے واقف اور مخلص و سرگرم و قابل رہبروں اور لیڈروں کی کمی نہیں بلکہ ان جیسے رہنما ہندوستان کی کوئی قوم نہیں رکھتی۔ مگر حیرانی ہے کہ وہ اتنے لیڈر رکھتے ہوئے بھی پستی کی حالت میں ہیں۔

اگر کچھ دنوں اور یہی روش باقی رہی تو آئندہ کے لئے بھی بہتری کے لئے کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی مسلمانوں کی راہ میں ضرور کوئی چیز حائل ہے کوئی رکاوٹ ہے اور کوئی چٹان مزاحم ہے جو ان کو آگے نہیں بڑھنے دیتی اور کوئی ہاتھ ہے جو ان کی ٹانگ گھسیٹ کر پھر قعر ذلت میں گرا دیتا ہے۔

اس بے اثری کی وجہ

میں نے مسلمانوں کی اس بے اثری اور مایوس کن حالت کے متعلق جو کچھ سمجھا ہے اور جس پر میرا ایمان ہے وہ یہ ہے کہ آجتک مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کو دیگر اقوام کی طرح خود ساختہ پروگراموں اور انسانی خیالوں کی پابندی پر مقدم کیا گیا اور اس خدائی و فطری دستور العمل کو بالائے طاق رکھ دیا گیا جس کی پابندی اور تعمیل و تکمیل گذرے ہوؤں کو عالم کا سلطان بنا دینے والی تھی اور جس کے بتائے ہوئے راستوں پر آج دنیا کی مہذب اور ترقی یافتہ قومیں چل رہی ہیں۔

مسلمانوں کی ترقی انسانی دماغ اور قلم سے چاہی گئی حالانکہ وہ قرآن مقدس کی موجودگی میں مقننین، مصلحین کی ذاتی کاوشوں اور دماغی کاوشوں سے بے نیاز تھے جس چیز سے ان کی اصلاح چاہی گئی وہ کامیابی کا ... اور نسخہ کیمیا نہ تھا جسکی پیروی نے ناچیز ذرے کو آسمان ترقی کے روشن ستارے بنا دیا تھا جس کی روشنی حیات انسانی کے ہر ایک پہلو سے چھانے والی اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے کسی انجمن کسی رہنما کسی مصلح اور کسی قوم کے سامنے علمی اور حقیقی طور پر قرآن کریم نہیں اور اسے صحیح طور پر استعمال ... نہیں صرف انسانی خیالات و جذبات کی پیروی ہے۔

قرآن کریم سے اعراض کا عذاب

توچونکہ مسلمانوں نے قرآن کریم کی تلاوت کو ایک رسمی چیز بنا لیا ہے اور عملی رنگ میں اسکو مہجوری کی حالت میں ڈال دیا ہے لہذا فرمودہ نبوی پورا ہوا ہے کہ ومن ابتغی الهدی فی غیرہ اضله الله جو شخص قرآن کے سوا کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کرے خدا اسے بھٹکا دیگا نیز حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آج تیرہ سو سال پہلے قرآن مقدس کو مہجوری کی حالت میں ڈالنے کے خوفناک انجام سے ڈرایا تھا ارشاد ہے کہ من ترکه من جبار قصمه الله یعنی جو جبر و عناد کی وجہ سے قرآن کو چھوڑے گا خدا اسے توڑ دے گا۔

اگر دوسری قومیں اس روح عرشی یعنی قرآن شریف کی قدر و منزلت نہیں کرتیں اور اسلام کی طرف نہیں آتیں تو اس کی وجہ جبر و عناد نہیں بلکہ جہل و لاعلمی اور آبائی خیالات کی جکڑ بندیاں ہیں مگر جس قوم نے اس خزینہ خداوندی کی حفاظت و نگرانی اور عمل و استعمال کا عہد باندھا ہے اور اسکو سمجھنے عمل کرنے اور سنبھالنے کا وعدہ کیا ہے وہ قرآن پر ایمان لانے والی قوم اگر اپنی کتاب مقدس کو پس پشت ڈالے تو اسکی علت سوائے جباریت کے اور کیا ہے اس پر اگر فرمودہ نبوی صادق آئے اور خدا ان کو توڑ دے تو ان کو اپنی سرکشی اور نافرمانی کا ماتم کرنا چاہیئے۔

اگر اس بدبخت قوم کا انجام جس نے خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر انسانی خیالات کی پیروی کی غربت و افلاس ذلت و رسوائی اور بینوائی و کس مپرسی ہو تو رونے اور جھینکنے کا کونسا مقام ہے کیا مسلمانوں کے سامنے تاریخی شہادتیں نہیں کہ مسلمان جہاں کہیں بھی گئے صرف قرآن اور تلوار کو لئے ہوئے اور قرآن کو رہبر بنائے ہوئے اور جب کبھی اور جہاں کہیں قرآن کریم کے تنزل اور علم و عمل میں کمی آئی اور اسکی عظمت دلوں سے نکل گئی وہیں ان کو توڑ دیا گیا

قرآن کریم کے علم و عمل کا اثر

قرآن مقدس کی ابتدا کی "ب" اور آخر کا "س" مسلمانوں کو پکار پکار کر کہہ رہا تھے کہ مسلمانوں تمہاری دین و دنیا کی کامرانیوں اور فائز المرامیوں کے لئے یہ کتاب مقدس "بس" ہے لیکن یہ اس حکم مطلق کے فرمودہ نسخہ اور پروگرام پر عمل کیا گیا کیوں نہ اسی کامیاب طریقہ کو پسند کیا گیا جو صحابہ کرام اور سلف صالحین نے پیش کیا تھا جسکی وجہ سے دیکھتے ہی دیکھتے وہ انسانی صورت اور بہائم سیرت قوم عالم کی استاد بن گئی جن کی شاگردی سے ہزاروں قیصر و کسریٰ بن گئے جن کی روحانی بلندی پرواز نے فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا جن کے تقرب کی انتہا اللہ کا تقرب ... کی وہ ہیبت یا عظمت قوم ... شکل و منظم ... جن کی ٹکر کی تاب بڑی سے بڑی طاقتیں نہ لا سکیں اور جن کی مودت و اخوت کے کارنامے متفرق و منتشر اقوام کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے

وہ صحرا نشین قوم دنیا پر چھا گئی اور ... تاج کی مالک بن گئی اور وہ خاک بوریا نشین قوم صاحب تخت و نگین ہو گئی کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ صحیح معنوں میں "مومن" تھے جن کے مقدس وجود دنیا کی "پستی" پر قرآن کریم کا

عملی نمونہ بنکر جلوہ ریز ہوئے جنکی ترقی و کامیابی کی چمک نے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا جس قدر انہوں نے دولت اسلام پر قناعت کرتے ہوئے اور دین و دنیا کا صحیح مفہوم پیش نظر رکھتے ہوئے دنیا سے نفرت کی اسی قدر دولت و حکومت عزت و حشمت اور رفعت و سلطنت ان کی باندی اور گھر کی کنیز ہوگئی وہ دنیا کو ٹھکراتے تھے مگر وہ قدم نہ چھوڑتی تھی۔ برخلاف اس کے جتنا ہم دنیا کو حاصل کرنے اور عز و جاہ پانے کے لئے قدم بڑھاتے ہیں اسی قدر وہ ہم سے نفرت کرکے دور بھاگتی ہے۔

وہ جہاں جہاں قرآن کے عامل بنکر گئے دنیا ان کی راہ میں فرش راہ ہوتی گئی فتح و نصرت نے قدم چومے عزت و رفعت اور حکومت و سلطنت گلے کا ہار ہوگئی کیونکہ وہ سچے مومن تھے۔ عامل بالقرآن تھے عاشق رسول تھے اور اسلام کا عملی نمونہ تھے۔

پس جبکہ ہمارے اسلاف نے مسلمان بنکر اور قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہوکر وہ ترقی کی جس کا آج وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا تو پھر کیوں نہ وہی طریقہ اور نسخہ استعمال کیا جائے وہ الٰہی کیمیا کیا تھا جس نے خاک کو کندن بنایا وہ اس کائنات روحانی کے دیگر جواہر ریزوں میں سے چند روح انگیز اور کامیاب بنا دینے والے چند الفاظ یہ تھے۔

وعدہ خداوندی

اسلامی تعلیمات نے جو صحابہ کرام میں جوش اور ولولہ اولوالعزمی اور فتح و کامرانی کے جذبات پیدا کئے تھے اس میں سے پہلی تعلیم یہ تھی قولہ تعالیٰ انتم الاعلون ان کنتم مومنین یعنی تم ہی سربلند و سرفراز ہوگے بشرطیکہ مومن بنجاؤ۔

اس وعدہ خداوندی نے انکے دلوں میں ایسی یقینی کیفیت اور جوش و ولولہ پیدا کیا کہ ناکامی و نامرادی کا خیال ہی دل سے جاتا رہا اگر آج ہم بھی سچے معنوں میں مومن بنجائیں تو وعدہ خداوندی پورا ہونے میں دیر نہیں کامیابی فتح و نصرت اور عزت و اقبال ہمارے قدم چومنے کو تیار ہے مسلمانو کی مٹی ہوئی سلطنت اور چھنی ہوئی دولت اور عظمت پارینہ کے گذرے ہوئے ادوار نے پھر ایک مرتبہ عالم پر نمودار ہوکر تاریخ کو دہرانے کے لئے منتظر ہیں

دوسرا خداوندی وعدہ یہ تھا جس نے ایک ذلیل اور پست قوم کو زمین اور شان سے بخشی تھی قولہ تعالیٰ ان تنصروا الله ینصرکم یعنی اگر تم خدا کی مدد کروگے تو خدا تمہاری مدد کرے گا خدا ہماری مدد کا محتاج نہیں بلکہ وہ تو کل سے بے نیاز ہے [illegible] مطلب یہ ہے کہ اگر تم دین خداوندی کی حفاظت و نگرانی کروگے یعنی حفاظت اسلام اور اشاعت دین کی خدمت پر کمربستہ رہوگے یعنی اشاعت اسلام کو مقصد حیات بناؤگے اور احکام اسلام کی پوری طرح پابندی کروگے تو خدا تمہاری مدد کریگا جب سے مسلمانوں نے اس فرض کی بجا آوری سے [illegible] خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہم سے منقطع ہوگئی ہے۔

تبلیغ کو جب چھوڑا اسلام نے منہ موڑا | تسخیر نے تدبیر نے ہر کام نے منہ موڑا
اقبال نے اجلال نے اعزاز نے منہ موڑا | کیا پوچھتے ہو طالب اسلام نے منہ موڑا
[illegible] وہ سطوت اسلام تو باقی

باقی ہے تو انگلوں کا فقط نام ہے باقی

صحابہ کرام اور سلف صالحین نے اس فرمودہ خداوندی کی تعمیل کیسے کی وہ بھی سن لیجئے وہ توحید کی امانت کو سینوں میں لیکر دنیا کے کونہ کونہ میں اس عزم و ثبات سے پھر گئے کہ ان کے راستہ میں نہ پہاڑ حائل ہوئے اور نہ دریا مزاحم انسان تو انسان پتھروں تک سے توحید کی شہادت لے لی ہے

تکبیر کی آواز اٹھی دشت و جبل سے | اور گونجی اذاں قیصر و کسریٰ کے محل سے
رونے لگے اصنام گلے مل کے ہبل سے | وہ رعب تھا کفار کے بازو ہوئے شل سے
آتشکدہ خسرو و جم ہوگئے ٹھنڈے
گرمی نہ رہی اہل عجم ہوگئے ٹھنڈے

منوا دیا توحید الٰہی کو جہاں سے | وحدت کا سبق سنتے ہیں ہر اک کی زبان سے
نانک نے ایک اونکار لیا ہے تو کہاں سے | سکھی ہو دیانند نے توحید یہاں سے
تثلیث کا بھی اب فقط نام رہے باقی
لفظوں کا الٹ پھیر ہے اسلام ہے باقی

پس اگر ہمیں کامیابی اور سرفرازی حاصل کرنے کی تمنا ہے اور اگر دینی و دنیوی ترقی و ترفع حاصل کرنے کی حاجت ہے تو ضرورت ہے کہ ہم مومن بنجائیں اسلام کی صحیح تعلیم جاننے اور قرآنی احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہونیکا مضبوط ارادہ اور نیت کرلیں۔

یہ جوش توحید اور ولولہ ایمانی کیسے پیدا ہو

اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے جذبہ محبت و اطاعت اگرچہ یہ دونوں لازم و ملزوم بمنزلہ [illegible] کے ہیں مگر اپنے صدور و ظہور اور تعریف کے لحاظ سے مختلف بغیر محبت کے کسی کے حکم کی تعمیل نہیں ہوسکتی اگرچہ خوف بھی کسی حکم کی تعمیل کا سبب ہوتا ہے مگر وہ ناقص ہے جب خوف زائل ہوجاتا ہے اطاعت بھی رخصت ہوجاتی ہے اور محبت سے جو جذبہ اطاعت پیدا ہوتا ہے وہ لازوال ہوتا ہے۔

ایمان نام ہے دل کے یقین اور زبان کے اقرار کا اگر دل میں اس اقرار سے [illegible] کا کوئی اثر نہ ہو تو نقص موجب نقص ایمان اور باعث نافرمانی و طغیان ہے لہذا جب تک دل میں یقینی کیفیت پیدا نہ ہو عملی زندگی میں اعلیٰ شان کی مداومت اجتناب اور ملکی صفات کا اظہار ناممکن ہے اور یقینی کیفیت پیدا ہوتی ہے مشاہدہ سے صادق و مصدوق کی شہادت اور یا محبت سے مشاہدہ سے تو عوام الناس عاری ہیں صادق و مصدوق کے کلام سے واقفیت بھی عوام الناس کی دسترس سے باہر ہے البتہ محبت کے اسباب موجود ہیں

یقینی کیفیت کی ایک مثال

اس مقام کو مثال میں سمجھ لیجئے مثلاً ایک چور چوری کرنے کی نیت سے چلے راستہ میں خود بادشاہ موجود ہو یا کوئی عادل حاکم یہ خیال ہو کہ بادشاہ موجود ہے اور تیری ہر حرکت کا نگران تو اس مشاہدہ یا خبر سے اس کے ہوش [illegible] ہوجائینگے اور چوری پر ہرگز جرات نہ ہوگی اور یا جسکی چوری کرنے چلا ہے اس سے محبت ہو تو ہرگز اسکی نافرمانی کا ارادہ نہ کریگا

اسی طرح جب ایک مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ سمیع بصیر خدا موجود ہو میری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور یا صادق و مصدوق حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہو تو ایک مسلمان اگر واقعی اپنے ایمان و یقین کی کیفیت رکھتا ہے کبھی بھی خدا کی نافرمانی پر کمربستہ نہیں ہو سکتا لہٰذا اگر ہمارے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت کی لگن ہو اور ہم بھی اطاعت خداوندی اور امتثال امر نبوی میں ویسے ہی سرگرم ہوں جیسے صحابہؓ تھے تو آج ہی ہماری کایا پلٹ جائے اور گذرا ہوا زمانہ عود کر آئے۔

خدا اور اسکے رسول کی محبت کیونکر پیدا ہو

کیا یہ کوئی اکتسابی چیز ہے جو پیدا کر لی جائے سو جان لینا چاہیئے کہ محبت دیدار یا گفتار سے جوش و ہیجان میں آتی ہے۔ دیدار تو ہمیں میسر نہیں اور صحابہ اس دولت سے مالا مال تھے البتہ دیدار کا قائم مقام گفتار موجود ہے اگر دیدار نہیں تو گفتار ہی سہی ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کیں دولت گفتار خیزد

اگر ہم بصیرت سے بے بہرہ ہیں اس کے انوار و مشاہدے کے اہل نہیں تو گفتار یعنی قرآن شریف تو موجود ہے پس قرآن شریف کے پڑھنے سے اور غور و فکر کرنے سے خدا کی محبت اور احادیث نبوی سے رسول کی محبت پیدا ہو سکتی ہے۔

مختصر یہ کہ مسلمان اگر اپنی اصلاح و ترقی چاہتے ہیں اور دونوں جہان میں سرفراز ہونا چاہتے ہیں تو اس کی صرف یہی صورت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے آخری پیغام قرآن پاک کا علم و عمل عام کیا جائے۔ قرآن پاک کی تلاوت معنے و مطالب کے ساتھ عمل کی نیت سے ہر مسلمان اپنا فرض اولین قرار دے لے اور مسلمانوں میں جو بے معنے و مطلب کی تلاوت اور تعلیم کی رسم جاری ہے اس کی اصلاح کیجائے۔

محلہ کی مسجدوں میں بعد نماز صبح اور لیلۃ مغرب یا عشا کسی عالم باعمل سے جو قرآنی رموز و نکات سے بخوبی واقف ہو درس لیا جائے جہاں دنیا کے کاموں میں چوبیس گھنٹے مصروف رہتے ہیں وہاں اگر زیادہ نہیں تو کم از کم آدھ گھنٹہ درس قرآن کے لئے ضرور وقف کیا جائے مقتدیوں کو صرف ایک یا دو آیتیں نماز کے بعد سنائی جائیں پھر معنی و مطلب مع اس کی غرض و غایت کے اچھی طرح ذہن نشین کیا جائے جو لوگ ان پڑھ ہوں ان کو بھی یہ کہکر مفہوم سے آگاہ کیا جائے کہ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کا تمہارے نام ایک فرمان ہے جس کے مطلب سے تمہیں آگاہ ہونا لازمی ہے اور یہ اسلئے ہے کہ تم اس کو جان کر عمل کرو اس کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کرو اور پھر اس پر عمل پیرا ہو۔

نیز یہ بھی ان کے ذہن نشین کیا جائے کہ مسجد سے جانے کے بعد یہ باتیں تمہیں اپنے گھر والوں کو بتانی ہیں اللہ پاک کا حکم ہے قوا انفسکم واھلیکم نارا جس کا یہ مطلب ہے کہ تم اپنے کو بھی دوزخ سے بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی چاہے مرد ہوں یا عورت بوڑھے ہوں یا بچے مسلم ہوں یا غیر مسلم تمہاری خادمہ ہو یا ملازم غرض جو بھی ہو اس کو بتاؤ کہ تمہارے مالک حقیقی نے جو تمہارے لئے ہدایت نامہ بھیجا ہے اور آج جس کا کچھ حصہ سنکر میں مسجد سے آرہا ہوں وہ یہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے۔

گھر والوں کو ہر روز سنانے اور سمجھانے کے بعد اپنے اپنے کام پر جانا چاہیئے چاہے وہ تجارت ہو یا کاشتکاری ملازمت ہو یا کچھ اور اب جس قدر وقت وہاں گذارنا ہو اپنے پچھلے اور اس دن کے پڑھے ہوئے یا سیکھے ہوئے قرآن کے مطابق ہو پھر ہر معاملے اور کام میں وہ باتیں مستحضر رہیں اگر کسی سے ملاقات ہو جائے اور بات چیت کا موقع ملے تو سب سے زیادہ ان ہی اوامر و نواہی کی تعلیم و تبلیغ سے وابستہ ہو کیونکہ کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر کی مصداق بننا ہی ہے اور نہ اسی طرح ہو سکتا ہو کہ مجموعہ اوامر و نواہی قرآن علم و عمل ہو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر زندگی کا مقصد قرار پائے۔

اگر مسلمان اس لائحہ عمل کو اپنے ساتھ رکھ لیں اور اس پر عمل پیرا ہوں تو بخدا دیکھتے ہی دیکھتے ان کی کایا پلٹ ہو جائے اور ان کی اصلاح و ترقی کا لاینحل مسئلہ چٹکی بجاتے میں حل ہو جائے اور اگر وہ قرآن سے اسی طرح اعراض کرتے رہیں گے اور اس کی رسمی تعلیم اور تلاوت کا یہی عالم رہے گا اور اسی طرح انسانی خیالات کی پیروی کرتے رہیں گے تو قیامت تک بھی اپنا مقصود نہیں حاصل کر سکتے۔ وما علینا الا البلاغ

اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو دہلی سے زنانہ بستہ منگا کر پڑہایئے

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی کھلونوں کا گجرا ہے جس کو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بتائے گئے ہیں کہ الف بے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ تیسری مرتبہ بڑی تقطیع پر شایع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں:۔

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز۔

جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اس کو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کام مثلاً کھانا پکانا سینا پرونا اور لکھنے پڑھنے کے متعلق پوری واقفیت حاصل کر لیں قیمت مجلد عمہ ایک روپیہ ہے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰

اسلامی مساوات

(از جناب مولوی عبد الغفور صاحب طالب رحمت گڈھی)

مذہب فطرت اسلام وہ بلند پایہ مذہب ہے جس کی پاکیزگی جس کی رواداری جس کی آزاد خیالی کو دنیا کا کوئی مذہب اب تک نہ پہنچ سکا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا کہ بہت سے مذاہب کی داغ بیل ہی اسلامی عقائد قرآن حکیم کی نصائح پر حکمت بزرگان عظیم کے اقوال پر رکھی گئی ہے۔ آریہ مذہب اگرچہ اب جس قدر دشمن اسلام ہے اس قدر کوئی مذہب نہیں لیکن اس کے رہنماؤں کی تصانیف اس کی ابتدائی اصولوں پر نگاہ ڈالنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ اسلام کی تقلید میں اٹھایا گیا۔ اسلامی اصولوں نے اس کو پروان چڑھایا۔ وحدانیت کی جس مسخ صورت کو آریہ تسلیم کرتے ہیں وہ اسلام سے ہی لیکر مختلف رنگ و روپ میں سجائی گئی۔ اور مصلحان آریہ نے اس قسم کا ڈھونگ رچایا اور چاہے کس طرح بھی کیوں نہ ہو خدا کو واحد مان ہی لیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اسے معطل یا روح وغیرہ کی طاقتوں سے کمزور شمار کیا۔

ہندوستان کی ابتدائی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ یہاں نور اسلام کے روشن ہونے سے پہلے کوئی جانتا تک بھی نہ تھا کہ خدا در اصل کوئی شئے بھی ہے یا نہیں؟ رشی پاتنجل اور پانینی وغیرہ تو بالکل اس کی ذات سے ہی منکر تھے۔ ان کی تعلیم تھی کہ جو چیز ہاتھ سے یا دیگر جسم انسانی کے ذریعہ سے محسوس نہ ہو سکے وہ کب قابل پرستش ہو سکتی ہے مہاتما بدھ جیسے ایسے عالمگیر ریفارمر کی تعلیم پہ اگر ہم نگاہ ڈالیں جس کے پیرو اس وقت بھی ہندوستان اور دیگر ممالک میں ۵۰ کروڑ کے قریب موجود ہیں۔ تو ہمیں مایوسی سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ بھی سرے سے ہی خدا کا منکر تھا۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے تاریخ ہند میں لکھا ہے۔ کہ مہاتما بدھ نے خدا کے متعلق کوئی تعلیم نہیں دی۔ گویا ہندوستان تو بالکل ہی خدائی ہستی کا منکر تھا۔ یورپ باپ بیٹا اور روح القدس کی پہیلی کی ڈالکر تب کہیں خدائے واحد کو تیسرا حصہ دار قرار دیکر مانتا تھا۔ زردشت نے اہرمن اور یزداں کو ہستیاں مان کر اپنے پیروؤں کو اس پر گامزن کیا۔ دنیا اب تک اس نقطۂ خیال تک نہ پہنچی تھی کہ در اصل خدا کی کوئی ہستی بھی ہے یا نہیں۔ رشیوں۔ منیوں ریفارمروں کے دماغ اس عقدہ لاینحل تک رسائی نہ پا سکے تھے۔ انبیاء کی تعلیم اہل دنیا سے دل سے بھلاکر ہوس پرستیوں پر اتر آئے تھے۔ اس لئے خدا تک پہونچنے کی مختلف سبیلیں جدا جدا افراد میں منظور ہوئیں۔ کیونکہ ابھی تک اس کی جستجو بھی بیاناً و رسالۃً ہی ممکن ہو سکتی تھی۔ ابھی تو یہی مسئلہ درپیش تھا کہ فی الحقیقت وہ کوئی ہستی بھی ہے؟ اسلام نے اس طلسم کو توڑا۔ اسلام نے دنیا کو بتا دیا۔ خدا ایک قدرت مجسمہ ہے وہ جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے روح القدس اور باپ بیٹا کی بھول بھلیوں میں پنہاں نہیں بلکہ لَمْ يَلِدْ اور وَلَمْ يُولَدْ ہے یہ اسلام کا پہلا کام تھا اس نے دنیا پر اپنا سکہ بٹھایا اور اس شان سے کہ

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا جو نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

یہ وہی راز راز وحدانیت تھا جس کو پاتنجل اور بدھ جیسے نکتہ دان حل نہ کر سکے۔ لیکن سید العرب والعجم نبی الامی علیہ الصلوۃ والسلام نے چند اشاروں میں اس راز کو زمانہ پر افشا کر دیا۔ اور دکھا دیا کہ خدا مالک کل خالق ہر دو سرا ہے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی حراست میں محصور نہیں اہرمن و یزداں کی جنگ میں شامل نہیں۔ اس کی شان ان ادنی خیالات سے ارفع و اعلیٰ ہے"

زمانہ ترقی کرتا گیا۔ اسلام اپنی بےنظیر رواداری سے تمام دنیا پر مسلط ہوتا گیا۔ اور اس نے ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ خالد بن ولیدؓ۔ مامونؒ۔ شبلیؒ غزالیؒ۔ ابوحنیفہؒ۔ مالکؒ۔ حنبلؒ۔ شافعیؒ۔ سعدیؒ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے بہادر۔ اولوالعزم۔ سیر چشم۔ بادشاہ۔ اجل عالم۔ فاضل اور امام پیدا کئے۔ زمین گیتی آج تک ایسی جلیل القدر ہستیاں پیدا نہ کر سکی۔ جنہوں نے اپنی شوکت جلال و جبروت اپنے بہترین اسوہ حسنہ سے ثابت کر دیا کہ اسلام دین فطرت ہے اسلام میں وہ جذبہ للہی موجود ہے۔ جس سے مایہ ناز فرزند پیدا ہو سکتے ہیں۔ آفتاب اسلام کے نیر رخشاں کی تاب نہ لاکر اور سابقہ مذاہب کی ان کی پیروان کی پیدا کردہ بیہودگیوں سے متنفر ہو کر ہزارہا مخلوق خداوندی برضا و رغبت اسلام کی بےمثل رواداری پر قربان ہوتی۔ اور اس کی آغوش میں آ گئی۔ دوسرا کام اسلام کا یہ تھا

تیسرا قدم جو برکتوں سے معمور ہے مساوات ہے۔ دنیا کی تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ نور اسلام سے پہلے تمام دنیا کتنی گمراہی کس قدر اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا تھی۔ اور بالخصوص سرزمین عرب جہاں زمانہ بھر کی افعال خبیثہ باشندگان عرب کے روزانہ معمولی کام تھے۔ لونڈی غلاموں پر وہ جور و ظلم ہوتا تھا کہ خدا کی پناہ ادھر ہندوستان تھا جہاں شودر ویش برہمن و کھشتری کی درجہ بندیاں قائم تھیں۔ شودر غریب بالکل انسانی جماعت سے خارج خیال کئے جاتے تھے۔ اور کوشش کی جاتی تھی کہ شودروں کا سایہ بھی کسی اونچی ذات والے ہندو پر نہ پڑ جائے۔ وید منتر کی آواز اگر شودر کے کان میں پڑ گئی بس غضب ہو گیا۔ قاعدہ تھا کہ ایسے شودر کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا کرتے تھے۔ نور اسلام نے جلوہ فگن ہو کر غلام۔ آقا۔ ویش و شودر کا امتیاز مٹا دیا اور دنیا کو سبق دیا کہ بلا رنگ و خون سب انسان ایک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آغوش اسلام میں آکر اس طبقہ نے جس پر صدیوں سے جمود طاری تھا جس کے متعلق کہا جاتا تھا۔ کہ یہ غلامی کے ماسوا اور کچھ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے حضرت بلالؓ حضرت سلمان فارسیؓ جیسی مقتدر ہستیاں غلامی کے گمنام وسیع گڑھے سے نکلکر تمام دنیا کے لئے آیۂ رحمت ثابت ہوئیں۔

اور اسی مقدس تعلیم کے پرتو نے خاندان غلاماں کو ہند کا صاحب تاج و تخت بنایا سلطان سبکتگین اور محمود غزنوی رح جیسے اولوالعزم جلیل القدر بادشاہ اسلام کی ہی مساوات سے مستفید ہو کر شہنشاہ ہوئے جن کی ایک عرصہ تک ایک جہاں زیر نگیں رہا۔ جنہوں نے اسلام کی سچی تعلیم سے بہرہ اندوز ہو کر غلامی کے طوق کو توڑا اور اسلام کی صداقت کے زندہ ثبوت پیش کئے۔

عیسائیت۔ یہودیت باوجودیکہ اور امتیاز رنگ و خون میں ملیامیٹ رہ گئے اقوام ہنود ویش شودر کی حدبندی میں سرگردان رہے۔ انیسویں صدی میں چھوت چھات توڑ کا مسئلہ ایجاد ہوا۔ جو اسلامی مساوات سے مستنبط ہے اور اسی مبارک تعلیم کے پرتو سے ہندو قوم پیدا ہوئی ہے اور اچھوتوں کے گلے لگنے کے لئے بیقرار ہے۔ لیکن جو کام اسلام نے تھوڑے عرصہ میں کر دکھایا جس مہم کو چند گڈریوں نے سر کر لیا جس طلسم کو ایک یتیم بچہ کے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرہ ہائے مستانہ نے توڑ دیا۔ اسے عیسائیت۔ یہودیت اور ہندویت کی ہزارہا سال کی کوشش بروئے کار نہ لاسکیں۔ غیر مسلم اصول مساوات اسلام پر سر دھنتے ہیں۔ اسلام کا اعلان ع

جو کرے گا امتیاز رنگ و خون مٹ جائیگا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر (اقبال)

یہ کچھ اسلام ہی کا حصہ تھا اور کون سا مذہب ہے جو ایسی رواداری اتنی آزاد خیالی اس قدر مساوات کو روا رکھتا ہو۔ قیامت بپا ہو جائے دنیا فنا ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے کہ ایک برہمن کسی اچھوت کے ساتھ کھائے یا اس کے برتن کو مس کر سکے۔ ایک عیسائی غیر یورپین۔ ایک یورپین عیسائی کی میز پر آجائے ناممکن بلکہ اشد ناممکن ہے۔

لیکن انما المؤمنون اخوۃ کے مبارک فرمان نے اس تمام ڈھکوسلہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا اور متعصب اشخاص کی نگاہیں خیرہ ہو گئیں وہ انگشت بدنداں ہیں کہ اسلام کب ہوا کس طرح اور کتنی جلد تمام دنیا پر مسلط ہو گیا مٹھی بھر عربوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت حکومت کو الٹ دیا۔

یہ کیا تھا؟ یہ کس کی جاں نثاریوں کا صلہ تھا۔ یہ اسلام کی مساوات تھی۔ پروفیسر مہیش داس مولوی فاضل ہند دلو یونیورسٹی بنارس نے مضمون بعنوان اسلام کی ہر دلعزیزی کا راز کے تحت میں لکھا ہے کہ :۔

"اسلام میں مساوات ہے جات پات وغیرہ کا ویسا ڈھکوسلا نہیں جیسا کہ غیر مسلموں میں ہے برخلاف عیسائیوں کے کہ گورے کالے یوروپین غیر یوروپین کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ القصہ اسلام کی ابتدائی قدیمی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام اور اہل اسلام نے جات پات کے بے بنیاد اور غیر موزوں ڈھکوسلے کو کبھی روا نہ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ عام مسلمانوں کی شادی ایسے گھرانوں میں ہوتی تھی جو حسب نسب کے لحاظ سے ذی عزت تھے۔ علی ہذا القیاس اہل اسلام کی ترقی میں جو امور ممد و معاون ہوتے ہیں وہ ایک جات پات کا نہ ہونا بھی ہے" (گرانتی صہ ۶۶)

سر پی سی رائے مشہور سائنسدان پروفیسر بنگال رسالہ گرانتی میں لکھتے ہیں کہ۔

اسلام کے متعلق یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ وہ ہندوستان میں تلوار کی دھار سے پھیلایا گیا۔ یہ اس لئے قابل یقین نہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو چاہئے تھا کہ ہندوستان کے ان مقامات میں جہاں اسلامی سلطنت کا مرکز تھا مسلمانوں کی آبادی کثرت سے ہوتی لیکن واقعات کی شہادت اس کی بالکل برعکس ہے دہلی اور آگرہ کے علاقوں میں مسلمان آبادی کی نہایت درجہ قلت ہے اور اس کے بالمقابل ایسے مقامات میں جو مرکز سلطنت سے دور دراز فاصلہ پر پڑے ہوئے تھے مثلاً بنگال وغیرہ وہاں مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ اس سے نتیجہ صاف طور پر نکلتا ہے کہ تلوار کا الزام بے بنیاد ہے جس تلوار نے اسلام کو پھیلایا وہ تلوار فولاد کی بنی ہوئی نہ تھی۔ بلکہ
مساوات اسلامی کی اٹل تلوار تھی"

آئندہ چلکر پروفیسر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ:۔

جبکہ اسلام اپنا پیغام مساوات انسانی لیکر آیا اور جونہی یہ پیغام مظلوم طبقہ اہل ہند کو پہنچا انہوں نے ایک نعمت عظیم سمجھا اور قبول کر لیا۔ اس لئے اسلام کی کامیابی کا راز صرف اس بات میں تھا کہ اس نے ذات پات اونچ نیچ کے تمام خود ساختہ امتیازات کو مٹا کر اچھوت برہمن کو برابر لا کھڑا کیا۔ اسلام کی کامیابی اسی میں تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کو جنہیں حیوانات سے بدتر سمجھا جاتا تھا۔ ذات پات کی بدترین غلامی سے آزاد کرا دیا۔ اور انسانی شرافت کا لباس پہنایا۔

لیکن آہ برادران اسلام نے اس بے بہا نادر اصول کو جسے آج غیر مسلم اقوام پوری عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں عملاً صفحہ دل سے بالکل مٹا دیا ہے اور حنفی وہابی مقلد غیر مقلد شیعہ سنی کی لایعنی جنگ میں فروعی اختلافات کو مستقل خیمہ بنا کر ایک دوسرے کو مطعون اور مورد اتہام بنا رہے ہیں ہمارے رہنما حضرات خود ہی ہم کو تعلیم اسلام دینے کی بجائے باہمی خانہ جنگی کا سبق پڑھا رہے ہیں۔ ایسے ہی نام نہاد علماء کی نسبت بجا طور پر مخبر صادق علیہ الصلوۃ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ زمانہ قرب قیامت میں دنیا میں علماء سے بڑھ کر کوئی بدترین مخلوق زیر آسمان نہ ہوگی۔ جن کے قلوب تبع شیطان ہونگے اور زبانیں قرآن پر چل رہی ہوں گی۔ جو یقولون ما لا یفعلون کی مجسم تصویر ہونگے" جس محدود اور تنگ دائرہ میں ان پیٹ کے بندوں نے اسلام کو محصور سمجھ رکھا ہے۔ فی الحقیقت یہ اسلام نہیں ہے۔ ان کی یہ تنگ نظری ہندو مذہب کے برہمنوں اور عیسائیت کے رہبانوں سے کہیں زیادہ فوقیت لے گئی ہے۔ کفر سازی اور کفر گری کے دفاتر محض پرستاران توحید کے لئے کھلے ہیں۔ مساجد میں پند و وعظ کی جگہ فرزندان اسلام کی ہرزہ سرائی اور غیبت علانیہ کھلے بندوں کی جاتی ہے۔ اور فروعی اختلافات کو اتنا رنگ و روغن دیا جاتا ہے کہ ہر ایک فرقہ بزعم خود مسلم اور دیگر پارٹیوں کی نعوذ باللہ من ذالک کافر خیال کرتا ہے۔ روزانہ نماز کی ہیئت کی تبدیلی پر جنگ ہوتی ہے کہیں رفع یدین پر جنگ ہوتی ہے تو کہیں آمین و نیت

باندھنے پر" لیکن اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ کم وبیش جو لوگ مساجد میں آکر صف آرا ہوتے ہیں۔ جن کی طبائع اس جنگ زرگری سے متنفر ہیں۔ وہ علیحدگی میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر خدا اس قماش کے علماء کو سمجھ دے تو قبل اس کے کہ باہمی مسلمانوں کا سر پھٹول کرائیں یا ان کے شیرازہ کو منتشر کریں اور نماز کی بحث کے متعلق سلسلۂ خیالات کو وسیع کریں۔ پہلے تو یہ دیکھیں کہ مسجد میں نمازی کتنے ہیں۔ اور کون ان کی اس بحث سے دلچسپی لیتا ہے۔ اور اب تک ماسوائے دوسری پارٹی کے مسلمانوں کو مطعون کرنے کے انہوں نے کس قدر رجوع کیں۔ کتنے نوجوانوں کو انہوں نے نماز کی تلقین کی یا اس کی تاکید جتلائی یا قیام وقعود کے طریقے سکھلائے ہیں خدانخواستہ یہ نہیں کہتا کہ وعظ مذہبی بند کر دیئے جائیں اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ تمام مسلمان ایک ہی طریق پر ادائے نماز کریں۔ یہ ضرور کہونگا کہ قرون اولیٰ کے طریقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد مبارک کے بموجب رواداری سے۔ نرمی سے جو کچھ کہ صحیح احادیث یا اقوال صحابہ سے ثابت ہے اس کی مسلمانوں کو تعلیم دیں۔ خانہ جنگی کا سبق پڑھانے کی بجائے قوت عمل کا سبق دیں کیا ایک رفع یدین کرنے یا آمین بالجہر کہنے والا المحدیث یا ناف پر نیت باندھنے والا حنفی اس شخص سے بہتر نہیں۔ جو نماز کا تارک ہو

اصول رواداری کو ہاتھ سے نہ گنواؤ۔ اسلام کی تبلیغ کرو۔ مسلمانوں کو کافر نہ بناؤ ورنہ بقول علامہ اقبال مرحوم

غضب ہیں یہ مرشدان خود بیں خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی ہستی بنا رہے ہیں

برادران! یہ زمانہ باہمی جنگ وجدل کا نہیں بیداری کا ہے اس وقت جبکہ ہمسایہ اقوام بیدار ہو کر بام ترقی پر جلوہ فگن ہو رہی ہیں۔ رہنماؤں کا یوں باہمی گریبان گیر ہونا نازیبا ہے اس وقت ہندوستان میں قوم مسلم کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے کاش ہمارے رہنما ہمارے لئے خضر راہ بنکر ہمیں راہ ترقی دکھلائیں۔ اور اسلام جو پیغام مساوات لایا تھا جس سے تمام جہان بہرہ اندوز ہوا اور آج بدقسمتی سے ہم مسلمانوں سے ناپید ہے دوبارہ انہیں رہنماؤں سے امت مرحومہ میں پیدا ہو۔ بچھڑے گلے مل جائیں۔ فروعی اختلافات کو جنگ وجدل کی صورت نہ بنائیں اور مصروف تگ وتاز ہو جائیں اور اپنی سیزدہ سالہ روایات کو مٹا کر ہمسایہ اقوام کو ہنسنے کا موقعہ نہ دیں۔ اللھم ربنا۔ آمین۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

منہ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں۔ مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ کہتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ خود بھی دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر کوئی خرابی نہیں پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے دیا تھا ۱۹۱۲ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے جو لوگ پائیوریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل یا پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کریں اور اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہئے اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کرینگے ورنہ مزید بے پرواہی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی کھانے کے بعد منجن کا ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی جن لوگوں کو ابھی پائیوریا نہیں ہوا ہے یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنیوالے لازمی کریں خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہو جاتا ہے یہ بڑی نقصان رساں بات ہے دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہئے مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی ۸ر علاوہ محصول ڈاک محصول ایک شیشی پر ۴ر لگتا ہے دو شیشیوں پر ۵ر ملنے کا پتہ احمد مجتبےٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۷۲ کوچہ چیلاں۔ دہلی

اطاعتِ والدین

(سید محمد عبد الحفیظ صاحب گیاوی)

بنی آدم کو عرصۂ حیات میں دو زمانہ کو عبور کرنا ہوتا ہے۔ ایک زمانہ ضعف جو کہ دوبارہ آتا ہے۔ دوسرا زمانہ قوت و اقتدار جو کہ ایک بار آتا ہے انسان جب دنیا میں آتا ہے تو ضعیف ترین خلقت ہوتا ہے اس کی حیات، ویرداخت دوسروں پر موقوف ہوتی ہے۔ یعنی وہ اپنے والدین کی مسلسل بے طرح منت اور جانکاہ نگہبانی سے ایک کافی عرصہ بعد اقتدار حاصل کرتا ہے اور پھر کچھ عرصہ بعد رفتہ رفتہ اس کی قوت میں کمی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ ضعف پیری اس کو دوسروں کا محتاج بنا دیتی ہے۔ اس وقت نہ جسم اس کے قابو میں رہتا ہے نہ قوت فکری۔

نعمرہ ننکسہ فی الخلق یہ قانون فطرت بتا رہی ہے کہ اس حیات و زندگانی کے خوشگوار گذرنے کا کوئی اصول ہوگا اور اس احتیاج و اقتدار کا ہیکر انتہائی قربت و تعلق میں متداور ہوگا۔ انسان زمانۂ ضعف یعنی بچپن کے زمانہ میں والدین کی خدمات کا محتاج رہتا ہے اور زمانہ پیری میں خدمات اولاد و احفاظ کا۔ غرض زمانۂ ضعف انسانی زندگی کو محیط ہے اب انسان کا قلیل عرصہ قوت و اقتدار جو کہ اس کی وسطی زندگی ہے نہایت تشکر و علم و حکمت و دانشمندی سے گذارنے کا ہے اور اسی زندگی کی طرف اللہ جل شانہ و عم نوالہٗ نے انسانوں کو مختلف عنوانوں سے متنبہ فرمایا ہے ایسا نہ ہو کہ انسان اپنی قوت کے گھمنڈ میں، اپنی طاقت کے غرور میں، اپنی جوانی کے زعم میں، اپنی آیندہ اور پہلی زندگی کو بھول کر محسنوں کا عاقی ہو جائے۔ اگرچہ وہ ایک عرصۂ ضعف کو محبت و شفقت کے سیر میں گہوارہ میں کاٹ چکا ہے لیکن یہ عرصۂ ضعف پھر عود کرنے والا ہے۔ جو کہ اس کو پھر سرنگوں کر دیگا۔ ہاں اگر انسان اپنی اس فطرت کا متلاشی اور اس پر قائم رہا جو کہ باری تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمانبرداری و اطاعت والدین کی علت یعنی سبب کو واضح کر دیا ہے۔ اور اسی بنا پر اپنے فرائض و حقوق کے بعد ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔

یعنی جتلا دیا تیرے رب نے اس کے سوائے کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور جب ان دونوں میں سے کوئی کبر سنی یعنی بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کو اف تک نہ کرو اور نہ جھڑکو اور اگر کوئی بات کہنا ہو تو نرمی سے کہو اور خاکساری کا بازو ان کے آگے جھکائے رہو اور ان کیلئے دعائے خیر کرتے رہو

اگر انسان اپنی ہستی کو سمجھے اور اپنے محسنوں کے حقوق کی نگہداشت اچھی طرح کرے تو اس کی دونوں زندگی خوشگوار اور چشمۂ رحمت ہو جائے اطاعت والدین کو ہر شریعت نے اہمیت دی ہے۔ اسلام نے تو اس کا بہت اہتمام کیا ہے اور ان کے مدارج و احترام کی برابر تاکید کی ہے۔ چنانچہ صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ سے پوچھا دنیا میں کس کا حق مجھ پر زیادہ ہے۔ فرمایا پہلے تیری ماں کا پھر تیرے باپ کا ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال رجل رسول اللہ من احق بحسن صحابتہ قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ابوک

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ میں کس کے ساتھ اچھا سلوک کروں۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ پوچھا پھر کس سے فرمایا اپنی ماں سے پوچھا پھر کس سے فرمایا اپنی ماں سے پوچھا پھر کس سے فرمایا اپنے باپ سے غرضکہ ماں کا حق باپ سے تین گونہ بڑھ کر رکھا۔ اس لئے کہ اس کی ماں نے اس کے لئے بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ نو مہینے پیٹ میں رکھا۔ ضعف دن بدن بڑھتا گیا۔ نقاہت روز بروز بڑھتی گئی۔ پھر دو برس تک دودھ پلایا۔ غرضکہ ہر طرح کی تکلیفیں مشقتیں اس کے لئے برداشت کیں۔ لیکن آج کل کی روش ایسی بدل گئی ہے جس کو داؤد علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎

ایں چہ شور یست کہ در دور قمر مے بینم	ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر مے بینم
دختراں را ہمہ جنگ است و جدل با مادر	پسراں را ہمہ بدخواہ پدر مے بینم

اطاعتِ والدین ہمارا جبلی فرض ہے۔ انہوں نے ہماری پرورش کی ہر طرح کی مشقتیں برداشت کیں۔ ہمارے تعلیم و تربیت میں سعی کیں۔ روپے صرف کئے۔ اولاد کا اقبال و کمال ماں باپ کی کوشش و دلسوزی کا نتیجہ ہوتا ہے اس تعمیل حکم کے اندر ہمارے لئے فلاح دارین ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ماں باپ کے پیروں کے نیچے جنت و دوزخ ہے جس نے ان کو راضی کیا۔ وہ جنتی اور جس نے انہیں ناخوش رکھا وہ دوزخی ہوا۔ دیکھئے کیسا عمدہ اور بہتر فائدہ ہے۔ اطاعت والدین سے جنت مل سکتی ہے۔ دوزخ سے نجات ہوتی ہے۔ خدا اور رسول خوش ہوتا ہے۔ دنیاوی فائدہ کے متعلق ایک واقعہ ہے جس کو میں اس میں ناظرین کے فائدہ کے لئے لکھتا ہوں۔ وہ واقعہ یہ ہے۔ تفسیر معالم التنزیل میں امام بغوی رحمۃ اللہ نے واذ قال موسی لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ کی تحت میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا جس کی والدہ نے فرمایا اے لڑکے تم محتاج ہو دن کو دھلا کپڑا اور رات کو قیام کرنا تم پر دشوار ہوگا۔ اس گائے کو بیچ لاؤ لڑکے نے پوچھا کتنے میں فروخت کروں گا۔ اس نے کہا تین دینار میں۔ اس وقت بازار میں گائے کا نرخ تین ہی دینار تھا۔ جب بازار پہنچا۔ تو

اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاق حسنہ و اطاعت والدہ کا امتحان لینے کے لئے ایک فرشتہ کو بھیجا۔ فرشتہ نے پوچھا کیا دام لوگے۔ لڑکے نے کہا تین دینار بشرطیکہ والدہ راضی ہو جائیں۔ چونکہ اس کی والدہ نے چلتے وقت فرمایا تھا کہ مجھ سے دریافت کرکے بیع پختہ کرنا۔ فرشتہ نے کہا میاں چھ اشرفیاں لے لو کہاں ماں سے پوچھنے جاؤگے۔ جوان صالح نے کہا۔ اگر اس کے وزن کے برابر سونا بھی دوگے تو بھی بغیر استمزاج والدہ کے نہیں فروخت کروں گا۔ دوسرے دن اس جوان نے ماں سے پوچھا ماں نے کہا خیر چھ دینار میں فروخت کردینا مگر مجھ سے دریافت کرلینا۔ فرشتہ نے بازار میں پھر پوچھا کہو ماں سے مشورہ کیا۔ جوان صالح نے کہا چھ دینار سے کم نہیں لونگا۔ تاہم والدہ سے پھر دریافت کرلینا ضروری ہے۔ فرشتہ نے کہا بارہ دینار لے لو۔ مگر ماں کی خوشی پر موقوف نہ رکھو۔ لڑکے نے انکار کردیا۔ ماں نے تیسرے دن کہا بیٹا وہ شخص آدمی نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہے تمہارے امتحان کے لئے ہر روز آتا ہے۔ اس سے پوچھنا کہ ابھی فروخت کردوں یا کچھ دن توقف کروں۔ بالآخر فرشتہ نے کہا ابھی مت فروخت کرو ایک زمانہ آئے گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک قتیل کے لئے جس قدر اس کی کھال میں سونا آئے گا اتنے سونے کے برابر لوگ اس کو خریدیں گے۔ غرض اس کی قیمت میں اس قدر برکت کیوں ہوئی صرف اطاعت والدہ کی وجہ سے۔ ورنہ شروع ہی میں تین یا چھ دینار میں فروخت کردیتا۔ غرض اطاعت والدین کے سبب سے مستحق فلاح دارین ہوا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

زہے قسمت اس پسر کی — رضا جوئی کرے جو مادر پدر کی

اطاعت والدین سے مراد یہ ہے کہ حدیث و قرآن شریف کے موافق جو بات والدین کہیں اس پر چلو اور اگر اس کے خلاف کہیں تو اس پر مت چلو جیسا کہ اللہ جل شانہٗ عم نوالہٗ کا ارشاد ہے۔

وان جاھدٰک علیٰ ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الیّ

اگر کسی شخص کے ماں باپ کفر کا حکم کریں اور وہ اس کو نہ کرے تو اس کا نام نافرمانی والدین نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں ہے لا طاعۃ الا فی معصیۃ اللّٰہ لیکن فی الدنیا معروفا۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اس بنا پر دنیا میں اگرچہ والدین کافر ہی ہوں لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔ دنیا میں عاجزی و انکساری سے پیش آنا ضروری ہے۔ دینی امور میں حدیث و قرآن پاک پر عمل کرنا چاہئے۔ لہٰذا ہم لوگوں کو چاہئے کہ اپنے بزرگ والدین کو خوش رکھکر دنیا میں آرام و راحت کی زندگی بسر کریں۔ اور آخرت میں جنت الفردوس میں گھر بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے اور ہر مسلمان سے اپنے والدین کی اچھی طرح اطاعت و فرمانبرداری کرائے (آمین) رب ارحمھما کما ربّینی صغیرا۔

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

ان خطوط کے اصلی ہونے کے متعلق ایڈیٹر نئی روشنی ایڈیٹر صاحب رسالہ مولوی ایڈیٹر صاحب رسالہ مشیر الصدیق فرماتے ہیں مختصر فقرات تصدیق پر اکتفا کی جائیگی تاکہ کسی کا راز طشت از بام نہ ہو

مصلح الدین صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں آپکے عمل ۲ سے بفضلہ ... ہوئی عمل ... بھیج دیجئے۔

... سورت سے ... دو عمل ... منگوائے تھے وہ ... صحیح اور سچے ہیں ہمیشہ خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ ... آپکے کام میں برکت دے

سید محمد محسن صاحب ... تحریر فرماتے ہیں دو عملیات منگائے تھے ... اثرات ...

مولوی محمد کریم ... صاحب ... تحریر فرماتے ہیں ترقی ... عمل ... تھا ...

...

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کیلئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کیلئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپیہ برباد کیا اب خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بناکر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں عمل ۲ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کیلئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے پڑھنا ہوتا ہے اسکے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جاسکتا ہے ہدیہ رعایتی تین روپے عمل ۲ یہ آیت قرآنی یا موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں ڈالی جاتی ہیں سات دن میں انشاءاللہ مطلوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے ۲ عمر

عمل برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت نیز ہر قسم کی ترقی کیلئے عجیب و غریب چیز ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے خزانہ سے ایک روپیہ جاتا آنہ میں دس پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں جو صاحب عمل ۱ و ۲ و ۳ ایک ساتھ طلب فرمائیں گے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپیہ لیا جائیگا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصولڈاک معاف عمل لفافے میں روانہ کئے جاتے ہیں۔

ملنے کا پتہ :- فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۵۸ دہلی

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

... رقم فرمایا ہے آپ کا مرسلہ وظیفہ ترقی روزگار ابھی صرف تین ہفتہ پڑھا تھا کہ میری آمدنی میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی۔

سید عباس علی صاحب کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں آپسے عمل ترقی روزگار منگایا تھا برابر عمل کر رہا ہوں اور اس کے نایاب اثرات محسوس ہو رہے ہیں۔

ماسٹر چراغ الدین صاحب فیروز پور سے لکھتے ہیں ایک عمل ترقی روزگار منگایا تھا عمل کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ واقعی ایک عطیہ عظمیٰ ہے اور بے بہا گوہر نایاب ہے۔

... محلہ فتح آباد سے محمد امیر اللہ صاحب ترقی روزگار کے متعلق ایک مبسوط خط لکھتے ہیں جس میں سے بعض فقرے حسب ذیل ہیں۔ واقعی اسی عمل کے بہت بڑے اثرات دیکھے گئے ترقی روزگار کیلئے یہ عمل ... دو بند دروازے کھلنا ہے اور ترقیات ایسے پر زور طریقے سے ہوئیں جن کا وہم و گمان تک نہ تھا۔

انتخاب جداگانہ یا مخلوط انتخاب

مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کس میں ہے؟

(از حضرت مولوی فتح اللہ صاحب آزاری مولوی گنج لکھنؤ)

اسلامی حقوق کا تحفظ

مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ نئے دستور اساسی میں ان کے حقوق کا پورے طور سے تحفظ کر دیا جائے۔ یہی چیز ہے جو اس وقت ہر ذی شعور مسلمان کو خواہ وہ فرقہ پرست ہو یا نیشنلسٹ یکساں طور سے مضطرب کئے ہوئے ہے۔ اور ہر اسلامی جماعت اور ہر انجمن اپنے اپنے خیال اور یقین کے مطابق مسلمانوں کے لئے ان تحفظات کی طالب ہے۔ جن کو وہ اپنے نزدیک مسلمانوں کے سیاسی تمدنی اور مذہبی حقوق کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھتی ہے۔ یقیناً ہندوستان میں کوئی ایسا دستور حکومت کامیاب نہیں ہو سکتا جس میں ملک کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ ذی وجاہت اقلیت (مسلمانوں) کے حقوق کا تحفظ نہ کر دیا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اسلامی حقوق کے تحفظ کا مسئلہ حکومت ہند۔ برٹش گورنمنٹ نیشنل کانگریس اور ملک کی تمام ذمہ دار جماعتوں کی توجہ اور غور و فکر کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مگر بدنصیبی سے اب تک اس کے حل کی کوئی ایسی صورت نہیں نکل سکی ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے قابل قبول اور اطمینان بخش کہی جا سکے حالانکہ ہندوستان اور انگلستان کے بہترین دماغ اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے پچھلے تین چار سال میں برابر غور و خوض اور مشورے کرتے رہے ہیں لیکن تا این دم یہ مسئلہ آج سے چار سال قبل جس جگہ تھا اسی جگہ قائم ہے اور اس کا تصفیہ نہ ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کی ترتیب و تکمیل میں قدم قدم پر دشواریاں لاحق ہو رہی ہیں۔

انتخاب جداگانہ کا کانٹا

یہ واقعہ ہے کہ پچھلے چار سال میں ہندو مسلمان رہنماؤں نے فرقہ وار حقوق کے تصفیہ کے لئے جس قدر کوششیں کیں اور مصالحت کی جتنی کانفرنسیں بھی ہوئیں ان سب کی ناکامی کی وجہ یہی تھی کہ مسلمانوں کے ایک ذی اقتدار گروہ نے جو اکثر اسلامی انجمنوں اور جماعتوں پر حاوی اور مسلط ہو گیا ہے، اپنی جگہ پر طے کر لیا ہے کہ وہ تمام اسلامی مطالبات کو تو ترک کر سکتا ہے، خواہ اس صورت میں مسلمانوں کے مفاد کو کیسا ہی نقصان پہنچتا ہو۔ مگر انتخاب جداگانہ سے دستبردار نہ ہوگا۔ یہی وہ کانٹا ہے جو ہندو مسلم مفاہمت کی راہ میں بری طرح حائل ہے۔ اور اس کی موجودگی میں بظاہر کسی فرقہ وار سمجھوتہ کے جلد طے ہونے کی امید بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ سوا اس کے کہ تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمان ایک دفعہ سکون قلب اور اطمینان خاطر کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کر کے کوئی رائے قائم کریں اور عام مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کریں۔ جن کے لئے آج کی متعصبانہ فرقہ وارانہ فضا میں ہر وہ چیز دلفریب ہے جو مسلمانوں کو ہندوؤں سے علیحدہ رکھ سکتی ہے۔ چونکہ انتخاب جداگانہ ہندو مسلم افتراق کی سب سے بڑی دیوار ہے۔ اس لئے عام مسلمان جن میں بدنصیبی سے سیاسی مسائل پر غور و فکر کرنے کا شعور بہت ہی کم ہوتا ہے بلا سوچے سمجھے آنکھیں بند کر کے ہر اس جماعت کے ہمنوا ہو جاتے ہیں جو اس بین الاقوامی نفاق کی دیوار (انتخاب جداگانہ) کی معماری کا فرض انجام دیتی ہے۔

انتخاب جداگانہ کہیں نہیں ہے!

آج سے بیس پچیس سال قبل ہندوستان میں کہیں بھی جداگانہ انتخاب نہ تھا۔ اور ہندوستان ہی پر کیا موقوف ہے دنیا کے کسی ملک میں بھی یہ چیز آپ کو نہیں ملے گی۔ حالانکہ پچھلی ایک صدی سے تقریباً تمام ممالک میں دستوری طریق حکومت رائج ہے اور ہر جگہ اکثریتیں بھی ہیں اور اقلیتیں بھی۔ مثلاً انگلستان ہی کو لے لیجئے۔ کہ وہاں پروٹسٹنٹ فرقہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اس سے کم رومن کیتھولک ہیں اور ان سے بھی کم یہودی ہیں مگر آج تک رومن کیتھولک فرقہ یا یہودیوں کی طرف سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا۔ ان کو برٹش پارلیمنٹ میں اپنے نمائندے علیحدہ منتخب کرنے کا حق دیا جائے۔ یہی حالت امریکہ جرمنی۔ فرانس۔ ٹرکی اور مصر وغیرہ میں بھی ہے کہ وہاں کسی اقلیت کے لئے جداگانہ طریق انتخاب رائج نہیں ہے بلکہ سب فرقوں کے نمائندوں کا مشترک (مخلوط انتخاب) ہوتا ہے اور آج تک کسی فرقہ کو اس کی شکایت نہیں پیدا ہوئی کہ مخلوط انتخاب سے اس کے حقوق کو کوئی صدمہ یا مضرت پہونچتی ہے۔ ہندوستان سے پہلے انتخاب جداگانہ کی مثال صرف ایک جگہ ملتی ہے۔ یعنی جزیرہ نما بلقان میں بوسینا اور ہرزیگونیہ دو ایسے مقام ہیں جہاں مسلمانوں کے لئے ترکی حکومت کے مطالبہ پر جداگانہ طریق انتخاب رائج کیا گیا تھا۔ مگر اب تو شاید وہاں بھی اس کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ ان دو غیر معروف اور غیر ترقی یافتہ صوبوں کے سوا دنیا کے کسی اور ملک میں بھی انتخاب جداگانہ نہیں ہے۔

ہندوستان میں جداگانہ طریق انتخاب

حقیقت امر یہ ہے کہ ہندوستان میں کبھی خود مسلمانوں کے دلوں میں انتخاب جداگانہ کی کوئی خواہش نہیں پیدا ہوئی تھی۔ بلکہ انہیں یہ بات سمجھائی گئی کہ وہ اپنے لئے انتخاب جداگانہ طلب کریں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے اس وقت کے مسلم رہنماؤں کو اطمینان دلایا گیا تھا کہ اگر وہ اس کا مطالبہ کریں گے تو گورنمنٹ اس کو بخوشی منظور کرے گی۔ چنانچہ یہ راز طشت از بام ہو چکا ہے کہ صوبہ متحدہ کے ایک سابق لفٹنٹ گورنر کے دماغ میں سب سے پہلے یہ بات پیدا ہوئی کہ حکومت خود اختیاری کی ہر اسکیم میں مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب رکھا جائے تاکہ

مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں اور دفتری اقتدار کے حاملین کو اس کے مواقع حاصل رہیں کہ خاص خاص مواقع پر فرقہ وارانہ جذبات کے ماتحت کونسلوں کے ارکان کو ہندوؤں کے مقابلہ میں گورنمنٹ کا شریک ومعاون بنایا جاسکے۔ چنانچہ یہ حکمت عملی سرکاری نقطہ نظر سے کامیاب ہوئی۔ اور مسلمان لیڈروں نے بلا سمجھے بوجھے بڑی خوشی سے اس چیز کو اپنے مطالبات میں داخل کرلیا۔ اور نواب سر محسن الملک مرحوم کی سرکردگی میں فوراً ایک مسلم وفد شملہ گیا اور اس نے لارڈ منٹو آنجہانی (سابق وائسرائے) کے سامنے جو عرضداشت پیش کی اس میں انتخاب جداگانہ کا مطالبہ بھی شامل تھا۔ جس کو وائسرائے بالقابہ نے بلاتردد منظور کرلیا۔ اس طرح ہندوستان میں سیاسی بدعت کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ مسلمان اس حد تک اس کے خوگر ہوگئے کہ آج ہم یہ کیفیت دیکھ رہے ہیں۔ کہ بہت سے مسلمان رہنماؤں کے نزدیک تو گویا بغیر انتخاب جداگانہ کے ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے گویا جینا ہی محال ہوگا۔

پارسی سکھ اور مسیحی اقلیتیں

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد تو اب بفضل خدا سات کروڑ سے بھی زیادہ ہے ان کے مقابلہ میں دوسری اقلیتیں مثلاً پارسی، عیسائی اور سکھ بھی ہیں۔ پارسیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ نہیں ہے اگرچہ دولتمندی اور تعلیم کے اعتبار سے وہ تمام اقوام ہند سے آگے ہیں اور ان میں رائے دہندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ باایں ہمہ انہوں نے کبھی اپنے لئے انتخاب جداگانہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ اسی طرح مسیحیوں کی تعداد تیس لاکھ ہے لیکن وہ بھی انتخاب جداگانہ نہیں چاہتے۔ سکھوں کی تعداد بھی اسی قدر ہے مگر وہ بھی انتخاب جداگانہ کے مخالف ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سات کروڑ سے زیادہ مسلمان بغیر انتخاب جداگانہ کے اپنی زندگی محال سمجھتے ہیں یہ بیجا خوف وپریشانی اسلام اور مسلمانوں کی شان سے قطعاً بعید ہے۔ باوجودیکہ مسلمان غریب ہیں اور ان کی تعلیمی حالت بھی پست ہے لیکن اس کے باوجود بحمد اللہ وہ ایسے کمزور نہیں کہ ہندو اکثریت ان کے حقوق غصب کرکے ایک دن بھی بہ اطمینان کے ساتھ ملک پر حکومت کرسکے۔

انتخاب جداگانہ اور فرقہ وار فسادات

انتخاب جداگانہ کے مطالبہ اور منظوری سے ہندو مسلم افتراق کا جو بیج آج سے ایک ربع صدی قبل شملہ میں بویا گیا تھا آخر کار وہ بارآور ہوا اور اس کے بعد سے ہندو مسلمانوں میں کس قدر ہنگامے اور فسادات ہوئے اور کتنی بے گناہ اور قیمتی جانیں ضائع ہوئیں سب کو معلوم ہے۔ پہلے جبکہ ہندوستان میں کہیں بھی انتخاب جداگانہ نہ تھا۔ ہندو مسلمانوں میں بہت ہی کم فسادات ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب تو سالہا سال سے یہ کیفیت ہو رہی ہے کہ کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا کہ ہندو مسلمانوں کے مابین فسادات نہ ہوتے ہوں۔ بلکہ آیندہ بھی اگر انتخاب جداگانہ کو قائم رکھا گیا تو اس سے بھی زیادہ ہندو مسلم فسادات ہوں گے۔ کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ ذمہ دار حکومت خود اختیاری کی ترقی کے ساتھ فرقہ وارانہ تصادم کے مواقع زیادہ پیدا ہوں گے اور ان کا لازمی نتیجہ ہنگامے اور فسادات ہیں۔

یہ کہنا کہ انتخاب جداگانہ کو فرقہ وار فسادات سے کیا تعلق ہوسکتا ہے صریحاً دھوکہ ہے۔ یہ مانا کہ براہ راست ان انتخابات کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں لڑائی نہیں ہوتی۔ لیکن وہ فرقہ دار فضا جو ہندو مسلمانوں کے مابین کشیدگی کو بڑھاتی ہے۔ وہ اسی جداگانہ انتخاب کی پیداوار ہے کون نہیں جانتا کہ میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ۔ کونسل اور اسمبلی وغیرہ کے الیکشن میں جو لوگ امیدوار ہوتے ہیں وہ بہت پہلے سے فضا کو اپنے موافق بنانے کی کوششیں شروع کردیتے ہیں۔ اور جہاں کسی موقع پر ہندو مسلم کا سوال پیدا ہوتا ہے وہاں رائی کا پہاڑ بناکر اگر مسلمان ہیں تو مسلمانوں کی اور اگر ہندو ہیں تو ہندوؤں کی تائید وحمایت کرکے ان کی ہمدردی اور سستی ہردلعزیزی حاصل کرنے کے لئے زمین آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ مسلمان ہی ایسا کرتے ہیں بلکہ ہندو امیدوار (باستثناء اکثر کانگرسی امیدواروں کے) بھی الیکشن جیتنے کے لئے یہی چالیں چلا کرتے ہیں۔

انتخاب جداگانہ سے کیا فائدہ پہنچا؟

گزشتہ بیس سال کے تجربہ کے بعد بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ انتخاب جداگانہ سے مسلمانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ اسلامی حقوق کے تحفظ کی فکر و پریشانی جس قدر انتخاب جداگانہ کے رائج ہونے کے بعد سے مسلمانوں کو لاحق ہوگئی ہے۔ یہ کیفیت آج سے بیس پچیس سال قبل نہ تھی جب مخلوط انتخاب تھا اور ہندو مسلمان ملکر اپنے نمایندوں کو منتخب کردیا کرتے تھے حالانکہ اس وقت بھی کونسلیں اور میونسپلٹیاں موجود تھیں مگر ہندو مسلم حقوق میں بہت ہی شاذ ونادر تصادم ہوا کرتا تھا۔ مگر اب تو انتخاب جداگانہ کی برکت سے روزمرہ مسلم حقوق میں تصادم ہوتا ہے اور فرقہ وارانہ جھگڑوں کی نت نئی صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ انتخاب جداگانہ کا ایک افسوسناک نتیجہ یہ ہے کہ کونسلوں اور میونسپلٹیوں وغیرہ میں قابل اور حریت پسند مسلمانوں کے بجائے زیادہ تر نااہل وناکارہ اور قوم ووطن سے زیادہ گورنمنٹ کے ہوا خواہ اور خوشامدی ممبر منتخب ہوتے رہے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر قابلیت کی بنا پر نہیں بلکہ موجودہ فرقہ دار فضا میں دولت وثروت یا مسلم رائے دہندگان کے فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کرکے منتخب ہوتے رہے ہیں۔ بدنصیبی سے ہم مسلمانوں میں چونکہ سیاسی مسائل کو سمجھنے اور اپنے آئینی حقوق سے صحیح طور پر کام لینے کی استعداد وصلاحیت تقریباً مفقود ہے اس لئے ہر انتخاب کے موقع پر دھوکہ کھاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی امیدوار نے کسی مقام کی مسجد یا خانقاہ کی تعمیر کے لئے کوئی رقم دیدی، تو بس اس کی اہلیت وقابلیت کو بالکل نظرانداز کردیا جائیگا۔ اور تمام رائیں اس کو مل جائیں گی اسی طرح اگر ہندو مسلم مسئلہ میں کسی امیدوار نے کسی عنوان سے مسلمانوں کی کچھ مدد کردی یا کسی جلسہ میں ہندوؤں کے خلاف موقع بموقع دو ایک جوشیلی تقریریں کردیں تو بس وہی مسلمانوں کا بڑا ہمدرد سمجھ لیا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا مسلم امیدوار خواہ وہ کیسا ہی قابل ولائق ہو مگر ناکامیاب ہوتا ہے اسمبلی کونسل اور میونسپل بورڈس کے الیکشن کے موقع پر اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ ہمیں قابلیت درکار نہیں بلکہ ہمارا ممبر ایسا ہو جو مسلمانوں کا ہمدرد ہو، حالانکہ ایسا خیال کرنا صریحاً غلطی ہے کیونکہ جب ممبر

میں قابلیت ہی نہ ہوگی تو وہ کتنا ہی بڑا ہمدرد ہو مگر ہمارے لئے بیکار ہے۔ جبکہ اس کام کے انجام دینے کی اہلیت نہیں جس کے لئے ہم اس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج رہے ہیں!

جداگانہ انتخاب کی مضرتیں

مسلمانوں کو جداگانہ طریق انتخاب سے جو مضرتیں پہونچیں اور ہندو مسلمانوں کے تعلقات ہمسائگی و دوستی پر اس کا جو تباہ کن اثر پڑا اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تو ایک ضخیم رسالہ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر بخیال اختصار اور بطور مثال صرف ایک ہی واقعہ بیان کر دینا کافی ہوگا۔ اہل لکھنؤ جانتے ہیں کہ یہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات ہمیشہ سے خوشگوار رہے ہیں اور اس شہر کی گذشتہ روایات شاہد ہیں کہ کبھی لکھنؤ میں فرقہ دار فساد نہیں ہوا مگر جب سے میونسپلٹی اور کونسل میں ہندو مسلمانوں کے انتخابات علیحدہ علیحدہ ہونے لگے تو دونوں قوموں کے درمیان بے تعلقی اور افتراق ظاہر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ آخر کار لاٹھی کے فساد کے بعد اس کی نوبت آگئی کہ امین آباد پارک میں آرتی اور نماز کا مسئلہ چھڑ گیا اور کانگریسی بورڈ کے علیحدہ ہوتے ہی، جب جداگانہ انتخاب کی بدولت ہندو سبھائی ممبروں نے بورڈ پر قبضہ کر لیا تو امین آباد پارک میں مسلمانوں کا میلاد شریف بھی بند کرا دیا گیا اور مسلسل کئی سال تک بورڈ کی ہندو اکثریت کے ہاتھوں میلاد شریف رکا رہا جس سے شہر کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات روز بروز زیادہ خراب ہوتے گئے۔ چونکہ بورڈ کے ہندو ارکان کو معلوم تھا کہ انہیں کسی الیکشن میں مسلمانوں کے ووٹ (رائیں) حاصل کرنا نہیں ہیں اس لئے وہ بلا تردد ہر مرتبہ جب کبھی میلاد کا مسئلہ پیش ہوا تو اس کی مخالفت کر کے اپنی اکثریت سے میلاد رکوا دیتے تھے۔ بستو ہندو سبھائی ممبروں کے مقابلہ میں گیارہ مسلمان ارکان کچھ بھی نہ کر سکے اور گورنمنٹ بھی اس معاملہ میں اکثریت ہی کے فیصلہ کی تائید کرتی رہی۔ اگر مخلوط انتخاب ہوتا اور بورڈ کے ہندو ممبروں کو یہ معلوم ہوتا کہ الیکشن کے وقت انہیں مسلمانوں کے ووٹ بھی حاصل کرنا ہونگے تو یہ ممکن نہ تھا کہ میلاد کا مسئلہ پیدا ہوتا اور ہندو ممبر میلاد کی مخالفت کی جرأت کر سکتے۔ بلکہ حقیقتاً امین آباد پارک میں نماز آرتی اور میلاد کے قضیہ کی نوبت ہی نہ آتی یہ جداگانہ انتخاب ہی کی برکت تھی کہ کئی سال تک مسلمانان لکھنؤ کو یہ اذیت روحانی برداشت کرنا پڑی کہ سال بہ سال میونسپل بورڈ کے ہندو ارکان اپنی کثرت رائے سے میلاد شریف کی درخواست کو نامنظور کر دیتے تھے۔

انتخاب جداگانہ کے معنی ہندو راج ہیں

پنجاب اور بنگال کے سوا جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، باقی ہندوستان کے پانچ بڑے صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت ہی کم ہے وہاں انتخاب جداگانہ کی موجودگی میں ہندو راج قائم ہونا لازمی ہے اب تک تو مسلمانوں کو کونسلوں میں سرکاری ارکان سے اکثر مواقع پر مدد مل جایا کرتی تھی۔ لیکن اب جدید آئین کے ماتحت جب کونسلوں میں سرکاری ممبروں کی تعداد صرف برائے نام رہ جائے گی اور مسلمانوں کو صرف اپنی قوت پر بھروسہ کرنا پڑے گا۔ تو اس حالت میں قلیل التعداد مسلمانوں کی آواز کی کچھ بھی وقعت نہ ہوگی اور ہر موقع پر ہندو اکثریت آزادی کے ساتھ جو چاہے گی کرے گی۔ خصوصاً جبکہ جداگانہ انتخاب سے کونسلوں میں زیادہ سبھائی اور کٹر ہندو ممبر منتخب ہو کر آئیں گے مثلاً صوبہ متحدہ کو لے لیجئے یہاں کی نئی کونسل میں آئندہ دو سو ممبر ہوا کریں گے جن میں زیادہ سے زیادہ آٹھ دس سرکاری ممبر ہونگے، باقی تمام ارکان منتخب شدہ ہوں گے جن میں تیس فیصدی کے حساب سے زیادہ سے زیادہ ساٹھ مسلمان اور ایک سو تیس ہندو ہونگے اب غور فرمائیے کہ ہمارے ساٹھ مسلمان ممبر خواہ وہ اپنی قوم کے کیسے ہی ہمدرد اور کیسے ہی پرجوش مسلمان ہوں مگر کونسل کے اندر تو ہر بات کثرت رائے سے طے ہوتی ہے لہذا ہر معاملہ ایک سو تیس ہندوؤں کی رائے سے طے ہوا کریگا۔ اور ساٹھ مسلمان ممبران کو ہر معاملہ میں شکست ہوگی۔ ہندو اکثریت چونکہ مسلمانوں کے تابع نہ ہوگی (کیونکہ انتخاب جداگانہ کے ساتھ کسی ہندو ممبر کو الیکشن کے موقع پر مسلمانوں کے پاس ووٹ مانگنے جانا نہ ہوگا) اس لئے وہ مسلمانوں کی مخالفت سے بے پروا ہو کر جو قوانین چاہیں گے بنائیں گے اور غریب مسلمانوں کی مزاحمت و مخالفت بالکل بے نتیجہ ہوگی ممکن ہے کہ کبھی کبھی گورنر صاحب اپنے اختیارات خصوصی سے کام لیکر مسلمانوں کی دادرسی فرمائیں لیکن ہر موقع پر تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ کسی آئینی حکومت کا ذمہ دار حکمران یہ نہیں کر سکتا کہ وہ ہر معاملہ میں کونسل کے فیصلہ کو بدل دیا کرے

انتخاب جداگانہ کے حامی بھی اسکو برا سمجھتے ہیں

یہ بھی عجیب بات ہے کہ وہ لوگ بھی جو آج انتخاب جداگانہ کے بغیر ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی دشوار سمجھتے ہیں۔ وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ یہ ایک بری چیز ہے مگر اس کو ضرورتاً عارضی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں کی رائے میں ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ فضا میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی کوئی اور صورت نہیں ہے حالانکہ اگر غور و انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو ملک میں جو فرقہ وارانہ تعصب پھیلا ہوا ہے وہ بڑی حد تک انتخاب جداگانہ ہی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ لکھنؤ ہی کو لے لیجئے کہ یہاں کے ہندو مسلمانوں کے سالہا سال کے برادرانہ و دوستانہ تعلقات میں جو خرابی پیدا ہوئی اور اس کے بعد نماز و آرتی کے تصادم اور محفل میلاد شریف کے زبردستی بند کئے جانے سے ہندو مسلمانوں کے مابین جو منافرت ہو گئی تھی اس کی وجہ بھی وہ ہندو سبھائی میونسپل کمشنران تھے جو خالص ہندو حلقوں سے منتخب ہو کر آئے تھے اور جانتے تھے کہ انہیں شہر کے مسلمان ووٹروں کی مخالفت کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی بہرحال جب انتخاب جداگانہ کا ایک بری چیز ہونا اس کے حامیوں کو بھی تسلیم ہے اور وہ اس کو بھی مانتے ہیں کہ یہ چیز عارضی ہے جو زیادہ سے زیادہ دس سال اور چلے گی۔ تو پھر یہ کونسی دانشمندی اور تدبر ہے کہ انتخاب جداگانہ کے مطالبہ پر جھگڑا کر کے نہ صرف ہندو مسلم مفاہمت کی تکمیل میں روڑے اٹکائے جائیں بلکہ خود مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ پر شدید اختلاف پیدا کر کے قومی اتحاد و اتفاق کے مقصد کو فوت کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے متحدہ مطالبات کو اس کی خاطر کمزور کیا جائے۔

مخلوط انتخاب

اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں صرف جداگانہ انتخاب کی مضرتوں سے بحث کی گئی ہے۔ مخلوط انتخاب سے اصولاً تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔

جداگانہ انتخاب کے موافقین بھی زیادہ سے زیادہ یہی کہتے ہیں کہ ہندوستان کے خاص حالات میں اسلامی مفاد کے تحفظ کی بہترین صورت ان کے نزدیک یہی ہے کہ مسلمانوں کو انتخاب جداگانہ کا حق فی الحال حاصل رہے یہ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ آیندہ چند سال کے بعد مخلوط انتخاب بہرحال رائج ہوکر رہے گا اس لئے جہاں تک اصولی بحث ہے مخلوط انتخاب کی تائید میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی سوا اس کے کہ ان اعتراضات اور اندیشوں کو رفع کیا جائے جو مخلوط انتخاب پر وارد ہوتے ہیں مخلوط انتخاب آج سے پچیس سال قبل بھی تھا اور اس کے خلاف مسلمانوں نے کبھی کوئی آواز بلند نہیں کی تھی سوا اس کے کہ جب ان سے کہا گیا کہ وہ ہندوؤں سے اپنا الیکشن علیحدہ کرلیں تو اس وقت کے مسلم رہنماؤں نے اول تو ارباب اقتدار کے اشارہ سے دوسرے اس کو انتخاب کی آسان صورت سمجھ کر بڑی خوشی سے اس تجویز کو منظور کرلیا اور اس وقت سے اب تک گزشتہ پچیس سال میں چونکہ مسلمان اس کے عادی ہوگئے ہیں اس لئے اس کو وہ آسانی سے ترک کرنے پر رضامند نہیں ہوتے۔

مخلوط انتخاب تحفظ نشست کے ساتھ

عام طور پر اکثر مسلمان سمجھتے ہیں کہ جو لوگ جداگانہ انتخاب کے مقابلہ میں مخلوط انتخاب کو پسند کرتے ہیں وہ مسلمانوں کیلئے نشستوں کا تحفظ نہیں چاہتے۔ یہ غلط ہے، موجودہ حالات میں ابھی کم ازکم دس سال تک اس کی ضرورت ہے کہ اقلیتوں کے لئے ہر صوبہ میں جہاں وہ چاہیں ان کی نشستیں معین کردی جائیں۔ مثلاً صوبہ متحدہ کی آیندہ کونسل میں ارکان کی مجموعی تعداد کم ازکم دو سو ہوگی اور موجودہ تناسب کے لحاظ سے اس میں پچاس اور ساٹھ کے درمیان مسلمان ممبر ہونا چاہیں۔ لہذا یہ تعداد اس طرح معین ومحفوظ ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کی نشستوں کےلئے کوئی غیرمسلم امیدوار نہ ہوسکے چنانچہ قوم پرست مسلمانوں کو بھی اس تجویز سے اختلاف نہیں ہے اگرچہ ان میں بعض ایسے انتہاپسند بھی ہیں جو موجودہ فرقہ وارانہ فضا میں تحفظ نشست نہیں چاہتے لیکن یہ غلطی ہے اس وقت جبکہ مہاسبھائی تعصب کا زور ہے مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی نشستیں معین اور محفوظ کردی جائیں اس مطالبہ کو کانگریس بھی منظور کرتی ہے اور خود کانگریسی مسلمانوں میں بھی باستثناء چند اصحاب کے باقی تمام کانگریسی مخلوط انتخاب کے ساتھ اس شرط کو ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں کہ کونسلوں میں مسلمانوں کی جگہوں کی تعداد معین اور محفوظ کردی جائے۔ بحالت موجودہ اس کے بغیر مخلوط انتخاب کو مسلمان منظور نہیں کرسکتے اگرچہ اصولاً یہ اعتراضات ہوسکتے ہیں مگر آج کل ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی جو حالت ہورہی ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ لازمی طور شرط ہونا چاہئے آیندہ دس پندرہ سال کے بعد اگر اس کی ضرورت باقی نہ رہے گی تو مسلمان خود ہی اس کو ترک کردیں گے۔

مخلوط انتخاب ہی سے مسلم حقوق کا تحفظ ہوگا!

جداگانہ اور مخلوط انتخاب (اس شرط کے ساتھ کہ مسلمانوں کی نشستیں معین ومحفوظ کردی جائیں) کے مسئلہ پر جس قدر زیادہ غور کیا جائے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہر دستوری حکومت کے ماتحت اقلیت کے لیے اس کے حقوق کے تحفظ کی صرف یہی صورت ہے کہ مجالس قانون ساز میں اکثریت اس کے اثر سے باہر نہ ہو ملک کے موجودہ اور خصوصاً آیندہ آئین میں جبکہ قلیل التعداد مسلمانوں کو کثیر التعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں سرکاری اراکین کی تائید واعانت حاصل نہ ہوگی تو اس صورت میں ان کے حقوق کے تحفظ کی اگر کوئی صورت ہوسکتی ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ ہندو ممبر صرف ہندوؤں کے نمائندہ نہ ہوں بلکہ اور مسلمانوں کے مشترکہ ووٹوں سے منتخب ہوں اگر ہندو ممبر صرف ہندوؤں کے منتخب کردہ ہوں گے تو اس صورت میں ان کو مسلمانوں کے حقوق کی مطلق کوئی پرواہ نہ ہوگی کیونکہ وہ یہ سمجھیں گے کہ اگر مسلمان ان کے خلاف ہوگئے تو وہ انہیں کونسل سے نہیں ہٹا سکتے۔ برخلاف ازیں مخلوط انتخاب کے ساتھ چونکہ ہر الیکشن میں انہیں مسلمانوں کے ووٹ بھی حاصل کرنا پڑیں گے اس لئے وہ کبھی اس کی جرأت نہ کرسکیں گے کہ اسلامی حقوق کو مضرت پہنچائیں مخلوط انتخاب کے ساتھ متعصب ہندو سبھائیوں کیلئے اس کا کوئی موقع نہ رہے گا کہ وہ کونسل میں جاسکیں کیونکہ مسلمان کسی تنگ خیال اور متعصب ہندو کو کبھی بھی ووٹ نہیں دیں گے اور جو ہندو امیدوار مسلمانوں کو اپنا مخالف بنائے گا وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔

ایک اعتراض کا جواب

بعض اصحاب اس بنا پر مخلوط انتخاب کی مخالفت کرتے ہیں کہ بہت سے مقامات پر ہندو ووٹروں کی تعداد مسلمان ووٹروں سے بہت زیادہ ہوگی اس لئے جس ہندو ممبر کو ہندو چاہیں گے منتخب کرالیں گے اور مسلمان ووٹر چونکہ تعداد میں کم ہوں گے اس لئے وہ کچھ نہ کرسکیں گے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جس طرح کوئی ہندو امیدوار مسلمانوں کو اپنا مخالف بنانا پسند نہیں کریگا۔ اسی طرح وہ ہندوؤں کو اپنا ہمدرد اور معاون بنانے کی بھی پوری کوشش کریگا۔ جن لوگوں کو الیکشن کا عملی تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ اعتراض بالکل ناواجب ہے جس طرح ہر ہندو امیدوار اس کی کوشش کریگا کہ اس کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلمانوں کے ووٹ حاصل ہوں اسی طرح وہ اس کی بھی پوری کوشش کریگا کہ ہندوؤں کی ہمدردی بھی حاصل کرے یقینی ہے کہ جہاں تک ہندو ووٹروں کا تعلق ہے دونوں ہندو امیدوار اگر مساوی ووٹ نہ حاصل کرسکیں تو دونوں میں بہت تھوڑا ہی فرق رہیگا۔ اور الیکشن کا فیصلہ مسلم ووٹوں ہی سے ہوگا جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں وہ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ایک متعصب اور تنگ خیال ہندو امیدوار کو ہندوؤں کے تمام ووٹ حاصل ہوجائیں گے اور دوسرے ہندو کو کوئی ووٹ نہیں دیگا۔ حالانکہ یہ بالکل مہمل خیال ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دوسرا ہندو امیدوار اپنے اثرات وتعلقات سے پوری طرح کام لیکر زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہندوؤں کے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور نہ یہ ممکن ہے کہ سب ہندو ایک ہی امیدوار کو ووٹ دیں۔

الہ آباد یونیورسٹی کی مثال

مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ بیان کردینا کافی ہوگا۔ صوبہ متحدہ کی کونسل میں صرف الہ آباد یونیورسٹی کی ایک نشست مخلوط انتخاب کے

ذریعہ سے پُر ہوتی ہے اس کے ووٹروں میں غالباً دو ہزار سے کچھ کم ہندو ہیں اور پانچسو سے کچھ زیادہ مسلمان ہیں۔ سنہ ۱۹۲۰ء کے الیکشن میں یونیورسٹی کے ہندو مسلمان ووٹروں نے پنڈت اقبال نرائن گرٹو ایم اے کو اپنا نمائندہ منتخب کر کے کونسل میں بھیجا تھا۔ دو سال تک مسٹر گرٹو نے کونسل میں مسلمانوں کی کوئی مخالفت نہیں کی۔ لیکن اپنی ممبری کے آخری سال میں انہوں نے ڈسٹرکٹ بورڈ کے مسودہ قانون میں مسلمانوں کے اس مطالبہ کی مخالفت کی کہ انہیں ڈسٹرکٹ بورڈ میں تیس فیصدی نشستیں دیجائیں مسٹر گرٹو ایک ایسے مخلوط انتخاب سے ممبر ہو کر آئے تھے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کے نمائندے تھے اس لئے انہیں چاہئے تھا کہ فرقہ وار مسائل میں کسی کا ساتھ نہ دیتے مگر انہوں نے یہ غلطی کی کہ مسلمانوں کے مطالبہ کی مخالفت کرتے ہوئے ہندو ممبروں کی تائید میں ووٹ دیا۔ مسٹر گرٹو کے اس طرز عمل سے مسلمان بدظن اور ناراض ہو گئے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۳ء کے الیکشن میں جب ڈاکٹر گنیش پرشاد مسٹر گرٹو کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو مسلمانوں نے ڈاکٹر صاحب کی تائید کی اور دوسری طرف انہوں نے اپنے ہندو احباب کے ذریعے ہندوؤں کے ووٹ حاصل کرنے کی بھی پورے طور پر کوشش کی نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں کے ووٹ دونوں امیدواروں میں تقسیم ہو گئے۔ لیکن مسلمانوں میں چند کے سوا باقی تمام ووٹ ڈاکٹر گنیش پرشاد کو ملے اور وہ کامیاب ہو گئے۔

ایک دوسری مثال

یہ خیال کہ ہندو صرف متعصب ہندوؤں کو الیکشن میں ووٹ دیں گے اس کی تردید میں صرف ایک واقعہ اور بیان کر دینا کافی ہوگا سنہ ۱۹۲۶ء میں کانگریس کی وہ ہوا اکھڑ چکی تھی جو نان کوآپریشن کے بعد سے قائم ہو گئی تھی اس وقت صوبہ متوسط میں لیجسلیٹو اسمبلی کے الیکشن میں ہندو مہا سبھا کے پریسیڈنٹ ڈاکٹر منجے (جو اپنی بدزبانی مسلمانوں کی مخالفت اور سنگھٹن کی جدوجہد کی وجہ سے ہندوؤں میں بہت ہر دلعزیزی حاصل کر چکے تھے۔) اور ناگپور کانگریس کمیٹی کے صدر مسٹر بھینکر بیرسٹر میں مقابلہ ہوا۔ ڈاکٹر منجے کی پشت پناہ ہندو سبھا کی پوری قوت تھی، اور دوسری طرف کانگریس مسٹر بھینکر کی تائید کر رہی تھی۔ مسٹر بھینکر ایک بے تعصب اور روشن خیال ہندو ہیں اس لئے جب فرقہ وار تعصب کا زور ہو تو ایسے امیدوار کی کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے لیکن اس کے باوجود ہندو سبھا کے صدر ڈاکٹر منجے مسٹر بھینکر کے مقابلہ میں صرف چند عدد ووٹوں سے جیت سکے پانچ ہزار ہندو ووٹوں میں تقریباً برابر برابر دونوں کو ووٹ ملے۔ اگر مخلوط انتخاب ہوتا اور حلقہ ناگپور کے چار پانچ سو مسلم ووٹروں کے ووٹ بھی اس انتخاب میں گزر سکتے تو ڈاکٹر منجے کے مقابلہ میں مسٹر بھینکر کی کامیابی یقینی تھی اسی سے سمجھ لیجئے کہ جب آج کل کی فرقہ وارانہ تعصب کی فضا میں یہ نہیں ہوتا کہ کٹر ہندو امیدوار ہی کو سب ووٹ مل جائیں تو پھر مخلوط انتخاب ہو جانے کے بعد جب ہندو مسلم تعصب و منافرت میں بڑے حد تک یقیناً کمی ہو جائے گی تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہندو ووٹر ایسے ہی امیدوار کو اپنے تمام ووٹ دیدیا کریں جو ڈاکٹر منجے جیسا متعصب اور مسلمانوں کا مخالف ہو۔

ایک اور اعتراض

ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مخلوط انتخاب کے ذریعہ سے مسلمانوں کے جو قائم مقام کونسلوں میں جائینگے چونکہ وہ زیادہ تر ہندو ووٹروں کی مدد سے منتخب ہوئے ہونگے اس لئے وہ اسلامی حقوق کی بخوبی نیابت و وکالت نہیں کر سکیں گے۔ اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ عرض کر دینا ہے کہ اول تو اس صورت میں جبکہ ہندو اور مسلم ارکان دونوں ہندو مسلمانوں کے مشترکہ ووٹوں سے منتخب ہوئے ہونگے کونسل کے اندر فرقہ وارانہ مسائل کو چھیڑ ہی نہ سکیں گے دوسرے جہاں تک اسلامی تمدن و معاشرت اور مسلمانوں کے اسلامی حقوق کا تعلق ہے ان کا تحفظ خاص دفعات کے ماتحت کتاب آئین میں کر دیا جائیگا تاکہ ایسے مسائل جن کا کسی جماعت کے مذہبی عقائد یا تمدنی روایات و حقوق پر اثر پڑتا ہو کونسلوں میں پیش نہیں ہو سکیں گے اب رہے فرقہ وار سیاسی حقوق ان کا تصفیہ ہندو مسلمانوں کے مابین پہلے کونسلوں سے باہر ہو جائیگا اس کے بعد وہ کونسل کے اندر پیش ہو سکیں گے۔ مثلاً سارڈا ایکٹ جیسا کوئی قانون جس سے مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں دست اندازی ہوتی ہو یہ اس وقت تک کونسل میں پیش نہ ہو سکے گا جب تک کہ کونسل سے باہر مسلمانوں کی عام رائے حاصل نہ کر لی جائے۔

ایک اور غلط اندیشہ

سطور بالا زیر تحریر تھیں کہ اخبار ہمت میں شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی کا مضمون پڑھا جو جداگانہ انتخاب کی تائید اور مخلوط انتخاب کی مخالفت میں لکھا گیا تھا شیخ صاحب پالٹیکس کے بڑے تجربہ کار اور مرد میداں کہے جاتے ہیں اس لئے ان کا مضمون خاص توجہ سے دیکھا کہ شاید اس میں جداگانہ انتخاب کی تائید اور مخلوط انتخاب کی مخالفت میں کچھ قوی دلائل پیش کئے گئے ہوں لیکن افسوس ہے کہ قدوائی صاحب نے اس مضمون میں بھی اپنی حسب عادت لفاظی بہت کی ہے مگر دلائل کے لحاظ سے ایک بات بھی قابل تشفی نہیں کہہ سکے مخلوط انتخاب کے خلاف زیادہ سے زیادہ آپ کا عذر یہ ہے کہ اس سے فرقہ وارانہ فسادات ہونگے یعنی ہندو مسلمانوں کے مشترک انتخاب سے مسلم نشستوں کے تعین و تحفظ کے باوجود بھی انتخابات کے مواقع پر ہندو مسلمان لڑا کریں گے کیوں لڑا کرینگے؟ اس کی شیخ صاحب نے کوئی وجہ نہیں بتائی آخر آج سے بیس پچیس سال قبل بھی تو میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں ہندو مسلمان ملکر اپنے نمائندے کو منتخب کیا کرتے تھے۔ اس وقت تو مسلمانوں کے لئے نشستوں کا تعین و تحفظ بھی نہیں تھا۔ الیکشن بھی بڑے زور شور سے ہوا کرتے تھے۔

تعجب ہے کہ شیخ صاحب کو لکھنؤ میں رہتے ہوئے بھی اس کا علم نہیں کہ آج سے صرف پندرہ سولہ سال قبل جب مخلوط انتخاب تھا اور ہندو مسلمان ملکر اپنے نمائندے منتخب کرتے تھے تو اس وقت کتنے زور شور اور کیسی سرگرمی اور شدت کے ساتھ الیکشن لڑے جاتے تھے باوجودیکہ میونسپلٹی میں مسلمان ممبروں کی تعداد معین نہ تھی۔ مگر اس کے باوجود کیا شیخ صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ لکھنؤ یا اودھ کے کسی ضلع میں مخلوط انتخاب کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں فساد ہوئے یقیناً کبھی فساد نہیں ہوا اور نہ آئندہ مخلوط انتخاب کی وجہ سے فرقہ وار فساد کا مطلقاً کوئی اندیشہ ہو سکتا ہے جبکہ مسلمانوں کی نشستوں کی تعداد

ہندو کیوں مخلوط انتخاب چاہتے ہیں؟

روزنامہ حقیقت کے ایک حال کے پرچہ میں ضلع پرتاب گڑھ کے ایک محترم و مشہور بزرگ نے یہ سوال کیا ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ نہ صرف کانگریسی ہندو بلکہ ہندو مہاسبھا کے لیڈر بھی انتخاب جداگانہ کی مخالفت کرتے ہیں اور اس بات پر مصر ہیں کہ مخلوط انتخاب رائج کر دیا جائے اس مضمون کے آغاز ہی میں عرض کر دیا گیا ہے نہ صرف ہندو لیڈر بلکہ پارسی سکھ اور عیسائی بھی انتخاب جداگانہ کے خلاف ہیں موافقین میں زیادہ تر سی ایف مسلم رؤسا ر اینگلو انڈین اور ولایتی اخبارات اور ہندوستان کے سرکاری افسران ہیں ہندو لیڈر محض اس لئے انتخاب جداگانہ کے مخالف ہیں کہ وہ اس کو محسوس کرتے ہیں کہ یہ افتراق کی دیوار ہے جو ہندو مسلم اتحاد میں حائل رہے گی، اور ہندو مسلمانوں کو ہر وقت دو علیحدہ کیمپوں میں تقسیم رکھے گی اس کی موجودگی میں فرقہ وارانہ تعصب کی فضا میں کوئی اصلاح نہیں ہو سکتی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر حکومت خود اختیاری حاصل بھی ہو جائے تو اس کے بعد جب انتخاب جداگانہ کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں میل جول نہ ہوگا اور آپس کی بیگانگی دور نہ ہوگی تو لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ گزشتہ چند سال میں جس طرح بات بات پر ہندو مسلمانوں میں فسادات ہوتے رہے ہیں ویسے ہی آئندہ بھی ہونگے اس حالت میں تیسرے فریق کو ہر وقت معمولی معمولی ہندو مسلم اختلافات کو رائی کا پہاڑ بنا کر دونوں قوموں کو لڑا دینے اور انتظام حکومت میں ہر طرح بے موقع دخل انداز ہونے کے مواقع حاصل ہوتے رہینگے

مولانا محمد علیؒ کی اسکیم

مخلوط انتخاب کے متعلق مولانا محمد علیؒ کی اسکیم بھی قابل غور ہے، اس اسکیم کو وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ دہلی کے گزشتہ اسلامی اجتماع میں ہر خیال کے مسلمانوں نے رئیس الاحرار مرحوم کی اس اسکیم پر اچھی طرح غور و مشورہ کیا تھا مگر اس اسکیم پر بھی مسلمانوں میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکا مختصر الفاظ میں مولانا مرحوم کی اسکیم کا مفاد یہ ہے کہ ہر امیدوار کیلئے دوسری قوم کے ووٹوں کی کچھ تعداد معین کر دی جائے کہ کامیابی کی صورت میں اس قدر ووٹ اس کے لئے حاصل کرنا ضروری ہونگے مثلاً یہ کہ ایک مسلمان امیدوار کیلئے یہ لازمی ہوگا کہ وہ اپنی قوم کے خواہ کتنے ہی ووٹ حاصل کرے لیکن مجموعی طور پر جس قدر ووٹ حاصل کرے ان میں کم از کم دس فیصدی غیر مسلمین (ہندوؤں) کے ووٹ ہوں۔

مخلوط انتخاب کی ایک کمزور صورت یہ بھی ہے لیکن اس پر عملدرآمد کرنے کی صورت میں پیچیدگیاں اور دشواریاں لاحق ہوں گی مثلاً یہ کہ ایک حلقہ سے دو مسلمان امیدوار ... دس فیصدی ہندو ووٹ حاصل نہیں کئے تو اس صورت میں از روئے قواعد انتخاب دونوں ناکام رہتے دوبارہ پھر الیکشن کیا گیا اور دوسری مرتبہ بھی یہی صورت پیش آئی یا فرض کیجئے کہ دو مسلم امیدواروں میں ایک نے پورے دس فیصدی ہندو ووٹ حاصل کئے اور مسلمانوں ... ووٹ لیکن اس کی تعداد دوسرے مسلمان امیدوار سے ... ہندو ووٹ نہیں ... مسلمانوں کے ووٹ اس قدر کثیر تعداد میں وہ حاصل نہیں کر ... امیدوار کو ... کیا جائے ... مقابل امیدوار سے ووٹ زیادہ حاصل کئے مگر ہندوؤں کے دس فیصدی ووٹ حاصل نہ کر سکا۔

بہر حال اب یہ اسکیم زیر بحث نہیں رہی کیونکہ اس میں سخت دشواریاں پیش آئیں گی تاہم اس طریقہ پر بھی اگر مسلمانوں میں باہم مفاہمت کی کوئی صورت نکل آئے اور فریقین مطمئن ہو سکیں تو پھر اس پر دوبارہ غور کرنا چاہئیے۔

ایک اور اندیشہ

بعض مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہے کہ مخلوط انتخاب کی صورت میں صرف وہی مسلمان منتخب ہو سکیں گے جن کو ہندو منتخب کرنا چاہیں گے اس کے جواب میں یہ گزارش کرنا ہے کہ مخلوط انتخاب کوئی نئی چیز نہیں ہے بیس برس پہلے بھی تو مخلوط ہی انتخاب تھا۔ جداگانہ انتخاب تو صرف ۱۹۰۹ء ہی سے رائج ہوا ہے جب صوبہ متحدہ کے ایک لفٹنٹ گورنر صاحب نے ہندو مسلمانوں کو علیحدہ کرنے کیلئے انتخاب جداگانہ رائج کیا پھر کیا ۱۹۰۹ء سے پہلے کسی انتخاب میں مسلمانوں کو یہ شکایت ہوئی کہ ہندوؤں نے اپنے مطلب کے مسلمانوں کو منتخب کرا لیا۔ آئندہ بھی اس قسم کا اندیشہ ظاہر کرنا صحیح نہیں ہے جب آپس میں اتحاد ہوگا اور دونوں ملکر کوئی کام کرینگے تو یہ ممکن نہیں کہ ہندو مسلمانوں میں اسکی ضد ہو کہ مسلمان اسی ہندو امیدوار کو ووٹ دیں جس کو مسلمان اپنا ممبر بنانا چاہتے ہوں۔ الیکشن میں ہمیشہ ہر امیدوار اور اس کے طرفدار اس کی کوشش کرتے ہیں کہ ایسے شخص کی تائید کی جائے جس سے کسی خاص جماعت کو مخالفت اور نفرت نہ ہو تاکہ کامیابی آسان ہو یہ نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ کا جھگڑا کھڑا کرتے اور آپس میں کشمکش پیدا کرنے کے لئے ایسے امیدوار کو کھڑا کیا جائے جس سے ووٹروں کی کسی بہت بڑی تعداد (مثلاً مسلمانوں کو) مخالفت ہو۔ اس قسم کے خدشات اور وسوسے تو اس وقت ظاہر کئے جاتے ہیں جب انتخاب جداگانہ کی وجہ سے فرقہ وارانہ فضا خراب ہو رہی ہے لیکن جب یہ کیفیت نہ رہے گی تو اس کا اندیشہ بھی نہ رہے گا دوسرے یہ کہ اگر ہندو اس کی ضد کریں گے کہ وہ اس مسلمان کو ووٹ دیں جس کو مسلمان نہ چاہتے ہوں تو کیا ہندو ایسی حماقت کریں گے کہ مسلمانوں کو ضد دلا کر مجبور کریں کہ وہ بھی اس ہندو امیدوار کو ووٹ نہ دیں جس کو ہندو چاہتے ہوں۔ یہ تو ضد کی صورتیں ہیں۔ ورنہ الیکشن میں کوئی امیدوار یا اس کے حامی ایسی باتیں نہیں کرتے جس سے خواہ مخواہ مخالفت اور ضد کی صورت پیدا ہو تاہم یہ ہو سکتا ہے کہ موجودہ فضا میں ایک آدھ مرتبہ مخلوط انتخاب شروع ہونے پر ایسا ہو جائے مگر یہ صورت عارضی ہوگی اور مخلوط انتخاب رائج ہونے کے بعد جب فرقہ وار تعصبات کی فضا دور ہو جائے گی اور ہندو مسلمان مثل سابق اتحاد و یکجہتی کے ساتھ ہر کام میں شریک ہوں گے تو پھر ضد اور جھگڑا ختم ہو جائے گا۔

آخری التجا

جداگانہ اور مخلوط انتخاب کے مسئلہ میں ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اور اپنے نزدیک تمام اعتراضات کا جواب دیدیا ہے تاہم یہ ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی کوئی اعتراض ہو بہر حال خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کو نیک ہدایت کرے اور ہم ذاتی اغراض و مصالح کی بنا پر نہیں بلکہ خالص قومی و ملکی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھ کر اس تدبیر اور یکجہتی کے ساتھ کوئی ایسا فیصلہ کریں جس سے اسلامی حقوق بھی محفوظ رہیں اور آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا ہو اور وہ اختلاف و نا اتفاقی اور بے اعتباری کی وجہ سے پچھلے بیس سال میں ہندو مسلمان آپس میں لڑتے اور

مقالات مشاہیر

ماہتاب کی گردش اپنا ایک دورہ اور پورا کر چکی۔ ۱۳۴۹ھ رخصت ہوا ۱۳۵۰ھ آگیا۔ محرم کا مہینہ، جس طرح ہر سال آتا ہے، ایک پھر آگیا۔ آج سے تقریباً پورے تیرہ سو سال پہلے، ان دنوں کیا ہوا تھا؟ یہ ہوا تھا، کہ اللہ کے ایک اچھے اور سچے بندہ نے اپنے رب کے چاہنے والے اور اپنے رب کے نام پر اپنی جان فدا کردینے والے، رسولؐ کے گھرانے کا نام روشن رکھنے والے نے حق و صداقت کی خاطر، اپنی جان، اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے، بھتیجوں اور بھانجوں کے عزیزوں اور دوستوں کے، کربلا کے میدان میں، خون میں تر بتر زخموں سے چور چور خاک پر تڑپ تڑپ کر جان آفریں کے سپرد کردی تھی۔ ظالم اور غاصب بادشاہ وقت نے اس سے اپنی حکومت تسلیم کرانا چاہی، اس نے انکار کیا اور انکار پر قائم رہا۔ قہر سلطانی اس پر ٹوٹا۔ اس نے اپنا سر دے دیا، پر اپنا ہاتھ، حکومت کے ہاتھ میں نہ دیا۔

جوانان جنت کے اس سردار کی برسی، آج ہندوستان کے طول و عرض میں منائی جائے گی۔ لیکن کیونکر اور کس طرح؟ اس کے سرخ سرخ خون کی یاد میں نئے نئے سبز رنگ کے کپڑے رنگ کر پہنے جائیں گے۔ وہ بھوکا رہا تھا۔ اس کی بھوک کی یاد میں خوب گوٹے اور مصالحہ کھائے جائیں گے، اور گھر گھر مزیدار حلوے اور شیرمالوں کے حصے تقسیم ہوں گے، وہ پیاس سے تڑپا تھا۔ اس کی پیاس کو یاد کرکر کے برف اور دودھ ڈال ڈال کر اعلیٰ درجہ کے مکلف شربت تیار ہونگے، اور ان کے گلاس کے گلاس حلق میں اتارے جائیں گے۔ اس نے اپنی راتیں رکوع و سجود میں، قیام و تلاوت میں، مناجات و زاری میں بسر کی تھیں، اس کی برسی منانے والے، مٹی کے چراغ اور شیشوں کے گلاس، بجلی کے قمقمے اور گیس کے ہنڈے جلا جلا کر ساری ساری رات ایک میلہ اور جشن قائم رکھیں گے۔ اس کے گھر کی محترم خاتونیں، معاذ اللہ موسیقی کا ذکر نہیں، شاید شاعری کے بھی قریب نہیں گئی تھیں، اس گھرانے کی باندی اور کنیز ہونے پر فخر کرنے والیاں اپنے شبیں، خوش الحانی کی پوری رعایت کے ساتھ اسوز خوانیوں کے کمالات دکھانے میں بسر کردیں گی اس کے کان میں شاید ساری عمر کبھی باجے کی آواز نہ پڑی ہو، آج اس کے نام پر عشرہ بھر ہر ہر گلی کوچہ ڈھول اور تاشوں کے شور سے گونج کر رہے گا، تعزیے اٹھیں گے، علم گشت کریں گے، براق بنیں گے، مجلسیں برپا ہونگی، کہیں حلیے تقسیم ہوگی، کہیں شیرینی، کہیں شیرمال بٹیگی، غرض پورے دس دن خوب دل کھول کر جشن رہیگا۔ جو کھانے کبھی نہ کھاتے تھے، کھانے میں آئیں گے، جو منظر کبھی نہ دیکھے تھے دیکھنے میں آئیں گے!

اور یہ سب کچھ کون کریگا؟ آریہ نہیں، یہود نہیں، عیسائی نہیں، ہندو نہیں، سکھ نہیں، پارسی نہیں، دشمن نہیں، دوست، غیر مسلم نہیں، اپنے کو مسلمان کہنے والے، اور مسلمانوں میں بھی اپنے کو سُنّی کہلانے والے اور اپنے اہل سنت ہونے پر فخر کرنیوالے! اور اگر کوئی اس سارے سوانگ کے خلاف، اس پار اہم کے نہیں، مسخرا پا، اماہت خدا زبان کھولے، تو وہ مردود، وہابی ہے، دشمن اہلبیت ہے، لامذہب ہے، بے دین ہے!

اور سب کے عقائد کو بگاڑنے والا ہے!

عاشورۂ محرم آگیا، آج ہی کے دن دریائے نیل کی موجوں میں اپنے زمانہ کی قیصریت و شہنشاہیت کا سب سے بڑا پیڑا غرق ہوکر رہا تھا۔ ہز امپیریل مجسٹی، فرعون، مع اپنے ساز و سامان کے، مع اپنی پوری کیبنٹ (وزارت) کے، مع اپنے سرداروں اور امیروں کے، مع اپنے وزیروں اور مشیروں کے، مع اپنے جاہ و حشم کے، مع اپنے لشکر جرار و سرداران نامدار کے، بیکسی اور بے بسی کے ساتھ، ذلت و بیچارگی کے ساتھ، دریا میں ڈوب کر مرا تھا۔ بنی اسرائیل کی قوم، غیر اللہ کی غلامی و محکومی سے آزاد ہوئی تھی۔ مظلوموں اور زیردستوں کے سب سے بڑے لیڈر، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، اس کی امداد سے، جو بیکسوں اور بے بسوں کی نصرت و اعانت پر ہر وقت قادر ہے، فتح مبین نصیب ہوئی تھی!

عاشورۂ محرم آگیا، آج ہی کے دن، تیرہ صدیاں ہوئیں، عراق کے ملک میں، دریائے فرات کے کنارے۔ شجاع ابن شجاع، حسینؓ ابن علی مرتضیٰ نے اپنے سے بیسیوں بلکہ سینکڑوں گنی زائد فوج سے، مردانہ اور شیرانہ، مقابلہ کرکے دنیا کو دکھا دیا، کہ حق و باطل کے مقابلہ میں قلت و کثرت کی پروا نہیں ہوتی، اور نہ انجام کا خوف دلوں میں دہشت پیدا کرتا ہے۔ نام کے مسلمان بادشاہ نے جبراً اپنی اطاعت کرانا چاہی، رسولؐ کے لخت جگر نے جان دیدی، لیکن ہاتھ نہ دیا۔ سر دے دیا، بات نہ جانے دی۔ جان ہاردی۔ لیکن جابر و غاصب کو اپنی زندگی کے آخری لمحے تک غاصب، اور فاسق کو اپنی آخری سانس تک فاسق ہی کہتے رہے۔ کوئی مصلحت بینی، کوئی تاویل طرازی، عزم حسینؓ میں تزلزل نہ پیدا کرسکی، یزید، عملاً جیسا بھی کچھ ہو، بہرحال اسلام کا کلمہ تو پڑھتا تھا، اور کہنے کو اپنے تئیں مسلمان ہی کہتا۔ یہ عزم، یہ ہمت، یہ جوانمردی، یہ استقامت اس کے مقابلہ میں تھی۔

عاشورۂ محرم آگیا، جگ بیتی ہو چکی، اب آپ بیتی ارشاد ہو۔ پچھلوں کو جو کرنا تھا، کر چکے۔ اب اپنے متعلق ارشاد ہو، کہ آج کی فرعونی طاقتوں اور اس وقت کے یزیدی لشکروں کے مقابلہ میں کیا ارادہ ہے؟ بڑوں نے بڑی سے بڑی قربانیاں کر ڈالیں، چھوٹے، اپنے ظرف اور اپنی بساط کے اندازہ کے مطابق ارشاد فرمائیں، کہ عمل کا کیا تہیّہ ہے؟ ہمت و عزم کا کیا فرمان ہے؟ حوصلوں اور ولولوں کا کیا تقاضا ہے؟

شہیدؑ کربلا کے ساتھ کل ۷۰ ساتھی تھے، آپ کی تعداد اس وقت ہندوستان میں ماشاء اللہ ۷۰ کی ہزار گنی نہیں۔ ۷۰ کی لاکھ گنی نہیں، ۷۰ کی لاکھ گنی سے بھی زائد ہے! آپ "تصفیۂ حقوق" کے وقت بار بار تعداد و اعداد پر زور دیتے ہیں، لیکن اپنی ہمت و ولولۂ عمل کا جائزہ لیتے وقت کیوں شمار و اعداد کو نظر انداز فرما جاتے ہیں؟

علامہ ماجد

فساد کی جڑ

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی ایڈیٹر "کامیابی")

رضیہ اور محمود کی شادی کورٹ شپ کی مکروہ اور مذموم رسم کے مطابق قرار نہیں پائی تھی۔ لیکن چونکہ وہ دونوں آپس میں قریبی رشتہ دار تھے۔ اور بچپن ہی سے ساتھ کھیلے اور ساتھ ساتھ پلے اور بڑھے تھے اس لئے ان دونوں میں باہم بے حد محبت تھی۔ محمود رضیہ کا عاشق زار تھا، اور رضیہ محمود کے نام پر جان دیتی تھی۔

محمود کی عمر اب چوبیس سال کی تھی اور وہ اسی سال بی اے۔ اور وکالت کے امتحانات پاس کرکے تحصیل علم سے فارغ ہوا تھا۔ وہ ایک بلند بالا اور خوش رو نوجوان تھا۔ باقاعدہ ورزش اور کھلی ہوئی ہوا نے اس کی جسمانی صحت کو اور بھی چار چاند لگا دئے تھے۔ اور لاہور جیسے عظیم الشان شہر میں بھی بہت کم نوجوان ایسے مل سکتے تھے جو حسن صورت اور جسمانی صحت میں اس کا مقابلہ کرسکیں۔ یوں تو ہر تندرست انسان ایک بڑی حد تک شگفتہ مزاج ہوا ہی کرتا ہے۔ لیکن محمود کی شگفتہ مزاجی کچھ اس سے بھی بڑھی ہوئی تھی، اور اس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ رنج و غم کبھی اس کے پاس نہیں آنے پاتے۔

رضیہ کو اس بات پر ناز تھا کہ اسے محمود جیسے حسین، لائق، اور بہادر نوجوان سے محبت ہے، اور وہ تنہائی میں گھنٹوں اپنی اس خوش قسمتی پہ خدا کا شکر ادا کیا کرتی تھی کہ کسی اوباش اور بدرو اور بدمزاج چراغ دین یا علم دین کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا فرشتہ خصلت انسان شریک زندگی کے طور پر عطا فرمایا۔ رات دن وہ اسی کوشش میں لگی رہتی تھی کہ اپنے آپ کو جہاں تک ممکن ہو محمود کے لائق بنائے۔ اور ان کوششوں نے اسے بھی معمولی مسلمان لڑکیوں سے بہت زیادہ نیک، لائق، اور شریف بنا دیا تھا۔ صورت شکل خدا نے یوں بھی بہت اچھی دی تھی۔ اب نیک اور لائق بننے کی کوشش نے اسے سچ مچ ہزاروں لڑکیوں سے بہتر بنا دیا، اور رضیہ اور محمود کے جاننے والے والوں میں سے ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ ان دونوں سے زیادہ اچھا جوڑا شہر بھر میں اور کوئی نہ مل سکتا تھا۔

امتحان سے فارغ ہوکر محمود نے لاہور ہی میں وکالت شروع کردی تھی اور ابھی سے جس طرح وہ بات بات میں قانونی نکات پیدا کیا کرتا تھا اسے دیکھ کر بہت سے وکیلوں کی اس کے متعلق یہ پیشین گوئی تھی کہ وہ بہت جلد پنجاب کے بہترین وکلاء میں شمار ہونے لگے گا۔

سردی کا موسم ختم ہوچکا تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا اور طرفین کی رضامندی سے محمود اور رضیہ کی شادی عید کے مبارک مہینے میں قرار پائی تھی۔ دونوں طرف تیاریاں ہو رہی تھیں اور رضیہ اور محمود دونوں کا یہ عالم تھا کہ خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔

ہربنس رائے اور دین محمد میں اس وقت سے دوستانہ تعلقات قائم تھے کہ جب وہ دونوں اسکول کی ابتدائی جماعتوں میں پڑھتے تھے دونوں نے ساتھ انٹرنس کا امتحان پاس کیا تھا۔ معمول کے مطابق ایک عرصہ دراز تک نوکری کی تلاش میں بے فائدہ دوڑ دھوپ کرنے کے بعد ہربنس رائے نے دلالی کا کام شروع کردیا اور وکیلوں کے مقدمے مہیا کرتا تھا اور دین محمد نے عرائض نویسی شروع کردی تھی جس سے اسے اچھی معقول آمدنی تھی۔ دونوں کا تعلق چونکہ کچہری سے تھا اور تقریباً روزانہ ایک دوسرے سے کچہری میں ملاقات ہوجاتی تھی اس لئے ہربنس اور دین محمد کے دوستانہ تعلقات اور بھی مستحکم ہوگئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنے خانگی کاموں میں بھی دونوں ایک دوسرے سے مشورہ لینے لگے۔

ہربنس بے حد حسیس اور دنی الطبع انسان تھا۔ اور دین محمد اگرچہ اس قدر کنجوس نہ تھا لیکن روپے کا لالچ اس کی طبیعت میں بھی حد سے زیادہ تھا، اور چونکہ دونوں کے دونوں دولت کی دیوی کے پرستار تھے اس لئے ان کے باہمی تعلقات اور بھی زیادہ دوستانہ ہوگئے تھے۔ ہربنس دن رات اسی فکر میں گھوما کرتا تھا کہ کہیں سے کوئی مقدمہ ہاتھ لگے اور اسے کسی وکیل تک پہنچا کر اپنی دلالی سیدھی کرے اور دین محمد صبح سے شام تک قلم دوات لئے اس آسرے میں بیٹھا رہتا تھا کہ کوئی مستغیث یا صاحب معاملہ آئے اور اس سے کوئی عرضی یا تمسک تحریر کرائے۔ قدرتی طور پر دونوں کو اسی بات سے دلچسپی تھی کہ لوگوں میں زیادہ سے زیادہ مقدمہ بازیاں ہوا کریں، اور اپنی اسی دلچسپی اور خودغرضی کی بنا پر انہیں اس میں بھی تامل نہ ہوتا تھا کہ لوگوں کی بالکل معمولی اور ذرا ذراسی باتوں کو اہمیت دیکر ایسی شکل دیدیں کہ عدالتی چارہ جوئی ضروری معلوم ہونے لگے۔ ایک روز شام کے وقت دونوں بھائی دروازہ کے قریب ہربنس کے گھر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

ہربنس۔ منشی جی آج کل تو کام کچھ بہت ہی سست ہوگیا ہے

دین محمد۔ تم آج کل کہہ رہے ہو، میں تو کہتا ہوں کہ جب سے اس کانگریس کا زور ہوا ہے اور گاندھی نے عدالتوں کا بائیکاٹ کرایا ہے اسی وقت سے کام میں روز بروز کمی آتی چلی جارہی ہے۔

ہربنس۔ منشی جی تم نے بھی کس کا نام لے دیا۔ گاندھی نے تو وکیلوں سے وکالت تک چھڑا دی تھی۔ بھلا کوئی پوچھے کہ ان باتوں سے کیا فائدہ۔ بادشاہوں کی بادشاہی میں وکیلوں کی وکالت چھوڑ دینے سے کون سی کمزوری آجائے گی؟

دین محمد۔ نہیں بھئی ہربنس یہ تو نہ کہو، بنیا ہے بڑا استاد، بڑی دور کی کوڑی لاتا ہے۔ اگر لوگ اس کا کہنا مان لیتے اور پورے طور پر عدالتوں کا بائیکاٹ ہوجاتا تو گورنمنٹ کو مصیبت تو بہت ہوجاتی۔ بدیشی کپڑے کا تھوڑا ہی سا بائیکاٹ ہوا تھا مگر سارا انگلستان بہ چیخ اٹھا۔

ہربنس۔ ارے بھائی منشی جی تم تو بالکل بھولے آدمی ہو، جب تک ہندوستان میں یہ جہالت موجود ہے کہ بات بات پر ہندو مسلمان لڑ پڑیں اس وقت تک گورنمنٹ کا کچھ نہیں بگڑتا۔

دین محمد۔ مگر اب تو ہندو مسلمانوں کی لڑائیاں بھی بند ہوگئی ہیں۔

ہربنس۔ ہاں لڑائیاں بند تو ضرور ہیں، مگر انہیں شروع ہوتے کیا دیر لگتی ہے مسلمان ابھی تک کانگریس میں شریک تو نہیں ہوتے ہیں۔

دین محمد۔ نہیں۔ بسنت کی کچھ خبر بھی ہے۔ پانچسو کے قریب بہادر اور کرنیل مسلمان اسی تحریک کے سلسلہ میں اپنی جانیں دے چکے، اور پندرہ یا سولہ ہزار

جیلخانے پہنچ گئے۔ پھر بھی یہ کہہ رہے ہو کہ مسلمان کانگریس میں شریک نہیں ہیں اب کیا یہ چاہتے ہو کہ کانگریس میں سب مسلمان ہی مسلمان ہوں؟

ہرنبس۔ منشی جی میں کچھ اپنی طرف سے تھوڑا ہی کہہ رہا ہوں آپکے مسلمان اخبار اور آپ کے بہت سے مسلمان لیڈر رات دن یہی کہتے رہتے ہیں۔

دین محمد۔ ایسی کھلی ہوئی حقیقت کا جو شخص انکار کرے تو ظاہر ہے کہ اس میں اس کی اپنی کوئی مصلحت ہوگی۔

ہرنبس۔ خیر جی ہمیں اس سے کیا؟ مگر میں یہ جانتا ہوں کہ حکومت تو بڑی چیز ہے میں اور تم بھی اگر آج چاہیں تو آج ہندو مسلمانوں میں لڑائی ہو سکتی ہے۔

دین محمد۔ کیا باتیں کر رہے ہو؟ اب وہ دن گئے۔ اب ہندو اور مسلمان دونوں اچھی طرح سمجھ گئے کہ ان کی آپس کی لڑائی سے گورنمنٹ کے ہاتھ مضبوط ہوتے ہیں۔

ہرنبس۔ کچھ شرط کرو تو کل ہی فساد کرادوں۔ یہیں اسی لاہور میں۔ کل تو دور ہے کہو تو شام ہی کو دعا اٹھ چلے کہ تماشا دیکھا کرو، میاں جی تمہیں معلوم نہیں ہندو مسلمانوں سے زیادہ گدھے ہیں اور مسلمان ہندوؤں سے زیادہ بیوقوف، انہیں لڑا دینا کون سا مشکل کام ہے۔

دین محمد۔ بھئی مجھے یقین نہیں آتا، اور پھر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر تم لڑا سکتے ہوتے تو اب تک تم نے بیس دفعہ ہندو مسلمانوں میں لڑائی کرادی ہوتی۔

ہرنبس۔ وہ کیوں؟

دین محمد۔ صاف بات ہے۔ لڑائی اگر ہوئی تو بعد میں مقدمے بھی تو چلیں گے اور لوگ وکیلوں کو ڈھونڈتے پھریں گے۔ ایسی صورت میں تمہاری آمدنی کتنی زیادہ ہو جائے گی۔ میرے سامنے بھولے بنتے ہو۔ میں تو تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ تم بھلا روپیہ کمانے کا ایسا اچھا ذریعہ چھوڑ دیتے۔ اور پھر فوجداری کے مقدموں میں تو تم پولیس والوں کو بھی بڑی بڑی رقمیں دلا سکتے ہو، اور ان سے جو کچھ دلالی ملے گی وہ علیحدہ ہے۔

ہرنبس۔ کچھ چپ سا ہو گیا، اور تھوڑی دیر کے بعد سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا:۔

"یار دین محمد" میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بات تو آج تک میرے وہم و گمان میں بھی نہ آئی تھی۔ یہ تو سچ مچ آمدنی کا بڑا اچھا ذریعہ ہو سکتا ہے اور تم بھی تو خوب ہاتھ رنگ سکتے ہو۔ آخر لوگ درخواستیں بھی تو لائیں گے۔

دین محمد۔ ہاں فائدہ تو میرا بھی ہے۔ مگر میں فساد کیسے کرا سکتا ہوں،

ہرنبس۔ کام لینے کو ان سے کوئی ہل تھوڑا ہی چلوانا ہے اور نہ ان کے لئے کوئی خطرہ یا اندیشہ کی بات ہے۔ اور میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ انہیں ان کی محنت کے معاوضہ میں ایک روپیہ فی آدمی کے حساب سے دیدوں۔ مجھے پانچ سات ہندوؤں کی اور پانچ مسلمانوں کی ضرورت ہے۔ ہندو میں مہیا کروں گا۔ مسلمان تم تلاش کر دو۔ اور پھر دیکھو کہ چار پانچ ہی دن کے اندر خدا کیا کرتا ہے۔

دین محمد۔ (ہنس کر) خدا کیوں؟ یہ کہو کہ شیطان کیا کرتا ہے۔

ہرنبس۔ اجی اور زیادہ صاف ہی، یوں کہو کہ ہرنبس رائے کیا کرتا ہے۔

دین محمد۔ دیکھو بھئی میں کوشش کروں گا، ایک روپیہ آدمی کے حساب سے

امید تو ہے کہ آسانی سے مل جائیں گے، مگر آخر مجھے تو بتا دو کہ کیا کرنا چاہتے ہو۔

ہرنبس۔ بس اب جو کچھ ہوگا وہ خود ہی سامنے آ جائے گا۔

لاہور میں سول نافرمانی کی تحریک خوب زوروں پر تھی۔ لوگ دور دور سے کھاری پانی لا لا کر شہر کی سڑکوں اور چوراہوں پر بیٹھ کر نمک بنایا کرتے تھے خلاف قانون جلسے کیا کرتے تھے، ممنوعہ جلوس نکالا کرتے تھے۔ اور اسی طرح اور بھی بعض قانون کی خلاف ورزی پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ صوبہ پنجاب کی کانگریس کمیٹی باغیوں کی جماعت قرار دی جا چکی تھی اور اس کے صدر لالہ سیوک رام نمک بنانے اور باغیانہ تقریریں کرنے کے جرم میں چھ مہینے کی سزا کاٹ کر ابھی چند روز ہوئے کہ واپس آئے تھے۔

لالہ سیوک رام بڑے نیک اور مخلص لیڈر تھے اور اپنی ہندو مسلم اتحاد کی کوششوں اور بے لوث قومی خدمتوں کی بدولت عوام میں بڑی ہر دلعزیزی حاصل کر چکے تھے۔ ہندو اور مسلمان دونوں یکساں ان کے ثناخوان تھے اور لاہور کا بچہ بچہ ان سے دلی محبت کرتا تھا انہیں جیل سے آئے ابھی صرف تین ہی دن ہوئے تھے کہ کانگریس کا ایک بڑا جلوس نکالنے اور عظیم الشان جلسہ کرنے کی تجویز کی گئی۔

جلوس نکلا اور پولیس کی مزاحمت کے بغیر جلسہ گاہ تک پہنچ گیا لیکن پولیس نے جلسہ کو منتشر کرنا چاہا۔ اور جب مجمع نے منتشر ہونے سے انکار کیا اور پولیس کی لاٹھیوں کے باوجود لوگ اسی طرح جمے بیٹھے رہے تو پولیس نے مجبور ہو کر گولیاں چلائیں، اور ایک گولی اتفاق سے لالہ سیوک رام کے دل پر لگی جو پولیس افسر سے کچھ کہنے کے لئے اسی طرف کو آرہے تھے۔ گولی لگتے ہی لالہ سیوک رام مردہ اور بے جان ہو کر زمین پر گر پڑے اور انہیں اس طرح زمین پر گرتے دیکھ کر لوگوں میں کہرام مچ گیا۔ اور پولیس کی گولیوں کے باوجود لوگ اپنے محبوب لیڈر ہر دلعزیز رہنما کی لاش پر ٹوٹ پڑے اور انتہائی احترام کے ساتھ اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر شہر کی طرف چل دئے۔

دوسرے روز لالہ سیوک رام کے ماتم میں ہڑتال کرنے کا اعلان کانگریس کی طرف سے کر دیا گیا۔ اور صبح ہی سے کانگریس کے رضا کار سیاہ ماتمی جھنڈیاں ہاتھوں میں لئے لوگوں کی دوکانیں بند کرانے میں مصروف ہو گئے۔ کچھ تماشائیوں کا ہجوم ان کے ساتھ ہو گیا تھا جس نے ان کی تعداد بہت کچھ بڑھا دی تھی "بندے ماترم" اور "انقلاب زندہ باد" کے نعرے لگاتے یہ لوگ ایک مسلمان سوداگر کی دکان پر پہنچے جس کی دکان ابھی تک کھلی ہوئی تھی۔ اور کانگریس کے رضا کاروں نے حسب معمول نہایت عاجزی کے ساتھ سوداگر سے دوکان بند کرنے کو کہا، ابھی سوداگر دکان بند نہ کرنے کا عذر بیان کرنے کے لئے ابھی مسکرایا ہی تھا، کہ یکایک مجمع میں سے ایک مسلمان نے کہا،

"مسلمانوں کی دکانیں کیوں بند کراتے ہو مسلمانوں کو سیوک رام سے کیا مطلب؟" رضا کاروں میں سے کسی نے ابھی اس آواز کا جواب دیا بھی نہ تھا کہ اسی مجمع میں سے ایک ہندو نے کہا:۔

"مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنا ہے تو لالہ سیوک رام کے غلاموں سے مطلب رکھنا پڑے گا۔"

مجمع کا مسلمان ۔ سیوک رام جیسے تین سو ساٹھ پھرتے ہیں ۔ آئے بڑے دکان بند کرانے والے ۔ دیکھیں تو کون سا سورما ہے جو دکان بند کرائے ۔

مجمع کا ہندو ۔ بند نہیں ہوگی تو ہم بھی اسے لوٹ لیں گے اور آگ لگا دیں گے ۔

تین چار مسلمان ۔ یہ بات ہے تو ہمیں بھی آج دیکھنا ہے کہ کون سا مائی کا لال اس دکان کو ہاتھ لگاتا ہے ۔ اب یہ دکان حاجی اللہ دین کی نہیں ہے سات کروڑ مسلمانوں کی ہے ۔

حاجی اللہ دین بیچارے دم بخود کھڑے تھے ۔ جھگڑا بڑھتا دیکھ کر انہوں نے کچھ کہنا چاہا ۔ مگر انہیں یہ کہہ کر روک دیا گیا کہ " حاجی صاحب اب آپ اس معاملہ میں دخل نہ دیں ۔ آپ کے نقصان کے ہم ذمہ دار ہیں ۔ ہمیں آج ان دھوتی بندوں کا زور دیکھنا ہے "

آٹھ دس ہندو ۔ اچھا تو تو دیکھ لو ۔

پہلے لاتیں ، گھونسے ، اور ٹھوکریں چلتی رہیں اور مسلمانوں کی طرف سے یہ آوازیں کہ " ارے مسلمانو دوڑو ، ہندوؤں نے دکان لوٹ لی " اور ہندوؤں کے غول سے یہ صدائیں کہ " ارے تھوڑے سے ہندوؤں کو گھیر کے مسلمان مارے ڈالتے ہیں " آتی رہیں اس کے بعد دونوں طرف کے لوگوں کا مجمع بڑھتا چلا گیا اور بلا تکلف لاٹھیاں ، اینٹ پتھر ، اور چاقو استعمال ہونے لگے ۔ تمام شہر میں بلوہ مچ گیا ۔ بازار سے بھاگتے ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں نے راستہ میں مخالف جماعت کا جو آدمی ملتا گیا اُسے مارا ۔ اور اس طرح فساد کی وبا بازار سے گلیوں اور محلوں میں بھی پہنچ گئی شام تک دونوں طرف کے چالیس آدمی مارے جا چکے تھے اور زخمیوں کی تعداد کا اندازہ تین سو کے قریب تھا ۔

" کہو بھئی ہربنس اب تو خوب ہاتھ رنگنے کوٹ ۔ آج کل تو پانچوں گھی میں ہیں " ۔

ہربنس ۔ (مسکرا کر) مالک کی دیا سے کچھ کام تو چل پڑا ہے اب تو تمہارے پاس بھی کام کی کمی نہ ہوگی ۔ ؟

دین محمد ۔ ہاں خدا شکر ہے بیکار تو نہیں رہنا پڑتا ۔ مگر بھئی تم نے بھی غضب کر دیا ۔

ہربنس ۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہندو مسلمانوں کا لڑانا ہی کیا جب چاہو لڑا دو ۔ تم تو خیر قائل ہو ہی گئے ۔ مگر میری اس ترکیب کی تو رائے صاحب نے بھی بڑی داد دی ۔ وہ خود مدت سے اسی فکر میں تھے کہ کوئی ایسی صورت نکلے تو کارگزاری دکھانے کا موقع ملے ۔ اب تو ان کا بھی بڑا نام ہو جائے گا ۔

دین محمد ۔ تب تو دوست انہوں نے تمہیں رقم بھی گرارسی ہی دی ہوگی ۔

ہربنس ۔ نہیں کوئی بڑی رقم میں نے خود اُن سے نہیں مانگی جو کچھ انہوں نے دے دیا لے لیا ۔ کیونکہ مجھے ان سے یہ وعدہ بھی تو لینا تھا کہ جن ہندو مسلمانوں نے فساد شروع کرایا تھا ان میں سے کسی پر آنچ نہ آئے گی ۔

دین محمد ۔ بھئی ہربنس تمہیں نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر جرموں کے بنے ہوئے ہو ۔ مگر بھئی میں سچ کہہ دوں کہ محمود کی موت پر تو میرے بھی آنسو نکل آئے ۔

ہربنس ۔ کون محمود ۔ وہ لمبا سا خوبصورت لڑکا ؟ اس کی حماقت بھی تو دیکھو کہ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مجمع کے اندر گھس پڑا ۔

دین محمد ۔ تو ایسے بہادر نوجوان کی تو قدر کرنی چاہئے تھی ہندوؤں نے اسے مار دیا یہ بہت برا کیا ۔

ہربنس ۔ تم تو بالکل بے وقوف ہو ۔ اسے تو میں نے خود کہہ کے قتل کرایا تھا ۔

دین محمد ۔ کیوں تمہارا اس غریب نے کیا بگاڑا تھا

ہربنس ۔ اس نے تو سارا بنا بنایا کام ہی بگاڑ دیا تھا اس نے لوگوں کو کچھ اس طرح سمجھایا کہ سب لڑائی سے باز آگئے تھے اور اگر خود اسے قتل کرا کے میں پھر سے مسلمانوں کو اشتعال نہ دلاتا تو لڑائی اسی وقت ختم ہو چکی تھی ۔

دین محمد ۔ کچھ بھی ہو بھئی مگر اس کے مرنے کا تو میرے دل پر اثر ہوا ہے ۔ تم اس جگہ سے چلے گئے تھے اور تمہیں بعد کے حالات کی خبر نہیں ہے ، نہیں تو اگر تم نے بھی وہ منظر دیکھ لیا ہوتا تو تمہارا بھی دل ہل جاتا ۔

ہربنس ۔ کیا کچھ اور بھی ہوا تھا ۔

دین محمد ۔ تم لوگ جبھی وہاں سے ہٹے تو محمود کی منگیتر روتی پیٹتی اس جگہ آئی اور بے اختیار اس کی لاش سے لپٹ کر رونے لگی اور پھر روتے روتے خدا جانے کیا اس کے دل میں آیا کہ چاقو نکال کر اپنے سینہ میں اس زور سے مارا کہ اس کا پورا کا پورا پھل اندر اتر گیا اور صرف دو منٹ میں تڑپ کر محمود کی لاش پر جان دیدی ۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ان دونوں کی موت نے میرے قلب کو لرزا دیا ہے اور اس وقت سے مجھے خود اپنے وجود سے نفرت ہوگئی ہے ۔

ہربنس ۔ واقعی یہ واقعہ تو بہت ہی دردناک ہے ۔ اسے سُن کر ہی میرا دل کانپ رہا ہے تو اسے دیکھ کر تو خدا جانے تمہاری کیا حالت ہوگئی ہوگی ۔

دین محمد ۔ ایک میری حالت کو کیا پوچھتے ہو ، ہندو مسلمان جو بھی وہاں آتا تھا بے اختیار رونے لگتا تھا ۔ اور اگر سچ پوچھو تو انہی دونوں کی موت نے فساد کی آگ کو بجھا بھی دیا ۔ ورنہ لاہور جیسے شہر میں کہیں یہ آگ ایک دن میں بجھ سکتی تھی ۔

ہربنس ۔ بھئی محمد دین ، اب تو مجھے اپنے گناہوں سے شرم آرہی ہے ۔ آج سے میں تو سچے دل سے توبہ کرتا ہوں ۔

دین محمد ۔ میں نے تو اسی وقت توبہ کر لی تھی ، اور عہد کر لیا تھا کہ باقی تمام عمر ہندو مسلم اتحاد کی کوششوں میں صرف کر دوں گا ۔

شذرات

بسلسلۂ مولوی صفحہ ۸

بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں اور اس قدر زیادہ محسوس کرتے ہیں کہ قومی معاملات پر اُن کا گہرا اثر پڑتا ہے اور اُن کے طرزِ عمل میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

جو لوگ رازِ درونِ پردہ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ نہرو رپورٹ کی مخالفت کا طوفان کس طرح اُٹھا۔ واقعہ یہ ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو نے ایک موقع پر مولینا شوکت علی کے ساتھ اس قسم کی گفتگو کی جیسے کہ کوئی بزرگ اپنے خورد سے کرتا ہے۔ مولینا شوکت علی نے اس کو اپنی توہین تصور کیا اور اس دن سے جو مخالف ہوئے تو آخر تک مخالفت کرتے رہے اور مفاہمت کے ہر موقع کو تباہ کر دیا۔

بہر حال مولینا کی ایک طبیعت ہے وہ ان باتوں سے زیادہ متاثر ہو جاتے ہیں اور پھر اُن کی تمام جد و جہد اسی تاثر کے گرد گھومتی رہتی ہے۔ وہ انہی باتوں کے اثر کو مرکز بنا کر اس کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں اور حریف کو نقصان پہنچانے کا فکر اس قدر غالب آجاتا ہے کہ ملکی و قومی مفاد اس کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں۔

اس لئے مولینا شوکت علی کے خلاف مظاہرے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں۔ وہ کبھی ان باتوں کو نہ فراموش کرتے ہیں اور نہ معاف کرتے ہیں اور نہ وہ قومی مسائل پر ان باتوں سے علیحدہ ہو کر غور کر سکتے ہیں اگرچہ خود وہ اور مولانا شوکت علی دو متضاد چیزیں ہیں اور مولانائے ممدوح مسائل پر غور و فکر کرنا تضیع اوقات سمجھتے ہیں تاہم اگر کبھی اس قسم کا نازک موقع آجاتا ہے تو دوسرے قسم کے تاثرات پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ اس قسم کے مظاہرے نہ ہونگے۔

غلط شخصیتوں کو اہمیت نہ دو

گذشتہ دس بارہ سال کے اندر بارہا یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ غلط شخصیتوں کو پبلک لائف میں جگہ دی گئی اور اُنکو بڑھایا گیا جب وہ اونچے ہو گئے اور اُن کی شخصیت نکھری اور بلند ہو گئی تو اُنہوں نے پلٹا کھایا اور ہزیمت خوردہ ہاتھی کی طرح اپنی ہی فوج کو روندتے مسلتے بھاگ کھڑے ہوئے۔

مومن کی ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عقلمند آدمی کا کام یہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ کے تجربہ سے نامراد اُٹھائے اور جس چیز سے ایک دفعہ نقصان اُٹھا چکا ہے پھر اس کے قریب بھی نہ جائے اور وہی غلطی پھر نہ کرے جو ایک دفعہ کر کے نقصان اُٹھا چکا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ بارہا تجربہ کے بعد بھی عقل نہیں آتی اور اسی قسم کے غلط اشخاص کو اہمیت دی جا رہی ہے جو یقینی طور پر آگے چلکر جب اُن کو پبلک لائف میں کسی قدر نمایاں اہمیت حاصل ہو جائیگی تو وہ سخت تکلیف دہ بن جائینگے۔

ہمیں ابتک مولانا شوکت علی ہی کا ماتم تھا کہ انکو غیر معمولی اہمیت دی گئی جسکے وہ کسی طرح مستحق نہ تھے وبال جان بنا لیا گیا ہے کہ اب نواب صاحب بھوپال کو غیر معمولی اہمیت دی جا رہی ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ مولینا شوکت علی کس قابلیت کے بزرگ ہیں انکو جو کچھ بھی اہمیت تھی وہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی وجہ سے تھی۔ مولانا مرحوم غیر معمولی قابلیت اور غیر معمولی دل و دماغ کے آدمی تھے اور ساتھ ہی اپنے بڑے بھائی سے بیحد محبت کرتے تھے اُنہوں نے ہر جگہ اپنے ساتھ انکا ذکر کیا۔ پھر مہاتما گاندھی نے اُنکو بہت بڑھا دیا۔ بہر حال جب وہ حد سے زیادہ بڑھ گئے تو ذرا سی بات پر پنڈت موتی لال نہرو سے خفا ہو کر کانگرس سے بھی الگ ہو گئے اور اُن لوگوں کے ساتھ مل گئے جن کو ساری عمر گالیاں دیتے رہے تھے۔ مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو بھی اختلاف تھا مگر مرحوم نے جادۂ اعتدال سے کبھی قدم آگے نہیں بڑھایا اُنہوں نے گول میز کانفرنس میں جو تقریر زبانی کی تھی اس کے ایک ایک لفظ سے ملک کی محبت اور آزادی کا عشق ٹپکتا تھا۔ مگر مولانا شوکت علی نے جب کبھی زبان کھولی اس سے زہر کی بارش ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نہ زبان پر اُن کو قابو ہے نہ دل و دماغ میں کوئی خاص بات۔ وہ غور و فکر سے ایسے ہی بھاگتے ہیں جس طرح انگریز انصاف سے بھاگتے ہیں۔

اگرچہ مولینا شوکت علی کی حیثیت سے سب واقف ہیں مگر اس کے باوجود ولایت سے واپسی پر مہاتما جی نے انکو بلایا اور انکو خواہ مخواہ اہمیت دی درحقیقت اُن سے کہیں بہتر تو سر شفیع وغیرہ ہیں۔ کم از کم اُن کے اندر معاملات پر غور کرنے اور مسائل کو سمجھنے کی تو اہلیت ہے۔ یہاں تو بالکل ہی اللہ کا فضل ہے۔

خیر اُنکو جانے دیجئے اب نواب صاحب بھوپال کو خواہ مخواہ کی اہمیت دی جا رہی ہے اور اُنکو بانس پر چڑھایا جا رہا ہے۔ نواب صاحب موصوف ذاتی طور پر خواہ کتنی ہی خوبیوں کے مالک کیوں نہ ہوں مگر آخر کار وہ ایک والئی ریاست ہیں اور اُنکی حدود مقرر ہیں جن سے آگے وہ کبھی نہیں بڑھ سکتے۔ وہ مجبور ہیں کہ کوئی قدم ایسا نہ اُٹھائیں جو حکومت کی مرضی کے خلاف ہو۔ آج ہم اُن کو اہمیت دے رہے ہیں اور کل یہی نواب صاحب اسٹیج پر آکر مسلمانوں کو مشورہ دینے لگیں گے کہ خبردار کانگریس میں شریک نہ ہونا۔ یہ مسلمانوں کے مفاد کی دشمن ہے۔

اس کے علاوہ موجودہ حالات میں بھی جو توقعات ان سے ڈاکٹر انصاری صاحب نے قائم کی ہیں وہ از سر تا پا غلط ہیں کیونکہ وہ جداگانہ انتخاب کی ہرگز مخالفت نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حکومت کسی ایسی مفاہمت کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی جس کا نتیجہ مخلوط انتخاب کی منظوری ہو سکے۔

بہر حال ہمارے نزدیک یہ بالکل غلط ہے کہ نواب صاحب بھوپال کو اہمیت دی جا رہی ہے۔

کس طرف کس قسم کے لوگ ہیں

آج علانیہ طور پر دو قسم کی جماعتیں مسلمانوں میں نکلی ہیں ایک نیشنلسٹ مسلم پارٹی کہلاتی ہے اور دوسری مسلم کانفرنس نیشنلسٹ مسلم پارٹی مخلوط انتخاب کی حامی اور جداگانہ انتخاب کو مسلم مفاد کے لئے مہلک و مضر خیال کرتی ہے اور مسلم کانفرنس والے جداگانہ انتخاب پر ووٹ ٹیکے دے رہے ہیں۔

عام مسلمان یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ دونوں جماعتوں میں

کس قسم کے لوگ شریک ہیں اور انہوں نے ملک کے لئے اور مسلمانوں کیلئے کیا کیا قربانیاں کی ہیں۔

پہلے نیشنلسٹ مسلمانوں کے نام سنئیے :۔

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد دو دفعہ جیل گئے اور چار سال نظر بند رہے۔ (۲) ڈاکٹر انصاری ایک دفعہ جیل گئے۔ ڈاکٹر سید محمود ۲ دفعہ جیل گئے۔ (۳) ڈاکٹر محمد عالم ایک دفعہ جیل گئے۔ ڈاکٹر کچلو تین دفعہ جیل گئے۔ تصدق احمد خان شروانی دو دفعہ جیل گئے۔ خواجہ عبدالمجید ایک دفعہ جیل گئے۔ چودھری خلیق الزمان ایک دفعہ جیل گئے۔ غازی عبدالرحمٰن تین دفعہ جیل گئے۔ خواجہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری تین دفعہ جیل گئے۔ مولانا مفتی کفایت اللہ ایک دفعہ جیل گئے۔ مولانا احمد سعید ۳ دفعہ جیل گئے۔ خان عبدالغفار خان ۲ دفعہ جیل گئے۔ مولانا عبدالقادر قصوری ایک دفعہ جیل گئے۔ خان عبدالغفار خان ۶ دفعہ جیل گئے۔ آغا لعل بادشاہ ۲ دفعہ جیل گئے۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی ایک دفعہ جیل گئے اور مالٹا میں تین چار سال نظر بند رہے۔ رفیع احمد قدوائی ۲ دفعہ جیل گئے۔ سعید الرحمٰن قدوائی ۲ دفعہ جیل گئے۔ مولانا عارف ہسوی ۴ دفعہ جیل گئے۔ پروفیسر عبدالباری ۲ دفعہ جیل گئے۔ ڈاکٹر سید اختر انصاری ایک دفعہ جیل گئے۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر ۲ دفعہ جیل گئے۔ مسز آصف علی ایک دفعہ جیل گئیں۔ مسٹر طیب جی ایک دفعہ جیل گئے۔ مس ریحانہ طیب جی ایک دفعہ جیل گئیں۔ مس صوفیہ سومجی بمبئی ایک دفعہ جیل گئیں۔ شاہ شاہد احمد صاحب الہ آباد ۲ دفعہ جیل گئے۔ نصر اللہ خاں عزیز اڈیٹر مدینہ ایک دفعہ جیل گئے۔ مولانا عبداللطیف بجنوری ۲ دفعہ جیل گئے۔ پروفیسر شفیق الرحمٰن قدوائی جامعہ ۲ دفعہ جیل گئے۔ مولانا عبدالحلیم صدیقی ۲ دفعہ جیل گئے۔ مسٹر سید عبداللہ بریلوی اڈیٹر بمبئی کرانیکل ایک دفعہ جیل گئے۔ مسٹر مہر علی بی۔ اے ایل ایل بی بمبئی ایک دفعہ۔ مسٹر عابد علی بمبئی ایک دفعہ جیل گئے۔ ملک لعل خان ۲ دفعہ جیل گئے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ۳ دفعہ جیل گئے۔ مولانا عبداللہ قصوری ایک دفعہ جیل گئے۔ سیٹھ یعقوب حسن مدراس ایک دفعہ جیل گئے۔ مسٹر شمس الدین ایم۔ ایل۔ سی بنگال ۲ دفعہ جیل گئے۔ سید جلال الدین ہاشمی بنگال ۲ دفعہ جیل گئے۔ مولانا عبداللہ الباقی بنگال ۲ دفعہ جیل گئے۔ مولانا عبداللہ دہلوی ۲ دفعہ جیل گئے۔ حمید خان شروانی علیگ ایک دفعہ جیل گئے۔ شیخ محمد نقی آف دہلی ایک دفعہ جیل گئے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے لیگ لیڈر و کارکن ہیں جن کے نام یاد نہیں آتے اور ۱۲ ہزار وہ رضاکار ہیں جو جیلوں میں گئے۔

اب مسلم کانفرنس والوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا شوکت علی صاحب ایک دفعہ جیل گئے اور ایک دفعہ نظر بند رہے۔ مولوی شفیع داؤدی ایک دفعہ جیل گئے۔ سید حبیب شاہ دو دفعہ جیل گئے۔ مولوی عبدالمجید سالک ایک دفعہ جیل گئے۔ نواب اسمٰعیل خاں کبھی جیل نہیں گئے۔ مولانا عبدالماجد بدایونی کبھی جیل نہیں گئے۔ سیٹھ عبداللہ ہارون کبھی جیل نہیں گئے۔ راجہ صاحب سلیم پور کبھی جیل نہیں گئے۔ مولوی مظہر الدین کبھی جیل نہیں گئے۔ سر محمد شفیع کبھی جیل نہیں گئے اور تحریک خلافت کے مخالف تھے۔ سر ذوالفقار علی کبھی جیل نہیں گئے اور تحریک خلافت کے دشمن تھے۔ سر اقبال کبھی جیل نہیں گئے۔ مسٹر غلام رسول مہر اڈیٹر انقلاب کبھی جیل نہیں گئے۔ سردار سکندر حیات قاسم ہٹھا کبھی جیل نہیں گئے۔ خان بہادر حافظ ہدایت حسین کبھی جیل نہیں گئے۔ مسٹر ظہور احمد کبھی جیل نہیں گئے۔ نواب محمد یوسف کبھی جیل نہیں گئے۔ مسٹر سہروردی کبھی جیل نہیں گئے۔ مسٹر غزنوی کبھی جیل نہیں گئے۔ مسٹر فضل الحق کبھی جیل نہیں گئے۔ سید ذاکر علی کبھی جیل نہیں گئے۔ امام صاحب جامع مسجد دہلی کبھی جیل نہیں گئے۔ بلکہ ہمیشہ مسلمانوں کو انگریزوں کی وفاداری کا وعظ کہتے رہے۔ مسٹر شاہنواز بھٹو کبھی جیل نہیں گئے۔ ملک فیروز خاں نون کبھی جیل نہیں گئے۔

بہرحال جتنے آدمی مسلم کانفرنس میں شریک ہیں ان میں سے کسی نے بھی اسلام یا مسلمانوں یا ملک کے لئے کوئی قربانی کبھی نہیں کی سوائے چار آدمیوں کے جنکا ذکر اوپر آیا ہے۔

مولانا حسرت موہانی متذبذبین میں سے ہیں۔ جنکو نہ تو قوم پروروں کے ساتھ اتفاق ہے اور نہ مسلم کانفرنس والوں سے پورا اتفاق ہے۔ وہ مسلم کانفرنس میں بھی شریک ہوئے اور نیشنلسٹ مسلم کانفرنس میں بھی۔ اور نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کے ریزولیوشن کی تائید بھی کی۔ اسی طرح مولانا ظفر علی خاں ذاتی طور پر مخلوط انتخاب کے حامی ہیں۔ سر شفیع بھی ذاتی طور پر مخلوط انتخاب کے حامی ہیں۔

اب عام مسلمان فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سی جماعت اس قابل ہے کہ اس کا ساتھ دیا جائے۔

سمجھوتہ کی پھر امید قائم ہو گئی ہے

مولانا شوکت علی نے حال میں بیان دیا تھا کہ نیشنلسٹ مسلمانوں سے اب سمجھوتہ کی بات چیت نہیں کریں گے اور کوئی سمجھوتہ نہ کریں گے۔ یہ بیان انہوں نے لاہور کے مخالفانہ جلسہ کے بعد دیا تھا۔ مگر حال میں نواب صاحب بھوپال نے ڈاکٹر انصاری صاحب مسٹر شروانی مسٹر شفیع و مولانا شوکت علی کو بلایا تھا۔ یہ لوگ بھوپال میں جمع ہوئے اور گفت و شنید شروع ہوئی [illegible] تفصیلات تو شائع نہیں ہوئیں مگر جو مشترکہ اعلان شائع ہوا ہے [illegible] سمجھوتہ کا امکان پیدا ہو گیا ہے اور جون کے پہلے ہفتہ میں پھر اسی طرح کا اجتماع ہوگا۔ مسٹر شروانی نے ایک بیان دیا ہے جس میں انہوں نے بھی امید ظاہر کی ہے کہ عام مسلمانوں کے درمیان سمجھوتہ ہو جائیگا اور کہا ہے کہ ایک دفعہ پھر شوکت علی صاحب برادرانہ محبت کے ساتھ پیش آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سمجھوتہ کی مختلف تجویزوں پر اچھی اسپرٹ میں گفتگو ہوئی اور اب یہ مختلف جماعتوں کی ورکنگ کمیٹیوں میں غرض منظوری پیش کی جائیں گی۔ ختم فیصلہ کے لئے جون کے پہلے ہفتہ میں پھر اجتماع ہوگا۔

اگر مولانا شوکت علی نے واقعی اچھی اسپرٹ کا اظہار کیا ہے اور پھر کسی مخالفانہ

تماشائے فضل کرم دیکھیے

الٰہی تیرا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ تونے مولوی کے ۴ سال ایسی حسن و خوبی سے گذروا دیے کہ ہر سال تیرے فضل سے ترقی اور کامیابی اپنے ساتھ لے کر آیا، مولا کس منہ سے تیری حمد کے گیت گاؤں کہ تونے مولوی کو ایسے معاون بخشے، کہ جو تجھ سے اور تیرے حبیب سے رشتہ جوڑنے کے لیے تیرے خالص دین کی حمایت میں کمربستہ ہو گئے، اللہ اللہ ایسی ناچیز ہستی، ایسی ناکارہ ہستی اور ایسی ذلیل ہستی سے تونے وہ کام لے لیا جو ہندوستان کی مہتم بالشان انجمنیں اور سربرآوردہ اکابرین کی جماعتیں بھی دین حنیف کی اتنی بڑی خدمت نہ کر سکیں، کہاں مولوی جیسا بے مایہ بے سرمایہ پرچہ اور کہاں اس کے پندرہ ہزار پرجوش معاون، مولا تیری باتیں تجھے ہی سزاوار ہیں، الحمد للہ والشکر للہ سبحانک اللہم

برادران ملت! دیکھا آپ نے آپکی نیک کمائی کا ایک روپیہ ملت اسلامی کی تبلیغ و توسیع میں کیا درجہ رکھتا ہے اسی ایک روپئے نے پندرہ ہزار نہیں اگر ایک ایک پرچہ کو تین بھائی بھی اوسطاً پڑھ لیتے ہوں تو پچاس ہزار مسلمانوں کو فقہ اسلامی کا عالم، حدیث قدسی کا ماہر، معارف قرآن کا عارف اور سیاست و مدن کا واقف بنا دیا۔ اور اسطرح کہ ان میں سے کسی بھائی نے نہ دارالعلوم دینی میں زانوئے ادب تہ کیا، اور نہ مجالس سیاسیہ میں کوئی ڈیلیگیٹ بنا، لیسے غیر محسوس طریقے سے وہ اوامر اسلام کا تابع اور سیاسیات ملکی کا لیڈر بن گیا، کہ خود اسے بھی خبر نہیں ہوئی۔ دیکھی آپ نے اپنے ایک روپیہ کی اعجاز نمائی، کہ مولوی کا پہلا پرچہ ایک روپیہ سال میں صرف بیس صفحہ کا شایع ہوا تھا، اور آج اسی ایک روپیہ میں ۶۰ صفحہ کا پرچہ شایع ہو رہا ہے، جب بھی روپیہ سولہ آنے کا ہی تھا، اور اب بھی اتنی ہی قیمت کا ہے، پھر کیا چیز تھی جس نے آپکے ایک روپیہ کو اتنا اہم کر دیا، یہ سب آپ کی حسن نیت اور خلوص وللہیت تھی جس کے فضل خدا شامل حال تھا، ورنہ ایسے ایک روپیہ کا مصرف آپ کے ہاں خدا معلوم کتنی فضولیات کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے، اگر آپ کے نزدیک آپکی نیک کمائی کا یہ روپیہ صحیح خرچ ہوا ہے تو پھر اپنے ہر واقف ہر رشتہ دار کو میرے شریک کار کر دیجیے، اور دیکھیے کہ آیندہ یہ ایک روپیہ خدمت دین کے کیسے انوکھے طریقے اختیار کر لے ۔ اور آج حبیب پاک کی محبت کا دم بھر کر اٹھیے، اور ہر بھائی یہ تہیہ کر کے اٹھے کہ کچھ بھی ہو رسول نمبر ۱۳۵۵ھ کے پانچ خریدار فراہم کیے بغیر بیٹھے گا ہی نہیں، واللہ اگر یہ حقیقت عیاں ہو جائے کہ آپ کی یہ کوشش کیا اجر رکھتی ہے، تو آپ میں کا ہر فرد اپنی تمام پونجی اس دینی خدمت کے لیے وقف کر دے۔ اٹھیے اٹھیے اور یقین کیجیے کہ آپ کی یہ خدمت دینی ہر حسن کام سے زیادہ

مضامین

حیات طیبہ رسول کریم کے متعلق مضامین نگار بھائی زیادہ سے زیادہ ۲۰ محرم تک تمام مضامین بھیجدیں اس کے بعد کے آئے ہوئے مضامین بشرط حیات آیندہ سال کام آسکیں گے اس لیے جس قدر بھی جلد ممکن ہو نظم و نثر کے مضامین بھیج دیجیے۔ مضامین میں مولوی کی رفعت اور شان کا لحاظ رہے، اور کوئی مضمون ۲ صفحہ سے کم کا نہ بھیجیے، چھوٹے مضامین اکثر بحث کے لحاظ سے تشنہ رہ جاتے ہیں،

جن حضرات کا چندہ اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو گیا ہے ان کو اطلاعی خطوط ۲۰ محرم سے بھیجے جاینگے، وہ نہ صرف اپنا چندہ روانہ کریں بلکہ لازماً کم از کم دو اور خریدار سے دو روپے وصول کر کے تین روپے منی آرڈر بھیجدیں، تاکہ رسول نمبر کا کاغذ خرید اجاسکے یقین کیجیے کہ بس آپکے ہی روپے کا انتظار مولوی کی ضروریات روکے رکھیگا، اسی چندہ کی وصولی پر رسول نمبر کی بہتری اور وقت پر شایع ہونے کا دار و مدار ہے، اس کو واقعتاً صحیح تصور فرمائیں، میں ہر بھائی کی طرف سے تین روپے کا منی آرڈر وصول کرنے کے لیے چشم براہ ہوں،

تاہم **توقعات کی روشنی** میں ایک تاریکی یہ بھی ہے کہ آپ خود بھی آیندہ معاونت نہ فرما سکیں تو خدارا اس کی اطلاع معہ نمبر خریداری کے دیدیں تاکہ آپ سے مفارقت کا اندراج ہو جائے ورنہ حسب معمول عید میلاد سے پہلے ان تمام بھائیوں کے نام جنھوں نے نہ منی آرڈر بھیجا ہو، اور نہ مفارقت کی اطلاع دی ہو ۱۲ کا وی پی روانہ ہو گا، پھر اگر وہ واپس ہو گیا تو ۳۰ کا نقصان فی وی پی ہوگا، اور یہ ایسا چرکا ہو گا جس کی ٹیس خدا معلوم کب تک ان بھائی کی غم افزائی کو تازہ رکھے گی اور اب کے میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ جہاں مولوی کی اعانت کرنے والوں اور خریدار فراہم کرنے والے بھائیوں کے نام نامی دعا کے ساتھ شایع ہوتے ہیں وہاں ان وی پی واپس کرنے والے بھائیوں کے نام بھی شایع کر دوں تاکہ اگر ناظرین مولوی اور مالکان مولوی چاہیں تو ان بیدرد بھائیوں کے لیے تھوڑی سی بد دعا بھی کر دیں، تاکہ یہ بھائی اس ایذا رسانی سے تائب ہو جائیں خدا کرے کہ اس کا موقعہ نہ آئے،

اطلاعی خطوط جو آپ لوگوں کے پاس پہنچیں گے ان کے سرنامہ پر نمبر خریداری لکھا ہوگا، اس کا حوالہ منی آرڈر یا مفارقت کے خط پر اشد ضروری ہے، خدارا اس کو نہ بھولیں ورنہ دو منی آرڈر اور خط دو نوں بے کار سے ہو جاتے ہیں، نمبر خریداری کا لکھنا بہت ہی ضروری ہے،

اب معاونین مولوی کے لیے دعا فرمائیے جنہوں نے گذشتہ مہینے اپنی پرجوش سعی سے جدید خریدار فراہم کیے اور اسطرح مولوی کو مالی مصیبت سے بہت حد تک نجات دلوائی، خدایا تو ان کی ایسی ہی مدد فرمائیو وہ تیرے کام میں ممد ہوتے ہیں، اللہم حصل مرادھم بالخیر اللہم انصر من نصر دین محمد

خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے بلکہ لکھ لیجیے

کہ

صفر ۱۳۵۵ھ کا پرچہ شایع نہیں ہوگا بلکہ صفر و ربیع الاول کا مجموعہ

رسول نمبر سنہ ۱۳۵۵ھ

انشاء اللہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ کو شایع ہوگا، اس لیے صفر کے پرچہ کی طلبی کے لیے کوئی بھائی خط نہ لکھیں، اس اعلان کے بعد صفر کی طلبی کے خطوط کا جواب نہیں دیا جائیگا، نوٹ کر لیجیے کہیں آپ اس عدم جوابدہی سے خفا ہو جائیں،

اس سال سرکار رسالت کا یہ نذرانہ کیا ہونا چاہیے

یہ تو شیدایان حبیب کے فیصلہ کرنے کی چیز ہے جیسی آپ مدد فرمائیں گے، ویسا ہی یہ نذرانہ ہوگا، جی تو خدا جانے کیا کیا چاہتا ہے کاش میرے پاس روپیہ ہوتا تو دکھلاتا کہ بارگاہ رسول کی یہ پیشکش ہندوستان کے غریبوں کی طرف سے کیسی شاندار ہوتی، اب آپ کے ہاتھوں سے آنکھیں لگی ہوئی ہیں، کیا واقعی یہ بہت دشوار ہے کہ آپ پانچ پانچ خریدار فراہم کر لیں، اور ایک مہینہ میں صرف پانچ پانچ روپے جمع کر کے بھیجدیں، محترم بھائیوں ایک روپیہ کا تو فقط رسول نمبر ہوتا ہے، کیا آپ تین خریدار سے پہلے رسول نمبر کا تذکرہ کر کے آمادہ کرنے میں کامیاب نہ ہونگے، اٹھیے خدارا اٹھیے

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب بابو نثیر علی صاحب پوسٹل کلرک تبلوا	۵	جناب محمد علی صاحب سررشتہ دار بہاولپور	۶	جناب غلام محمد صاحب راتھر گاندربل	۱	جناب مولوی سید محمد صاحب بارہ مولا	۱
” محمد بشیر صاحب گجرات	۲	جناب مولوی احکام اللہ صاحب براہوئی	۱	” حاجی بشیر احمد صاحب پشکر	۱	” محمد سیف اللہ صاحب بنوں	۱
” محمد شہاب الدین صاحب آگرہ	۱	” عبدالحق صاحب ساوڑاں بہاولپور	۲	” مولوی محمد یوسف صاحب راولپنڈی	۹	” مولوی نذیر احمد صاحب بستی ہاتھی	۲
” غلام غوث خانصاحب جھنگ	۱	” محمد صدیق صاحب مہالران	۱	” مولوی محمد اعظم صاحب بفہ ہزارہ	۲	” ایم مظفر الدین صاحب ملتان	۲
” قائم الدین صاحب کوٹ چھٹہ	۲	” عبدالحمید صاحب تاجر حرم ایوت محل	۱	” محمد اسماعیل صاحب مدرس سلطان شاہی	۲	” محمد فتح حسن صاحب اجین	۲
” ایس اے مجید صاحب نوشہ	۱	” ملکام محی الدین صاحب	۱	” فدا حسین صاحب وکیل درگاہ اجمیر	۴	” عبدالغفور صاحب گنج ڈونڈوارہ	۳
” انعام الحق صاحب انارکلی متھرا	۱	” مولوی عبدالحمید صاحب چٹاگام	۱	” مولوی محمد اعظم صاحب وکیل پربھنی	۳	” فیاض الدین حسین صفی پور	۲
” سید محمد اشرف علی صاحب لکشمی گنج	۱	” مالک امیر اینڈ کو آگرہ	۱	” عبداللہ بیگ صاحب مانوان	۲	” شیخ برکت علی صاحب ملاکنڈ	۱
” غلام حسن صاحب چشتی نظامی نظام آباد	۱	” محمد ہدایت اللہ خاں صاحب الہان مئو	۲	” ویدم غلام رسول صاحب کلکت	۱	” میرزا محمد عظیم صاحب چغتائی رائے پور	۵
” نظام الدین صاحب خاکی	۱	” جناب شاہ محمد صاحب قریشی بستی ملوک	۲	” نفیسہ حسین نفیسہ علی صاحب جیجرہ	۲	” عبدالرحیم صاحب پشاور	۱
” احمد خاں صاحب چیکر اجین	۱	” حشمت خاں صاحب دھنکاول	۳	” ایچ اے محی الدین شریف حسن	۲	” عبدالقادر صاحب حیدرآباد	۱
” اصغر علی بیگ صاحب پٹہ دل متھرا	۲	” حمید ار محمد یعقوب صاحب اندور	۱	” سکندر بیگ صاحب اجین	۲	” بابو محمد رمضان صاحب تونسہ	۳
” احمد محی الدین صاحب بیکو	۱	” احمد حسین صاحب امراوتی اورنی	۱	” محمد عاشق علی صاحب وکیل اندور	۳	” اکبر علی خاں صاحب بنگلور	۱
” بابو مہتاب علی خانصاحب سون پور	۱	” عبدالرزاق صاحب رائے بریلی	۱	” مولوی محمد یوسف صاحب گاسیاڑی	۱	” غلام حیدر صاحب دہروتی کشمیر	۳
” ایم اے ستار صاحب بنگلور	۲	” سردار محمد صاحب جالندھر	۱	” مولوی عبدالغنی صاحب منہیال	۴	” شیر محمد صاحب مدرس	۱
” عبدالقادر صاحب پٹواری بڈہ بیڑ	۲	” محمد بیگ صاحب گدوال	۱	” جناب محی الدین صاحب رحمانی گیا	۲	” سبحان علی صاحب گارڈ بنارس	۱
” سید پیر مزمل اللہ شاہ صاحب سیالکوٹ	۱	” دلیل الرحمن صاحب منگڈو	۱	عبدالرحمن صاحب پٹرول ملانوان	۴	” محمد علی صاحب مونگیلی	۲
” غفور خانصاحب الہ آباد	۱	” ارتضی خان صاحب کیولاری	۱	” حضرت صاحب مرعید چکیا	۲	” محمد غوث صاحب دہارواڑ	۲
” محمد ابوسعید صاحب سہری گیا	۱	” مولوی محمد علی حسن مظفرپوری رتوا	۳	” حکیم سید محمد اشرف صاحب بدہالی	۱	” ایوب خاں صاحب چنار	۲
” ڈاکٹر رمضان علی صاحب سری نگر	۲	” رونق حسین صاحب بھڑائچ	۲	” عبدالغفار صاحب ہیل بنگلور	۲	” محمد اشرف خاں صاحب موتی پور	۱
” عبدالشکور صاحب گوداوری مدراس	۱	” مولوی عبدالخالق صاحب لبشندور	۱	” عنبر خانصاحب چپراسی کہنادہ	۲	مولوی فضل الدین صاحب پوسٹماسٹر خانقاہ	۳
” غفور الدین صاحب موہن پور	۱	” سید ریاض علی صاحب چھاؤنی اندر	۲	” سید حسین صاحب ترمذی گدوال	۲	قاضی عبدالغفار صاحب مین پوری	۱
” سید علی شاہ صاحب مذنا پور	۳	” شیخ خدابخش صاحب مغل سرائے	۲	” جناب میرزا عباس حسین صاحب الہ آباد	۲	عبدالحمید صاحب سکندرآباد دکن	۴
” فہیم الدین صاحب ڈرائیور بھوپال	۱	” محمد حسین صاحب محمد حیات لالہ موسیٰ	۱	” سراج الدین صاحب رانسین	۲	سید ابراہیم علی صاحب ہزاری باغ	۱
” منظور احمد صاحب ٹاؤن ہال بریلی	۱	” شیخ کریم صاحب چپراسی بیجاپور	۱	” فیاض اللہ صاحب رنگون	۲	” غلام محی الدین صاحب جگیہ	۳
” شیخ الہی بخش صاحب دروازہ بیکانیری	۱	” عبدالصمد صاحب ٹیلر غازی پور زمانیہ	۱	” عبدالرحیم صاحب مچھلی شہر	۲	” شیخ محمد حسن صاحب حیدر نگر	۱
” میر امام صاحب سنوا پیٹ	۲	” سید برہان الدین صاحب ٹریلکین	۱	” شیخ محمد صاحب بالاپور	۳	” فتح محمد صاحب راجکوٹ	۱
” ولی محمد صاحب چک نمبر ۲۹۲ لائل پور	۲	” ڈاکٹر فیض احمد صاحب جمن	۱	” خلیل الرحمن صاحب صفی پور	۲	” عبدالرحمن صاحب میاں چنوں	۱
” بابو نوشاد علی صاحب تھانہ بلیا	۲	” محمد سعید خاں صاحب باوڑہ	۱	” مولوی خدابخش صاحب پشاور	۴	” مولوی ریاست علی صاحب سیلانی	۱
” سید شاہ ولی سجاد صاحب بہار شریف	۲	” مولوی محفوظ ستم صاحب	۱	” محمد یعقوب خاں صاحب پٹواری	۳	” مولوی طرہ خاں صاحب پٹن خورد	۲
” خواجہ عبدالرحمن صاحب گھنڈ لاہور	۲	” مستری کرم دین صاحب پنجابی شاکر	۳	” محمد یاسین صاحب پٹواری سیدھوا	۳	” عبدالعزیز صاحب کلڈانہ	۲
” مولوی کلیم اللہ صاحب ٹنگہ	۲	” محمد شعیب صاحب تعلقہ عنبر اورنگ آباد	۷	” محمد احمد شاہ صاحب اناؤ	۱	” محمد نور صاحب سب انسپکٹر ملتان	۲
” عبدالشکور صاحب راولپنڈی	۲	” محمد شیخ کلو صاحب مقام کھرگون	۳	” مولوی فتح اللہ صاحب کہنڈازالی	۱	” سید پیر شاہ صاحب مظفر گڑھ	۲
” میر احمد علی صاحب نقشبندی ملال پور	۱	” ایم خلیل الرحمن صاحب کشن گنج	۱	” محمد ابراہیم صاحب عبدالمجید صاحب جالنہ	۱	” منشی عبدالکبیر صاحب دیگھا نگر	۱
” ایم عبدالعزیز صاحب احمد آباد	۱	” عبدالحمید خاں صاحب صمصان	۱	” ڈاکٹر محمد فاضل صاحب کالرا	۳	” محمد شاہ عالم صاحب سررشتہ دار	۱
اکرام حسین صاحب بھوپال	۱	” محترمہ اقبال بیگم صاحبہ راولپنڈی	۱	” محمد سلیم خاں صاحب رہتاس	۲	” خدا بخش صاحب سب انسپکٹر کہاڑہ	۱
قاضی [illegible] احمد صاحب مراد آباد	۲	جناب شیخ غلام محی الدین صاحب لائلپور	۵	” سید ابراہیم سید نظام الدین صاحب [illegible]	۱	” سید بدرالدین حسین میاں صاحب بمبئی	۲
ابراہیم محمد قاسم صاحب جمانیہ سورت	۲	مولوی خلیل احمد صاحب بہادرپور	۱	” کے عبدالرحیم صاحب ڈوگرہ	۱	باقی آئندہ انشاءاللہ	

اتنا سستا ایسا اچھا مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا قرآن شریف آپ نے دیکھا ہے

اصلی عجیب شان کا قرآن

کتابت بلحاظ خوشنویسی ہندوستان ہی نہیں ایران ومصر تک میں بے نظیر ہے۔ بلحاظ چھپائی بھی ہندوستان کے ہر چھاپہ خانہ سے اعلیٰ ہے۔ کاغذ معمولی ہے اس قرآن شریف میں یہ خصوصیت ہے کہ ترجمہ کی سطر متن سے بڑی ہے تاکہ ترجمہ سادگی کے ساتھ پڑھنے میں آجائے مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ چونکہ تمام ترجموں میں زیادہ مفصل ہے اس لئے اس کے اہتمام کے بغیر قرآن شریف بہت گنجان ہوتا ہے اور چھپائی ذرا بھی خراب ہو تو پھر پڑھا نہیں جاتا۔ اس قرآن شریف کے ترجمہ کا ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے ترجمہ میں یہ بھی اہتمام ہے کہ کسی لفظ کا بھی ترجمہ دوسری سطر میں نہیں آیا ہے، حاشیہ پر بیان القرآن تفسیر حضرت مولانا اشرف علی ہے فوائد اور شان نزول اور توضیحات ہیں۔ ابتدا میں ایک مختصر مقدمہ ہے جو قرآن شریف کے متعلق ضروری ہدایات پر حاوی ہے۔ کتابت میں سب سے بڑا اہتمام یہ ہے کہ حروف علیحدہ اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک ہیں ذرا بھی ہٹے ہوئے نہیں ہیں۔ اور کتابت کی یہ بہت بڑی خصوصیت ہے کہ ایک اردو پڑھا ہوا آدمی جس نے قرآن شریف پہلے نہ پڑھا ہو صحیح پڑھ لے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب حروف علیحدہ علیحدہ اور اعراب بالکل برجا ہوں۔ نمونہ کی جو سطریں اوپر ہیں یہ اصل قرآن کا چربہ ہے۔ پورے قرآن شریف کی تحریر ایسی ہی علیحدہ علیحدہ اور اسی طرح اعراب صحیح لگے ہیں (خدا کرے یہ نمونہ بالکل ٹھیک چھپ جائے) اصل قرآن شریف کی چھپائی کا اندازہ اس اشتہار سے نہ کیجئے گا۔ قرآن شریف کی طباعت بہت ہی صاف اور روشن ہے۔ اگر آپ کے پاس دس قسم کے قرآن شریف ہوں تو انشاء اللہ یہ قرآن شریف سب میں نمبر ہوگا صحت کا اہتمام جیسا ہوا ہوگا وہ تو اس کی چھپائی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک آسان نظریہ یہ ہے کہ اگر کتابت کشادہ ہو تو غلطی کا امکان بہت کم رہتا ہے۔ غلطی عام طور پر اعراب کی ہوتی ہے لیکن چونکہ اعراب ٹھیک حروف پر لگے ہوئے ہیں اس لئے اب ہو ہی نہیں سکتی۔ الحمد للہ اس میں ایک غلطی بھی نہیں ہے۔

اب ہدیہ سنئے آپ متعجب ہو جائیں گے کہ دفتر حمیدیہ پریس میں اتنے سستے قرآن شریف کیونکر مل جاتے ہیں۔ ایک جلد خلاف چرمی نیم پشتہ دو روپے (عہ) محصول الگ چار جلد مجلد چرمی پشتہ نقرئی کار دس روپے معہ محصول ڈاک۔ چار منگانے میں محصول کا فائدہ ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

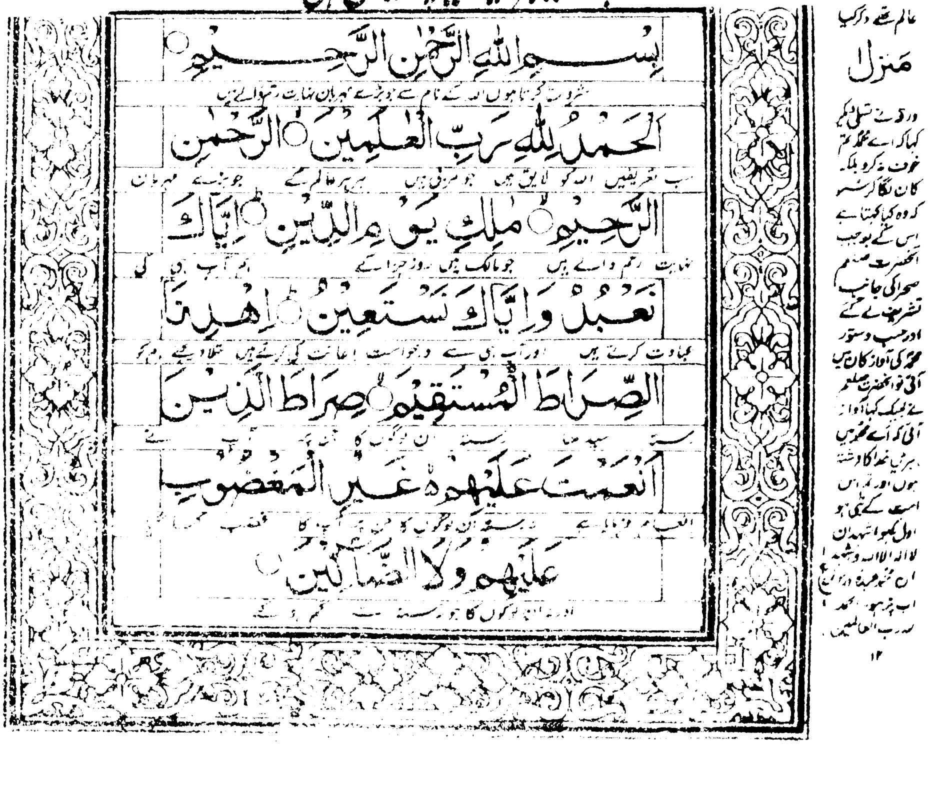

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِیۡمِ ۙ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ اِیَّاکَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِہۡدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ

[illegible]

اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

[illegible]

عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

عالم سفلے ذکر کیا

منزل ۱

ورقہ نے تسلی دیکر کہا کہ اے محمد تم خوف نہ کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بموجب آنحضرت صلعم صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور حسب دستور محمد کی آواز کان میں آئی تو آنحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبرئیل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ اب پڑھو الحمد للہ رب العالمین۔ ۱۲

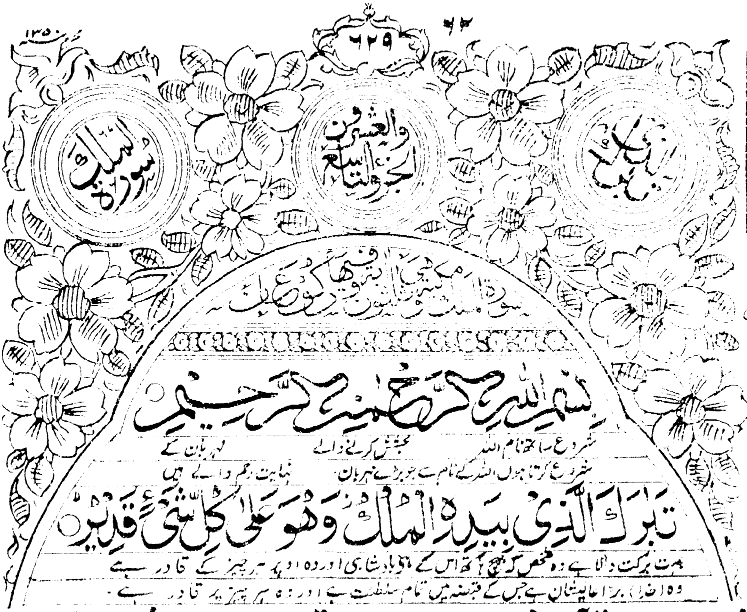

۲۲۲۰۵	۲۲۱۹۸	۲۲۲۱۰
۲۲۲۰۰	۲۲۲۰۳	۲۲۱۹۶
۲۲۱۹۵	۲۲۲۱۱	۲۲۱۹۴

سورہ تبارک الذی بیدہ الملک سے (۱) امام ترمذی حضرت ابن عباس رض سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ یہ سورت [illegible] عذاب سے بچانے والی اور نجات دینے والی ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے نجات دے دے گی (۲) حاکم حضرت ابن عباس سے حدیث نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کے دل میں تبارک الذی بیدہ الملک ہو (۳) امام نسائی حضرت ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص رات کو یہ سورت شریف پڑھ لیا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے نجات دیگا۔ اتقان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ۙ﴿۱﴾

بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اس کے ہے بادشاہی اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

وہ (خدا) بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

اکیاون خوبیوں والا قرآن شریف مترجم بہ دو ترجمہ مصدقہ و مفسرہ علامہ حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب مدظلہ

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دلی میں چھپیس سال چاہیے قرآن شریف نہیں ہوا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف آپ بھول جائیں گے تیار ہو کیس دلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قلم اور خوشخط قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل ۵۱ خوبیاں ہیں (۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں (۸) حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات حفاظ و قراء نے اس کی مزید صحت کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے کہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۴) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں (۱۵) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۶) فضائل قرآن (۱۷) سورتوں کے خواص (۱۸) سورتوں کے پڑھنے کے طریقے (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط (۲۰) الزامات کی تردید (۲۱) کلام الٰہی کو معقول طریقہ پر ثابت کیا ہے کہ یہ خاص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۲) بہشت اور دوزخ کے بیانات قرآنی آیتوں سے اقتباس (۲۳) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالے سے (۲۴) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن شریف نے ان کی کیونکر کایا پلٹ دی (۲۵) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۶) یا معنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں اجر کا مستحق ہے (۲۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر معارف (۲۸) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۲۹) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا ذکر سورہ انفال اور سورہ توبہ میں ہے (۳۰) علالت و وفات سرور کائنات (۳۱) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی (۳۲) فضائل بسم اللہ و اعوذ (۳۳) قرآن شریف کی پیشگوئیاں (۳۴) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۵) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھنے کے فضائل (۳۶) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۷) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۸) خواص القرآن (۳۹) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہئے (۴۰) وہ آیتیں اور الفاظ جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۱) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۲) تقطیع متوسط ۲۲×۲۹ کاغذ ۲۲ پونڈ والا (۴۳) ہر شخص کی [illegible] قرآن شریف ہے (۴۴) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دلی کے موجودہ سب قرآنوں سے بہتر (۴۵) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی نہیں نکلی اور جلد نقرئی کارچوبی (۵۱) [illegible] بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود ان خوبیوں کے اور تفسیر کے اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود ان خوبیوں کے اور بہترین چھپائی کے قیمت مجلد ہدیہ کامل صرف چار روپے محصول ڈاک صرف ایک روپیہ علاوہ

غور فرمایئے [illegible] کا قرآن ایسا اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن ضرور منگانا چاہئے کیونکہ اڈیشن بہت جلد ختم ہو رہا ہے اور رمضان سے پہلے [illegible] ہوگا [illegible] نہیں ہے کتابت دار چھپائی کا اندازہ اس صفحہ سے کیجئے کاغذ ولایتی [illegible] اور قرآن شریف کی چھپائی اور [illegible] جس کو بہت کافی روشن اور دلکش ہے کسی والد کے واسطے یہ قرآن دیکھ کر [illegible]

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ
اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا
اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ
اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا

خوشنما سولہ سطری

معری قرآن مجید جو ابھی چھپکر طیار ہوا ہے ہر بچہ کو پسند ہے اس
کہ اس سے پہلے ایسا اچھا قرآن شریف چھپا ہی نہیں

دعوی

ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف ابتدائی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس زمانہ [illegible] صاحب نے کتابت کا کمال اس قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف کرنا نہیں پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں [illegible] الفاظ کے درمیان [illegible] وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی [illegible] کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا [illegible] دعوی ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں [illegible] منٹ میں یاد کرے گا اور [illegible] اس قرآن شریف میں کبھی غلطی نہیں پڑے گا اور یہ بھی دعوی ہے کہ [illegible] اس قرآن شریف کا ایک ورق کا پڑھنا [illegible] بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا [illegible] قرآن شریف میں [illegible] اور یہ بھی دعوی ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو آسانی پڑھ لیں گی [illegible] نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع [illegible] نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے۔ اصل قرآن شریف [illegible] بہتر ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ [illegible] اختلاف قرات جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے [illegible] قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن [illegible] حفاظ صحیح اور قرآن کی ضمانت کی مہر ہے اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں۔

چھپ گیا [illegible] دعوی [illegible] کہ معری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں [illegible] کوئی قرآن شریف نہیں چھپا ہوگا انشاء اللہ [illegible] اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد [illegible] انشاء اللہ [illegible] الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں [illegible] قرآن شریف [illegible] قرآن کا ہدیہ بہت سستا ہے ایک جلد بلا جرمی ڈیڑھ روپیہ [illegible] جلد پارچہ انگریزی پانچ جلد مجلد پارچہ [illegible] سات روپے [illegible] تیرہ روپے محصول ایک جلد [illegible] پانچ جلد پر [illegible] دس جلد [illegible] لیکن [illegible] زیادہ [illegible] خریداری [illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

روز محشر کہ جان گداز بود اولین پرسش نماز بود

نماز پڑھنی ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری رکن ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی، اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوجائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہوجائیں گے اس ضرورت کے لیے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھنے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہونگے

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اسقدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شایق ہو جاتا ہے، قیمت ۲ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں دیکھئے تو العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تاکید نماز کے لیے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ر

نمازوں کی کتاب جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہوجائے اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھنے اور بچوں کو پڑھانے بیوی کو پڑھایئے، بڑوں کو سمجھایئے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہوجائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے، قیمت صرف تین آنے ۳ر

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لیے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی لغزش سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں، اور روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہوجائے، بہت عمدہ کتاب ہے، قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہوگیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے تھے سبحان اللہ نمازیں انکی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری کا موجب تھیں، دین ہی نہیں دنیا کے ہزاروں فائدے اسمیں مضمر ہیں، یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہیے کیونکہ اسمیں کہانیاں ہیں اس لیے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے قیمت ۲ر یہ سب کتابیں ایک ساتھ ہی فروخت ہوتی ہیں اس لیے مزید رعایت یہ ہے کہ پانچوں کتابیں ایک ہی جلد میں مجلد کرا دی ہیں، قیمت مجلد کامل صرف ایک روپیہ ضخامت پانچوں کتابوں کی تقریباً دو سو صفحات ہیں محصول ڈاک ایک جلد پر ۵ر دو جلد پر ۹ر تین جلد پر ۱۰ر جو صاحب ثواب میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لیے محصول کی رعایت ہے بشرطیکہ کم از کم دس جلدیں کامل خریدیں، ان کو دس روپے کا منی آرڈر بھیجنا چاہیے

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

بالکل آسان اردو میں وعظ کی ایک بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس ۱۲

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شایع کی ہے، اور دعوے ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے، چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم، ربیع الاول، ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں، اور انہیں خاص طور سے بیرونجات کے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں، اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں طیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہوسکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں،

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت، یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف قولوا آمنا باللہ لفظاً ہی نہیں مانیں، بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں

دوسری مجلس "توحید الٰہی" یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہوسکتا ہے، اہرمن و یزداں، باپ بیٹا روح القدس، اور ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے جھنجٹ سے خدا پاک ہے، وہ ایک ہے اور اکیلا ہی رہیگا۔

تیسری مجلس "شمع توحید کے پروانے" یہ مجلس بہت ہی جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور ہمارے اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس "نبوت و رسالت" اسمیں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے،

پانچویں مجلس "ختم نبوت" اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم ؐ کے ساتھ خدائی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہوگیا، الیوم اکملت کی تفسیر بھی ہے

چھٹی مجلس "فضائل رسول" اسمیں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ساتویں مجلس "اسوہ حسنہ" رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر انسان پر واجب ہے اس کی ہی تشریح اس مجلس میں ہے،

آٹھویں مجلس "محبت رسول" اس میں رسول کریم کی محبت کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اسمیں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لیے قابل تقلید ہے

دسویں مجلس انسانی وحدت اور اسلامی مساوات اسمیں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں

گیارہویں مجلس "اسلام میں عورت کے حقوق" وہ مادی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں

بارہویں مجلس "واقعات کربلا" یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت بہت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں، گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے، کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا ہے۔

ضخامت دو سو صفحات کتاب مجلد ہے، اور قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۵ر کل عہ ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب اچھے اور بروں میں امتیاز ہو جائے گا جب وامتازوا الیوم ایہا المجرمون کا نعرۂ جگر شگاف برائیوں اور بھلائیوں ظالموں اور عادلوں نیکو کاروں اور گناہ گاروں مسلمانوں اور کافروں عالموں اور جاہلوں زاہدوں اور رندوں کو کائی کی طرح پھاڑ کر علیحدہ علیحدہ کر دے جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب اس وقت یہ بات قابل شنوائی نہ ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے یا ہم نے اس کو جرم ہی نہ سمجھا کہ نہیں کیا یا ہم کو کوئی بتانیوالا نہیں تھا ہم میں مذہب کی معلومات کی قدرت نہیں تھی کیونکہ **قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کرسکتی** مگر جب اس کا فضل ہو جائے اس کی رحمت سہارا ہو جائے لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں کہ سب کچھ کرتے ہیں اور واقفیت نہیں پیدا کرتے مذہبی معلومات سے ہمارے کتبخانہ خالی ہیں خاص مذہبی کتابوں سے ہمارے مطالعہ محروم ہیں تو مسائل شرعیہ ہمارے حافظہ سے مفقود ہیں اے کاش ہم مسلمان ہو کر اسلام کے لئے کلنگ کا ٹیکا نہ بنتے ہمیں ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر سے ہمیں ذوق ہے تو عشقی کتابوں سے غزلوں سے ناولوں سے بے سر و پا افسانوں سے اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور اگر وہ بھی ہر روز نہ ہو سکے تو دوسرے اور تیسرے روز یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات پڑھانے کے لئے وقف کر دیں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو ضرور پہنچ جائے کہ احکام شریعت سے واقف ہو جائیں مصروف مسلمانوں جس پر تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لئے خدارا کچھ تو وقت نکالو بڑی بڑی ضخیم عربی کتابیں نہ پڑھو ادق اور غیر مانوس قابل تفہیم پرانی اردو کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ تو ایسی کتاب تو پڑھ لو جو صدہا عربی کتابوں کا عطر ہے جو ہزارہا پرانی عربی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زمانہ کی اردو زبان میں سب سے زیادہ اہم اور مستند حنفی عقائد کا بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو ایک دفعہ آپ نے پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہے جو آپ کے ذہن نشین نہ ہو جائے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جیبی انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے **اسلامی تعلیم ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔ قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ ۲؏**

باب العقاید
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اولیاء اللہ
کتب الہیہ
صحابہ کی تعلیم
فقیہ صحابہ کون تھے
تدوین مسائل
صحابہ نے اصول فقہ کے کس قدر مسائل ایجاد کئے
فرشتے ملائکہ
کفر و ایمان
قضاء و قدر
قیامت نفخ صور
محشر حساب و کتاب
جنت دوزخ پلصراط

باب الطہارت
وضو کا بیان
غسل کا بیان
موجبات غسل اور پانی
جھوٹے پانی
تیمم کا بیان
تیمم کی سنتیں
کس چیز سے تیمم ٹوٹتا ہے
موزوں پر مسح
مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے
اعضائے وضو پر مسح
صاحب عذر کا بیان
نجاستیں
نجاستیں پاک کرنا
استنجے کا بیان
حیض و نفاس کے احکام

کتاب الصلوۃ
اذان کا بیان
نماز کی شرطیں
نماز کے فرائض
نماز کے واجبات
نماز کی سنتیں
مستحب
احکام قرائت
قرائت کی غلطیاں
احکام امامت
لائق امامت
مسائل نماز
مسائل جماعت
نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز کو توڑنے والے اسباب
نماز میں بولنا
نماز کے سامنے سے گذرنا
مکروہات نماز
نماز توڑنی کب درست ہے
جمعہ کے احکام
جمعہ کی شرطیں
نمازوں کا بیان
عیدین کی نماز
سجدہ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت
کسوف و خسوف
نماز استسقا
نماز خوف احکام مسجد
جنازہ کی نماز
میت کے جنازہ کی روانگی
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
مسائل تعزیت
احکام شہید
کعبہ میں نماز پڑھنا

کتاب الصوم
روزہ توڑنے والی چیزیں
روزہ کی قضا مع کفارہ
مکروہات روزہ
بیان سحری و افطاری
روزہ نہ رکھنے کی سزا
جائز معذرت روزہ
نفلی روزے
نذر کا بیان
احکام اعتکاف
متفرق مسائل

کتاب الزکوۃ
چاندی سونے کی زکوۃ
اونٹ کی زکوۃ
بکریوں کی زکوۃ
زراعت اور پھلوں کی زکوۃ
زکوۃ کے مستحقین
صدقہ فطر صدقہ نفل
بیکنا جائز ہے

کتاب الحج
احکام حج
میقات
احکام احرام
بیان سحری و افطاری
مکروہات
حرم میں داخلہ
طواف حرم و طواف
مردہ
طواف کے مکروہات
طواف و سعی کے مباحات
منی کی روانگی
عرفہ کا وقوف
وقوف منی کے اعمال
حج تمتع و حج قران
حج کی قربانی
احکام حج میں قصور
جرموں کی تفصیل
قربانی کا قصور
وقوف عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
سعی میں قصور
بوس و کنار جماع
خوشبو اور تیل لگانا
احرام محرمات
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا
شکار کرنا
شکار مارنا
طلاق کنایہ
حرم کے جانوروں کو ایذا
احرام کے مسائل
سفر کے مسائل
حج فوت ہونیکا بیان
حج بدل حج نذر

محرمات
وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے
احکام ولی
مسائل کفالت
وکالت نکاح
تمام مسائل

طلاق
طلاق صریح
بے سلے ہوئے کپڑے پہننا
طلاق معلق
طلاق مریض
طلاق رجعی
طلاق مطلق
عدت کا بیان
سوگوار ہونا
شوہر کی نامردی
پرورش اطفال
حقوق بیوی
حقوق شوہر
رسوم شادی
دعوت ولیمہ
پیدائش عقیقہ

ذبائح
حرام اور حلال جانور
نشہ والی اشیا
مہمان نوازی

لباس
طلاق کنایہ
لباس کا بیان
چاندی سونے کے برتن
اور معاشرت کے تمام ضروری مسائل

حقوق
حقوق والدین
حقوق اولاد و اعزہ
میاں بیوی کا حق
رشتہ داروں کا حق
یتیم کا حق
مسکین مسافر کا حق
بیوہ ہمسایہ
مہمان میزبان
احباب مجلس مریض
میت قبر

غرضکہ تمام مخلوقات کے حقوق جو ایک مسلمان پر عائد ہوتے ہیں سب کا کامل ذکر اس کتاب میں ہے ایک کامل و مکمل مولوی ہے جو اپنے ہمنشین کو مسلمان اور سچا دیندار بنا دیتی ہے قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ ۲؏ علاوہ [illegible] ہے

پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو، خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو دوست کا ہو دشمن کا ہو چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہماری کتاب **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آفیسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن اس قدر جلد اثر ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا عامل ناکام نہیں رہ سکتا قیمت ۸ر

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم کی برکات کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہوگا کہ اس کا عامل

جو چاہے کرسکتا ہے

یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غریب ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے سینکڑوں بیماروں کو شفا دی غرضکہ ہر مصیبت میں تیر بہدف ہے

اس کا عامل صرف چند یوم میں بن سکتا ہے اگر کتاب

تحفۂ قدسی

منگا کر پڑھئے تو اسم اعظم کے خواص داخوال پر عبور ہوجائے یہ آیۃ الکرسی کی تفسیر ہے اور اس میں اسم اعظم کا بہ ہدف عمل ہے جو بہر شخص آسانی سے حاصل کرسکتا ہے

قیمت آٹھ آنے

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

زیارت رسولؐ

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدائی نہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہوں گے جو سعادت زیارت حبیب کریمؐ سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے طالع حضرت مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء ہند کو خدا اجر خالص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ فضائل اور اعمال بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات وسعادات اور اس کے فضائل اصح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اسکے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضور صلعم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی حضرت ممدوح کا بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی ہے اب بھی کوئی ایسا بدقسمت ہے جو زیارت رسولؐ سے بہرہ ور ہونے کی سعی نہ کریگا بہت ہی مفید و دلچسپ و موثر کتاب ہے قیمت آٹھ آنے ۸ر

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اسلئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اسلئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپکو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک بے اثر ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بنجائیں گے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہوجائیں گے مقدمات کی پریشانی ہے تو فاتح الرام ہوجائیں گے اور آپکی پریشانی رفع ہوجائے گی غرضکہ آپ کی مراد کی کنجی صرف **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں برآنے کے طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپکی دعا کی قبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت صرف ۸ر

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے پس تم جو خدا سے مانگو گے وہ ملتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں:۔

صلوٰۃ الرسولؐ اللہ کے قریب پہنچانیوالی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب کا ہے

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے بہترین موثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت احزاب انکے خود فرمودہ مولوی فارسی میں مناجات ہے اور مولانا روم کی تصنیف ہے سات دن کی دعائیں ہیں۔

تتمہ دعائے مقبول از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کے لئے دعا نہو اور مولانا نے اس کے مانگنے کا صحیح طریقہ نہ بتلا دیا ہو یہ نظیر حصہ ہے۔

حزب البحر مع ترجمہ و اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب ضخامت ۳۰۰ صفحات قیمت ۱۲ر

حمیدیہ پریس دہلی

رسولؐ کی دعائیں

اس کتاب میں رسولؐ کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سریع الاثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک نہ ہوا ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرتؐ نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں اور وہ دعائیں بھی ہیں جو صلحاء امت نے اپنے مریدوں کو تلقین فرمائیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پڑھائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر اور قبولیت نہ رکھیں ان کا اثر یقینی ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا۔ آداب دعا حضورؐ کی دعائیں عائشہ صدیقہؓ۔ فاطمۃ الزہراؓ۔ ابوبکر صدیقؓ۔ بریدہ سلمۃ الیسرؓ ابراہیم خلیل اللہؑ۔ ادریسؑ۔ خضرؑ۔ معروف کرخیؒ۔ عتبہ آدم علیؑ وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث عربی دعائیں پر صحیح اعراب ہیں مقابل میں ترجمہ ہے یہ بہت ہی مقبول و پراثر کتاب ہے ضخامت ۱۲۸ صفحات ہے قیمت ۸ر

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

ناموران عالم یعنی گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی

تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی جو وہ یگانہ روزگار ہیں اور تحریر میں دلنشینی مولانا کو جو نصیب ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہوا اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں

محمود و ایاز ایاز و محمود کی محبت ابو نصر مشکانی سے مشورہ ایاز کی بہن پر نظر عنایت بہرام گور اور مچھلی والے کی بیٹی کا واقعہ محمود کا بخل، نیشاپور کا ایک دولتمند محمود اور ایک قمار باز کا واقعہ محمود کی دولت سے محبت۔ محمود غزنوی کی بیماری اور موت۔

علی بیگ مصر کا ایک نامور عالم جس نے بزور شمشیر اور جانبازیوں سے اتنی بڑی مملکت تسخیر کی

عوج بن عوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ اس شخص کے وہ حیرتناک کارنامے ہیں جس سے آج بھی آدمی سنکر ششدر رہ جاتا ہے عوج کی پسلی اب بھی مصر کے عجائب خانہ میں ہے

قوم چیلڈیا اور ان کا پہلا بادشاہ نمرود اور اس کا مسلک حضرت ابراہیم کے وقت کا سچا تاریخی واقعہ

ہرقل اپنے زمانہ کا مشہور شہ زور بادشاہ جس کی حکومت بعثت نبوی میں تھی۔

ابو العتاہیہ اسلام کی دوسری صدی کا مشہور شاعر ہارون رشید کے دربار کے حالات

ابن معتبر ایک جادو بیان مقرر جس نے خلافت کے تختہ کو الٹا اور جسکو خلیفہ بنایا۔

حسان بن ثابت رسول کریم کے دربار کا شاعر جو کفار کی ہجو اور حضور کے مناقب میں ہوتی

افلاطون یونان کا سب سے زیادہ مستند اور مقبول فلسفی موسیقی کا ماہر ریاضی کا استاد بڑی شخصیت

ہنی بال یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور روما کی بہت سی لڑائیوں کا حال۔

الپ ارسلان اس کا اصلی نام محمد بن جغر بیگ طغرل ہے سلجوقیوں کی پوری تاریخ اور ان کے حالات ہیں

میر علی شیر چغتائی دربار شاہ بابر کا نامور وزیر اور اس کے حیرت خیز کارنامے مذکورہ بالا ناموران عالم اپنے اپنے وقت میں بے نظیر شخصیتیں تھیں اور ان کے حیرت خیز کارنامے اب بھی جبکہ دنیا سائنس کی وجہ سے طلسم کدہ بنی ہوئی ہے کچھ حیرت خیز نہیں ہیں ضخامت تقریباً ۳۰۰ صفحات قیمت صرف ۲ ار منیجر حمیدیہ پریس دہلی

کمالات سلف

مصنفہ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مولانا نے اس کتاب میں سلف کی اولوالعزمیوں کو اور قدیم شاہان دہلی کی رعایا نوازی کو اس آب و تاب اور طریقے سے دکھایا ہے جو انہی کا حصہ ہے فہرست مضامین یہ ہے (۱) مدینہ منورہ کی ترقی کے اسباب اور شہرت و ناموری (۲) امین کا نقلی خزانہ (۳) زوال عجم (۴) بنا بغداد اور خلیفہ جعفر (۵) مغاربہ جب اسلام کے سایہ میں آیا (۶) دہلی مرحوم (۷) دہلی اور اس کا اگلا دربار (۸) سلطنت دہلی کے بعض دیندار امرا (۹) جہاں آرا (۱۰) امیر تیمور کی سفارت بیجانگر میں۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قدیم مسیحیت

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی مولانا نے دکھایا ہے کہ قدیم زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں نے کیا برتاؤ کیا اور مسلمان عیسائیوں سے کس طرح آئے اور جس قدر اس مذہب سے جدا جدا فرقے نکلے سب کا مفصل بیان اور اس مذہب کی ترقی کے اسباب بیان کئے ہیں قیمت عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

مضامین مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی یہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ ساحرانہ معجزات و سحر نگاری کی کراماتیں ہیں جنہیں انشا پردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں۔ یہ وہ مضامین ہیں جن کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار پیدا ہو گئے [illegible] مولانا شرر کے [illegible] ہندوستان [illegible] مولانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا [illegible] نیچرل مضامین ہیں ہم نے ان کے ۵۰ سال کے مضامین جمع کر کے جاری کئے ہیں [illegible] کیا ہے کہ ہر لباس کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے اس مجموعہ میں [illegible] مضامین ہیں دنیا کی عمر دو روزہ آدمی رات اندھیری گھڑی، خودپسندی، خاموش آسمان، بہار کی شام، سرمایہ حسن، لالہ خودرو، زمانہ بیکسی شادی غم، عالم خیال، اندھیری رات، ماہ رفتہ، بہار، [illegible] گم گشتگان سلف، باغ آرزو رنج و الم، یاد رفتگان، بدنصیبی، شمع کشتہ، گوہر نایاب، پھول، ہم اور ہمارے کمالات، غم جدائی، ہوا کا جھونکا، غریب کا جھونپڑا، شمع حرم، برسات، فصل بہار، بے خودی، یہ کتاب بعض مدارس کے نصاب میں بھی داخل ہے مجلد ۱۲ ار منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی نامور خواتین جہاں حسن صورت کے مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے حسب و نسب شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا جواب اب تک مادر گیتی پیدا نہ کر سکی اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا اس میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں مغنیہ بھی ہندو بیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی اور مندرجہ بیگمات کے تفصیلی حالات ہیں۔

حمیدہ بانو، فخر النسا، عظمت النسا، آرام دل، آسائش بانو۔ آغا بیگی، ارنعم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پارتی رانی تارا بائی، رانی تلسی بائی، ارہم بائی، اکبر آبادی بیگم، اورنگ محل، آئی بیگم، بخت النسا، بہار بانو، بائی اودے پوری بائی بھگوت دیوی، بچھی بیگم، سلطانی، بی بی بائی، لاڈ ملک، رضیہ سلطانہ، بدر النسا، جانان بیگم، جانی بیگم، جودھ بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زاد بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بیگم، بی بی دودہ، دلرس بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیۃ النسا، زینت النسا، زبدۃ النسا، اختر زمانی، سلیمہ سلطان، سکندر سلطان، سلیمہ بانو حمیدہ خاتون، موتی بیگم۔ اشرف زمانی، بادشاہ بیگم۔ قدسیہ ثریا بانو۔

یہ کتاب ڈھائی سو صفحہ کی ہے اور مجلد ہے، کتاب دیکھنے کے بعد آپ صحیح معنوں سے اس سے محظوظ ہو سکتے ہیں۔ قیمت مجلد رعایتی بارہ آنے ۱۲ ار علاوہ محصول۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

چوٹی کی پچھتر حسین عورتیں

جنہوں نے اپنے حسن سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں میں ڈالی، جنہوں نے بہادر و شمع نوجوانوں کی تلواریں نیچی کر ڈالیں جنہوں نے ملک تباہ وارفتہ حسن نوجوانوں کے بیہارے جہاز اپنی چاند سی صورت پر قربان کرائے یہ وہ ۷۵ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن تھیں اور ان سب کے قلمی فوٹو اس کتاب میں ایسے کھنچے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آ جاتا ہے، کیونکہ حضرت شرر مرحوم کے لکھے ہوئے ۷۵ فسانے حسن میں اور اس لذت بھرے پیرایہ میں مرحوم نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو ہونٹ چاٹنے لگیں اور ادھیڑوں کی باچھیں کھل جائیں اور بڈھے جھرجھری لے کر جوانی یکار لیں قیمت بارہ آنے ۱۲ ار قیمت ۲۲۵ صفحات مجلد ہے۔

حمیدیہ پریس دہلی

رئیس الاحرار کے سوانح حیات (باتصویر)

مسلمانان ہند کی پچاس سالہ سیاسی تحریکات کا مرقع

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ ایسے نہ تھے کہ تمام دنیا کے مسلمان بالخصوص مسلمانان ہند کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ان کارناموں کو اپنے دل سے محو کردیں اور ان کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو اپنے حافظہ میں محفوظ نہ رکھیں جس قدر زمانہ گزرتا جائیگا مولانا محمد علی کی زندگی مسلمانوں کیلئے ایک بیش بہا سرمایہ ثابت ہوجائیگی ان کی باون سالہ حیات میں ہندوستان کے اندر عجیب وغریب انقلاب رونما ہوئے ہیں اور اس ملک کی اسلامی سیاسیات نے جو حیرت انگیز کروٹیں لی ہیں ان کا مطالعہ اگر کسی کو تفصیل کے ساتھ کرنا ہے تو اسے چاہئے کہ مولانا زندگی کے ذاتی حالات کا علم حاصل ہوجائے بلکہ وہ مسلمانوں کی گزشتہ سیاسی تحریکات اور ان کے نشو وارتقاء سے بھی پوری واقفیت بہم پہنچائیگا مولانا کی زندگی اور ان کے وصال کے بعد سے اب تک ان کی کوئی سوانح عمری ایسی شائع نہیں کیگئی تھی جو اس جلیل القدر بطل حریت کی زندگی کا صحیح خاکہ پیش کرتی ہو اور جس کے مطالعہ سے مسلمان محمد علی کی یاد کو ہمیشہ تازہ کرتے رہیں خدا کا شکر ہے کہ ہم آج اپنے آپ کو اس قابل پاتے ہیں کہ مولانا کی ایسی جامع اور مانع سوانح عمری کی اشاعت کا اعلان کردیں جو مولانا کی زندگی کے مختلف گوشوں پر حاوی ہے اور جس میں پیدائش سے لیکر بچپن لڑکپن جوانی بڑھاپے تک کے تمام واقعات ایک عجیب دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں اور جسے موجودہ عہد کے سربرآوردہ اور ایک صحیفہ نگار نے نہایت محنت وکاوش سے مرتب کیا ہے۔

چونکہ مولانا کی زندگی کے مختلف دور اپنی خصوصیتوں کے اعتبار سے ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے سوانح نگار نے ہر دور کے حالات وکوائف کو خاص احتیاط کے ساتھ قلم بند کیا ہے اور ہم نے ہر دور کے مطابق مولانا کا ایک خاص فوٹو بلاک طبع کراکر کتاب میں شامل کردیا ہے تاکہ جہاں مولانا کے خیالات واعمال کی ایک ذہنی تصویر پڑھنے والوں کے دماغ میں جاگزیں ہوتی جائے وہاں ہر دور کی شکل وصورت سے بھی قارئین کرام واقف ہوجائیں کتاب ۱۸×۲۲ کے ایک سو صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں متعدد فوٹو ہیں۔ چونکہ پہلے ایڈیشن کے لئے بہت سی فرمائشیں موصول ہوچکی ہیں اس لئے قارئین کرام کو چاہئے کہ اپنا آرڈر فوراً روانہ فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے قیمت فی جلد ۱۰؎ دس جلد للعہ ۵۰ جلدیں ۵؎ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی قوم مولانا محمد علی جیسی آزاد پیدا کرسکے تو یہ کتاب مفت تقسیم کرادیجئے۔

ملنے کا پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

نوشیرواں عادل تھا یا فاروق اعظم رضہ

وہ عجمیوں کا بادشاہ تھا اور یہ مسلمانوں کے نوشیرواں کے چند واقعات زندگی تھے جن کی وجہ سے وہ عادل مانا گیا فاروق اعظم کی پوری زندگی عدل وانصاف کا مرقع تھی ایک دو واقعے ہوں تو لکھے جائیں دس بیس موقع ہوں تو ان کا ذکر کیا جائے ہماری کیسی بدنصیبی ہے کہ ہم اسلاف کی زندگی سے بالکل بے خبر ہیں زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی ادنیٰ سے ادنیٰ خوبیوں کو بھی چار چاند لگادیتی ہیں مسلمانوں میں ہزاروں ایسے ہوں گے جو فاروق اعظم حضرت عمر رضہ جیسے بیکر خوبی کے حالات سے ناواقف ہوں گے ہنڈنبرگ نپولین فوش، لارڈ کچنر کی سپہ سالاری کا اعتراف کرنے والو ذرا فاروق اعظم کے نقشہ جنگ کو تو دیکھو ہزاروں کو دو ہزار گرز کیسی خوبی سے ملک فتح کرتے تھے نوشیرواں کا نام سنکر معترف ہونیوالو ذرا حضرت عمر کے عدل وانصاف کو تو دیکھو غلام سوار ہے اور آقا پیادہ اور موقع بھی ایسا جہاں دشمنوں کو مرعوب کرنا تھا ایک عظیم الشان فتح کا فوٹو بھی ... کرنی ہو تو الفاروق منگاکر پڑھیئے آپ ... اس خلیفہ کی زندگی ... قیمت ۱۲؎

پتہ:- **حمیدیہ پریس دہلی**

خدا کے گھر میں شیر خدا کا قتل

کس نے کیا؟ اور کب ہوا کیونکر ہوا اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب **سترہ رمضان** میں ملیگا جس میں بتایا گیا ہے کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے خارجی کون لوگ ہیں اور انہوں نے کیا کیا فتنہ وفساد برپا کئے عبدالرحمٰن اموی شیر خدا کے کیوں خلاف تھے اور پھر کس طرح راستی پر آئے اور قطام ایک خارجی عورت جو حضرت علی کے خون کی پیاسی تھی اس پر عاشق ہوکر مددگاران شیر خدا کے قتل کی جستجو میں تھا اس کے افسوسناک واقعات خولہ بنت سحنہ سے عشق ومحبت کی داستان غلام کی وفاداری معاویہ اور عمرو بن عاص کا قتل سے بچ جانا حضرت علی رضہ کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا عبرتناک انجام ذلیل مہیب فسادات اور اس کا قتل تاریخی اور علمی حیثیات دلسوز وساز وصل ہجر کے حیرت انگیز کارنامے دراصل افسانہ کی صورت میں ایک مبسوط تاریخ ہے ہر مسلمان کے لئے اس سے واقف ہونا فرض نہیں تو واجب ضرور ہے ضخامت ... ۲۰۰ صفحات ... دیکھئے ہر حصہ ۱۲؎

پتہ:- **حمیدیہ پریس دہلی**

ریگستان عرب میں بیگناہوں کا خون

کس لئے بہایا گیا کس طرح بچوں کو ذبح کیا گیا اور کیونکر عورتوں کو عالم بیکسی میں تڑپایا گیا یہ دل تڑپادینے والی سرگزشت اگر پڑھنی ہو تو **ظلم یزید** پڑھیئے اس میں ظالم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی داستان بھی ہے اور مظلوموں کی دکھ بھری کہانی بھی اس کے ساتھ ہے یزید کے عیش وعشرت کے حالات بھی ہیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں کہ تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ حسن وعشق کی داستان بھی ہے الغرض یہ کتاب اسلام کی خونی تاریخ بھی ہے اور حسن وعشق کا افسانہ بھی اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا قابل قدر مجموعہ بھی مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کے مشہور ناول کا اردو ترجمہ ہے جس کی قیمت تین روپے چار آنے ہے لیکن ترجمہ کی رعایتی قیمت صرف ۱۲؎ ہے ضخامت دو سو صفحات ہیں کتاب کا نام

مجموعہ کربلا ہے

پتہ:- **حمیدیہ پریس دہلی**

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ خواب کے نیک یا بد نتیجہ کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب

مجموعہ خوابنامہ صدیقی

کو منگا کر مطالعہ کیجئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کرکے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ اور مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے۔

شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب مضمون درج ہے۔

قیمت عہ

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے

اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گزار ہو لیکن افسوس کہ ہندوستان میں بہت کم ایسی عورتیں ہیں جو اپنی اطاعت اور قابلیت سے شوہر کا دل خوش رکھ سکیں اور مذہب نے شوہر کا جو درجہ رکھا ہے اس سے واقف ہوں ہم اس مقصد سے کتاب

میاں بیوی کے فرائض

تیار کی ہے اور قرآن و حدیث سے اخذ کرکے نہایت صاف و سلیس اردو میں دلنشین طریقوں سے عورتوں کو سمجھایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح اپنے خاوند کی اطاعت کرنی چاہئے یہ کتاب شریف بیویوں کے مطالعہ میں رہنی چاہئے ہمیں قوی امید ہے کہ اگر آپ یہ کتاب منگا کر مستورات کو سنائینگے یا انہیں پڑھنے کو دیں گے تو اس کا خاطر خواہ اثر ملاحظہ فرمائینگے اس کتاب کی ہدایتوں سے واقف ہو کر ایک نافرمان عورت بھی خدمتگذار اور فرمانبردار بیوی بنجائیگی قیمت صرف ۸

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

بدمزاج شوہر کو بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پسند ہی نہ آتا تھا گھر میں آئے دن جھگڑا رہتا تھا ماماؤں کا دم ہی ناک میں تھا آخر کار بیگم نے ہمارے یہاں سے

دہلی کا باورچی خانہ

خرید لیا اس کتاب میں اسلامی تہذیب کے گہوارہ اور بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں کی ترکیبیں درج ہیں بیگم نے اس کتاب کی ہدایات کے مطابق کھانا پکانا شروع کیا تو بدمزاج میاں کا یہ حال ہو گیا کہ روزانہ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹتے ہیں اور ہر وقت بیوی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں آپ بھی آزمائش کیجئے۔

ضخامت ایک سو بارہ صفحات (۱۱۲) ہے

(اور قیمت صرف آٹھ آنے)

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مکمل مرغی خانہ

مرغیوں کی تجارت کو یورپ و امریکہ کے اصول تجارت کی طرح ہندوستان میں رائج کرنے کے واسطے ماہرین فن کی نگرانی میں صرف کثیر کے بعد یہ کتاب لکھوائی ہے جو اس فن پر پہلی اور غالباً آخری کتاب ہے مرغیوں کی تجارت ایک ایسی تجارت ہے کہ یورپ و امریکہ میں صرف اسی ایک تجارت کی بدولت صدہا حوصلہ مند تاجر بہت کم سرمایہ سے کروڑپتی بن گئے ہندوستان میں بھی اسی تجارت کے ذریعہ ہزارہا روپیہ کمانے کے واسطے یہ کتاب مکمل مرغی خانہ شائع کی جارہی ہے اس کتاب کے ذریعہ آپ کو مرغیوں کی تجارت انڈوں کی تجارت و حفاظت، مرغیوں کی پرورش اور ان کا علاج انڈوں سے بچے ہونے اور کثرت سے انڈے دینے کا راز معلوم ہو جائیگا غرضکہ کوئی سوال مرغیوں کی تجارت کا ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں درج نہ ہو۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات کے قریب ہے

قیمت عہ

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

مجربات بو علی سینا (باتصویر)

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب نسخے جن کو مدت سے لوگ تلاش کر رہے تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کرکے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ کی جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کی رکھتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر فریق سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات ہے

قیمت صرف عہ

حمیدیہ پریس دہلی

۱۲۰ سال تک زندہ رہنا چاہیں تو

آج ہی ایک کتاب ”مفتاح الصحت“ منگا کر اس کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیجئے یہ کتاب دہلی کے سب سے بڑے حکیم کی لکھی ہوئی ہے اس میں حرارت غریزی اور روح حیات کی بقا کے لئے بہت سی اغذیا اور ترکیب خوراک بتائی گئی ہیں جس سے زندگی میں اضافہ ہوتا ہے ایک ہی قسم کی غذا ایک وقت میں خون پیدا کرتی ہے اور دوسرے وقت میں بلغم یہ کتاب بتاتی ہے کہ اس غذا سے صرف خون ہی پیدا کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے ہر قسم کے چھوٹے چھوٹے نسخے لکھے گئے ہیں جن کی دوائیں ہر گھر میں مل سکتی ہیں غرضکہ حکیم اجمل خاں صاحب کا انسانوں پر بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ کتاب عالم وجود میں آئی۔ تندرستی اگر ہر شخص کو عزیز ہے تو یہ کتاب بھی ہر شخص کو عزیز از جان ہونی چاہئے

قیمت اصلی عہ رعایتی ۸

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس۔ خدا کی ہستی کے عقلی دلائل۔ اسلام عقاید کی روشنی میں ملائکہ اور جنات انسان قادر ہی ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا وحی اور سائنس وحی کی حقیقت نجات کا راستہ صداقت رسول قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا یہ ہیر وسہ زمانہ گزشتہ کے علما اور صوفیہ زمانہ حال کے علماء اور صوفیہ اور اسلام اور وحدت جہاد کی غرض و غایت رسول عربی کا رحم و کرم تفسیر سورہ فاتحہ اور اس کے مکاشفات سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے بعض اسرار و معارف وحدت و محبت کی تعلیم آج کل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار۔ اسلام کا مقصد اولین اور کام کرنا اسلام سے مرتبہ عبودیت صراط مستقیم گمراہی کے اسباب یہ کتاب میں دیکھیئے

قیمت ۱۰/ پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ اور قدم قدم پر مذہب کیلئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہبی احکام کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے۔ صرف تفسیر کے لحاظ سے ہی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت زوردار بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک گزری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف کاغذ بہت اعلیٰ قیمت صرف آٹھ آنے ۸/

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدسہ کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت درد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت درد انگیز تاریخ ہے جگہ جگہ میر انیس کے مرثیہ بھی لکھے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیہ تو اسقدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضر کی سب سے موثر کتاب ہے قیمت آٹھ آنے ۸/

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب ہر طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تنگ و مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو ہر انسانی ہستی بیکلہ دوسری طرف رجوع کرتی ہے جس کا نام وظائف ہے دنیا وقت کا آخری زینت ہیں ست وہ شاہراہ ملی ہے میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک نظر آتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت مشہور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہی کیونکہ آپنے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ جمع کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا ہے جو مقصد باصلی کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کی اثر و مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اب تک اس کے دو ایڈیشن نکل چکے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ وہ فائز المرام ہوا اس میں انسانی ضرورت کا ایک بھی نہیں چھوڑا جس کے لئے کوئی عمدہ وظیفہ یا نقش ہر دو جہانمہ میں سے مستند و مجرب و زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے

قیمت ۱۰/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

دوزخ سے نجات پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہ سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور فضائل کے متعلق اب تک اردو میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب توبہ کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں:۔ توبہ کے معنی اور وجہ لغت، مناجات توبہ، توبہ کی قبولیت سرور دو عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے تائب اور مقام قبولیت توبہ حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں۔ گناہ کی لذت، گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بنجاتا ہے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج۔ گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، زبردست استغفار، عبادت دلی۔ امید و بیم عبد و معبود کے راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی نسخہ دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین

قیمت ۱۰/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوائیں اور دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کیساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض کو دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ بیوی کو جاہت تعویذ کرہ بنا دیں لیکن بغیر قربت کے ہر تعویذ بیکار ہوگا ان لوگوں کیلئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہکر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں اگر آپ کو ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا ان کا نام "دوائیں" اور "دعائیں" اور "دافع الامراض" ہے ان کتابوں میں اسر سے لیکر پاؤں کی بیماریوں تک کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور مولفین کا دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے کوئی مرض ایسا نہیں جس کا علاج یقینی نہ ہو دوا سے یا دعا سے یا ہر دو سے ضرور آرام ہوگا۔

قیمت ہر دو کتب ۱۰/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خلوت صحیحہ

نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے صحیح مواصلت کے طریقوں کا لب لباب ہے۔ اسمیں افزائش نسل اور بقائے صحت کے نئے ۵۰۰ طریقے بتائے گئے ہیں جن سے نوجوانوں کی آگاہی بہت ہی ضروری ہے۔ علی الخصوص ان حالات میں کہ طرفین ناواقف ہوں۔ کتاب میں ممالک غیر خصوصا مہذب ممالک کے رازہائے مواصلت کا انکشاف کیا ہے اور یہ بھی بتلایا ہے کہ کون کون سے طریقے کو لذت باب۔ میں لیکن ان کی مضر میں جوانی کے بعد کیا کیا رنگ لاتی ہیں۔

کتاب جہاں سائنٹیفک طریقہ سے مواصلت کو لذت باب بنانے کے طریقے بتلاتی ہے وہاں بعض ایسے گر بھی بتاتی ہے جن سے باسانی لذت کے چند منٹ زندگی کا ماحصل بن جاتے ہیں

قیمت صرف ۱۰؍ر رعایتی ۶؍

ملنے کا پتہ:۔

حمیدیہ پریس دہلی

عہد شباب

اس کتاب کا دوسرا نام کورٹ شپ ہے۔ کورٹ شپ میں کیا ہوتا ہے وہ تمام باتیں اس کتاب کے ذریعہ بغیر کورٹ شپ کے حاصل ہو جاتی ہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کی عادات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی حرکتوں سے لطف اندوز ہونے کے سامان فراہم کرتے ہیں مرد عورت کے بشرے اور اس کی حرکات سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہ عورت مواصلت کے کن کن ڈھنگوں سے مطیع اور لذت یاب ہو گی۔ اور وہ کیا کیا طریقے ہیں جو اپنی آئندہ زندگی کو لطف و سرور سے دیوانہ کر دیں گے۔ اس کتاب میں اس قسم کے چند ملازح ہیں۔ چند گر ہیں۔ چند نوٹکے ہیں اور باقی صرف زبانی جمع خرچ ہے اور ایسے مجرب اصول ہیں کہ آدمی بات کی بات میں اپنی دلربا کو مسرور و شاد کام رکھ کر اپنی زندگی پر کیف بنا لیتا ہے۔

قیمت صرف عہ؍ر رعایتی ۸؍ر

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جانا ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ **شب عروسی کا دوسرا حصہ عورت** پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ "عورت" نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے۔ عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم۔ عورت کی فطرت عورت کی تربیت۔ عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپکو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کے کوکشاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین اور فوٹو بلاک کی تصویریں ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی آپ اپنی نظیر ہے ضخامت دو سو صفحات سے زائد قیمت صرف عما؍ر

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی **ایرانی کوکشاستر** کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہئے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح ملتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرمستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری تجربات ہیں جو تلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں مختصر اور شباب جاودان راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاکس کی تصاویر وغیرہ قیمت صرف عمہ؍ر فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے

پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دلاویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ سے پوشیدہ امور نہایت وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز صرف اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو غلط بنی ہوئی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی۔ کتاب کا ایک ایک حرف زریں معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے۔ شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں رنگین ہیں کتابت نہایت عمدہ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۵۰ صفحات۔ قیمت صرف عمہ؍ر فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم ہو سکتی ہے۔ پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

عورت کی شباب آفرین لذت

اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو، اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملک حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے۔ بلکہ غریب والدین کیلئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے۔

برتھ کنٹرول

ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جسکو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پرشباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھکر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی۔ جب چاہو گے اولاد ہو گی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہو گی۔ پھر اطف یہ ہے کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم جب تک چاہو بانجھ یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو۔ برتھ کنٹرول یورپ و امریکہ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر ہے۔ اور سالہا سال کے تجربات کے مطالعہ کے بعد لکھکر شائع کی گئی ہے اگر تم نے یہ کتاب نہ دیکھی تو تم شادی کی سچی لذت سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتے۔ متعدد ضروری تصاویر میں ضخامت ۱۰۰ صفحات

قیمت صرف عہ؍ر پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

کے مصداق جو لوگ بنے ہوئے ہیں اور دنیا کی سب سے بڑی لذت سے محروم ہیں اور افسردہ زندگی کو موت پر ترجیح دیتے ہوں اگر دنیا کی لذتوں میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو **لطف شباب** منگائیں یہ ایک ایسے طبیب کی تمام زندگی کا سرمایہ ہے جس نے اپنی تمام عمر عیش پرستی میں گزار دی اور جب کی تمام عیش پرستی کا لب لباب اس کتاب میں پوشیدہ ہے اس کے مطالعے سے آپ ایسی صدہا باتوں سے آگاہ ہو جائیں گے جن کے حاصل کرنے کے لئے سالہا سال کا تجربہ درکار ہے اس کتاب کے اصولوں کے پابند ہونیوالے اچھی طرح لطف شباب حاصل کرنے کے بعد بھی اپنی تندرستی ذرہ برابر فرق نہیں پائیں گے اسکے علاوہ باہ کے لئے وہ مجرب نسخے درج ہیں جن کو مصنف نے بارہا آزمایا ہے اس کا ہر نسخہ بجلی کی طرح بعد دوڑانے کے لئے بالکل کافی ہے کتاب کا دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے فوراً منگائیے ورنہ نئے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

ضخامت ۱۱۲ صفحات

قیمت صرف آٹھ آنے ۸؍

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

اگر زندگی کو پر لطف بنانا چاہتے ہو تو

اور افسردہ دلی کو شادمانی سے بدل دینے کے خواہشمند ہو تو قدرت کی دی ہوئی لذتوں سے پوری طرح لطف اندوز ہونیکی کوشش کیجئے اور ارسطوئے زمان شیخ احمد بن کمال پاشا کی تصنیف جو سلطان ترکی کے لئے لکھی گئی تھی اس فن پر یہ کتاب اپنا جواب آپ ہی ہے اگر آپ لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مرقع **حسن و شباب** منگائیے یہ کتاب آپ کی خشک زندگی کو پر کیف بنا دے گی اور ان پوشیدہ لذتوں کی طرف رہنمائی کرے گی جن سے بڑے بڑے تجربہ کار ناواقف ہیں اس کتاب میں زن و مرد کی زندگی کو پر لطف بنانے کے لئے صدہا مجرب طریقے درج ہیں جن کی مدد سے ہر شخص عورت کے دل پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر سکتا ہے اس کتاب میں عورت کے اقسام صفات طریق مباشرت کیفیت فوائد اور نقائص کا مفصل بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ کن عورتوں سے ہم صحبت ہونا مردوں کے لئے فائدہ مند ہے اور کس طرح عورت کو تمام عمر جوان اور خوبصورت رکھا جا سکتا ہے قیمت ۸؍

حمیدیہ پریس دہلی

نوجوان شوہروں کی کہانی نوعروس شباب کی زبانی
دلہنوں کی کانفرنس رجسٹرڈ

دلہنوں کے ان پوشیدہ لطیف جذبات کو رنگین پیرائے میں تحریر کیا گیا ہے جو ازدواجی زندگی کی نئی راتوں اور نئے دنوں سے پیدا ہوتے ہیں شوہر اور بیوی کے تعلقات و رابطہ محبت کی داستان باہمی طرز عمل کے خوشگوار و ناخوشگوار نتائج موجودہ معاشرت زمانہ اور ضرورت کے مطابق قیمتی ہدایات لڑکیوں کو ان کی نئی زندگی کے متعلق مفید اور ضروری مشورے مطیع شوہر و ہم مذاق بننے کے لئے ضروری آرائے اور ازدواجی زندگی کے تمام متعلقات پر نہایت گہری بحث کی گئی ہے نیز دلچسپ و رنگین پیرائے میں کاغذی کانفرنس منعقد کرکے نئی دلہنوں کی زبانی ان تمام تجویزات کی تکمیل کو ضروری کر دیا ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہو جو اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتا ہے قیمت ۸؍ مع سات رنگین فوٹو بلاک کی تصویریں جن میں ایک سہ رنگی تصویر بھی ہے

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

قانون مواصلت

دنیائے کیف و نشاط کا ایک خاموش رہنما کتاب کے نام سے کتاب کے کام کا اندازہ لگا لیجئے جوانی اور شادی کی مسرتیں عورتوں کو مسخر کرنے کی تدبیریں تندرستی قائم رکھنے کے اصول اور ضعیفی کو جوانی سے بدلنے والے قوانین اور تقریباً چار درجن تصاویر قیمت ۸؍ مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔ شادی کی ضرورت و اہمیت۔ شادی کی ضرورت شادی کس عمر میں ہونی چاہئے ناموزوں نکاح زوجین کے اختلاف کا اثر موروثی امراض کا علاج دنیا کی بہترین لذت عورت پر شادی کا اثر زندگی پر تدبر و حامل کا اثر میاں بیوی کی محبت آمیز تعلقات عاقبت اندیشی کے نتائج میاں بیوی کی آرامگاہ۔ زن و مرد کے ...... اعضائے تناسل، مباشرت پر ماہرین کے خیالات پردہ بکارت، غشائے بکارت، بکارت شکنی، عضو خاص پر عمل جراحی، تنگئ صحت عضو اور استقرار حمل کی بہترین صورت ہدایات مواصلت حمل کے متعلق معلومات حمل کے آثار وغیرہ رعایتی نصف قیمت ۵؍

حمیدیہ پریس دہلی

خلوتکدہ کی دلچسپ باتیں

مہذب پیرایہ میں دولہا دلہن کے لئے دستور العمل تیار کیا ہے جس میں ایک شوخ و طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کا پر کیف سماں، اچھوتے پھول کی مہک۔ کچھ خوف کچھ شرم کچھ ہراس کچھ گدگداہٹ، دو ہمامیاں کی بہیمیت یا عنوان عشرت کی گلچینی بے صبری کے جذبات بیتابی کے مظاہرے بے بسی کے آنسو بے کسی کے پسینے، دامن عصمت کے تار ہائے نازک ادھڑیں۔ آبگینوں سے سنگ باری ایک ایک واقعہ توبہ شکن اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکھا ہوا بھی ایک دلہن کا جو ایک ناکتخدا سہیلی کے نام آٹھ خطوں کی صورت میں ہے اور لکھنے والی کی تصویر بھی اس میں موجود ہے جس سے شرارت بھی ٹپکتی ہے اور شوخی بھی تصویر ہفت رنگ ہے کتاب کا نام "دلہن کی ڈائری" ہے بہت اچھی کتاب ہے اس کے مطالعہ سے لڑکیوں کو ایک تجربہ حاصل ہو سکتا ہے اب اس کی قیمت بھی حمیدیہ پریس نے نصف کر دی ہے یعنی قیمت صرف دس آنے۔ (نصف)

حمیدیہ پریس۔ دہلی

لذت نکاح

ہر شادی شدہ کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز پوشیدہ ہیں جن سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اس لئے اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر بھی ہیں اور عورت پر قابو پانے کی ہدایات بھی اس کتاب کے سربستہ رازوں میں زندگی کی سچی مسرتیں پوشیدہ ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے پچھلے دو سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستہ سے ہٹا کر ازدواجی کی پر کیف مواصلت سے روشناس کرایا۔ اور دنیا نے مان لیا کہ حقیقی لذت صرف اسی جوڑے کی موانست میں ہے جو ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہو۔ ضخامت ۱۰۲ صفحات۔

قیمت صرف دس آنے ۱۰؍ (نصف)

حمیدیہ پریس دہلی

اگر آپ

یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ

دیکھنا چاہتے ہیں تو

یہ جرمنی کا چھپا ہوا

قرآن شریف

منگائیے یہ قرآن شریف اپنی صاف چھپائی، ٹائپ اور بہترین کاغذ کے اعتبار سے ہندوستان میں نیا اور انوکھا ہے جدید تعلیم یافتہ بھائی قرآن شریف بھی ولایت طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد بر آئی جدید فیشن اور نیو لائٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف بھی اب ڈیمیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد بر آئی جدید فیشن اور نیو لائٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف سے سعادت اندوز نہیں تھیں ان کے لیے چھپا ہوا یہ اڈیشن باعث دلچسپی و برکت ہوگا ایسے بھائی جو قرآن مجید کی چھپائی اور تقطیع اور کاغذ کو بالکل یورپ کی چھپائی کے برابر دیکھنا چاہتے تھے خوش ہوں گے کہ جدید طباعت و اعلیٰ ٹائپ کا چھپا ہوا قرآن شریف جرمنی سے دہلی میں آگیا ہے۔

قرآن شریف کی توصیف بیان سے باہر ہے اور سچ یہ ہے کہ اس کی خوشنمائی صحت اور عمدہ طباعت نے ہندوستان کی ہر چھپائی کو ماند کر دیا ہے علی الخصوص کاغذ چونکہ خاص طور سے اس قرآن شریف کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس کی مضبوطی قرآن شریف کے لئے بہت ہی مناسب ہوگی ہے اور اب مجموعی طور پر یہ قرآن شریف اتنا اچھا ہے کہ غالباً ہندوستان کے کسی حصہ میں اس کے مقابلہ کا قرآن شریف نہ ہوگا صرف پانسو جلدیں حال ہی میں منگائی ہیں کیونکہ درمیان میں یہ قرآن شریف آنا بند ہو گیا تھا پچھلے سال انہی دنوں میں دو ہزار قرآن شریف ہدیہ کر چکا ہوں اب پھر بڑی مشکل سے دستیاب ہوا ہے اس لئے بہت جلد منگا لیجئے۔

ھدیہ آپ کے خیال میں اتنی خوبیوں کے باوجود کافی مہنگا ہونا چاہیئے تھا لیکن میرے ہاں کی یہ خصوصیت ہے کہ ارزاں ہدیہ پر بہتر سے بہتر قرآن شریف بیچا جاتا ہے اس لئے اس کے ہدیہ سے آپ ضرور متعجب ہوں گے کہ اس قرآن شریف کا ہدیہ سوا دو روپے ہے مجلد ہے اور جلد بھی جرمنی سے بنکر آئی ہے بچوں کے لیے نہ منگائیے کیونکہ ٹائپ کا چھپا ہوا ہے اس لئے یہ بچوں کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتا تقطیع حمائلی سے نصف، کیا اچھا ہو کہ مولوی کے وہ تمام خریدار منگا لیں جنہوں نے ابتک نہیں منگایا ہے اس کا نمونہ بھی نہیں مل سکتا ہے

مینجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

جمعیتہ علمائے ہند کی نگرانی میں

جلسہ پشاور

جب ہوا ہے تو اور تجاویز کے ساتھ ایک تجویز یہ بھی پاس ہوئی تھی کہ چونکہ اب تک عام طور پر سستے قرآن شریف صحیح نہیں طبع ہوتے اور بچے غلط قرآن شریف پڑھتے ہیں اس لئے جمعیتہ اپنے اہتمام سے سستا قرآن شریف مدرسی بچوں کے لئے چھپوائے تاکہ اس کے مقابلہ میں دوسرے غلط قرآن شریف مروج نہ ہو سکیں

اسی مبارک تجویز کے تحت

دہلی میں ہدایات بالا کے مطابق بہت ہی سستا اور بہت ہی صحیح قرآن شریف

چھپکر تیار ہوا

اور بارہ ہزار سے زائد ہدیہ بھی ہو چکا ہے یہ ویسا ہی قرآن شریف ہے جس کی ضرورت اتنی بڑی علماء کی جماعت کو محسوس ہوئی کیونکہ سستے قرآن شریف صحیح اور صاف چھپوائے جائیں تو سستے کیونکر ہدیہ ہو سکیں یہ تو جب ہی ممکن ہے جب کوئی جماعت یا فرد بلا نفع کے ہوئے ہدیہ کرے تو اس ایثار کی کس سے توقع ہو سکتی تھی خدا کا شکر ہے کہ اب ان اوصاف کا قرآن شریف آپ حمیدیہ پریس دہلی سے منگا سکتے ہیں اس قرآن شریف کی اگر ایک غلطی بھی نکال دی جائے تو طابع کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی طمغہ دینے کا اعلان اس پر چھپا ہوا ہے لیکن آجتک کوئی نہ لے سکا اس لئے اب تو اس کا نام ہی

طلائی تمغہ والا قرآن شریف

ہے

سفید ولایتی کاغذ ہے

اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ بہترین چمکدار سیاہی سے چھپا ہوا ہے

ہر پارہ کے دونوں طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۶۸ بیلیں ہیں جن سے رونق اور بھی دوبالا ہوگئی ہے

ابتدا میں علیحدہ ایک مقدمۃ القرآن بھی ہے

جس میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق بیشتر ہدایتیں ہیں اور رموز نکات کا جامع بیان ہے ساتھ ہی تاریخ قرآن جمع ترتیب قرآن اور رسول کریم کی سوانح ہے

اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں پڑھایا جاتا ہے

			ہدیہ
ایک جلد مجلد جرمنی اصلی نقرہ منقش ڈیڑھ روپیہ ۱۸ محصول ڈاک	۸	کل	۲۸
ایک جلد مجلد پارچہ اعلیٰ رنگین طلائی ایک روپیہ	۱۸	۸	۲۸
۵ جلد مجلد جرمنی نقرہ منقش سات روپے		۱۲	لعہ
۵ جلد مجلد پارچہ بہت اعلیٰ ساڑھے چار روپے		۱۲	۴۸

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

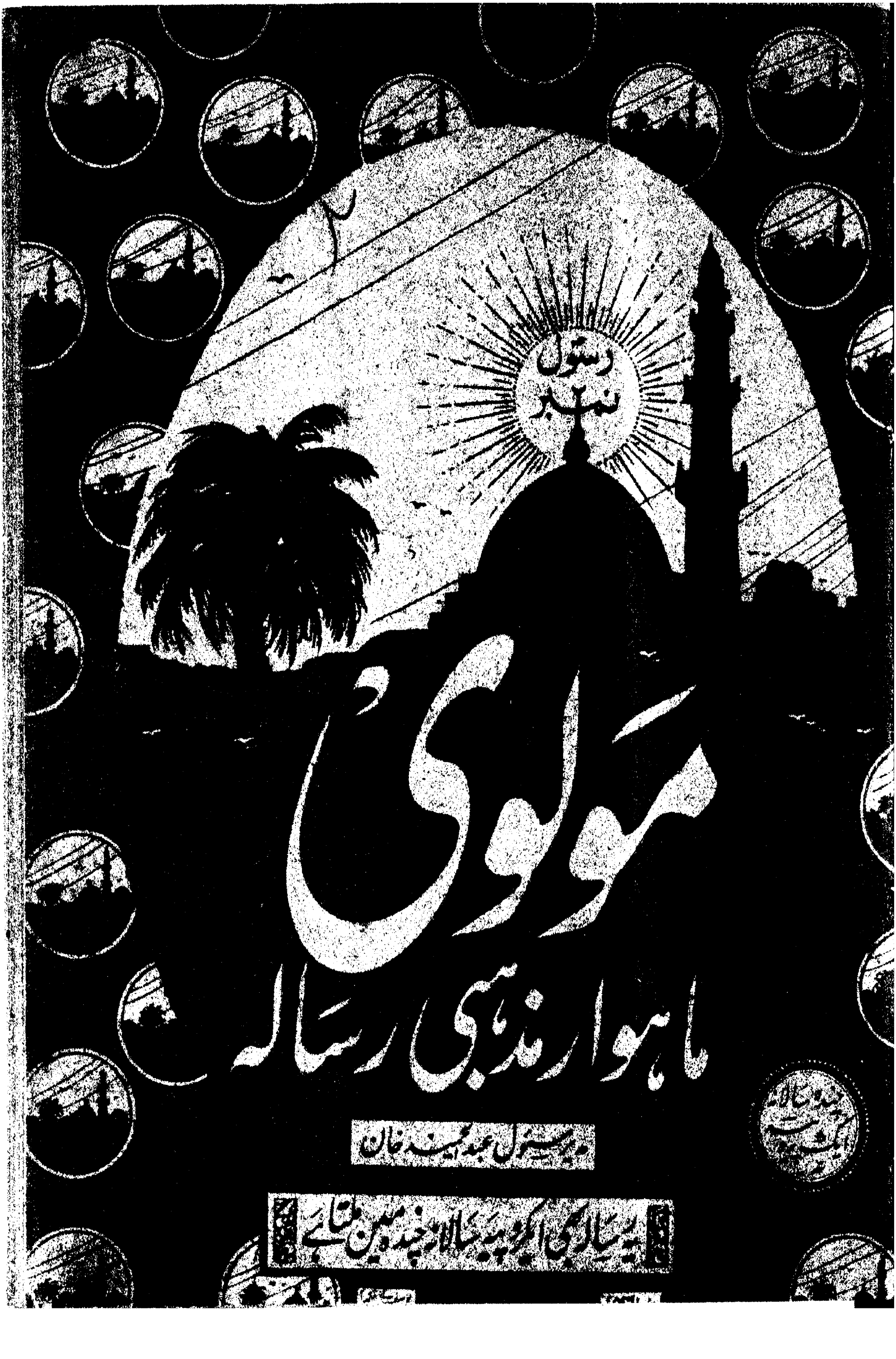

رسول نمبر
مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
مدیر مسئول عبدالحنیف خان

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ
اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ
قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا

خوشنما سولہ مہری لاجواب قرآن مجید معریٰ

جو صرف ۶ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھ کر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا، اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف کرنا نہیں پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں، اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت، ن، ی، ب وغیرہ میں ہوتی ہیں، اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی درآوردگی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے، قابل خطاط نے یہ دشواری ملحوظ رکھ کر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کر لے گا، اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا، نیز یہ بھی دعویٰ ہے کہ استاد کو اس قرآن کا ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا، جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا۔ اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی، وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لیں گے، ہر صفحہ گرداگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر پر نقوش سے آراستہ ہے، ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے، اصل قرآن اس نمونہ سے بدرجہا بہتر ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ یہ نقل ہے اور وہ اصل ہے **قاریوں** کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دیا ہے، ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے، آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ صحیح قرآن شریف کی ضمانت کی مہریں ہیں، اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں۔

چھپائی۔ دعویٰ ہے اور شد و مد سے دعویٰ ہے کہ سری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا **واللہ** یہ اشتہاری ترغیب نہیں، اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ پر ہی نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا، اور میں نے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پائی ہیں، اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بہت سستا ہے۔ ایک جلد **مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ** مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ **پانچ** جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ پانچ روپیہ **دس جلد** مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے۔ **اب محصول ڈاک بڑھ گیا ہے**، اس لئے ایک جلد خواہ چرمی ہو یا پارچہ ۱۱؍ مرہ جلد کا محصول روپے پانچ آنے اور دس جلد کا پانچ روپے، اس لئے اب پانچ جلد اور دس جلد بذریعہ **ریل** منگائیے ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ یہاں مزدوری خرچ آتا ہے، ریل کے اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے اور صاف ہی۔ ریلوے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں، ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اللہم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم

رسالہ مولوی دہلی کا رسول نمبر ۱۳۵۰ھ

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید

ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم

جلد ۱۳ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ ہجری | نمبر ۲ و ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول نمبر سے پہلے

اس کے شایع کرنے میں مایوسیوں کے جو ہجوم اور ناکامیوں کی جو گھٹائیں امنڈ امنڈ کر آئیں اس کا مقابلہ کرنا اس سال بس میں ہی جانتا ہوں کتنا دشوار تہا، اور آج جبکہ یہ ننہا سا رسول گذشتہ سال سے بڑہ چڑہکر شایع ہو رہا ہے، اپنے کام بنانے والے کارساز حقیقی کا کس زبان سے شکر کروں، اللہ اللہ بے کسوں کی دستگیری کرنے والے آقا نے ایسے وقت میں جبکہ ہر طرح مو پریشانی، عذاب الدین میں مبتلا تہا، اپنے حقیر بندے سے اتنا عظیم کام لے ہی لیا الحمد للہ والشکر للہ

معیتوں کا ایک بڑا حصہ ہمارے ان معاونین کا لایا ہوا تہا جن کو سال بہر تک ماہ بماہ دیتے دیتے حلق خشک ہو گئے تھے، یہ وہ بہائی تہے جنہوں نے محرم کے پرچے کے وی پی واپس کرکے سارے نظام کار کو درہم برہم کر دیا، غضب خدا کا ایک دو ہفتہ قبل کارڈ کے ذریعہ اطلاع دیدیتا ہوں، کہ بہائیوں اگر آیندہ خریداری منظور نہ ہو تو مطلع کر دو وی پی روک لیا جائے گا، لیکن ان کو جب نقصان ہی پہنچانا مقصود ہو تو پہر یہ التجا بیکار ہے، الغرض ۹ سو سینتالیس بہائیوں نے وی پی واپس کئے۔ میں یہ بہی جانتا ہوں کہ ان میں سے بہت سے بہائی ضرور ایسے ہونگے جن کی نیت نقصان رسی نہ ہو لیکن دفتر کو اس سے تین سو روپے کے صرف ٹکٹوں کا نقصان ہوا۔

اس وقت محرم کے بارہ سو پرچے رکہے ہوئے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ میں نے سال سابق کی طرح ایک ہزار رسول نمبر زائد چہپوائے تاکہ دوسرے ہونے والے معاونین کی خدمت میں یہ گراں مایہ سیرت رسول پیش کر سکوں، اس لحاظ سے ۲ ہزار رسول نمبر نا ئد از ضرورت رہیں گے۔ اس کے علاوہ ۲۵۰۰ خریداروں کا چندہ رسول نمبر پر ختم ہوتا ہے ان کو وی پی جا رہے ہیں، خدا معلوم ان میں سے کتنے بہائی قبول کرتے ہیں اور کتنے واپس، اگر خدا نہ کرے محرم کے جیسے میا او سطاس پرچہ کا رہا تو بس پہر میری یا آپ کے پرچہ کی شکستہ حالی صد درجہ قابل رحم ہو جائے گی، خدا اس آنے والے خطرے سے محفوظ و مامون رکھے،

ناکامی کا پہلو ہی پیش نظر رکہنا چاہئے اگر خدا نہ کرے محرم جیسی واپسی ہوئی۔ تو پہر چار ہزار رسول نمبر کی دیوار میرے سامنے ہوگی اور میں گریہ کناں۔

آپ ہی حضرات میں سے یہ بہی ہیں جن کی سہل انگاریاں اور نقصان رسانیاں وقف خزاں ہیں، اور وہ بہی ہیں جن کی اولو العزمیاں حوصلہ مندیاں، اور سرتوڑ مساعی نے آج مولوی کو یہ عزت بخشی کہ مولوی اپنی ہمہ گیری، اپنی متانت اپنی اشاعت اور اپنی افادت و ارزانی میں بے نظیر ہے، ان نامراں ملت کی کوششیں اب بہی ان جیسے بہت سے نقصان کی تلافی کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ وہ روز روز کے ایپلو سے اکتا نہ گئے ہوں،

میں خود محسوس کرتا ہوں کہ یہ ہر ماہ بہیک کا پیالہ ہاتہ میں لے کر آپ حضرات کو مجبور کرنا، معاونین کو زچ کرنا ہے لیکن بندہ نواز اگر یہ کام میرے اکیلے کے بس کا ہوتا خدا کی قسم آپ میں سے کسی بہائی کو تکلیف نہ دیتا، اور یا یہ سمجہ لیتا کہ آپ حضرات بلا یاد دہانی کے بہی سرگرم سعی رہتے ہیں تب بہی خاموش ہو جاتا۔ لیکن کیفیت یہ ہے کہ ٹہیک ان دنوں میں جب نیا رسالہ آپ حضرات تک پہنچا ہے چند بہائی آٹہتے ہیں اور دو دو چار چار خریدار دیدیتے ہیں، اس کے بعد جہاں ان التجاؤں کی صدائیں کانوں سے دور ہوئیں اور سب ساکن و غیر متحرک، یہی وجہ ہے اور یہی باعث ہے جو ہر مہینے آپ کی سمع خراشی ہوتی ہے،

میں بارہا کہہ چکا اور اب پہر کہتا ہوں کہ مجہے اپنے لئے کچہ نہیں چاہئے، آپ کے لئے، یا اعلاء کلمۃ الحق کے لئے ہی ضرورت ہے مجہے خدا کا احسان ہے کہ وہ میرے ہاتہ پاؤں کے ذریعہ سے میرے گذارہ کے لایق دیدیتا ہے، اور میں اپنی تمام ضرورتیں پوری کر لیتا ہوں، لیکن میرے ہاتہ پاؤں کی محنت سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مولوی کے مالی نقصان کی ذرہ بہر بہی تلافی کر سکے۔

اب یہ بتلائیے کہ یہ بچے ہوئے پرچے آپ کب تک خریداروں کے پاس پہنچا دیں گے مجہے کچہ سمجہ میں نہیں آتا کہ آخر چند خریدار بہم کر لینے کیوں دشوار ہیں، سوائے اس کے آپ نہ چاہیں، مولوی کا رسول نمبر کیا آپ کے نزدیک ۸ کا بہی نہیں ہے اور کیا تقیہ آٹہ آنے میں سال بہر تک مولوی کچہ گراں ہے۔ آخر وہ کونسی چیز مانع ہے جس کی وجہ سے آپ میری التجاؤں کو ٹہکرا دیتے ہیں

یہ تو مسلمہ بات ہے کہ مسلمان اپنے رسول کے عاشق ہیں اور اتنے سے زیادہ کسی قوم کا کوئی فرد اپنے راہ نما ۔ ہادی کا اس درجہ دیوانہ نہیں ہے لیکن عملی کیفیت یہ ہے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں ہر سال کئی کروڑ کرشن نمبر نکلتے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ بک جاتے ہیں ، اور ربیع الاول کے مہینے میں ہندوستان کے چند پرچے مستقلاً سیرۃ رسول شایع کرتے ہیں ، اور سب اس محنت کی تفضیح کے لیئے اکثر روتے ہی رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ہماری عدم سعی و شوق کا نتیجہ ہے ورنہ غریب سا غریب بھائی بھی جب آپ اس کو مولوی کا رسول نمبر دکھائیں گے خوشی سے اس کی خریداری پر آمادہ ہو جائے گا

خدا کے فضل سے اس وقت آپ پندرہ ہزار مولوی کے معاونین ہیں ، اگر ہر بھائی صرف پانچ خریدار مہیا کر دے تو ۷۵ ہزار مسلمان سیرۃ رسول کے مقدس لٹریچر اور اسلام کے مقدس احکام سے بہرہ ور سعادت اندوز ہو جائیں ، اور خدا کے فضل سے اگر آپ ہمت کریں تو یہ ذرا بھی مشکل نہیں ہے ،

رپورٹ

پچھلے دو ماہ کی رپورٹ بہت ہمت شکن اور حوصلہ فرسا ہے مختصراً اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس ماہ میں رسول نمبر کے سبب خریدار نہ ہو گئے اور چار ہزار روپے ان بچے ہوئے پرچوں کے ذریعہ حاصل نہ ہوئے تو ربیع الثانی کا پرچہ نہ بروقت شایع ہو سکے گا اور نہ ۸۰ صفحات کا آیندہ مستقل رسالہ رہ سکے گا ، کیونکہ جب روپیہ ادا ہی نہ ہو گا ، تو نہ کاغذ کی کمپنی سے کاغذ ملیگا اور نہ پریس چھاپ کر دے گا ،

خدا نے آپ کا نام سربلند کیا ہے ، آپ کا کام سرافراز ہوا ہے اور آپ کی سعی کامیاب ہوئی ہے تو اس کا استقلال باقی رکھئے اور ہر شخص یہ سمجھ لے کہ میں مولوی کا سالانہ چندہ پانچ روپے دیتا ہوں ، ایک روپیہ اپنی جیب سے اور چار روپے سعی سے ، دوستی سے تنگ و دو سے اور اپنے اثر سے ، اٹھیئے اور آج ہی اٹھیئے

کتابوں کی فروخت

جس پر مولوی کے تین سو روپے ماہوار نقصان کی تلافی کا مدار تھا ۔ آپ افسوس سے سنیں گے کہ مئی اور جون میں سال گزشتہ کی نسبت ایک تہائی رہی ہے ، یہ میرا کہنا فضول بھی ہے اور غیر حق بجانب بھی کہ آپ خواہ مخواہ کتابیں خریدیں لیکن یہ ضرور کہونگا اور بہت زور سے کہونگا ، کہ اگر آپ کوئی بھی کتاب حمیدیہ پریس کے علاوہ کہیں اور سے منگائیں گے تو پھر اس رسالہ کے اعلیٰ مقاصد اور اس کی افادت دینی کو سخت ضرب لگے گی ۔ اور خصوصاً اس حالت میں کہ حمیدیہ پریس دہلی سے ہر کتاب کفایت سے ملتی ہے ، جو جانتے ہیں وہ تو جانتے ہیں ، اور جنکو نہیں معلوم وہ تجربہ کر لیں ،

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر آپ کسی اخبار ، کسی فہرست ، کسی اشتہار میں کوئی ہنگامی رعایت یا مستقل کفایت کا اعلان پائیں تو مجھے مطلع کر دیں ، انشاء اللہ ان مشتہرہ مراعات سے بھی کسی نہ کسی قدر زیادہ ہی رعایت پیش کرونگا ، غرضیکہ کہ اس کا موقعہ آپ کو کبھی نہ ہو گا کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ کاش ہم وہاں سے کتابیں منگاتے

ناجائز فائدہ ۔ یہ بھی عرض کر دوں ، کہ کسی غلط اطلاع کی بنا پر آپ رعایت کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ فرمائیں ، مولوی کی مشتہرہ رعایت کے علاوہ کسی خصوصی رعایت کی طلب میں ایسے اشتہار کا حوالہ ضروری ہے ، انشاء اللہ بلا نفع لیئے ہوئے تک تو خدمتگزار ہوں ، لیکن گرہ سے کچھ نہ دیسکونگا

اجرش بہ خدائے کہ کردند یاوری

اب ان حضرات کے نام نامی سے متعارف کراتا ہوں جنہوں نے گذشتہ دو مہینے میں مولوی کے لیئے خریدار فراہم کیے ، دعا فرمایئے کہ خدا ان کے مقاصد بر لائے ۔

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
مولوی عبدالخالق صاحب بلند شہر	۴	جناب محمد حسین صاحب اندور	۲
جناب شیخ وزیر شیخ لال محمد صاحب ملکاپور	۱	" عبداللہ صاحب صدیقی اڈون	۳
" مجید اللہ صاحب کا بیٹی	۱	" محمد یعقوب خاں صاحب بنہد	۴
" اللہ جوایا صاحب مستری چنیوٹ	۱	" حاجی محمد حاجی صاحب بمبئی	۲
" محمد اعجاز حسین صاحب جلیسر	۴	" بونھا شیخ جی صاحب کلکتہ	۲
" قاضی نبی جان صاحب فرید پور بریلی	۳	" محمد یعقوب خاں صاحب ناگپور	۳
" شیخ عبدالرزاق صاحب دہر میودہ	۱	" منظور حسین صاحب بنج بنج	۲
" عبدالشکور صاحب سعید نوری	۱	" مستری نور الدین صاحب کوہاٹ	۲
" شیخ فرید صاحب ارنیگ رائے پور	۲	" حبیب الرحمن صاحب فتحپور	۲
" مولوی رکن الدین صاحب سالار غازی	۱	" محمد رضا صاحب محرر سد ہولی	۲
" رکن دین صاحب بانگی منورا	۲	" محمد نوشاد علی صاحب بڈبکلی	۲
" ممتاز خاں صاحب موہنہ پونچھ	۳	" محمد حیات صاحب ابردرہ	۱
" محمد اشرف علی شاہ صاحب کراچی	۴	" عبدالرحمن صاحب باونی کدوڑ	۳
" مولوی عبدالکریم صاحب سکرٹری متھرا	۴	" فضل الدین صاحب ہوشیارپور	۲
" غلام علی صاحب شاکر شکر	۴	" میرزا نصیر الدین صاحب سیتاپور	۲
" شیخ محمد عمر صاحب کیتھل	۲	" عبدالرزاق صاحب چک نمبر ۲۶۳	۱
" محمد نعیم الدین صاحب نوہٹہ	۲	" امیر الدین صاحب الہ آباد	۴
" سید احسان علی صاحب چوراسی	۴	" منشی فتح محمد صاحب چک نمبر ۱۲۴	۲
" حکیم حافظ احمد صاحب لکھنو	۲	" حافظ عبدالکریم صاحب ہالہ	۴
" سید شمس الضحیٰ صاحب کبیری	۲	" بشیر الحق صاحب مونگیر	۲
" رفیع اللہ صاحب آبدار شاہ	۲	" شفیع اللہ صاحب چتوڑ	۲
" شہاب الدین صاحب چنیدی پور	۱	" سید ریاض احمد صاحب گونڈہ	۱
" منشی عبدالرحیم خاں صاحب بیگم پور	۹	" رحیم خاں محی الدین خان ناگور	۱
" مولوی رکن الدین صاحب ہلی کنڈ	۷	" حکیم ایم کرانی کریا الہ آباد	۱
" محمد امیر خاں صاحب نہیا گلی	۴	" علی اصغر صاحب پونچھ	۱
" مولوی محمد یوسف صاحب جادرہ	۱	" احسان الدین صاحب ارنڈل	۱
" مولوی رشید الدین صاحب لعل پور	۲	" بابو محمد رضا صاحب سنگنیر کنڈ	۵
" نذیر احمد صاحب منشی حسن پور	۲	" ایم سعید الدین صاحب پیلکیل	۱
" ولی محمد صاحب شکوہ آباد	۴	" محمد احسان صاحب ہزاری گنج	۳
" محمود نظام الدین صاحب گردیکوٹ	۲	" احمد حسین صاحب ریوان	۱
" اسرار الحق صاحب سید سرانواں	۳	" سخاوت علی صاحب فتح گڑھ	۲
" منشی نبی بخش صاحب پرتاب گڑھ	۱	" عبدالبشیر خاں صاحب اہل گنج	۱
" عبدالمجید صاحب الور شہر	۴	" ایم مشرف حسین صاحب اوتیل	۱
" غفور الدین صاحب ایٹہ	۲	" بشیر احمد صاحب غیاث پور	۱

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
حافظ یسین الحق صاحب رام نگر	۱	منشی میراں بخش صاحب جہلم	۱	میرزا محمد اول صاحب نوہ میرٹھ	۱	صوبہ دار نیاز محمد خاں صاحب	۶
حافظ علیم الدین صاحب سہارنپور	۲	محمد اسد اللہ صاحب جمشید پور	۲	ایم ایچ اصفہانی صاحب شریا راؤ پہٹر	۱	مولوی حاجی عبدالرحمن صاحب	۳
ایس قاسم شریف صاحب ارکاٹ	۲	ایم اے وحید صاحب دربھنگہ	۲	سید رحمۃ اللہ حسینی حیدرآباد دکن	۱	فخرالدین احمد صاحب بھوپال	۲
محمد سمیع اللہ صاحب رزناہی	۲	حافظ احمد صاحب لکھنو	۲	ابو حنیفہ احمد صاحب لکھنو	۳	حاجی محمد خیرالدین صاحب آرہ	۳
ہدایت علی صاحب گارڈ بروالیہ	۳	قاری محمد ولی اللہ صاحب کانپور	۱	انوار حسین صاحب مارٹین محل	۱	حاجی اصغر علی صاحب پورنیہ	۲
مولوی حبیب الرحمن صاحب غازی پور	۴	بستان خاں صاحب کوہاٹ	۲	ماسٹر نور محمد صاحب بیکانیر	۹	محمد حسین صاحب ملگنڈہ	۳
سرفراز علی صاحب گورکھپور	۳	عبدالکریم صاحب قطب پور	۳	حکیم نور محمد صاحب احمدآباد	۱	عبداللہ صاحب پٹواری جیمیٹر	۱
ایس غلام دستگیر صاحب مدراس	۱	قیم الدین حسین صاحب باوڑہ	۱	مولوی احمد علی صاحب سہرادار بجنور	۱۰	اختر قدوائی صاحب بڑا نگا دل	۲
سید تفضل صاحب حیدرآباد	۲	عبدالوہاب بدن خاں میرمان کشا	۱	قاضی سیف الدین صاحب بمبئی	۳	محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۹
ایم اے ناصر صاحب مغل سرائے	۲	محمود علی صاحب دہنکودی	۱	نواب میاں جی آرزو صاحب بیگو بڑ	۱	سرفراز خاں صاحب سعادت نگر	۲
ایم اے شکور صاحب بنارس	۱	عبداللہ صاحب گرداور فریدکوٹ	۳	بدرالدین میاں صاحب بمبئی	۲	مولوی احمد دین صاحب بلخ	۱
مولوی عبدالحکیم صاحب اکولہ	۱	محمد شریف صاحب نان پارہ	۳	میر مقصود علی صاحب رام گڑھ	۱	محمد اعظم صاحب بلخ	۵
فخر الحسن صاحب داپور	۱	محمد یوسف صاحب امرار	۲	مولوی نصرت علی صاحب ڈھنگے	۱	قاضی سیف الدین صاحب رام نگر	۲
خواجہ خالد جیو اگر صاحب گوہٹی	۴	ممتاز علی صاحب جمشید پور	۲	امانت علی صاحب موہنی جنل	۳	سید شاہ حیدر حسن صاحب حیدرآباد	۲
خلیل احمد صاحب لاہرپور	۱	ولی داد صاحب کالرد	۲	عبداللطیف صاحب غازی پور	۲	میرزا عابد بیگ صاحب میسور	۱
علاء الدین صاحب کیت پور	۱	ایس ایم اسماعیل صاحب بھوانی	۱	سید اسماعیل صاحب جبتور	۴	یحیٰی خاں صاحب لوکہاگڑہ	۱
حاجی احمد علی صاحب شادی پلی	۱	محمد قاسم صاحب سنڈی درم	۱	منشی عبدالرحمن صاحب جھنگویہ	۶	مولوی محمد ضیاء اللہ صاحب	۱۳
مولوی رحیم اللہ صاحب ادیہ طوبانی	۱	شاد نظر خاں صاحب مردان	۱	خالد جیو اگو صاحب دوکاندار گوہٹی	۱	مولوی سراج الدین صاحب موہن آباد	۴
مولوی امیر بخش صاحب جلال آباد	۲	نقابیہ سائیکل سٹور محمد آباد	۱	انعام الحق صاحب صدیقی متھرا	۳	صوفی غلام نبی صاحب راکیڑہ	۱
بابو امیر بخش صاحب ناصر گنج	۱	سید حسین صاحب زیدی حیدرآباد	۳	سید محمد حسن صاحب پیشکار کھیری	۲	عبدالرب صاحب بن باجوہ	۱
بابو عبدالغنی صاحب جے پور	۲	مولوی ریاست علی صاحب بھیلانی	۲	محمد سراج الدین صاحب باس ریلوے	۴	علی بخش صاحب صدر آباد	۲
منشی عبدالغنی صاحب قلعدار	۱	محمد خواجہ صاحب بسرت نگر	۲	سید احمد صاحب دانی پور باوڑہ	۱	کالو خاں صاحب جنور خاں فیض پوری	۱
عبدالکریم صاحب پشاور	۲	عبدالقیوم صاحب ڈاہاڈر	۳	محمد اسماعیل صاحب شاہ آباد دکن	۵	عبدالرحیم صاحب پٹواری مڈیارہ	۳
عبدالغفور صاحب ڈرگ روڈ	۳	منشی داود خاں صاحب ڈیڈوانہ	۷	رحمۃ اللہ صاحب شیلانگ	۱	قاضی محمد علی صاحب راولپنڈی	۱
عبدالحکیم صاحب مندسور	۲	احمد خاں صاحب ہنا آباد	۱	امیر بخش صاحب جبلپور	۱	سوندھے خاں صاحب سیتاپور	۳
عبدالکریم صاحب اندور	۲	محمد اسماعیل صاحب سکندرآباد	۱	حافظ نبی رضا صاحب سیتاپور	۴	اللہ بخش صاحب کالج کوئٹہ	۳
ایم عبدالمجید صاحب انجر بڑوانی	۳	عبدالواحد صاحب امین آرایس	۱	علی اصغر صاحب ہوڑہ	۱	عبدالحکیم صاحب اعوان کلانپور	۳
مولوی ولی محمد صاحب چوہٹا شملہ	۲	قاضی عبدالولی صاحب حیدرآباد	۱	ملک محمد دین صاحب بھاونزر	۳	علی حسن صاحب جلال آباد	۲
چودھری نبی بخش صاحب ملتان	۳	محمد حقانی صاحب کھنڈل	۲	کفایت اللہ صاحب کھیری	۱	حکیم سید ظہیر علی صاحب مرادآباد	۶
محمد یوسف صاحب کوہاٹ	۱	محمد یاسین صاحب برہان پور	۲	قاضی فیروز الدین صاحب جوری	۱	محمد احمد خاں صاحب ہنا آباد	۲
دلاور حسین صاحب ڈلکولا	۲	مفتی حمید اللہ صاحب حیدرآباد	۶	شیخ محمود شیخ عثمان صاحب جاپل	۲	محمد اکرم شاہ صاحب کشمیر	۲
سید نذیر احمد صاحب سیالکوٹ	۲	مولوی احمد حسن صاحب سیتاپور	۲	عزیز الدین صاحب راحمیٹ	۱	سید احمد حسن صاحب مختار کوٹہ	۱
محمد ظہور احسن صاحب بمبئی	۲	احمد حسن صاحب رکاب گنج	۱	عبدالکریم صاحب الیاپاڑہ	۱	ملک کاظم خاں صاحب تراڑل	۱
محمد عبدالغفور صاحب شولاپور	۲	ماسٹر محمد سرور صاحب مرادآباد	۱	محمد عالم شاہ صاحب کوٹلی سیدان	۱	عبدالعزیز صاحب براجگری	۱
ولی شیخ صاحب، کشمیر	۲	علامہ علی شاہ صاحب ناگور	۱	سید محمد بن علی صاحب سنیار شولاپور	۵	عبدالحفیظ صاحب کٹک	۱
سید حفیظ الدین صاحب بمبئی	۱	جناب اعجاز حسین ہیڈ بارمین شملہ	۱	محمد حسین صاحب جمعدار جھیرہ	۳	عبدالحمید صاحب گوپا گنج	۳
محی الدین صاحب گریڈیہہ	۵	عزیز احمد خاں صاحب لکھنو	۲	محی الدین احمد صاحب گریڈیہہ	۳	میر مقصود علی صاحب غوث گڑھ	۱
مولوی علی محمد صاحب ہاشمی جاپیور	۶	محبوب علی صاحب کلرک حصار	۲	مولوی عزیز اللہ صاحب حیدرآباد	۱	بابو مہتاب علی خاں صاحب سوپور	۱۴

[illegible]

جب جلال وجبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب اچھے اور بروں میں امتیاز ہوجائے گا جب وامتازوا الیوم ایہا المجرمون کا نعرہ جگر شگاف برائیوں اور بھلائیوں نیکو کاروں اور گناہگاروں مسلمانوں اور کافروں عالموں اور جاہلوں، ناہلوں اور زندوں کو کائی کی طرح پھاڑ کر علیحدہ علیحدہ کردیگا جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب ہوگا اس وقت یہ بات قابل شنوائی نہ ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے یا ہم نے اس کو جرم ہی سمجھکر نہیں کیا یا ہم کو کوئی بتلانے والا نہیں تھا یا ہم میں مذہبی معلومات کی قدرت ہی نہیں تھی کیونکہ

قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کرسکتی

مگر جب اس کا فضل ہوجائے اس کی رحمت سہارا ہوجائے لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں کہ سب کچھ کرتے ہیں اور نہیں واقفیت کرتے تو مذہبی معلومات سے ہمارے کتبخانے خالی ہیں تو خالص مذہبی کتابوں سے ہمارے مطالعہ سے محروم ہیں تو مسائل شرعیہ سے ہمارے حافظہ سے مفقود ہیں تو مذہبی احکام اے کاش ہم مسلمان ہوکر اسلام کے لئے کلنک کا ٹیکا نہ بنتے ہمیں ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر سے ہمیں شوق ہے تو صنفی کتابوں کی لذتوں سے غزلوں سے ناولوں سے بے ہودہ افسانوں سے اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور وہ بھی ہر روز نہ ہر سکے دوسرے تیسرے دن یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کیلئے وقف کرلیں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو ضرور پہنچ جائے گی کہ اوامر و احکام سے واقف ہوجائیں مگر، مسلمانوں جبپر تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کیلئے خدارا کچھ تو وقت نکالو! بڑی بڑی ضخیم عربی کی کتابیں نہ پڑھو جو ادق اور غیر مانوس قابل تفہیم برائی اُردو کی کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ تو ایسی کتاب تو پڑھ لو جو سہل زبان کی ہو، مختصر بھی ہو اور جامع بھی جس میں اسلامی قانون کا پورا ذخیرہ ہے اوامر و نواہی کی پوری تفصیل ہو ایسی کتاب کا نام

اسلامی تعلیم ہے جو صدہا عربی کتابوں کا عطر ہے جو ہزارہا پرانی مذہبی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زمانہ کی اردو زبان میں سب سے اہم مستند حنفی عقائد کا بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو آپ نے ایک دفعہ سمجھکر پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہے گا جو آپکے ذہن نشین نہ ہوجائے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جبری انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے -

اسلامی تعلیم ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اسکی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے قیمت مجلد جرمنی مین تو دو روپے مجلد پارچہ عہ

باب العقائد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اولیاء اللہ
کتب آلہیہ
صحابہ کی تعلیم
فضیلہ صحابہ کون تھے
تدوین مسائل
صحابہ نے اصول فقہ کے کتنے مسائل جاری کیے
فرشتے ملائکہ
کفر و ایمان
قضا و قدر
قیامت نفخ صور
محشر حساب کتاب
جنت دوزخ پلصراط
باب الطہارت
غسل کا بیان
موجبات غسل اور نجاستی
جھوٹے پانی
تیمم کا بیان

تیمم کی سنتیں
کس چیز سے تیمم کرنا چاہیے
موزوں پر مسح
مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے
اعضا بضو پر مسح
صاحب عذر کا بیان
نجاستیں
نجاستیں پاک کرنا
استنجے کا بیان
حیض و نفاس کے احکام
کتاب الصلوٰۃ
اذان کا بیان
نماز کی شرطیں
نماز کے فرائض
نماز کے واجب
نماز کی سنتیں مستحب
احکام قرات
قرات کی غلطیاں
احکام امامت
لائق امامت

مسائل جماعت
نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز کو توڑنے والے
نماز میں بھولنا
نماز کے سامنے سے گزرنا
مکروہات نماز
نماز تراویح کب پڑھیں
جمعہ کے احکام
جمعہ کی شرطیں
نماز وتر کا بیان
عیدین کی نماز
سجدہ سہو
سجدہ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت

نماز استسقا
نماز خوف احکام مسجد
جنازہ کی نماز
جنازہ کی روانگی میت
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
مسائل تعزیت
احکام شہید
کعبہ میں نماز پڑھنا
کتاب الصوم
روزہ توڑنے والی چیزیں
روزہ کی قضا مع کفارہ
مکروہات روزہ
بیان سحری و افطاری
روزہ نہ رکھنے کی سزا
جائز معذرت روزہ
نفلی روزے
نذر کا بیان

متفرق مسائل
کتاب الزکوٰۃ
چاندی سونے کی زکوٰۃ
جانوروں کی زکوٰۃ
اونٹ کی زکوٰۃ
بکری کی زکوٰۃ
زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ
صدقہ فطر نفل
بھیک ناجائز ہے
کتاب الحج
احکام حج
میقات
احکام احرام
احرام محرمات و مکروہات
حرم میں داخلہ
طواف حرم و طواف قدوم
طواف کے مکروہات

طواف و سعی کی مسائل
منیٰ کی روانگی
وقوف عرفہ
وقوف منا کے اعمال
حج کی بقیہ کی باتیں
حج قران حج تمتع
حج قربانی
احکام حج میں قصور
جرموں کی تفصیل
قربانی کے قصور
وقوف عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
منیٰ میں قصور
سعی میں قصور
بوس و کنار و جماع
خوشبو و تیل لگانا
بے سلے ہوئے کپڑے پہننا
ناخن کترنا

شکار کرنا
حرم کے جانوروں کو ایذا
احرام کے مسائل
سفر کے مسائل
حج فوت ہونیکا بیان
حج بدل، حج نذر
غرضکہ حج و قربانی کے ہر چھوٹے بڑے مسائل
محرمات
وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے احکام ولی
مسائل کفالت
وکالت نکاح، مہر اور نکاح تمام مسائل
طلاق
طلاق دیکر طلاق کرنا
تفویض طلاق طلاق
معلق طلاق رجعی

خلع ظہار کفارہ
احکام لعان
عدت کا بیان
شوہر کی نامردی
پرورش اولاد نفقہ
حقوق بیوی و شوہر
رسوم شادی، ولیمہ
پیدائش عقیقہ
ذبائح
جانوروں کا ذبح کرنا
حرام اور حلال جانور
مسائل شکار قربانی
نشہ والی اشیا
مہمان نوازی
لباس
لباس کا بیان
چاندی سونے کے برتن
اور معاشرت کے حکم
ضروری مسائل
حقوق

حقوق انسان
حقوق اولاد
میاں بیوی کا حق
رشتہ داروں کا حق
یتیم کا حق
مسکین مسافر کا حق
بیوہ ہمسایہ
مہمان میزبان
مجلس مریض
غرضکہ تمام مخلوقات کے حقوق جو ایک مسلمان پر عائد ہوتے ہیں
سب کا مکمل ذکر اس کتاب میں ہے
ایک کامل و مکمل ہوتی ہے جو اپنے ہر ہمنشین کو پکا مسلمان اور سچا دیندار بنا دیتی ہے
قیمت مجلد جرمنی مین دو روپے مجلد پارچہ عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

خطبہ

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا فللہ الحمد رب السموات ورب الارض رب العالمین ولہ الکبریاء فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ شاھدا علی الخلائق اجمعین ونذیرا مبینا ورحمۃ للعالمین ومبشرا للمومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا فصلی اللہ علی نبیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

حمد وستائش اس ذات پاک کو سزاوار ہے جس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیا مبعوث کئے اور ان پر اپنا کلام نازل فرمایا اور تمام حمد وستائش اس خدائے پاک کو زیب دیتی ہے جس نے دعائے ابراہیمی کو مستجاب فرماکر ذریت ابراہیم خلیل اللہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرماکر رشد وہدایت خلق کے سلسلہ کو مکمل فرمایا اور قیامت تک کے لئے اس کو آخری دین کا آخری نبی فرمایا۔ اما بعد:

برادران اسلام۔ ماہ مبارک ربیع الاول کے متعلق ہوگا یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس کا احترام ہر اک مسلم قلب میں ہے کیونکہ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں وہ نبی امی عالم وجود میں تشریف فرما ہوا جو ادیان عالم خاتم ہادی کل اور تمام عالم کے لئے رحمت سراپا رافت بناکر بھیجا گیا تھا جس نے کفر وشرک کی تاریکی سے نکالا اور خدائے واحد کی توحید کی چار دانگ عالم میں منادی کی حضور کی بعثت جس وقت ہوئی اس سرزمین عرب از سرتا پا کفر کی گھٹاؤں اور شرک کی بدلیوں میں گھری ہوئی تھی قبیلہ قبیلہ کے بت علیحدہ علیحدہ تھے خدا کو سب بھول گئے تھے اور سب نے پتھروں کی پوجا شروع کردی تھی اور نہ صرف عرب کا یہ حال تھا بلکہ دنیا کے ہر حصہ اور گوشہ کا تقریباً یہی حال تھا کہ خدا سے رشتہ توڑ کر اس کی مخلوق سے جوڑ لیا تھا کہیں پتھروں کی پوجا کی جاتی تھی اور کہیں آگ کی کہیں آفتاب کی پرستش کی جاتی تھی تو کہیں ستاروں کی۔ ایران ہندوستان مصر یورپ اور افریقہ سب جگہ کا یہی حال تھا البتہ عرب معائب اور بدیوں کا مرکز تھا یہاں نہ صرف غیر اللہ کی پرستش ہوتی تھی بلکہ سرے سے اخلاق اور نیکی کا کوئی معیار ہی باقی نہ رہا تھا۔

جب دنیا کی یہ حالت تھی تو خدائے رحمن ورحیم نے اپنے بندوں پر رحم فرماکر حضور کو مبعوث فرمایا کہ آپ دنیا کو اس بدی اور برائی سے نجات دلائیں اور ضلالت وگمراہی کے جنگلوں میں اللہ کی جو مخلوق بھٹکی پھر رہی ہے اس کو صراط مستقیم پر گامزن کریں۔

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم نے کفر وشرک کی تاریکی کس طرح دنیا سے دور کی اور کس طرح مخلوق کو خالق سے ملایا اور بدیوں اور برائیوں سے پاک کرکے خدا کی زمین کو نیکیوں سے بھردیا۔ وہی سرزمین عرب جو برائیوں اور بدیوں کا مخزن تھی چند ہی سال کے اندر نیکیوں اور سعادتوں کا بحر ذخار بن گئی جس کی موجوں نے عرب سے اٹھ کر ساری دنیا کو سیراب کردیا اور نیکیوں کے سبزہ وگل سے بنجر زمینوں کو چمن وگلزار میں تبدیل کردیا۔ اس ابر کرم کے ظہور کا دن یقیناً ساری دنیا کے لئے عموماً اور ہم غلامان محمد کے لئے خصوصیت کے ساتھ ایسا مسعود ومبارک دن ہے کہ ہم اس پر جس قدر فخر کریں کم اور جس قدر مسرت اور خوشی کا اظہار کریں تھوڑا ہے یقیناً وہ ساعت نہایت مبارک تھی جس وقت دنیا کا یہ ہادی اعظم اور نور مجسم عالم آب وگل میں تشریف فرما ہوا اور اپنے مقدس وجود سے دنیا کی ظلمتیں اور تاریکیاں دور کیں اور اس کو نور ہدایت وسعادت سے معمور کردیا۔

اس لئے اس ماہ مبارک میں اور اس مہینہ کی اس مقدس تاریخ کو جس تاریخ میں یہ فخر عالم وعالمیان وخلاصۂ دودمان آدم وآدمیان اس دنیا میں تشریف فرما ہوئے ہم جس قدر اظہار مسرت وشادمانی کریں اور جس قدر خوشی وخرمی کا اظہار کریں کم ہے ہمارا فرض ہے کہ جس قدر ہوسکے اس عید میلاد کو شان وشوکت سے منائیں اور اس امر کا ثبوت دیں کہ اس افضل الرسل وفخر انبیا کی ولادت باسعادت کو ہم خداوند قدوس کا سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی نعمت سمجھتے ہیں اور حضور کو مبعوث فرماکر دنیا پر عموماً اور ہم پر جو اپنے آپ کو حضور کے نام لیوا کہتے ہیں خصوصاً اپنا سب سے بڑا فضل واحسان کیا ہے۔

برادران اسلام!

ماہ مبارک ربیع الاول ہمارے لئے کیوں مبارک ہے اور کیوں ہم اس ماہ مبارک میں مسرت وشادمانی کا اظہار کریں اس سوال کا جواب آسان ہے چونکہ خدا کا ہم پر یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لئے آنحضرت کو مبعوث فرمایا اس لئے ہم اس کے شکر میں اظہار مسرت کرنا اپنا فرض تصور کرتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ اظہار شکر واحسان اور مظاہرہ مسرت کے طریقے وہی ہوسکتے ہیں اور وہی ہونے چاہئیں جو اس عید میلاد کے شایان شان ہوں مسرت اسلئے ہے کہ ضلالت وگمراہی سے ہم کو آنحضرت نے نکالا اور ہدایت وسعادت کی راہ دکھلائی اور جو کل تک وحشیوں سے بدتر اور جشیوں سے خراب تر زندگی بسر کرتے تھے وہ چند ہی دنوں کے بعد انسانیت اور روحانیت کے اس بلند اور رفیع درجہ اور مرتبہ پر پہنچ گئے جس پر کسی مصلح کسی ریفارمر کسی نبی وپیغمبر کے ساتھی کبھی نہیں پہنچے۔

آنحضرت کی بعثت کا مقصد وحید بھی یہ ہی تھا کہ دنیا کا ہر ایک فرد خواہ کسی خطۂ زمین پر بستا ہو وہ انسانیت اور روحانیت کے اسی مرتبہ بلند ورفیع پر پہنچ جائے جس پر حضرت ابوبکر وعمر اور حضرت عثمان وعلی پہنچ گئے تھے۔

اب ہمیں اس میلاد کے موقع پر اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیئے کہ اس مقدس

مقصد سے ہم کس قدر قریب ہیں اور کہاں تک قریب ہونے کی کوشش کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر اظہار مسرت و شادمانی میں ہم اس وقت حق بجانب ہوسکتے ہیں جب حضور کی بعثت کا جو مقصد تھا اس سے اپنے آپ کو قریب تر کریں اور اپنے اندر وہی کیفیت پیدا کریں اور اسی قسم کا انقلاب رونما کریں جو ہادی اعظم کے عہد مبارک مسعود میں رونما ہو گیا تھا۔

مگر برادران اسلام! اس قسم کا انقلاب کیونکر رونما ہو سکتا ہے اور وہ کیفیت کس طرح پیدا ہوسکتی ہے یہ وہ مسئلہ ہے جس پر ہم کو غور کر لینا چاہیئے اس لئے کہ محض اظہار مسرت ہمیں اس مقصد پر یا اس کے قریب نہیں پہنچا سکتا بلکہ ہم بھی اسی طریقہ پر چل کر اس انقلاب کو اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں جو عہد مبارک نبوی میں پیدا ہو گیا تھا یا یہ کہ اس سے قریب تر ہو سکتے ہیں اور وہ طریقہ اتباع رسول کا ہے جو بغیر حب رسول کے ناممکن ہے کیونکہ کسی شخص یا کسی فعل کا اتباع پوری طرح ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس شخص کی محبت رگ و پے میں طاری و ساری نہ ہو یا اس کو پسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھتا ہو اور حب رسول کا مرتبہ یہ ہے کہ زن و فرزند اہل و عیال خویش و اقارب اور مال و جان عزت و آبرو ہر ایک چیز سے زیادہ حضور کی محبت ہونی چاہیئے جب تک اس معیار اور اس درجہ کی محبت نہ ہو اس وقت تک محبت رسول کا کوئی دعوی نہیں کر سکتا اور جب تک ایسی محبت نہ ہو اس وقت تک ہماری روحوں اور دلوں کے اندر وہ انقلاب نہیں پیدا ہو سکتا کہ ہر ایک امر ہر اک فعل اور ہر ایک بات میں والہانہ اتباع رسول کریں۔

حضرت ابوبکر کی محبت رسول دیکھو کہ گھر بار بیوی بچے مال و متاع سب کچھ چھوڑ کر حضور کے ساتھ ہجرت کر گئے اور اپنی جان کو حضور کے ادنی گزند اور نقصان پر نثار کرنے کے لئے غار ثور میں پہلے خود گھسے تاکہ موذی اور مہلک جانور اگر ہوں تو ان سے حضور کو گزند نہ پہنچے۔ مدینے میں جب ایک غزوہ میں حضور نے چندہ کی اپیل کی تو حضرت ابوبکر ایک اپیل پر گھر کا کچھ سامان لیکر حاضر ہوگئے رسول اللہ نے دریافت فرمایا کہ کس قدر مال لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ نصف مال اہل و عیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں اور نصف یہاں لیکر حاضر ہوگیا ہوں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ آج میں حضرت ابوبکر سے ضرور بڑھ جاؤں گا لیکن آنحضرت نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ تم کس قدر لائے اور کس قدر اہل و عیال کے لئے چھوڑ آئے ہو تو آپ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اہل و عیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں باقی سب کچھ حاضر کر دیا ہے۔

جنگ احد میں حضرت پر جب قریش نے حملے شروع کئے اور تیر و تلوار چلا رہے تھے تو صحابہ آپ کے گرد پروانہ وار جمع ہو گئے تھے اور حضرت طلحہ نے تمام تلوار اپنے ہاتھ پر روکی تھیں جس طرح ڈھال سے تلوار کے وار روکے جاتے ہیں یہانتک کہ یہ ہاتھ حضرت طلحہ کا ساری عمر کے لئے شل اور بیکار ہو گیا تھا۔

حضرت علی ہجرت کی شب کو آنحضرت کے بستر پر لیٹ کر سو گئے تھے حالانکہ دشمنان دین چاروں طرف آنحضرت کے قتل کے لئے منڈلا رہے تھے اور بالکل ممکن تھا کہ آنحضرت کے دھوکے میں یا اس غصہ میں کہ آنحضرت ان کے پنجہ سے نکل گئے حضرت علی کو قتل کر دیتے مگر حضرت علی نے آنحضرت کے حکم کے مقابلہ میں جان کی مطلق پرواہ نہیں کی۔

اس قسم کی فداکاری و والہانہ محبت کے سینکڑوں واقعات ہیں مثلاً حضور نے قبیلہ عضل اور قارہ کی خواہش پر چند باوفا صحابیوں کو تبلیغ اسلام کے لئے ان کے ساتھ کر دیئے تھے اور انہوں نے مکر و فریب اور غدر و بیوفائی کے ساتھ ان کو اپنے ہمراہ لیجا کر شہید کر ڈالا تھا ان میں سے ایک کا حال سنئے اور اس سے اندازہ لگائیے کہ عہد نبوت میں قلوب و ارواح کے اندر کیا انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا ان باوفا مبلغین میں سے آٹھ تو وہیں شہید ہو گئے اور دو کو قید کر لیا ایک خبیب بن عدی دوسرے زید بن دثنہ اور ان کو مکہ لیجا کر قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا اب ذرا خبیب کا حال سنئے کفار نے ان کو قتل کے لئے لیجا کر کھڑا کر دیا اور کہا اگر اسلام چھوڑ دو تو جان بخشی ہو سکتی ہے مگر دیکھو کیا انقلاب ہو گیا تھا آپ نے جواب دیا کہ جب اسلام ہی باقی نہ رہا تو جان کو بچا کر کیا کرینگے ظالموں نے دونوں کو صلیب پر لٹکا دیا اور نیزہ بازوں سے کہا کہ نیزوں کی انی یعنی نوک سے ان کے جسم کے ایک ایک حصہ کو چرکے لگاؤ انہی شقی نیزہ بازوں میں سے ایک ظالم و وحشی نے حضرت خبیب کے جگر کو نیزہ سے چھید دیا اور چھید کر پوچھا کہو اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے کہ محمد پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں حضرت خبیب نے نہایت جوش سے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچانے کے لئے آنحضرت کے پائے مبارک میں کانٹا بھی چبھے اللہ اکبر یہ تھی محبت رسول اور یہ تھا وہ قلوب و ارواح کا انقلاب عظیم جس کے لئے حضور مبعوث ہوئے تھے یہی وہ محبت تھی جو اس اتباع رسول کا باعث تھی جس کی وجہ سے ایسا عظیم انقلاب پیدا ہو گیا تھا کہ کل کے وحشی آج روحانیت و انسانیت اور اخلاق فاضلہ کے اس بلند و رفیع مرتبہ پر پہنچ گئے تھے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے۔

برادران اسلام! اس مبارک موقع پر ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ بعثت حضرت رسالت کے مقصد کے حصول کی ہم نے کیا کوشش کی اور ہم کہاں تک اس مقصد سے اپنے آپ کو قریب کر سکے ہیں اور اس مقصد سے قریب تر ہونے کے جو اسباب ہیں ان پر ہم نے کہاں تک عمل کیا یعنی محبت رسول جو ایمان کا جزو اعظم ہے اس دولت مقدس سے ہمارا قلب اور ہماری روح کس قدر معمور ہے یہ تو ہر ایک مسلمان جانتا ہے اور اگر نہیں جانتا تو اس کو جاننا چاہیئے کہ بموجب حدیث کوئی مسلمان اس وقت تک سچا اور پکا مومن نہیں ہو سکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں زن و فرزند اہل و عیال مال و دولت اور جان و دل سے زیادہ نہ ہو اب یہ ہر ایک فرد اور ہر ایک شخص کے سوچنے اور غور کرنے اور اپنی حالت کا جائزہ لینے کی بات ہے کہ اس کا دل اور اس کی روح کہاں تک حب رسول سے معمور اور پرنور ہے مگر سب چیز سے پہلے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ زبانی دعوے کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ اس کا ثبوت بھی ہماری زندگی سے ملنا چاہیئے ورنہ کہنے کے لئے ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ میرا دل اور میری روح بادہ حب رسول سے سرشار ہے اور وہ کون سا بدبخت مسلمان ہے جس کے منہ سے یہ لفظ نکل سکے کہ میرا دل

حب رسول سے خالی ہو مگر یاد رکھو جس دعوے کے ساتھ ثبوت نہیں ہوتا اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور نہ اس کی کوئی وقعت ہوتی ہے ہمارے سامنے صحابہ کرام کی زندگی ہے اور چند واقعات لکھے جاچکے ہیں کہ محبت رسول کس قسم کی صحابہ کرام کے اندر تھی یہ واقعات اس امر کا ثبوت ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک محبت رسول کے کیا معنی تھے آپ نے دیکھا کہ یہ بزرگ اس درجہ بادہ حب رسول سے سرخوش اور سرشار رہتے کہ جان و مال عزیز و اقارب عزت و آبرو سب کچھ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اور وقت پر قربان کر دیتے تھے جیسا کہ صرف چند واقعات سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا اس کا نتیجہ کیا تھا یہ تھا کہ رسول اللہ کے احکام اور اسوۂ حسنہ کے اتباع کا سچا ذوق پیدا ہو گیا تھا اور یہی ذوق تھا جس نے ان کو مراتب عالیہ پر فائز کر دیا تھا۔

ہماری حالت کیا ہے ان واقعات کی روشنی میں اس پر اچھی طرح غور ہو سکتا ہے اور عید میلاد کا موقع اور بھی اس کام کے لئے بہترین ہے

برادران اسلام! یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ انسانیت روحانیت اور اخلاقی و مادی حیثیت سے ہماری حالت اور کیفیت کسی مرتبہ میں بھی ان بزرگوں جیسی نہیں ہے جن کا اوپر ذکر ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اس محبت رسول اور اس کے اتباع اسوۂ حسنہ سے ہماری زندگیاں خالی ہیں جن سے صحابہ کرام کی زندگیاں معمور تھیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی ویسے ہی نہ ہو جاتے ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ ۔۔۔
یا اس حالت سے قریب تر ہوتے حقیقت یہ ہے کہ ہم کسی حیثیت سے بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس غرض و مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے ہماری زندگیوں سے وہ پوری ہو رہی ہے۔

جب حالت یہ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں عید میلاد پر خوشی و مسرت کے اظہار کا کیا حق ہے اور اگر ہم خوشی کا اظہار کریں یا محافل میلاد منعقد کریں تو اس سے کیا فائدہ ہے جب مولود خواں یہ بیان کرے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی مقدس و مبارک زندگی تھی اور آپ اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ مخلوق کو ہر قسم کی گمراہیوں سے نکال کر صراط مستقیم پر چلائیں اور روحانیت و انسانیت کے اعلیٰ مدارج پر فائز کریں برائیوں سے نکال کر نیکیوں کی تلقین کریں اور اس کا یہ نتیجہ نکلا تھا کہ صرف ۲۳ سال کی مدت میں ساری سرزمین عرب اور اس کا ایک ایک فرد صراط مستقیم پر گامزن ہو گیا تھا خدائے واحد کی خدائی کا ڈنکا بجنے لگا تھا تمام معائب اور برائیاں دور ہو گئی تھیں اور نیکیوں کا ایک ایسا سمندر ابلتا تھا کہ اسی کی موجیں ہر طرف رواں دواں نظر آتی تھیں مگر آج نہ وہ کیفیت ہے نہ وہ حالت ہم اپنے آپ کو خواہ دھوکہ دے لیں مگر اس حقیقت سے ہم سب خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اندر اس روحانی و اخلاقی کیفیت کا کوئی نشان تک نہیں یہی وجہ ہے کہ ہم اس قدر پست اور زبوں حالت میں ہیں کہ نہ دینی سربلندی اور سرفرازی ہمارے اندر پائی جاتی ہے جس کو دیکھ کر دوسری قوم کے لوگ ہماری روحانیت اور ہماری اخلاقی عظمت سے متاثر ہوں اور نہ کسی قسم کی مادی رفعت و ترقی کے آثار ہمارے اندر نظر آتے ہیں حالانکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی پیروی اسی طرح ہم بھی کرنے لگیں جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے تھے تو ناممکن ہے کہ دینی و دنیاوی سربلندی و سرفرازی سے ہم محروم رہیں۔ برادران اسلام ان حالات میں عید میلاد کی مسرت ہمیں کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اور غیر اقوام ہماری زندگیوں کو دیکھ کر کیا کہیں گے کہ یہی قوم ہے جس کے ہادی نے آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا کی کایا پلٹ دی تھی اور جس کے متبع اور پیرو دین اور دنیا کی سرفرازیوں کی دولت سے مالا مال تھے۔

برادران اسلام! اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی موجودہ حالت سے نجات حاصل کریں اور یہ جو خسر الدنیا والآخرہ کی سی حالت میں مبتلا ہیں اس سے نکلیں تو اس کی ایک صورت ہے اور وہ یہی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا یعنی اتباع و پیروی اسوۂ حسنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع رسول کا صحیح اور کامل ذوق ہرگز نہیں پیدا ہو سکتا جب تک کہ محبت رسول کی شراب سے ہم اپنے دلوں کو متوالا نہ بنا لیں صرف محبت ہی کے ہر ایک قول اور فعل کی پیروی خوشدلی اور جوش و صداقت کے ساتھ کی جا سکتی ہے اس لئے ابتداءً محبت رسول کا سچا جذبہ پیدا ہونا چاہیے اس کا خود بخود یہ اثر ہو گا کہ ہمارا ہر ایک قول اور ہر ایک فعل رسول اللہ کے قول و فعل کی پیروی میں ہو گا ہمارے لئے ناممکن ہو جائے گا کہ ہم کوئی قدم اسوۂ حسنہ رسول اللہ کے خلاف اٹھائیں یہ جو آج ہماری بدقسمتانہ حالت ہے کہ ہماری زندگیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے کوئی مناسبت ہی نہیں رہی نہ ہم گفتار میں رسول اللہ کی پیروی کرتے ہیں نہ کردار میں اتباع اور نہ ہمارا عمل ویسا ہے اور نہ رہنا سہنا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ محبت رسول سے ہمارے قلوب و ارواح خالی ہیں اگرچہ ہم ربیع الاول میں نیاز بھی دلواتے ہیں میلاد کی محفلیں بھی منعقد کرتے ہیں اور ان محفلوں میں ذکر رسول بھی ہوتا ہے یعنی ولادت کے حالات پڑھے جاتے ہیں اور نعتیہ کلام خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے شیرینی وغیرہ بھی تقسیم کی جاتی ہے اور روشنی وغیرہ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ محبت رسول سے ہمارے قلوب معمور اور ہماری روحیں پر نور ہیں مگر حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے واقعہ یہ ہے کہ یہ تمام باتیں جو اس ماہ مبارک ربیع الاول میں کرتے ہیں محبت رسول کے حقیقی آثار نہیں ہیں بلکہ حقیقی علامت وہی ہے جو صحابہ کرام میں پائی جاتی تھی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے یعنی صحیح اتباع اور پیروی اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

برادران اسلام آپ جانتے ہیں کہ صحابہ کرام ہماری طرح محافل میلاد منعقد نہیں کرتے تھے نہ شیرینی تقسیم کرتے تھے نہ چراغاں کرتے تھے مگر اس کے باوجود ان کی محبت رسول کی نظیر ملنی محال ہے وہ جو قدم بھی اٹھاتے تھے وہ رسول اللہ کے نقش قدم ہی پر اٹھاتے تھے یہی اصلی اور حقیقی محبت کا نشان ہے جس کی ہمارے اندر کمی ہے [illegible] حقیقی درجہ ہے۔

برادران اسلام آپ کو غلط فہمی نہ ہونی چاہیے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ میلاد کی محفلیں منعقد نہ کی جائیں ضرور کرنی چاہئیں مگر وہ محض رسم کے طور پر منعقد نہ کرنی چاہئیں بلکہ ان کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اپنے آقا و مولا کی مقدس زندگی سے واقفیت ہو تاکہ اس کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگیوں کو سنواریں بہرحال اس ماہ مبارک کا ہمیں خیر مقدم کرنا چاہیے اس میں دنیا کا وہ ہادی اعظم اور وہ رہبر عالم پیدا ہوا جس نے ضلالت و گمراہی کی تاریکی کو دور کر کے توحید کی شمع روشن کی اور بھٹکے ہوئے گمراہوں کو راہ راست پر لگایا اور حیوان سیرت انسانوں کو

روحانیت کے اعلےٰ مدارج پر پہنچایا ہمارا فرض ہے کہ جس طرح آنحضرت کی تعلیم اور اسوہ حسنہ سے عہد رسالت میں صحابہ کرام نے اپنے قلوب و ارواح کو منور کر لیا تھا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ احمدہ و استعینہ و استغفرہ و استھدی بہ و اومن بہ و لا اکفرہ و اعادی من یکفرہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالھدی و النور و الموعظۃ علی فترۃ من الرسل و قلۃ العلم و ضلالۃ من الناس و انقطاع من الزمان و دنو من الساعۃ و قرب من الاجل من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد و من یعصھما فقد غوی و فرط و ضل ضلالا بعیدا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و سلم۔

اما بعد۔ برادران اسلام! درود و سلام بھیجو آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام عالم اور تمام بنی آدم کے لئے نور و ہدایت اور سراپا رحمت و رافت بنا کر خدا کی طرف بھیجے گئے تھے اور جن کی محبت ایمان کا جزو اعظم اور جن کا اسوہ حسنہ نجات اور فلاح دارین کا واحد ذریعہ ہے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً خلفائے راشدین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر جن کی رگ و پے میں محبت رسول طاری و ساری تھی اور جن کے ارواح و قلوب رسول اللہ کی شراب محبت سے سرشار تھے اور جو اپنی زندگی کا حاصل اور مقصد صرف یہ سمجھتے تھے کہ رسول کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کریں اور بھولے سے بھی کوئی قدم پیروی سنت کے خلاف نہ اٹھنے پائے اور جو اسی وجہ سے روحانیت و اخلاق کے ان مدارج و مراتب اعلیٰ پر فائز ہو گئے تھے جن پر انبیا کے سوا کوئی نہیں پہنچا۔ اور درود و سلام بھیجو سیدنا امام حسین اور سیدنا امام حسن پر جن کے سینے اور دل اور رگ و ریشے اور جن کا رگ و پے اپنے جد امجد کی محبت سے معمور تھا اور جن کی زندگی سراپا اتباع اسوۂ حسنہ تھی جو راکب دوش محمد تھے اور جو انان بہشت کے سردار ہیں اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا پر جو آپ کی قرۃ العین لخت جگر اور راحت دیدہ و دل تھیں جو پدر عالی قدر کی محبت میں دیوانی رہتی تھیں جو آنحضرت کے بعد چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہ سکیں اور جو اسوۂ حسنہ رسول اللہ کے خلاف کبھی قدم نہیں اٹھاتی تھیں اور جو بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو حضور کی محبت کو دل و جان کا درجہ سمجھتی تھیں اور حضور کے احکام اور اسوہ حسنہ کی پیروی کو فرض عین کی طرح بجا لاتی تھیں اور جو تمام مسلمانان عالم کی محترم اور واجب العزت مائیں ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے دونوں محترم چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جو حضور کی محبت میں سرشار تھے اور اسوہ حسنہ پر تمام عمر چلتے رہے اور حضرت حمزہ نے اسی بادۂ محبت سے مست ہو کر جام شہادت نوش فرمایا۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت عبد الرحمن اور حضرت ابو عبیدہ پر جو آنحضرت کی محبت اور اتباع اسوہ حسنہ کی وجہ سے عشرہ مبشرہ کہلائے اور جیتے جی جنت کی بشارت کا مژدہ سن لیا۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت پر جو سب اپنے نانا جان حضرت محمد رسول اللہ کے مطابق بسر فرماتے تھے اور اسی وجہ سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل پر جنہوں نے رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کی تعلیم کی امت میں نشر و اشاعت کی اور اسوہ حسنہ کی ایک ایک بات کو امت تک پہنچایا۔

اور درود و سلام ہو حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری پر جنہوں نے معرفت و روحانیت کے مراتب عالیہ محبت رسول اور پیروی اسوہ حسنہ رسول اللہ سے حاصل کئے اور لاکھوں کروڑوں تشنگان معرفت الٰہی کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب کیا اور ابتک یہ سلسلہ بطفیل حضرت محمد الرسول اللہ قائم و جاری ہے۔

اور سلام و رحمت نازل ہو ان شاہان اسلام اور امرائے مسلمین اور ان علمائے صالحین و اولیائے عارفین پر جن کی روحیں اور جن کے قالب حب رسول سے معمور اور جن کی زندگیاں اسوہ حسنہ کی پیروی سے آراستہ تھیں جس کی وجہ سے خدا نے ان کو دین اور دنیا کی سرفرازیاں عطا کیں۔

اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرما کہ وہ محبت رسول سے دلوں کو منور کریں اور اطاعت نبی کو اپنا شعار بنائیں اور اسوہ حسنہ کی پیروی کو جزو زندگی کریں کہ اسی پر مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی اور دینی و دنیاوی نکبت و فلاکت کے مداوا کا انحصار ہے۔

اے اللہ مسلمانوں کی اس غفلت و جمود کو دور کر دے جو اتباع اسوہ حسنہ اور پیروی سنت رسول اللہ کی طرف سے ان میں پیدا ہو گئی ہے ان کے دل میں صحابہ کرام کی سی محبت رسول اور انھیں کا سا ذوق اتباع اسوہ حسنہ پیدا کر دے۔

عباد اللہ اوصیکم بتقوی اللہ ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربی و ینھی عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم و ادعوہ یستجب لکم و لذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اولیٰ و اعز و اجل و اھم و اعظم و اکبر۔

مولوی کے خریدار صاحبان خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

شذرات

رسول نمبر کی اشاعت کا مقصد

ہر سال کی طرح امسال بھی مولوی کا رسول نمبر جہانتک امکانی کوششوں کا تعلق ہے پوری سعی و کوشش کے ساتھ بہتر سے بہتر مضامین سے مزین و مرتب کرکے ناظرین مولوی کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے لگاتار دو ماہ کی انتھک اور مسلسل کوششوں اور استطاعت سے زیادہ مالی مصارف برداشت کرنے کے بعد یہ نمبر بھی سابق نمبروں کی طرح تیار ہوا ہے۔

ہر سال اس قدر محنت اور اس قدر کثیر مصارف برداشت کرکے مولوی کا رسول نمبر کسی خاص غرض ہی سے نکالا جاتا ہے اور وہ غرض یہ تو نہیں ہوسکتی کہ مالی منفعت اس سے حاصل کی جائے کیونکہ معمولی عقل کا آدمی اس رسالہ کو دیکھکر یہ اندازہ لگاسکتا ہے کہ خالی اس ایک رسالہ پر کیا لاگت آئی ہوگی۔ کوئی شخص جو طباعت و کتابت کی اجرتوں کاغذ کی قیمت اور مضامین نگاروں کے معاوضہ کا واقفیت رکھتا ہے وہ آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ صرف اس پرچہ پر کیا لاگت آئی ہوگی اگر کم سے کم اور بالکل کم قیمت بھی لگائی جائے تو آٹھ آنے سے کسی طرح اس کی لاگت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور پھر اس نمبر کے علاوہ سال بھر تک برابر صرف ایک روپے میں رسالہ ہر ایک خریدار کے پاس پہنچایا دیا جاتا ہے بلکہ ایک روپیہ چندہ میں رسول نمبر جیسے پرچہ کے علاوہ دس پرچے اور ملتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رسول نمبر کی اشاعت کا مقصد جلب منفعت تو نہیں ہے مگر بلا مقصد بھی اتنی محنت اور اتنا صرف کوئی نہیں کیا کرتا اور دنیا میں کوئی شخص کوئی کام بھی بلا کسی پیش نظر مقصد کے نہیں کرتا۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول نمبر کی اشاعت کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ آقائے دوجہان سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و مطہر زندگی کے سوانح اور سیرت طیبہ سے آگاہ اور واقف ہوکے رہیں جس کے نقش قدم پر چلنے میں دنیا کی نجات کا راز مضمر ہے سیرت پاک پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور عربی و فارسی کے علاوہ اب اردو میں بھی نہایت مفصل و ضخیم کتابیں شائع ہوچکی ہیں ان میں سے اکثر نہایت تحقیق و تلاش سے لکھی گئی ہیں اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان مقدس کتابوں کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے۔

مگر اس کے ساتھ یہ بھی واقعہ ہے کہ عام طور پر کتابوں کی طرف لوگ کم توجہ کرتے ہیں اور ان کتابوں کی اشاعت چند ہزار سے زیادہ نہیں ہوسکی اور جنھوں نے خریدی بھی ہونگی انھوں نے ایک دفعہ پڑھکر الماریوں میں بند کرکے رکھدی ہونگی لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ بار بار آنحضرت کے سوانح حیات و سیرت طیبہ مسلمانوں کی نگاہوں سے گذرے اور وہ اس کو اپنے لئے نمونہ بنالیں اور اپنی زندگیوں کو اسی مقدس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں

یہ ضرورت سب سے بہتر طریق پر رسائل اور اخبارات کے خاص نمبر ہی سے پوری ہوسکتی ہے اسی وجہ سے مولوی کا رسول نمبر ہر سال کثیر مصارف برداشت کرکے اور نہایت جانفشانی سے مرتب کرکے شایع کیا جاتا ہے تاکہ ہر سال مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت اپنے آقائے مدنی کی سیرت پاک سے بہت ہی کثرت سے واقف اور آگاہ ہوجایا کرے تاکہ سعادت دارین کے لئے اس کی پیروی کرسکے۔

یہ نمبر پورا رسالہ حیات مقدس کے مبارک پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے اور اسکی ایک ایک سطر ہر ایک مسلمان کو پڑھنی اور اس پر عمل کرنا چاہیے مگر شذرات میں ہم اس دفعہ یہ کوشش کریں گے کہ حالات موجودہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند اہم اور نہایت ضروری پہلوؤں پر اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بحث کریں تاکہ حالات حاضرہ میں ہم شمع نبوت سے کسب ضیا کرسکیں اور اس روشنی میں صراط مستقیم پر گامزن ہوسکیں اور ضلالت و گمراہی کے راستہ پر ہمارے قدم نہ پڑنے پائیں۔

ہم تمام ناظرین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ شذرات کو اسی نقطہ نظر سے پڑھیں اور اپنے لئے اس سے استفادہ کریں اور شمع نبوت کی روشنی میں حالات حاضرہ کے سلسلہ میں نجات کے لئے راہ مستقیم اختیار کریں کیونکہ آجکل بہت سے ایسے مسائل ہیں جن میں شدید اختلاف ہے ہر ایک جماعت اپنی طرف لوگوں کو بلاتی ہے اور ہر ایک جماعت اپنے کو حق پر بتلاتی ہے ایسی حالت میں بہترین صورت یہی ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہو اور بس اسی کی تقلید ہم کریں اس لئے صحیح راہ عمل وہی ہوسکتا ہے باقی ہیچ

مصالحت بین المسلمین اور صلح حدیبیہ

گذشتہ تین ماہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں مصالحت اور مفاہمت کی گفت و شنید ہورہی تھی ابتدا میں دہلی کے اندر دونوں جماعتوں کے مابین بات چیت صلح کی شروع ہوئی اور دہلی میں جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو پھر از سر نو بھوپال میں گفتگو شروع ہوئی اور وہاں سے منتقل ہوکر شملہ پہنچی شملہ کی کانفرنس آب و ہوا بھی تقریبا موافق ثابت ہوئی کہ اس غریب مصالحت کی گفتگو کا دم ہی نکل گیا یعنی آہستہ آہستہ پوری گفتگو کا خاتمہ ہوگیا اور دونوں پارٹیوں نے اعلان کردیا کہ کوئی فیصلہ نہیں ہوسکا۔

فیصلہ کیوں نہ ہوسکا اس کا جواب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ مسلم کانفرنس والوں کا فیصلہ نہیں کیا جاتا اور وقت مسلمانوں میں دو جماعتیں ہیں ایک مسلم کانفرنس والے اور دوسرے جمعیۃ العلماء۔ قوم پرور پارٹی نے ان دونوں کے مطالبات کو تسلیم کرلینے پر آمادگی ظاہر کی جو مسلم کانفرنس والے کرچکے تھے مگر یہ صرف ایک شرط اپنی طرف سے رکھی کہ طریق انتخاب مخلوط ہوگا مسلم کانفرنس والوں نے اس کو منظور نہ کیا اس کے بعد کچھ تو لکھے سے نواب صاحب بھوپال کی

کی طرف سے اور کئی تجویزیں دونوں جماعتوں کی طرف سے رکھی گئیں مگر مسلم کانفرنس والوں نے سب کو نامنظور کردیا مثلاً ایک تجویز یہ تھی کہ ابتدا میں نئے دستور میں پانچ سال تک دو تہائی جداگانہ انتخاب کے ذریعہ اور صرف ایک تہائی مخلوط انتخاب کے ذریعہ ممبران کا انتخاب ہو اور دوسرے پانچ سال میں آدھے جداگانہ کے ذریعہ اور آدھے مخلوط انتخاب کے ذریعہ اور دس سال کے بعد مخلوط انتخاب کلیۃً رائج ہو جائے مگر اس شرط کے ساتھ کہ رائے دہندگی کا حق ہر ایک بالغ کو دیدیا جائے دوسری تجویز یہ تھی کہ دس سال تک اور جداگانہ انتخاب جاری رہے اور دس سال کے بعد مخلوط انتخاب خود بخود رائج ہو جائے لیکن اگر درمیان میں کونسل کے دو تہائی ممبران چاہیں تو جداگانہ انتخاب کو چھوڑ سکتے ہیں۔

ان دونوں تجویزوں کو قوم پرست پارٹی نے منظور کرلیا مگر مسلم کانفرنس والوں نے ان کو بھی ٹھکرادیا اور ایک انچ بھی اپنی جگہ سے آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے سے انکار کردیا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح تو یہ ہم سمجھتے نہیں ہیں کہ میں جب یہ کہتا ہوں اس کو حرف بحرف مان ہو اور میں تو ایک لفظ بھی تمہارا نہ مانوں گا مصالحت اور مفاہمت کا دنیا میں ایک ہی طریقہ رائج ہے کہ دونوں فریق تھوڑا تھوڑا اسا دبیں اور کچھ کچھ اپنی ضد سے باز آئیں اور اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر اور آگے بڑھ کر مصافحہ کریں مگر جب ایک فریق یہ کہتا ہو کہ میں تو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹوں گا تو مصالحت کیونکر ہوسکتی ہے۔

اب اس کے مقابلہ میں رسول رب العالمین کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ فرمائیے عہد رسالت میں مسلمانوں کے دو فریقوں میں باہمی مصالحت کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوا کیونکہ وہاں اختلاف پیدا ہونے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں مشرکوں اور اہل کتاب سے متعدد مفاہمتیں اور مصالحتیں فرمائی ہیں ان سے ہمیں سبق مل سکتا ہے کہ اگر مسلمانوں کے اندر اختلاف رونما ہو جائے تو ہمیں کس طرح اس کو دور کرنا اور کس طرح باہم صلح کرنی چاہیئے۔

سب سے زیادہ مشہور صلح حدیبیہ ہے جس سے ہر ایک لکھا پڑھا مسلمان کما حقہ واقف ہے یہ صلح کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی معاہدہ مذکور کی ایک دفعہ یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان کفار کی حدود میں پکڑا جائے گا تو وہ اس کو واپس نہ کریں گے اور اگر کوئی قریش کا آدمی پکڑ لیا جائے گا تو وہ واپس کردیا جائے گا یہ کس قدر بے انصافی کی دفعہ تھی اور اس سے کس قدر مکہ والوں کی زیادتی اور زبردستی اور فرعونیت کا اظہار ہوتا ہے اور نقصان تو ظاہر ہی ہے کہ سراسر مسلمانوں کا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمالیا اور صرف یہی نہیں بلکہ جب معاہدہ لکھنے کا وقت آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ لکھا کفار بگڑ گئے اور انھوں نے کہا کہ ہم نام کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ نہیں لکھنے دیں گے حضرت علی کو بہت غصہ آیا اور بگڑ گئے کہ میں تو رسول اللہ کا لفظ نہیں کاٹوں گا قریب تھا کہ معاہدہ ٹوٹ جائے اور صلح ختم ہو جائے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رسول اللہ کے لفظ کو قلمزد فرمادیا اور صلح ہوگئی۔

اس صلح کا نتیجہ معلوم ہے کہ فتح مکہ کی شکل میں نکلا حالانکہ یہ صلح از سرتاپا مسلمانوں نے دب کر کی تھی لیکن ایسے شاندار نتائج اس سے نکلے کہ دنیا حیران ہے۔

غور فرمائیے کہ حضور آقائے دوجہان نے کفار مکہ سے جنھوں نے مظالم کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا کیسی کمزور شرائط پر صلح فرمالی تھی اور اس کے بعد اس اسوۂ حسنہ کی موجودگی میں مسلم کانفرنس والوں کا طرز عمل ملاحظہ فرمائیے کہ قوم پرور پارٹی نے ان کی تمام شرائط منظور کرلیں باوجودیکہ ان سے ان کو شدید اصولی اختلاف تھا مگر مسلمانوں میں دو فریق میں اتحاد ہو جانے کی غرض سے انہوں نے اپنے اصول کی بھی قربانی کردی مگر پھر بھی مسلم کانفرنس والوں نے اتحاد کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا اور مصالحت سے صاف انکار کردیا اور کہدیا کہ جب تک جداگانہ طریق انتخاب کو نہ مانوگے تو ہم صلح نہ کریں گے کہاں آقائے دوجہان سرکار دوعالم کا اسوۂ حسنہ کہ کفار مشرکین کے ساتھ اس طرح صلح کرلی اور کہاں ہمارا طرز عمل کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ہی صلح کرنے سے انکار کردیا حالانکہ دوسرا فریق حد سے زیادہ جھک چکا تھا۔

مسلمانان ہند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مقدس کی روشنی میں مسلمانوں کی دونوں سیاسی جماعتوں کے طرز عمل کو بغور دیکھنا چاہیئے کہ دونوں میں کس کا طرز عمل سرور دوعالم کے اسوۂ حسنہ سے قریب تر ہے اور کس کا طرز عمل بعید تر ہے اور اسی جماعت کا ساتھ دینا چاہیئے جس کا طرز عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق یا اس سے قریب تر ہو اور جو اپنے بھائیوں سے صلح کرنے کے لئے دب رہا ہو۔ آج اگر مسلم کانفرنس والے اس مقدس اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے تو شملہ میں جو گفت و شنید مصالحت کا خاتمہ ہوگیا وہ ہرگز نہ ہوتا اور آج مسلمان سیاسیات میں متحد و متفق ہوتے اور دنیا کے لئے مذاق کا سامان نہ ہوتے اور اپنے اخلاف کی رسوائی و بدنامی کا موجب نہ بنتے۔

اقلیت کا خوف اور اسوۂ حسنہ

مسلمانوں کی ایک جماعت جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے حقوق کی بہت بڑی محافظ کہتی ہے وہ رات دن اقلیت میں ہونے کی وظیفہ پڑھتی رہتی ہے اور مسلمانوں سے کہتی ہے کہ چونکہ ہم ہندوستان میں ہندوؤں سے تعداد میں کم ہیں اس لئے ہم کو خوف ہے کہ کہیں ہندو ہم کو نگل نہ جائیں اور کھا نہ جائیں اسی بنا پر وہ جب کبھی آزادی وطن اور حریت و استقلال ملک کی تحریک شروع ہوتی ہے تو آکر مسلمانوں کے ناصح مشفق بنکر ان کو نصیحت کرنے لگتے ہیں کہ دیکھو مسلمانو یہ تحریک ہندوؤں کی ہے تم اس میں ہرگز شریک نہ ہونا ورنہ آزادی ملنے پر ہندو تم کو کھا جائیں گے کیونکہ تم ان سے تعداد میں اور دولت میں کم ہو تمہارے واسطے یہی بہتر ہے کہ سرکار دولت مدار کی امداد و اعانت کرتے رہو اور اس کے ساتھ مل کر غلامی کو قائم رکھو تاکہ جو تمہارے حقوق ہیں وہ محفوظ رہیں یعنی دائمی غلامی کو قبول کرلو اور آزادی کا نام بھی نہ لو۔

لیکن ہمارے رسول مقبول کا اسوۂ حسنہ کیا تھا اس پر بھی غور کرو سب سے پہلی چیز تو خداوند عالم کا ارشاد مبارک سنو وہ فرماتا ہے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کتنی ہی قلیل جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے کثیر جماعتوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور جب مسلمان تعداد میں نہایت

کم تھے اور چاروں طرف ان کے دشمن ہی دشمن تھے اس وقت خداوند قدوس نے مسلمانوں سے فرمایا تھا ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین نہ سست اور بزدل بنو اور نہ محزون اور غمگین ہو کیونکہ اگر تم سچے مومن ہو تو تم ہی سربلند اور سرفراز ہوگے۔

اب ان آیات کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس مبارک زندگی کو دیکھو جو ہمارے لئے تاقیامت ایک ایسی شمع ہدایت ہے جس کی روشنی کبھی بھی کم نہ ہوگی۔ غزوہ بدر میں مسلمان بہت ہی کم تعداد میں تھے اور سامان حرب بھی ان کی نسبت بیحد کم تھا یعنی تمام لشکر میں صرف دو گھوڑے اور سات اونٹ تھے کفار کا لشکر مسلمانوں کی نسبت سہ گنا زیادہ اور ان کا سامان ہزار چند زیادہ تھا لیکن باوجود اس بے سروسامانی اور باوجود اس قدر قلیل تعداد کے نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان نہایت شاندار طریق سے کامیاب ہوئے دشمن کو شکست ہوئی اس کے ستر زبردست سردار ابوجہل جیسے مارے گئے اور ستر ممتاز سردار گرفتار اور اسیر ہوئے اس کی وجہ کیا تھی اگر کثرت تعداد ہی قوموں کی حفاظت کیا کرتی ہے تو مسلمانوں کا تو صفحہ ہستی سے نام ونشان ہی مٹ جانا چاہیئے تھا مگر خدا کے فضل سے وہ ہر جگہ بڑھتے چلے گئے اور آج چالیس کروڑ کے لگ بھگ ساری دنیا میں موجود ہیں اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ان کے اندر ایمانی قوت تھی خدا پر اور اس کی نصرت بخشیوں پر ان کو اعتماد تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ سبق اچھی طرح پڑھا یا تھا کہ قوت کثرت تعداد میں نہیں ہوتی ہے چنانچہ جس قدر غزوات ہوئے سب ہی میں مسلمان تعداد میں کم تھے مگر ہمیشہ ہی فتح انہی کو حاصل ہوئی اور جب تک مسلمان اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے رہے یعنی قلت وکثرت کے گورکھ دھندے میں نہیں پھنسے اس وقت تک برابر ترقی کرتے چلے گئے۔

ایک طرف تو اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے ہے کہ اپنے سے سہ گنا زیادہ دشمن سے بھی خوف زدہ نہ ہوئے اور دوسری طرف ہمارے موجودہ حقوقی مسلمان ہیں جو رات دن حقوق ہی حقوق چیختے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود کچھ نہ کرو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو بلکہ جو ملک کو غلامی سے چھڑانا چاہیں اور محکومی سے نجات دلانے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں اور اس کے لئے ہر قسم کی قید وبند کے مصائب جھیلیں ان کے راستے میں سنگ گراں بنکر مزاحمت کرو اور جو قوم ہم پر حاکم ہوگئی اور جس نے ہم کو غلام بنالیا ہے اسی کا ساتھ دیتے رہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اسی طرح سیرت مقدس کے اتباع اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کا سے روگرداں رہے تو ہماری تباہی یقینی ہے ان لوگوں نے جو اقلیت کے دام فریب کو ابھار رکھا ہے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور روز بروز نقصان پہنچاتے ہی چلے جارہے ہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کی ذہنیت یہ ہوتی جارہی ہے کہ واقعی ہم بہت کمزور ہیں اور ہندو ہم کو نیست ونابود کردیں گے اور زندہ نہیں چھوڑیں گے یہ ذہنیت سخت مضر اور مہلک ہے اور قوم کو اپنی حفاظت کے ناقابل بنارہی ہے جیسا کہ غزوہ بدر اور عہد رسالت کے تمام واقعات بتلا رہے ہیں تعداد کی قلت اور کثرت پر قوموں کی زندگی اور زندگی کی طاقت کا انحصار نہیں ہوا کرتا تمام عرب مسلمانوں کا دشمن تھا اور مسلمان صرف مٹھی ہی بھر تھے رات دن ان پر حملے ہوتے رہتے ہر طرح کے مظالم توڑے گئے مگر مسلمانوں کا بال بھی بیکا نہ کرسکے یہ کیوں؟ محض اسلئے کہ گو ان کی تعداد کم تھی مگر وہ منظم تھے متحد تھے ایمانی قوت وطاقت اور اللہ کی اس سنت پر کامل یقین تھا کہ وہ حق کی ہمیشہ ہی مدد کرتا ہے اور اس نے "انتم الاعلون" کا جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔

اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ اپنے اسلاف کی طرح مضبوط اور طاقتور بنیں تو ہمیں بھی صحابہ کرام کی طرح قلت وکثرت تعداد کی فریب کارانہ صداؤں کی طرف سے آنکھ بند کرکے اس اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہیئے جس پر عمل پیرا ہوکر عہد رسالت کے مسلمانوں نے اپنی حفاظت آپ کی تھی اور باوجود اقلیت میں ہونے کے نہ صرف اکثریت سے اپنے وجود کو تسلیم کرالیا بلکہ ان پر غالب آگئے تھے۔

بین الاقوامی معاہدے اور آنحضرت صلعم

چونکہ آجکل کبھی بین الاقوامی معاہدے اور میثاق کا ذکر چھڑا ہوا ہے اور گذشتہ کئی سال سے اس کا شور برپا ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم اقوام سے جو معاہدے فرمائے ہیں ان کا ذکر اس موقع پر موزوں ومناسب ہوگا یہ معاہدے قیام امن وترقی تہذیب وتمدن کے لئے کئے گئے تھے کیونکہ باہمی جنگ وفساد میں جو اقوام مبتلا ہوتی ہیں وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتیں نہ تہذیب میں ترقی کرسکتی ہیں نہ تمدن میں نہ تجارت وصنعت میں اور نہ علم وفن میں اس لئے سب سے مقدم چیز امن کا قیام ہے مگر ان سے بھی بدتر کوئی چیز ہے تو وہ غلامی و محکومی ہے اس لئے اگر کوئی قوم محکوم وغلام ہے تو سب سے پہلے اس کو غلامی سے نجات حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے اس کے بعد امن وامان کے قیام کی سعی ہر ممکن طریقہ سے کرنی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قیام امن کی سعی فرمائی اسلئے کہ غلامی کا وہاں کوئی سوال نہ تھا اور نہ مدینہ پر کسی کی حکومت تھی۔

یہ معاہدہ رسول اللہ کے ذریعہ سے مسلمانوں اور یہودیوں کا عیسائیوں اور دیگر مذاہب والوں کے درمیان ہوا تھا اس معاہدہ کے بعض فقرے حسب ذیل تھے:۔

یہ تحریر ہے محمد النبی کی جانب سے مسلمانوں کے درمیان جو قریشی یا یثرب کے باشندے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں کہ یہ سب لوگ ایک ہی قوم سمجھے جائینگے بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں اور جو کوئی ان معاہدہ کرنے والی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا تو اس کے خلاف سب کے سب ملکر کام کریں گے مسلمان ان کی مدد کریں گے متحد اقوام کے باہمی تعلقات باہمی خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کے ہوں گے ضرر اور نقصان اور گناہ کے نہ ہوں گے جنگ کے دنوں میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصارف میں شامل رہیں گے یہودیوں کی

دوست دار قوموں کے حقوق یہودیوں کے برابر سمجھے جائینگے کوئی شخص اپنے معاہد کے خلاف مخالفانہ کارروائی نہ کرے گا مظلوم کی مدد فرض کی جائیگی مدینہ کے اندر کشت و خون کرنا معاہدہ کرنے والی سب قوموں پر حرام ہوگا یہودی قوم کے لوگ بھی معاہد قوموں جیسے سمجھے جائیں گے اگر معاہد قوموں کے اندر کوئی ایسی بات پیدا ہو جائے جس سے فساد کا اندیشہ ہو تو اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول محمد رسول اللہ کے متعلق سمجھا جائے گا۔

اس معاہدہ پر مدینہ کے سب آباد قوموں کے دستخط ہوگئے تھے اس کے بعد آنحضرت نے اس کو اور وسعت دی اور بیرون مدینہ تک کے لوگوں کو اس میں شریک کرلیا۔

اس بین الاقوامی معاہدہ کی دفعات پر غور کرو اس میں کہیں یہ مذکور نہیں ہے کہ مسلمانوں کو خاص رعایتیں دی جائیں یا ان کی حفاظت کا خاص بندوبست کیا گیا ہو حالانکہ مسلمان اس وقت نہایت کمزور حالت میں تھے مگر کوئی ایک شرط اور ایک دفعہ بھی اس قسم کی نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ مسلمانوں نے اپنی کمی تعداد سے خوفزدہ ہو کر خاص حقوق طلب کئے ہوں بلکہ معاہدہ بالکل عام ہے اور اس میں تمام قوموں کے حقوق برابر تسلیم کئے گئے ہیں اور سب قوموں کو [illegible] کا خطاب دیا گیا ہے اصل معاہدہ کے الفاظ میں "امة واحدة" کا لفظ موجود ہے یعنی ساری معاہد قومیں ایک ہی قوم سمجھی جائینگی۔

کیا اس معاہدہ کی روشنی میں ہم کوئی معاہدہ [illegible] نہیں کرسکتے اور کیا یہ ضروری ہے [illegible] اپنے آپ کو [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں سے [illegible] [illegible] رکھنے کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معاہدہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible]

مگر افسوس ہے [illegible] بین الاقوامی معاہدہ [illegible] [illegible] [illegible] حقوق اور خاص مراعات [illegible] [illegible] کی [illegible] جان لڑاتے رہتے ہیں۔

قیام امن و نگرانی حقوق عامہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] اس کا اندازہ [illegible] [illegible] ہوجائے گا اور [illegible] [illegible] ہوگا جس میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گئے [illegible] معلوم ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوجاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت سلیمہ اس بدامنی اور فساد کے دور دورہ کو خاموشی کے ساتھ کیونکر دیکھ سکتی تھی بھلا جس حالت نے انسانی ترقی کے تمام دروازے بند کر دیئے ہوں اور جہالت روز بروز اپنا تسلط جماتی چلی جاتی ہو اور انسانیت مفقود ہو رہی ہو وہ انسانیت کے تمام فضائل حسنہ کو ملیامیٹ کرچکی ہو اس حالت سے حضور کا متاثر ہونا بالکل ناممکن تھا۔

چنانچہ اس حالت بدامنی کو دور کرنے اور امن و اصلاح کی غرض سے اکثر قبیلوں کے سرداروں کی توجہ حضور نے اس طرف مبذول کرائی اور ایک انجمن قائم کرادی جس میں بنو ہاشم بنو مطلب بنو اسد بنو زہرہ اور بنو تیم شامل ہوگئے اس انجمن کے اغراض و مقاصد میں قیام امن راستوں کی حفاظت ظالم کے ظلم سے لوگوں کی حفاظت کیا کریں گے وغیرہ تھے چنانچہ اس انجمن کے ممبران کو حسب ذیل عہد کرنا پڑتا تھا:-

(۱) ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے (۲) ہم مسافروں کی حفاظت کیا کرینگے (۳) ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے (۴) ہم زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے سے روکیں گے اس تدبیر سے بہت سے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت ہوگئی تھی یہ انجمن بہت مفید ثابت ہوئی اور اس نے اچھی خدمات انجام دی تھیں۔

ہمارے ملک میں بھی آئے دن جھگڑے فساد ہوتے رہتے ہیں فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے مسلمان مسلمانوں میں بھی اور ہندو مسلمانوں میں بھی فساد ہوجاتے ہیں جن سے شدید جانی و مالی نقصان پہنچتا ہے کانپور کا خونیں ہنگامہ ہمارے سامنے ہے جس قدر جان و مال کا نقصان اس فساد میں ہوا اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے سارا ہندوستان اس وحشیانہ فساد سے چیخ اٹھا اور تمام لوگ جنھوں نے اس کی تفصیلات سنیں ان کی روحیں لرز اٹھیں اور ہندو مسلمان سب ہی الامان والحفیظ پکار اٹھے۔

ایسے وحشیانہ مظالم ایسے خونخوارانہ واقعات اور درندانہ افعال کی روک تھام ہر انسان پر فرض ہے مگر مسلمانوں پر خصوصیت کے ساتھ یہ فرض عائد ہوتا ہے کیونکہ ان کے سامنے دوسری روشنی بھی ہے اور وہ شمع نبوت کی روشنی ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام امن کے لئے اور زبردستوں کے ظلم سے زیردستوں کی حفاظت کے لیے ایک انجمن کی بنیاد قائم فرمائی اسی طرح ہم بھی ہر جگہ قیام امن و اتحاد کے لئے مشترکہ ہندو مسلم انجمنیں قائم کرسکتے ہیں اور کرنی چاہئیں اور اس میں ابتدا [illegible] مسلمانوں کو کرنی چاہئیے ہر جگہ کے مسلمانوں کو چاہئیے کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر اور اگر ہندوؤں کے علاوہ کوئی اور قوم ہو تو اس کو بھی شامل کرکے انجمن قائم کریں اور اس کے اغراض و مقاصد یہی رکھے جائیں کہ آپس میں خوشگوار تعلقات قائم ہوں اتحاد و اتفاق بڑھے کوئی ظالم غریبوں اور زیردستوں پر ظلم نہ کرسکے کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرنے پائے اگر کوئی مظلوم ہو تو اس کی امداد کی جائے کبھی کوئی قصہ جھگڑا پیدا ہو تو اس کا فیصلہ کرادیں اور فساد نہ ہونے دیں اور آپس میں سر پھٹول کی نوبت نہ پہنچنے دیں غرض یہ کہ امن و اتحاد کی فضا پیدا کرے اور صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنے اور [illegible] رواداری سے رہنے کی تلقین کرے اگر ہر جگہ

اس قسم کی انجمنیں قائم ہو جائیں تو ہر آئے دن جو فسادات ہوتے رہتے ہیں بہت جلد ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اس قسم کی انجمنوں کا قائم ہونا انفرادی طور پر خواہ کسی قدر دشوار اور مشکل کیوں نہ ہو مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کی ضرورت سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا جس ہندو یا مسلمان سے اس کا ذکر کیا جائے گا وہ اس کا ضرور خیر مقدم کرے گا اور اس میں امکانی مدد دینے کا وعدہ بھی کرے گا کیونکہ سوائے چند شورش پسند اور خود غرض بدمعاشوں کے کوئی شریف آدمی فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا اس لئے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی فساد و ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے وہاں انہی ہندو مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے جن کا لڑائی جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لڑائی شروع کرنے اور کرانے والے تو بھاگ جاتے ہیں جان و مال کا جتنا نقصان ہوتا ہے وہ معصوم ہندو مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔

بہرحال مسلمانو، تمہارے سامنے تمہارے نبی کریم کا اسوہ حسنہ موجود ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا شہر یا گاؤں یا قصبہ ایسے فسادوں اور ہنگاموں سے اور ان کے مصائب و آلام سے محفوظ رہے اور یقیناً تمہاری یہ خواہش ہوگی تو تمہارا اولین یہ فرض ہے کہ اپنے آقائے دو جہان کے نقش قدم پر چلو اور ایسی انجمن یا کمیٹی بناؤ جس میں با اثر لوگ ہوں اور پھر اس کے ذریعہ خلق اللہ کی خدمت کرو اگر ایسی انجمن قائم ہو گئی تو یہی انجمن تم کو دولت سے فائدہ پہنچا سکتی ہے مسلمان مسلمانوں کے اور ہندو ہندوؤں کے اور ہندو مسلمانوں کے جھگڑے اس کے ذریعہ فیصل ہو سکتے ہیں۔

تجارت نبوی

مسلمان آجکل نہایت سخت افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہیں آئے دن اپنی مفلسی کی شکایت کرتے رہتے ہیں مگر کبھی سنجیدگی کے ساتھ اس امر پر غور بھی نہیں کرتے کہ ان کے افلاس کی اصلی اور حقیقی وجہ کیا ہے۔

یوں تو ایک افلاس تو ملک کا ہے یعنی ہندوستان جو ہمارا پیارا وطن ہے باوجود اس امر کے کہ اس کی آغوش میں ہر قسم کی دولت بھری ہے اس کی جیب و دامن میں چند کھوٹے سکوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ ساری دولت ہماری حکمران قوم مختلف طریقوں سے کھینچ کر اپنے ملک میں پہنچا دیتی ہے اس کے علاوہ دنیا کے بہت سے ملک ہماری دولت میں حصہ بٹاتے ہیں اس لوٹ کھسوٹ سے جو اس قدر کم دولت بچتی ہے اگر اس کو سب پر برابر تقسیم کر دی جائے تو پانچ چھ پیسہ یومیہ سے زیادہ نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ اتنی کم آمدنی جس ملک کی ہوگی وہ مفلس اور کنگال نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا اس لئے سب سے پہلی اور سب سے مقدم کوشش تمام ملک کے باشندوں کو مل کر یہ کرنی چاہئے کہ ہمارے ملک کی دولت باہر نہ جانے پائے اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم حتی الامکان باہر کی آئی اور بنی ہوئی کوئی چیز نہ خریدیں اور اپنی ضروریات اپنے ہی ملک کی مصنوعات سے پوری کریں اگرچہ ابتدا میں وہ اس قدر خوشنما نہ ہونگی مگر جوں جوں ہم ان کا استعمال زیادہ کرتے جائینگے ویسے ویسے وہ ہر ایک لحاظ سے بہتر صورت اختیار کرتی جائینگی اور اس طرح ہم غیر ملکی مال خرید کر جو دولت اپنی باہر بھیجدیتے ہیں وہ ہمارے ہی ملک میں رہ جائیگی اور ہر سال اس میں اضافہ ہوتا رہے گا اور بحیثیت مجموعی تھوڑے عرصہ کے بعد سارا ملک دولتمند بنجائیگا اور پھر بقدر سعی و کوشش ان میں سے مسلمانوں کے حصہ میں بھی آئے گا۔

لیکن اس کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ مسلمان جو دوسری اقوام ہند سے زیادہ مفلس ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تجارت کو ہاتھ نہیں لگاتے بلکہ اس کو ذلیل پیشہ تصور کرتے ہیں اور تجارت پر نوکری اور ملازمت کو ترجیح دیتے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ کبھی کسی قوم کا افلاس نوکری اور ملازمت سے دور نہیں ہوا اگر ان کا افلاس اگر دور ہو سکتا ہے تو صرف تجارت ہی کے ذریعہ سے دور ہو سکتا ہے مگر ارباب غرض نے عام مسلمانوں کو ایسے فریب میں مبتلا کیا ہے کہ وہ رات دن ہندوؤں سے نوکریوں کے واسطے لڑا کرتے ہیں کہ ہم کو ہماری آبادی کے حساب سے نوکریاں دو مگر تجارت کی طرف توجہ نہیں کرتے جو دولت کمانے کی اصلی کنجی ہے اور جس سے بہت جلد مسلمانوں کا افلاس دولتمندی سے بدل سکتا ہے۔

ہمارے رسول و پیغمبر کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے اپنی معاش کے لئے شروع ہی میں تجارت کے پیشہ کو سب پیشوں پر ترجیح دی تھی سب سے پہلے آپ ابوطالب اپنے چچا کے ساتھ تجارت کے سفر پر روانہ ہوئے تھے اور شام تشریف لے گئے تھے اس کے بعد پھر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مال تجارتی شرکت کے ساتھ آپ مکہ سے شام کی طرف لیگئے تھے اور نفع کما کر لائے تھے اور اسی شغل میں نصف عمر مبارک حضور نے بسر فرمائی اور ہمیشہ سب کو تجارت ہی کی تلقین فرمایا کرتے تھے چنانچہ تمام صحابہ کرام تجارت ہی ذریعہ کسب معاش کیا کرتے تھے حضرت صدیق اکبر کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے حضرت عثمان جو اپنی دولت مندی کی وجہ سے غنی کہلاتے تھے وہ بھی تجارت ہی کرتے تھے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سارے صحابہ تجارت ہی کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور کے پاس ایک سائل آیا آپ نے فرمایا تمہارے گھر میں کچھ ہے اس نے عرض کیا کہ ایک زرہ پڑی ہوئی ہے آپ نے اس کو لانے کا حکم دیا وہ لے آیا آپ نے اس کو نیلام کر دیا دو یا تین درہم یا دینار میں وہ فروخت ہوئی حضور نے اس میں سے نصف کا غلہ گھر میں خرید کر بھجوا دینے کا حکم دیا اور نصف میں سے ایک ایسی کلہاڑی خرید منگوائی اور کلہاڑی میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈال کر سائل کو دیدیا اور کہا جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور فروخت کرو۔ ان صحابی کا بیان ہے کہ اس دن کے بعد پھر کبھی مجھ کو تنگدستی اور افلاس نے نہیں ستایا وہ رفتہ رفتہ خوشحال ہو گئے اور فراغت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

یہ تھا آنحضرت کا اسوہ حسنہ لیکن مقابل میں ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ نوکری کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور تجارت کی طرف رخ نہیں کرتے۔

اگر واقعی مسلمانوں کی دلی خواہش یہ ہے کہ ان کا افلاس اور ان کی تنگدستی دور ہو تو انہیں اپنے ہادی و رہبر اور اپنے نبی و پیغمبر کی سنت

اور اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہیئے اور تجارت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ہندوستان بہت بڑا ملک ہے اور پوری گنجائش اس کے اندر ہے کہ وہ اپنے ہر ایک فرزند کا پیٹ بھر سکے اور تن ڈھک سکے مگر مسلمانوں کو اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے کہ ایسی تجارت ہرگز نہ کرنی چاہیئے جس کے ذریعہ مادر وطن کی دولت کا بیشتر حصہ غیر ملکوں میں چلا جائے یہ ایک گناہ ہے کیونکہ اس سے چند افراد کو تو ضرور تھوڑا سا فائدہ پہنچ جاتا ہے مگر ملک کا افلاس اس سے روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے اس کے برعکس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کارخانے کھولیں فیکٹریاں بنائیں کمپنیاں قائم کریں اور اپنے ملک کی مصنوعات کو ترقی دیں اور اس ذریعہ سے دولت کمائیں۔

آنحضرتؐ کی زندگی سے سبق

نبوت کے تیرہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں بسر فرمائے اس تیرہ سال میں جس قسم کی زندگی حضور کو بسر کرنی پڑی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ہادی اعظم کی مقدس زندگی کا ایک لمحہ بھی چین اور آرام سے نہیں گذرنے پایا کوئی ایسی رکاوٹ کوئی ایسی مزاحمت کوئی ایسا ظلم و ستم نہیں ہے جو قریش مکہ نے نہ کیا ہو راستہ میں کانٹے بچھا دینا جسم اطہر پر غلاظت پھینک دینا راستوں میں گڑھے کھود دینا راہ چلتے آوازے اور فقرے کسنا لڑکوں کی جماعت مقرر کر دینا کہ وہ تالیاں بجائیں استہزا کریں پتھر پھینکیں قتل کی سازش کرنا ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو مقرر کرنا کہ سب مل کر حضور کی زندگی کا خاتمہ کر دیں اور تین سال تک شعب ابوطالب میں اس طرح محصور کر دینا کہ کوئی چیز کھانے پینے کی اندر نہ جا سکے نہ غلہ پہنچ سکے نہ دانہ پانی اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ بھوک اور پیاس کی شدت سے بچے بلکنے لگیں اور ان کے رونے کی آواز مکہ میں سنائی دے اور پھر بھی ان ظالموں کو رحم نہ آئے اسی طرح طائف میں حضور کے ساتھ جو شقاوت اور بیرحمی کا برتاؤ کیا گیا اور جس طرح حضور پر پتھر برسا کر آپ کو زخمی کیا یہاں تک کہ آپ بیہوش ہو گئے یہ سارے واقعات ہر ایک مسلمان کو معلوم ہیں اور اس کے علاوہ جو حضور کی ہدایت سے مسلمان ہوئے ان پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ان کے بیان سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں گرم ریت پر لٹا کر اوپر سے گرم پتھر چھاتی پر رکھ دینا اور دن دن بھر دھوپ میں لٹائے رکھنا یہ تو معمولی مظالم ہیں جو بیسیوں شہید کر ڈالے گئے بیسیوں کو گھر بار مال و اسباب اور جائداد چھوڑ کر ہجرت کرنی پڑی وہ اس کے علاوہ ہے غرض ان سب حالات پر نظر ڈالیئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس طرز کو دیکھیئے کہ اس تیرہ سال میں کیا رہا ہر شخص جانتا ہے کہ کل تیرہ سالہ زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے مظالم و مصائب صبر و خاموشی کیا تحمل کامل امن و سکون کے ساتھ برداشت فرمائے اور کبھی زبان اقدس سے بددعا نہیں نکلی بلکہ اگر کسی نے عرض کیا کہ اب تو ان شقیوں اور بدبختوں کے حق میں بددعا فرمایئے کہ ان کی سرکشی اور ان کا تمرد و عدوان حد سے بڑھ گیا ہے تو حضور نے اس کے جواب میں یہی فرمایا کہ میں مخلوق کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں بددعا کرنے یا لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا اور اگر زبان مبارک سے کوئی فقرہ نکلا تو یہ کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو سیدھا راستہ دکھا یہ مجھ کو نہیں جانتی۔

اب موجودہ سیاسی جد و جہد اور اس کی تفصیلات پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ کیا یہ پروگرام مشکوٰۃ نبوت ہی کی روشنی سے اخذ نہیں کیا گیا دنیا اس کو نئی چیز کہتی ہے اور سمجھتی ہے کہ گاندھی جی نے جو ستیہ گرہ کی تحریک شروع کی ہے وہ بالکل اچھوتی ہے اور ان سے پہلے دنیا کے کسی خطہ اور کسی حصہ میں آزمائی نہیں گئی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل مسلسل تیرہ سال تک خدا کے ایک محبوب اور مقدس بندے نے ظلم کے مقابلہ میں صبر و استقامت پر عمل کر کے دنیا کی ہدایت کے لئے نئی روشنی دکھائی تھی۔

مسلمانوں کو اسی نقطۂ نظر سے اس تحریک ستیہ گرہ کو دیکھنا چاہیئے کہ یہ ان کی ہی تحریک ہے اور ان پر سب سے زیادہ فرض ہے کہ وہ اس پر عمل کر کے دنیا کو دکھا دیں کہ یہ تحریک جو تیرہ سو سال پہلے شروع ہوئی تھی نہ کامیاب ہونے ہی کے لئے ہے جس طرح مکی زندگی نے مدنی زندگی کے لئے راستہ صاف کر دیا تھا۔

دشمنوں کیساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے

دوست اور دشمن سب کے ہوتے ہیں اور سب کو ان دونوں سے سابقہ پڑتا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو دشمن کے ساتھ بھی جادۂ اعتدال سے باہر قدم نہیں رکھتے اور اس کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہیں کرتے جو انسانیت شرافت اور اخلاق سے گرا ہوا ہو لیکن ایسے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں اس لئے کہ دشمنی اور عداوت کا جذبہ انسان کی عقل و خرد پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ پھر صحیح اور غلط کا فرق اور اچھے برے کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور جوش غیظ و غضب میں انسان اپنے دشمن کے ساتھ وہ کچھ کر گذرتا ہے جو قانونی شرعی اور اخلاقی حیثیت سے بھی جائز نہیں ہوتا۔

لیکن ہمارے سامنے تو وحی اور نبوت کی روشنی موجود ہے اور اس ہادی اعظم کا اسوۂ حسنہ جس کا اتباع ضامن ہے فلاح دارین کا پھر ہم کیوں اس کی پیروی کریں۔

مولوی کے صفحات میں بیسیوں جگہ آپنے پڑھا ہو گا کہ شدید ترین دشمنوں سے بھی حضور نے انتقام اور بدلہ نہیں لیا مکہ کے لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا مگر جب کہ فتح ہوا اور آنحضرتؐ کو دشمنوں پر قابو ملا تو آپ کو معلوم ہے کہ حضور نے ان ظالموں سے جنہوں نے قتل کی سازش کی وطن سے بیوطن کیا اور ہزاروں ظلم کئے اور ستم توڑے اور ترک وطن کے بعد بھی تین سو میل دور جانے کے بعد بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا ان دشمنان دین کے ساتھ معلوم ہے کہ خدا کے محبوب نے کیا سلوک کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو از راہ ترحم و عفو معاف کر دیا اور حضرت یوسفؑ کی طرح فرما دیا لا تثریب علیکم الیوم فانتم الطلقاء تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

ابوسفیان جس نے شروع سے لیکر آج تک دشمنی اور عداوت کے اظہار میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا جتنے حملے مدینے پر ہوئے سب میں شریک رہا

اور سب کی روح رواں تھا اس کو نہ صرف معاف ہی فرما دیا بلکہ اس کو یہ عزت بھی بخشی کہ اس کے گھر کو دارالامن قرار دیدیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ لیگا اس کو کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔ حضورؐ کو قتل کرنے کی ایک تو بڑی اور گہری سازش مکہ میں کی گئی تھی اس کے بعد جب آپ ہجرت کرکے تشریف مدینہ لے آئے تھے تو وہاں تلوار زہر میں بجھا کر لوگوں کو مدینہ روانہ کیا گیا اور وہ پکڑے گئے اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں قتل کے لئے آئے تھے مگر آنحضرت نے ان کو بھی معاف فرما دیا۔

ایک دفعہ جنگل میں ایک درخت کے سایہ میں حضورؐ استراحت فرما تھے اور حضورؐ کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی دشمن آیا اور تلوار پر قبضہ جما لیا اور حضورؐ کو جگا کر کہا کہ اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ اللہ۔ اس آواز کا اور اطمینان سے لبریز و معمور آواز کا اس پر اس قدر اثر ہوا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی جسکو حضورؐ نے اٹھا لیا اور آپ نے بھی دریافت فرمایا کہ اب تجھکو میرے ہاتھ اور میری تلوار سے کون بچا سکتا ہے اس پر اس قدر ہیبت طاری ہو گئی تھی کہ گڑگڑانے لگا اور عرض کیا کہ آپ ہی کے قبضہ میں میری جان ہے اور آپ ہی بچا بھی سکتے ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ ظالم اب تو کہدینا تھا کہ وہی اللہ تجکو بھی بچا سکتا ہے جس نے آپ کو بچا لیا اس کے بعد حضورؐ نے اسکو معاف فرما دیا۔

یہ ہم کسی دوسری جگہ لکھ چکے ہیں کہ مکہ والوں نے شعب ابوطالب میں آپکو اور آپ کے تمام خاندان کو اور بہت سے مسلمانوں کو محصور کرکے دانہ پانی سب کچھ بند کر دیا تھا یہ سلوک تو تھا دشمنوں کا اب حضور رحمۃ للعالمین کا سلوک دشمنوں سے دیکھو ایک دفعہ جب مکہ میں قحط پڑا تو ابو سفیان اور دوسرے آدمیوں نے درخواست کی کہ حضور دعا فرمائیں تاکہ بارش ہو اور قحط دور ہو چنانچہ حضورؐ نے دعا فرمائی اور بارش ہوئی اور قحط دور ہوا اور دوسری دفعہ جب قحط پڑا تو ثمامہ بن اثال نے نجد سے مکہ جانے والا غلہ اس وجہ سے بند کر دیا کہ اہل مکہ حضورؐ کے دشمن تھے آنحضرت کو جب معلوم ہوا تو آپ نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔

اسی طرح ایک دفعہ حضورؐ کو زہر دیا گیا مگر حضورؐ نے کوئی بازپرس نہیں فرمائی اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں واقعات موجود ہیں اور ہم ان سے سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ ہمیں کیا سلوک کرنا چاہیئے آج ہی سے ہمیں عہد کر لینا چاہیئے کہ آیندہ سے ہم اپنے دشمنوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرینگے جیسا کہ ہمارے سرکار دو عالم کیا کرتے تھے اگر ہم اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے لگیں تو چند ہی دن کے بعد ہم محسوس کر لیں گے کہ یہ نسخہ دشمن کو دوست بنانے میں کس قدر کارگر ثابت ہوتا ہے۔

کامیابی کا راز

دنیا میں کتنے ہی آدمی ہیں جو محض ناکامی کا رونا رویا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا معلوم کتنے جتن کئے، کتنی تدبیریں اختیار کیں اور کس قدر ہاتھ پاؤں مارے مگر پیش نظر مقصد بجز سوائے ناکامی کے کامیابی کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی ناکامی ایسی بری بلا ہے جو انسان کی ہمت کو توڑ کر رکھدیتی ہے کاوش فکر سے قوٰی مضمحل ہو جاتے ہیں اور طبیعت کی جودت و روانی کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔

آجکل مسلمان نوے فی صدی اس مرض میں مبتلا ہیں جب انسان کسی تدبیر میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کے اندر اور زیادہ قوت و طاقت پیدا ہو جاتی ہے مگر ناکامی طبیعت کو بجھا دیتی ہے۔

لیکن یہ حال عام طور پر عوام کا ہے سمجھدار اور ذی ہوش انسان ناکامی سے کبھی بددل نہیں ہوا کرتے بلکہ وہ اس کی ضرورت محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ایسے میں اور زیادہ مستعدی اور محنت سے کام کرنیکی ضرورت ہے۔

ہمارے سامنے ہمارے آقائے نامدار کا اسوہ حسنہ اور مقدس زندگی ہے ہمیں کہیں دور اس تلاش اور تجسس میں جانیکی ضرورت نہیں ہے کہ ناکامی کو کیونکر ناممکن اور کامیابی کو کس طرح اپنا غلام بنائیں۔

حضورؐ کی مقدس زندگی ایک ایسی داستان کامیابی و کامرانی ہے کہ دنیا میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ ریگزار عرب میں تن تنہا صدائے حق بلند کرتے ہیں اور ایسے حالات میں بلند کرتے ہیں کہ تمام حالات ناسازگار ہوتے ہیں در و دیوار سے مزاحمت کی پرجوش صدائے بلند ہوتی ہیں خویش و اقارب قوم و ملک سب کے سب دشمن بنجاتے ہیں لیکن ان تمام موانع و مشکلات کے باوجود حضورؐ کا عزم صمیم ہے کہ پہاڑوں سے زیادہ مضبوطی اور سمندروں کی متلاطم موجوں سے زیادہ جوش اور خروش کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ۲۳ سال کی قلیل مدت کے اندر تمام ملک عرب کی کایا پلٹ جاتی ہے اور حجۃ الوداع کے اندر حضور اپنے چاروں طرف صرف کامیابی ہی کامیابی دیکھتے ہیں ناکامیاں نظر ہی نہیں آتیں۔

یہ کس چیز کا فیض تھا یہ کس بات کا نتیجہ تھا اس پر اگر آپ غور کرینگے تو آپکو دو ہی باتیں نظر آئیں گی ایک حق و صداقت کی ہمنوائی و ہمرکابی دوسرے عزم صمیم اور استقامت راسخہ۔ حق و صداقت تو ظاہر ہی ہے کہ اسی کی نشر و اشاعت کے لئے حضور مبعوث ہوئے تھے اور عزم صمیم کا حال بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ لاکھوں موانع و مشکلات کے باوجود ایک لمحہ کے لئے حضور اس مقصد کی تکمیل کی طرف سے سست قدم نہ ہوئے اور نہ کسی موقع پر پائے استقامت میں لغزش آئی صرف ایک واقعہ اس موقع پر بیان کیا جاتا ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عزم صمیم اور استقامت علی الحق آنحضرت میں کس قدر تھی ایک مرتبہ عتبہ جو مکہ کا مالدار رئیس تھا آنحضرت کے پاس آیا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے محمد اگر تم اس کارروائی سے مال و دولت جمع کرنا چاہتے ہو تو ہم خود بھی تمہارے پاس اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں کہ تم مالا مال ہو جاؤ اگر تم عزت کے بھوکے ہو تو ہم اپنا سردار تسلیم کئے لیتے ہیں اور اگر حکومت کی خواہش ہو تو ہم اپنا بادشاہ تم کو بنائے لیتے ہیں یعنی تمام عرب کا بادشاہ بنا لیتے ہیں غرض یہ کہ جو چاہو ہم سب کچھ کرنے کو حاضر ہیں مگر تم اپنا یہ طریق چھوڑ دو اور اگر تمہارے دماغ میں کچھ خلل ہے تو بتا دو ہم تمہارا علاج کرائیں۔

حضورؐ نے فرمایا جو کچھ تم نے میری نسبت کہا اس میں ذرا بھی صداقت نہیں نہ مجھے مال کی حاجت ہے نہ عزت و دولت کی خواہش ہے اور

نہ حکومت درکار ہے اور نہ میرے دماغ میں خلل ہے میری حقیقت تم کو قرآن کی ان آیات سے معلوم ہوگی اس کے بعد آپ نے قرآن کی چند آیات تلاوت فرمائیں جن کو سن کر عتبہ مسحور ہوگیا۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ ہے کہ حضور کو تبلیغ وہدایت سے باز رہنے کے لئے کہا گیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اگر ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند میرے رکھ دیا جائے تب بھی میں جس کام پر مامور ہوں اس کو نہیں چھوڑ دوں گا۔

یہ تھا وہ عزم صمیم اور یہ تھی وہ استقامت جس نے دارین کی کامیابی کو حضور کے قدموں پر نثار کر دیا ہمارے سامنے یہ اسوہ حسنہ ہے اگر ہم بھی دین و دنیا کی کامیابی حاصل کرنی چاہتے ہیں تو اسی اسوہ حسنہ پر چل کر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

برادرہڈ یا مواخاۃ اسلامی

دنیا میں بہت سی سوسائٹیاں قائم ہوئیں اور ہیں جن کے مقاصد میں برادرہڈ کو ترقی دینا ہے مگر اسلام نے اور آنحضرت نے جو برادرہڈ قائم کی جس کا نام اسلامی اصطلاح میں مواخاۃ ہے اس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ خداوند قدوس نے اپنے قرآن کے ذریعہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا فرماتا ہے واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا اور فرمایا انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم اس ارشاد ربانی کے بعد تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بن گئے اس ارشاد الٰہی کو عملی جامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پہنایا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا مہاجر وہ تھے جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے اور انصار وہ اہل مدینہ تھے جو مسلمان ہو گئے تھے اور جنہوں نے آنحضرت کی اعانت کی تھی چونکہ مہاجرین ترک وطن اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ گئے تھے اس لئے ان کے پاس بسر اوقات کے لئے بھی کچھ نہ تھا جائداد وغیرہ سب مکہ والوں نے ضبط کر لی تھی بالکل بے گھر بے زر تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا تھا یعنی اس کے بعد مہاجر اور انصار ایک دوسرے کے بھائی بن گئے تھے اور بھائی بھی ایسے کہ بالکل حقیقی اور سگے بھائیوں کی طرح تعلقات قائم کر لئے تھے اس مواخات کا اثر یہاں تک ہوا کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی وراثت میں حصہ لیتا تھا اور بھائی بننے کے پہلے ہی گھنٹہ کے بعد امیر بھائی اپنے غریب بھائی کو اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد میں سے نصف تقسیم کر دیتا تھا ہم تبرکاً چند نام مہاجرین اور انصار کے اس جگہ لکھتے ہیں حضرت کی رسول اللہ کے بھائی بنے تھے اس کے بعد

مہاجر	انصار
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	خارجہ بن زید عقبی بدری رضی
عمر فاروق رضی اللہ عنہ	عتبان بن مالک بدری
عثمان ذو النورین	اوس بن ثابت عقبی بدری
جعفر بن ابی طالب رضی	معاذ بن جبل عقبی بدری رضی
ابو عبیدہ بن جراح رضی	سعد بن معاذ بدری رضی
عبدالرحمن بن عوف رضی	سعد بن ربیع عقبی بدری رضی
زبیر بن العوام رضی	سلمہ بن سلامۃ العقبی رضی
طلحہ بن عبیداللہ رضی	کعب بن مالک رضی

اسی طرح اور بہت سے بزرگ تھے اور ان سب نے اپنے بھائی مہاجرین کے لئے اپنے کل اثاثہ کا نصف تقسیم کر دیا تھا مسلمانوں کو اپنی موجودہ حالت پر اور رسول خدا کے اس اسوہ حسنہ پر غور کرنا چاہیئے کہ کس قدر زمین آسمان کا فرق ہے ایک وہ مسلمان تھے کہ انہوں نے اس طرح بھائی چارہ قائم کیا تھا اور ایک ہم مسلمان ہیں کہ اللہ کا فرمان اور رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی موجودگی ہماری زندگیوں پر اس اخوت کے عملی سبق کا ذرہ برابر کوئی اثر نہیں ہے اخوت تو رہی ایک طرف بھائی بھائی کا دشمن نظر آتا ہے اور ذرا ذرا سے اختلاف رائے پر ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت آبرو کے لاگو ہو جاتے ہیں

رسالہ پیشوا کا رسول نمبر

رسالہ مولوی کی طرح رسالہ پیشوا کا بھی ہر سال رسول نمبر نکلتا ہے اور گذشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی نہایت شاندار شکل و صورت کے ساتھ پیشوا کا رسول نمبر نکلا ہے مگر گذشتہ سال کی نسبت فرق صرف اس قدر ہے کہ گذشتہ سال دو ماہ کا مجموعی پرچہ نکلا تھا اس لئے زیادہ ضخیم تھا اور اس دفعہ ایک ہی ماہ کا نکلا ہے اور ۹۶ صفحات پر مشتمل یعنی اپنی معمولی ضخامت سے اب بھی بہت زیادہ صفحات اس نمبر کیلئے خاص طور پر اضافہ کیا گیا ہے کاغذ اور طباعت وغیرہ سب بہترین قسم کا ہے اور مضامین کی ترتیب و تہذیب بھی نہایت اچھی ہے متعدد ابواب قائم کرکے ان کے ماتحت مختلف عنوانوں کے مضامین کو مرتب شکل میں پیش کیا گیا ہے جس سے ایک خاص حسن ترتیب پیدا ہوگئی ہے تصاویر اس دفعہ کم ہیں مگر پھر بھی کافی ہیں طباعت رنگین بھی ہے اور چمکدار سیاہ بھی۔

یہ حال تو ظاہری شکل و صورت کا ہے اب مختصر حال مضامین کا سنئے نظم و نثر کے دونوں حصے اچھے اچھے مضامین سے مزین و آراستہ ہیں خصوصاً نظم کا حصہ بہت اچھا ہے حالانکہ نعتیہ کلام مشکل سے اچھا دستیاب ہوتا ہے مگر پیشوا کے حصہ میں جو نظمیں آئی ہیں وہ بہت عمدہ ہیں خصوصاً منظور حسین صاحب ذہنی محمود صاحب اسرائیلی ستارہ لال صاحب حیدا کی نظمیں بہت خوب اور بہت اچھی ہیں ان کے اندر کیفیت بھی ہے اور شعریت بھی البتہ عبدالحامد صاحب بدایونی کی نظم نہایت پھیکی بے اثر بے کیف اور محاسن شعری سے بالکل خالی ہے۔

مضامین سب کے سب نہایت اچھے بلند پایہ اور اپنی اپنی نوعیت میں امتیازی شان رکھتے ہیں مثلاً کملا دیوی صاحبہ مبلغ کا مضمون مہاسندر منموہن کے عنوان کا مضمون جذبات پریم و محبت کے لحاظ سے بہت خوب ہے فخر کائنات کے عنوان سے مولوی مسعود الرحمن ندوی صاحب کا مضمون بہت اچھا ہے اور سچ یہ ہے کہ مضامین میں کمزور کوئی مضمون نہیں ہے قیمت فی پرچہ عہ ہے اور رسالہ پیشوا کا سالانہ چندہ عہ ہے جو صاحب سالانہ خریدنا چاہیں ان کو یہ پرچہ اسی چندہ میں ملتا ہے ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا دہلی۔

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(گذشتہ سے پیوستہ)

سنت اور نفل کے متعلق فقہی مسائل

اور مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں ان کو "صلاۃ الاوابین" کہتے ہیں ان میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا افضل ہے۔ امام صالح جزائری اپنی کتاب فضیلۃ الصلوۃ میں لکھتے ہیں کہ صلوۃ الاوابین تزکیہ قلب کے لئے بہترین نعمت ہے میں نے اس نماز کو چالیس برس تک پڑھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس کی برکتیں بے شمار ہیں جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا قلب روشن ہو جائے اور روح منور ہو جائے اور عالم قدس کی تجلیاں اس کے قلب پر نور پاشی کریں اسے چاہئے صلوۃ الاوابین پڑھا کرے۔ اور اس کی حفاظت کرے۔

اور نماز عشاء سے قبل کی غیر مؤکدہ سنتیں اگر جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہیں اور اجر و ثواب کا مستحق ہے

اور چار رکعت والی سنت مؤکدہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر غلطی سے درود شریف کی تلاوت کی تو سجدہ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو سبحانک اللہ اور اعوذ باللہ بھی نہ پڑھے۔

اور جب کوئی شخص چار رکعت نفل پڑھے اور قعدہ اولیٰ فوت ہو جائے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی اور اگر کوئی شخص غلطی سے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو عود نہ کرے اور سجدہ سہو کرلے نماز ہو جائے گی۔

اور اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کئے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو عود کرے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر نماز تراویح اور تحیۃ المسجد کے نوافل اور سفر سے واپسی کے دو نفل ان کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے اور طواف کعبہ کی دو رکعتیں مقام ابراہیمؑ کے پاس پڑھنی چاہئیں۔ اور سورج گہن کی نماز کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ اور عام نوافل کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ گھر پہنچکر کام میں مشغول ہو جانا پڑیگا اور اس میں مشغولیت کی وجہ سے نوافل فوت ہو جائینگے تو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے۔

اور نفل کی ہر رکعت میں امام اور منفرد پر قرأت فرض ہے اور اگر مقتدی ہو اگر فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی ہو تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی کافی ہے۔

اور نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر نیت توڑ دیگا تو قضا پڑھنی ہوگی۔ اور اگر کسی شخص کو فرض نماز کا پڑھنا یاد نہیں رہا اور اُس نے دوبارہ شروع اور نصف پڑھنے کے بعد اسے خیال آیا کہ میں نماز پڑھ چکا تھا تو اب یہ نماز نفل کہی جائے گی اور اگر اس کی نیت توڑ دی گئی تو قضا واجب نہیں۔

اور اگر بلا قصد نماز فاسد ہو گئی تب بھی قضا واجب ہے مثلاً ایک شخص تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں پانی پر قادر ہوا تو قضا واجب ہو گئی اسی طرح اگر نفل پڑھتے ہوئے عورت کو حیض آگیا تو قضا واجب ہے اسے چاہئے کہ بعد طہارت قضا پڑھے۔

اور اگر کسی شخص نے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز شروع کی پھر اُسے خیال آیا کہ مجھے یہ فرض نماز بھی پڑھنی ہے اور اس خیال کے آتے ہی اس نے نیت توڑ کر اُس فرض کی نیت سے اقتدا کی تو اس صورت میں نفل کی قضا واجب نہیں۔

اور اگر طلوع و غروب کے وقت یا نصف النہار کے وقت نفل نماز شروع کی تو واجب ہے کہ نیت توڑ دے اور غیر مکروہ وقت میں قضا پڑھے۔ اور بلا وجہ شرعی نفل نماز شروع کر کے نیت توڑ دینا حرام ہے ہاں اگر کوئی شرعی عذر ہو تو کوئی ہرج نہیں۔

بیٹھ کر نفل پڑھنے کی اجازت ہے

اگر کسی شخص کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت ہو تب بھی وہ بیٹھکر نفل پڑھ سکتا ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے اور اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

آجکل عام طور پر یہ رواج ہے کہ لوگ بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں اور اکثر آدمیوں سے ہم نے یہ سنا ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنا افضل ہے یہ خیال قطعاً غلط ہے ہر نماز کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر کوئی عذر نہیں ہے تو کھڑے ہو کر پڑھو اور نفل بیٹھ کر پڑھ سکتے ہو لیکن نصف ثواب ملے گا۔

اور وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں ان کے متعلق بھی یہ حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ وتر کے بعد کے نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے"

یہ حدیث بالکل صحیح ہے لیکن اس سے دلیل لانا غلط ہے اس لئے کہ تمام

محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھنا حضور کے مخصوصات میں سے ہے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا میں یہ دیکھتا ہوں کہ لوگ بیٹھکر نماز پڑھتے ہیں۔ اے عبداللہ یاد رکھو بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نماز سے نصف ہے۔" میں نے کہا حضور کا ارشاد صحیح ہے۔"

اس تقریر کے ایک ہفتہ کے بعد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے یہ دیکھا کہ حضور بیٹھکر نماز پڑھ رہے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے مجھ سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ بیٹھکر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نماز سے نصف ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ حضور بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔" ارشاد ہوا اے عبداللہ میں تم جیسا نہیں ہوں یہ میرے مخصوصات میں ہے۔"

اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے حضرت امام صالح جزائری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ صحابہ کرام کسی بات کو دل میں چھپا کر نہیں رکھتے تھے اور اگر ان کے دل میں کوئی شک واقع ہوتا تھا تو اس کے اظہار میں تکلف نہیں کرتے تھے اسی لئے ان کے دل پاک و صاف تھے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول کے کاموں میں اور عام آدمیوں کے افعال میں حفظ مراتب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ ہر رسول کے کچھ مخصوصات ہوتے ہیں اور ان خصائص میں ان کا کوئی شریک نہیں ہوتا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول کی حیثیت میں اور ہماری حیثیت میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے وہ نہایت بے وقوف اور گستاخ اور جاہل ہیں۔"

اور اگر کسی شخص نے نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا اس نے بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہوگیا ان دونوں صورتوں میں نماز جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص کھڑے ہوکر نفل پڑھ رہا تھا۔ اثنائے نماز میں تھک گیا اور تکان کی وجہ سے بیٹھ گیا یا دیوار سے سہارا لگاکر پڑھنے لگا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور جب کوئی شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھتے ہیں اور قرأت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جس طرح قیام میں باندھتے ہیں۔

اور جب کوئی شخص سفر میں جائے اور شہر سے باہر نکل جائے تو سواری پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے اس حالت میں استقبال قبلہ (یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا) شرط نہیں بلکہ جس طرف سواری جارہی ہو اسی طرف منہ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے اور رکوع و سجود اشارے سے ادا کر سکتا ہے۔

جو مخالفین اسلام یہ کہتے ہیں کہ جس طرح ہندو بتوں کو پوجتے ہیں اسی طرح مسلمان قبلہ کی پرستش کرتے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں اگر ایسا نہ کریں تو ان کی نماز نہیں ہوسکتی وہ ذرا اس مسئلہ پر غور کریں اور اپنی بیوقوفی پر ماتم کریں حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو جو قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اس کی غرض و غایت یکجہتی ہے۔" یعنی سب ایک ہی حالت میں ایک ہی طرف متوجہ ہوکر عبادت کریں اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ مسلمان قبلہ کی پرستش کریں اور اسے معبود سمجھیں کوئی ناسمجھ سے ناسمجھ مسلمان بھی قبلہ کو یا سنگ اسود کو معبود نہیں سمجھتا۔ بلکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ عبادت کا مستحق صرف حق سبحانہ وتعالےٰ ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے بے نیاز ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہ ساری کائنات کا مالک ہے اور سب کا رازق ہے اسی نے ہر چیز پیدا کی ہے اور وہی دنیا کی تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے یہ وہ اعتقاد ہے جو مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا اور یہی وہ احسان عظیم ہے جو اسلام نے دنیا پر کیا ہے اس بات کو سب جانتے ہیں کہ اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے دنیا پر باطل پرستی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف بت پرستی کا طوفان برپا تھا بتوں کی نسبت لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ ان کے اندر غیر معمولی طاقتیں ہوتی ہیں اور خدا کے کارخانے میں ان کو کچھ خاص اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور جزا و سزا میں ان کو دخل ہوتا ہے اور قسمتوں کے فیصلے ان کی مرضی اور رائے سے بدلتے ہیں اور نفع و ضرر پر ان کا اقتدار ہوتا ہے اور خیر و شر کے وہ مالک ہوتے ہیں اور کائنات کی تمام قوتیں ان کے تابع ہوتی ہیں ان ہی خیالات کی بنا پر وہ بتوں کو پوجتے تھے اسلام نے ان عقائد فاسدہ میں سے ایک ایک کی تردید کی اور صاف بتادیا کہ بتوں کا خدائی طاقتوں اور خدائی کاموں میں ذرہ برابر کوئی حصہ نہیں وہ بالکل عاجز اور مجبور ہیں اور دوسروں کو ضرر سے بچانا تو درکنار خود اپنے آپ سے ضرر کو دفع کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے اگر انصاف دنیا سے مٹ نہیں گیا ہے تو ارباب عقل کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ سب سے بڑی خدمت اور سب سے بڑا احسان جو اسلام نے دنیا پر کیا ہے وہ توحید خالص کا قیام اور بت پرستی کا انسداد ہے ایسے پاک مذہب کے ماننے والوں کی نسبت یہ کہنا کہ وہ قبلہ کی پرستش کرتے ہیں یا سنگ اسود کو پوجتے ہیں نہایت ظلم ہے۔

یہ اعتراض تھا جس کا جواب دینا ضروری تھا اب پھر مسائل کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔"

اگر کوئی شخص گھوڑے پر یا خچر پر یا کسی اور سواری پر نفل پڑھنے میں مصروف ہے اور اسے ہانکنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کے لئے اتنی اجازت ہے کہ ایک پاؤں سے ایڑ لگا سکتا ہے اور اگر ہاتھ میں چابک موجود ہے تو اس سے ڈرا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص سفر میں تھا اور اس نے شہر سے باہر سواری پر نماز شروع کی تھی اور پڑھتے پڑھتے شہر میں داخل ہوگیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جب تک گھر کے دروازے پر نہ پہنچے نماز پوری کر سکتا ہے اور اگر جانور کے ہانکنے کی ضرورت ہے تو ایک پاؤں سے ایڑ لگا سکتا ہے۔

اور محمل پر اور گاڑی پر نفل نماز مطلقاً جائز ہے۔

اور محمل پر فرض نماز اس وقت جائز ہے جبکہ اترنے پر قادر نہ ہو اور اگر

محمل قیام کی حالت میں ہے یعنی ٹھیرا ہوا ہے اور اس کے نیچے لکڑیاں لگادی گئی ہیں تو اس صورت میں بلا تکلف نماز جائز ہے۔

اور اگر گاڑی کا جوا جانور کی گردن پر ہو اور گاڑی قیام کی حالت میں ہو یعنی کھڑی ہو یا چل رہی ہو تو اس کے متعلق وہی حکم ہے جو سواری پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی فرض اور واجب نمازیں بلا عذر جائز نہیں اور نفل نماز جائز ہے اور اگر گاڑی کا جوا جانور کی گردن پر نہ ہو اور وہ سکون کی حالت میں ہو تو بلا تکلف نماز جائز ہے کوئی ہرج نہیں۔

اور گاڑی میں اور سواری پر نماز پڑھنے کے لئے شرعی عذر یہ ہیں:- مینہ برس رہا ہو یا کیچڑ اس قدر ہو کہ پاؤں دھنس جانے کا اندیشہ ہو یا لباس کے آلودہ ہونے کا اندیشہ۔ یا ہمراہیوں کے چلے جانے کا اندیشہ ہو یا گاڑی کے روانہ ہو جانے کا اندیشہ ہو یا جان و مال یا عزت و آبرو کا اندیشہ ہو تو ان سب صورتوں میں سواری پر نماز جائز ہے۔

اور اگر کوئی ایسا مقام ہے جہاں چاروں طرف کیچڑ ہے اور کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے اور کیچڑ اس قدر ہے کہ ہاتھ پاؤں دھنس جانے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھ لے اس میں کوئی ہرج نہیں۔

اور ریل میں نماز پڑھنے کے متعلق یہ حکم ہے کہ چلتی ریل میں فرض اور واجب نمازیں نہیں ہوسکتیں اور ریل کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے ذرا غور کیجئے اگر کشتی ٹھیرالی بھی جائے تب بھی زمین پر نہیں ٹھیرے گی اور ریل ایسی چیز نہیں اور کشتی میں بھی نماز اسی وقت جائز ہے جبکہ وہ بیچ دریا میں ہو اگر کنارے پر ہو اور مسافر خشکی پر آسکتا ہو تو کشتی پر نماز جائز نہیں لہذا جب اسٹیشن پر ریل کھڑی ہو اس وقت نماز پڑھنی چاہیئے اور اگر وقت میں گنجائش نہ ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے یعنی وقت میں گنجائش نہ ہونے کی صورت میں چلتی ریل میں بھی جائز ہے۔

نفل نمازوں کی تفصیل

نوافل بے شمار ہیں اوقات ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں بیان کئے جاتے ہیں حق تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔

تحیۃ المسجد

جو شخص مسجد میں جائے اسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو اسے چاہیئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ ان دو رکعتوں کا نام تحیۃ المسجد ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں داخل ہو جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً طلوع فجر کے بعد یا عصر کی نماز کے بعد تو اسے چاہیئے کہ وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جائے یہ مشغولیت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے یعنی اس سے مسجد کا حق ادا ہو جائے گا۔

اور اگر کسی نے فرض یا سنت یا اور کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تو اب تحیۃ المسجد کی ضرورت نہیں اس نماز کا اس شخص کے لئے ہے جو نماز کی نیت سے مسجد میں نہ گیا ہو بلکہ درس و تدریس یا ذکر و فکر کے لئے گیا ہو۔

اور دن میں صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد کافی ہے ہر دفعہ ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں داخل ہوا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو اسے چاہیئے کہ چار مرتبہ سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر کہے۔ یہ تسبیح و تکبیر تحیۃ المسجد کی قائم مقام ہے۔

نماز تحیۃ المسجد کی تاکید و تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں عبادت کا ذوق پیدا ہو اور وہ صدق و اخلاص کے ساتھ نماز کی طرف مائل ہوں بعض مقامات پر ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ صبح سے شام تک ہزاروں آدمی مسجد کی تزئین و آرائش اور اس کا ظاہری حسن و جمال دیکھنے کیلئے آتے ہیں اور جب نماز کا وقت آتا ہے اور موذن کی صدائے دلنواز سنائی دیتی ہے تو وہ جلدی سے جوتیاں اٹھا کر روانہ ہو جاتے ہیں ان کے نزدیک نماز پڑھنا ایک عظیم ترین مصیبت ہے خدا تعالےٰ ایسے کاہل آدمیوں پر رحم فرمائے اور ان کو اعمال حسنہ کی توفیق عطا فرمائے حقیقت یہ ہے کہ نماز سے وہی شخص پریشان ہوتا ہے جس کا دل ایمان کی نعمت سے محروم ہے اور جو حساب و کتاب اور سزا و جزا اور حشر و نشر پر یقین نہیں رکھتا اور جن کے سینے اسلام کے نور سے منور ہیں وہ ذوق و شوق کے ساتھ اپنے خالق کے حضور سربسجود ہوتے ہیں۔

نماز تحیۃ الوضو

وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اسے نماز تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے وضو کے بعد فرض یا سنت یا اور کوئی نماز پڑھ لی تو وہ تحیۃ الوضو کے قائم مقام ہے۔

نماز اشراق

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اور وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیس و تمجید بیان کرتا رہا یہاں تک آفتاب بلند ہو گیا اس کے بعد اس نے دو رکعتیں پڑھیں اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملیگا ان دونوں رکعتوں کو نماز چاشت کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بچپن سے نماز اشراق کا شوق تھا میرا یہ معمول تھا کہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پڑھتا رہتا تھا جب آفتاب بلند

بلند ہو جاتا تو میں ذوق و شوق کے ساتھ دو رکعتیں پڑھتا اس نماز کی برکت سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے بیشمار برکتیں عطا فرمائیں۔

نماز چاشت

نماز چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور نماز چاشت کی کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں یہ نماز مستحب ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں حق سبحانہ و تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت کا تاج پہنائیگا۔

اور ایک روایت میں حضور نے فرمایا جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ اور جس نے چار رکعتیں پڑھیں وہ عابدین میں شمار ہوگا اور جس نے چھ رکعتیں پڑھیں وہ شاکرین میں لکھا جائیگا اور جس نے آٹھ رکعتیں پڑھیں وہ قانتین میں لکھا جائے گا اور جس نے دس رکعتیں پڑھیں وہ صالحین اور محسنین میں شمار ہوگا اور جس نے بارہ رکعتیں پڑھیں اسے قیامت کے دن عزت کا تاج پہنایا جائے گا بشرطیکہ اس کی عبادت میں اخلاص ہو اور ریا سے اس کا دامن پاک ہو۔

اور حضرت امام صالح جزائری لکھتے ہیں کہ میرے علم و یقین اور میرے تجربہ اور مشاہدہ میں نماز چاشت ایک عظیم الشان سعادت ہے میں نے اپنے زمانہ شباب سے اس نماز کو اختیار کیا اور اب بھی پابند ہوں میں بیان نہیں کرسکتا کہ اس کی برکت سے کیسی کیسی شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں اور میری روح کس قدر منور ہوگئی میں اپنے دوستوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی نماز چاشت پڑھا کریں۔

نماز سفر

سفر میں جاتے وقت جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو نماز سفر کہتے ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص سفر میں جانے کا ارادہ کرے تو پاک و صاف ہو کر حق سبحانہ و تعالیٰ سے امن و عافیت کی دعا مانگے اور خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے یہ ایک مستحسن طریقہ ہے اور جو شخص اس پر عمل کرتا ہے وہ امن و عافیت میں رہتا ہے۔

اور حضرت امام صالح جزائری نماز سفر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ سفر سے پہلے نماز میں مشغول ہونا باعث تکلیف ہے اور جو اشخاص کہ نماز نہیں پڑھتے اور سفر میں جاتے ہیں کیا وہ امن و عافیت میں نہیں رہتے اور کیا ان کو نقصان پہنچ جاتا ہے اگر نہیں پہنچتا تو پھر ایک ذمہ داری قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نفع اور ضرر حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے جسکو وہ امن و عافیت میں رکھنا چاہتا ہے اس کے لئے کوئی ضرر نہیں اور جسکو وہ سزا دینا چاہتا ہے اس کا کوئی محافظ نہیں ہم نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ محفوظ مقامات پر لوگوں کو نقصان پہنچا ہے بہرحال نماز سفر حق سبحانہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا باعث ہے اور اس میں کچھ زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا یہ صحیح ہے کہ جو اشخاص نماز نہیں پڑھتے وہ بھی نقصان سے محفوظ رہتے ہیں لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ غمناک مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور تڑپ تڑپ کر جان دیتے ہیں اگر سفر میں جاتے وقت اپنے خالق و مالک سے امن کی دعا مانگی جائے تو یہ کوئی جرم نہیں۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو اسے چاہئیے کہ مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے یہ بندے کی طرف سے اپنے خالق و مالک کا شکریہ ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔"

اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدہ لکھتے ہیں کہ اگر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ حضور سرور عالم کی پیروی ہمارے لئے باعث نجات ہے تو ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم حضور کے نقش قدم پر چلیں اور شیطانی تحریکوں سے متاثر نہ ہوں۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی حضور اقدس کی محبت کو جان ایمان سمجھتا ہے میں اس سلسلہ میں یہ کہتا ہوں کہ محبت کا بہترین مظاہرہ متابعت ہے اگر اطاعت نہیں تو کچھ نہیں۔ محبت کا زبانی دعویٰ بالکل ہیچ ہے جب تک عمل نہ ہو اگر کوئی محبت کا مدعی ہے تو اس کا عملی ثبوت اس طرح پیش کرے کہ حضور کے نقش قدم پر چلے اور آپ کی زندگی کی پیروی کرے اور کوئی قدم ایسا نہ اٹھائے جو حضور کے طریقے کے خلاف ہو میں ایسے ہزاروں آدمیوں کے حالات جانتا ہوں کہ جو محبت رسول کے مدعی ہیں لیکن ان کا عمل ان کے دعوے کی تردید کرتا ہے ہمیں چاہئیے کہ ہم اپنے دعویٰ محبت کا امتحان لیں اگر ہمیں کامیابی حاصل ہو تو بیشک ہمارا دعویٰ صحیح ہے اور اگر ہم کامیاب نہ ہوں تو ہمارا دعویٰ غلط ہے اور ہمارا زعم نفس کا دھوکا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آزمائش ہمیشہ مقابلہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک طرف تو نماز پڑھنے کی تاکید ہے جس میں محنت کرنی پڑتی ہے اور دوسری طرف نفس کا حکم ہے کہ ان پابندیوں کو قبول نہ کرو اس حکم کی تعمیل میں راحت ہے۔ اس کشمکش کی حالت میں جس نے رسول کے فرمان کو قبول کرلیا اور اس پر عامل رہا اس کا دعوے محبت صحیح ہے اور جس نے نفس کے حکم کی تعمیل کی اس کا دعویٰ غلط ہے افسوس ہے کہ ہم اپنے انجام پر غور نہیں کرتے اگر ذرا بھی غور کریں تو اطاعت نفس سے بیزار ہو جائیں اور ابدی راحتوں کی جستجو میں مصروف ہوجائیں ذرا غور فرمائیے کہ اس سے زیادہ کون بدبخت ہوسکتا ہے جس کے پاس قرآن ہو اور اس پر عمل نہ کرے اور جس کے پاس حدیث ہو اور وہ اس کی طرف نگاہ اٹھاکر نہ دیکھے اور اس سے زیادہ نا لائق کون ہوسکتا ہے جس کا گھر علم و حکمت سے معمور ہو اور وہ جہالت میں گرفتار رہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ آج ہماری حالت ایسی ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے لیکن ہم کچھ بھی نہیں کرتے خدا کی مہربانی سے ہمارے پاس حضور سرور عالم کا اسوہ حسنہ موجود ہے لیکن ہم اس کی طرف سے غافل ہیں اور اپنی تباہی پر ماتم کر رہے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

(ترجمہ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے وہ لوگ گمراہی اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بیراہ ہو جاؤ اور اللہ تعالے تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے۔ یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اس کے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں سمعنا و عصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور اگر یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر ان کو خدا تعالے نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکدیا اب وہ ایمان نہ لادیں گے مگر تھوڑے سے آدمی۔"

ابن اسحاق نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ رفاعہ بن زید اور مالک بن دخشم یہودیوں میں دو بڑے سردار تھے وہ طرح طرح کی شرارتیں آنحضرت ؐ سے کرتے تھے کبھی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتے اور آپ جو جواب دیتے اس کو بدل کر اور طرح پر لوگوں سے بیان کرتے اور کبھی زبان دبا کر دو معنے کلمات آپ کو کہتے مثلاً راعنا کو ان معنوں میں بولتے جس کا ذکر سورہ بقر میں گذرا اور ظاہر میں سمعنا و اطعنا کہکر چپکے سے کہتے سنا ہم نے اور نہ مانا اور واسمع غیر مسمع سے یہ مطلب نکالتے آپ بھرے ہو جائیں غرض ان دونوں شخصوں اور اس قسم کے شریر النفس جو یہود تھے ان سب کی تنبیہ میں اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا جس توراۃ سے ان لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی نبوت معلوم ہوئی اسی توراۃ میں نبی آخر الزماں کی نبوت کا بھی ذکر ہے مگر ان لوگوں نے ہدایت کے معاوضہ میں گمراہی خریدی اور کچھ تو اسی دشمنی کے سبب سے کہ ان کے گھرانے میں یہ آخری نبوت کیوں نہ ہوئی اور کچھ دنیا کے تھوڑے سے لالچ کے خیال سے انہوں نے توراۃ کے لفظوں اور بعض جگہ معنوں کو بدلا اور اس دھوکے سے اے مسلمانوں یہ لوگ تم کو بھی نیک راستہ سے بہکانا چاہتے ہیں لیکن اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں تم ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرو اس کی مدد تم کو کافی ہے اس کی مدد کے آگے ان کی دشمنی کیا چل سکتی ہے اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا ان کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی ان کو اللہ نے ان کے کفر سے اس لئے ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ یہود لوگ اگر ان شرارت کے لفظوں کی جگہ یہ سیدھے سیدھے لفظ کہتے تو ان کے لئے دین و دنیا میں یہ ان کے لئے بہتر تھا دین کی بہتری تو یہ تھی کہ توراۃ میں نبی آخر الزماں پر ایمان لانے کا حکم تھا اس کی یہ تعمیل ہو کر ان لوگوں کی عقبیٰ درست ہو جاتی اور دنیا کی بہتری یہ تھی کہ یہ لوگ جزیہ کی چٹی سے بچ جاتے اور ان لوگوں کے طرح طرح کے گناہوں کے سبب سے ان پر تنگدستی جو سوار ہے وہ جاتی رہتی چنانچہ سورہ مائدہ میں فرمایا ولو ان اهل الكتاب امنوا واتقوا لكفرنا عنهم سيأتهم ولادخلناهم جنات النعيم ولو انهم اقاموا التوراة والانجيل وما انزل اليهم من ربهم لاكلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم حاصل مطلب ان سورہ مائدہ کی آیتوں کا یہی ہے جو اوپر بیان ہوا کہ اگر یہ اہل کتاب توراۃ اور انجیل کے پابند ہو کر نبی آخر الزماں اور قرآن پر ایمان لاتے تو ان کے لئے دین و دنیا میں بہتر تھا پھر فرمایا کہ یہ ہونا تو کیونکر ہوتا یہ تو ایسوں کی اولاد اور ان ہی اپنے بڑوں کے ڈھنگ پر ہیں جن پر داؤد علیہ السلام اور عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خدا کی لعنت اتر چکی ہے۔ یہ پورا قصہ تو سورہ مائدہ میں آوے گا لیکن مسند امام احمد ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ میں جو روایتیں بنی اسرائیل پر لعنت اترنے کی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جب گناہوں کی کثرت ہوگئی اور ان کے علماء نے جاہل لوگوں کی نصیحت کو چھوڑ کر خود بھی ان گناہگاروں کی مجلس میں شریک ہونا شروع کر دیا تو حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر اللہ کی لعنت اتری یہ روایت متصل اور مرسل چند طریقوں سے جس سے ایک روایت کو دوسری سے تقویت ہوتی ہے آخر آیت میں فرمایا کہ اس خاندانی پھٹکار کے سبب سے ان میں سے عبد اللہ بن سلام وغیرہ چند لوگ راہ راست پر آئے باقی سب اسی پھٹکار میں گرفتار ہیں۔ اللہ کی لعنت اور پھٹکار کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی اگرچہ یہ قصہ یہود کا ہے لیکن اس امت میں بھی جب وہ حالت گناہوں کی کثرت اور علماؤں کی چشم پوشی کی پیش آوے گی تو اسی طرح کے کسی عذاب کے آنے کا خوف ہے چنانچہ ترمذی میں حذیفہ سے روایت ہے جس کا حاصل

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اے لوگو نیک باتوں کی تاکید اور بری باتوں کی ممانعت انجان لوگوں کو کرتے رہو ورنہ جب یہ بات تم میں نہ رہے گی تو کوئی نہ کوئی عذاب اللہ کا آوے گا اور پھر اس عذاب سے بچنے کی دعا کی جاوے گی تو کسی کی دعا قبول نہ ہوگی ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ○

(ترجمہ) اے وہ لوگ جو کتاب دئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان کو ان کی الٹی جانب کی طرح بنا دیں یا ان پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہی ہوکر رہتا ہے"

ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن صوریا اور کعب بن اسید یہود کے علماء سے کہا کہ توراۃ سے تم کو میری نبوت ترکی بخوبی معلوم ہو چکی ہے پھر تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے اور نبی برحق پر ایمان کیوں نہیں لاتے انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو توراۃ سے آپ کی نبوت ہرگز نہیں معلوم ہوتی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ ان لوگوں کو توراۃ کی ہدایت کے موافق قرآن اور نبی آخر الزمان پر ایمان لانا ہے تو یہ لوگ جلدی کریں ورنہ جس طرح ان لوگوں نے جان بوجھکر حق باتوں سے منہ پھیرا ہے اسی طرح ہم بھی ان کو یہ سزا دیں گے کہ ان کا چہرہ۔ آنکھ ناک سب گدی کی طرف پھیر دیویں گے اور ان کے بڑوں میں سے جن لوگوں نے شکار کھیلا تھا ان کی طرح ان کو بھی ملعون ٹھہرا کر بندر اور سور کی شکل کر دیا جاوے گا۔ اس قصہ کا تذکرہ سورہ بقر میں گذر چکا ہے اور اس تصہ کی زیادہ تفصیل سورہ اعراف میں آوے گی۔ عبداللہ بن سلام آنحضرت کے زمانہ میں اور کعب بن احبار حضرت عمر کے زمانہ میں اسی آیت کو سنکر ایمان لائے اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حکم ایسا زبردست ہے کہ ایک کن کے کہنے سے سب کچھ پیدا ہو گیا اس لئے اس کے حکم کے آگے کسی عذاب کا ان لوگوں پر آجانا ادنیٰ سی بات ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ○

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخشدیں گے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوگا۔

طبرانی[1] اور ابن ابی حاتم نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا ایک بھتیجا ہے وہ رات دن برے کاموں ایسا مصروف رہتا ہے آپ نے فرمایا اس کا دین کیا ہے اس شخص نے عرض کیا خدا کو ایک جانتا ہے نماز پڑھتا ہے آپ نے فرمایا پہلے اس کو اس کے دین سے مفت پھر کچھ لالچ دیکر ہٹانا چاہیئے تاکہ معلوم ہو کر باوجود برے کام کرنے کے وہ دین پر کہاں تک پکا ہے تھوڑے دنوں کے بعد اس شخص نے پھر آنحضرت کے پاس آنکر بیان کیا کہ وہ اپنا دین کسی طرح نہیں چھوڑتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حاصل معنی آیت کے وہی ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائے ہیں چنانچہ مسند ابو یعلیٰ موصلی اور تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت کو پڑھکر یہ معنے بیان فرمائے کہ جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ ایک شرک تو اس میں نہیں ہے لیکن سوا شرک کے اور طرح طرح کے گناہوں میں بلا توبہ کے مبتلا ہے تو ایسے شخص کے لئے مغفرت تو اللہ کی حلال ہو چکی اب یہ بات اللہ کے اختیار میں ہے کہ چاہے بلا کسی مواخذہ کے اس کو جنت نصیب کرے چاہے کسی قدر مواخذہ کے بعد اس کو جنت میں داخل کرے یہ جابر کی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے مگر مختصر طور پر بغیر ذکر آیت کے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ کو گناہوں کے بخشنے پر قادر جانکر مرے گا اور اس کے گناہوں میں شرک بلا توبہ نہ ہوگا تو اللہ کو اس کے بخشنے میں کچھ دریغ نہ ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیت اور ان احادیث کے سبب سے جمہور سلف اور عام اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ خواہ قتل نفس کا گناہگار یا اور کسی کبیرہ کا گناہگار اگر بلا توبہ مر جاوے گا تو اس کی مغفرت اللہ کے اختیار میں ہے اور توبہ شرک اور ہر کبیرہ گناہ کی مقبول ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کا خلاف اس باب میں مشہور ہے کہ وہ آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا سے یہ حجت قائم کرتے ہیں کہ جو شخص مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو جان بوجھکر قتل کر ڈالے تو وہ اسکی توبہ قبول نہیں ہو سکتی ہے یہ مذہب حضرت عبداللہ بن عباس کا ایسا ہے کہ اس میں سلف کو بھی بڑا تردد ہے چنانچہ بخاری وغیرہ کتب حدیث میں روایت ہے کہ سعید بن جبیر نے خاص طور پر جاکر حضرت عبداللہ بن عباس سے آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا اور آیت والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ولا یقتلون النفس الآیہ دونوں کو ملا کر مطلب پوچھا اس سے غرض سعید بن جبیر کی یہ تھی کہ جب آیت والذین لا یدعون میں قاتل کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے تو پھر آپ یہ کیونکر فتویٰ دیتے ہیں کہ مسلمان کے قاتل کی نہ مغفرت ہے نہ اس کی توبہ قبول ہے لیکن حضرت عبداللہ

---

[1] طبرانی کی سند میں اگرچہ ایک شخص واصل بن السائب ضعیف ہے لیکن ابن ابی حاتم کی روایت سے طبرانی کی روایت کو تقویت ہو جاتی ہے ۱۲ منہ مدظلہ تعالیٰ

بن عباس نے یہ جواب دیا کہ آیت "والذین لا یدعون" خاص اہل شرک کے قاتلین کے لئے مسلمان قاتل کا حکم سورہ نساء کی آیت ومن یقتل میں جدا ہے اور سورہ نساء سورہ فرقان سے چھ مہینے کے بعد نازل ہوئی ہے اس لئے سورہ نساء کی آیت سے میں یہی کہتا ہوں کہ مسلمان کے قاتل مسلمان کی نہ مغفرت ہے نہ توبہ ہے اور علماء نے حضرت عبداللہ بن عباس کے جواب کا جواب الجواب اس طرح دیا ہے کہ طبرانی کی روایت میں یہ صراحت آچکی ہے کہ جب آیۃ "والذین لا یدعون" نازل ہوئی تو صحابہ حاضرین مجلس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ یہ آیت اہل شرک کیلئے خاص ہے آپ نے فرمایا نہیں سب مسلمانوں کے لئے عام ہے پھر یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ آیت اہل شرک کے لئے خاص ہو ابو سعید خدری کی متفق علیہ حدیث میں جب یہ آچکا ہے کہ ایک شخص اسرائیلی نے ننانوے خون کئے اور بنی اسرائیل کا جو عالم یہ کہتا کہ جا کہ تیری توبہ قبول نہیں اسی کو اس نے قتل کیا آخر توبہ کی نیت سے جاتے جاتے مرگیا آخر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے زمین کی ماپ کرائی اور جدھر وہ شخص توبہ کی نیت سے جاتا تھا ادھر زمین کے ایک بالشت بھر قریب نکلنے سے باوجود ننانوے خون کے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مغفرت فرمائی اور اسکی توبہ قبول کی پھر یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول نہیں۔

حافظ ابن کثیر نے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ قتل کا جرم حق العباد میں سے ہے اس لئے حضرت عبداللہ بن عباس کا مقصود یہ ہے کہ قصاص یا معافی جرم سے جب تک صاحب حق کے حق کی کچھ تلافی نہ ہو اس وقت تک حقوق عباد میں فقط توبہ سے آدمی کی سبکدوشی نہیں ہوسکتی اس صورت میں حضرت عبداللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا کیونکہ حقوق عباد میں جمہور کا مذہب یہی ہے جو مطلب حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کا حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(ترجمہ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں مقدس بتلا دیں اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ دیکھ تو یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور یہی بات صریح مجرم ہونے کے لئے کافی ہے"

ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ یہود ایک دفعہ کچھ اپنے چھوٹے بچوں کو آنحضرت کے پاس لائے اور پوچھا کیا وہ کے گنہگار ہیں آپ نے فرمایا نہیں پھر یہود نے کہا ہم بھی ان لڑکوں کے مانند ہیں جو گناہ ہم دن کو کرتے ہیں وہ رات کو اور جو رات کو کرتے ہیں وہ دن کو معاف ہوجاتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا غیب کا علم اللہ کو ہے کہ مرنے کے بعد کس کا انجام کیا ہونے والا ہے یہ لوگ جو اپنے آپ کو بے گناہ بچوں کی طرح عذاب آخرت سے بری بتلاتے ہیں یہ اللہ کی شان میں ان کا ایک صریح جھوٹ ہے عقبیٰ میں ایک ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا کہ نیکوں کی جزا بدوں کو یا بدوں کی سزا نیکوں کو دی جاوے بلکہ وہاں تو جیسا کوئی کریگا ویسا پاویگا اور گناہ تو در کنار ان لوگوں نے اللہ کی شان میں یہ ایک جھوٹ بات کہی ہے کہ باوجود طرح طرح کے گناہوں کے ان سے عقبیٰ میں مواخذہ نہ ہوگا یہی ایک اکبر الکبائر گناہ ہے کہ وہی ان کی گرفت کے لئے کافی ہے۔ فتیل اس پتلے سے چھلکے کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی پر تاگے کی طرح باریک ہوتا ہے۔ تزکیہ کے معنی اپنے نفس کی بڑائی کرنا۔ صحیح حدیثوں میں شیخی کے طور پر اپنے آپ کو جو آدمی اچھا کہنے لگتا ہے اس کی اور خوشامد کے طور پر دوسری کی جو زبردستی تعریف کرتا ہے اس کی ممانعت آئی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

(ترجمہ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ راست پر ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ملعون بنادیا ہے اور خدا تعالیٰ جس کو ملعون بنادے اس کا کوئی حامی نہ پاؤ گے"

مسند امام احمد تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد عکرمہ اور قتادہ کی روایتوں سے جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب یہود لوگ احزاب کی لڑائی کے لئے قریش کو رغبت دلانے کے لئے مکہ کو گئے اس وقت قریش نے حی بن اخطب اور کعب بن اشرف یہود کے سرداروں سے پوچھا کہ تم اہل کتاب ہو بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ہم لوگ حق پر ہیں یا محمد اور ان کے ساتھی حق پر ہیں اس وقت یہود کی یہ غرض قریش سے متعلق تھی کہ کسی طرح قریش کو بہکا کر جنگ احزاب پر لایا جائے اس لئے ان یہود کے سرداروں نے کہا کہ تمہارا دین اچھا ہے اور تم حق پر ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا ان لوگوں کی بے ایمانی دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا کی ایک غرض کے سبب سے انہوں نے اہل کتاب ہو کر شرک کو توحید سے اور مشرکین کو موحدوں سے اچھا بتلایا ایسے بے ایمانوں پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جس پر اللہ کی پھٹکار ہو اس کو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا یہ جو فرمایا کہ اہل کتاب ہو کر مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اس شان نزول کی بعض روایتوں میں اس کا قصہ یوں ہے کہ جب یہود کے ان سرداروں نے قریش کو احزاب کی لڑائی کے لئے ابھارنا چاہا تو قریش نے کہا کہ تم اور محمد اہل کتاب اور دونوں ایک ہو اس لئے ہم کو تمہاری باتوں پر اس وقت تک بھروسہ نہیں ہے جب تک تم ہمارے بتوں کو سجدہ نہ کرو اس پر یہود کے دونوں سرداروں نے شیطان کے بہکانے سے اہل مکہ کے بتوں کو اپنی غرض کے لئے سجدہ بھی کیا جبت کے معنے بتوں کے ہیں اور طاغوت کے معنے شیطان کے۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

پارہ دوسرا۔ کتاب الغسل

باب جس نے حالت جنابت میں وضو کیا بعد اس کے اپنے باقی بدن کو دھویا اور وضو کے مقامات کو دوبارہ پھر نہیں دھویا (اس کا وضو ہوا یا نہیں؟)

(**۲۶۲**) میمونہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنابت کے وضو کے لئے پانی رکھا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر دو مرتبہ یا تین مرتبہ پانی گرایا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین میں یا دیوار میں دو مرتبہ یا تین مرتبہ مارا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ اور کہنیاں دھوئیں پھر اپنے (باقی) بدن کو دھویا پھر (وہاں سے) ہٹ گئے اور اپنے دونوں پیر دھوئے میمونہ کہتی ہیں کہ پھر میں آپ کے پاس ایک کپڑا لائی تو آپ نے اُسے نہیں لیا اور اپنے ہاتھ سے پانی نچوڑتے رہے۔

باب جب مسجد میں (داخل ہو جانے کے بعد) یاد آجائے کہ جنب ہے تو اُسے چاہیئے کہ) فوراً نکل جائے اور تیمم نہ کرے۔

(**۲۶۳**) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نماز قائم کی گئی اور صفیں کھڑی کر کے برابر کی گئیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ ہماری طرف تشریف لائے تو جب آپ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ کھڑے ہو گئے اس وقت یاد کیا کہ جنب ہیں پھر ہم سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور آپ لوٹ گئے اور غسل کیا بعد اس کے ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم سب نے آپکے ہمراہ نماز پڑھی۔

باب غسل جنابت کا (پانی) ہاتھوں سے جھٹکنا۔

(**۲۶۴**) حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھدیا اور آپ کے لئے پردہ ڈال دیا پھر آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی گرایا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر مار کر اسکو ملا پھر اسے دھویا بعد اس کے کلی کی اور ناک میں پانی لیا اور منہ اور ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور باقی بدن پر پانی بہایا بعد اس کے (وہاں سے) ہٹ گئے اور اپنے دونوں پیر دھوئے پھر میں نے ایک کپڑا (بدن پونچھنے کو) آپ کی طرف بڑھایا مگر آپ نے اسے نہیں لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے (بدن) جھاڑتے ہوئے چلے آئے۔

باب جس شخص نے غسل میں اپنے سر کے داہنے حصہ سے ابتدا کی (اس نے سنت کی پیروی کی)

(**۲۶۵**) عائشہ کہتی ہیں کہ جب ہم میں سے کسی کو جنابت ہو جاتی تھی تو وہ (اس طرح غسل کرتی تھی کہ) اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ اپنے سر پر (پانی) لے کر ڈال رہی تھی پھر اپنے ہاتھ سے سر کے داہنے حصہ کو پکڑ (کر مل) رہی تھی اور دوسرے ہاتھ سے سر کے بائیں حصہ کو (ملتی تھی)

باب جس شخص نے ایک گوشہ میں بحالت تنہائی برہنہ ہو کر غسل کیا اور جس شخص نے (ایسی حالت میں بھی) پردہ کیا (دونوں نے فعل جائز کیا) مگر پردہ کر لینا افضل ہے بہز نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ اور لوگوں سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔

(**۲۶۶**) ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل برہنہ غسل کیا کرتے تھے ایک دوسرے کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کیا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ واللہ موسیٰ کو ہم لوگوں کے ہمراہ غسل کرنے سے سوا اس کے کچھ مانع نہیں کہ وہ فتق میں مبتلا ہیں اتفاق سے ایک دن موسیٰ غسل کرنے گئے اور اپنا لباس پتھر پر رکھدیا وہ پتھر ان کا لباس لیکر بھاگا اور موسیٰؑ بھی اس کے تعاقب میں یہ کہتے دوڑے کہ ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر[1] یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کی طرف دیکھ لیا اور کہا کہ واللہ موسیٰؑ کو کچھ بیماری نہیں ہے اور (پتھر ٹھیر گیا) موسیٰؑ نے اپنا لباس لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم (حضرت موسیٰؑ کی) مار سے (اس) پتھر پر چھ یا سات نشان (اب تک باقی) ہیں۔

(**۲۶۷**) ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس حال میں کہ ایوب برہنہ نہا رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں تو ایوب ان کو اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے تو انھیں ان کے پروردگار نے آواز دی کہ اے ایوب کیا میں نے تمہیں اس (سونے کی ٹڈی) سے جو تم دیکھ رہے ہو بے نیاز نہیں کر دیا انہوں نے کہا ہاں قسم تیری بزرگی کی (تو نے مجھے بے نیاز کر دیا ہے) ولیکن مجھے تیری برکت سے بے پروائی نہیں ہے۔

باب لوگوں کے پاس نہانے کی حالت میں پردہ کرنا ضروری ہے)

(**۲۶۸**) ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ میں فتح (مکہ) کے سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور فاطمہؓ آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں آپ نے فرمایا یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں ام ہانی ہوں۔

(**۲۶۹**) حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر پردہ کیا اس حال میں کہ آپ غسل جنابت کر رہے تھے پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی گرایا اور اپنی شرمگاہ کو اور (جہاں کہیں نجاست) لگ گئی تھی اس کو دھویا پھر اپنا ہاتھ دیوار پر یا زمین پر ملا پھر وضو فرمایا جس طرح آپ وضو نماز کے لئے (دھوتا تھا)

[1] اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر میرے کپڑے دیدے۔

سوا پیروں کے دھونے کے پھر آپ نے اپنے بدن پر پانی بہایا بعد اس کے (وہاں سے) ہٹ گئے اور اپنے پیر دھوئے

باب جب عورت کو احتلام ہو (تو کیا کرے)

(۲۷۰) ام المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ ابو طلحہ کی بی بی ام سلیم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ اللہ حق بات کے (کہنے سے) نہیں شرماتا کیا عورت پر غسل (فرض) ہے جبکہ اس کو احتلام ہو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اگر منی (کی تری کپڑوں پر) دیکھے (تو اس پر غسل فرض ہے)

باب جنب کا پسینہ (پاک ہے) اور مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔

(۲۷۱) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ مدینہ کی کسی گلی میں انھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اور ابو ہریرہ جنب تھے پس (وہ کہتے ہیں کہ) میں آپ سے علیحدہ ہو گیا اور جاکر غسل کیا پھر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تم کہاں (چلے گئے) تھے ابو ہریرہ نے کہا کہ میں جنب تھا اور ناپاکی کی حالت میں میں نے آپ کے پاس بیٹھنا برا جانا آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔

باب جنب کو اختیار ہے (کہ وہ اپنے گھر سے) باہر نکلے اور بازار وغیرہ میں چلے اور عطاء نے کہا ہے کہ جنب کو اختیار ہے کہ (وہ) پچھنے لگوائے اور ناخن کتروائے اور اپنا سر منڈوائے اگرچہ اس نے وضو (بھی) نہ کیا ہو۔

(۲۷۲) قتادہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک نے ان لوگوں سے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیبیوں کے پاس دورہ کر لیتے تھے اور اس وقت آپ کی ۹ بیبیاں تھیں۔

(۲۷۳) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اور میں جنب تھا پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ آپ (ایک جگہ) بیٹھ گئے تو میں آہستہ سے نکل گیا اور اپنے مقام پر جاکر غسل کیا پھر آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تم کہاں (چلے گئے) تھے میں نے آپ سے کہہ دیا کہ میں ناپاک تھا نہانے گیا تھا آپ نے فرمایا سبحان اللہ مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔

باب جنب کا غسل سے پہلے گھر میں رہنا جبکہ وہ وضو کرلے (جائز ہے)

۲۷۴ ابو سلمہ کہتی ہیں میں نے عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سو رہتے تھے وہ بولیں کہ ہاں وضو کر لیتے تھے۔

باب جنب کا (قبل از غسل) سونا (جائز ہے)

(۲۷۵) ابن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں جب تم میں سے کوئی جنب ہو تو وضو کرلے اور سوئے۔

باب جنب (کو چاہیئے کہ) وضو کرلے اس کے بعد سوئے۔

۲۷۶ عائشہ کہتی ہیں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت سونے کا ارادہ کرتے تو اپنی شرمگاہ کو دھو ڈالتے اور نماز (جیسا) وضو کر لیتے۔

(۲۷۷) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فتوے طلب کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جبکہ وضو کرلے۔

۲۷۸ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھے رات کو جنابت ہو جاتی ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرلو اور اپنے عضو خاص کو دھو ڈالو بعد اس کے سو رہو۔

باب غسل جب ہی فرض ہوگا (جب دونوں ختان[1] مل جائیں۔

۲۷۹۔ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مرد عورت کے چار زانو (جوڑوں)[2] کے درمیان بیٹھ گیا پھر اس کے ساتھ کوشش کرے تو یقیناً غسل واجب ہو گیا۔

باب جو چیز عورت کی شرمگاہ سے (خارج ہو اور وہ کہیں) لگ جائے اس کا دھونا (ضروری ہے)

۲۸۰۔ زید بن خالد جہنی نے عثمان بن عفان سے پوچھا اور کہا بتاؤ کہ جب مرد اپنی عورت سے جماع کرے اور منزل نہ ہو (تو اس کا کیا حکم ہے) عثمان نے کہا کہ وضو کرلے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور اپنے عضو خاص کو دھو ڈالے اور عثمان نے کہا کہ یہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے پھر میں نے اس کے متعلق علی ابن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبیداللہ اور ابی بن کعب سے پوچھا انہوں نے بھی اس کو اسی بات کا حکم دیا۔

۲۸۱۔ ابی بن کعب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب اپنی عورت سے جماع کرے اور منزل نہ ہو (تو کیا کرے) آپ نے فرمایا اس کے جس مقام نے عورت سے مس کیا ہے اسے دھو ڈالے پھر وضو کرلے اور نماز پڑھے (ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ غسل میں زیادہ احتیاط ہے اور ہم نے اس اخیر حدیث کو لوگوں کے اختلاف کے سبب سے بیان کر دیا ہے (ہمارے نزدیک) پانی زیادہ پاک کرنے والا ہے (یعنی بہر حال غسل کر لینا چاہیئے انزال ہو یا نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حیض کے مسائل) کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کا قول و یسئلونک عن المحیض[3] قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ ان اللہ یحب المتطھرین (حیض کے اکثر مسائل پر دلالت کرتا ہے)

باب۔ حیض کی ابتدا کیونکر ہوئی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ یہ ایک چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھدی ہے (کسی موقع پر ہوا) اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل پر بھیجا گیا ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بڑا مرتبہ ہے۔

۲۸۲۔ عائشہ کہتی ہیں کہ ہم سب لوگ مدینہ سے صرف حج کا خیال

---

[1] ختان ختنہ کرنے کے مقام کو کہتے ہیں [2] یعنی اس کی دونوں رانوں کے بیچ میں بیٹھ جائے [3] اور اے نبی یہ لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ وہ نجاست ہے پس تم حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ یہانتک کہ جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اسی طریقہ سے جاؤ جیسے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک ہونے والوں کو

کرکے نکلے پھر جب (مقام) سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آگیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تہی تو آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے کیا تمہیں حیض آگیا میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھدی ہے لہذا حج افعال حج کرنے والا کرتا ہے تم بھی کرو سوا اس کے کہ تم کعبہ کا طواف نہ کرو عائشہؓ کہتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

باب حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھو دینا اور اس میں کنگھی کر دینا جائز ہے

۲۸۳ - عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں بحالت حیض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کر دیا کرتی تہی۔

۲۸۴ - عروہ سے پوچھا گیا کہ حائضہ عورت میری خدمت کر سکتی ہے یا عورت بحالت جنابت میرے قریب آسکتی ہے تو عروہ نے کہا کہ یہ سب میرے نزدیک آسان ہے اور یہ سب عورتیں میری خدمت کرتی ہیں اور (میری کیا تخصیص) اس (بات) میں کسی کے لئے کچھ حرج نہیں ہے مجھے عائشہؓ نے خبر دی ہے کہ وہ بحالت حیض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کر دیتی تھیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے تھے آپ اپنا سر عائشہؓ کے قریب کر دیتے تھے اور عائشہؓ اپنے حجرہ میں ہوتی تھیں پس وہ بحالت حیض آپ کے کنگھی کر دیتی تھیں۔

باب مرد کا اپنی بی بی کی گود میں (سر رکھکر) اس حال میں کہ وہ حائضہ ہو قرآن کی تلاوت کرنا (درست ہے) اور ابو وائل اپنی خادمہ کو بحالت حیض ابو رزین کے پاس بھیجتے تھے اور وہ انھیں قرآن مجید لا دیتی تہی اور وہ اس کے (جزدان کے) فیتہ کو پکڑ (کے لا) دیتی تہی۔

۲۸۵ عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگا لیتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی تہی پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔

باب جو نفاس کو حیض کہدے تو اس نے بھی صحیح کہا۔

۲۸۶ ام سلمہ کہتی ہیں کہ اس درمیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تہی کہ یکایک مجھے حیض آگیا تو میں چلی گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے پہن لئے تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں نفاس آگیا میں نے کہا ہاں پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ہمراہ (اسی) ایک چادر میں لیٹ رہی۔

باب حائضہ عورت سے اختلاط کرنا (درست ہے)

۲۸۷ - عائشہؓ کہتی ہیں میں نبی صلے اللہ وسلم ایک ظرف سے غسل کرتے تھے اور ہم دونوں جنب ہوتے تھے اور حالت حیض میں مجھے آپ حکم دیتے تھے تو میں ازار پہن لیتی تہی پھر آپ مجھ سے اختلاط کرتے تھے اور آپ بحالت اعتکاف اپنا سر میری طرف نکالدیتے تھے اور میں اسکو دھو دیتی تہی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تہی۔

۲۸۸ - عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم میں سے جب کوئی بی بی حائضہ ہوتی تہی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس سے اختلاط کرتے تھے عائشہ نے کہا کہ تم میں سے اپنی حاجت پر کون اس قدر قابو رکھتا ہے جس قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش پر قابو رکھتے تھے۔

۲۸۹ میمونہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بیبیوں میں سے کسی بی بی کے ساتھ اختلاط کرنا چاہتے تو اسے حکم دیتے کہ وہ حالت حیض میں ازار پہن لے۔

باب حائضہ کا روزے چھوڑ دینا (جائز ہے)

۲۹۰ - ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحی یا عید الفطر میں نکلے اور (عیدگاہ) عورتوں (کی جماعت) پر گذرے تو آپ نے فرمایا کہ اے عورتو صدقہ دو اس لئے کہ میں نے تمہیں زیادہ دوزخی دیکھا ہے وہ بولیں کہ یا رسول اللہ یہ کیوں آپ نے فرمایا آپ نے ارشاد فرمایا تم لعن کی کثرت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو اور میں نے تم سے زیادہ کسی کو باوجود ناقص العقل والدین ہونے کے پختہ رائے مرد کی عقل کا لیجانے والا نہیں دیکھا عورتوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین میں اور ہماری عقل میں کیا نقصان ہے آپ نے فرمایا کہ عورت کی شہادت (شرعاً) مرد کی شہادت کے نصف کے برابر نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا یہی اس کے عقل کا نقصان ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا پس یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

باب حائضہ عورت (حج کے) تمام مناسک ادا کرے سوا طواف کعبہ کے اور ابراہیم نے کہا ہے کہ حائضہ عورت کو آیت (قرآنیہ) کا پڑہنا کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ابن عباس نے جنب کے لئے تلاوت کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ کی یاد کیا کرتے تھے اور ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہمیں (عید کے دن) حکم دیا جاتا تھا کہ ہم حائضہ عورتوں کو (بھی) باہر لائیں تاکہ وہ (بھی) مردوں کے ساتھ تکبیر کہیں اور دعا کریں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی کہ ہرقل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خط (جو اس کے نام گیا تہا) منگایا اور اسے پڑہا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الخ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا الٰی قوله مُسْلِمُوْنَ[1] اور عطاء نے جابر سے نقل کیا ہے کہ عائشہ کو حیض آیا اور انہوں نے تمام مناسک ادا کئے سوا طواف کعبہ کے اور نماز نہ پڑہتی تھیں اور حکم نے کہا ہے کہ میں (حالت) جنابت میں ذبح کر دیتا ہوں اور چونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ اس چیز کو نہ کھاؤ جس پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو (لہذا بسم اللہ ضرور پڑہتا ہوں)

[1] ترجمہ (اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم تم سب خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں ۱۲

مقالات غوث الاعظم

(البسلسلہ گذشتہ)

اَلْمَقَالَةُ الْعَاشِرَةُ

(فی النفس و احوالها)

قال رضی الله عنه انما هو الله و نفسك و انت المخاطب و النفس ضد لله و عدوة و الاشياء كلها تابعة لله و النفس لله خلقا و ملكا حقيقة و للنفس ادعاء و تمنی و شهوة و لذة بملابستها فاذا وافقت الحق فی مخالفة النفس و عداوتها فكنت لله خصما لنفسك كما قال الله لداؤد يا داؤد انا بدك اللازم فالزم بدك العبودية ان تكون لی خصما علی نفسك فتحققت حينئذ موالاتك لله و عبوديتك له عز و جل واتتك الاقسام هنيئا مريئا مصيبا و انت عزيز مكرم و خدمتك الاشياء و عظمتك لانها باجمعها تابعة لربها موافقة له اذ هو خالقها و منشيها وهی مقرة له بالعبودية قال الله و ان من شیء الا يسبح بحمده و لكن لا تفقهون تسبيحهم ای تذكره و تعبده و قال عز و جل فقال لها و للارض ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا طائعين فالعبادة كل العبادة فی مخالفة نفسك و هواك قال الله تعالی فلا تتبع الهوی فيضلك عن سبيل الله و قال هواك فانها لا منازع ينازعنی فی ملكی غير الهوی و الحكاية المشهورة عن ابی يزيد البسطامی لما رای رب العزة فی المنام فقال له كيف الطريق اليك قال اترك نفسك و تعال فانسلخت من نفسی كما تنسلخ الحية من جلدها فاذا الخير كله فی معاداتها فی الجملة فی الاحوال كلها فان كنت فی حالة التقوی فخالف النفس بان تخرج من حرام الخلق و شبهتهم و منتهم و الاتكال عليهم و الثقة بهم و الخوف منهم و الرجاء بهم و الطمع فيما عندهم من حطام الدنيا فلا ترج عطاءهم علی طريق الهدية و الزكوة و الصدقة و الكفارة و النذر فاقطع همك منهم من سائر الوجوه و الاسباب حتی ان كان لك نسيب ذو مال لا تتمنی موته لترث ماله فاخرج من الخلق جدا و جعلهم كالباب يرد و يفتح و شجرة توجد فيها ثمرة تارة و تختل اخری و كل ذلك بفعل فاعل و تدبير مدبر و هو الله لتكون موحد الرب و لا تنس مع ذلك كسبهم لتتخلص من مذهب الجبرية و اعتقد ان الافعال لا تتم بهم دون الله تعالی كيلا تعبدهم و تنسی الله و لا تقل فعلهم دون الله فتكفر فتكون قدريا لكن قل هی لله خلقا و للعباد كسبا كما جاءت به الاثار لبيان موضع الجزاء من الثواب و العقاب و امتثل امر الله فيهم و خذ قسمك

مقالہ دسواں

نفس اور اس کے احوال میں

فرمایا رضی اللہ عنہ نے اس کے سوا نہیں کہ اللہ اور تیرا نفس ہے اور تو مخاطب ہے اور نفس اللہ کا دشمن اور مخالف ہے اور سب چیزیں اللہ کی فرمانبردار ہیں اور نفس حقیقت اللہ کی مخلوق اور ملک (مقدور) ہے لیکن نفس کے لئے شہوت اور لذت اور جھوٹا ادعا اور آرزو (اور بڑا گھمنڈ) کیونکہ یہ چیزیں اس کی مناسب طبع ہیں پھر اگر تو نفس کی مخالفت و عداوت میں اللہ کے ساتھ موافقت اختیار کرے گا تو اللہ کے واسطے تو اپنے نفس کا دشمن ہو جائیگا جیسا اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد سے فرمایا اے داؤد میں تیرا لازمی چارہ کار ہوں اپنے چارہ کار کو مجھ ہی گرفت کرلے عبودیت یہ ہے کہ تو میرے لئے نفس کا دشمن ہو جا اس وقت اللہ کے ساتھ تیری موالات اور عبودیت ثابت ہوگی اور تجھے پاک صاف اور خوشگوار حصے ملیں گے اور تو عزیز مکرم بنایا جائیگا اور تمام اشیا تیرے تابع ہونگی اور تیری خدمتگزاری اور تعظیم (تیرا احترام) کریں گی اس لئے کہ سب چیزیں اللہ کے تابع اور اسی کی موافقت میں ہیں اللہ ان کا خالق اور انھیں از سر نو پیدا کرنے والا ہے اور سب چیزیں اس کی وحدانیت اور عبودیت کی مقر ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر چیز حمد کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو یعنی وہ ذکر اور عبادت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ نے آسمانوں اور زمین سے کہا کہ میری فرمانبرداری میں طوعاً و کرہاً (خوشی یا زبردستی کے ساتھ) آؤ تو وہ کہنے لگے کہ ہم فرمانبردار ہو کے بس پوری عبودیت اپنے نفس اور خواہش کی مخالفت میں ہے قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا اتباع ہوا نہ کر یعنی خواہش کی پیروی نہ کر تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیگی اور حدیث قدسی میں ہے کہ حضرت داؤد سے فرمایا گیا کہ اپنی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ میرے ملک میں نفس کی خواہش کے سوا کوئی جھگڑنے والا نہیں ہے اور ایک حکایت مشہور حضرت بایزید بسطامی سے ہے کہ جب انہوں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا تو کہا کہ یا اللہ تیری طرف پہنچنے کا راستہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آ جا حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں نے سانپ کی کینچلی کی طرح اپنے نفس کو چھوڑ دیا خلاصہ یہ کہ ہر حال میں بہتری ہی اپنے نفس کے ساتھ دشمنی رکھنے میں ہے بس اگر تو پرہیزگار ہے تو اسی طرح (آ بھی) اپنے نفس کا مخالف ہو جا کہ مخلوق کے مال حرام اور مشتبہ سے اور لوگوں کے احسان اور ان پر ٹیک لگانے اور بھروسہ رکھنے سے اور ان سے ڈرنے اور امید رکھنے اور تھوڑا مال دنیا جو لوگوں کے پاس ہے اس کا لالچ رکھنے سے تو نکل جائے اور بطریق ہدیہ یا زکوٰۃ یا صدقہ یا کفارہ یا نذر دینے کی ذات پر دنیا سے مطلق امید نہ رکھ اور اپنے ارادہ کو ہر طرح مخلوق کے اسباب سے منقطع کرلے یہاں تک کہ اگر تیرا کوئی عزیز مالدار ہے جس سے تجھے ترکہ ملنے کی امید ہے تو اس کی موت کی آرزو نہ کر کوشش کر کے مخلوق سے کنارہ کش ہو جا اور ان کو ایسے دروازہ کی طرح جو کھلتا اور بند ہوتے ہیں اور درخت کی طرح جو کبھی پھلتا ہے اور کبھی نہیں پھلتا سمجھ لے یہ سب اپنے امور فاعل کے فعل اور مدبر کی تدبیر سے ہوتے ہیں اور وہ فاعل و مدبر اللہ ہے تو

منهم بأمره ولا تجاوزه فحكم الله قائم يحكم عليك وعليهم فلا تكن أنت الحاكم وكونك معهم قدر والقدر ظلمة فادخل في الظلمة بالمصباح وهو الحاكم كتاب الله وسنة رسوله لا تخرج عنهما فإن خطر خاطر أو وجدت إلهاماً فاعرضهما على الكتاب والسنة فإن وجدت فيهما تحريم ذلك مثل أن تلهم بالزنا والرياء أو مخالطة أهل الفسق والفجور وغير ذلك من المعاصي فادفعه عنك واهجره ولا تقبله ولا تعمل به واقطع بأنه من الشيطان الرجيم فإن وجدت فيهما إباحته كالشهوات المباحة من الأكل والشرب واللبس والنكاح فاهجره أيضاً ولا تقبله واعلم أنه من إلهام النفس وشهواتها وقد أمرت بمخالفتها وعداوتها وإن لم تجد في الكتاب والسنة تحريمه ولا إباحته بل هو أمر لا تعقله مثل أن يقال لك ائت موضع كذا وكذا الق فلاناً الصالح ولا حاجة لك هناك ولا في الصالح لاستغنائك عنه بما أولاك الله من نعمه من العلم والمعرفة فتوقف في ذلك ولا تبادر إليه فتقول هل هذا الإلهام من الحق فأعمل به بل انتظر الخيرة في ذلك وفعل الحق عز وجل بأن يتكرر ذلك الإلهام وتؤمر بالسعي أو علامة تظهر لأهل العلم بالله عز وجل يعقلها العقلاء من الأولياء والمؤمنون

باایں ہمہ مخلوق کے کسب کو بھول نہ جانا تاکہ مذہب جبریہ سے نجات پائے اور اعتقاد رکھ کہ مخلوق کے افعال بغیر خدا کے پورے نہیں ہوتے اور یہ اس لئے تاکہ تو اللہ کے سوا مخلوق کی پرستش نہ کرنے لگے اور خدا کو بھول نہ جائے اور یہ مت کہہ کہ مخلوق کا فعل بغیر قدرت خدا کے ہے اور پھر تو کافر ہو جائے اور "قدریہ" بنجائے بلکہ کہہ کہ یہ افعال خدا کے پیدا کئے ہوئے مخلوق کے لئے کسب ہیں جیسا کہ عذاب و ثواب کی سزا و جزا کے بیان کے مواقع میں حدیثیں آئی ہیں اور بندوں کے معاملہ میں صرف خدا کا حکم بجا لا اور اپنے حصہ کو بامر الٰہی مخلوق سے جدا کر۔ حکم خدا سے تجاوز نہ کر کیونکہ اللہ کا حکم قائم ہے تجھ پر اور تمام مخلوق پر وہی حکم کرتا ہے کسی امر میں خود حاکم نہ بن بیٹھ اور مخلوق کے ساتھ تیرا ہونا یہ مقدر ہے اور مقدر تاریکی میں ہے بس ظلمت میں چراغ کے ساتھ داخل ہو، وہ چراغ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے اور یہ ہی کتاب و سنت حاکم ہیں ان دونوں کے حکم سے باہر نہ جا اگر تیرے دل میں کوئی خطرہ گذرے یا الہام پا جائے تو اس کو قرآن و حدیث سے ملا اگر قرآن و حدیث میں اس کی حرمت پائے جیسے وسوسہ زنا و سود اور فاسق و فاجر کے ساتھ میل جول اور دوسرے گناہ ہیں بس ایسی باتوں کو اپنے دل سے دور کر اور ان آگے ان کو قبول نہ کر ان پر عمل نہ کر اور یقین کر کہ ایسے وسوسے شیطان کی جانب سے ہیں اور اگر اس خطرہ کو قرآن و حدیث میں مباح پائے جیسے کھانے پینے پہننے اور نکاح کرنے کی خواہش تو ان کو بھی چھوڑ دے اور قبول نہ کر اور جان کہ یہ خطرہ نفس اور نفس کی خواہشات ہیں اور تو مخالفت اور عداوت نفس پر مامور ہے اور اگر قرآن و حدیث میں اباحت و حرمت نہ پائے بلکہ وہ ایک ایسی بات ہو کہ جسے تو نہیں سمجھتا جیسے تجھ سے کہا جائے کہ فلاں فلاں جگہ جا اور فلاں مرد صالح سے ملاقات کر حالانکہ خدا پاک کی عطا کی ہوئی نعمت علم و معرفت کی وجہ سے تو بے نیاز ہے اور تجھے وہاں جانے اور مرد صالح سے ملاقات کرنے کی حاجت اور غرض نہیں ہے تب تو وہیں ٹھیر جا اور جانے میں جلدی نہ کر اور دل میں سوچ کر آیا یہ خدا کی طرف سے الہام ہے تاکہ میں

من الأبدال وإنما لم تبادر إلى ذلك لأنك لا تعلم عاقبته وما يؤول الأمر إليه وما كان فيه فتنة وهلاكاً ومكراً من الله وامتحاناً فاصبر حتى يكون هو الفاعل فيك فإذا تجرد الفعل وحملت إلى هناك واستقبلتك فتنة كنت محمولاً محفوظاً فيها لأن الله تعالى لا يعاقبك على فعله وإنما تتطرق العقوبة نحوك لكونك في شيء وإن كنت في حالة الحقيقة وهي حالة الولاية فخالف هواك واتبع الأمر في الجملة واتباع الأمر على قسمين أحدهما أن تأخذ من الدنيا القوت الذي هو حق النفس وتترك الحظ وتؤدي الفرض وتشتغل بترك الذنوب ما ظهر منها وما بطن والقسم الثاني ما كان بأمر باطن وهو أمر الحق يأمر عبده وينهاه وإنما يتحقق هذا الأمر في المباح الذي ليس له حكم في الشرع على معنى أنه ليس من قبيل النهي ولا من قبيل الأمر الواجب بل هو مهمل ترك العبد يتصرف فيه باختياره فسمي مباحاً فلا يحدث العبد فيه شيئاً من عنده بل ينتظر الأمر فيه فإذا أمر امتثل فيصير حركاته وسكناته بالله ما في الشرع حكمه فبالشرع وما ليس له حكم في الشرع فبالأمر الباطن فحينئذ يصير محققاً من أهل الحقيقة وما ليس فيه أمر باطن فهو مجرد الفعل حالة التسليم وإن كنت في حالة حق الحق

اس پر عمل کروں اور اس طرح تو اس کے اختیار کرنے میں انتظار کر اور فعل الٰہی یہ ہے کہ وہ الہام بار بار ہو اور تجھے جلد جانے کی کوشش کرنے کا حکم دیا جائے یا ایسی نشانی ہو جو عالم باللہ لوگوں پر ظاہر ہوتی ہو اور اسے ذی فہم اولیاء اللہ اور ابدال جنھیں قوت و ادراک عطا فرمائے گئے ہیں معلوم کرتے ہیں بس اس میں جلدی نہ کر اسلئے کہ تو انجام کار اور منشائے امر الٰہی اور اس بات کو نہیں جانتا کہ کس میں فتنہ اور ہلاکی اور مکر و امتحان اللہ کی طرف سے ہے بس اس وقت تک صبر کر کہ اللہ تجھ میں فاعل ہو جائے اور جب خاص فعل حق باقی رہ گیا اور اس مقام میں تیری باریابی ہو گئی اس وقت اگر کوئی فتنہ بھی پیش آئیگا تو تو محفوظ اور بری رکھا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فعل پر تجھے عقوبت نہیں کرے گا اور عذاب تجھے کسی کام میں تیرے دخل کی وجہ سے پہنچتا ہے اگر تو حالت حقیقت یعنی حالت ولایت پر ہو تو نفس کی مخالفت کر اور امر حق کا پورا تابع اور پیرو ہو جا اور پیروی امر کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم دنیا کے مال و کفایت نفس کے بقدر خورد و نوش کا حق لینا اور لذات نفسانی سے اجتناب کرنا اور ادائے فرض اور ترک گناہ ظاہر و باطن کی مشغولی کرنی ہے دوسری قسم امر باطن سے مامور ہونا ہے اور یہ خدا کا وہ حکم ہے جس سے وہ بندہ کو حکم کرتا اور روکتا ہے یہ امر باطن اس مباح میں پایا جاتا ہے جس کا شرع میں کوئی حکم نہیں ہے بایں ہمہ کہ وہ تحت منع ہے نہ حکم وجوب میں ہے بلکہ وہ مہمل ہے اور اس میں بندہ کو اختیار دیا گیا ہے خواہ وہ تصرف کرے یا نہ کرے بس اسی کا نام مباح ہے بندہ اس میں اپنی طرف سے کچھ پیدا نہ کرے بلکہ انتظار حکم کرے جب حکم کو پائے تب سے بجالائے بس اس وقت بندے کے تمام حرکات و سکنات اللہ سے ہوں گے جس کا حکم شریعت میں ہے اس کو شرع سے اور شرع میں جس کا حکم نہ ہو اس کو امر باطن سے وہ بندہ بجالائے گا پھر اس وقت بندہ کامل اہل حقیقت سے ہو جائے گا اور جس معاملہ میں امر باطن نہیں وہ مجرد فعل الٰہی تقدیر محض اور حالت تسلیم ہے اور اگر تو حق الحق کی حالت میں ہے۔

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کیلئے بسلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب ال پور)

عرب کے اقوام و قبائل قدیم زمانہ میں ملک عرب میں سام ابن نوح کی اولاد آباد رہی ہے عرب کے باشندگان کی بلحاظ زمانہ تین قسمیں ہیں۔ عرب بائدہ عرب عاربہ اور عرب مستعربہ۔ عرب بائدہ سے عرب کی وہ قدیم قومیں مراد لی جاتی ہیں جو سام ابن نوح کی اولاد سے تھیں وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور اب دنیا میں ان کا کوئی نام و نشان باقی نہیں۔

عرب عاربہ عرب بائدہ کے بعد عرب کے اصلی باشندے عرب عاربہ ہوئے جو بنو قحطان کی اولاد تھے اور ان کا اصلی مسکن ملک یمن تھا۔

عرب مستعربہ یعنی بنو اسمٰعیل کی اولاد جو حجاز میں آباد تھی۔ ظہور اسلام کے وقت عرب میں بنو قحطان اور بنو اسمٰعیل آباد تھے اور کہیں کہیں یہودی بھی پائے جاتے تھے عرب کی قوموں کا اگر بالتفصیل ذکر کیا جائے تو ایک علیٰحدہ مستقل کتاب بن جائے جس سے کوئی خاص فائدہ متصور نہیں لہٰذا صرف ان قبائل کے ذکر پر اکتفا کی جاتی ہے جن کا تعلق تاریخ اسلام سے ہے اور جن کا جاننا تاریخ اسلام کے مطالعہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے۔

بنو قحطان اس خاندان کی تین بڑی بڑی شاخیں ہیں قضاعہ۔ کہلان اور ازد۔ حمیر بھی اسی کی شاخ ہیں جو یمن میں حکمران تھے۔

قبائل قضاعہ اس کی حسب ذیل شاخیں ہیں بنو کلب بنو تنوخ۔ بنو حزم۔ بنو جہینہ بنو نہد۔ بنو عذرہ۔ بنو سلم۔ بلی بلیع۔ جہم تغلب۔ نمر۔ اسد۔ تیم اللات اور کلب۔

کہلان بجیلہ۔ خثعم۔ ہمدان۔ کندہ۔ مذحج۔ طے۔ لخم۔ جذام اور عاملہ

ازد ۔انصار اسی کی شاخ ہیں۔ اوس۔ خزرج۔ خزاعہ۔ غسان اور دوس

عدنان کے قبائل کا آخری مقسم مضر ہے۔ قبائل مضر اولاً بنی خندف بنو قیس اور دو خاندانوں پر منقسم ہے

(۱) خندف۔

ہذیل۔ کنانہ۔ اسد۔ خبہ۔ مزینہ۔ ارباب۔ تمیم اور ہون ان میں سے ہر ایک کے متعدد فروع ہیں۔

اصول	فروع
کنانہ	قریش۔ دوال
ہون	قارہ
رباب	عدی۔ تیم۔ عکل اور ثور۔
تمیم	مقاعس۔ قریع۔ بہدلہ۔ یربوع۔ ریاح۔ ثعلبہ اور کلیب۔

(۲) قیس

عدوان۔ غطفان۔ اعصر۔ سلیم اور ہوازن

اصول	فروع
غطفان	عبس۔ ذبیان فزارہ۔ اور مرہ۔
ہوازن۔	سعد۔ نصر۔ جشم۔ ثقیف۔ سلول۔ بنو عامر (عامر کی شاخیں بنو ہلال۔ بنو نمیر۔ اور بنو کعب ہیں)
اعصر	غنی باہلہ
یہود	بنو قینقاع۔ بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔

اہل عرب کی اخلاقی حالت چونکہ اہل عرب خانہ بدوشی اور آوارہ گردی کی زندگی بسر کرتے تھے اس لئے ان سے شہریت اور انسانیت کے جوہر ہی فنا ہو گئے تھے اور ان کی جگہ بدویت و حیوانیت کے سفلی جذبات پوری قوت کے ساتھ بروئے کار آ گئے تھے۔ درندگیت اور جباریت کے ہلاکت آفریں جذبات سے ہر فرد مدہوش تھا۔ بات بات پر لڑ مرنا اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دینا ایک دلچسپ مشغلہ اور معمولی بات تھی بلکہ قتل و غارت اور لوٹ مار میں وہ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور فرحت محسوس کرتے تھے عرب کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

بیوم کریھۃ ضربا وطعنا ؛ اقر به موالیک العیونا

(ترجمہ) ہم تجھکو ایسے روز جنگ کی خبر دیں جس میں ہم نے ایسی شمشیر زنی و نیزہ بازی کی ہے کہ اس کے سبب تیرے چچیرے بھائیوں نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کی ہیں بسبب قتل اعدا کے۔"

نیز یہی شاعر کہتا ہے ؎

متی ننقل الی قوم رحانا ؛ یکونوا فی اللقاء طحینا

(ترجمہ) جب ہم کسی قوم پر اپنے تشدد کی چکی چلاتے ہیں تو وہ اس سے ملتے ہی آٹا ہو جاتے ہیں۔"

یہی شاعر ایک جگہ کہتا ہے ؎

کان سیوفنا منا ومنهم ؛ مخاریق بایدی لاعبینا

(ترجمہ) ہم اور وہ ایسے بیباکانہ لڑتے ہیں کہ گویا ہماری اور ان کی تلواریں شمشیر چوبیں یا کپڑے کے کوڑے کھیلنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں یعنی جیسے لڑکے کھیل کود میں ضرب کی پروا نہیں کرتے: ایسا ہی ہمارا حال ہے۔

عرب کی دو مشہور لڑائیاں قبیلہ بکر اور تغلب کی لڑائی جو حرب بسوس کے نام سے مشہور ہے اور جس میں ستر ہزار آدمی مارے گئے تھے اس کی بنیاد محض اتنی سی بات پر تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کسی کے کھیت میں جا گھسا۔ کھیت والی عورت نے اونٹ کو مارا۔ اس پر اونٹ والے نے اس عورت کی چھاتی کاٹ لی اس بات پر سنہ ۴۹۴ء سے سنہ ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی اول میں صرف

بکر اور تغلب ہی تک محدود رہی مگر رفتہ رفتہ عرب کے تمام قبائل اس میں شریک ہو گئے ؎

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی ... صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی ... تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ

دوسری مشہور جنگ حرب داحس ہے جس کی بنیاد یہ تھی کہ گھوڑ دوڑ میں ایک شخص کا گھوڑا داحس نامی آگے بڑھا جاتا تھا ایک شخص نے آگے آکر اسے بھڑکا دیا بس اسی بات پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرے ؎

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا ... کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا ... کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

جب کسی شخص سے دشمنی ہو جاتی تو وہ چند مخصوص شخصوں سے گذر کر تمام خاندانوں اور قبیلے پر چھا جاتی تھی اور جب تک خاطر خواہ بدلہ نہ لے لیتے تھے ٹھنڈک نہ پڑتی تھی جب کوئی شخص مرتا تو اپنی اولاد کو نصیحت کر جاتا کہ فلاں شخص ہمارا دشمن ہے اس سے بدلہ لینا اس کی اولاد اپنی اولاد کو وصیت کر جاتی اسی طرح نسلاً بعد نسل یہ سلسلہ جاری رہتا بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ زمانہ دراز گذر جانے کی وجہ سے صرف یہ تو یاد رہتا کہ فلاں شخص ہمارا دشمن ہے اور اس سے بدلہ لینا ہے مگر وجہ دشمنی یاد نہ رہتی۔

غرض قتل و غارت کا سلسلہ ان میں دن و رات جاری تھا سال میں صرف چند مہینے ایسے مقرر کر رکھے تھے کہ جن میں لڑائی موقوف رہتی ان صحبت کے موقع میں حج کرتے، مشاعرے منعقد ہوتے اور تجارتی کاروبار کی سہولتیں بہم پہنچاتے تھے۔

مینوشی اور عشق بازی

شراب اور زناکاری کا تو عرب میں اس قدر دستور تھا کہ گویا ان کی گھٹی میں شراب پڑی تھی ایک شاعر نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر پر شراب کا مٹکا رکھدیا جائے

طرفہ بن العبد البکری عرب کا ایک بلا نوش اور مشہور شاعر کہتا ہے ؎

کریم یروی نفسه فی حیاته ... ستعلم ان متنا غدا اینا الصدی

(ترجمہ) میں ایسا شریف مرد ہوں جو اپنے آپ کو جیتے جی شراب سے سیراب کرے اے مخاطب ملامتگر اگر ہم دونوں کل مرے تو تو عنقریب جان لیگا کہ ہم میں سے کون پیاسا ہے کس کی روح بھٹکتی پھرتی ہے۔

مینوشی کا ایک واقعہ

ایک دن عرب کا ایک بادشاہ عمرو بن ہند کو ساقی لیکر شکار کو گیا اور گور خر ذبح کرنے کو کہا مگر وہ اس کے قابو میں نہ آیا بادشاہ نے بعد یکسک طنزاً یہ کہا کہ طرفہ بکری نے تیرے حق میں جو کہا ہے وہ درست ہے اور طرفہ نے اس کی ہجو میں جو اشعار لکھے تھے وہ سنا دیئے اس پر عمرو نے کہا کہ حضور آپ کی ہجو میں جو طرفہ نے جو اشعار کہے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ سخت ہیں اور وہ شعر پڑھ دیئے بادشاہ نے یہ سنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ طرفہ کی منہ زوری اور گستاخی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ہماری بھی ہجو کرنے لگا بادشاہ نے قتل کا ارادہ کیا مگر چند مصاحبوں نے سمجھایا کہ اگر حضور طرفہ کو قتل کریں گے تو اس کا متلمس شاعر جو طرفہ کا حلیف ہے آپ کی ہجو کہیگا بہتر یہ ہے کہ دونوں کو قتل کیا جائے یہ مشورہ بادشاہ کو پسند آیا اور ان دونوں شاعروں کو بلا بھیجا جس وقت یہ دونوں بادشاہ کے پاس پہنچے تو ان دونوں کو کچھ انعام دیا اور دونوں کے لئے جدا جدا فرمان لکھکر بحرین کے عامل کے پاس روانہ کر دیا جن میں لکھا تھا کہ ان دونوں کو قتل کر دیا جائے جس وقت یہ دونوں عامل کے پاس پہنچے اور وہ حکم قتل سے آگاہ ہوا تو طرفہ سے پوچھا کہ تو کس صورت سے قتل ہونا چاہتا ہے اس نے کہا کہ پہلے مجھے بہت سی شراب پلا دی جائے اور پھر فصد کھولدی جائے غرض اسی طرح سے اس کو ہلاک کیا گیا۔

چونکہ مینوشی کا لازمی اثر زناکاری اور فسق و فجور ہے اس لئے اہل عرب میں زناکاری کی بھی حد سے زیادہ کثرت تھی باپ کی منکوحہ بیٹے کو وراثت میں ملتی تھی۔ ازدواج کی کوئی حد نہ تھی حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ شادی جائز سمجھی جاتی تھی۔

عشق بازی

عشق بازی تو اہل عرب کا شعار خصوصی تھا حسن و عشق کے قصوں کو عام مجمعوں میں مزے لے لیکر شوق سے بیان کیا کرتے تھے ان کے عاشقانہ جذبات کی ہوسرانی کا تختہ مشق عموماً ایسی عورتیں بنتی تھیں جو ان کی قریبی رشتہ دار ہوا کرتی تھیں نہ صرف یہ کہ وہ محض عشق اور ہوسرانی کی حیا سوز داستان کو عام مجمعوں میں فخریہ سنایا کرتے تھے بلکہ اپنی خلوت کی عریاں تصویریں کھینچدینے کو بھی اپنا زور بیان فخر تعلی اور بہادری سمجھتے تھے عرب کا ایک بڑا فصیح و بلیغ شاعر اور ایک رنگیلا شاہزادہ اپنے چچا کی بیٹی عنیزہ پر عاشق تھا اس کو مخاطب کرکے کہتا ہے ؎

فمثلك حبلى قد طرقت ومرضع ... فالهيتها عن ذي تمائم محول

(ترجمہ) اے عنیزہ سوائے تیرے میری اور بھی بہت سی حسین و جمیل حاملہ عورتیں محبوبہ ہیں کہ میں ان کے پاس رات کو آیا اور بہت سی دودھ پلانے والیاں بھی کہ میں ان کے پاس شب کی تاریکی میں آیا اور ان کو اپنی لذت وصال اور بوس و کنار کی محویت کی وجہ سے ان کے یکسالہ بچہ سے غافل اور بے پروا کر دیا۔

اس سے زیادہ عریاں بیانی اور اخلاق سوزی کا یوں ثبوت دیتا ہے کہ ؎

اذا ما بكى من خلفها انصرفت له ... بشق وتحتي شقها لم يحول

(ترجمہ) جب وہ بچہ اپنی والدہ کی پیٹ پیچھے روتا تھا تو وہ اپنے نصف حصہ جسم فوقانی کو دودھ پلانے کے لئے اس کی طرف پھیر دیتی تھی اور اس کا نصف حصہ جسم تحتانی میرے نیچے رہتا تھا۔"

اہل عرب کے نزدیک وہ شخص کمینہ، رذیل اور بزدل سمجھا جاتا تھا جو کبھی کسی پر عاشق نہ ہوا ہو اور کہیں ناجائز تعلق پیدا نہ کیا ہو عشق بازی میں قبیلہ بنی عذرہ یہاں تک مشہور تھا کہ اعشق من بنی عذرہ کی مثل مشہور تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اول تو عرب جاہلیت میں پردہ کا مطلق رواج نہ تھا مردوں اور عورتوں کو کھلی اجازت تھی کہ ایک دوسرے سے آزادانہ ملیں اور داد عیش دیں دوسرے ملک کی گرم آب و ہوا، تیسرے آزاد مزاجی اور بیکاری چوتھے مفاخرت و شاعری ان وجوہات سے ان میں عاشقانہ جذبات

کی نشو و نما ہوتی رہتی تھی۔

شاعری اور قادر الکلامی

عرب جاہلیت کے لئے جو چیز باعث فخر و ناز تھی اور جس پر وہ بلا شرکت غیرے قابض تھے وہ ان کی شاعری اور قادر الکلامی تھی اور واقعی انصاف بھی یہی ہے کہ ان کی فصاحت و بلاغت کا آفتاب عین نصف النہار پر ایسا ہی درخشاں اور تاباں ہے جیسا کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے تھا اور ان کے بلند تخیل اور فطرتی تشبیہات و استعارات کا سدا بہار گلشن آج بھی ویسا ہی شگفتہ و شاداب ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

اس معاملہ میں ان کا کوس لمن الملک نہ صرف تمام عرب میں بلکہ ساری دنیا میں گونجتا رہا چنانچہ اہل لغت کہتے ہیں کہ عرب اور اعراب کے معنے ہی فصاحت اور زبان آوری کے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل عرب اپنی زبان آوری کے سامنے تمام دنیا کو ہیچ اور حقیر سمجھتے تھے اور اسی لئے اپنے سوا دوسری تمام قوموں کو عجم یعنی ژولیدہ بیان کہتے تھے غرضیکہ منجملہ دیگر یادگار ہائے زمانہ کے عرب کی شاعری بھی یادگار زمانہ ہے اور آئندہ رہیگی۔ ان کی یادگار زمانہ شاعری کی ایک عمدہ یادگار قصائد سبعہ معلقہ ہیں ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں ہر برس شعراء عرب مکہ معظمہ میں جمع ہوتے تھے اور لوگوں کو اپنے اشعار سنایا کرتے تھے جو اشعار پسند کئے جاتے ان کو ارکان کعبہ پر لٹکا دیا جاتا اور شاعر کے لئے باعث فخر و ناز ہوتے تھے سو یہ سات قصائد وہ ہیں جو ارکان کعبہ پر لٹکائے گئے تھے اور مقبول خلائق ہونیکا شرف حاصل کیا تھا چند اشعار نمونتہً پیش کئے جاتے ہیں۔ امراء القیس اپنی محبوبہ کی تعریف میں کہتا ہے ؎

تضی الظلام بالعشی کانها   منارة ممسی راهب متبتل

(ترجمہ) محبوبہ مذکورہ ایسی حسین و جمیل ہے کہ اس کے چہرہ کی درخشانی تاریکی کو چراغ نصرانی تارک الدنیا کی طرح روشن کر دیتی ہے جو بوقت شب بھولے بھٹکے مسافروں کی رہنمائی کے لئے جلایا جاتا ہے۔

جو لوگ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے ہیں اور علم معانی و بیان سے کما حقہ واقف ہیں وہ اس شگفتہ اور وجد آور تشبیہ پر غور کریں مزہ لیں اور عرب کی شاعری کی داد دیں۔

طرفہ بکری شاعر کہتا ہے ؎

وتقصیر یوم الدجن والدجن معجب   ببهکنة تحت الخباء المعلل

(ترجمہ) اور میرے جینے کی غرض یہ ہے کہ میں اس رفتہ کو جس میں گھٹا جھوم رہی ہو خوشنما ہو اور ایک ایسے خیمہ میں جو بذریعہ ستونوں کے قائم ہو پر تکلف اور امیرانہ ہو نہ کہ مثل چھولداری کے کم قدر اور تنگ ہو بذریعہ ایک محبوبہ حسینہ نازک اندام گداز کے کوتاہ کرتا ہوں۔ بسبب انہماک لذات و سرور کے صبح و شام کا بھی مجھے پتہ نہیں رہتا۔"

کیسی مزہ دار، سادہ، پر اثر زبان ہے کیا لوچ ہے اور رندیت کا کیا اعلیٰ تخیل ہے باوجود تقادم زبان کے اسکی زبان کی حلاوت اور شیرینی کم نہیں ہوتی۔ لطف یہ ہے کہ آجکل کی شاعری کی طرح صرف الفاظ ہی الفاظ نہیں بلکہ معانی کی کثرت ہے جو ان کی قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

لبید بن ربیعۃ العامری جو مشرف باسلام ہو گیا تھا جود و سخا کی تعریف میں کہتا ہے ؎

وهم ربيع للمجاور فيهم   والمرملات اذا تطاول عامها

(ترجمہ) اور وہ اپنے پڑوسی مساکین اور بیوگان کے حق میں جبکہ بسبب مصیبت و قحط وغیرہ کے ان کے دن دراز اور شدید ہو جائیں اپنی جود و سخا کی وجہ سے ایسے ہیں جیسے موسم بہار کا پانی زمین کے حق میں۔

یعنی جیسے موسم بہار کے پانی سے مرجھائے ہوئے دھوپ کے ستائے ہوئے مظلوم پودے ہرے بھرے اور زندہ ہو جاتے ہیں اسی طرح ہماری قوم کے آدمی مظلوموں اور بیکسوں کی دستگیری کا باعث ہوتے ہیں کیا اعلیٰ تخیل اور عمدہ مضمون ہے۔

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ کوئی عرب مسافر اپنی جائے قیام سے دور کسی خانہ بدوش عرب کے خیمہ میں شب باش ہوا اس خیمہ میں صرف ایک تیرہ چودہ سالہ لڑکی تھی جو فرائض مہمانداری ادا کر رہی تھی اس نے مسافر سے پوچھا کہ آپ کس قبیلہ سے ہیں اس نے اپنے قبیلہ کا نام بتلایا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس قبیلہ اور لڑکی کے قبیلہ سے دشمنی تھی۔ لڑکی نے یہ معلوم کرکے جھٹ ایک شعر اس قبیلہ کی ہجو میں کہہ ڈالا مسافر سنکر حیران اور نادم ہو گیا اور کہا میں نے بھول کر اپنے قبیلہ کا یہ نام بتلایا ہے حالانکہ میں فلاں قبیلہ سے ہوں یہ سنکر اس لڑکی نے اس قبیلہ کی ہجو میں بھی ایک گرم گرم شعر سنا دیا غرض یہ کہ مسافر شرمندہ ہوا اور نادم ہو ہو کر اپنے قبیلہ کے نام بدلتا رہا اور وہ سب کی ہجو میں شعر کہتی رہی حتیٰ کہ اس لڑکی نے عرب کے تمام قبیلوں کی ہجو میں اشعار کہہ ڈالے اس واقعہ سے عرب کی زباندانی اور قادر الکلامی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

عرب کی ادب شناسی

جہاں عرب میں شاعری کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور زباندانوں کی کثرت تھی وہاں شعراء کی داد فصاحت دینے والوں، قدر افزائی کرنے والوں، ادب شناسوں اور ذوق استادوں کی بھی کمی نہ تھی۔ عمرو بن مرثد ایک امرا سردار نے جب طرفہ بکری شاعر کے یہ دو بیت سنے ؎

فلو شاء ربي لكنت عمرو بن مرثد   ولو شاء ربي لكنت قيس بن خالد

(ترجمہ) سو اگر میرا پروردگار چاہتا تو میں مثل عمرو بن مرثد اور قیس بن خالد کے کثیر الاولاد و اموال ہو جاتا۔

فاصبحت ذا مال كثير وزارني   بنون كرام سادة لمسود

میں بڑا مالدار ہوتا میں اس دولتمند بنایا سردار ہوتا اور میرے سلام کو میرے بیٹے حاضر ہوتے۔"

عمرو بن مرثد نے یہ بیت سنکر اپنے دسوں بیٹوں اور طرفہ کو بلایا اور کہا کہ بھائی بیٹے تو خدا تجکو بھی عطا کر سکتا ہے البتہ میں یہ کر سکتا ہوں کہ تجھکو اپنے موافق مالدار کر دوں یہ کہکر اپنے دسوں بیٹوں کو حکم دیا کہ ہر ایک اپنے مال کا عشر یعنی دسواں حصہ طرفہ کو دیدیوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مالدار ہو گیا۔

لبید بن ربیعہ عامری کا ایک شعر ہے

وجاول السیول عن الطلول کانھا
زبر تجد متونھا اقلامھا

(ترجمہ) اور متواتر سیلابوں نے ان کھنڈروں کو جو بسبب تیز ہواؤں کے مٹی میں دب گئے تھے ظاہر کر دیا۔ سو وہ کھنڈر گویا ایسی کتابیں ہیں جن کے مٹے ہوئے حرفوں کو ان کے قلموں نے دوبارہ اجال دیا ہے۔"

جس وقت فرزدق شاعر نے یہ شعر سنا تو سجدے میں گر پڑا لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ تم سجدات قرآن کو خوب جانتے ہو اور میں سجدۂ شعر کو خوب پہچانتا ہوں۔

دیگر خرابیاں

تجارت میں مکر و دغا اور دھوکہ بازی وغیرہ عیب عام تھے رہزنی اور ڈاکہ ڈالنے میں بیباک اور بیحد مشتاق تھے کسی تنہا مسافر کو پاتے تو اس کا مال چھین لیتے تھے اور اس کو غلام بنا کر بیچ ڈالتے تھے راستے میں کنوؤں کو اس خیال سے گھاس میں چھپا دیتے تھے کہ مسافروں کو پانی نہ ملے اور وہ پیاس سے تڑپ کر مرجائیں اور ان کا مال ہاتھ آجائے اور چوری بھی ان کا ایک ذریعہ معاش تھا۔

تکبر اور خودنمائی کے مرض نے ان کو اس درجہ خود بیں اور خود سر بنا دیا تھا کہ کسی کو اپنا ہمسر ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے انبیا و رسل کو جھٹلاتے اور ہادیان برحق کی تعلیمات کا مضحکہ اڑاتے رہے اور احکام الٰہی سے منہ موڑتے رہے۔

مرنے کی رسمیں مثلاً کھسوٹنا۔ بال نوچنا۔ ہائے وائے کرنا۔ سر پر خاک ڈالنا اور عورتوں کا بال کھولے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلنا وغیرہ قریب قریب وہی تھیں جو ہندوستان میں ہنود اور بعض جاہل مسلمان گھرانوں میں پائی جاتی ہیں۔ تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں اور برسی وغیرہ رسوم بھی عرب میں رائج تھیں جن کا وجود آج تک مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے اگرچہ فرق ہے تو محض اتنا کہ ان بیہودہ رسموں کو اسلامی رنگ دیدیا گیا اور ذرا شائستہ صورت بنالی گئی۔

حیرانی اور تعجب ہے کہ عرب جاہلیت کی ماتمی رسوم مسلمانوں میں کیونکر آگئیں حالانکہ اسلامی تعلیمات نے ان کا کاملاً استیصال کر دیا تھا اس کی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نظر نہیں آتی کہ جہالت اور لاعلمی کے سبب سے ان کے قلوب میں اسلامی تعلیمات نے گھر نہیں کیا۔

دختر کشی کی ظالمانہ اور وحشیانہ رسم سب سے زیادہ رائج تھی اس سنگدلانہ فعل پر فخر کیا جاتا تھا اس کو خاندانی شرافت و عزت اور خودداری سمجھا جاتا تھا آہ وہ کیا خوفناک اور بھیانک سین ہوتا تھا کہ جب لڑکی چار پانچ سال کی ہوتی اور اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے والدین کو بھاتی تو ظالم باپ پہلے سے ایک گڑھا کھود آتا اور اس کو نہلا دھلا کر اور بنا سنوار کر بیچارا اور گڑھے میں دھکا دیدیتا اور اگر وہ چیختی چلاتی اور شفقت پدری سے استمداد کرتی تو اوپر سے پتھر مارے جاتے اور ہمیشہ کے لئے اس معصوم ہستی کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔

جوا کھیلنے کا عیب بھی ان میں حد سے زیادہ تھا جو ازلام کے ذریعہ کھیلا جاتا تھا جو ایک خاص قسم کے تیر ہوتے تھے۔ ان کی تعداد دس تھی جن کے نام یہ ہیں (۱) فذ (۲) توام (۳) رقیب (۴) نافس (۵) حلس (۶) مسبل (۷) معلی (۸) نسیح (۹) منیح (۱۰) وغد۔

طریقہ یہ تھا کہ دس مالدار لوگ موٹی موٹی بکریاں مول لیتے اور ان کو ذبح کر کے اٹھائیس حصے کرتے تمام تیروں کو ایک ترکش میں کسی ایک شخص کے ہاتھ میں دیدیتے وہ ایک ایک تیر نکال کر ایک شخص کے ہاتھ میں دیتا جاتا جو تیر جس شخص کے پاس آتا اسی کے موافق اس کو حصہ مل جاتا پچھلے تین تیر جن کے ہاتھ میں آتے وہ تینوں محروم رہتے۔ جوا خاص کعبہ کے اندر "ہبل" کے سامنے کھیلا جاتا تھا۔ ایک طریقہ قمار بازی کا یہ تھا کہ تھوڑا سا ریت جمع کر کے کوئی چیز اس میں چھپا دیتے اس کے بعد اس ریت کی دو ڈھیریاں کر دیتے اور دریافت کرتے کہ بتاؤ وہ چیز کونسی ڈھیری میں ہے۔ جو شخص ٹھیک بتا دیتا وہ جیت جاتا اور جو غلط بتاتا وہ ہار جاتا۔

توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی

جنوں بھوتوں۔ دیوں اور پریوں کے بھی قائل تھے ان کا اعتقاد تھا کہ پریاں انسانی مردوں پر عاشق ہوجاتی ہیں اور جن انسانی عورتوں سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں جنوں کو وہ غیر مرئی مخلوق سمجھتے مگر ساتھ ہی یقین رکھتے تھے کہ مجردات اور مادیات سے مل کر اولاد پیدا ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ جرہم انسان اور فرشتے کے تناسل سے پیدا ہوا تھا۔ یہی عقیدہ ان کا شہر سبا کی ملکہ بلقیس کی نسبت تھا۔ عمر بن یربوع کی نسبت ان کا خیال تھا کہ آدمی اور غول بیابانی کے تناسل سے پیدا ہوا تھا جس اونٹنی کے پانچ بچے پیدا ہوچکے ہوں اور پانچواں نر ہو اس کو بحیرہ کہتے ہیں اور اس کا کان چھید کر چھوڑ دیتے تھے وہ جہاں چاہے چرتی پھرے کوئی اس سے تعرض نہ کرتا تھا اگر بھیڑ کے نر بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بتوں پر چڑھا دیتے تھے مادہ ہوتا تو اپنے لئے رکھتے اور اگر دو بچے نر و مادہ پیدا ہوتے تو نر کو قربانی نہیں کرتے اس کا نام وصیلہ ہوتا تھا۔ جس نر اونٹ کی جفتی سے دس بچے پیدا ہوچکتے اس کی بڑی عزت کرتے نہ اس پر بوجھ لادتے نہ خود سواری کرتے تھے سانڈ کی طرح آزاد چھوڑ دیتے تھے اس کا نام حام ہوتا تھا بتوں کے سامنے یا بتخانوں کی ڈیوڑھی پر تین تیر رکھے رہتے تھے ان کو ازلام کہتے تھے ایک تیر پر لا اور دوسرے پر نعم لکھا ہوتا یہ تیر ایک ترکش میں ہوتے جب کوئی خاص اور اہم کام درپیش ہوتا تو جاتے اور ترکش میں سے ایک تیر نکالتے اگر لا والا تیر نکل آتا تو اس کام سے باز رہتے نعم والا نکلتا تو اجازت سمجھتے خالی تیر نکلتا تو پھر دوبارہ تیر نکالتے یہانتک کہ لا یا نعم میں سے کوئی ایک تیر نکل آتا۔

اَتَم ایک قسم کا درخت ہے جب کہیں سفر میں جانے کو جاتے وقت اتم کی کسی باریک شاخ میں گرہ لگا جاتے سفر سے واپس آکر دیکھتے کہ اس شاخ میں گرہ لگی ہوئی ہے یا کھل گئی ہے اگر گرہ لگی ہوئی دیکھتے تو سمجھتے ہماری بیوی پاکدامن رہی ہے اگر کھلی ہوئی دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ ہماری بیوی نے ہماری غیر موجودگی میں زنا و بدکاری کی ہے جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کی اونٹنی کو اس کی قبر کے پاس باندھ کر اس کی آنکھیں بند کر دیتے یہانتک کہ وہ مرجاتی۔ یا اس اونٹنی کے سر کو اس کی پشت کی جانب کھینچ کر سینہ کے قریب لاکر باندھ دیتے اور اسی حالت میں چھوڑ دیتے یہانتک کہ وہ مرجاتی یہ کام ان کے عقیدہ کے موافق اس لئے کیا جاتا تھا کہ مرنے کے بعد جب یہ شخص قبر سے اٹھیگا تو اس اونٹنی پر سوار ہوگا اور جب کوئی شخص کسی بستی میں جائے اور وہاں کی وبا کا خوف ہو تو چاہیئے کہ اس بستی کے

دروازے پر کھڑا ہو کر خوب زور سے گدھے کی سی آوازیں نکالے تاکہ وبا سے محفوظ رہے۔ جب کسی کے پاس ایک ہزار سے زیادہ اونٹ ہوجاتے تو جوان میں سانڈ ہوتا اس کی

مولوی

سرکار رسالت کا نذرانہ

مرتبہ - عبدالحمید خان

دعاء

شب بہار گدایان بے نیاز ترا — بہ بارگاہ خدائے اگر گذر افتد
بود کہ باہمہ جبروت ملتفت گردد — بود کہ جانب ما ہم گہے نظر افتد
بگویمش و بصد شور التجا گویم — چہ گویمش؟ سخنے حرفے از دعا گویم
ہمیں کہ اے شہ شاہنشہان بے ہمتا — خدائے این شب پر بہار ہستی زا
بہ سطوتے کہ تو داری بہ ہیبتے کہ ترا — بایں حجاب تو دانند ظاہر و پیدا
چنیں بناز کہ پیش تو التجا بکنم — بوقت کرب و بلا ہم خدا خدا بکنم

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد

JAN/1.30

مولود شریف کی مجلسیں

(از جناب مولوی محمد شفیق صاحب ظفر گرداری)

اس مجلس میلاد سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ایک جگہ چند آدمی جمع ہو کر ولادت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کریں اور سنیں اور اسی کے ساتھ آنحضرت کی سیرت مبارک پر غور کریں کہ اس سے بہتر درس اخلاق ایک مسلمان کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتا پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ مجلس ایسے متبرک مقاصد کے لئے منعقد کی جاتی ہے تو اس کو بدعت و ناجائز کیوں کہا جاتا ہے وہ علماء جو ان محافل کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور ان کے انعقاد کو بدعت خیال کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ سیرت مبارک کے ذکر کو ہرگز برا نہیں سمجھ سکتے یا کسی مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب سے انکار اور نہ مجالس میں ان کے ذکر کرنے سے کوئی عذر ہو سکتا ہے بلکہ ان فضائل و مناقب کے ذکر سے تو بموجب عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ رحمت الٰہی کا نزول ہوگا یہ کوئی ضروری نہیں کہ فلاں تاریخ مخصوص ماہ متعین ہی میں ہو بلکہ بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن اور ہر دن کے چوبیس گھنٹوں میں جب کوئی چاہے کسی با خدا عالم یا اکثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل خود سنے اور لوگوں کو بھی سنوائے اس لئے یقیناً اس کے اسباب کچھ اور ہوں گے جن کی بنا پر ایسا حکم لگایا جاتا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس پر غور کریں اور مجلس میلاد کے تمام ضروری پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہوئے خود انصاف سے کام لیں کہ آیا وہ بدعت ہے یا نہیں عقل سلیم اسے جائز قرار دے سکتی ہے یا نہیں سب سے پہلے موجودہ طرز عمل کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا ہے ہندوستان کا ہر شخص آگاہ ہے کہ جب محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے تو پہلے تعین وقت اور روز کی اطلاع پبلک کو دی جاتی ہے جب وقت معینہ پر سب آدمی جمع ہو جاتے ہیں تو ذکر خیر شروع ہوتا ہے ذکر کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ مجمع کے وسط میں ایک چوکی پر صاف و ستھرا فرش بچھا دیا جاتا ہے اس کے قریب ہی خوشبو سلگائی جاتی ہے اور میلاد خوانوں کا گروہ جس میں کم از کم تین آدمی ہوتے ہیں ایک چوکی پر جلوہ افروز ہوتا ہے سب سے پہلے … بیان کی … ابتدا … سے آغاز ہوتا ہے اس کے بعد کوئی کتاب … کی حمد و نعت میں غزل گائی جاتی ہے اور اس نغمہ سرائی میں … میلاد خواں … کے حاضرین … ہوتے ہیں اور مطلقاً … بازیوں سے انہیں شرم نہیں آتی … ہوتے ہیں اس کے بعد روایات شروع کی جاتی ہیں جس میں تخلیق … آسمان … عالم ارواح … نور محمدی وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت کی ولادت کے ذکر کا وقت آتا ہے اس وقت لوگ مؤدب کھڑے ہو جاتے ہیں اور عام طور سے اس وقت کوئی نظم نعت میں لحن کے ساتھ پڑھی جاتی ہے پھر مختصر آپ کے عالم طفولیت کا ذکر نشو و نما کے حالات مبعوث ہونے کی کیفیت نزول وحی کا حال اور معراج وغیرہ کا بیان ہوتا ہے بظاہر ان تمام باتوں میں کوئی امر خلاف مصلحت یا خلاف شریعت نظر نہیں آتا۔

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کوئی بات حقیقی مقصود کو پورا نہیں کرتی اول تو جو کتابیں ذکر میلاد کے لئے منتخب کی جاتی ہیں وہ اس قدر معمولی اس درجہ لغو روایات و حکایات سے مملو کہ ان کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرنا ہی اس ذات مقدس کی سخت توہین ہے دوسرے نغمہ سرائی وغیرہ اور نعتیہ کلام کے بعض عامیانہ انداز بیان سے اس محفل کو ایسی نوعیت دے دی جاتی ہے کہ اسے مجلس میلاد مبارک تو کہہ نہیں سکتے ہاں اور جو جی میں آئے اس کا نام رکھ لیجئے۔ الغرض عام طور پر جو محفل میلاد کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں ان میں بڑی خرابی تو ان کتابوں کی ہے جو پڑھی جاتی ہیں اس لئے سب سے پہلے لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور ان معمولی کتابوں کی روایتوں پر بھول کر بھی اعتماد نہ کرنا چاہئے مولانا شبلی کی سیرۃ النبی یا نشر الطیب تاریخ حبیب اللہ یا ایک اور کتاب رحمۃ للعالمین اردو کی معتبر تصانیف اسی باب میں ہیں ان کو پڑھنا پڑھوانا چاہئے اسی کے ساتھ ساتھ نعتیہ غزل کی بھی ضرورت سمجھی جاتی ہے حالانکہ وہ بالکل بے معنی ہے رسول اللہ کے حالات کے ساتھ ایسی نظمیں کو پڑھے بغیر محفل میلاد کی سیدگی کو کبھی تام نہیں کہا جا سکتا تو پھر لازم ہے کہ خاص طور پر اس کا اہتمام کرتے ہوئے صحیح معنی میں نعتیہ کلام پیش کیا جائے کیونکہ عموماً مجلس میلاد میں خوش الحان نعت خوانوں کو بلایا جاتا ہے جن میں اکثر بے نمازی ڈاڑھی منڈے نشہ کا استعمال کرنے والے سود کھانے والے اور احکام شرعی سے بھی بالکل ناآشنا ہوتے ہیں عملی طور پر جن کے دلوں میں شریعت کے احکام کی کوئی عزت معلوم نہیں ہوتی لیکن محض خوش الحانی کے لحاظ سے انہیں دعوت دیکر ان کو زیب مجلس یا در صدر محفل بنایا جاتا ہے۔ تو نعتیہ کلام جسے کہ عام طور پر رواج ہوگیا ہے لیکن وہ اس قدر خفیف اس درجہ ذلیل اور ایسا شرمناک کہ کوئی سنجیدہ اور صحیح الذوق شخص ان کا دیکھنا یا پڑھنا گوارا نہیں کر سکتا دہی سیا تشبیہات دہی صوفیانہ جذبات وہی پست و ادنیٰ خیالات جو عام شعراء کی غزلوں میں پائے جاتے ہیں ان میں بھی ہوتے ہیں اللہ و رسول اللہ کیا تھے اسی انداز و طرز بیان میں اظہار محبت کیا جاتا ہے جیسا کہ دنیا میں دوسرے معشوقوں کے ساتھ اب آپ غور فرمائیے کہ مذہب کی توہین اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ بعض اوقات تو ایسی نظمیں پڑھی جاتی ہیں جن سے شریعت اسلامیہ کے اصولی احکام پر بھی زد پڑتی ہے بطور نمونہ مروجہ نعتوں سے کہ دو ایک شعر ملاحظہ فرمائیے ؎

شریعت کا ڈر ہے نہیں تو میں کہدوں … خدا خود رسول خدا بن کے آیا
بے پسلیں خاطر صورت پیراہن یوسف … محمد کو جو بھیجا حق نے سایہ رکھ لیا تنکی
طواف کعبہ مشتاق زیارت کو بہانہ ہے … کوئی ڈھب چاہیئے آخر رقیبوں کی خوشامد کا
وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر … اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفے ہو کر

اس کے علاوہ بیجا آرائش اور روشنی وغیرہ کرنے میں بھی اسراف اور فضول

خرچی سے کام لیا جاتا ہے اور بجائے ثواب وعید شدید ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین کے مصداق بنتے ہیں۔

یہ بھی ہوتی آئی ہے کہ میلاد شریف کے ختم ہونے پر شیرینی ضرور تقسیم ہونی چاہیئے جو چنداں مضائقہ اور قابل گرفت نہیں لیکن عوام نے اس کو اس قدر ضروری اور واجب سمجھ رکھا ہے کہ اگر کسی نے اس کے خلاف کیا تو اس کو تیر ملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس سے اور خرابیوں کے سوا انعقاد محفل میلاد کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔ یہ حرکت صاف کہہ رہی ہے کہ اگر محفل میلاد میں شیرینی تقسیم نہ ہو تو سامعین بھی ہرگز دو قدم چلنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں کیونکہ عوام کو ذکر خیر سننے یا ثواب حاصل کرنے نہیں آتے مٹھائی کی طمع ان کو جوق جوق کھینچ لاتی ہے بلکہ اس رواج نے تو یہاں تک زور پکڑا ہے کہ امیر تو اپنی نام آوری اور دوسروں کی نکتہ چینی کی دہشت سے شیرینی مہیا کر لینے کے بعد بمشکل پڑ کر انعقاد محفل مبارک سے محروم رہتے ہیں اور بیچارے غریب اپنی غربت کے مارے معمولی مٹھائی بھی بہم نہ پہنچا سکنے پر محفل میلاد کے انعقاد میں سبقت ہی نہیں کرتے اور [illegible] ان کی یہ حسرت کہ ہمارا گھر بھی ایک دن ذکر مبارک سے منور ہو پوری ہوتی ہے خیال کیجئے اگلے زمانے کے لوگ کیسے صدق و عقیدت اور خلوص نیت والے تھے کہ اگر گھر میں کچھ موجود نہ ہوتا تو چنے ہی تقسیم کر دیتے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی کا قصہ مشہور و معروف ہے آپ اگر [illegible] میلاد شریف ہونے والی ہوتی ہے تو [illegible] بالا وجود کی بنا پر [illegible] نہیں ہوتی جس سے ہر شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسی حالت میں [illegible] خسارہ کس قدر ہوتا ہے اور کتنے بیچاروں کی آرزوئیں [illegible] دل ہی دل میں گھٹ گھٹ کر فوت ہو جاتی ہوں گی اگر کوئی اسلام کا سچا خادم ان بدعات اور خلاف شریعت رسومات کے انسداد کی سعی کرتا ہے تو اس کے سر طرح طرح کے اتہامات تھوپے جاتے ہیں بلکہ اس کے خلاف عام طور پر یہ پروپگنڈا پھیلایا جاتا ہے کہ دراصل یہ رسول اللہ صلعم کا دشمن ہے اور آپ کے ذکر خیر سے چڑتا ہے۔ ع برین عقل و ہمت بباید گریست۔

حالانکہ ذکر میلاد کا حقیقی مقصود یہ ہے کہ لوگ رسول اللہ صلعم کی زندگی کے کارناموں سے واقف ہو کر خود بھی اس کی پیروی کی کوشش کریں اسی لئے ارشاد خداوندی ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ آپ کا [illegible] لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے آپ کا عام اخلاق صبر و تحمل۔ عزم و استقلال لطف و کرم۔ اسلوب معاشرت اور طرز تمدن وغیرہ لوگوں کو سمجھایا جائے جو ترقی کا حقیقی راز ہے چنانچہ ذکر میلاد کی عمدہ ترین تدبیر یہ ہے کہ کسی مستند عالم کو جو واعظ پیشہ نہ ہو دعوت دی جائے اور وہ نہایت سادہ اور پر اثر انداز میں لوگوں کو ذکر مبارک سنائے اگر کوئی ایسا عالم مل جائے جو صاحب دل اور اہل باطن بھی ہے تو کیا کہنا لیکن اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو پھر کوئی معتبر کتاب پڑھ کر سنا دی جائے۔ بحمد اللہ بعض مقامات میں تو اس کا احساس ہو رہا ہے اور رفتہ رفتہ رسم میلاد قدیم انداز کی ترک کی جاتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ہندوستان صدیوں سے قائم شدہ رسم یک دفعتہ نہیں اٹھ سکتا اور ابھی اس کے پوری اصلاح ہونے کے لئے زمانہ درکار ہے لیکن اگر پھر بھی ہر شہر ہر محلہ اور ہر گاؤں کے تعلیم یافتہ اور با اثر لوگ عوام کو حقیقت سے آگاہ کرنے میں [illegible] نوبت جلد یہ بدعت [illegible] دور ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں آجکل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہو رہا ہے جس سے طرح طرح کی برائیاں اور دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ خواص کا وقت اور عوام کا دین الگ ضائع ہو رہا ہے منجملہ ان کے ایک مسئلہ قیام میلاد شریف کا بھی ہے جو ایک مسئلہ مختلف فیہا ہے اور ہر فریق کے پاس [illegible] دلائل بھی موجود ہیں قوت و ضعف کا فرق ہو یہ اور بات ہے لیکن خواص کا تو یہ فرض ہے کہ جو ان کی تحقیق ہو اس پر عمل کریں اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں تنفر و تحقیر کی نگاہ سے اس کو نہ دیکھیں اس کی تضلیل و تذلیل نہ کریں بلکہ باہم صاحب سلامت اور ملاقات و محبت کے رسوم جاری رکھیں اگر مانعین قیام مجوزین قیام کی محفل میں شریک ہوں تو بہتر ہے کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنہ کے برپا ہونے کا احتمال نہ ہو اگر قیام ہو تو مانعین قیام کو بھی لازم ہے کہ اس وقت مقتضائے آداب مجلس قیام میں شرکت کریں علی ہذا القیاس اس کے برعکس صورت میں مجوزین قیام بھی [illegible] اور طریقہ مد نظر رکھیں غرض فتنہ و فساد سے بچیں اور عوام کو چاہیئے کہ جس عالم کو وہ متدین و محقق سمجھیں اس کی پیروی کریں دوسرے فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسری جماعت کے علماء کی شان میں گستاخی ان کا چھوٹا منہ بڑی بات ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہو جاتے ہیں لہذا ایسی حرکت نہ ہو جس سے گناہ تو بھی نہ نکلے اور دونوں جہاں میں رسوائی بھی ہو کیونکہ نفس قیام میلاد شریف نہ فرض و واجب ہے نہ سنت [illegible] بلکہ مستحبات سے ہے تو اس کا عامل مستحق ثواب ہے اور تارک مستحق عذاب نہیں

فاحفظ منفعه ان شاء الله

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کو حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے سبقوں کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ہر ایک سبق میں کوئی بات ایسی نہیں جس کا تعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے

مرقاۃ العربیہ

مرقاۃ العربیہ سے عربی ہر آدمی استاد کے بغیر سیکھ سکتا ہے

غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے ابتدائی عربی سیکھنے والے طالبعلموں کے لئے بہترین کتاب ہے جس کا اندازہ دیکھنے ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

قیمت ہر حصہ ۸ محصولڈاک علاوہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ظہورِ قدسی

(جناب اکمل میلادی)

چمنستانِ دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں چرخِ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزمِ عالم اس سر و سامان سے سجائی ہے کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں سپہرِ کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے سیارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لئے نیلگوں [illegible] کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضا و قدر کی بزم آرائیاں عناصر کی جدت طرازیاں ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں ابر و باد کی تیز دستیاں عالمِ قدس کے انفاس پاک معجز طراز سے موتی جاں نوازی [illegible] سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں ارز شاہنشاہ کونین کے دربار میں کام آ سکیں گے آج کی صبح وہ صبح جاں نواز ہے وہی ساعت ہمایوں ہے وہی روز فرخ فال ہے جو ارباب سیر اپنے [illegible] پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوانِ کسریٰ سے چودہ کنگرے گر گئے آتش کدہ فارس بجھ گیا دریائے ساوہ خشک ہو گیا سچ تو یہ ہے کہ ایوان کسریٰ کی نہیں سلطنت عجم شوکت روم اور شاہان یمن کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتش فارس نہیں بلکہ عجم کے آتشکدہ کفر آزرکدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے [illegible] خاک اڑنے لگی۔ شاہ سے خاک میں مل گئے شیرازہ مجوسیت نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے بکھر گئے۔ رات لیلۃ القدر سے بڑھ گئی [illegible] من الف شہر [illegible] ساری دنیا میں تجلی کی موجیں [illegible] من کل امر سلام [illegible] تنزل الملئکۃ والروح فیھا [illegible] شروع ازل سے حوریں [illegible] کھڑی ہوئیں اور حتیٰ مطلع الفجر کی میعادی اجازت نے فرشتگان مقرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دی۔ ستارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہو گئے چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو نوری سنہری چادر سے ڈھک دیا آسمان کی گھومنے والی کمانی آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئی گردش نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں گویا کارخانۂ قدرت کسی مہمان مقدس کا خیر مقدم کرنے کو ایک منٹ کے لئے بالکل خاموش ہو گیا اس کے بعد دو منٹ تک جس کے لئے سارے انتظامات تھے فرشتوں کے پرے آسمانوں سے پھر سے آسمانوں سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے ہر گوشے میں ایک انقلاب پیدا پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا ہاتف غیب نے منادی دی کہ افضل البشر اور خاتم الانبیاء سرور عالم عدم سے عالم وجود میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا میں نے شام سے کیسا انتظار کیا ہے اس لئے اس گوہر رسالت کو میرے دامن پر ڈال دے۔ دن نے کہا میرا رتبہ رات سے بڑا ہے مجھے کیوں محروم رکھا جاتا ہے۔ دونوں کی حسرتیں قابل نوازش نظر آئیں کچھ حصہ دن کا کچھ حصہ رات کا لیا اور نور کے تڑکے سہانے وقت نورِ علیٰ نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دستِ قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل بے بہا رکھ دیا جس کے ایک سرمدی جلوے سے دنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور روشن ہو گئے توحید کا غلغلہ اٹھا سرزمین حجاز جلوہ حقیقت سے سرسبز ہو گئی چمنستان سعادت میں بہار آگئی آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں دنیائے غیر متحرک جو سرورِ تشریف سے جمود و کیف میں تھی یکدم متحرک نظر آنے لگی اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا یعنی واقعہ اصحاب الفیل کے ۵۵ دن بعد موسم بہار میں بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل سنہ [illegible] موافق [illegible] سمت [illegible] بکرمی کو ہاشم کے گھرانے میں عبدالمطلب کے خاندان میں اور مکہ کے ایک محلہ مکان میں بطن [illegible] عبداللہ [illegible] آمنہ [illegible] کائنات فخر موجودات محبوب خالق کونین شہنشاہ دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ خانہ کعبہ کی دیواروں میں رخصت جاء الحق وزھق الباطل سبحان اللہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کس قدر مبارک تھی جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا دن کس قدر متبرک تھا جس میں حضور نے نزول اجلال فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک
ہیں [illegible] محمد — ہیں عالی نسب محمد — ہیں فخر عرب محمد — ہیں الا حبیب محمد
سرور انبیاء ہو — رحمۃ للعالمین ہو — تاجدار مرسلین — اور شفیع المذنبین
محبوب رب اکبر — صاحب شفیع و کوثر — کون و مکاں کے سرور — شفیع روز محشر
شمع حرم ہدایت — جلوہ نیرنگ قدرت — باعث الحمد [illegible] — دافع شر و ضلالت
معدن بذل عطا ہو — مخزن جود و سخا ہو — واقف سر خدا ہو — جان و دل تم پر فدا
رہنمائے ہر دو عالم — زبدہ اولاد آدم — سارے نبیوں میں مکرم — ہو وارث خلق اعظم

اکمل خستہ تمہارا — پھر رہا ہے مارا مارا
ہے نہیں در در کی گو — تو خبر اس کی خدارا

ہوا ہے اے مسلمانو وہ شاہ دو سرا پیدا — خدا نے جس کی خاطر سے کئے ارض و سما پیدا
ہوئی کافور ظلمت کفر کی دم بھر میں بتائے — ہوا جب مطلع امکاں میں وہ نور خدا پیدا
مسلمانوں میں شادی کافروں میں شور ماتم تھا — ہوا جب مطلع [illegible] ہادی نور ہدا پیدا
غریق بحر عصیاں کیوں اترائیں بقدر کے — ہوا تفضل خدا سے شافع روز جزا پیدا
اٹھو تعظیم کو سر دم ہے پاس ادب لیں — ہوئے سلطان جن و انس کا بل وفا پیدا
یہاں تک دشمنوں نے بھی تو آخر [illegible] — نہ ہو گا کفر [illegible] معجز نما پیدا

نہیں آیا ہے ہرگز کوئی ایسی شان و شوکت کا
ہوئے ہیں یوں تو اے اکمل ہزاروں انبیا پیدا

درود مسعود

(مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ العالی)
(از آمنہ کا لال)

آج اس دربار کی حاضری ہے جس کے بوریہ نشین شہنشاہ نے فقیروں کو بادشاہ بنا دیا جس کی مبارک زندگی انسانیت کی تفسیر کر گئی جس کی چشم کرم اپنے ساتھیوں کو مالا مال کر رہی تھی جس کا دست شفقت یتیموں کا والی اور بیکسوں کا سہارا تھا اور جو دردمند دلوں کا یار اور اپاہجوں کی تسکین تھا۔

دنیا کے بہترین انسان! تاریخ تیری پاک زندگی کو [illegible] سجدہ کر رہی ہے آسمان کا ہر گوشہ تیرے احسانات کا گواہ ہے اور زمین کا ہر ذرہ تیری الفت کے گیت گانے میں مشغول ہے کائنات تیرے نام کی تسبیح پڑھ رہی ہے اور ملائکہ تیری خدمت میں درود بھیج رہے ہیں۔ درود تجھ پر اور تیرے آل پر [illegible] [illegible] تیرے دربار کی چیری تھی [illegible] تیرے [illegible] [illegible] شجاعت تیرے پاؤں میں [illegible] تیرے [illegible] تیرے [illegible] کامیاب تھے اور [illegible] تیری مقدس زندگی نے [illegible] دنیا کو زندگی کے معنی بتا دیئے اور [illegible] کی [illegible] تیرے [illegible] کے [illegible] تیرے [illegible] بلند ہو رہی ہیں [illegible] درود تجھ پر اور تیرے اہلبیت پر [illegible]

[illegible] سے [illegible] کرنے والے رسول [illegible] [illegible] تیرے [illegible] جہاں آتا ہے [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تیرے پاک [illegible] تیری مقدس صورت کے [illegible] تیرے [illegible] کے غلام تیری [illegible] [illegible] تیرے [illegible] [illegible] کے صداقت [illegible] تیری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تیری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] دی۔

(صلو علی النبی واصحابہ الکبار)

دنیا دین [illegible] [illegible] [illegible] کی خاک پاک [illegible] [illegible] آج بھی روز [illegible] نکلنے والا آفتاب اور ہر رات کی طلوع ہونے والا قمر تیرے [illegible] کا ڈنکا بجا رہا ہے [illegible] کی روشنی اور شب ماہ کی چادریں تیری رسالت کا اعتراف کرتی ہیں۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے تیری زندگی پر مرحبا کے نعرے بلند کرتے ہیں اور قمری کی کوکو اور بلبل کا نغمہ تیرے گن گا رہا ہے

(درود تجھ پر اور تیرے دادا ابراہیم پر)

اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر دوسروں کا پیٹ بھرنے والے مولا! [illegible] کے [illegible] کو بھوکا رکھ کر غیروں کو کھلا دینے والے آقا! دشمنوں سے محبت اور غیروں سے شفقت کرنے والے مالک! تکلیف میں صبر اور راحت میں شکر کرنے والے انسان! دکھ کو سکھ اور مصیبت کو راحت سمجھنے والے رسول! خاطی کی خطا سے درگذر اور گنہگار کو بخش دینے

اے پیغمبر! مطلب کے پوتے آمنہ کے لال تو ماں کی [illegible] جس کی ثانی پیدا نہ کر سکی۔ تو جس کی نظیر چشم فلک نہ دیکھ سکا۔ کارخانہ حیات میں دنیا کے گورکھ دھندے میں بے مثل تھا اور بے نظیر تھا

رحم ہو ہم پر ہمارے آقا کرم ہو ہم پر ہمارے مولا
قبول فرما [illegible] درود آقا ہمارے مولا ہمارے آقا

حضرت ابراہیم کی دُعا

جب ارض حجاز کا ذرہ ذرہ غرق بت پرستی میں ہو رہا تھا اور کائنات کا وہ اولو العزم انسان جو ابراہیم کے نام سے دنیا میں نمودار ہوا اپنی [illegible] کا بڑا حصہ ختم کرنے کے بعد زندگی کی اس منزل پر پہنچا کہ آتش نمرود اس کے جلانے کے واسطے روشن ہوئی تو ان لوگوں کے سوا جن کے پتھر دل ابراہیمی [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] میں ایک تہلکہ مچ گیا زمین [illegible] آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور آسمان پلک پلک کر [illegible] کے تماشے دیکھ رہا تھا مگر قدرت کا رخ روشن آگ کی روشنی پر مسکرا رہا تھا اور معبود حقیقی کی لازوال طاقت نمرودی انگاروں میں چمک رہی تھی بالآخر وہ نازک گھڑی آپہنچی کہ آگ غلام ابراہیم کو اپنی آغوش میں لے کر خاک کرنے بیٹھا تک کہ ملاء اعلی کی مخلوق بیکس ابراہیم کی حالت زار پر سجدہ میں گری گڑگڑا رہی تھی [illegible] [illegible] تھی گریہ و زاری بیکار رہی اور جب نمرودی [illegible] کے قریب پہنچی تو مظلوم خلیل کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے اور مرنے سے پہلے ابراہیمی [illegible] [illegible] پھول اپنے دامن میں بھرے۔

"اے الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کرنا جو ان کو تیری طرف بلائے ان کی اصلاح کرے اور سیدھا راستہ بتائے۔"

سلام سلام ہے اس ابراہیم پر جو ہمارے واسطے ایک جیتن بہا نعمت کی دعا کر گیا اور درود درود درود اس رسول پر جس نے پیدا ہو کر ہماری زندگی اور معاشرت سنواری اور دنیا و دین درست کر دیا۔

اس نیک انسان کی دعا جو خلیل کی صورت میں خدا کا پیغام بن کر خاک ہونے کے واسطے تیار تھا درگاہ رب العزت میں قبول ہوئی اور کائنات ایزدی بھی اس وقت تک منتظر رہی جب تک جسم انسانی میں اس کے ظہور کا وقت ہوا۔

یہی وہ دعا ہے جس نے کمین اور محمدی کا لقب پایا اور کسی بسکہ خالق الموجودات کی ہم نشینی کا خطاب حاصل کیا۔

ابراہیم کی دعا اس پھول کی طرح جو روز بروز ترقی کرتا ہو سدا بہار خداوندی میں لحظہ بلحظہ پھل پھول رہی تھی مخلوق فلک کی آنکھیں اس دعا پر لگی ہوئی تھیں اور دنیا کے کان اس مبارک وقت کے منتظر تھے جب اس رسول کی خبر پیدائش پردہ دنیا پر گونجے۔

عرب کی حالت

زمانہ کے اوراق وقت کے ہاتھوں میں الٹتے پلٹتے رہے، رنگ بدلا وقت گذرا، صدیاں بیتیں اور عمر کا مسافر کہیں کا کہیں پہنچا ارض مقدس کی گمراہی نے نیک بندوں کی تعمیر اٹھادی خانہ کعبہ بتوں سے پٹ گیا خدا کی پرستش صفحۂ قلب سے مٹ چکی ہر سمت سے اور ہر گھر سے ہر محلہ سے اور ہر بازار سے شرک کی صدائیں بلند ہوئیں۔

عرب کی وہ سرزمین جو انبیاء کا گہوارہ تھی جس نے بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کے قدموں کو بوسہ دیا نفس کا شکار ہو گئی قتل خونریزی کے بازار گرم ہیں اخلاق انسانی کے شاداب پھول تباہ و تاراج ہو چکے ہیں اور دنیا اس نازک گھڑی سے ہم آغوش ہے جس میں ظلم و ستم اور لوٹ مار شیوۂ انسانیت ہیں طاقتور کمزور کو فنا کر رہا ہے دولتمند مفلسوں کو ذہنی اذیت پہنچا رہا ہے تندرست بیمار کو ستا رہا ہے وبا رہا ہے اور مٹا رہا ہے عورت لونڈی اور مفلس غلام ہے انسانیت کی چیخ ہے نہ آداب کا نشان مروت ختم، محبت فنا، حیا مفقود، شرم و لحاظ الغرض زبردست کی ناانصافی اور کمزوری کی تباہی قانون اور قاعدہ بن گیا ہے جہالت و بت پرستی کا ایک دریا ہے کہ ملک کے ہر حصہ میں موجزن ہے خودغرضی و نفس پروری کا ایک طوفان ہے کہ ہر سمت سے امنڈا آرہا ہے فرقہ پرستی و نفس پرستی کا ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا ہے۔

سوچ بات ہے عورت ایک مٹی پلید ہے کہ خدا جس کا ذکر سے نوکری ہے جانور ہے ذلیل ہے حقیر ہے کیسی عزت کہاں کی۔ قدرت کس کا ترکہ کس کا ورثہ، مشورہ نہ صلاح، نکاح نہ بیاہ، وراثت جائز اور ظلم و ستم مباح، یعقوب و یوسف کی بستی والی زمین پر جہاں خلوص و صداقت کے پھول مہک چکے تھے اب گرد و غبار کی نہریں جاری ہیں اور جبر و دباؤ کے کانٹوں سے انسانیت کا گلشن ایسا پٹا ہے کہ باد صبا بھی قدم دھرتی کانپتی ہے۔ ایمان کے قمقمے گل ہوئے انصاف کی جو ذرہ سی کرن تھی سب ختم ہو گئیں اور مظلوم عورت کی رگ رگ سے مرد کے ستم کی فریادیں بلند ہونے لگیں معصوم بچیاں جیتی جاگتی اور ہنستی بولتی زمین کا پیوند ہو رہی ہیں اور کوئی اتنا نہیں کہ ان زندہ درگوروں کی خونریزی پر افسوس ہی کرے کنووں اور گڑھے گرائے ان بدنصیب بچیوں کی زندہ گڑیاں گود میں لئے ان کی بیکسی و لاچاری کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں جوان عورتیں جن کی عصمت کوئی وقعت نہیں رکھتی بے پناہ ایسا بڑھاپا نوکروں اور غلاموں کی خدمت انجام دے رہی ہیں اور اس سرے سے اس سرے تک تمام عربستان مصائب کی پوٹ اور آفات کا میدان بنا ہوا ہے۔

مظالم کی اس عالمگیر گھٹا سے جب انسانی خون کی دھواں دھار بارش شروع ہوگئی اور زمین کا ذرہ ذرہ اس میں غرق ہوگیا تو دنیا اس ہولناک کیفیت سے بلا الٰہی کے زیر جان کنی میں تڑپ رہا تھا غریب [illegible] پھاڑوں میں دم توڑ رہا تھا۔ زندگی کی آخر سسکیاں غلام کے حلق سے نکل رہی تھیں اور موت کی آرزو قلب سے باہر آرہی تھی۔

انصاف لٹ چکا تھا ایمان مٹ چکا تھا — الطاف و مہر کیسی رحم و کرم کہاں کا
مفلس کی تھی مصیبت، کمزور پٹ رہا تھا — ظالم کے بیس لبوے اندھیر مچ رہا تھا

انسانیت کے جوہر کونوں میں رو رہے تھے
رحم و کرم کے پتلے قبروں میں سو رہے تھے

الٹی چھری سے ذبح انسانیت ہوئی تھی — نفسانیت شرارت گھٹی میں پڑ گئی تھی
عیاشی و معاشی معمولی دل لگی تھی — دن رات کا جوا تھا ہر وقت مے کشی تھی

ظلم و ستم کے جھنڈے ہر سمت گڑ رہے تھے
حیوانیت کے پردے عقلوں پہ پڑ رہے تھے

مظلوم کی غلامی دوزخ کا تھا فسانہ — گردن پہ گرم لوہے کپڑا تھا اور نہ کھانا
بیوں کی تھی گواہی بازو و دست شانہ — اس ظلم پر نہ تھا اس کا لب ہلانا

یہ زندگی کے دکھڑے یہ درد یہ مصیبت
اور آنکھ کا اشارہ تھی زندگی کی قیمت

عورت کنیز بن کر دنیا میں جی رہی تھی — خون جگر کے قطرے خاموش پی رہی تھی
فطرت یہی تھی بلکہ موتوں کو سی رہی تھی — مرشہ ستے تھی وہ پر ترے لیتی رہی تھی

سمجھا اس طرح ہوا تھا آخر حرام اس کو
اور مرد بنا تھا لونڈی غلام اس کو

اندھے کنوئیں عرب کے واماں کو وہ کھرا — شاہد ہیں اس ستم کے جو لڑکیوں پہ ٹوٹا
عورت کی بھولی بھولی باتوں کی جیتی دنیا — زندہ دبیں گڑھوں میں دم تک نکرنیا لا

عورت کی ہر حقارت تھی مرد کو گوارا
گلے کا جانور تھی دانہ تھا اور نہ چارا

حضرت ابراہیم کی دعا کا ظہور

دنیا کی عمر جس وقت اس ساعت پر پہنچی جب مظالم نے عقل و ہوش کو بھلا دیئے تو فرشتوں کی نظریں جو دعائے ابراہیمی کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں سجدہ میں گریں اور الطاف رحم کی صداؤں سے آسمانی دنیا گونج اٹھی اس انسانی دعا جس نے کلیجہ کے ٹکڑے پر چھری پھیر کر عالم میں تہلکہ مچا دیا جس کی قربانی نے اس کو خلیل بنایا نورانی لباس میں عرش اعظم پر خدائی کو جگمگا رہی تھی قبولیت کا غلغلہ بلند ہو چکا تھا اور آسمانی روحیں جانتی تھیں کہ کائنات سماوی کی یہ عجیب ترین شے ہمارے پاس چند روزہ مہمان ہے آسمان و زمین کو پیدا کرنے والی ازلی و ابدی طاقت جو جلوۂ ربانی کے نام سے مشہور تھی ہر روز اپنے خلیل کی دعا کو اپنے نامعلوم ہاتھ سے سنوارتی اور صحیح دماغوں کو بتاتی کہ خدائی طاقت کا یہ بے مثل تحفہ جب ہیئت انسانی میں رونما ہوگا تو دنیا کو بتادیگا کہ انسان کی پیدائش کا مقصود کیا ہے زندگی کی ہر شاخ اعمال کے ترو تازہ پھولوں کو بوسہ دے گی صداقت دشمنوں کو قدموں میں گرائے گی خلوص کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجے گا پاک زندگی کے ذریں کارنامے دنیا کے واسطے سبق ہوں گے فضائے حیات اس کے مقدس نام کو سر آنکھوں پر رکھے گی۔ عقل سلیم ان کے سامنے خم ہوگی زمین کے مظلوم قیدی جن پر طاقت حکومت کر رہی ہے اس کی بدولت ظلم و ستم سے رہائی پائیں گے اور اس کے مبارک

ساتھ قصر حیات کی ایسی بنیاد رکھیں گے جس پر استقلال اور استحکام قربان ہوگا اور بقا و دوام کے سدا بہار پھول نثار ہوں گے۔

مظلوموں کی خاموش آہیں اور بے کسوں کے زبردست نالے عرش عظیم سے ٹکرا رہے تھے ملائکہ کی التجا آنسوؤں کے ساتھ جلوہ ایزدی میں حاضر ہوئی اور وہ مبارک ساعت قریب آئی جب ابراہیم خلیل اللہ کی اس دعا کا پردہ دنیا پر ظہور ہو۔

"الٰہی انہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے"

بارگاہ خداوندی کا حکم ہوتے ہی دعائے ابراہیمی کے زمین پر جانے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ فرشتوں نے قطار در قطار اس التجا کو رد رد کر وداع کیا اور جب وہ لمحہ آگیا کہ خدا کے مقدس فرشتے ابراہیمی دعا کو دنیوی قانون کا لباس پہنا دیں تو یہ کہ خلیل القدر کی نوخ اس نور کو کلیجہ سے لگائے خلیل کی دعا کو اس طرح دہراتی ہوئی دنیا کی طرف چلی۔

"الٰہی ان ہی میں کا ایک رسول پیدا کر جو ان کو تیری طرف بلائے"

اشیائے سادی کے سروں پر گو فراق کی مصیبت سوار تھی دل خون کے آنسو رو رہا تھا مگر دنیا کے مظالم اور مخلوق کی بےکسی و بےبسی نے زبان بند کر دی تھی اور خاموش آنکھوں کی زار و قطار لڑیوں میں اس کے سوا کوئی آواز نہ تھی۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے"

اب وہ دعا جس نے آبادی آباد کی نقشہ تو بنایا ... التجا فرشتوں کے مقدس ہاتھوں میں زمین کی طرف چلی۔ صدہا انسانی نسلیں قتل ہوئیں اور آج ایک دفعہ خدا کے پاک بندے کی التجا اور گونجی اور یہ غلغلہ بلند ہوا۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے"

زمین اپنے دورے پورے کر رہی ہے اور آسمان بستر پر جھکا رہا ہے وقت اڑ رہا ہے اور خلیل اللہ کی دعا انسانی پیکر میں تبدیل ہوتی ہوئی منزل مقصود کی طرف جا رہی ہے دنیا کی اخلاقی بربادی ... اور اس ترقی پر ہے کمزوروں کے نالوں اور مظلوموں کی فریادوں نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے شراب اور جوا، قتل اور خون، دغا اور مکر غرض نفس کی چیلیاں انسانی قالب پر کھیل رہی ہیں، عدل و کرم، ایمان و ایثار کا کوسوں پتہ نہیں اور وقت وہ ہے جس کی انسانیت جو انسانیت کو مات کر رہی ہے۔

حضور کی تشریف آوری

دنیا خواب غفلت میں بےخبر پڑی سو رہی تھی اور عالم ... کہ اس مہینہ کا چاند اپنے ساتھ کیا لایا ہے رات کے تارے اور دن کی آندھیاں کائنات کو کیا پیام دے رہے ہیں اور آسمان و زمین ایک ایسے بچہ کی پیدائش کا نقارہ بجا رہے ہیں جو عرب کے ساتھ تمام دنیا کی کایا پلٹ دے گا۔

پانچویں عیسوی صدی نے اپنی مسافت کے بہتر منزلیں طے کر لی تھیں سنہ ۵۷۱ء کا موسم بہار شروع ہو چکا تھا ربیع الاول کی بارھویں اور اپریل کی اکیسویں رات سرزمین عرب پر چھائی ہوئی تھی کہ عبدالمطلب کے کانوں میں بہو کے دردِ زہ کی خبر پہنچی اور آناً فاناً گھر اور اس کی چار دیواری عورتوں سے بھر گئی چلنے والے قدم آنے والی بی بیوں اور جمع ہونے والی عورتوں کو کیا علم کہ ان کے دل کش بچہ کا استقبال کر رہے ہیں یہ بچہ جو باپ کی شفقت سے محروم ہو چکا قدرت کی محبوب ترین مخلوق ہوگا اور ہم اس پر سو جان سے قربان ہوں گے۔

رات کا دورہ ختم ہو چکا، آسمان نے کروٹ لی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ریگستان عرب کو سرد کر دیا۔ طائران خوش الحان تیمم عبداللہ کی تشریف آوری کا مژدہ چہک چہک کر گانے لگے صبح صادق نے رات کی سیاہی دور کی اور نور کی چادر ہر سمت پھیلا دی روشنی اندھیرے پر غالب آئی صبا اٹکھیلیوں میں مصروف ہوئی اور سرسبز درختوں کی ہری ہری شاخیں فرط مسرت سے جھوم جھوم کر آپس میں گلے ملنے لگیں آمنہ کے لال پر زمین کائنات نثار ہونے لگی۔ بار آور شاخوں نے ارض حجاز کو بوسہ دیا نسیم نے ہزار جان سے قربان ہو کر بساط ارضی کو چوما ہوا نے اسی مقدس نام کی تسبیح پڑھی خوش رنگ پھولوں نے مکہ کی خاک اپنی آنکھوں سے ملی۔ اور ملک کا چپہ چپہ اور ذرہ ذرہ اس مست میں لہلہاتی ہوئی کونپلوں کا ہم آہنگ ہوا۔ آسمان عرب نے عبدالمطلب کے گھر وارا ابن یوسف کے در و دیوار پر روشنی کی بارش کی چمکدار تارے عبداللہ کے لخت جگر پر قربان ہوئے اور مخلوق فلکی نے شادمانی کا غلغلہ بلند کیا۔

آتش نمرود کے ذرات پھولوں کا لباس پہن کر در و جواہر کی کشتی میں دعائے ابراہیمی کو سر پر رکھے عبدالمطلب کے گھر پر نمودار ہوئے دارا ابن یوسف کی دیواریں نغمہ و ترنم کی جھنکیں، فرحت کی گھڑیاں برسیں ہوا معطر ہوئی اور زمین و آسمان مبارکبادوں کے نعروں میں سرگرم ہو گئے۔

یہ بزم طرب اور خوشی کی گھڑی — مسرت کی ہر سو لگی ہے جھڑی
عقیدت سے یہاں دست بستہ کھڑی — مگر آنکھ تجھ بن ہے سونی پڑی

فدا تجھ پہ سو بار صلی علیٰ

غلام اور تھوڑی سی یہ لونڈیاں — بصد عجز و منت ہیں حاضر یہاں
کرم ان پہ ہو اے شہ مرسلاں — بنا ان کی مجلس کو رشک جناں

شہ دو جہاں! اپنا جلوہ دکھا

گنہگار آنکھوں میں طاقت نہیں — یہ دو چار ہوں تجھ سے ہمت نہیں
ترے سامنے ہوں یہ جرأت نہیں — نگہ بھر کے دیکھیں یہ قدرت نہیں

شہ دوسرا! جلد آ جلد آ

دل مضطرب پر بڑی ہے بنی — نظر آسماں پر ہے اس کی لگی
یہ بزم غریباں ہے خالی پڑی — اسے جگمگا اے نبی ہے یہی

سما جان آنکھوں میں آ جلد آ

زمین و زماں تجھ پہ قرباں ہو — ملائک سے ارفع تری شان ہو
تو دنیا کا بے مثل انسان ہو — خدا تیرا حافظ نگہبان ہو

فدا تجھ پہ جاں جلد آ جلد آ

حیات انسانی کی تاریخ ان واقعات سے محروم نہیں جب قسمت کے زبردست ہاتھوں نے اپنی طاقت پر فخر کیا ہے صانع حقیقی نے اپنی صنعت کو سراہا اور احسن الخالقین نے اپنی خلقت پر ناز کیا۔ آج کتاب زندگی کا یہ باب بند ہوتا ہے اوصاف انسانیت ختم ہوتے ہیں اور

آدمیت کی تمام صفتیں جمع ہو کر ایک ذات میں رونما ہوتی ہیں رحم و کرم کا حسین دو باں خلق و مروت کے تر و تازہ گلدستے ہاتھوں میں لئے عبد المطلب کے گھر میں نمودار ہوئیں خلوص و صداقت کے کھلے ہوئے چہرے [illegible] سے مزین ہو کر سامنے آئے [illegible] رسالت کے علمبردار [illegible] بت پرستی کو تاراج کرتے ہوئے خانۂ کعبہ پر توحید کے جھنڈے گاڑنے لگے۔ آسمان فرط مسرت سے [illegible] زمین اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی اور وہ وقت قریب آ گیا جب دنیا [illegible] جو ایک عالم [illegible] کے پاؤں چومنے لگا۔

[illegible]

رسالت کے [illegible] میں خالق [illegible] تیری صداقت [illegible] اپنی ربّی سے [illegible] آمنہ کے لال اور عبد اللہ کے بیٹے تو نے عالم میں اپنی انسانیت کا ڈنکا بجا دیا۔

آ آ [illegible] فرما کر [illegible] تشریف لا

آمنہ کی گود [illegible] عبد المطلب کے گھر میں ہماری آنکھیں میں۔

خدا کے حضور میں التجا

آج جبکہ کائنات کی [illegible] انسانی بستیاں [illegible] کی صورت میں کچھ بچے اور تھوڑے سے مرد غلاموں کی ہیئت میں

اس غرض سے اور اس مقصد سے اس مجلس میں حاضر ہوئے ہیں کہ دنیا کی اس مبارک گھڑی کی یاد تازہ کریں جب مادر گیتی کے پیٹ سے دونوں جہان کا بادشاہ پیدا ہوا اور قدرت نے عبد المطلب کی بہو آمنہ کی گود کو اس نعمت سے مالا مال کیا جس نے دنیا کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ ضرورت اور شدید ضرورت ہے کہ [illegible] ہماری سیاہ بختیاں اور گناہگار [illegible] اس خالق الموجودات کے حضور میں جھک کر شکر ادا کریں جس نے اپنے فضل و کرم سے انسانیت کی [illegible] انسانی صورت میں [illegible] گناہگاروں کو [illegible] جس کی پاک زندگی ہمارے واسطے ایک [illegible] قصر اسلام کی [illegible] بنیاد رکھ گئے جہاں کے [illegible]

[illegible]

رب العالمین دل کو ہمت دے جسم کو طاقت دے دعا کو اثر دے التجا کو قبول کر بچوں کو زندگی عزیزوں کو خوشی، رزق میں برکت حوصلہ میں جرأت قلب کو اطمینان مشکل کو آسان، مقاصد کی تکمیل، آفات کی تسہیل، مرنے

والوں کی مغفرت بیماروں کی صحت خیر سب کی درست ہوں یا دشمن اپنے ہوں یا غیر۔

معصوم بچے گڑگڑا گڑگڑا کر توتلی زبان میں تتلا تتلا کر تیرے دربار میں حاضر ہوئے ہیں تیری سرکار میں تجھی ہیں صدقہ اس بچہ کا جو آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ طفیل اس کا جس نے حلیمہ کا دودھ پیا اور واسطہ اس کا جو مطلب کی گود میں کھیلا ان بچوں کی فریادیں سن ان کی دعا قبول کر ان کی عمروں میں ترقی دے۔ مقدر میں اقبال دے دولت سے خوشحال کر علم سے مالا مال کر۔

نافرمان بندے بصد ادب ہاتھ جوڑے اور سر جھکائے اپنی آرزوئیں لیکر اپنی مرادوں کے ساتھ اس وقت کہ مجلس میلاد اس کی ہے جس کی تو نے سنی ذکر خیر اس کا ہے جو تیرا محبوب تھا اور وقت پیدائش اس کا آئے جو پوشیدہ تھا ابراہیم کی زبان میں اور نوح کے طوفان میں سربسجود ہیں بر لا ان کی مرادیں اور سن ان کی فریادیں۔

مولا کریم۔ ان کے راج رہتی دنیا تک۔ ان کے بچوں کو برکت دے عمر میں رزق میں کمائی میں سلوک دے میاں بیوی میں۔ محبت دے بہن بھائی میں۔ صحت دے بیماروں کو رہائی دے گرفتاروں کو توفیق دے عبادت کی شوق دے علم کا۔ پورے کر ارمان۔ عطا کر ایمان۔

الہ العالمین عزیز اور غیر خاتمہ بالخیر۔

طائران عرب کی چہکار نے رات کی خاموشی کو وداع کیا زمینوں کی بار آور شاخیں قہقہوں میں مصروف ہوئیں نور کی گھڑی صبا کی گود میں دنیا کے اس نئے مہمان کی آمد کا اعلان کرتی ہوئی جس کے انتظار میں مدتوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں عبداللہ کے گھر پر نازل ہوئی آسمانی چاند کی عاشق چکور جس نے رات بھر فضائے بسیط میں آمنہ کے گھر کا طواف کیا دار ابن یوسف کی دیواروں پر زمینی چاند کے شوق میں آ بیٹھی۔ خوش الحان پرندوں کے نغمے سرسبز درختوں کی موسیقی صبح صادق کا سہانا وقت کچھ ایسا عالم تھا کہ کائنات کا ہر ذرہ عید میلاد کے نعرے لگانے لگا۔

تارے جھلملا چکے پھولوں کی مہک صبا کو عطر میں ڈبو رہی ہے مکے کا ذرہ ذرہ آمنہ کے لال کی تعظیم کو تیار ہو گیا ہے خانہ کعبہ کی دیواریں ساکت و خاموش دعائے ابراہیمی کا ورد کر رہی ہیں شرک اور بت پرستی کے بے جان بت باد صداقت کے تند و تیز جھونکوں سے لرز رہے ہیں اور مبارک و سلامت کی صدائیں ہر سمت سے بلند ہو رہی ہیں۔

سپیدہ سحر کا دامن آہستہ آہستہ وسیع ہو رہا ہے اور قدرت کا ہاتھ بتدریج فضائے شب کو چاک کرنے میں منہمک ہے۔ ہوا خاموش درختوں کو گدگدا رہی ہے پتے جھوم جھوم کر اور بلبل چہک چہک کر بآواز بلند کہہ رہے ہیں

آ ظہور فرما تشریف لا

آمنہ کی گود میں۔ عبداللہ کے گھر میں۔ ہماری آنکھوں میں آ

ظہور فرما تشریف لا

آ پہنچی وہ مبارک ساعت اور مسعود گھڑی جس نے دنیا میں ایک تغیر پیدا کر دیا اور چشم زدن میں ہوا کا رخ ادھر سے ادھر بدلا۔

نگاہ شوق ہے منتظر دنیا کا ہر ذرہ — دکھا تو ہم کو اب جلوہ محمد مصطفےٰ آجا
تیرے انوار سے روشن ہو گوشہ گوشہ عالم کا — دکھا دے چاند سا مکھڑا محمد مصطفےٰ آجا
مٹا اشرار انسانی مٹا اوہام روحانی — درود ہو تجھ پہ اے آقا محمد مصطفےٰ آجا
بتوں کی اب خدائی ہے خودی دلمیں سمائی ہے — بجا توحید کا ڈنکا محمد مصطفےٰ آجا
زبوں و خوار ہے عورت ہے نہ وقعت اور نہ عزت ہے — بڑا ہو دے مرتبہ اس کا محمد مصطفےٰ آجا
بری گت ہے یتیموں کی غلاموں کی ہی حالت ہے — مٹا ہے نام شفقت کا محمد مصطفےٰ آجا
صداقت کام ہے تیرا محمد نام ہے تیرا — خدا کا واسطہ مولا محمد مصطفےٰ آجا

چادر شب قریب قریب چاک ہو چکی تھی اور شہسوار مشرق اپنی پوری جمعیت کے ساتھ یتیم عبداللہ کی پابوسی کو آگے بڑھ رہا تھا کہ آمنہ بی بی کے پہلو میں اس بچہ کی رونے کی آواز بلند جس پر دنیا کے قہقہے قربان تھے۔ فضائے آسمانی کی تاریکی نور سے بدلی۔ رات نے دن کا لباس پہنا اور آسمان نے زمین کے کان میں دلی مبارکباد پیش کی۔ مکہ کے خوش الحان طائر مصروف نغمہ سنجی تھے قریش کی عورتیں بچے کی پیدائش پر باغ باغ ہو رہیں عبدالمطلب نہال تھے اور آمنہ بی بی کی باچھیں کھل رہی تھیں۔

دنیائے ناپائدار کا وہ جوہر انمول جو زندگی کی روح اور انسانیت کی جان تھا ظہور فرما چکا۔ جس کی پیدائش پر مبارک سلامت کی دھوم دھام فرش سے عرش تک بلند ہو رہی ہے آمنہ بی بی کے کلیجہ سے لگا ہوا وہ نور کی پتلی روشنی کا قمقمہ جس کی چمک ایک عالم میں پھیلی دنیا میں تشریف لے آیا۔ تخیل کی گلکاری کائنات کے اس پھول پر بصد شوق نثار ہو رہی ہے۔ صحت دماغ اور سلامتی عقل آنکھیں بند کر کے یتیم عبداللہ کے استقبال کو آگے بڑھتی ہے اور بہ عجز ادب ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر درود و سلام کا حقیر ہدیہ ان الفاظ میں پیش کرتی ہے۔

بزم میلاد کے دولہا دل اور جان دونوں تجھ پر سے قربان عمر اس آرزو میں ختم ہو رہی ہے کہ زندگی پروانہ وار تیرے نام پر نثار ہو۔ لاریب تو انسان تھا مگر کریم۔ بلاشبہ تو بشر تھا لیکن رحیم۔ تو نے بندہ بنکر دنیا میں خدائی کی اور فرش پر بیٹھکر عرش پر حکومت کی تو خاک نشیں تھا مگر تو نے شہنشاہ بنا دیئے تو بیکس تھا مگر دنیا تجھ پر ایمان لائی۔ آمنہ کے لال آسمان وہ ساعت بھول نہیں سکتا جب زمین کا ہر ذرہ تیرا دشمن تھا مگر تیری سنت نے تجھکو امین بنایا جان کے دشمن اور خون کے پیاسے جو تیرے سر کے خواستگار تھے تیرا کلمہ پڑھنے لگے خالد جیسے عدو کی گردن تیرے سامنے خم ہوئی اور عمر جیسے مخالف نے تیرے قدم چومے

دنیا کی تاریخ تیرے سامنے ششدر اور تیری زندگی دنیا کے واسطے عدیم النظیر ہے ملک کا ہر متنفس تیرے قتل پر کمربستہ ہوا اور وقت راستی کا تاج سر پر رکھے دشمن تیرے شیدا ہوں اور اغیار تیرا کلمہ پڑھیں صداقت تیرے گھر سے اور امانت تیرے در سے ایثار تیرے دربار سے اور ہمدردی تیری سرکار سے خدا کی تیری بات سے۔ اور حقیقت تیری ذات سے پیدا اور نمودار ہو۔

رسالت کے معنی تو نے بتائے نبوت کی تفسیر تو نے کی انسانیت کا عقدہ تو نے کھولا اور بندگی کا راز تو نے بتایا عبودیت و مرحلہ تیری

ستان تہی اور توحید کا ڈنکا تیری زبان آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بادشاہ ہم لونڈی غلاموں کا سلام قبول فرما چمنستان تخیل کو اپنے رحم سے تروتازہ کر ہمارا حقیر ہدیہ منظور کر لے اپنے کرم سے اور اپنے رحم سے۔

خدا کے نام سے نا آشنا ہر ایک نساں تھا   نہ قانون عبادت تھا تعلق تھا نہ رشتہ تھا
وجود پاک نے تیرے خدا کا رنگ دکھلایا   زبان پاک نے تیری خدا کا نام بتلایا

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

قیامت خیز گھڑیاں کفر کی العظمۃ للہ   ستم کے سلسلے جاری مظالم کا تھا ایک تہتا
حقیقت تونے دکھلائی بتایا راستہ سیدھا   خس و خاشاک کو تو نے صفا علی میں پہنچایا

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

خدا نے زندگی دی آدمیت دی تونے اے آقا   لباس زنگ آلودہ کو صیقل تونے دلوایا
فنا انسانیت ہوکر بہیمیت کا دورہ تھا   ہدایت تونے کی اور امتیاز نیک و بد بخشا

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

دغا کا دور دورہ تھا گھڑی آفت کی آئی تھی۔ جو بارش تھی تو ظلموں کی گھٹا نحوست کی چھائی تھی
محو ہو کر خدا کا نام قوت کی خدائی تھی   مگر ہستی تری نام خدا ساتھ اپنے لائی تھی

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

حیا و خلق والیاں سب بچے بیکفل غارت   نہ تھی کمزور کی عزت نہ کچھ عورت ہی کی وقعت
بجائے کلفت و آفت کے دی آسائش و راحت   غلامی تونے کی رخصت تو دی عورات کو وقعت

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

یتیموں کی طرف تونے بڑھایا ہاتھ الفت کا   دیا بوسہ سروں پر ان کے تونے رحم و شفقت کا
دکھایا رنگ انسانی بتایا طرز الفت کا   غریبوں بیکسوں پر تونے رکھا ہاتھ رحمت کا

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

خدا کا فضل تھا انعام تھا نور خدا تو تھا   شمع توحید باری کی جو سچ پوچھو ضیا تو تھا
ترے احکام نے ختم رسل ساکت زباں کردی   نہ ہوتا قفل گر منہ پر تو بتلاتے کہ کیا تو تھا

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

زبان احسان اخلاقی کہاں تک تیرے گنوائے   بکھیرے ہیں جو تونے پھول کب تک کوئی چنوائے
ترے احسان کا دنیا میں لا ہی تو اب یہ ہو   کہ ذکر خیر تیرا خود سنے اوروں کو سنوائے

درود ہے تجھپہ اے مولا سلام ہے تجھپہ اے آقا

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوجائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہوجائیں گے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ انکو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کریں گے

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہوجاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہوجاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعید میں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تاکید نماز کیلئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہوجائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑے بوڑھوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہوجائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل ہی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہی لکھدیے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہوجائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہوگیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ ر

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہمارا نبیؐ اور ہمارا رسولؐ

(از جناب مولوی حاجی محمد خلیل صاحب انصاری)

ہزار بار بشویم دہن زمشک گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

دوستو سنو اور سمجھو اور غور کرو

عجب نوریست در جان محمدؐ عجب لعلیست در کان محمدؐ
ظلمت ہائے آن گہ شود صاف کہ گردد از محبان محمدؐ

مخلوقات والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ دنیا میں اس شے سے محبت والفت کی جاتی ہے جو اپنے وجود میں کم سے کم دو خوبیاں رکھتی ہو ایک حسن دوسرے احسان۔

حسن۔ ظاہری اعضا کا تناسب ہونا اور دلفریب و دربا شکل کا ہونا اور محاسن ذاتی کا مالک ہونا اور خاص کر ان صفات کاملہ سے موصوف ہونا جو انسان کی ذات کو حد تکمیل تک پہنچا دیں۔

دوسری خوبی **احسان** ہے جس کے معنے ہیں ایصال الخیر الی الغیر یعنی اجنبی کو اپنے اخلاق اور خوبیوں کے ساتھ گرویدہ اور فریفتہ بنا لینا باقی جس قدر محاسن کسی میں ہوں اس کی ذات کے مکمل ہونیکا اعلان ہو بہت سی خوبیوں کا ذکر تو بعد میں آئے گا اوپر کی دو خوبیاں بحد کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں پائی جاتی ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضور ممدوح ان ہر دو خوبیوں کے چشمہ ہیں تمام حسن کا خاتمہ آپ کی ذات پر ہو ہے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

احسان کامل تو آپ کے وجود باجود سے دنیا میں کامل طور پر ظہور پذیر ہوا اس لئے خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اگر دنیا میں کسی سے کامل محبت کیجا سکتی ہے تو وہ محمد عربی کی ذات ہی ہو سکتی ہے جن کے لئے فیصلہ ناطق ہو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور خود حضور انور تکمیل محبت کے بارہ میں اپنے امتیوں سے ارشاد فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم مومنا حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ”نہیں ہوتا کوئی تمھارا مومن یہانتک کہ ہو جاؤں میں بہت ہی پیارا اس کی طرف اس کے باپ سے اس کے بیٹے سے اور تمام لوگوں سے“ پس دنیا میں انسان کی محبت کے محبوب ترین ہستی اگر کوئی مخلوقات میں ہوسکتی ہے تو وہ محمد عربی کی ذات والا صفات ہے ۔ سہ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش محمد ہست برہان محمد

ہم کو غور و خوض کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خَلق اور خُلق پر نظر ڈالنا چاہیئے۔ انسانی کالبد پر نظر ڈالو تو اس کی پیدائش کا ڈھانچہ اور ڈیل ڈول پہلے صنعت الٰہی کا نمونہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کے متعلق اس قدر کتابیں موجود ہیں کہ ان کے نام ہی ایک طویل فہرست چاہتے ہیں ایک عربی کا مشہور شعر اجمالی محامد کو کافی سے زیادہ سمجھنا چاہیئے جو حضور انور کی شان میں کہا گیا ہے ۔ سہ

خلقت مبرء من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاءُ

اے محمد آپ پیدا کیے گئے ہیں حالانکہ آپ بری ہیں ہر ایک عیب سے گویا کہ آپ پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ نے چاہا لیکن یہ شعر تو کسی مسلم ہستی کا ہے جادو ہے وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے بات تو جب ہے کہ جب غیر مسلم ہستیاں ہمارے رسول اطہر کے لئے مدح سرا ہوں۔ میں ذیل میں چند غیر مسلم ہستیوں کے اقوال لکھتا ہوں جنہوں نے آنحضرت کے متعلق اپنی زریں آرا کا وقتاً فوقتاً اخبارات اور کتابوں میں اعلان اور اظہار کیا ہے۔

ڈاکٹر ویٹ :۔ محمد عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز قوم میں سے تھے صورت میں شکیل اور طور طریق میں رسیلے اور بے تکلف تھے۔

(ترجمہ اپالوجی گاڈ فری ہیگن صفحہ ۹ دفعہ ۱ مطبوعہ بریلی سنہ ۱۸۷۳ء)

جان ڈیون پورٹ :۔ نبی عرب کی شکل وشاہانہ خدوخال باقاعدہ اور دل پسند تھے آنکھیں سیاہ اور رسیلی تھیں۔ بینی ذرا اٹھی ہوئی دہن خوبصورت تھا دانت موتی کی طرح چمکتے تھے رخسار سرخ تھے اور ان کی تندرستی عیاں تھی آپ کا دل آویز تبسم اور رسیلی آواز تھی (مؤید الاسلام)

ایڈورڈ گبن مشہور مورخ :۔ آنحضرت حسن میں شہرہ آفاق تھے اور یہ نعمت صرف انھیں لوگوں کو بری معلوم ہوتی تھی جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا نہیں ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ آپ کوئی بات فرمائیں آپ کسی خاص آدمی یا گروہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا کرتے تھے لوگ آنحضرت کی شاہانہ شکل اور رسیلی آنکھوں اور وضعدار تبسم اور لٹکتی ہوئی ڈاڑھی اور ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچدے اور ایسی حرکت اعضا جو زبان کا کام دے دیکھ کر تعریف کیا کرتے تھے (مؤید اسلام صفحہ ۹)

زبور ۴۵ آیت ۳ و ۴ پڑھو جس میں لکھا ہوا ہے کہ تو بنی آدم میں سے از حد جمیل اور حسین ہے پس وہ پیارا نبی جس کے حسن وجمال کے اوائل اور لواحق اور ہمعصروں نے شہادت دی ہو اس کے حسن وجمال میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

مارکس ڈاڈ :۔ کتاب موسومہ محمد۔ بدھ۔ مسیح میں تبصرہ کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہوسکتا ہے آپ کے نزدیک دنیاوی وجاہت کوئی شے نہ تھی آپ جس تہذیب و اخلاق سے ایک قیمتی ملبوس رکھنے والے شخص کا خیر مقدم کرتے تھے اسی طرح ایک بوسیدہ لباس والے کی عزت کرتے تھے آپ اپنے غلاموں پر نہایت مہربان اپنے مقلدین سے محبت کرنے والے اور اجانب کے واسطے بہت دلکش تھے آپ کی خدمت میں ہر شخص باریاب ہو سکتا تھا آپ کی تمام حرکات وسکنات سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ کو اپنے گرد وپیش کے لوگوں کی خدمات کا بہت خیال ہے آپ کے لئے کسی سائل کو محروم واپس کرنا سخت دشوار تھا آپ ذلیل سے ذلیل شخص کی بھی دعوت قبول کر لیتے تھے۔

اسٹینلی لین پول :۔ اپنی کتاب اسپیچز آف محمدؐ میں لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کسی کو نہیں مارا سب آخر خراب جملہ جو کبھی آپ نے استعمال کیا وہ یہ ہوتا تھا کہ "اس کو کیا ہو گیا ہے"۔ "اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو" جب کبھی آپ سے بددعا کی درخواست کی گئی تو آپ نے یہی جواب دیا کہ میں بددعا کرنے کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ میں انسانوں کے لئے مجسمہ رحم و کرم بنکر آیا ہوں۔ آپ بیماروں کی عیادت کے واسطے تشریف لیجاتے جنازے کے ساتھ جاتے۔ غلاموں کی دعوت رد نہ فرماتے۔ اپنے کپڑوں کی مرمت کر لیتے بکریوں کا دودھ خود ہی نکالتے جن کی حفاظت کی ذمہ داری کرتے نہایت وفاداری سے کرتے آپ کی گفتگو بہت شیریں ہوتی اور جو کچھ کھانا کھاتے اس میں تمام حاضرین کو شریک فرما لیتے۔

ڈاکٹر گسٹو ویل :۔ لکھتا ہے کہ محمد صلعم نے اپنی قوم کے لئے ایک بہترین مثال قائم کی آپ کی زندگی بہت پاک و صاف تھی آپ کا ملبوس اور آپ کی غذا نہایت معمولی سادہ ہوتی تھی آپ کے مزاج میں بالکل تمکنت نہ تھی یہانتک کہ وہ صحابہ کو تعظیم و تکریم کے رسمی آداب سے بھی منع فرماتے تھے آپ نے اپنے غلام سے وہ خدمت کبھی نہیں لی جسکو آپ خود کر سکتے تھے آپ بازار جا کر ضرورت کی چیزیں خود خرید لاتے اور ہر شخص سے ہر وقت ملنے کو تیار رہتے تھے۔ بیماروں کی عیادت فرماتے۔ ہر شخص سے مہربانی کا برتاؤ کرتے آپ کی فیاضی غیر محدود تھی قوم کی فکر میں آپ ہر وقت مبتلا رہتے تھے آپ کے پاس بیشمار تحائف آتے تھے لیکن وصال کے وقت آپ نے صرف چار چیزیں چھوڑیں اور ان کو بھی وہ مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے اسی لئے نبی کے مال میں میراث کا سلسلہ جاری نہیں ہوا۔

جان ڈیون پورٹ :۔ دوسری جگہ لکھتا ہے کیا کبھی ممکن ہے کہ جس شخص نے اپنے ملک میں مستقل طور پر ایک عظیم الشان اصلاح کر دی ہو اور وہاں ایک رذیل قسم کی بت پرستی کی بجائے جس میں اس کا ملک صدیوں سے مبتلا تھا خدائے واحد کی پرستش کا جھنڈا گاڑ دیا ہو اور جس نے بچہ کشی کے رواج کا قلع قمع کر دیا ہو اور شراب خوری و قمار بازی کے لئے احکام ممانعت جاری کر دیئے ہوں اور جس نے کثرت ازدواج کو جس کا اس وقت رواج تھا مقابلتہً نہایت ہی تنگ دائرہ کے اندر محدود کر دیا ہو پھر میں کہتا ہوں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس طرح کا عظیم الشان ریفارمر و مصلح دھوکہ باز تھا اور اسکی تمام زندگی محض ریاکاری تھی ہر گز نہیں ہرگز نہیں۔

ایڈورڈ گبن :۔ لکھتا ہے کہ محمد صلعم کا مذہب صاف اور شک و شبہ سے بالاتر ہے اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے۔

جے ڈبلیو لیٹنر :۔ لکھتا ہے کہ موسوی و عیسوی مذاہب اور اسلام سب آپس میں بھائی ہیں کیونکہ ایک ہی چشمہ سے نکلتے ہیں اور یہ سب امید دلاتے ہیں کہ وہ دن آنے والا ہے جبکہ عیسائی حضرات محمد کی عزت کرنے ہی سے جناب مسیح کی زیادہ تعظیم و تکریم کریں گے عیسائیوں اور مسلمانوں میں بہت مشترکہ باتیں ہیں اور وہی اچھا عیسائی ہے جو محمد رسول اللہ کی بتلائی ہوئی صداقتوں کی تصدیق اور عزت کرتا ہے۔

آرتھر گلمین :۔ لکھتا ہے کیا ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اعراب پر محمدؐ کی خبر و عمال کا کیا اثر ہوا ہوگا کیا ہم بتا سکتے ہیں کہ وہ اپنے دلوں میں پیغمبر اور ان کی رسالت کے متعلق کیسے عقائد رکھتے تھے کیا یہ لوگ آپ کی تعلیمات کو فراموش کر سکتے تھے کہ اپنے بچوں کو اپنے ماں باپ سے محبت کرنے کی کیسی تعلیم کی اور کس طرح آپ نے شوہر اور بیوی کے حقوق کو مساوی درجہ پر رکھا اسی طرح آپ نے بیوائیں کو ذلیل حالت سے نکال کر ان کی عزت کی۔ تعدد ازدواج کو کسطرح محدود کیا اور کیونکر عربوں کو بت پرستی سے نکال کر اس خدائے واحد کی جانب مائل کیا جو صرف ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

مورخ ولیم ڈراڈ :۔ لکھتا ہے محمد اپنے دائرہ حکومت میں پورے اختیارات رکھتا تھے لیکن پھر بھی مقابلہ اعدا میں آپ ہمیشہ نرمی و انصاف سے کام لیتے تھے آپ کے ابنائے وطن نے جس طرح آپ کے حقوق کے خلاف سرکشی کی وہ ایک ظالم حکمران کے لئے کافی وجہ ہو سکتی تھی کہ وہ ان سب کو تباہ کر دیتا لیکن انہوں نے سوائے چند مجرموں کے سب کو عام معافی دیدی اور تمام واقعات استہزا اور رنج بر خاک ڈالدی آپ کا وہ کمال جو آپ نے فتح کے بعد منافقوں کے حق میں ظاہر کیا اخلاق انسانی کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

جے جے پول :۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں اسلام اور شعبہ ہائے رہین منت ہے وہاں اس میں بھی ممنون احسان ہے کہ انہوں نے قرآن کے ذریعہ علم ادب میں ایک جدید طرز بنیاد ڈالی اور پاک خیالات اور اعلیٰ حقائق کے مطالعہ کا شوق پیدا کیا۔

ریورنڈ آر میکول مشہور پادری :۔ ابتداء میں محمد کا تامل۔ آغاز سلسلہ الہام معجزہ انکار پہلے انبیاء کے طرز عمل سے ان کی مشابہت ظاہر کرتا ہے ان کی ابتدائی زندگی بلحاظ جد و جہد نہ صرف ان تمام انبیاء کی زندگی سے مماثلت تامہ رکھتی ہے بلکہ ان کے حالات کو ہر زمانہ کے انبیاء و اولیاء کے حالات سے پوری پوری مطابقت ہے اور ان کے الہامات بھی ویسے ہی ہیں اگر ان کی تعلیم پر انصاف و ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل و مامور من اللہ تھے۔

شہزادے پرکاش ویدجی :۔ آنحضرت محمدؐ کی ذات سے جو جو فیض دنیا کو پہنچے ان کے لئے نہ صرف عرب و بلکہ تمام دنیا کو شکرگزار ہونا چاہیئے کون کونسی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسل انسانی کے لئے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں اور کیا کیا مصیبتیں اس کام میں ان کو اٹھانی نہیں پڑیں تنگدل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ ہی کہیں لیکن جو لوگ کشادہ دل اور انصاف پسند ہیں وہ کبھی محمدؐ کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبودی کے لئے بجا لائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرلے درجے کے تنگدل اور ناحق شناس لوگ ہیں اسلام کا جھنڈا جو ہمیشہ کے لئے

ان کی یادگار رہے گا ان کی فضیلت کا بڑا عالی شان نشان ہے۔

جوآکیمو ڈی بوائف جرمنی کا مشہور علامہ:۔ منشیات و مسکرات کو حرام قرار دینا محمد صلعم کا وہ زبردست احسان ہے جس کے بار گراں سے نسل انسانی کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی یورپ کو اس بارہ میں مسلمانوں پر حسد کرنا لازم ہے۔ اسلامی تعلیم کی برتری، فضیلت منزلت اظہر من الشمس ہے محمد کا اسلام کامل مذہب ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلامی تعلیم بالکل خالص ہے آہ اگر اسلامی تعلیم و تہذیب دنیا میں جلوہ فگن ہوتی تو ہماری کیا کیفیت ہوتی قوانین و آئین احسانمندی کی رو سے دنیا پر واجب ہے کہ دنیا پر آپ نے تہذیب و تمدن کا جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اس کو کبھی فراموش نہ کریں۔

پروفیسر باسورتھ اسمتھ:۔ اپنی مشہور کتاب محمد اینڈ محمڈن ازم میں لکھتا ہے بلاشک حضرت محمد خدا کے رسول ہیں اگر پوچھا جائے کہ افریقہ بلکہ کل دنیا کو مسیحی مذہب نے زیادہ نامرد بنایا یا اسلام نے تو جواب میں کہنا پڑے گا کہ اسلام نے اگر محمد صلعم کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہجاتے اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا ضعف بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانہ دو چند بلکہ سہ چند تاریک تر ہوجاتے اگر آپ نہ ہوتے تو انسان ریگستان میں پڑے بھٹکتے پھرتے اگر آپ نہ ہوتے تو عیسائیت بگڑ کر بد سے بدتر ہوجاتی جب میں آپ کے جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے کیا ہوگئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونکدی تھی کیا کیا کارنامے دکھلائے تو آپ مجھے سب سے بزرگ ترسب سے برتر اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں آپ نے ابتداء سے لیکر انتہا تک یعنی بعثت سے لیکر دار البقا میں جانے تک اپنے کو نبی کہلایا اور اس سے رتی بھر آگے نہیں بڑھے میں یہ اعتقاد کرنیکی جراءت کرتا ہوں کہ نہایت اعلیٰ درجے کے فلاسفر اور سائنس داں اور فضلائے عالی دماغ اور عیسائی ایک دن بالاتفاق تصدیق کرینگے کہ بلاشک حضرت محمد خدا کے رسول ہیں۔

مہاتما آستیہ دہاری:۔ اپنی کتاب بحر نبوت مصنفہ و مطبوعہ ۳۰ جنوری ۱۹۱۶ء میں لکھتے ہیں۔ پیشوائے دین اسلام آنحضرت محمد صلعم کی زندگی دنیا کو بیشمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے اور تقریباً آنحضرت صلعم کی ہر ایک حیثیت دنیا کے لئے سبق آموز ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔

ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ:۔ اہل عرب غریب، گلہ بان تھے جب دنیا ہی تھی وہ عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتے تھے کسی نے اس کس مپرسی قوم کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا اسی قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر حضرت محمد کا پیدا ہونا تھا کہ وہ چیز جو بہلت ہی چھوٹی تھی اور جس سے کوئی واقف نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور و معروف ہوگئی اور بہت بڑی بن گئی ایک صدی کے اندر اندر انہیں عرب گلہ بانوں کا ایک ہاتھ ایشیا میں دہلی تک دوسرا ہاتھ یورپ میں غرناطہ تک پہنچ گیا انہیں گلہ بانان عرب کی شجاعت بہادری، علم و عقل ایجادات و صناعات کا ذرہ ذرہ چمک اٹھا۔

ایمان ایک زبردست طاقت ہے جو مردہ جسم کو زندہ کر دیتا ہے جب کوئی قوم خالص عقیدے کو صدق دل سے قبول کرتی ہے تو اس کے خیالات بلند اور نتیجہ خیز ہو جاتے ہیں۔ یہی گلہ بانان عرب یہی یتیم محمد اور یہی ایک صدی گویا ایک چنگاری تھی جو ایک کس مپرس ریگستان کے اندھیرے میدانوں میں پڑی اس ریت کے ذرے بارود تھے جو چنگاری کے پڑتے ہی بھک سے اڑے، نیلا آسمان اور خاکی زمین اس کے شعلوں کی لپک سے ایک ہو گئے اور دہلی اور غرناطہ کے کنگرے اس روشنی سے جگمگا اٹھے۔

ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر:۔ آنحضرت محمد صلعم کی سیرت میں سب سے اخیر جو بات غور کرنے کے لائق ہے یہ ہے کہ ان کی عظمت و شان و شوکت نے انسانوں کو فلاح اور بہتری کا معدن بنا دیا انہوں نے جو عبادت مقرر کی ہے وہ نہایت سادہ اور دلکش ہے عرب کے بت تخت خداوندی کے آگے ٹوٹ ٹوٹ کر چکنا چور ہوگئے انسان کے قتل و غارت کو انہوں نے خیرات نماز اور زکوٰۃ سے بدل دیا۔ حضرت محمد صلعم نے انسانوں میں شائستگی کی روح ڈالدی ہے باہم بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں پر ظلم اور یتیموں کی حق تلفی کو انہوں نے روکا جو قبائل مخالف تھے وہ فرمانبرداری میں متفق ہو گئے۔

جو لوگ حضرت محمد صلعم کے سخت سے سخت دشمن اور آپ کی لغو برائیاں پھیلاتے اور گالی گلوچ کرنے والے ہیں وہ بھی اس بات کو ضرور تسلیم کرینگے کہ آپ نے دعوائے رسالت ایک نہایت مفید مسئلہ توحید کی تلقین کے لئے کیا اگرچہ اسلام پر بیہودہ اعتراضات کرنے والے معترضین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب تمام مذاہب میں افضل ہے لیکن زیادہ سے زیادہ اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ان کے مذہب کو چھوڑ کر باقی دنیا کے تمام مذہب میں محمد صاحب کا اسلام ہی افضل ہے۔

الیسٹ اینڈ ویسٹ آف لنڈن:۔ حضرت محمد صلعم ہی ایسے بانی مذہب تھے جو دینی بادشاہ بھی تھے اور دنیوی بھی جس وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے قومی معاملات میں حق رسانی اور فیصلہ کرنے میں رحم اور کامرانی کرنے میں اعتدال اور سب سے مقدم دوسرے مذاہب کی ادائے رسوم و فرائض میں بے روک ٹوک آزادی کے احکام صادر فرمائے ہیں تو ہم کو یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ آنحضرت تمام نبیوں اور تمام بادشاہوں میں سب سے زیادہ اور بہت بڑی تعظیم کا استحقاق رکھتے ہیں۔

گبن انگلستان کا مشہور مورخ:۔ حضرت محمد صلعم کا مذہب اسلام شکوک اور شبہات سے پاک ہے اسی پیغمبر نے بتوں کی انسانوں

کی سب بارش کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع ہو کر غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتا ہے۔

اگر ہم غیر مسلم ہستیوں کے اقوال ہی نقل کریں تو ایک جداگانہ کتاب ہو سکتی ہے لہٰذا ہم نے چند اقوال سے تبادلہ کیا کر جاتے ہے وہ جو سر پر چڑھ کے بولے چنانچہ غیر مسلم ہستیوں کی زبان بھی معارف اور مدائح سے قاصر پائی گئی ہے مسلم ہستیاں تو شمار سے باہر رطب اللسان ہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو چودھویں رات کے چاند میں دیکھا اور آپ کے اوپر سرخ رنگ کا حلہ تھا پس میں آپ کی طرف بھی دیکھتا اور چودھویں کے چاند کی طرف بھی لیکن بخدا آپ مجھے چاند سے حسن و جمال میں کہیں زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔

راقم الحروف نے بھی عرصہ کم از کم ۸ سال کا گذرا چار بجے صبح تھی جاند کی طرف جو کھٹکی باندھی تو کھلم کھلا نام محمد چاند کے اندر منقوش دکھائی دیا اللھم صل علی محمد و سلم۔ الہٰی تیسرا سال ہے اکثر مقامات پر ۸ بجے شب کے آسمان پر ایک روشنی ظاہر ہوئی جس میں بخط نور کلمہ شریف منقوش نظر آیا۔

ابھی چند روز ہوئے دہلی میں ایک پتھر چیرا گیا تو اس کے اندر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" منقوش نکلا۔ حضور سرور عالم کے متعلق قرآن شریف میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم کہ اے محمد رسول اللہ تو عظیم الشان اخلاق اپنے اندر رکھتا ہے اس دعویٰ کے ثبوت میں چند مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جن سے کہ آپ کا حسن خلق اور احسان مہربانی اور مدلل طور پر ثابت ہو جائے گی۔

سنئے! ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کفار نے ایک مجمع جناب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے بھتیجے نے (یعنی محمد صلعم) نے ہمارے معبودوں کو برا کہا ہے یعنی غیر نافع اور غیر ضار بتا کر ہمارا دین کو عیب دار کہا ہے اور ہمیں بے وقوف ٹھیرایا ہے پس آپ یا تو ان کو روکئے ہمیں یا ہمارے درمیان سے ہٹ جائیے۔ آپ نے حیلہ کیا انہوں ان لوگوں کو اس مرتبہ ابو طالب نے نہایت ملاطفت اور نرمی کے ساتھ واپس کر دیا لیکن بار دگر پھر یہ مجمع حاضر ہوا اور حضور سرور عالم کی شکایات پیش کیں تو حضرت ابو طالب نے حضور سرور عالم سے کہا کہ مجھ پر اور اپنی جان پر رحم کرو اور مجھ پر وہ بار نہ رکھو جس کی میں طاقت برداشت نہیں کر سکتا (یعنی علانیہ قریش کی مخالفت) حضور سرور عالم نے فرمایا کہ اے میرے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں اور مہتاب کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہیں تو میں یقیناً باز نہ آؤں گا جب تک خدا اس دین کو ظاہر نہ کر دے یا میں اس کوشش میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔

یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

پھر سنئے آپ ایک دن مسجد کے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے صحن میں سرداران قریش کی ایک بڑی بھاری گروہ موجود تھی عتبہ بن ربیعہ (جو آپ کا بڑا دشمن ہوا ہے) اس نے قریب آکر کہا کہ اے برادر زادہ تو صاحب اوصاف حمیدہ اور عالی خاندان ہے مگر تو نے ہماری قوم میں تخم نفاق بو دیا ہے اور ہمارے قبائل میں تفرقہ ڈال دیا ہے تو ہمارے بتوں کی توہین کرتا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کو کافر اور بت پرست بتاتا ہے اب ہم تجھ سے ایک قول فیصل کہتے ہیں خوب سوچ سمجھ کر جواب دینا اس قول کا قبول تیرے حق میں بہتر ہوگا حضور نے فرمایا کہ اے ابو الولید کیا کہنا چاہتے ہیں میں تیری بات خوب سنوں گا عتبہ نے کہا اے پسر برادر اگر تو اس ادعائے رسالت اور نبوت سے مال و دولت حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم آپ کو اتنی دولت جمع کر دیں گے کہ سب سے مالدار ہو جاؤ گے اگر تم کو عزت و وقار مطلوب ہے تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا سکتے ہیں لیکن اگر جنون تجھ پر غالب آگیا ہے تو ہم طبیب کو بلا کر تمہارا علاج کرا دیں جب عتبہ کی یہ تقریر پوری ہو چکی تو آپ نے پوچھا یا ابو الولید تیرا کلام ختم ہوا اس نے کہا ہاں یا محمد۔ آپ نے فرمایا میری سن آپ نے سورہ حم السجدہ رکوع ۱ سیپارہ ۲۴ "لھم اجر غیر ممنون" تک پڑھ کر سنائی اور پھر فرمایا کہ مجھے تمہارے اموال اور تمہاری شرافت اور تم پر حکومت کرنا مقصود نہیں۔ خدا نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے اور مجھ پر کتاب نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے بشیر و نذیر ہوں پس میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور خیر خواہی کی باتیں سنا دیں اگر قبول کرو گے تو دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گے اور اگر تم نے اسے رد کیا تو خیر میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔

اللہ اکبر کس عظمت و شان کا یہ جواب ہے۔ حضور کی شجاعت اور بہادری بھی مشہور آفاق تھی آپ ہر وقت خطرناک جگہ میں سب سے پہلے قدم بڑھاتے تھے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ خادم حضور کے تھے۔ آں حضرت سب سے زیادہ حسین سخی اور بہادر تھے ایک دن مدینہ میں ایک کھٹکا رات کے وقت ہوا تو اس کی طرف لوگ گئے۔ دیکھا کہ پہلے ہی سے نبی کریم واپس آرہے ہیں فرمایا مت ڈرو میں نے تحقیق کی ہے کوئی خطرہ نہیں آپ اس وقت ابی طلحہ کے ایک بے زین گھوڑے پر سوار تھے اور تلوار لٹکی ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ مکہ سے طائف کو جاتے تھے اور آپ کے ساتھ مومنین کی ایک جمعیت تھی تو یک بیک ایک پہاڑی سے بنی ہوازن نے تیر چلانے شروع کر دیئے۔ یہ قوم مشہور تیر انداز تھی اہل اسلام جو ابتدائی خاطر جارح تھے مضطرب ہو گئے آنحضرت نے للکار کر فرمایا انا النبی لا کذب و انا ابن عبد المطلب میں ہی وہ نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے اور میں ہی ابن عبد المطلب ہوں۔

آپ کی امانت تمام عرب کے لوگ مانتے تھے آپ کو امین اور مامون کے نام سے یاد کرتے تھے موافق اور مخالف آپ کے وصف امانت سے انکار نہیں کر سکتے مکہ میں عام دستور تھا کہ جس شخص کے پاس کوئی عجیب اور بیش قیمت چیز ہوتی جسے وہ اپنے پاس محفوظ نہ رکھ سکتا وہ آنحضرت کے پاس

امانت رکھتا بڑے بڑے مخالف شعرا جاہلیت نے آپ کے وصف امانت سے انکار نہیں کیا غرضکہ آپ عین عالم شباب میں بڑے بڑے عظام قوم کے مرکز و مرجع ہوئے۔

حضور کا حلم اور بردباری کمال درجہ پر تھی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

ابوسفیان جو کسی زمانہ میں بڑا بھاری دشمن رسول اللہ تھا اس نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ خفیہ خفیہ آنحضرت کو قتل کر ڈالے آپ ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بغل میں خنجر دبائے چلا آتا تھا سامنے سے دیکھکر الہام الٰہی نے آپ کو آگاہ کر دیا اور آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ یہ شخص غداری کے ارادہ سے آیا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے اور اس کی مراد کے درمیان حائل ہو نا کامیاب ہوگا۔ اسید بن حضیر صحابی نے آگے بڑھکر اسکے کپڑے ٹٹولے جھٹ خنجر ان میں سے گر پڑا اس پر بھی رحیم رسول نے ارشاد فرمایا کہ اس کو معاف کر کے جانے دو۔

ثمامہ بن اثال ایک رئیس عرب نے جس پر آنحضرت کی کمال عنایات مبذول ہوئی تھیں کفار مکہ کی سخت عداوت اور ایذا کو جو وہ آنحضرت کو دیتے تھے دیکھکر یمامہ سے غلہ کا مکہ میں جانا بند کر دیا اس پر کفار مکہ نے آپ کو لکھا کہ آپ تو صلہ رحم کے وعظ فرماتے ہیں اور ہماری یہ گت ہو رہی ہے کہ بھوکے مر رہے ہیں آنحضرت نے ثمامہ کو لکھا کہ غلہ مت روکو۔ سبحان اللہ اس سے بڑھکر رحم و کرم اور کیا ہو سکتا ہے کہ وطن سے نکالنے والوں خون کے پیاسوں کے ساتھ یہ سلوک مرعی ہوتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

حضور کی لطافت جسم

حضور کے مزاج میں نفاست اور پاکیزگی اس قدر تھی کہ ہر وقت جسم اطہر سے خوشبوئیں نکلتی تھیں اور عمامہ کی مشام جان کو معطر کرتی رہتی تھیں حضور کو عطریات سے بہت شوق تھا حضور جس گلی سے گذر جاتے تھے وہ کوچہ معطر ہو جاتا تھا حضور کی حدیث ہے کہ دین کا مدار پاکیزگی پر ہے حضور کی صفائی پسندی کی ایک دلیل یہ ہے کہ جو شخص حضور سے مصافحہ کرتا تھا تو اس کا ہاتھ دن بھر معطر رہتا تھا۔

حضور کا فہم و ذکا

حضور کی عقل و ذہانت بھی دیگر محاسن کی طرح لاثانی تھی عرب جیسی جاہل اور وحشی قوم کو ایک نظام میں کر دینا ان میں تمدنی اور معاشرتی ذوق پیدا کر دینا حضور کی ذہانت اور خوش تدبیری کی روشن دلیل ہے عربوں میں اخوت اور مساوات کو قائم کر دینا نسلی امتیازات کو محو کرا کے تمام افراد کو ایک مرکز مساوات پر لا کر کھڑا کر دینا حضور کی دانشمندی کی پوری دلیل ہے

حضور کی جود و سخا

حضور کی بخشش کا یہ عالم تھا کہ کسی سائل کے سوال کو حضور نے رد نہیں فرمایا اگر کسی وقت کچھ دینے کو پاس نہ ہوتا تھا تو اس سے اس طرح عذر فرماتے تھے جیسے کوئی کسی سے معافی چاہتا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور سب سے زیادہ سخی تھے خصوصاً ماہ رمضان میں حضور کی سخاوت اور بھی بڑھ جاتی تھی اور یہ وصف حضور میں نبوت سے قبل بھی تھا۔ ایکمرتبہ ۹۰ ہزار درہم چٹائی پر سامنے لا کر رکھ دیئے گئے جو سائل آتا حضور اسکو عطا فرماتے تھے کہ سب ختم ہوگئے

حضور کی فصاحت و بلاغت

حضور کا دعوی تھا کہ میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں اور اس دعوی کو تمام اہل عرب نے بالاتفاق تسلیم کر لیا تھا عرب کے جو مشہور خطیب اور زبان آور تھے ان کے سارے کارنامے حضرت سرور عالم کی بلاغت کے سامنے فنا ہو گئے تھے تمام قبائل عرب کی زبانوں سے حضور واقف تھے اور ہر قبیلہ سے اس کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے حضور کی زبان مبارک سے جو فقرہ نکلتا تھا وہ اس درجہ جامع اور معنی خیز ہوتا تھا کہ ملک میں مشہور ہو جاتا تھا اکثر علما نے حضور کے جوامع الکلم یعنی اس قسم کے پرمعنی جملے اپنی کتابوں میں جمع کئے ہیں۔

حضور کا حلم و صبر

صبر و حلم بھی حق تعالیٰ نے حضور کے فضائل میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ ہر موقع طائف میں حضور اقدس تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے حضور پر سنگ باری کی پتھر پھینکے جس سے حضور اطہر کا جسم خون آلود اور غلاظت آمیز ہو گیا لیکن دعا فرمائی تو یہی کہ خداوندا اس کا بدلہ لینا نہیں چاہتا کیونکہ یہ لوگ مجھے شناخت نہیں کرتے دل کی بصیرت نہیں رکھتے کبھی تو راہ راست پر آئیں گے ان کو اے پروردگار توفیق عطا فرما حضور کو عرش سے برابر تاکید آتی تھی کہ حلم و صبر پر ثابت قدم رہکر دیگر پیغمبران کی طرح اولوالعزمی کے ساتھ کام کریں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جنگ احد میں حضور کے زخم لگا اور چہرہ انور خون سے تر ہو گیا لوگوں نے عرض کیا کہ ان کفار پر حضرت نوح کی طرح بددعا فرمایئے ارشاد ہوا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ منافقوں سے شب و روز آزار سہتے تھے لیکن کبھی بدلہ لینے کے درپے نہیں ہوئے حضور کو غصہ بہت دیر میں آتا تھا اور راضی بہت جلد ہو جاتے تھے۔

حضور کی شرم و حیا

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور اقدس میں پردہ نشین عورت اور کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم تھی جب کوئی بات بے شرمی کی سنتے تو حضور کا چہرہ فوراً متغیر ہو جاتا تھا جب کوئی شخص حضور سے معافی چاہتا تو شرم سے گردن جھکا لیتے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کبھی کسی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے حضور اپنی آنکھیں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے اور جب ہنسی آتی تھی تو مسکراہٹ سے تجاوز نہ کرتی تھی قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے تھے۔

حضور کا وفاء عہد

حضور کا ارشاد ہے کہ جو عہد کا پابند نہیں وہ بے دین ہے ابتدا سے حضور وفاء عہد پر قائم رہے جو وعدہ یا پیمان کرتے تھے اس کو پورا فرما دیتے تھے اور کبھی نہ بھولتے تھے عبداللہ بن الحمار کہتے ہیں کہ نبوت سے قبل میں نے آنحضرت سے ایک معاملہ پر عرض کیا کہ حضور یہاں ٹھہر جائیں میں یہیں آکر آپ سے ملوں گا اس کے بعد میں بھول گیا تیسرے دن وہاں گیا تو دیکھا کہ حضور وہاں موجود ہیں میں حیران رہ گیا فرمایا کہ تم کہاں چلے گئے تھے میں تو تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں دوست یا دشمن جس سے جو وعدہ کر لیا اس کو ضرور پورا کیا۔

حضور کا پاس مروت

جس شخص سے حضور کا ذرا سا بھی تعلق ہوتا تھا تو اسکا خیال رکھتے تھے جنگ حنین کے قیدیوں میں حلیمہ دائی کی شیما گرفتار ہو کر آئیں جب حضور کو اطلاع ہوئی تو انکو اپنے پاس بلایا اور اپنی چادر بچھا کر ان کو بٹھا دیا اور دیر تک ان سے گفتگو فرماتے رہے پھر بہت سے تحائف دیکر احترام کے ساتھ ان کو واپس فرمایا۔ غرض کہاں تک حضور کے اخلاق حسنات فضائل بیان کئے جائیں۔ خامشی از ثنائے تو حد ثنائے تست۔

شمائل نبوی

(از جناب مراد صاحب مارہروی)

کسی انسان سے ملئے کسی کے پاس جائیے کسی سے گفتگو کیجئے آپ اس کی اچھائی برائی کے متعلق پہلا حکم اس کے اخلاق ہی کی بنا پر لگائیں گے اور اس کی جتنی نیک عادات آپ کے سامنے آتی جائینگی اتنی ہی اس کی محبت آپ کے قلب میں راسخ ہوتی جائے گی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کی نیک عادتیں انسان کا کیرکٹر ہی اس کی بہتری و برتری کا معیار قائم کرتی ہیں اس وقت دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کی عظیم ترین ہستی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل واطوار کیا تھے اور اس نور نے کس درجہ آپ کی مستجمع الصفات ذات گرامی کو جاذب و کشش کا ایک برقی خزینہ بنا رکھا تھا آپ کی زندگی کچھ اس انداز بیکسی کے ساتھ شروع ہوئی کہ کتم عدم سے عرصۂ شہود پر گامزن ہونے سے پیشتر پدر شفقت بار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس کے بعد طفولیت کے ابتدائی دور ہی میں مادر مہربان کے آغوش سے بھی آپ کو داغ محرومی نصیب ہوا۔ ماں باپ کی طرح کون بچہ کی نگہداشت اور اس کی عادات کی اصلاح کی طرف توجہ کر سکتا ہے کوئی استاد و معلم بھی نہ تھا جس کا وجود ہی مہر پدر کی تلافی بنجاتا اب آپ کے سامنے کوئی کتاب اور کوئی نصاب تعلیم نہ تھا کوئی بہتر صحبت نہ تھی اخلاق کی درستی کے سامان نہ تھے البتہ فطرت کا ایک صحیفہ ضرور تھا جس کے اوراق اس معصوم و جلیل القدر بچے کے سامنے کھلے پڑے تھے انہی کا مطالعہ رہتا تھا اور قدرت اس کی معلم تھی۔

سعید فطرت انسان بے ادبوں سے ادب سیکھتے ہیں اور جاہلوں کی بد زبانیاں ان کے لئے وجہ عبرت بنکر ان کے تزئین اخلاق کا سبب بنجایا کرتی ہیں یہی اصول آپ کے باب میں کارفرما رہا۔ کوئی معمولی فطرت ہوتی تو کسی نگراں کار کی عدم موجودگی اور عرب کے بداخلاق بچوں کی صحبت آسے اور تباہ کر دیتی لیکن آپ اس سے اور سنورتے اور عبرت حاصل کرتے رہے اور مکتب فطرت میں معلم قدرت سے سبق حاصل کر کے بچے سے جوان اور چھوٹے سے بڑے ہو گئے۔ بول تو بچپن ہی میں آپ میں تمام اخلاقی محاسن اور نورانی تجلیات جلوہ گر ہو چکی تھیں۔ چلن نہایت شریفانہ رفتار میں وقار گفتار میں متانت اور مزاج میں محبت و ہمدردی کے جوہر موجود تھے کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے لیکن جوان ہو کر آپ کا جوہر درخشاں اور چمک اٹھا آپ بددیانت بدکردار اور بدخصلت عربوں اور مشرکوں میں "امین" کے معزز لقب سے ملقب ہو گئے اور ہر چھوٹا بڑا آپ کی عزت کرنے لگا منصب نبوت عطا ہونے پر آپ کی ذات ایک مطلع انوار بن گئی اور آفتاب ایزدی کی پہلی شعاع نے آپ کے کاشانۂ ہستی کو نورٌ علیٰ نور بنا دیا۔ آپ دشمنوں اور مخالفوں کو فیاضی کے ساتھ بخشنے اور خطاؤں سے درگذر کرنے والے کسی کو زبان سے کبھی برا نہ کہا کسی کے لئے بددعا نہ کی کسی کو نہیں ستایا کسی کو کچھ نہیں دیا تو ہمیں ضعیفوں کے ملجا و ماویٰ بنے رہے کسی سائل کو نہ جھڑکا کسی کو جود و کرم سے محروم نہ جانے دیا امانتوں اور وعدوں کا پورا لحاظ رکھا ہر قسم کے لہو و لعب اور بری اور آوارہ صحبتوں سے علیحدہ رہے غور و فکر ذکر و شغل مجاہدہ و ریاضت میں وقت گذرا ابردوں کی اصلاح بگڑے ہوؤں کی درستی اخلاق اور مصیبت زدوں کی امداد شیوۂ عمل رہا تنہا پہاڑوں میں اور جنگلوں میں بیٹھے اور تنہائی میں مصروف عبادت رہتے دن بھر روزے رکھتے اور اکثر راتیں نماز و استغراق میں گذر جاتیں خود بھوکے سو رہتے مگر حتی الامکان کسی کو بھوکا نہ سونے دیتے اس استغراق و محویت اور اس زہد و ورع میں بھی آپ کی خوش مزاجی اور شگفتگی طبع قائم رہتی۔ نرمی و لینیت سے بات کرتے محبت و رافت سے ملتے تبسم و خرمی کے ساتھ باتیں کرتے بچوں سے کھیلتے بیویوں کی دلجوئی کرتے اعزہ و اقارب کا خیال رکھتے تبلیغ دین میں پوری ہمدردی و اخلاق سے کام لیتے راست بازی امانت تدین حلم اور عفو و عدالت میں سارا عرب آپ کا سکہ مانے ہوئے تھے کوئی بدترین دشمن بھی کبھی آپ کے خلاف کوئی الزام عائد کرنے کی جرأت نہ کر سکا تمام قریش اور کفار مکہ میں آپ الامین اور صادق مشہور ہو گئے۔ جب آپ سے کسی کا معاملہ پڑتا تو وہ آپ کی دیانت اور سلجھے ہوئے رویہ کو دیکھکر آپ کا گرویدہ ہو جاتا تاکہ اور اس کے گرد و نواح میں ہمیشہ فسادات کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے لیکن آپ نے کبھی ان میں حصہ نہیں لیا بلکہ ہمیشہ مصالحت و امن کی مساعی میں مصروف رہے جس سے ملتے بڑی خاکساری اور عجز و انکسار سے بات کرتے آپ کے کلام میں بلا کی شیرینی اور مزاج میں حد درجہ نرمی و محبت تھی۔ راستے میں کہیں بچے مل جاتے تو وہ آپ کی ٹانگوں میں چمٹ جاتے اور آپ ان سے نہایت شفقت و محبت سے باتیں کرتے کسی کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے کسی کو چومتے بوڑھے بڑوں کا ادب ہر موقع پر ملحوظ رکھتے سب سے تواضع و اخلاق سے پیش آتے کوئی بات کرتا تو پوری توجہ سے سنتے اور اطمینان و زمی کے ساتھ جواب دیتے پرلے درجہ کے مہمان نواز غریب پرور مصیبت زدوں کے غمگسار اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کے ناصر و حامی تھے۔ مظلوم کی حمایت اور ظالم کی فہمائش آپ کا وطیرۂ عمل تھا۔

خوش اخلاقی کی چند دلدوز مثالیں

حضرت انس آپ کے غلام تھے پورے دس برس تک آپ کی خدمت کی۔ لیکن اس وسیع مدت میں آپ نے انھیں کسی قصور پر سزا دینا تو ایک طرف جھڑکا تک نہیں حضرت انس کا بیان ہے کہ مجھ سے اکثر قصور ہو جاتے لیکن آپ ہمیشہ درگذر کرتے حضرت ابوسفیان نے اپنی زندگی کے بہترین چوبیس سال آپ کی مخالفت ہی نہیں بلکہ معاندت اور انتہائی دشمنی میں گذار دیئے ہر لمحہ اور ہر ثانیہ آپ کی تباہی و بربادی و بربادی و نقصان رسانی کی تجاویز سوچتے اور عمل میں لاتے

رہے۔ جب ہرقل روم نے آپ کے چلن کے متعلق ایسے خونخوار اور ازلی دشمن سے استفسار کیا تو یہ آپ کی شکایت ہی کی خاطر کے سلسلہ میں اس کے پاس گئے تھے مگر کہتے ہی بن پڑی کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے اور سچائی پر قائم رہتے ہیں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی وعدہ خلافی نہیں کرتے اور نہ ہم پر آپ کا کوئی جھوٹ ثابت ہوا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ ہمارے بتوں کو برا کہتے ہیں یہ ہے صداقت کی شان کہ ابوسفیان جیسے دشمن و معاند کی زبان انتہائی عداوت و جنگ کے زمانہ میں اعتراف محاسن پر مجبور ہوئی اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ اس پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہے غرور کے بجائے طبیعت میں عجز پیدا ہوتا ہے لشکر اسلام میں ایک ایک دروازے پر ایک ایک کے پاس جاتے ہیں ایک ایک سے سفارش کے ملتجی ہوتے ہیں لیکن ان کی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ تک اسے ڈانٹ دیتی اور مشرک بتاکر اپنے بستر پر نہیں بیٹھنے دیتیں لیکن شنوائی ہوتی ہے تو پھر دربار نبوت میں آپ ایسے جنم کے دشمن کو معاف بھی کرتے ہیں تو اس شان اور اس معافی کے ساتھ کہ ان کا سر وقار قائم رہے اپنے عجز و بیکسی کا احساس نہ ہو اعلان کر دیا جاتا ہے کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے امان دی جائیگی چشم بصیرت وا کرو سوچو اور غور کرو کہ ابوسفیان جیسے باغی خوفناک دشمن اور ازلی و قدیمی معاند کے ساتھ ایسے سیر چشمانہ سلوک کی مثال دنیا میں کبھی کہیں سنی اور دیکھی ہے۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے کہیں اس کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ صرف رسالت مآب ہی کی شان کرم تھی اور عفو و درگذر کے یہ نظارے دنیا میں آپ کو اسی سرکار میں ملسکیں گے۔

حضرت زید آپ کا ایک آزاد کردہ غلام تھا چند لٹیروں نے اسے پکڑ کر مکہ میں فروخت کر دیا تھا رفتہ رفتہ حضرت بی بی خدیجہ کے پاس پہنچ گیا آپ نے اسے رسول اکرم کے نذر کر دیا زید کا مصیبت زدہ باپ برسوں بیقرار اپنے لخت جگر کی تلاش میں پھرتا رہا ایک قافلہ کے ذریعہ اسے پتہ ملا تو عزیز بیٹے کا پتا پاتے ہی وہ دربار نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی بیٹے کی جدائی میں خواب و خور حرام ہو کر رہ گیا ہے بہت بے چین رہتا ہوں مجھ سے معاوضہ لیکر میرے اس نور دیدہ کو مجھے واپس کر دیجئے حضور کو فوراً ترس آگیا۔ آپ نے پدری دلسوزی کے ساتھ فرمایا کہ میں نے زید کو بلا معاوضہ آزاد کیا اگر وہ جانا چاہے تو چلا جائے البتہ میں خود اسے مجبور نہیں نکالوں گا۔ زید نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھ پر ماں باپ سے زیادہ شفقت کرتے ہیں میں آپ کے ساتھ سے نہیں جاؤں گا۔ یہ تھی محبت نبوی اور شفقت رسول کہ بیٹا باپ کی محبت کو بھول گیا غلاموں کے ساتھ جب محبت و شفقت کا یہ عالم تھا تو آزاد تو پھر آزاد ہیں اور آزاد و غلام پر کیا آپ کا دریائے رحمت سب کے لئے یکساں جوش میں رہتا تھا اور آپ سب سے اسی طرح محبت و اکرام سے پیش آتے تھے۔

شفا و عیاض میں مرقوم ہے کہ جنگ احد میں کفار نے آپ کے دندان مبارک شہید کئے سر مبارک میں زخم لگائے حتی کہ حضور ایک غار میں گر گئے صحابہ کرام نے بد دعا کرنے کی استدعا کی آپ نے فوراً جواب دیا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا ہوں مجھے تو خدا نے لوگوں کو اس کی بارگاہ تک پہنچا دینے کے لئے مبعوث کیا ہے رحمت بناکر بھیجا ہے اور اس کے بعد یہ دعا فرمائی کہ خداوندا کریم میری قوم کو ہدایت کا نور عطا فرما کر وہ مجھے نہیں جانتے ابھی وہ مجھے سمجھتے نہیں۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے اور لیٹتے ہی نیند آگئی آپ نے اپنی تلوار درخت کی ایک شاخ میں آویزاں کر دی اتنے میں ایک دشمن غوث بن حراث آیا اور تلوار نکالکر رسول کریم کو جگایا اور سر پر سے گستاخانہ لب و لہجہ میں ڈانٹ کر کہا بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آپنے چھوٹتے ہی جواب دیا "اللہ" اس جواب میں کچھ ایسی روحانیت بھری ہوئی تھی کہ وہ چکر کھا کر گر پڑا آپ نے بڑھکر فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے وہ پر رعب الفاظ سنکر سن ہو گیا سناٹے میں آگیا زندگی سے مایوس ہو گئی۔ آپ نے قرینہ سے اس کی یاس و اضطراب کا احساس کرکے فرمایا جاؤ میں انتقام نہیں لیا کرتا یہ میرا کام نہیں غوث یہ غیر متوقع کرم و جاں بخشی دیکھکر حیرت میں آگیا کچھ دیر تک اس پر سکتہ کا سا عالم طاری رہا اور اس کے بعد وہیں کلمہ شہادت پڑھ لیا اس عفو و رحم اور رحمت و کرم کی نظیر کہاں ڈھونڈو گے اور کہاں ملیگی۔ دنیا میں خونخوار دشمنوں اور اپنی جان لینے کے ارادہ کرنے والوں کو اور ایسے شدید و اشد معاندوں کو چھوڑنے والا کون ہے ایک ہستی، ایک انسان، رسول کریم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر پورے پیغمبرانہ انداز میں خطبہ پڑھا اور اعلان کیا کہ زمانہ جاہلیت سے لیکر آج کے دن قبائل میں جس باہمی جنگ و جدال کا سلسلہ چلا آتا ہے میں اسے معدوم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ اور اپنے چچا کی رقوم قرضہ کو معاف کرتا ہوں۔

آپ کا یہ طریق کار تھا کہ آپ کسی کو کسی ایسے کام سے منع نہیں کرتے تھے جس پر سب سے پہلے خود عمل پیرا نہ ہولیں اسی لئے اس موقعہ پر اس اعلان عفو کے ساتھ آپ نے سب سے پہلے اپنے خاندان کے دعاوی خون بخشے اور اپنے چچا کا قرضہ معاف کیا اس کا اثر براہ راست قلوب پر پڑتا ہے اور زبانیں گنگ اور دماغ تیار ہو کر رہجاتے ہیں یہی وجہ تھی کہ آپ کے نصائح بہت موثر اور کارگر ہوتے تھے۔

مشاہیر یورپ کا اعتراف

بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ عائشہ فرماتی تھیں کہ ایک ایک مہینہ ہمارے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی اور تمام کنبہ کھجوروں پر گذران کرتا تھا کہ معظمہ سے مدینہ آکر کبھی مسلسل تین روز ایسے نہیں گذرے کہ گیہوں کی روٹی برابر ہمیں نصیب ہوتی رہی ہو۔

مسٹر ولیم میور لکھتے ہیں:-

"رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خدائے برتر و توانا پر پورا بھروسہ اور اعتقاد تھا جس کی طرف سے آپ قوم عرب کی اصلاح و ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے آپ کے پائے ثبات کو کبھی بھی لغزش نہ ہوئی تھی آپ عالم تنہائی و مصیبت میں ایسے عالی ہمت اور مستقل الشان نظر آتے تھے کہ کتب مقدسہ سماویہ میں آپ کا کوئی عدیل و مثیل دکھائی نہیں دیتا۔ اسلام میں یہ منکساری

کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب میں نہیں"۔

مسٹر چیمبرا پنی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتے ہیں:۔

"مذہب اسلام کا وہ حصہ جس سے اس کے بانی کی طبیعت صاف صاف معلوم ہوتی ہے نہایت کامل اور بدرجہ غایت موثر ہے اس سے ہماری مراد اس کی اخلاقی نصیحتیں ہیں یہ نصیحتیں کسی ایک یا چند صورتوں میں مجتمع نہیں ہیں بلکہ اسلام کی عظیم الشان عمارت میں سلسلۃ الذہب کے مانند ملی جلی ہیں۔ ناانصافی جھوٹ غرور انتقام، غیبت استہزا، طمع، فضول خرچی، حرامکاری، خیانت اور بدگمانی کی شدید مذمت کی گئی ہے اور ان کے مقابلہ میں خیر اندیشی، فیض رسانی، پاکدامنی حیا، بردباری، صبر و تحمل، کفایت شعاری، سچائی راست بازی، عالی ہمتی صلح پسندی حق، راستی اور سب سے بڑھکر توکل برخدا اور انقیاد امر الٰہی کو سچی ایمانداری کی اصلی اور مومن صادق کا اصلی نشان قرار دیا ہے"۔

صبر و حلم کے اوصاف میں بھی آپ اپنا نظیر و مثیل نہ رکھتے تھے۔ شفاء عیاض میں مرقوم ہے کہ ایک روز ایک یہودی زید بن سعنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض مانگنے آیا آتے ہی چادر آپ کے شانہ مبارک سے اتارلی اور گریبان پکڑ کر جوش میں کہنے لگا کہ عبد المطلب کے خاندان والے بڑے نادہند ہوتے ہیں میرا قرضہ دو اور اس گستاخی پر حضرت فاروق کو تاب نہ رہی غصہ میں سرخ ہوگئے اور اسے پوری شدت و سختی کے ساتھ ڈانٹ بتائی گو اس گستاخ یہودی کی گرفت سے آپ کا گلا گھٹنے لگا تھا تاہم آپ کے قلب پر ذرہ برابر بار نہ گزرا اور ہنسنے لگے فرمایا تمہیں لازم تھا کہ اس سے سخت برتاؤ نہ کرتے آخر ہیں اس کا قرضدار یوں تم مجھے حسن ادائیگی کے لئے کہتے اور اس سے حسن تقاضہ کے لئے پھر زید کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ابھی تو یوم وعدہ میں تین روز باقی ہیں پھر عمرؓ سے کہا کہ اچھا اس کا قرضہ پہلے ہی ادا کردو بیس صاع زیادہ دینا کہ تم نے اسے ڈرایا دھمکایا ہے۔

اسی طرح ایک اعرابی نے آپ کی چادر کو زور سے جھٹکا دیکر بڑی گستاخی سے کہا تھا کہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا بلکہ خدا کا ہے اس میں سے ایک بار شتر مجھے بھی دے آپ نے یہ کہکر کہ تو سچ کہتا ہے اسے مال دیا اس سے زیادہ تحمل و بردباری کی مثال اور کیا سامنے آسکتی ہے آپ کے ایک اشارہ پر اس کے ٹکڑے اڑ سکتے اور سزا پا سکتے تھے لیکن آپ پیارے رسول تھے پیارے نبی تھے آپ کا کام اذیت دہی و سزا نہیں بلکہ عفو و کرم تھا اور اسی سلوک و برتاؤ کا یہ نتیجہ تھا کہ جو یہودی ازراہ شرارت آپ کی تذلیل کے لئے آیا تھا وہ وہیں سے مسلمان ہوکر گیا۔

دشمنوں پر کرم و لطف کی اور مثال سنئے مکہ میں قحط پڑتا ہے ایسا شدید قحط [illegible] مردار ہڈیاں کھالی شروع کردیتے ہیں دشمنوں کے گروپ میں یہ [illegible] جاتی ہے جان سے لالے پڑ جاتے ہیں انہی دشمنوں میں [illegible] آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں آپ کا جانی دشمن ہوں اور آپ بھی میری شرارتوں سے واقف ہیں لیکن آپ کی ذات ایک منبع جود و کرم ہے اور دوست و دشمن سب کہتے ہیں کہ اس بحر سخا سے اپنا پایا ہر شخص مستفیض ہوسکتا ہے پورا بھروسہ ہے کہتا ہے کہ محمد آپ تو لوگوں کو صلہ رحمی اور حسن سلوک کی تعلیم دیا کرتے ہیں دیکھئے تو آپ کی قوم ہلاک ہورہی ہے خدا سے دعا کیجئے آپ بہت متاثر ہوئے اور اسی وقت ہاتھ اٹھا مالک ارض و سما سے دعا کی خوب بارش ہوئی اور کھیتیاں سیراب ہوگئیں یہ ہیں لطف و کرم نبوی کی تجلیاں دوست تو دوست دشمنوں کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اسے بھی چھوڑئیے اور انسانیت و رسالت کی اس بلندی و عظمت پر غور کیجئے کہ خون کے پیاسے اور جان کے دشمنوں تک کو یہ بھروسہ ہے کہ خدائے ذوالجلال کا یہ پیارا نبی ہمیں محروم نہ لوٹنے دیگا اور ہماری مصیبتوں میں اگر کوئی کام آسکتا ہے تو وہ یہی گرامی قدر ہستی ہے جس کی جان لینے کی تدابیر ہم دن رات سوچتے رہتے ہیں۔ سچ ہے کہ ہمارے رسول پیارے رسول غریبوں اور محتاجوں کے دکھ درد میں کام آنے والے رسول کیا تھے اور کیا ہیں ایسے ہم بدبخت نہیں سمجھ سکتے ہماری یہ بدنصیبی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے کہ ان کے کہلاکر ان کے ہوکر پھر داغ لنصیب ہیں ہم نے اسوہ رسول کو کیا چھوڑا کہ کائنات عالم نے ہمیں چھوڑ دیا اور عرش والے فرش پر اوندھے آرہے۔

حدیبیہ کا لق و دق میدان ہے آپ صحابہ کے ساتھ میدان میں نماز میں مصروف ہیں کہ کوہ تنعیم سے ۸۰ آدمی چپکے سے اترتے ہیں اور سب کو قتل کرڈالنا چاہتے ہیں یکایک گرفتار ہوجاتے ہیں رسول کریم اللہ جانے کیا تھے اور کس درجہ رقیق و کریم آپ کے قلب کے پردہ ہائے نہانی میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا گیا تھا آپ کو ان کی بیکسی دیکھکر رحم آجاتا ہے بیچارگی کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے آپ اسی وقت انہیں رہا کر دیتے ہیں۔ مکہ فتح کرتے ہیں تو بیس برس کے جانی اور خونی دشمنوں کے اترے ہوئے چہرے اور حلقہ پڑی آنکھیں دربار نبوی میں شفیع بنجاتی ہیں آپ کا دل درد سے بھر جاتا ہے سب کو امان دیدیتے ہیں اور خون گرانے والوں اور اپنے پیارے چچا کے قاتلوں اور چچا کا کلیجہ چبا جانے والوں کسی کا بھی ایک قطرہ خون نہیں گراتے آنکھیں رکھنے والے دیکھیں اور دل میں تڑپ کے حامل غور تو کریں کہ یہ کیسے پیمانہ کرم میں کہیں بھی شہر اس طرح فتح ہوسکتے ہیں اور مخالفین کے ساتھ کسی قوم میں بھی ایسے کہر بار اور دریابخش سلوک کئے گئے ہیں حضرت عائشہ صحیح فرماتی ہیں کہ کوئی شخص حسن اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری نہ کرتا۔

کوئی شخص گھر کا ہو یا باہر کا آپ سب کے جواب میں لبیک کہتے وعظ و نصیحت میں کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ لوگ اکتا نہ جائیں راستہ میں کوئی مل جاتا تو سلام میں آپ ہی تقدیم کرتے صحابہ کو عزت سے نام لیکر پکارتے کبھی کسی کی بات نہ کاٹتے اکثر اوقات متبسم رہتے ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا ہیبت سے کانپ اٹھا فوراً آپ کھڑے ہوگئے کہنے لگے گھبراؤ نہیں میں بادشاہ نہیں ہوں قریش کی ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

اللہ اللہ شہنشاہ دو عالم کا مرتبہ پورے عرب کے فرمانروا اور یہ خاکساری یہ فروتنی اور یہ عجز و نیاز! انہی تجلیوں اور مخلوق نوازیوں نے یورپ کے مغرور دہریوں اور ملحد نمائوں تک کو ششدر بنا دیا ہے اور وہ بھی جس وقت آپ کے مکارم اخلاق پر تدبر فرماتے ہیں تو ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی

ہے روس کا فاضل محقق کاؤنٹ ٹالسٹائی لکھتا ہے اور پورے سرشاری کے عالم میں لکھتا ہے کہ:-

"حضرت محمد بے انتہا منکسر المزاج رحم دل راستباز خلیق متحمل انصاف پسند اور جلیل القدر مصلح ریفارمر تھے آپ کے نزدیک دنیوی مفاخرت کوئی چیز نہیں تھی آپ جتنی عزت ایک دولتمند کی کرتے تھے اتنی ہی ایک غریب اور مفلوک الحال کی بھی کرتے تھے کبھی کسی غریب آدمی کو آپ نے نظر حقارت سے نہیں دیکھا ہر شخص سے بڑی محبت سے پیش آتے تھے بیماروں کی عیادت کو تشریف لیجاتے غریبوں کی دعوت کو قبول کر لیتے بکریوں کا دودھ دوہتے اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگا لیتے آگ سلگاتے جھاڑو دیتے اپنی جوتیاں گانٹھتے غرضکہ گھر کے ادنی سے ادنی کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے دنیا کے تمام انصاف پسند محققین اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمد کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی"

حضور اکرمؐ کے مظاہر اخلاق

یوں تو پھر انسان میں خود خدائے قدوس کا بخشا ہوا سے حیثیت اخلاق و مادی کی تعریف خود "انک لعلیٰ خلق عظیم" کے الفاظ میں کر رہا ہے مولانا شبلی نعمانی مرحوم سیرت نبوی میں فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم کے خلق عظیم میں سب سے کا قمر دوست دشمن اور عزیز و بیگانہ کی کوئی تمیز نہ تھی ابر رحمت دشت و چمن پر یکساں برستا تھا۔

ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں آئے اور شرارت سے سلام علیکم کے بجائے السام علیکم یعنی تم پر موت، کہا حضرت عائشہؓ نے غصہ میں آکر انھیں سخت جواب دیا آپ کو یہ ظلم اور یہ تیزی ناگوار گذری اور فرمایا کہ بد زبانی نہ کرو اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح ایک یہودی نے شکایت کی کہ ایک مسلمان نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے آپ کو بہت غصہ آیا اور اسی وقت اس مسلمان کو گھر سے بلوا کر خوب ڈانٹا، تنبیہ کی اور ملامت کی۔

عمرو بن وہب حضور سرور عالم کا جانی دشمن تھا ایک مرتبہ اس نے اپنی تلوار زہر میں بجھائی اور آپ کو شہید کر دینے کی نیت سے مدینہ آیا بھید کھل گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کے ٹکڑے اڑا دینے چاہئیں لیکن آپؐ نے اسے اپنے دامن رحمت میں چھپا لیا اور بالکل معاف کر دیا جس پر وہ وہیں مسلمان ہو گیا۔

ایک مرتبہ جنگ میں کچھ قیدی گرفتار ہو کر آئے جو آپ کے مکان میں رکھے گئے دشمن تھے خطرناک تھے مشکیں کس کر باندھ دی گئیں تھیں رات کا وقت تھا حضرت عباس کے کراہنے کی آواز برابر آرہی تھی یہ آواز سنکر آپ بیتاب ہوئے جاتے تھے آپ کے چچا تھے ہنوز ایمان نہ لائے تھے کفار کی طرف سے لڑنے آئے قید ہوئے تھے خون جوش مار رہا تھا لیکن قیدیوں میں صحابہ کرام کے عزیز بھی تھے اس لئے کچھ کہہ نہ سکتے تھے بار بار اس طرف جاتے اور لوٹ آتے تھے صحابہ سمجھ گئے آپ نے جا کر ان کی مشکیں کھول دیں کراہنے کی آواز بند ہوتے ہی آپ بشاش ہو گئے لیکن معاً فرمایا کہ قیدیوں میں ...... چچا ہی نہیں بلکہ تمہارے عزیز بھی ہیں یہ ناانصافی کی بات ہے ...... یہ صلہ رحمی سب کے لئے ضروری ہے جو صلہ رحمی نہیں کرتا اپنے اعزہ و اقربا سے مخالفت کرتا ہے محبت نہیں کرتا ان کے ساتھ سلوک نہیں کرتا ان کی امداد سے گریز کرتا ہے وہ قطعی جہنمی اور دوزخی ہے مانا کہ یہاں معاملہ دوسرا ہے مگر سلوک میں امتیاز درست نہیں سب کی مشکیں کھول دو مشکیں کھلنے پر آپ بحد مسرور ہوئے چہرہ پر بشاشت کی سرخی دوڑ گئی یہ ہے عفو و درگذر اور دشمنوں پر رحم و کرم کا عالم تاریخ کے اوراق الٹو اور کوئی نظیر اس حسن سلوک کی دنیا کے کسی حصہ سے پیش کر کے دکھاؤ یہ جود و الطاف کہیں آپ کو نظر نہ آئیں گے۔ مرحبا سید مکی مدنی العربی آپ فرمایا کرتے تھے جو لوگ چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کا ادب نہیں کرتے وہ ہم میں سے نہیں ہیں اچھا شخص وہی ہے جو اللہ کے بندوں سے اچھا سلوک کرتا ہو تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے سلسلہ کلام منقطع رکھنا ہرگز جائز نہیں حضرت ابو بکر صدیق اور علی حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر میں شدید مخالفت ہو گئی ام المومنین نے تو بول چال تک کی قسم کھا لی لیکن جب انھیں رسول کریم کا فرمان یاد آیا فوراً توبہ کر لی اور دل صاف ہو گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو جب تجارت میں نفع ہوتا تو اس میں نصف نفع اپنے غریب رشتہ داروں کو اور ہمسایوں کو بھجوا دیتے اور فرماتے کہ رسول اللہ نے رشتہ داروں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کی بیحد تاکید کی ہے۔

کعب بن زہیر اپنے عہد کا زبردست شاعر تھا رسول کریم کے متعلق ہجو میں ناپاک شعر کہتا اور علانیہ مجلسوں میں سناتا اس کی معاندت کی بنا پر قتل کا فتویٰ دیدیا گیا فتح مکہ پر یہ ڈرا اور کہیں روپوش ہو گیا اس کا بھائی مسلمان ہو گیا تھا اس نے سمجھایا تو اس نے جل کر مزید توہین آمیز اشعار کہے جس سے مسلمان اس کے دشمن ہو گئے جب جانبری دشوار نظر آئی تو ایک دوست کے مشورے سے یہ اجنبی بنکر دربار نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کعب امان مانگنے آیا ہے کیا حضور اسے بخش دیں گے یہاں عفو و کرم کا ایک سمندر لہریں مار رہا تھا یہ بات ہی کیا تھی اثبات میں جواب ملا کعب بول اٹھا کہ کعب اسی گنہگار کا نام ہے اور اسی وقت کلمہ پڑھا اور مودب کھڑے ہو کر ایک نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا آپؐ نے مسرور ہو کر اپنی چادر کعب کو اڑھا دی یہ چادر بیس ہزار درہم میں اس کے وارثوں سے حضرت امیر معاویہ نے خریدی اس کے بعد بنو امیہ اور بنو عباس میں سے ہوتی ہوئی ترکوں کے پاس پہنچی اور اب تک قسطنطنیہ کے خزانہ تبرکات میں موجود ہے۔ یہ تھیں آفتاب نبوت کی شعاعیں اور رسول کریم کے شمائل جب تک سطح ارضی پر یہ ماہ منور چمکتا رہا جب تک زندگی نے وفا کی جب تک زبان نے یاریگری کی اس وقت تک خدا کی مخلوق اور اللہ کے بندوں کے لئے آپ کی ذات گرامی الطاف و مکارم اور بیشمار نعمتوں و برکات کا سرچشمہ بنی رہی اپنی جان کے دشمنوں ایمان کے دشمنوں عزیز و اقارب کے دشمنوں کسی سے انتقام لینا تو ایک طرف کسی کو ذرہ برابر نقصان بھی نہیں پہنچایا صبر و تحمل، عفو و درگذر، جود و سخا اور رحم و کرم کی ایسی روشن اور فقید المثال نظیریں دنیا کے سامنے پیش کیں جنھیں چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا ان شمائل نبوی کی لطافتوں نے ایک دنیا کے قلوب کو مسخر کیا اور کرتی رہیں گی کاش مسلمان سمجھیں اور اپنی اصلاح پر آمادہ ہوں یہ گہر لآلی اور یہ در نایاب معرفت کا خزانہ نبوت میں دیکھے اور دیکھے جاتے ہیں قلب مسحور ہو چکا اور دماغ حفظ تاثرات سے قاصر ہو گیا اب یہ لذیذ ترین مضمون ختم کرتا ہوں۔ کہ

۴ نہ اب گفتار کی طاقت ہے نہ تحریر میں دم۔

رسول عربی اور صحف سماوی

(ابو المحمود جناب مولوی یعقوب احمد صاحب دہلی)

پیشنگوئیاں اور بشارتیں

ہمیشہ سے انبیائے کرام اپنے بعد آنے والے نبی کی نسبت پیشنگوئیاں کرتے رہے ہیں تاکہ جس مشن اور جس مقصد کے لئے وہ ساعی تھے اس کے بعد ان کے متبعین اس آنے والے نبی کی پیروی کر کے اس مقصد کی تکمیل میں کوشاں ہوں اس لئے جملہ انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد ایک ہی رہا ہے، حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء و رسل دنیا میں آئے ان سب نے ایک ہی چیز کی منادی کی کہ وہ خدائے وحدہ لاشریک لہٗ کی وحدانیت کا اعلان اور شرک سے بچنے کی تلقین اور برائیوں اور بدیوں سے احتراز و اجتناب کرنے اور نیکیوں کے اختیار کرنے کا وعظ کہنا بس یہی مقصد تمام انبیا کا تھا اس لئے ہر ایک نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کے متعلق پیشین گوئی کی اور چونکہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم المرسلین تھے اور متمم نعمت الٰہی تھے اس لئے تمام انبیاء نے آپ کے متعلق پیشین گوئیاں کیں اور اپنی اپنی امت کو ہدایت کی کہ جب وہ آخری آنے والا آئے تو اس کی پیروی کرنا چنانچہ اس وقت جس قدر صحف سماوی موجود ہیں باوجودیکہ ان کے اندر بہت کچھ تحریف ہو چکی ہے اور ایک ملک کے نسخے دوسرے ملک کے نسخوں سے نہیں ملتے پھر بھی رسول عربی فداہ ابی وامی کے متعلق کثرت سے پیشین گوئیاں ان میں ملتی ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی عیسٰے نے بنی اسرائیل کو جو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جس کا نام احمد ہوگا اس کا ذکر قرآن میں بھی کر دیا گیا ہے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعا مانگی تھی اس کا ذکر بھی قرآن میں کر دیا گیا ہے حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ میں دعا مانگی تھی۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ یہ دعا اس وقت مانگی تھی جب آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو اس وادی غیر ذی زرع میں بسایا تھا اور باپ بیٹوں نے مل کر خانہ کعبہ کو تعمیر کیا جب خانہ کعبہ تعمیر ہو چکا تو منجملہ اور دعاؤں کے ایک دعا یہ بھی کی تھی کہ اے خدا میری اولاد میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات پڑھکر سنائے ان کے قلوب ارواح کا تزکیہ کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت مسیح کی بشارت اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا کس طرح قبول ہوئی اور پوری ہوئی۔

حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت یحیٰؑ حضرت داؤدؑ غرضکہ تمام انبیاء و مرسلینؑ نے آنحضرتؐ کی بعثت کے متعلق پیشین گوئیاں کی ہیں اور اپنی اپنی امتوں کو بشارتیں دی ہیں چنانچہ یہود و نصاریٰ کے علماء بلکہ عوام بھی آنے والے نبی کے منتظر تھے اور یہود نے تو خوشیاں منائی تھیں کہ آنے والا آگیا مگر چونکہ آنحضرتؐ نے عیسیٰؑ کی تصدیق کی کہ وہ اللہ کے رسول تھے اور مریمؑ صدیقہ کے بطن سے بامداد روح القدس آپ کی ولادت ہوئی تھی اور یہ کہ آپ کو صلیب نہیں دیگئی اس سے یہودی خفا اور مایوس ہوگئے اور آنحضرتؐ سے منحرف ہوگئے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ان کی طرح آپ بھی حضرت عیسیٰؑ کو رسول تسلیم نہ کریں اور مصلوب مان لیں اس کے علاوہ بعثت سے قبل آثار و علائم کو دیکھ کر متعدد عیسائی راہبوں نے آپ کی نبوت کی پیشین گوئی کی تھی اور جو علمائے یہود و نصاریٰ بعد میں ایمان لائے انہوں نے بیان کیا کہ توراۃ و انجیل میں آنحضرؐ کے متعلق پیشینگوئیاں موجود تھیں ورقہ بن نوفل وغیرہ راہب کی پیشینگوئی تاریخوں میں صحیح روایت سے محفوظ ہے اب ہم صحف سماوی کی پیشین گوئیاں نقل کر کے ان پر بحث کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی پیشین گوئی

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا“ کتاب استثنار باب ۱۸ ورس ۱۵ اسی باب کے ۱۸ اور ۱۹ ورس میں اس سے زیادہ واضح ہے“ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری یہ دونوں پیشین گوئیاں حضرت موسیٰؑ کی زبان وحی ترجمان سے ادا ہوئی ہیں یہ کلام الٰہی کا جزو ہیں کیونکہ خدا نے یہ فرمایا کہ اے موسیٰ تجھ سا اور تیرے مانند تیرے بھائیوں میں ایک نبی برپا کروں گا۔

حضرت موسیٰؑ کی یہ پیشین گوئی صاف طور پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اس پیشین گوئی کی تشریح یہ ہے کہ:۔

بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل ہیں جیسا کہ کتاب پیدائش باب ۱۶ و ۱۲ اور باب ۲۵ و ۱۹ میں اسکی صراحت موجود ہے اس کے علاوہ ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو فرزند حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت اسحاقؑ تھے حضرت اسحاقؑ کے فرزند حضرت یعقوبؑ تھے جن کی اولاد اسرائیلی کہلائی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد اسمٰعیلی اور یہ دونوں قومیں آپس میں بھائی بھائی تھیں کیونکہ ایک دادا کی اولاد تھیں دوسرے یہ کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے مانند کوئی دوسرا نبی نہیں ہوا اس لئے واضح طور پر یہ پیشینگوئی ہمارے ہی نبی کے متعلق ہے۔

اس پیشین گوئی میں خدا فرماتا ہے کہ "میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" یہ رسول عربی صلعم ہی کے متعلق ہے کیونکہ قرآن حکیم کے سوا اور کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں جس میں خدا کے الفاظ بعینہٖ محفوظ ہوں۔ توراۃ اور انجیل کے متعلق یہودی و عیسائی پادری دونوں اس امر کے مقر ہیں کہ موسیٰؑ کے دس احکام کے سوا خدا کے الفاظ توراۃ میں محفوظ نہیں ہیں اور یہی حال انجیل کا بھی ہے اور پادریوں کو اقرار ہے کہ وحی آسمانی کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں اب ظاہر ہے کہ جہاں تک کلام الٰہی کا تعلق ہے صرف حضور محمد رسول اللہ ہی کی ایک ذات رہ جاتی ہے جن کے متعلق یہ پیشین گوئی پوری اتر سکتی ہے کیونکہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ اور ایک ایک زبر زیر پیش جزم و تشدید سب کچھ بعینہٖ وحی آسمانی کے مطابق محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

اب اس کے بعد پیشین گوئی کے لفظ "تیرے مانند" اور "تجھ سا" پر غور کیجیے حضرت موسیٰ کی زبان سے یہ پیشین گوئی کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے مانند ایک نبی برپا کیا جائے گا۔ اب دیکھئے کہ حضرت موسیٰؑ کے مانند حضرت موسیٰؑ کے بعد آنحضرتؐ کے سوا اور کونسا نبی برپا کیا گیا حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت صاحب ہجرت اور صاحب جہاد تھے اسی طرح ہمارے نبی کریم بھی صاحب شریعت صاحب ہجرت اور صاحب جہاد ہوئے اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کو [illegible] سال کے شروع میں نبوت عطا ہوئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبوت عامہ و رسالت تامہ کے خلعت سے اکتالیسویں سال کے شروع میں سرفراز فرمایا گیا۔

اب منکرین نبوت محمدی کہتے ہیں کہ اس پیشین گوئی میں یہ الفاظ بھی ہیں "تیرے ہی درمیان سے" تاکہ اس طرح ان کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے اس پیشین گوئی کے مصداق محمد رسول اللہ نہیں ہیں بلکہ بنی اسرائیل کا کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ لیکن اول تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا مماثل کوئی دوسرا رسول بنی اسرائیل میں مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰؑ کے بعد اولوالعزم انبیاء میں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے مگر وہ حضرت موسیٰؑ جیسے نہ تھے نہ وہ صاحب شریعت و صاحب جہاد تھے اور نہ صاحب ہجرت۔ اس کے علاوہ یہ الفاظ الحاقی ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ یونانی توراۃ میں یہ لفظ موجود نہیں ہیں۔ اسی باب کی آیت ۱۸ و ۱۹ میں پھر یہ پیشین گوئی دہرائی گئی ہے اس میں بھی یہ الفاظ نہیں۔ رسولوں نے اس آیت کو اعمال ۳ باب ۲۲ و ۲۳ میں درج کیا ہے اس میں بھی "تیرے ہی درمیان سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔

حضرت موسیٰ نے دوسری پیشین گوئی بھی فرمائی ہے جو یہ ہے "خداوند سینا سے نکلا شعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہے اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا"۔ سینا سے نکلا سے مراد حضرت موسیٰ ہیں شعیر سے چمکا سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں اور فاران سے ظاہر ہوا سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فاران مکہ کا نام ہے اور دس ہزار قدسیوں کے لشکر سے مراد وہ دس ہزار مسلمانوں کی فوج ہے جو فتح مکہ کے وقت آنحضرتؐ کے ہمرکاب تھی۔

حضرت سلیمانؑ کا ترانہ

عبرانی بائبل میں حضرت سلیمانؑ کا یہ ترانہ درج ہے:—

"وہ تو ٹھیک محمد ہے میرا خلیل میرا حبیب یہی ہے اے دختران یروشلم" تمام پادری صاحبان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ غزل الغزلات میں ہیکل (قبلہ) نے کسی موعود بزرگ کے عشق میں ترانہ گایا ہے اور پھر اس کو حضرت مسیحؑ کے متعلق بتلاتے ہیں اور محمد کا ترجمہ عشق انگیز کرتے ہیں عبرانی میں لفظ "محمدیم" ہے یہ ترانہ گو بائبل نے اپنی زبان سے ادا کیا ہے مگر اس کے مصنف حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں ان کے ترانہ میں لفظ محمدؐ موجود ہے اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ وہ ہیکل میں دس ہزار آدمیوں کے ساتھ آوے گا اس کے بعد صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت مسیح کی ذات نہیں محمد رسول اللہؐ کی ذات مقدس ہے کیونکہ ہیکل (قبلہ) میں حضرت مسیحؑ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ نہیں گئے تھے لیکن فتح مکہ کے وقت حضرت محمد رسول اللہؐ دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ اپنے ہیکل (یعنی قبلہ) میں تشریف لے گئے تھے اس کا ثبوت حضرت موسیٰؑ کی پیشین گوئی سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے صاف بیان فرمایا ہے کہ خداوند سینا سے آیا شعیر سے چمکا اور فاران سے ظاہر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی فاران [illegible] نام ہے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت سلیمانؑ کا ترانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔

ملاکی نبی کی پیشین گوئی

"وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آوے گا دیکھو وہ یقیناً آوے گا رب الافواج فرماتا ہے پر اس کے آنے کے دن کون ٹھہر سکے گا اور جب وہ نمودار ہوگا کون ہے جو کھڑا رہے گا" (ملاکی نبی کی کتاب باب ۳ درس ۱)

اس الہامی پیشنگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عہد کے رسول کی پیشنگوئی انبیاء سابقین کرتے چلے آ رہے تھے اس معہود و موعود کا انتظار ہر ایک عہد اور ہر ایک زمانہ کے لوگ برابر کر رہے تھے اور اس کی علامات کے معلوم کرنے کا شوق ہر ایک کو رہتا تھا اسی وجہ سے اپنے اپنے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام اپنا فرض سمجھتے تھے کہ اس کی علامات بیان کر دیں ملاکی نبی کی کتاب عہد نامہ قدیم کی سب سے آخری کتاب ہے اور اس کا زمانہ حضرت مسیحؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان کا ہے اس لیے اس پیشنگوئی کا مصداق یا تو حضرت مسیح کا وجود ہو سکتا ہے یا محمد رسول اللہ کی ذات اقدس ہو سکتی ہے لیکن بادنیٰ تامل معلوم ہو جائے گا کہ اس کے مصداق حضرت مسیح نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد صلعم ہیں۔

اس پیشنگوئی کے مصداق حضرت مسیح کیوں نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ متی نے اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت مسیح کو نہیں بتلایا حالانکہ اس نے مسیح کے متعلق تمام پیشین گوئیاں انجیل میں نقل کر دی ہیں۔

لہٰذا قدیم مصنفین میں سے کسی نے بھی اس کو حضرت مسیح کی بابت نہیں بتلایا لیکن عیسائی مصنفین نے مسیح علیہ السلام کو جو عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں کہ رسول ہیکل میں دشمن ان کے سامنے مغلوب نہیں ہوئے بلکہ دشمنوں نے

ان کو مغلوب کر لیا تھا اس کے برعکس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیشینگوئی ان وجوہ سے صادق آتی ہے

(۱) "اپنی ہیکل" کا لفظ موجود ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس مکان کی طرف آئے گا جسے خود اس نے ہیکل ہونے کا درجہ بخشا ہو چنانچہ کعبۃ اللہ کو آنحضرت نے فتح مکہ سے تقریباً سات سال قبل قبلہ قرار دیا تھا اسکے علاوہ

(۲) پیشین گوئی میں لفظ "ناگہاں آوے گا" کے ہیں چنانچہ فتح کے وقت آنحضرت معہ دس ہزار مجاہدین کے ناگہاں پہنچ گئے تھے اور اہل مکہ کو صرف اس وقت معلوم ہوا تھا جب آپ نے مکہ کا محاصرہ کر لیا تھا حضور ناگہاں فعتہً پہنچے اور ناگہاں دشمنوں کو جا لینے کی دعا ہی کی تھی جو مستجاب ہوئی تھی۔

(۳) فتح مکہ کے وقت کوئی بھی اہل مکہ میں سے مقابلہ پر نہ ٹھیر سکا تھا۔

(۴) لفظ "عہد کا رسول" اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں کیونکہ حضرت مسیح نے صاف انکار کر دیا تھا کہ میں "وہ نبی" نہیں ہوں۔ اس سلسلہ میں یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی کو بھی سامنے رکھئے جس میں ایک اونٹ کے سوار کا ذکر کیا ہے حضرت مسیح گدھے پر سوار ہو کر بیت المقدس کو دکانداروں اور کبوتر فروشوں سے صاف کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور ان کو وہاں سے نکال کر ان کو مقدس ٹھیرایا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہو کر گئے تھے اور کعبۃ اللہ کو بتوں سے پاک و صاف کیا تھا۔

وہ نبی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے جس سے حضرت مسیح نے انکار کیا کہ میں "وہ نبی" نہیں ہوں اس کا انتظار ہر زمانہ میں ہر ایک نبی کی امت نے کیا ہے انجیل یوحنا باب ۱۹ سے ۲۰ تک کی مطالعہ کیجئے یوحنا نے اقرار کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ میں وہ نبی نہیں ہوں انھوں نے پوچھا کیا تو ایلیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت کے لوگ تین انبیاء کے منتظر تھے ایک ایلیاس دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی انجیل سے ثابت ہے کہ یوحنا نے یہ سن کر کہ مسیح آ گیا اور مسیح نے یوحنا کو ایلیاس کہا اب تیسرا رہ گیا یعنی "وہ نبی" وہ محمد رسول اللہ ہی ہیں جن کو مسلمان آنحضرت کہتے ہیں اگر آنحضرت "وہ نبی" نہ تھے تو ہم کو بتلایا جاوے کہ حضرت مسیح کے بعد وہ نبی کہلانے والا کون ہے؟

امین اور صادق کی پیشین گوئی

ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل ہی قریش مکہ سے امین اور صادق کا لقب حاصل کر لیا تھا یعنی آپ کی زندگی اس قدر بے داغ اور مقدس و صاف تھی کہ تمام قوم کی زبان پر آپ کے لئے امین و صادق کے الفاظ جاری ہو گئے تھے لوگ آپ کو اس لقب سے پکارتے تھے جو آپ کی ذات اقدس پر پورا عبور کرتے تھے چنانچہ تعمیر کعبہ کے وقت جب حجر اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا تو ۔ ۔ ۔ قبائل میں آپس میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ کون اس کو اٹھا کر اپنی جگہ پر نصب کرے اور بالآخر طے پایا تھا کہ جو شخص حرم میں سب سے پہلے ۔ ۔ ۔ ۔ میں داخل ہو وہی سب کا حکم ہو گا اتفاقاً حضور ہی صادق و امین ہی سب سے پہلے داخل ہوئے تھے آنحضرت کو دیکھتے ہی تمام قبائل نے نعرہ لگایا تھا هذا الامين رضينا ه یہ امین ہے اور ہم سب اس سے راضی ہیں یہ نبوت و رسالت سے قبل کا واقعہ ہے۔

اب اس لقب کی تصدیق دیکھیو بائبل سے کس طرح ہوتی ہے۔ یوحنا حضرت مسیح علیہ السلام کا حواری ہے حواری کو یا صحابی کو کہتے ہیں۔ انجیل کے آخر میں حضرت یوحنا کے مکاشفات ہیں ان مکاشفات کی کتاب کے شروع میں یہ درج ہے:۔

"مسیح کا مکاشفہ جو خدا نے اس کو دیا تھا تاکہ اپنے بندوں کو وہ باتیں جن کا جلد ہونا ضرور ہے دکھائے"

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکاشفات میں ان باتوں کا ذکر ہے جو یوحنا کے بعد دنیا میں ہونے والی تھیں واضح ہو کہ یوحنا نے حضرت مسیح کے بعد یہ مکاشفات دیکھے تھے۔ یوحنا فرماتے ہیں:۔

پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ (۱) ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار (۲) امانتدار اور سچا کہلاتا ہے (۳) اور وہ راستی سے عدالت کرتا (۴) لڑتا ہے اور (۵) اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کے مانند (۶) اور اس کے سر پہ بہت سے تاج (۷) اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا (۸) اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا (۹) اور اس کا کلام کلام خدا ہے (۱۰) اور وہ فوجیں جو آسمان میں ہیں صاف سفید اور کتانی لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں پر سوار اس کے پیچھے ہو لیں (۱۱) اور اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے کہ وہ اس سے قوموں کو مارے (۱۲) اور لوہے کے عصا سے ان پر حکمرانی کریگا (۱۳) اور وہ خود قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کے کولھو میں روندتا ہے (۱۴) اور اس کے لباس اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔

یوحنا کا مکاشفہ اور علمائے اسلام کی تشریح

اس مکاشفہ کی جو تشریح علمائے اسلام نے کی ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

(۱) نقرئی گھوڑے اور اس کے سوار کا ذکر مکاشفہ ۶-۲ میں بھی ان الفاظ میں آیا ہے:۔ ایک نقرئی گھوڑا اور وہ جو اس پر سوار تھا کمان لئے ہے اور ایک تاج اسے دیا گیا اور وہ فتح کرتا ہوا اور فتحمند ہونے کو نکلا ان دونوں مکاشفوں میں صاحب کمان اور صاحب فتح ہونے کی علامت بیان کی گئی ہے اور یہ علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ اور یوحنا کے بعد کوئی شخص ان علامات کا مصداق نہیں ملتا آنحضرت کی سواری میں نقرئی گھوڑا بھی رہتا تھا جس کا نام سکب تھا اور آپ کمان بھی رکھتے تھے کبھی کبھی کمان پر سہارا دیکر خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے اور مسلمانوں کو تیر کمان چلانے کی تاکید بھی فرماتے تھے چنانچہ ارشاد ہوا:۔

ارموا فان اباکم کان رامیا تیر چلایا کرو کیونکہ تمہارے باپ حضرت اسمٰعیل تیر انداز تھے۔

دوسری پیشینگوئی میں بھی فتح کا ذکر ہے اور قرآن حکیم میں بھی آپ کی فتح مبین

کا ذکر کیا گیا ہے اور دنیا کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی شاندار فتح ہوئی اور سب سے بڑی فتح تو یہ تھی کہ جس مقصد کے لئے حضور مبعوث ہوئے تھے اسے بدرجہ کمال پہنچا کر دنیا سے رخصت ہوئے درانحالیکہ حضرت موسیٰ اپنی امت کو وعدہ کی سرزمین میں پہنچانے سے پہلے رخصت ہو گئے اور حضرت مسیح بہت سی باتیں بتلانے سے پہلے دنیا سے الگ ہو گئے اس کے برعکس آنحضرت اتمام و کمال کا اعلان کر کے رخصت ہوئے یعنی انہوں نے "الیوم اکملت لکم دینکم" کا ارشاد الٰہی کا مژدہ دنیا کو سنا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

(۲) "امانتدار اور سچا کہلاتا ہے" جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضور کی یہ دونوں ایسی صفتیں تھیں جو بعثت سے قبل ہی قریش کی زبانوں پر چڑھ چکی تھیں اور تمام اہل مکہ حضور کو الامین اور صادق کے الفاظ سے پکارتے تھے۔

(۳) "وہ راستی سے عدالت کرتا" ایسی ہی پیشینگوئی یسعیاہ نبی نے بھی کی ہے جس میں بتلایا ہے کہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کرے گا اسی کے مطابق یوحنا کا مکاشفہ ہے اور یوحنا نے اپنے مکاشفات کے بارہ میں خود ہی فرمایا ہے کہ ان کا تعلق حضرت مسیح سے بعد سے متعلق ہے۔

(۴) "اور لڑتا ہے" حضرت نے جہاد کیا اور آپ کے بعد کسی مدعی نبوت نے جہاد راستی کے ساتھ نہیں کیا۔

(۵) اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کے مانند یہ بھی حضور پر صادق آتا ہے کیونکہ حضور کے حلیہ میں یہ چیز متفق ہے کہ حضور کی آنکھوں میں سرخ سرخ ڈورے تھے۔

(۶) "اس کے سر پر بہت سے تاج" انبیا علیہم السلام کی صفات کا ملاحظہ کر کوئی واعظ ہے جیسے حضرت سلیمان۔ کوئی بشیر ہے جیسے حضرت عیسیٰ کوئی منذر ہے جیسے حضرت نوح کوئی منجی ہے جیسے حضرت موسیٰ کوئی مناظر ہے جیسے حضرت ابراہیم کوئی مجاہد ہے جیسے حضرت داؤد لیکن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ صفات جامعیت و کمال کے ساتھ موجود تھیں سچ کہا ہے کسی نے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قرآن حکیم میں ہے یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا دوسری جگہ ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین ایک اور جگہ حریص بالمومنین روف رحیم بہت سے تاج سے یہی مراد ہے کہ جملہ انبیاء کی صفات آپ کے اندر موجود تھیں آپ واعظ بھی تھے بشیر بھی منذر بھی تھے اور منجی بھی مناظر بھی تھے اور مجاہد بھی ظاہر ہے کہ ایک سر پر بہت سے تاج نہیں ہو سکتے اور انبیاء کو تاج سے واسطہ بھی نہیں ہوتا اس لئے اس پیشینگوئی سے مراد صفات عالیہ انبیاء علیہم السلام ہی ہیں۔

(۷) "اس کا ایک نام ہے جسے اس کے سوا کوئی نہ جانتا" آنحضرت کا نام مبارک احمد اور محمد تھا جو آپ سے پہلے کسی کا نہیں رکھا گیا اور یوحنا و مسیح حضرت عیسےٰ سے پہلے نبیوں اور آدمیوں کے نام تھے۔

(۸) "خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا" اس سے یہ مراد ہے کہ آپ کا جسم اطہر خون میں ڈوبا ہوگا چنانچہ طائف میں جب آپ تشریف لے گئے تو کفار نے سنگ باری کر کے آپ کو خون میں نہلا دیا تھا اور تمام جسم مبارک خون سے لہو لہان ہو گیا تھا اور لباس و جسم خون میں تر تھا (کلام اس کا کلام خدا ہوگا) آنحضرت کی یہ علامت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ نے بھی بیان کی تھی اسلئے یوحنا حواری حضرت مسیح نے بھی بیان کی جس سے ثابت ہوا کہ یوحنا کے مکاشفہ تک کلام خدا والی علامت کا پورا ہونا باقی تھا اور آنحضرت کی ذات پر وہ پیشینگوئی پوری ہوئی کیونکہ یوحنا کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس پر یہ صفت صادق آتی ہو قرآن حکیم نے بھی ان الفاظ میں اس کی تصدیق فرمائی ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

(۹) "آسمانی فوجوں کا ساتھ ہونا" یہ بھی آنحضرت پر صادق آتا ہے کیونکہ ملکوتی طاقتیں اور آسمانی فرشتوں کا غزوات میں آپ کے ساتھ ہونا قرآن سے بھی ثابت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ والملائکۃ بعد ذلک ظہیر یعنی فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔

(۱۰) "اس کے منہ سے تیز تلوار نکلتی ہے" یہ جہاد کی طرف اشارہ ہے اور جہاد نہ تو حضرت عیسیٰ نے کیا اور نہ اُن کے بعد کسی مدعی نے۔

(۱۱) "لوہے کے عصا سے حکمرانی کرے گا" یعنی نبوت کے ساتھ سلطنت بھی کرے گا یہ وصف بھی نہ حضرت مسیح میں تھا اور نہ ان کے بعد کسی اور میں۔

(۱۲) "وہ قادر مطلق کے کولہو میں روندتا ہے" سرکش و متمرد اور ظالم و سفاک قبائل کا جو حال ہوا اور قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کا جو حشر ہوا وہ قہر اور غضب الٰہی تو تھا۔

(۱۳) "اس کے لباس اور ران پر بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند لکھا ہوگا" آنحضرت کے القاب امام الانبیاء اور سید المرسلین ہیں اور یہی مراد ہے ورنہ پادری صاحبان بتلائیں کہ وہ کون سا نبی ہے جسکے لباس اور ران پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہوں۔

یوحنا کے اس مکاشفہ نے اچھی طرح بتلا دیا کہ "وہ نبی" ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور آنحضرت کے متعلق تمام انبیاء پیشینگوئیاں کرتے چلے آئے ہیں۔

یسعیاہ اور یرمیاہ کی پیشین گوئیاں

کتاب یسعیاہ کی ۴۲ میں نہایت صاف اور واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ ہمارے نبی امی ہوں گے اور ان کو کتاب الٰہی دی جائیگی چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ان پڑھ کو کتاب دیگئی کہ اسے پڑھ" ابتدائی وحی کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ آنحضرت پر پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ سورہ اقرا کی ابتدائی آیت تھی جس میں علم الانسان ما لم یعلم موجود ہے اور شروع ہی میں لفظ اقرا کا ہے جس کے معنے ہی پڑھنے کے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا صاف پیشنگوئی ہو سکتی ہے قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی تائید و تصدیق ہی کتاب استثنا میں کی ہے دیکھو ۱۵ تا ۲۰ ورس ۱۸ باب۔

یرمیاہ نبی کی کتاب ۲۹-۳۱-۲۸ ورس کی پیشنگوئی دیکھو جس میں فتح مکہ

اور جنگ حنین کا ذکر اس بھاری غنیمت کے ہاتھ آنے کا بیان ہے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

اٹھو قیدار پر چڑھ جاؤ اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کرو ان کے خیموں اور گلوں کو وے لے لیں گے اور ان کے سارے برتنوں اور ان کے اونٹوں کو وے اپنے لئے لیتے جائینگے۔

قیدار حضرت اسمٰعیل کے فرزند کا نام ہے جو سب سے زیادہ مشہور ہوئے اور قریش مکہ انھیں کی اولاد میں سے ہیں اس لئے قیدار پر چڑھائی سے مراد مکہ پر چڑھائی کرنے کے ہیں اور پورب کے لوگوں سے مراد طائف و حنین ہیں جو فتح مکہ کے بعد فتح ہوئے اور بہت زیادہ مال غنیمت آنحضرت کے ہاتھ آیا تھا طائف و حنین مکہ سے پورب کی جانب ہے۔

یعسیاہ نبی کی ایک اور پیشین گوئی ملاحظہ فرمائی یعسیاہ نبی کی کتاب میں خداوند نے بیت اللہ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔

"اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا (۲) دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا (۳) قومیں تیری روشنی میں اور بادشاہ تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گی۔ (۴) اپنی آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر وے سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں وے تجھ پاس آتے ہیں تیرے بیٹے دور سے آویں گے اور تیری بیٹیاں گود میں اٹھائی جاویں گی (۵) تب تو دیکھیگی اور روشن ہوگی ہاں تیرا دل اچھلے گا اور کشادہ ہوگا کیونکہ سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی اونٹ کثرت سے آکر تجھے چھپالیں گے، مدیان اور عیفہ کے جوان اونٹ وے سب جو سبا کے ہیں آویں گے وے سونا اور لوبان لاوینگے اور خداوند کی تعریف کی بشارتیں سنا دیں گے۔

مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجبوراً ہجرت کرنا مکہ کے لئے اور خانہ کعبہ کے لئے ایک داغ اور حسرت و حرمان کا ایک نشان تھا کہ اس کا وہ فرزند عالی قدر گراں منزلت اس کی گود سے جدا کر دیا گیا جس کی بعثت کی دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اس وقت کی تھی جب اس خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی اور اس کو تعمیر کیا تھا لیکن وہی مہجور فرزند جب پورے جاہ و جلال کے ساتھ توحید خالص کا اظہار، استحکام اور اشاعت کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوگا تو ظاہر ہے کہ کعبہ کے لئے اس سے زیادہ مسرت و خوشی کا اور کونسا موقع ہو سکتا ہے بچھڑے ہوئے برادران دین کا باہم ملنا پھر دین حقہ کا پرشوکت و شان ہونا اس سے زیادہ اور کیا خوش نصیبی ہوگی۔

اس پیشین گوئی میں مدیان، عیفہ اور سبا کے الفاظ آئے ہیں مدیان حضرت کے فرزند ہیں جو بی بی قطورہ کے بطن سے تھے اور عیفہ وسبا دونوں آپ کے پوتے ہیں یہ سب عرب میں آباد ہوئے اور اس حج میں جس کی طرف اس پیشنگوئی میں اشارہ کیا گیا ہے وہ سب قبائل مسلمان ہو کر شریک تھے جن کے جدا علی مدیان عیفہ اور سبا تھے۔

حضرت مسیح کی پیشینگوئی

حضرت موسیٰ حضرت سلیمان یعسیاہ و یرمیاہ نبی اور ملاکی نبی کی پیشنگوئیاں ہو چکیں یہ سب کے سب اپنی امت کو کچھ بعد دیگرے دنیا کو ایک آخری نبی کی بعثت کا منتظر بنا کر رخصت ہوگئے اسی طرح یوحنا نے بھی اپنے مکاشفات سے بتلادیا کہ حضرت مسیح کے بعد ایک نبی آنے والا ہے۔ اب خود حضرت مسیح کی بشارت سنئے مسیح نے اپنے آخری وعظ میں فرمایا :-

میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گا اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگا بلکہ جو کچھ وہ سنے گا کہیگا اور تمہیں آیندہ کی خبریں دیگا اور وہ میری بزرگی کرے گا۔

حضرت مسیح کی پیشین گوئی بالکل صاف ہے وہ اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی خبر دے رہے ہیں اور ان کے بعد اس صفت کا جو اس پیشین گوئی میں بیان کی گئی ہیں کوئی دوسرا شخص نہیں ہوا سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتلائیگا اس صفت کا کوئی نبی بھی حضرت مسیح کے بعد نہیں ہوا ساری سچائی سے مراد یہ ہے کہ دین مکمل پیش کریں گے اور ساری دنیا کے لئے اور ہر زمانہ اور ہر اک عہد اور قوم کے لئے جس کے بعد پھر کوئی تبدیلی و تغیر نہ ہوگا مکمل سچائی کا راستہ دکھلا دیا جائے گا تاکہ پھر کسی پیغمبر نبی کی ضرورت باقی نہ رہے ان صفات کا نبی حضرت مسیح کے بعد سوائے حضرت محمد رسول اللہ کے اور کوئی مبعوث نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو معترض ہم کو بتلائیں کہ وہ کونسا رسول ہے۔

وہ اپنی نہ کہیگا بلکہ جو کچھ سنے گا وہ کہیگا یہ ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی کی طرف اشارہ ہے جو ہمارے نبی کی صفت مسلم ہے تمھیں آیندہ کی خبریں دیگا یہ ان پیشنگوئیوں سے مراد ہے جو آنحضرت نے بیان فرمائیں یا قرآن میں بتلائی گئیں اور وہ پوری ہوئیں اور جن کا ثبوت تاریخی طور پر موجود ہے۔

"وہ میری بزرگی کرے گا" حضرت مسیح کے بعد یہودیوں نے نہ تو آپ رسول تسلیم کیا اور نہ صلیب کے بارے میں یہ تسلیم کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا ہے۔

لیکن اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی اور مسلمان کے لئے ان پر بھی مثل دیگر انبیا کے ایمان لانا فرض قرار دیا اور آسمان پر اٹھائے جانے کی تصدیق اور بن باپ کے پیدا ہونے کی بھی تصدیق کی اسی وجہ سے یہود آپ سے خفا ہوگئے یہ حضرت مسیح کی بزرگی بیان کرنے کے معنی ہیں۔

یہ چند پیشین گوئیاں ہیں اور اس قسم کی صحف سماوی میں سینکڑوں اور موجود ہیں کیا اس کے بعد بھی اہل کتاب آنحضرت کی نبوت سے انکار کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے بین دلائل اور شواہد ہیں کہ ہرگز انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی فقولوا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہٗ و رسولہ۔

افضلیت رسالت

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب ...)

انسان پر خدائے برتر و توانا کی طرف سے تین اہم ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں پہلی ذمہ داری اپنی ذات کے حفظ و بقا سے متعلق ہے دوسری ذمہ داری قوم و عوام کے ساتھ ہے اور تیسری ذمہ داری ایزد تبارک و تعالیٰ اور اپنے خالق اکبر کے تعلق کے سلسلہ میں اس پر عاید ہوتی ہے ان ذمہ داریوں کے فرائض سے عہدہ برآ ہونا اور انھیں بطریق احسن نبھانا حقیقت یہ ہے کہ کوئی آسان کام نہیں بلکہ بحد دشوار ہے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نے اپنے دوش ضعیف پر اس امانت کا بار اٹھایا ہے جس کے اٹھانے میں جملہ موجودات عالم اور ملائک واجنہ تک کو تامل ہوا بہر کیف کچھ ہو اس نے اس بار کو اٹھایا اس کی ذمہ داریاں اپنے سر لیں اور تا قیام حشر وہ جس طرح بھی ہوگا ان کی ادائیگی و تکمیل میں مصروف رہے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ ذمہ داریاں متفادت ہیں راستہ سیدھا نہیں سر راہ صدہا دلفریبیاں ہزارہا موانع اور کچھ کہا خار موجود ہیں ان حالات میں ہر پیش نظر چیز کو نظر انداز اور ہر مشکل کو عبور کرنا آسان کام نہیں نفس و شیطان پیچھے لگے ہوئے ہیں انسانی کمزوریاں قدم قدم پر لغزش کا سامان فراہم کرتی ہیں اور دنیا کی محبوبات ہر لحظہ اسے اپنی طرف کھینچنے میں مصروف رہتی ہیں انسان کے لئے رب قدیر اور قوم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا تو ایک طرف وہ اپنی ہستی ہی کو بھول جاتا ہے اور یہی فراموش کاریاں اسے تسفل و ابتذال کے غار میں گرا دیتی ہیں۔

انسان چونکہ ربانی امانت کا حامل ہے اور اسے اشرف المخلوقات کا خطاب اور خلافت کا منصب عطا کیا گیا ہے اس لئے ضرور تھا کہ اسے کچھ ظاہری و باطنی طاقتیں عطا کی جائیں اور قدرت کی طرف سے اس کی اصلاح و ترقی کے اسباب بھی فراہم ہوں اسی لئے یہ انتظام ملحوظ رکھا گیا کہ انسان میں جسمانی ہی نہیں دماغی و روحانی قوتیں مرکوز کی جائیں اور اس کی اصلاح و تعلیم کے لئے روحانی معلم وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہیں۔ عرفان نفس، عرفان رسالت اور عرفان رب کی طاقتیں انسان اپنے ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے لیکن ان کے نشو و ارتقا کے لئے تربیت و تعلیم لازمی ہوتی ہے جسے عرفان نفس ہو گیا اسے عرفان رب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ ربانی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنے لگتا ہے اور ترقی کے اسباب اس پر وا ہو جاتے ہیں لیکن اس حالت میں سب سے بڑا اندیشہ اس امر کا تھا کہ بندہ اپنے رب کے عرفان کی تابانیوں اور درخشانیوں کی شعاعوں میں الجھکر رہ جاتا ہے اس پر ایسی وارفتگی اور بیخودی طاری ہوتی ہے کہ وہ خود کو فراموش کر دیتا ہے اس سے بادی النظر میں کوئی نقصان نہ تھا بندہ و رب کا ملنا ایک مبارک صورت نظر آتی ہے۔

لیکن خدائے قدوس کو محض اپنی ہی پرستاری اور اپنا ہی عشق متصور نہ تھا بلکہ اسے انسان سے بڑے بڑے کام لینے تھے اور تینوں انسانی ذمہ داریوں کو مکمل حالت میں دیکھنا تھا اگر بندہ اپنے رب کے ساتھ اسی طرح وابستہ اور اس کی تجلیوں میں مست و سرشار رہتا تو کائنات عالم کے اجتماعی نظام کو اس سے تباہ کن نقصان پہنچتا اور یہ تمام دنیوی کارخانہ برباد ہو کر رہ جاتا۔ وصل و وصال کی سرشاریوں میں ہزار گونہ لطف سہی مگر دنیا اور دنیا کی ذمہ داریوں کا قیام بھی ضروری تھا اس لئے ضرورت پیدا ہوئی کہ رسالت کو درمیانی واسطہ بنایا جائے جو بندے عرفان نفس سے محروم رہکر ضلالت و کفر کی دلدلوں میں پھنس گئے ہیں وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ سکیں اور جو عرفان رب کی منزل پر پہنچکر مست و سرشار ہو چکے ہیں وہ ایسی تربیت پاکر درمیانی راہ سے آگے بڑھیں تاکہ ان پر بیخودی اور سرشاری کا عالم طاری ہو اور رسالت کی تربیت انھیں اس خود فراموشی سے محفوظ رکھے۔

رسالت کی علت غائی

یہی رسالت کی تخلیق کی علت غائی ہے ظاہر ہے جو منصب اتنا ضروری اتنا اہم اور اتنا نتیجہ خیز ثابت ہو اس کی افضلیت و عظمت کی قدر و منزلت کتنی قابل قدر ہوگی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی اصلاح کرنے والا اور صحیح راہ دکھانے والا پیدا نہ ہوا ہو حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس قوم میں کسی ایسے مصلح و نذیر کی آواز کسی فرد کے کانوں تک نہ پہنچی ہوگی اور اس کے اعمال پر اعتقاد توحید غالب رہا ہوگا وہ بخشا جائیگا اس سے اب یہ واضح ہوچکا کہ رسالت عبد و معبود کے درمیان ایک واسطہ ہے اور رسولوں کا کام قوموں اور افراد کو صحیح راہ دکھانا ہے لیکن فرق مراتب و ضروریات وقت کے اعتبار سے درجہ بندی یہاں بھی موجود ہے دنیا میں رب قدیر کی طرف سے لاکھوں مصلح و نذیر انبیا اور رسول پیدا ہوئے لیکن بعض کو اپنے فرائض کے اعتبار سے اہمیت اور خاص منزلت حاصل ہوئی ان میں بعض محض نذیر تھے ان پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور الہام سے ربانی کے ذریعہ سے صرف اپنی قوم کو راہ راست دکھاتی اور معبود برحق سے ڈراتی رہی ان کے بعد ان انبیا کی ضرورت ہے جو نسبتاً بڑے کام اور بڑی اقوام کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے رہے ان میں سے زیادہ جلیل القدر بزرگوں پر کتابیں بھی نازل ہوئیں لیکن ان کی شریعت نے محض زمانہ اور ماحول کو پیش نظر رکھا اور ایک معینہ یا غیر معینہ زمانہ کے بعد ان کی شریعتیں منسوخ یا ترمیم شدہ ہو گئیں۔

حضرت داؤد، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا شمار انھیں انبیا میں ہوتا ہے اگر کائنات دنیا کو بتدریج مراحل ارتقا سے گزرنا تھا تو ضروری تھا کہ ذہنیت میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی گئیں اسی کے مطابق قوانین ربانی کا نفاذ انبیا و رسل کے ذریعہ الفاظ و رواج ہوتا رہا اور جس زمانہ میں جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت و شہرت حاصل رہی وہی بطور نشان نبوت و رسالت

بصورت معجزہ اس عہد کے پیغمبر کو عطا ہوئی حضرت داؤد کو خوش الحانی، حضرت سلیمانؑ کو فرمانروائی اور جنات پر قدرت اور حضرت یوسف کو حسن عطا ہوا کہ اس دور میں یہ چیزیں خاص اہم اور مابہ الامتیاز خیال کی جاتی تھیں حضرت موسیٰ کے عہد میں جادو کا بہت شہرہ تھا اس لئے آپ کو عصائے موسوی عطا ہوا حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں دیوتاؤں سے پیدا ہونے والوں اور محیر العقول کام کرنے والوں کو خاص عظمت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اس لئے آپ بلا باپ کے پیدا ہوئے اور آپ کو اعجاز مسیحائی بخشا گیا۔ آخر میں حضور ختمی مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس دور میں فصاحت و بلاغت کو اہمیت حاصل تھی اس لئے آپ کو ان پڑھ اور علم ظاہری سے بیگانہ ہونے کے باوجود معجز نما فصاحت و بلاغت عطا کی گئی کہ وقت کے بڑے بڑے زباندان اور ماہر و قادر الکلام شعرا انگشت بدنداں رہ گئے اس سے ربانی مقصد یہ تھا کہ لوگ ان کے سامنے اپنے عجز کو تسلیم کر لیں اور جس چیز کو وہ عمدہ درجہ شعور و کمال سمجھتے ہیں وہ اس کے لئے بالکل معمولی اور عام سی چیز ہے اور لوگ دونوں میں اصل عظمت و جلالت منزلت سے متاثر ہو کر اسے رسالت مآب مامور من اللہ سمجھیں اور ان کی تعلیم میں آسانی پیدا ہو جائے۔

مکمل نظام حیات

ہمارے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو سب سے آخر میں رسالت عطا ہوئی اور آپ جو شریعت لیکر دنیا میں آئے وہ کسی خاص وقت خاص زمانہ اور خاص قوم کے لئے نہیں [illegible] اس کے ہر حصہ ہر گوشہ اور ہر قوم کی [illegible] اور ہر دور کی خصوصیات کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے یہ درحقیقت ایک مکمل نظام حیات ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ ہر حصہ کے لئے [illegible] اور رہنمائی کا سامان موجود ہے سیاسیات اقتصادیات علمیات معاشیات اجتماعیات کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کے متعلق [illegible] کی ضرورت باقی رہ جائے چونکہ آپ خاتم النبیین تھے اور پوری دنیا کی اصلاح و فلاح کی ذمہ داریاں آپکے دوش مبارک پر ڈالی گئی تھیں اس لئے ضروری تھا کہ آپ کی شریعت مکمل مدون [illegible] غور کیجئے کہ اصول اسلام نے مختلف آئین [illegible] قائم [illegible] ہر زمانہ اور ہر قوم کے افراد طعن و اعتراض [illegible] رہے لیکن ایک وقت آیا کہ [illegible] اعتراض کرنے والے خود ان [illegible] کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہوئے اور فطرت کے تقاضا نے انھیں ان کی [illegible] تسلیم کرنے پر آمادہ کر دیا۔

خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے بلاشبہ ہر قسم کا اہتمام کر سکتا تھا فرشتے اتر سکتے تھے آسمانی صحیفے نازل ہو سکتے تھے غیبی آوازیں رہنما ثابت ہو سکتی تھیں لیکن اگر بہ نظر غور دیکھا جائے تو ارشاد و ہدایت کا بہترین طریقہ اور اعلیٰ ترین ذریعہ نبیوں اور رسولوں کی بعثت ہی نظر آتا ہے انسان اتنا علم سے نہیں سیکھتا جتنا عمل سے سیکھتا ہے ہم جنس کی رہنمائی رہبر اور عمل کا نمونہ [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] ہرگز وہ کام نہیں کر سکتی تھیں جو انسان اور اپنے ہی جیسے انسان سے ممکن تھا اس لئے ذات باری نے رسالت ہی کے طریقہ کو بہتر اور افضل سمجھا اور انسانوں میں انسانوں ہی کو رہنمائی و ہدایت کے

کام پر مامور کر دیا۔ انھیں ان پر صرف اتنی فضیلت حاصل رہی کہ یہ بشر مشکل کے علاوہ ربانی قاصد بھی تھے۔ طعام و قیام، معاشرت وغیرہ معاملے میں کوئی فرق و امتیاز باقی نہ رکھا گیا تو قوم دیکھتی تھی کہ ہم ہی جیسا ایک انسان ہے ہماری ہی طرح رہتا سہتا اور چلتا پھرتا ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ربانی قاصد اور ایزدی رسول ہے ہمیں اس کے حکم سناتا اور رشد و ہدایت کی راہ پر ڈالتا ہے اور اس کی زندگی ایک خاص روحانی اور عرفانی سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے۔ یہی رسالت کی عظمت و فوقیت کا راز تھا جس نے اسے سمجھا وہی فائز المرام ہوا اور جس نے اس طرف توجہ نہ کی وہ مزید پستیوں میں گر کر تباہ ہو گیا۔

رسالت کا شرف و امتیاز

رسالت کو جو شرف و امتیاز حاصل رہا ہے اور ہے وہ بڑی حد تک واضح ہو چکا یہ درجہ و مرتبہ انسانی سعی و جہد سے حاصل نہیں ہوتا انسان خواہ کتنی ہی بلندیوں پر فائز ہو جائے کتنی ہی روحانی و عرفانی منازل طے کر لے اور زہد و تقویٰ اور حسن عمل میں کتنی ہی درخشانی رکھتا ہو لیکن وہ اپنی مساعی سے اس منصب فضیلت پر نہیں پہنچ سکتا یہ محض فضل الٰہی اور قادر ذوالجلال کی عطا و بخشش ہے جسے چاہے عطا کرے اور جسے اہل سمجھے بخشدے حضرت موسیٰ بکریاں چرانے جاتے آگ کی جستجو میں رسالت مل گئی اور کائنات کے [illegible] شرف و امتیاز سے سعادت اندوز ہو گئے ہمارے رسول کریم [illegible] علیہ وسلم کی تخلیق و بعثت ابتدائے عالم کے اولین نقطہ ہی سے [illegible] طریق پر اس کی [illegible] چالیس کی عمر میں عطا کی گئی لیکن آپ شکم مادری سے مجسمہ نور اور پیکر رشد پیدا ہوئے یہ ایک افضل چیز کے باریک امتیازات ہیں انبیاء و رسل کو معجزات بھی عطا کئے جاتے ہیں لیکن خوب سمجھ لینا چاہئے کہ ان کا استعمال ان کے اختیار کی چیز نہیں ہوتا جب اور جس وقت رب قدیر کو منظور ہوتا ہے معجزہ صادر ہو جاتا ہے۔

رسالت چونکہ ایک افضل شے ہے اور اقوام و ملل کی قیادت روحانی و جسمانی دونوں امر کی تعلیم و ہدایت اس کے ذمہ ہوتی ہے اس لئے اسے بڑے سے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں سے گذرنا پڑتا ہے اور لوگ طرح طرح سے اس کی جانچ کرتے اور اپنے قلب کا اطمینان بہم پہنچاتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اس کی ذاتی و خاندانی حیثیت و روایات کیا ہیں ادعائے رسالت کی صداقت اور اس کے دعاوی کے من جانب اللہ ہونے کا ثبوت کیا ہے، ذرائع علم کیسے ہیں تبلیغ اصول حق کے اعتلا کے لئے کی جا رہی ہے یا ذاتی علو و نمود کے لئے اس کے مریدوں معتقدوں کی حالت عمل کیا ہے مدعی رسالت ان سے خود تو فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا عیش و عشرت کا تو حریص نہیں اعمال کیسے ہیں اور معاشرت کا رنگ کیا ہے بیگانوں سے سلوک کی کیا حالت ہے اس کے کلام میں کس درجہ کشش ہے اور اس کی تعلیمات کس حد تک اصول فطرت بشری ضروریات اور انسانی اصلاح کے مطابق ہیں۔ ابو سفیان و ہرقل شہنشاہ روم کے مابین حضور رسالت مآب کے متعلق جو گفتگو ہوئی اور اس کے نتیجہ میں ہرقل کو جس طرح اعتراف پر مجبور ہونا پڑا اس سے متذکرہ خصائص پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ رسول کے لئے لازمی ہے کہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے

ممتاز درجہ رکھتا ہو اس کی اندرونی و بیرونی زندگی کے تمام پہلو روشن ہوں اور ایمان و عمل اور اخلاق میں خاص صفات و محاسن کا سرمایہ دار ہو یورپ کے مشہور فاضل و محقق مسٹر کارلائل رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"یہ ژرف نگاہ شخص جو جنگلی ملک میں پیدا ہوا تھا اپنے دل میں کھب جانے والی سیاہ آنکھوں اور شگفتہ اور با اخلاق اور پر غور طبیعت کے ساتھ بجائے جاہ طلبی کے کچھ اور ہی خیال رکھتا تھا وہ ایک غیر معمولی خاموش رہنے والی روح تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو سوائے راستباز ہونے کے اور کچھ نہیں ہو سکتے ہستی مطلق کا سر عظیم مع اپنے جلال و جمال کے اس پر کھل گیا تھا اور صداقت و حقانیت ایسی وہ اپنی نظیر نہ رکھتا تھا ہم کو ہرگز یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ صرف شعبدہ باز اور نیز باطن شخص تھا نہ ہم اس کو حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں انہوں نے دنیا کو جو پیغام دیا بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اس ہستی کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے اور نہ اعمال ہی خالی اور واقعی اور نہ یہ کسی کی نقل و تقلید تھی وہ حیات ابدی کا ایک فرانی راستہ تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے نہایت زور کرتے نکلا تھا۔"

مسٹر باسورتھ اسمتھ لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے اخلاقی ذریعوں اور اپنی ذاتی قوت سے اپنا راستہ صاف کرتے جاتے تھے آپ کو جس قدر شدت کے ساتھ ایذائیں دی گئیں اتنی ہی آپ کی قوت ایمانی اور آپ کے معتقدین کی قوت بڑھتی گئی۔"

سر ولیم میور فرماتے ہیں:۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا اس وقت تک حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ کسی مذہب میں اس قدر جوش پایا جاتا تھا جیسا دین اسلام میں نظر آیا پورا عرب کفر و ضلالت اور بیرحمی و بداعمالی میں غرق تھا لیکن آپ نے اسے عظمت و عزت کے تخت پر بٹھا دیا۔"

یہ ہے رسالت کی افضلیت و شان کہ یورپ کے بڑے بڑے مشاہیر و فضلا اس کے کام پر تعجب و حیرت کا اظہار کر رہے ہیں اور اسے "قدرت کے وسیع سینہ سے نکلا ہوا ایک نور" بتا رہے ہیں انسانیت کا رتبہ کتنا ہی رفیع ہو لیکن وہ رسالت کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتی اور نہ اس کے کارناموں پر اس طرح اظہار استعجاب کیا جا سکتا ہے رسول کی ہستی ایک بے لوث ذات ہوتی ہے اور لوگ اس کے ہر فعل و عمل پر نگاہ رکھتے ہیں زکوٰۃ کے حکم پر کفار مکہ نے طعناً کہا ہی تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مال و زر جمع کرنا چاہتے ہیں اسی لئے فوراً حکم نافذ ہو گیا کہ رسول و آل رسول پر زکوٰۃ حرام ہے۔

رسالت بحیثیت مجموعی کائنات کی سب سے بڑی فضیلت

کی سب سے بڑی فضیلت ہے اس کی روحانی و عرفانی مراحل و تجلیوں کی تصریح تو کوئی صاحب باطن ہی کر سکتا ہے اور اس کی لذات و فائز المرامیوں کا اندازہ کرنے کے لئے نظامی حیثیتی و قادری ذوق و معرفت کی ضرورت ہے لیکن دنیاوی اعتبار سے بھی کوئی مرتبہ کوئی شرف اور کوئی عزت اس کی ہمسری نہیں کر سکتی رسول فطری قائد ہوتا ہے اور تمام انسانی فضائل و کمالات سے اس کی ہستی مطلع الانوار بنی ہوتی ہے سب ہی رسول معزز فائق اور قابل احترام تھے اور ہیں لیکن رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سب سے مکمل اور سب کے لئے تھی چونکہ آپ خاتم النبیین تھے اس لئے یہ ہونا بھی مکمل چاہئے تھا اور لازمی تھا کہ تمام ضروریات انسانی کی تکمیل ہو جائے صرف رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایک ذات گرامی ایسی تھی جس کی روشنی انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر پڑ رہی ہے آپ کے جلیل القدر رسولوں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے یہاں ہم کو اور ہی قانون و طریق نظر آئیں گے ایک عیسائی یہ کہنے سے قاصر رہے گا کہ شاہانہ زندگی کس طرح اب گزرے بجلی کی گھن گرج کس طرح ہو بیویوں سے کس طرح پیش آیا جائے اور جہانبانی کے فرائض کس نہج پر ادا ہوں ہمارے رسول کریم کی تعلیمات ہی نہیں بلکہ پوری زندگی ہر درجہ اور ہر حیثیت کے انسان کے لئے روشنی کا ایک مینار ہے غریب امیر خورد و کلاں جوان اور بوڑھے شاہ و گدا اہل و سپاہی تاجر و صناع غلام و مزدور رہبر و رہرو خود مختار تاجدار عابد و زاہد دنیادار منصوب مجرد و شادی شدہ دوست اور دشمن ہر حیثیت میں آپ زندگی کے دن گزار چکے ہیں جہانبانی کی مسند پر بھی فائز ہوئے میدان جنگ میں لڑائیاں بھی لڑیں راعی بھی رہے رعایا بھی بنے۔ آپ کی اسوہ رسول سے معلوم ہو سکتا ہے کہ امیرانہ زندگی کس طرح بسر کی جائے غریب معلوم کر سکتا ہے کہ افلاس و غربت میں انسان کیونکر اپنے دن گزارے بادشاہ و بادشاہی کے طریق مزدور مزدورانہ زندگی کو خوشگوار بنانے کے ڈھنگ آپ ہی کی زندگی سے معلوم کر سکتا ہے بیویوں ہمسایوں عزیزوں دوستوں دشمنوں چھوٹوں بزرگوں اور نوکروں سے تعلق و برتاؤ کے ڈھنگ آپ ہی کی زندگی سے معلوم کر سکتا ہے مصلحین قوم اور زعمائے ملت کو علم ہو جائیگا کہ اصلاح کے طریقے قیادت کے ڈھنگ اور مشکلات و مخالفت پر غلبہ کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

غرض یہ ہے کہ آپکی پوری زندگی علمی فطری عسکری معاشی منزلی مدنی خلاقی اور سیاسی باب میں اس جہل و ہوس والی دنیا کے لئے ایک روشن شمع ہدایت ہے آپ نے انتہائی مصیبت اور بیکسی و یتیمی کے نقطہ سے زندگی شروع کی راہ کی منزلوں میں صدہا دلدوز اور جانفرسا حوادث و نوائب سے دوچار ہوئے تلواروں اور نیزوں کی باڑھوں سے گزرے اور ایک لمحہ اور ایک تانیہ کے لئے بھی شکستہ نہ ہوئے اور اپنی منزل کامرانی پر پہنچ کر دکھا دیا کہ زندگی اور ایک نائب اور عملی زندگی ایسی ہوتی ہے اس طرح دنیا کے پست ترین اکھڑ اور جہال میں اصلاح و خدا پرستی کی روح پھونکتے ہیں ہمارے نزدیک رسالت مآب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ نہیں ہے کہ آپ نے حیرت انگیز معجزے دکھائے بڑی سے بڑی مشکلات پر قابو پا لیا بلکہ یہ ہے کہ آپ نے ۲۳ برس کے ایک قلیل و مختصر مدت میں عرب کی پوری کی پوری کفر و ضلالت کی انتہائی گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی قوم کو پستی و ابتذال کے تحت الثریٰ سے نکال کر شرافت و عظمت کے عرش پر بٹھا دیا اور وہ لوگ جو اپنے دور کے بدترین انسان تھے اپنے عہد کے بہترین انسان بن گئے یہ ہے رسالت کی فضیلت کا مظاہرہ اور یہ ہیں اس معزز ترین اور بہترین شرف کائنات کی تجلیاں۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(حضرت مولوی حبیب حسین صاحب صدیقی ردولی شریف)

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا و من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

اما بعد اللہ پاک کلام قدس میں ارشاد فرماتا ہے وَلِکُلِّ قَوۡمٍ ھَادٍ یعنی کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں میری طرف سے ہادی نہ بھیجا گیا ہو۔

حضرات آپ آئے دن دیکھا کرتے ہیں کہ دنیا میں مختلف طرح طرح کے انقلابات جن کا تعلق خود مادہ سے ہر بار ہوا کرتا ہے آتے رہتے ہیں جب کوئی قوم تباہی کے قریب پہنچ جاتی ہے اس کا قومی جہاز عنقریب ڈوبنے والا ہوتا ہے اور خداوند عالم کی مشیت ہوتی ہے کہ اس کو تباہی سے بچا لے اور ورطۂ ہلاکت سے نکال لے تو قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء تو وہ اس قوم میں ایک ایسی ہستی کو عالم وجود میں لاتا ہے جو ڈوبتے ہوئے قومی بیڑے کی ناخدائی کرکے اسے پار لگا دیتا ہے زیادہ اچھا اگر اس دعوی کی وضاحت کے لئے بطور دلیل چند مثالیں پیش ناظرین کروں۔ اخبار بین حضرات پر عیاں روشن ہوگا کہ جب سلطنت ٹرکی ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی اور اس کے حصے بخرے لگ گئے تو خداوند عالم نے غازی مصطفی کمال پاشا کو پیدا کر دیا جنہوں نے اپنے محیر العقول کارناموں سے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور عنان سلطنت نئے ازسرنو دوبارہ اوج و زمانہ کے دست برد سے بچا لیا اور آج اس لائق کر دیا کہ اس کا شمار متمدن سلطنتوں میں ہونے لگا۔ یونہی سلطنت ایران کو دیکھئے جب اغیار نے ان پر اپنا رنگ جمانا چاہا اور بہت کچھ جما لیا تو ایک کاشتکار کے ہونہار بچے کے ذریعہ مالک الملک نے ایران کو ظالموں کے پنجوں سے چھڑا دیا رضا شاہ پہلوی فوج میں بھرتی ہوئے درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ایک دن سپہ سالار بن گئے اور خدا نے پھر وہ دن دکھلایا کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور آج ایران کی ایک خاص پوزیشن قائم ہے آپ اس کے بادشاہ ہیں اب آپ ذرا اور قریب آجائیے اور اس مقام کا حال سنئے جس کی سرحد کا ڈانڈا آپ کے ہندوستان سے ملا ہوا ہے اور جو آپ کی ہمسایہ سلطنت ہے یعنی مملکت افغانستان آپ جانتے ہیں کہ سابق شاہ امان اللہ کی بدولت اس کو آزادی نصیب ہوئی اور یہ معلوم ہونے لگا کہ چند سال میں افغانستان ایشیا کا دوسرا جاپان ہو جائیگا۔ مگر بدنصیب دشمنان سے آپ کی اسکیم بچہ سقہ نے فیل کر دی اور خود تخت نشین ہو کر افغانستان کو ہمیشہ کے لئے قعر گمنامی میں گرا دینے والا ہی تھا

کہ احکم الحاکمین نے جنرل نادر شاہ کو بھیج کر تباہی کے غار میں گرنے سے بچا لیا امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ کسی دن افغانستان آسمان شہرت پر ستارہ بنکر چمکیگا۔ حضرات! موجودہ دور کے یہ چند واقعات مادی انقلاب کے متعلق عرض کئے گئے یونہی روحانی دنیا میں بھی انقلابات آتے ہیں اور یہ اس وقت آیا کرتے ہیں جب انسان کے عقائد بگڑ جاتے ہیں وہ باطل پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے اشرف المخلوقات ہو کر پتھروں کے آگے ماتھے ٹیکتا ہے درختوں کے آگے پیشانیاں رکھتا ہے جانوروں کے روبرو سر نیاز خم کرتا ہے شخصیت پرستی میں مبتلا ہو کر گردنیں جھکا دیتا ہے توہم پرستی اس کے خمیر میں داخل ہو جاتی ہے غرض خدائے واحد سے سرکشی کر کے جب خود ساختہ خداؤں کے روبرو سر جھکاتا پھرتا اور پیشانیاں رگڑتا پھرتا ہے تو رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے ان بھٹکے ہوؤں کو راہ راست دکھلانے کے لئے اُن میں ہادی بھیج کر راستے جو ان کو قہر و عذاب خدا سے ڈرا کر نیکی کے راستہ پر گامزن کر دیتا ہے۔ حضرات! اس دوسرے قسم کے انقلابات جب دنیا میں آئی اس وقت سے پیشتر جب کہ آپ حضرت احمد مجتبٰی محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل تک ایک لاکھ ۲۴ ہزار تو صرف ان کے مرتبہ پر فرستادہ ملک قوم امت میں آئے۔ کوئی ملک کوئی شہر کوئی گاؤں کوئی آبادی کوئی قوم کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جہاں عذاب خدا سے ڈرانے والا نذیر بنکر اور صراط مستقیم دکھلانے والا ہادی ہو کر نہ آیا ہو اور آخری روحانی انقلاب تو جس نے ایک لاکھ ۲۴ ہزار کی تعداد پوری کر دی غضب کا انقلاب تھا اس نے دنیائے کفر کے چپے چپے کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا یہاں جہاں کفر و ضلالت کی بستی بسی ہوئی تھی اسے ملیا میٹ کر کے ایمان کی بستی آبادی اور انقلابات تو مقام، قوم، نسل اور رنگ سے مخصوص تھے۔ کوئی ایک قوم کے سدھار کے لئے آیا اور کوئی ایک مخصوص جگہ کے لئے مگر آخری انقلاب تمام دنیا کے لئے تھا جس کے پردہ میں رحمت باری آئی اور جس نے ایمان کی خشک کھیتی کو سرسبز بنا دیا اور دنیائے ضلالت میں ایک خدا کا راگ الاپا جانے لگا۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ چند انقلابات روحانی بھی مختصراً عرض کر دوں۔ ایک لاکھ بہتر ہزار انقلابات کے بانی مبانی کے اسمائے گرامی اور ان کی تعلیمات کا دنیا کو علم نہیں ہاں ایک مختصر گروہ انبیاء کا بطفیل قرآن پاک معلوم ہو سکا ہے ان میں سے چند کے حالات بطور مثال مجملاً عرض کرتا ہوں۔ اچھا تو سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے اس زمانہ پر نظر ڈالئے جبکہ وہ جنت میں اپنی رفیق زندگی حضرت حوا کے ساتھ نعمات جنت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں شیطان جس نے حکم ربی سے گریز کر کے حضرت آدم کو سجدۂ تعظیمی نہیں کیا تھا جس کے باعث مردود بارگاہِ لم یزل ہو گیا تھا ان کی دشمنی پر کمربستہ ہے۔ ایک

روز جناب حوا اس کے ورغلانے میں آگئی ہیں جسکی وجہ سے حضرت آدم لقائے جنت سے محروم کر دیئے گئے ہیں اور دنیا جائے مستقر قرار پائی ہے یہاں ان کی بہت سی اولادیں ہوئی ہیں جن کو ایمان کی تلقین کی گئی ہے اور انہوں نے ان کا کلمہ "لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ" پڑھ لیا ہے یہ پہلا روحانی انقلاب ہے ایک دن ان کے دو بچے ہابیل و قابیل نذریں مانتے ہیں خدا نے اول الذکر کی قبول کر لی ہے دوسرے کی نامنظور کیونکہ اس میں اخلاص نہ تھا چنانچہ اس نے نافرمانی اختیار کی ہے اور موقع پاکر ہابیل کو قتل کر کے اپنے بال بچوں سمیت باپ سے چھپ کر ایک طرف چلا گیا ہے واضح رہے کہ انسانوں میں یہ سب سے پہلا انسان ہے جس نے خدا سے سرکشی اختیار کی بہرحال حضرت آدم کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد حضرت شیث کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ان کی بہت بنایا جاتا ہے اسے یاد رکھئے کہ یہ سب سے پہلا موقع ہے جب بت پرستی نے خدا پرستی کی جگہ لی خیر ان کی اصلاح کے لئے حضرت ادریس نبی بنا کر بھیجے جاتے ہیں اور یہ تیسرا انقلاب ہے اور ان کے بعد حضرت نوح تشریف لاتے ہیں ساڑھے نو سو برس سمجھاتے ہیں بمشکل تمام اسی نفر سے کلمہ لا الہ الا اللہ نوح نجی اللہ پڑھواتے ہیں بقیہ کے لئے بددعا فرماتے ہیں چنانچہ کفار طوفان باراں سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور یہ چوتھا روحانی انقلاب ہے اب تک جتنے انقلابات روحانی کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ ایک محدود دنیا مخصوص جگہ اور قوم سے متعلق تھے اب جوں جوں دنیا کی آبادی وسعت اختیار کرتی جائیگی انقلابات روحانی کا دائرہ بھی حسب آیت مندرجہ عنوان وسیع تر ہوتا جائے گا اچھا دنیا کی آبادی بڑھی آپ بھی قدم بڑھائیے ملک مصر میں چلئے دیکھئے خدا کے بارہ میں یہاں کیا خیال ہے؟ اور یہاں تو نمرود بادشاہ خدا بنا بیٹھا ہے اور ایک بڑی دنیا اس کی پرستش میں مشغول ہے اس موقع پر اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ کوئی ایسا زبردست روحانی انقلاب ہو جو نمرود کی خدائی کو خاک میں ملا دے اور ٹڈی دل کو خدائے واحد کے آگے جھکا دے چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نازل ہوتے ہیں عذاب بھی سے اسے ڈراتے ہیں نہیں مانتا فنا ہو جاتا ہے اور گمراہ راہ راست پر آکر "لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ" کا کلمہ پڑھ لیتے ہیں آپ کے بعد مختلف دوروں میں یوں ہی انقلابات کئے مصر اور اس کے نواح میں حضرت اسحٰق اور ان کی ذریت میں جتنے پیغمبر ہوئے انھوں نے قوم کی اصلاح کی حضرت موسیٰ کے زمانہ میں فرعون نے دعویٰ خدائی کیا انہوں نے اسے مار جہنم میں پہنچا دیا اور مشرکین نے لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا عرب والوں نے حضرت اسمٰعیل کے زمانہ میں ان کا کلمہ "لا الہ الا اللہ اسمٰعیل ذبیح اللہ" پڑھا حضرات براعظم افریقہ کے مشہور شہر مصر کی اور براعظم ایشیا میں عرب کی سیر کر چکے اور آپ نے دو منزلیں طے کر لیں اب عرب سے سیدھا ایران میں داخل ہو جاتے ہیں دیکھئے یہاں جناب زرتشت پارسیوں کے عقیدہ کے مطابق اصلاح قوم میں مشغول ہیں۔ ہندوستان آجائیے وہ دیکھئے راون مظالم برپا کئے ہوئے ہے ہندؤں کے عقیدہ سے رامچندر جی نے اوتار لیا ہے وہ اس کی شرارت کا جواب دیں گے۔ جواب دیا ہے۔ جبر و استبداد کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور رام راج قائم کر دیا ہے۔ کرشن مہاراج کے زمانہ میں راجہ کنس نے آفت ڈھا رکھی تھی

انہوں نے اس کا خاتمہ کر دیا ہے بدھ مت کے عقیدہ کے مطابق گوتم بدھ جی نے اوتار لیکر ذات پات کی تفریق مٹا دی ہے اور ہندوستان سے لیکر برما اور سیام تک ان کا کلمہ پڑھا جاتا ہے چین میں کنفیوشس ہوئے ہیں انہوں نے ان کی حالت درست کر دی ہے اب براعظم یورپ میں بڑھ چلئے حضرت عیسیٰ گو ایشیا کے مشہور مقام بیت المقدس میں پیدا ہوئے تھے مگر ان کا کلمہ پڑھنے والے حضرات عیسائی یورپ میں چھائے ہوئے ہیں اور لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ سب کی زبانوں پر جاری ہے حضرت آپ کو اس کی خانہ گردی میں بڑی زحمت ہوئی مگر کرازکر ہر ملک قوم میں آئے ہوئے پیغمبر مصلح۔ اوتار اور ریفارمر کے کارناموں سے کسی قدر بہرہ حاصل ہو گیا اور یہ معلوم ہو گیا کہ انھوں نے دین حقہ کو قائم کر کے چھوڑا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کو دوسری بار پھر دنیا کی اس حالت کی سیر کراؤں جبکہ آخری انقلاب روحانی آنے سے پیشتر اور حضرت عیسیٰ کے اٹھ جانے کے بعد دنیا ہوئی تھی اچھا تو سب سے پہلے ایران میں داخل ہو جائیے اور دیکھئے کہ جناب زرتشت کے کوچ کر جانے کے بعد ان کی امت کا خدا کے بارے میں کیا اعتقاد ہے یہاں تو ان کی امت دو خداؤں کی قائل نظر آتی ہے نیکی کے خدا کا نام یزدان اور بدی کے خدا کا نام اہرمن رکھ چھوڑا ہے اور آگ کو مظہر خدا تصور کر رہی ہے۔ بہتر ہے کہ ہندوستان آجائیے اور کرشن مہاراج و رامچندر کے چیلوں کو دیکھئے بھائی یہاں کے تو باوا آدم ہی نرالے ہیں ایران میں دو خدا مانے جاتے ہیں تو یہاں تین بلکہ بقول بعض ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پرستش کی جا رہی ہے "ایکم برہم دوتیہ ناستی" یعنی لا الہ الا اللہ پر کوئی عمل نہیں کرتا وہ تو سب کے سب سندر دل نہ اپنے اپنے دیوتاؤں کی مورتیں بنائے ہوئے ان کے آگے ڈنڈوت کر رہے ہیں اتنے ہی پر بس نہیں عناصر پرستی اور وہم پرستی میں بھی مبتلا پائے جاتے ہیں شودروں اور عورتوں کی کوئی وقعت نہیں برما اور سیام کی بھی حالت اچھی نہیں یہاں بجائے خدا کے گوتم بدھ کی پوجا کی جا رہی ہے ملک چین کا بھی عالم نرالا ہے بادشاہ کو لوگوں نے خدا سمجھ رکھا ہے کنفیوشس کی تعلیم نسیاً منسیا کر دی گئی ہے اب یورپ چلئے اس یورپ میں جس کو آج اسلام کی بدولت اپنی تہذیب پر ناز ہے اور دیکھئے کہ حضرت عیسیٰ کے رخصت ہو جانے کے بعد خدائی خدائی کا کیا حال ہے؟ افسوس یہاں تو جناب مسیح خدا کے بیٹے بنا دیئے گئے ہیں اور روح القدس بھی شریک کار سمجھے جاتے ہیں حضرت عیسیٰ کے بتلائے ہوئے وحدانیت کے اسباق بھول گئے ہیں تثلیث پرستی جاری کر رکھی ہے ان کے علاوہ مریم کی پرستش بھی کی جا رہی ہے یہاں بھی عورتوں کی کوئی قیمت نہیں بھی نہیں معلوم کہ ان میں روح بھی ہے یا نہیں حضرات اب شہر مصر میں قدم رکھیے اور دیکھئے کہ خدا کا یہاں بھی گذر ہے یا نہیں حالانکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ ایسے اولوالعزم پیغمبر نازل ہو چکے ہیں ہاں گذر تو ضرور ہے مگر وہ مجسم سمجھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک دم چھلا بھی لگا ہوا ہے یعنی حضرت عزیر کو اس کا فرزند سمجھکر اسکے ساتھ ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

حضرات! قریب قریب تمام دنیا کی سیر ہو چکی ہے اب صرف ایک مقام اور باقی رہ گیا ہے مگر وہ نہایت اہم جگہ ہے اس کا نام عرب ہے یہ کوئی معمولی مقام نہیں ہے یہاں تمام مذاہب عالم کا اتحاد ہے ہر قسم کا عقیدہ رکھنے والے لوگ

جمع ہیں عقائد ہی نہیں بگڑ گئے ہیں اخلاقی حالت بھی زار و زبوں ہے خدا کے پیغمبر سمجھا بجھا کر راستہ پر لگا کر چلے گئے ہیں مگر عقائد کا یہ عالم ہے کہ دو خدا ماننے والے آگ کی پرستش کرنے والے کئی خدا کے قائل عناصر پرست چاند اور سورج کے پوجنے والے خدا کے بیٹے کے قائلین سرے سے خدا کے منکر کافر اور بت پرست ایک سے ایک شان نرالے ہوئے موجود ہیں خانہ کعبہ جو موحدین کے لئے بنایا گیا تھا مشرکین کفار کی پرستش گاہ بنا ہوا ہے تین سو ساٹھ بتوں نے قبضہ کر رکھا ہے آج اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور جناب اسمعیل ذبیح اللہ دنیا میں موجود ہوتے تو اس منظر کو دیکھ کر یقیناً سراسیمہ ہو جاتے اور گریبان چاک کر ڈالتے اور میرا تو گمان غالب ہے کہ جب عالم مثال میں اس کیفیت کا انعکاس ہوا ہوگا تو دونوں حضرات سجدہ میں گر پڑے ہوں گے اور خدا سے فریادی ہوئے ہوں گے کہ خدایا ہم نے تجھ سے کعبہ کی داغ بیل ڈالتے وقت تعمیر اور کار دینے کے وقت دعا مانگی تھی کہ اے پروردگار ان ہی میں سے کوئی رسول ان لوگوں میں بھیج جو تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے اور تیری کتاب اور حکمت ان کو سکھائے اور ان کی اصلاح کرے اور آج اس رسول اور مصلح کے بجائے بتوں کا کلمہ پڑھا جا رہا ہے لہٰذا تجھ سے التجا درخواست کرتے ہیں کہ بھیج اس مصلح اور ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی مسجد کو بت پرستی سے بچا لے خیر عقائد کی تو یہ کیفیت ہو رہی ہے معاملات بھی ایک سرے سے خراب ہیں اخلاق بھی بد سے بدتر ہیں دختر کشی کی رسم جاری کر رکھی ہے عورتوں کا کوئی درجہ نہیں ہے غلاموں کی سی حیثیت سے جانوروں سے بھی بدتر خیال کئے جاتے ہیں عقل کا معیار تو یہ ہے کہ کثرت سے شراب نوشی ہے وہ کھیل ہے جوا ان کی دن رات کی دل لگی ہے جاہلیت و عیش عورت تک جو ان کے نکاح میں ہوتی ہیں ان کے لئے جنگ و جدل معمولی بات ہے ذرا ذرا سی بات پر لڑ بیٹھتے ہیں جس کا سلسلہ برسوں بلکہ صدیوں قائم رہتا ہے۔ سوتیلی ماں باپ کے بیٹے کی بیوی بننے پر مجبور کی جاتی ہے شگون اور ٹوٹکے کے بڑے قائل ہیں توہم پرستی غایت درجہ سرایت کئے ہوئے ہے جن ان کے بالکل چہیتا نہ ہیں اور لوٹ مار [illegible] غرض عجب عجب حالت اور عجیب کیفیت ہے حضرات دنیا کی یہ ہے جو آپ نے دیکھ لیا۔ وہ کفر و ضلالت سے یکسر مملو ہے کہیں بھوت پریت پوجے جاتے ہیں اور کہیں دیوی دیوتاؤں کے مجسموں کی [illegible] خدا کے وجود کے ماننے والوں کی بھی پتہ نہیں رہا اس تاریک حالت میں آخری علامت [illegible] آدم سے لے کر [illegible] ابراہیم تک [illegible] رہتی ہیں دنیا [illegible] رحمت اللعالمین ہے [illegible] کیا دیر ہے؟ آجا آجا شفقت کی نگاہ آجا ٹوٹے ہوئے دلوں کی امید آجا آجا درماندوں کی مراد آجا بے سہاروں کے سہارے آجا یتیموں کے مالک آجا غلاموں کی فریاد رس آجا مسکین نواز آجا بیواؤں کی تمنا آجا بیکسوں کی آس آجا۔ آجا فقیروں کے ملجا ضعیفوں کے ماویٰ آجا عزیزوں سے بڑھ کر آجا گنہگاروں کے شفیع آجا۔ آجا وحدت کی لے سنانے والے آجا آجا کفر و عصیان کی بنیاد اکھاڑ کر پھینک دینے والے آجا دنیا کو نیکی پر گامزن کر دینے والے آجا آجا غضب پر غالب آجانے والے آجا۔ آجا سنسار کو سنوارنے والے آجا ڈوبتی ہوئی دنیا کو ترانے والے آجا۔ آجا جگ داتا آجا ناف عالم یعنی مکہ کی گلیوں میں آجا۔ آجا قبیلہ قریش میں آجا۔ آجا بنی ہاشم کے معزز خاندان میں آجا۔ آجا عبدالمطلب کے گھر میں آجا۔ آجا عبداللہ کے جان رعنا کے صلب میں آجا۔ آجا بی بی آمنہ میں آجا۔ آجا مدنی پیا کی صورت میں آجا۔ آجا محبوب خدا کے روپ میں آجا۔ آجا آجا مع جمیع صفات کے جامہ میں آجا۔ آجا احمد کی ہستی میں آجا۔ محمد کے وجود مسعود میں آجا۔ دعائے خلیل آجا۔ ہاں اے نوید مسیحا آجا۔ بس ؎

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت　　بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت　　چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

الغرض ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ؎

ہوئے پیدائے آمنہ سے ہویدا　　دعائے خلیل اور نوید مسیحا

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات! اس وقت تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ رسول اللہ کی آمد کی تمہید تھی جس میں وہ منظر دکھلائے گئے ایک تو ان کی موجودگی کا دوسرا ان کے اٹھ جانے کے بعد کا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ شمس نبوت کی ابتدا الی انتالیس منزلوں سے بخوف طوالت سرسری طور پر گزر جاؤں تاکہ اپنی مطلوبہ منزلوں سے قریب تر ہو جاؤں سنئے (۱) حضور اقدس چھ ہی برس کے سن میں یتیم الطرفین ہو جاتے ہیں (۲) چونکہ قدرت کو علم لدنی سے آنحضرت کے سینہ کو معمور کرنا ہے وہ انہیں خود ہی تعلیم دینا چاہتی ہے اس لئے کچھ ایسے اتفاقات پے در پے پیش آرہے ہیں جس سے آپ کو کسی دنیاوی معلم کے روبرو زانوئے شاگردی تہ کرنے کا موقع نہیں ملتا (۳) قیافہ شناس اور علم کی نظر مثلاً بحیرہ اور نسطور وغیرہ آپ میں آثار پیغمبری پا کر جناب ابوطالب (آپ کے چچا) سے عرض کرتے ہیں کہ بڑے ہو کر یہ خاتم النبیین ہونے والا ہے لہٰذا اس کی بہت کافی نگرانی کیجئے گا۔ (۴) آپ لڑکپن ہی سے اس قدر راستباز، دیانتدار اور نیک کردار ہیں کہ قوم نے متفق ہو کر آپ کو صادق اور امین کا خطاب دے دیا ہے (۵) دن جاتے دیر نہیں لگتی کہ آپ ۳۵ ویں منزل طے فرما رہے ہیں اس سال ایک ہولناک واقعہ پیش آگیا ہے خانہ کعبہ کی دیواریں کمزور ہو گئی تھیں قریشیوں نے از سر نو اٹھوانا شروع کیا ہے مگر حجر اسود کو کون نصب کرے؟ اس پر بحث ہے اور خاصی مقاتلہ تک کی نوبت آگئی ہے اب اسے سلجھائے کون؟ یہ کام تو اسی سے ہو سکتا ہے جو صادق ہو اور امین دانا ہو اور حکیم مصلح ہو اور راہبر و رہنما و نجات دہندہ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کے اولی تدبر کا رعب ان کے دلوں پر اسی سے بٹھلانا مقصود ہے اس لئے ایسے موقع پر ان کو بھیج کر اس طرح فیصلہ کرا دیا ہے کہ آپ چادر بچھا کر اس پر پتھر رکھ دیتے ہیں اور قبائل کے جملہ معتبر سرداروں سے اسے اٹھوا کر نصب کر دیتے ہیں وہ سب کے سب اس فیصلہ سے بے حد خوش ہوتے ہیں اور اس طرح سلگتی ہوئی

آتش جنگ بجھ جاتی ہے (۶) آپ یاد خدا اور خدمت خلق میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں اس کے سوا اور کوئی کام نہیں آپ چالیس برس منصب رسالت پر فائز ہوں گے مگر اس سے قبل یہ حالت ہے کہ تھوڑے سے ستو اور پانی لیکر غار حرا ایسے وحشتناک مقام پر بغرض عبادت تشریف لیجایا کرتے ہیں (۷) ہاں اے کفر و ضلالت ہوشیار باش! آفتاب نبوت چالیسویں منزل میں ہے اب تیری رخصتی کا زمانہ آیا ہی چاہتا ہے بستر اپنا ندھیریا سمیٹ وہ دیکھ غار حرا سے شمس رسالت طلوع ہونے ہی کو ہے کیونکہ اللہ نور السموات والارض کا فرستادہ امین غار حرا میں نازل ہو گیا ہے وہ عالم الغیب والشہادہ کے ارشادات چپکے چپکے پڑھا اور سمجھا رہا ہے اور نبوت و رسالت کا عہدہ منجانب خدا پیش کر رہا ہے اور عرض کر رہا ہے کہ آپ تمامی عالم کے نجات دہندہ مقرر فرمائے گئے ہیں اس لئے غار حرا سے برآمد ہو جیئے اور اپنے اسوۂ حسنہ کی شعاعوں سے عالم کو منور فرما دیجئے۔

(۸) اسلام کیا ہے؟ خدا کی وحدانیت کا اقرار، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبان سے کہنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا، شرک و کفر سے بچنا اور قیامت پر ایمان لانا چنانچہ غار حرا سے تشریف لانے کے بعد اس سیدھے سادے مذہب کو سب سے پہلے گھر میں پیش کرتے ہیں۔ جناب خدیجہؓ حضرت علیؓ، زید بن حارث مشرف باسلام ہوتے ہیں۔ دوستوں میں مرد صالح حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا کلمہ پڑھ لیا ہے (۹) کچھ مدت بعد جب فرمان ہوا در العزض تبلیغ کوہ صفا پر تشریف لیجاتے ہیں ایک ایک قبیلہ کو آواز دیتے ہیں جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے تم کیسا خیال کرتے ہو سب متفق ہو کر بیک زبان عرض کرتے ہیں "آپ صادق اور امین" ہیں اس پر آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر ہوں اور چاروں طرف دیکھ رہا ہوں اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑ کی دوسری طرف ڈاکوؤں کا ایک گروہ مسلح موجود ہے اور عنقریب تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اسے سچ سمجھو گے؟ وہ دست بستہ عرض کرتے ہیں لاریب تب آپ فرماتے ہیں کہ ایہا الناس، بت پرستی ترک کر دو شرک سے باز آجاؤ ایک خدائے واحد کی عبادت کرو برائیوں سے بچو معاملات درست کر لو اور میرے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کرو مجمع جیسے ہی یہ سنتا ہے کانوں پر ہاتھ دھرتا ہے اور وہاں سے بیک بینی و دو گوش چلدیتا ہے۔ اور جلسہ طلب کرتا ہے مجمع میں تقریریں ہوتی ہیں اور اتفاق رائے سے بایں مفہوم ریزولیشن پاس کیا جاتا ہے:

"یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ محمد صلعم کی اسکیم فیل کرنے کے لئے ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ مندرجہ ذیل امور نہایت تندہی سے انجام دے۔

(ا) رسول اللہ جہاں مل جائیں آپ پر آوازے کسے جائیں گالیاں دی جائیں منہ چڑایا جائے باہری لوگوں کو آپ سے ملنے نہ دیا جائے

(ب) آپ جہاں وعظ فرمائیں وہاں پہنچکر شور و غل مچایا جائے تاکہ لوگ آپ کی تقریر نہ سن سکیں۔

(ج) جب حضور آتے جاتے پتھروں سے تواضع کی جائے۔ غلاظتیں چھوڑی جائیں ان کی گذرگاہ میں کانٹے بچھائے جائیں اور عبادت میں خلل اندازی کیجائے۔

(د) جو لوگ مسلمان ہو جائیں ان کو تکلیفیں پہنچائی جائیں اگر کہنا نہ مانیں تو موقع پا کر خاتمہ کر دیا جائے۔"

حضرات! اوباش اور بدمعاش امور متذکرۂ بالا سرانجام دینے پر کمر بستہ ہو گئے ظلم و ستم کی آندھیاں چلنے لگیں جس گلی سے آپ گذرتے ہیں گلی کوچے میں چھپے ہوئے پاتے ہیں جونہی گذرتے ہیں پیچھے ہو لیتے ہیں آوازے کستے ہیں گالیاں دیتے ہیں جب آپ کسی کو کچھ سمجھانا چاہتے ہیں وہ تالیاں بجا دیتے ہیں۔ قرآن شریف کی آیتیں پڑھکر سنانا چاہتے ہیں وہ شور و غل مچا کر بولنا بند کر دیتے ہیں باہری لوگوں کو ملنے نہیں دیتے جب موقع پتھر برساتے ہیں جس سے آپ اکثر لہولہان ہو جاتے ہیں ایک بڑھیا تو اس انتظار میں غلاظت سے آلودہ ٹوکری لئے بیٹھی رہتی ہے کہ جیسے ہی آپ اس کے بالاخانہ کے نیچے سے ہو کر گزریں وہ اوپر سے ڈالدے جب خانۂ کعبہ تشریف لے جاتے ہیں اور سجدہ میں سر اقدس ہوتا ہے تو ظالم اونٹ کی وزنی اوجھڑی رکھدیتے ہیں آپ اس کے بوجھ سے سر نہیں اٹھا پاتے کبھی گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر کھینچتے ہیں جو مسلمان ہیں ان پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے ہیں جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر وزنی پتھر ان کے سینوں پر رکھدیتے ہیں۔ داغ دیا کرتے ہیں یہ سب اس واسطے ہو رہا ہے کہ مسلمان کیوں ہوگئے! مرتد کیوں نہیں ہو جاتے! مگر کیا تعریف ہو سکتی ہے رسول اللہ کے صبر و استقلال کی اور مسلمانوں کی قوت برداشت اور ثبات قدم کی داد دیجئے کہ سہتے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں کرتے آخر کاران شریروں کو اپنے منصوبے خاک میں ملتے ہوئے دیکھکر جلسہ طلب کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

(۱۰) قبائل قریش جمع ہوتے ہیں مشورہ ہوتا ہے طے ہوتا ہے کہ زر، زمین، زن، یہ تینوں چیزیں ہیں جو انسان کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہیں کیا عجب ہے کہ محمد صاحب طمع میں آکر اپنے ارادہ سے باز آجائیں اس لئے آپ بلائے جاتے ہیں۔ کفار عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ کو دولت کی حاجت ہو تو ہم سب مل کر اتنا چندہ کر دیں کہ آپ کے مقابلہ میں تمام عرب میں کوئی دولتمند نہ نکلے اور اگر آپ کو ریاست کی خواہش ہو تو ہم سب مل کر آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور اگر آپ کو کسی حسین و جمیل خاتون کی ضرورت ہو تو جس نازنین کو آپ منتخب فرمائیں اسے عقد کرلیں اور اگر خدانخواستہ آپ کی دماغی حالت بہتر نہیں تو اس کی اصلاح کے لئے ایک سے ایک اعلےٰ حکیم موجود ہے مگر خدا را ہمارے معبودوں کی تذلیل نہ کیجئے ہمیں بت پرستی سے نہ روکئے دختر کشی سے باز رہنے کی تعلیم نہ دیجئے الغرض ہمیں کسی قسم کی ہدایت نہ دیجئے ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دیجئے۔ حضرات جب وہ شرائط پیش کرنے کے بعد خاموش ہوتے ہیں تو آپ جواباً ارشاد فرماتے ہیں۔

"ایہا الناس۔ میں مامور من اللہ ہوں جن باتوں سے تم کو روکتے ہو انھیں پر عمل کرانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں زر، زمین اور زن کی ضرورت نہیں میری تو یہ خواہش ہے کہ میں اعلائے کلمۃ الحق کردوں اور تم حق کے آگے اپنی گردنیں خم کر دو۔ برائیوں سے باز آجاؤ اور نیک بنجاؤ اس کے سوا مجھے کچھ نہ چاہئے۔ میں تو ہدایت ہی خواہ ہوں یہ فرمانے کے بعد آپ چلے آتے ہیں۔ مجمع بھی اسی وقت منتشر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) آپ کا کام برابر جاری ہے۔ دکھ پہ دکھ مصیبت پر مصیبت برداشت فرما

رہے ہیں مگر امر حق کی اشاعت میں سرگرم و کوشاں ہیں۔ کفار پھر لیپٹی کرتے ہیں اور یہ طے پاتا ہے کہ ابو طالب بلائے جائیں ان کو دھمکی دی جائے شاید اس سے کوئی نتیجہ مترتب ہو۔ وہ آتے ہیں ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی ہے وہ مضطرب ہوتے ہیں۔ گھر واپس جاتے ہیں پیغمبر اسلام کو بلاتے ہیں اُن سے واقعہ عرض کرتے ہیں آپ نے نہایت اطمینان سے سننے کے بعد فرمایا "چچا جان اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھدیئے جائیں اور مجھ سے یہ کہا جائے کہ تم اعلان حق سے باز آجاؤ تو یہ ناممکن ہے یا تو اس کام میں میری جان ہی چلی جائیگی یا میں سب کو نیک راستہ پر چلا کے رہوں گا۔ اور چچا میاں اگر آپ مجھ سے دستکش ہونا چاہتے ہوں تو ہو جائیں محمد (صلعم) کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔" جب جناب ابو طالب آپ میں اس قدر استقلال ملاحظہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں "جاؤ بیٹا تم نہایت اطمینان سے بے کھٹکے اپنا کام جاری رکھو مجھے ہمیشہ اپنی امداد پر آمادہ پاؤ گے۔" آپ تشریف لے آتے ہیں اور کار رسالت میں مشغول ہو جاتے ہیں

۱۳۔ جب کفار کی دھمکیوں کا اثر حضرت ابو طالب پر نہیں پڑتا اور اس طرح بھی ان کا کام بنتا نظر نہیں آتا تو پھر ایک دن دار الندوہ میں جمع ہوکر شورای کرتے ہیں۔ بعد بحث و تمحیص کے یہ قرار پاتا ہے کہ رسول خدا اور ان کے ساتھ ہی قبیلہ بنی ہاشم کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے کنوئیں سے پانی نہ لینے دیا جائے اور کوئی شخص ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہ کرے اس طرح جب محمد صاحب کے ساتھ بنی ہاشم بھی پریشانیوں میں مبتلا ہوں گے تو یقیناً وہ سب ان کو مجبور کریں گے اور اس طرح نہایت آسانی سے مقصد حاصل ہو جائے گا چنانچہ اعلان نامہ پر دستخط ہو جاتے ہیں اور وہ خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا جاتا ہے بازاروں میں ندا کرادی جاتی ہے کہ آج سے محمد (صلعم) اور ان کے قبیلہ پر کنوئیں کا پانی بند ان سے کلام کرنا ملنا جلنا اور لین دین ترک جب ان کے اعلان کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کو اطلاع ہوتی ہے تو آپ معہ بنی ہاشم کے شعب ابو طالب میں بغرض حفاظت تشریف لیجاتے ہیں یہ سنکر آپ کو حیرت ہوگی اور ساتھ ہی اس کے افسوس بھی کہ بائیکاٹ ایک دو دن کے لئے نہیں دس بیس دن کے لئے نہیں مہینے دو مہینے کے لئے نہیں سال دو سال کے لئے کیا جاتا بلکہ آپ کو تین سال تک محصور رہنا پڑتا ہے اس مدت میں جو جو مصائب اور تکلیفیں آپ کو برداشت کرنی پڑتی ہیں اس کو تو خدا وند عالم ہی بہتر جان سکتا ہے نوبت بایں جا رسید کہ بنی ہاشم کے بچے بھوک اور پیاس سے بے چین ہو ہوکر گریہ و زاری کرتے ہیں رات رات بھر چلایا کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے بین سے کفار کی نیندیں نہیں آتیں جب وہ بالکل مجبور ہو جاتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری سنگدلی سے بچوں کو اذیتیں پہنچ رہی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صبر و استقلال کا کوہ گراں بنے ہوئے ہیں تو وہ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد بائیکاٹ کا خاتمہ کرتے ہیں اس طرح بنی ہاشم کو پھر اپنے گھروں میں جانے کی اجازت مل جاتی ہے رسول اللہ تبلیغ حق کا کام زوروں سے جاری کر دیتے ہیں دن گزرتے جاتے ہیں اب آپ نے عمر شریف کی باون منزلیں طے کر لی ہیں ۵۳ واں سال شروع ہے کفار دانت پیس رہے ہیں کچھ بس نہیں چلتا۔

۱۳۔ ایک دن پھر سب خفیہ طور سے جمع ہوتے ہیں یہ صفر کی ستائیسویں تاریخ ہے اس جلسہ کی کارروائی کو صیغہ راز میں رکھنے کا عہد ہوا ہے یہ اجتماع معمولی نہیں ہے اس میں کفار اپنے زعم باطل میں شمع رسالت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل کر دینے کی تدبیریں سوچنے والے ہیں اسلام کو صفحہ ہستی سے محو کر دیئے جانے کی فکر میں ہیں سننے تقریریں شروع ہوگئیں تجویزیں پیش ہونے لگیں۔ کوئی کہتا ہے موقع پاکر بانئ اسلام کو قتل کر دیا جائے کوئی رائے دیتا ہے کہ یہ ایک آدمی کا کام نہیں چند جوانمرد اس کو انجام دینے کے لئے تعینات کئے جائیں یونہی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ اتنے میں ایک پیر فرتوت انسان صورت شیطان سیرت کھڑا ہوتا ہے کہتا ہے کہ اب تک جتنی تجویزیں پیش کی گئی ہیں اپنی اپنی جگہ پر وہ سب کی سب نامکمل اور قابل ترمیم ہیں۔ دیکھو فلاں تجویز اس وجہ سے قابل عمل نہیں اور فلاں رائے اس وجہ سے قابل اعتنا نہیں میری رائے اس معاملہ میں یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان منتخب کیا جائے اور وہ سب مل کر شب تار میں بانی اسلام کے مکان کا محاصرہ کر لیں اور موقع پاکر خاتمہ کر دیں اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ قبیلہ بنی ہاشم بقیہ تمام قبیلوں کا تنہا مقابلہ نہ کر سکے گا اس طرح بغیر مقاتلہ کئے ہوئے اور کسی جوان کو کھوئے ہوئے مقصد حاصل ہو جائیگا۔ جیسے ہی بڈھا خاموش ہوتا ہے سب طرف سے احسنت۔ آفریں۔ مرحبا کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اس کی رائے بلا کسی مخالفت کے پاس ہو جاتی ہے۔ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان اسی وقت منتخب ہو جاتا ہے اور وہی شب اس کار خاص کے لئے طے پا جاتی ہے۔

۱۴۔ ادہر تو یہ فیصلہ ہوا ہے اور ادہر جبرئیل امین اللہ کا پیغام لیکر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں کفار کے منصوبے سنا رہے ہیں اور حفاظت کی صورت بتلا رہے ہیں عرض کر رہے ہیں کہ آج ہی کی شب آپ مدینہ کی جانب ہجرت کر جائیے رسول خدا جناب علی مرتضیٰ کو کفار کے ارادوں اور اپنے ہجرت کر جانیکی خبر دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابن عم آج شب کو تم میرے بستر پر سو رہو تمہارا بال بیکا نہ ہوگا شیر خدا علی مرتضیٰ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ کیا ایسا کرنے سے آپ محفوظ رہیں گے؟ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں ایسا ہی ہوگا یہ سنکر حضرت علی جوش مسرت سے اچھل پڑتے ہیں عرض کرتے ہیں "ایسی ایسی ہزار جانیں آپ سے قربان کر دینے کے لئے تیار ہوں۔" اے علی کیا کہنے ہیں آپ کے۔ آپ تو شیر دل، شیر خدا ہیں رسول خدا کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

۱۵۔ حضرات شب کا کافی حصہ گذر چکا ہے نوجوانان کفار بیت النبی کا محاصرہ کئے ہوئے موقع کے منتظر کھڑے ہیں چاہتے ہیں کہ جب بالکل سناٹا ہو جائے تو اپنا کام کریں قریب نصف شب کے پیغمبر اسلام اٹھتے ہیں بستر مبارک پر حضرت علی کو سلا دیتے ہیں خود دروازہ پر تشریف لاتے ہیں تھوڑی سی مٹی لیکر سورہ یاسین شریف کی چند آیتیں پڑھکر مسلح کفار پر پھینک دیتے ہیں ان پر غنودگی کا عالم طاری ہوتا ہے آپ نہایت اطمینان سے انھیں میں سے ہوکر گزر جاتے ہیں حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر تشریف لے جاتے ہیں ان کو اپنے ہمراہ لیکر رات کی اندھیری میں غار ثور کی طرف کوچ کر جاتے ہیں

اللہ اللہ کس قدر دلخراش منظر ہے آج ترپن سال کی عمر شریف میں حق کا محبوب خدا کا حبیب نہایت بے سر و سامانی سے آوارۂ وطن ہو رہا ہے اور اس طرح سے کہ شاید پھر تمام عمر وطن مالوف میں رہنا نصیب نہ ہو خانہ کعبہ پر آپ کی جدائی سے اداسی چھائی ہوئی ہے آب زمزم آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے مکہ کی گلیاں نوحہ کناں ہیں شب دیجور ہے اور ماہ رسالت جھاڑیاں اور گوکھرو کے کانٹے ہیں اور آپ دونوں حضرات کے نرم و نازک پائے اقدس لہولہان ہو گئے کف پا میں آبلے پڑ گئے آخرکار مکہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر غار ثور تک کسی صورت سے پہنچ گئے جناب ابوبکرؓ نے غار کے اندر داخل ہو کر اسے صاف کر کے سوراخوں کو چھوڑ دیئے بند کر دیا رسول اللہ اندر تشریف لے گئے ہیں رے ابوبکر کیا کہنے ہیں آپ کے آپ نے حق رفاقت ادا کر دیا اور وفاداری کا وہ ثبوت دیا جو کہ رہتی دنیا تک یادگار رہیگا اچھا تو ان حضرات کو یہیں رہنے دیجئے اب ذرا یہ دیکھئے کہ حضرت علیؓ پر کیا گذری۔

۱۶۔ اولاد ہو: رسول اللہ کے تشریف لیجاتے ہی انہوں نے تو بستر پر دراز ہو چادر تان لی ہے اور آپ نہایت اطمینان سے خواب شیریں کے مزے لے رہے ہیں دیکھا چاہیے آپکا ارشاد ہے کہ حضرت جس اطمینان کے ساتھ مجھے نیند آئی ایسی تمام عمر میں [illegible] کبھی نصیب نہیں ہوئی تھوڑی دیر بعد [illegible] نوجوانوں کے پاس پہنچکر کہتا ہے تم [illegible] نگرانی کرتے [illegible] تو نکل گئے وہ لوگ کہتے ہیں [illegible] ادھر سے کوئی نہیں جا سکتے [illegible] کہ ان کے اندر داخل ہوتے ہیں چادر [illegible] علی کو پا کر کہتے ہیں [illegible] جاتے ہیں تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی [illegible] دریافت کرتے ہیں کہ محمد صلعم کہاں ہیں؟ آپ نہایت بے خوفی سے جواب دیتے ہیں [illegible] کفار اپنی اس غفلت پر نادم ہو کر [illegible] تلاش جاری کر دیتے ہیں رات بھر ڈھونڈھتے پھرتے ہیں [illegible] جب صبح ہوتی ہے کفار جمع ہوتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص محمد صلعم کو زندہ لائے یا ان کا سر اقدس اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائینگے اس اعلان کو سنتے ہی سراغ رساں چاروں طرف چل پڑتے ہیں چند غار ثور کی طرف نشان پا کے [illegible] پہنچ جاتے ہیں جب آگے نشان نہیں پاتے تو کہتے ہیں [illegible] جب وہ دیکھتے ہیں کہ دہانہ غار پر مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے اور اندر کبوتر انڈے سے رہا ہے تو کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس کے اندر داخل ہوا ہوتا تو یہ [illegible] سلامت نہ رہتا اور کبوتر موجود نہ ہوتا یہاں سے بیکار وقت ضائع نہ کرو دوسری طرف چل کر ڈھونڈھو غرض خداوند عالم ان کو وہاں سے ہٹا دیتا ہے خدا جسے رکھے اسے کون چکھے

۱۷۔ محفوظ: حضرت رسول خدا غار ثور کے اندر تین روز مقیم رہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ کا غلام دودھ پلا جاتا ہے اور ان کے ایک صاحبزادے دشمنوں کے منصوبوں سے مطلع کر دیتے ہیں [illegible] شب کو [illegible] اونٹ منگوا لئے گئے ہیں اور آپ مدینہ کی طرف راہی ہو گئے ہیں راستہ میں جو واقعات [illegible] آتے ہیں ان سے درگذر کیا جاتا ہے بہر طور آپ مدینہ طیبہ پہنچ گئے ہیں انصار نے نہایت گرمجوشی سے آپ کا خیر مقدم کیا ہے اور سر آنکھوں پر جگہ دی ہے۔

۱۸۔ دشمنوں کو جب خبر ملتی ہے کہ رسول اللہ بعافیت تمام مدینہ پہنچ چکے ہیں تو ان کو اپنی تدبیروں پر یکقلم پانی پھر جانے سے بیحد رنج و ملال ہوتا ہے مرتے کیا نہ کرتے رؤسائے مدینہ کو خط لکھتے ہیں کہ محمد صلعم کو یا تو قتل کر دو یا اپنے یہاں سے نکال دو ورنہ تم پر حملہ کر کے تمہیں تباہ و برباد کر ڈالیں گے اور تمہارے اموال و عیال کو اپنے تصرف میں لائینگے ساتھ ہی اس کے جنگی تیاریاں شروع کر دیتے ہیں رسول اللہ کو دشمنوں کے ارادہ کی اطلاع ہوتی ہے مگر آپ صبر سے کام لیتے ہیں اتنے میں جبریل امین خدا کا پیغام لیکر پہنچتے ہیں قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم یعنی اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں رسالتمآبؐ کو مدینہ میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا یہاں بھی کفار مکہ کے علاوہ ایک چھوڑ تین گروہ مشرکین، منافقین اور یہود سے مقابلہ کرنا ہے بہرحال تمام جنگوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ دشمنوں نے بارہا جان توڑ جارحانہ حملے کئے ہیں اور آپ نے محض خدا کے بھروسہ پر مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد سے خوب خوب مدافعانہ جوابات دیئے ہیں اور ہمیشہ اسلامی لشکر کو غلبہ رہا ہے۔ اور ایک دن وہ بھی آگیا ہے کہ جس پیارے وطن مکہ معظمہ سے نہایت بے سر و سامانی سے نکلے تھے اس میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوتے ہیں اور خانہ کعبہ کو بتوں کی نجاست سے طیب و طاہر فرماتے ہیں۔ اہل عرب جو کل تک ایمان نہیں لاسکے تھے آج ان کی گردنیں اسلام کے آگے خود بخود خم ہو گئی ہیں اور تھوڑے عرصہ میں سارا عرب رسالتمآبؐ کے زیر نگین ہو گیا ہے۔

۱۹۔ سنہ ۱۰ھ کے آخر ماہ ذی الحجہ میں آخری حج جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے ایک لاکھ مسلمانوں کے ہمراہ ادا فرماتے ہیں بعد حج ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جس کا ایک ایک لفظ درس عبرت ہے اور نصیحت کی دستاویز حقوق اللہ اور حقوق العباد کا سبق پڑھا دیتے ہیں کوئی بات اٹھا نہیں رکھتے سب کچھ تعلیم فرما دیتے ہیں مثلاً:-

مسلمانو! آپس میں نہ لڑنا۔ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون۔ آبرو اور مال حرام ہے۔ قرآن و عترت سے غافل نہ رہنا۔ اہلبیت سے تمسک رکھنا اگر قرآن اور اہلبیت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے وغیرہ وغیرہ اسی وقت آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی ہے اور قرآن پاک مکمل ہو جاتا ہے۔

۲۰۔ قرآن پاک وہ مکمل دستور العمل ہے جس نے اپنے وجود سے دوسری کتب آسمانی مثل زبور، توریت، انجیل وغیرہ کو منسوخ کر دیا۔ اس میں کیا نہیں عقائد اس میں ہیں اخلاق اس میں ہیں احکام اس میں ہیں عدالت اس میں ہیں سیاست اس میں ہیں احکام فوجداری اس میں احکام دیوانی اس میں احکام توریث اس میں احکام جنگ اس میں ہیں قانون شہادت اس میں احکام تعزیرات [illegible] اس میں طریقہ طہارت اس میں طریقہ عبادت اس میں توحید کے اسباق اس میں سیاست مدن اس میں [illegible] اور رسم [illegible] اس میں حقوق نسواں اس میں غرض وہ سب کچھ اس میں ہے جو دوسری کتب آسمانی میں نہیں اور جس کی دین و دنیا کے لئے ضرورت ہے اور جو تمام دنیا کے لئے ہر زمانہ میں یکساں مفید قابل عمل اور عین فطرت انسانی کے مطابق۔

۲۱۔ پس جب ہدایت مکمل ہو چکی قرآن مدون ہو چکا اور رسول اللہ نے عمل کر کے دکھلا دیا اور اب آپ کی ضرورت نہ رہی تو ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء رفیق اعلیٰ (خدا) سے ملنے کے لئے سفر آخرت اختیار فرمایا۔ اللھم صل وسلم و بارک علیہ

ختم رسل صلعم

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوانی۔ کھیردی)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

در دلم چوں شد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشق یار ازل — آنکہ روحش واصل آں دلبرے
آں رخ فرخ کہ یک دیدار او — زشت رو را میکند خوش منظرے
آں دل روشن کہ روشن کردہ است — صد درون تیرہ را چوں اخترے
احمد آخر زماں کز نور او — رحمتے زاں ذات عالم پرورے
شد عیاں از وے علی الوجہ اتم — جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال — لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

برادران اسلام! اگر دنیا کو کبھی ایک نبی کی ضرورت تھی تو وہ اسی وقت تھی جبکہ ختم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ظہور قدسی ہوا اور اگر کسی ایک قوم کے تنزلات میں گر جانے پر اس قوم کے اندر نبی کا ظہور ہوتا رہا ہے تو ہمارے آقا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے دنیا کی ایک نہیں بلکہ کل قومیں ضلالت، کفر، بد اعمالی، بد اخلاقی اور بد رسمی کی ہلاکت میں گرفتار ہو چکی تھیں ہر ایک ملک اور ہر قوم کی حالت اخلاقی پہلو سے نہایت درجہ ذلیل ہو چکی تھی یہاں تک کہ گناہ کو بعض حالات میں گناہ نہ سمجھا جاتا تھا اور نیکی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا مگر اس کو نیکی اور بھلائی سمجھ کر کیا جاتا تھا شاید اس بیان پر بعض حضرات کو تعجب ہو مگر حالانکہ یہ تعجب کی بات نہیں ہے بالکل سچی بات ہے اور اس زمانہ کی عرب، ایران، چین، ہندوستان وغیرہ کی تاریخیں اس پر شاہد ہیں نسل انسانی کی ترقی میں یہ وہ زمانہ تھا کہ جب اخلاقی اور روحانی پہلوؤں سے انسان پستی کی انتہا کو پہنچ گیا تھا اور اگر انبیاء علیہم السلام ایسے ہی وقتوں میں آتے ہیں کہ جب گناہ اور شرارت زمین پر پھیل جاتے ہیں اور یہی ہر مذہب کی تاریخ ہم کو بتاتی ہے یعنی جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ظاہری قانون قدرت میں تاریکی کے بعد روشنی اور امساک باران کے بعد بارش ہوتی ہے بالکل اسی طرح اس کے روحانی قانون میں بھی تاریکی کے بعد روشنی آتی ہے تو وہ زمانہ جس میں دنیا کے چاروں کناروں میں تاریکی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی اس وقت حالت زمانہ اس امر کی مقتضی تھی کہ یا تو دنیا کے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں ایک ایک نبی ظاہر ہو جو اپنے ملک اور اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے یا ایک ہی ایسا کامل نبی دنیا میں ظاہر ہو کر تمام ملکوں اور قوموں کی اصلاح کا بار اپنے ذمہ لے اور خدا کے مذہب کو ایک کمال کے رنگ میں پیش کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے اس بار عظیم کے اٹھانے کے واسطے خاص اپنے محبوب حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور حکم دیا کہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اے محبوب دنیا والوں کو سنادو کہ اے لوگو! مجھکو بیشک تمام دنیا کی طرف بلا تخصیص قوم و ملک ان کی اصلاح کرنے کے واسطے اللہ نے بھیجا ہے چنانچہ آپ نے حکم خدا کی تعمیل کی اور جو دنیا کی اصلاح فرمائی اس کو تمام دنیا جانتی ہے بیان کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

برادران اسلام! ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پیشتر مختلف قوموں کو مختلف کتابیں ہدایت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی تھیں مگر وہ کتابیں انسانی آمیزش اور دستبرد سے پاک اور اپنی اصلی حالت پر نہ رہ سکیں بلکہ کچھ کی کچھ ہو گئیں اور اس سبب سے خدا کی رضامندی کی راہیں جو ان کتابوں پر ظاہر کی گئی تھیں وہ تاریک ہو گئیں اور ہر جگہ اختلافات نمودار ہو گئے یہاں تک کہ اصول دین بھی ان اختلافات سے بچ نہ سکے۔ قرآن کریم نے جہاں بحقیقت قرآنی وحی کی ضرورت بیان فرمائی ہے ذیل کی آیت میں اس حالت کا نقشہ اس طرح پر کھینچا ہے کہ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔

اس آیت کلام پاک کا ترجمہ یہ ہے کہ پہلے سب لوگ ایک ہی دین رکھتے یعنی ایک ہی گروہ کے تھے پھر جب ان کے درمیان آپس میں اختلاف ہو گیا تو اللہ نے انبیاء (علیہم السلام) کو بھیجا (جو ایمان والوں کو جنت النعیم کی خوشخبری سنانے والے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب الیم اور آتش جہنم سے) ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ سچی کتاب بھی بھیجی تاکہ جس بات میں ان لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس میں وہ کتاب فیصلہ کر دے اور (اس پر بھی جب ان کا اختلاف بند نہ ہوا تو) جن لوگوں کو وہ کتاب دی گئی تھی وہی لوگ اپنے پاس کھلے کھلے احکام آنے کے بعد بھی آپس کی ضد سے ان (احکام الٰہی) میں اختلاف کرنے لگے تو اللہ (تعالیٰ) نے اپنے حکم سے ایمان والوں کو وہ راہ حق دکھا دی جس میں ان لوگوں نے اختلاف کر رکھا تھا اور اللہ تو جس کو بھی چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔

برادران اسلام! اس آیت کا پہلا حصہ اس عام قانون کو بیان کرتا ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ دنیا کی مختلف اقوام میں وقتاً فوقتاً نبی بھیجتا رہا چونکہ سب لوگ ایک ہی گروہ کے حکم میں تھے اس لئے یہ نہ ہو سکتا تھا کہ بعض قوموں میں انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جائیں اور بعض میں نہ کئے جائیں پھر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایک ایک کتاب بھی نازل کی گئی تاکہ وہ ان مختلف فرقوں اور گروہوں میں جو کہ نبی کے ظہور سے پہلے

موجود تھے ایک فیصلہ کی راہ پیش کرے مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا وہی لوگ جن کو دفع اختلاف کے واسطے دی گئی تھی کہ اس کی پیروی کریں اس کے خلاف کرنے لگے۔ پس اگرچہ ہر قوم میں ایک ایک نبی مبعوث کیا گیا تھا مگر ہر قوم راہ راست ترک کر چکی تھی اور الٰہی ہدایتوں کے خلاف کا ارتکاب کر چکی تھی جو اس کو دی گئی تھیں پس اس طرح پر اور اختلاف رونما ہو گئے جن کی وجہ سے ایک اور نبی کے بعثت کی ضرورت پیش آئی اور ضروری ہوا کہ ایک ایسا نبی مبعوث کیا جائے جو سب قوموں کو راہ راست دکھائے اور باہمی اختلاف کو دور کرے کیونکہ اگر ہر قوم کے لئے ایک نبی کی ضرورت پیش آئے تاکہ وہ ان اختلافات کو مٹائے تو یقیناً اب ایک ایسے نبی کی ضرورت تھی جو ایک الگ الگ قوموں کے اختلاف کو دور کرے کیونکہ وہ صداقت جس کا ظہور مختلف قوموں میں اپنے وقت پر ہوا تھا اب سب قومیں اس کو فراموش کر چکی تھیں لیکن مختلف مذاہب کے اندر صرف اسلام ہی ایک عالمگیر مذہب ہے اور جس طرح متفرق قومی قوانین کا یہ تقاضا ہے کہ ایک بین الاقوامی قانون بھی ہو اسی طرح مختلف قومی مذاہب کے اندر ایک بین الاقوامی یا عالمگیر مذہب بھی ضروری تھا جو ان کے باہمی اختلافات کو دور کرکے مذہب کے اصلی اصول کو قائم کرے۔

برادران اسلام! یہ ایسی صاف اور واضح دلیل ہے جس سے عقلاً کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا اگر حکمت الٰہی کا تقاضا ایک وقت میں مختلف قوموں کی ضروریات کے مطابق یہ تھا کہ ان مختلف قوموں پر مختلف انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے اپنے منشاء کو ظاہر کرے اور اگر یہ سچ ہے کہ وہ کتب جو کتب الٰہی کو دنیا میں ظاہر کرنے والی تھیں دست برد زمانہ سے خود بگڑ گئیں اور ان کی اصلی اور حقیقی تعلیم پر ایک تاریکی کا پردہ پڑ گیا تو کیا حکمت الٰہی کا یہ ضروری تقاضا نہ تھا کہ وہ ایک ایسی کتاب نازل کرے جو ان تمام اختلافات کا فیصلہ کرنے والی اور ان سب غلطیوں کو دور کرنے والی ہو؟

علاوہ ازیں خود دنیا کی حالت میں ایک انقلاب آرہا تھا یعنی کہ مختلف قومیں اب اتحاد کا رنگ اختیار کریں اس لئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس کی زندگی مختلف انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا آئینہ ہو اس سے قرآن پاک حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا جو بجا طور پر خاتم النبیین اور دنیا کے آخری نبی ہوئے۔

مگر برادران اسلام یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین اور آخری نبی کیوں بنایا اور کیا وجہ ہوئی جو آپ کے تشریف لانے کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اس سوال کا جواب اس قدر وسعت چاہتا ہے جس کے واسطے کافی وقت اور فرصت درکار ہے مگر میں یہاں اس سوال کے صرف ایک پہلو پر اس وقت تھوڑی سی فرصت میں غور کرنا چاہتا ہوں۔

برادران ملت! پیشتر ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ غرض اور مدعا کیا ہے جس کے لئے نبوت کی چادر ایک انسان کے کندھوں پر ڈالی جاتی ہے۔ نبی صرف اس واسطے نہیں آیا کرتے کہ وہ اپنی بڑائی کو ظاہر کریں یا خود اپنی پوجا کرائیں اور خدا کی جگہ آپ لے لیں بلکہ وہ ایک پیغام لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کے واسطے دیتا ہے اور وہ خود اسے عمل میں لا کر دکھاتے ہیں وہ انسان سے احکام پاتے ہیں اور ان احکام کو اپنی عملی زندگی میں لاتے ہیں وہ خود سب سے پہلے عامل ان احکام الٰہی کے ہوتے ہیں اور پھر دوسرے لوگوں کو بتاتے ہیں کہ وہ کس طرح ان احکام الٰہی کی تعمیل کریں اس طرح پر خدا کا کلام اور نبی کی سنت دو ایسی [illegible] ہیں جو دوسروں کو ہدایت کے راستہ کی پیروی میں مدد دیتے ہیں اور اگر وہ اپنی اصلی پاکیزگی کی حالت میں باقی رہیں اور اس طرح ہم کو پہنچ جائیں کہ تعلیم بھی ان کے اندر اپنے کمال میں ظاہر کر دی گئی ہو تو پھر دوسرے نبی کی ضرورت نہیں رہتی لیکن یہ دونوں باتیں ہیں دنیا کی تاریخ میں ہمارے آقا سرور انبیاء تاجدار مدینہ نبی اکرم حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل موجود نہ تھیں جو کچھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے نازل ہوا اس میں تحریف اور تبدیلی واقع ہو گئی اور انسان کے ہاتھوں نے اس کی ہیئت ہی بدل دی علاوہ بریں اسلام سے پہلے تمام مذہبی [illegible] کی زندگیاں [illegible] تاریکی میں ہیں اور تاریخی طور پر ان کی صحت کا اطمینان کوئی نہیں بلکہ زیادہ تر وہ باتیں قصوں اور فسانوں کے رنگ میں رنگی ہیں اور اس طرح پر ہم کو ان کے حقیقی حالات کا علم بہت کم ہے اس لئے قرآن شریف اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول ضروری ہوا۔ لیکن اگر قرآن کریم آج ہمارے ہاتھوں میں بغیر ایک شوشہ کی تحریف کے ایسا ہی موجود ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا اور اگر ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات تمام صحت اور امانت کے ساتھ ہم تک پہنچائے گئے ہیں اور قرآن پاک نے ہدایت کی راہوں کو بھی پورے طور پر روشن کر دیا ہے اور شریعت کی تکمیل کر دی ہے تو کیا پھر بھی ہمیں کسی اور نبی کی ضرورت ہے؟ ہرگز نہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سب کتابوں میں سے خاتم الکتب یا آخری کتاب ہے اور [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یا سب نبیوں میں آخری نبی ہوئے [illegible] قرآن پاک کو خاتم الکتب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بناتی ہے وہ یہی ہے کہ قرآن پاک ہدایت و شریعت کی تکمیل کرتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو آگے نہیں کرتا۔

پس اے برادران اسلام! اگر قرآن شریف میں ہماری اخلاقی اور روحانی ضروریات کو کامل طور پر پورا کیا گیا ہے اور حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جبکہ احکام قرآنی کی تعمیل میں اگر نبی کے کام کا عملی حصہ پورا کر دیا [illegible] کہ اب اور نبی کی ضرورت کیوں اور کہاں باقی رہی [illegible] کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خاتم النبیین ہیں اور اسی وجہ سے آپ کے بعد کوئی نبی اب تک دنیا میں نہیں آیا کیونکہ اب اور نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مو منز انگلش ٹیچنگ میتھڈ المعروف سونے کی چڑیا

شرطیہ تین ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی کتاب ہے کثرت سے فروخت ہوتی ہے جو اس کے مقبول عام ہونے کی دلیل ہے۔ قیمت ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

رسول عرب کی شان رحمت و رافت

(نوشتہ عبدالحمید خان)

رسول عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے جس پہلو پر نظر ڈالے اس کو ایک ایسا گنج شایگاں پائے گا کہ جی چاہے گا کہ بس حیات مقدس کے اسی پہلو کو اسوہ حسنہ بنا کر زندگی اسی کے مطالعہ اور اسی پر عمل کرنے میں گذار دی جائے زندگی کا کوئی پہلو لے لیجئے وہ ہر ایک نقطہ نظر سے جامع اور مکمل نظر آئے گا اور اس کو حرف گیری کی گنجائش نہ ملے گی بشرطیکہ تعصب اور تنگدلی اور جذبہ عناد و خصومت سے پاک و صاف ہو کر کوئی مطالعہ کرے۔

اسلام تمام انبیاء و رسل کی تعظیم و تکریم کا حکم دیتا ہے اور حکم بھی اس قدر سخت کہ اگر دوسرے انبیا علیہم السلام کی شان مقدس میں ذرا بھی سوء ادب ہو جائے تو کفر تک نوبت پہنچ سکتی ہے جن انبیاء کا ذکر قرآن حکیم میں آیا ہے ان کو نبی اور رسول نہ ماننا ہی کفر ہے چہ جائیکہ ان کی شان میں گستاخی کرنی یا ان کی زندگی پر ایسے انداز سے بحث کرنی جس سے ان کی تنقیص کا پہلو نکل سکتا ہو اس لئے کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح مقدس و حیات مبارک و سیرت پاک پر اس طرح پر تو بحث کر ہی نہیں سکتا جس سے دوسرے انبیاء کرام کی تنقیص نکلتی ہو۔

تاہم بحکم خداوند کریم تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض بعض کو بعض رسولوں پر خدائے برتر نے خود ہی فضیلت عطا فرمائی ہے اور اسی ترجیحی و تفصیلی پہلو کو نمایاں کیا جا سکتا ہے اور اس مضمون کا مقصد صرف اس قدر ہوگا کہ حضور نبی الرحمۃ کی شان رحمت و رافت تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ارفع و اعلیٰ تھی۔

خداوند رحمٰن و رحیم نے حضور کی شان رحمت و رافت کو اس قدر جامع صورت میں پیش فرمایا ہے کہ اس سے بہتر صورت عقل و فہم میں نہیں آتی ارشاد ہوتا ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ہم نے تم کو اے محمد تمام عالم کیلئے اور نہ صرف ایک عالم کے لئے بلکہ جملہ عالموں کے لئے سراپا رحمت و سرتاپا لطف و رافت بنا کر بھیجا ہے۔

مسلمانوں کے لئے یہ آیہ کریمہ اس یقین کے لئے کافی ہے کہ حضور کی ذات اقدس سراپا رحمت تھی کیونکہ اس سے زیادہ مستند شاہد اس سے زیادہ مدلل دلیل اہل ایمان کے لئے ان کے عقیدہ میں اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ جس کتاب کو وہ اللہ جل شانہ کا کلام سمجھتے ہیں اس میں آنحضرت کی رحمت و رافت کا ذکر ہو اور ذکر بھی اس شان عمومیت کے ساتھ بغیر کسی تحدید و تخصیص کے بہرحال مسلمانوں کا تو عقیدہ ہی یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت و رافت تھے۔ مگر ایک غیر مسلم اس وقت تک اس دعوے کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا جب تک کہ واقعات اس کی تصدیق و تائید نہ کریں اس لئے ضروری ہے کہ واقعات پیش کئے جائیں اور واقعات بھی ایسے جن سے مجال انکار نہ ہو۔

سب سے پہلے رحمت و رافت کے معنے سمجھ لینے چاہئیں کیونکہ جب تک اس کا تعین نہ ہوگا اس کی تعریف بھی نہیں ہو سکتی اور نہ اس کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ایک تو رحمت و رافت کا یہ مفہوم ہے کہ تمام چوروں ڈاکوؤں اور قاتلوں کو ہمیشہ ہر حال میں ان پر رحم کر کے ان کو معاف کر دیا جائے اور کسی کو کسی جرم کی سزا نہ دی جائے اگر رحمت و رافت کا یہ مفہوم لے لیا جائے تو دنیا میں امن و امان اور سکون و اطمینان کا نام و نشان باقی نہیں رہ سکتا اور یہ سطح ارض جو آسمان کے نیچے پھیلی ہوئی ہے قتل و غارت لوٹ مار چوری و زناکاری کا ایک ایسا جہنم بن جائیگی جس میں نہ کسی کی جان محفوظ ہوگی نہ مال نہ عزت محفوظ ہوگی اور نہ آبرو امن و امان اور نظم و ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے تاکہ انسانی سوسائٹی حفظ جان و حفظ مال اور حفظ عزت کے ساتھ زندگی بسر کر سکے لازمی ہے کہ جس قدر نظم و امن قائم رکھنے کے لئے ضرورت ہو ارتکاب جرائم کی سزا دی جائے اس سزا دہی کو منافی رحم و کرم نہیں کہا جائے گا بلکہ رحم و کرم ہی کے اقتضا سے سزا دہی لازمی ہو جاتی ہے تاکہ دنیا میں جرائم کا ارتکاب اس قدر زیادہ نہ ہو جائے کہ ہر شخص کی زندگی اور اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو خطرہ میں پڑ جائے بلکہ سزا دہی کا ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جرائم کا بالکل سد باب ہو جائے جس قدر زیادہ جرائم کا سد باب ہوگا اسی قدر اس امر کا ثبوت ملیگا کہ اس عہد کی حکومت یا اس عہد کا حکمران خلق اللہ پر رحیم و کریم اور شفیق تھا۔

بہرحال رحمت و رافت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جرائم کے سد باب کے لئے سزا بھی نہ دی جائے بلکہ ایسے افعال رحمت علی العالم ہی کے تحت میں آئینگے۔

رسول عربی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن حکیم نے دعویٰ کیا ہے کہ خدا نے ان کو اہل عالم کے لئے سراپا رحمت و رافت بنا کر بھیجا ہے اس دعوے کی تصدیق اگر حضور اقدس کی زندگی سے ہو جائے تو اس کو ایک غیر مسلم بھی صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔

خدا کے فضل و کرم سے ہمارے سرکار آقائے دو جہان کی زندگی آئینہ کی طرح روشن اور شفاف ہے اور زندگی کا ہر ایک گوشہ اور ہر ایک گوشہ کی تمام جزئیات اس طرح دنیا کے سامنے رکھی ہوئی ہیں جس طرح کسی نمائش یا موزیم میں ایک ایک چیز علیحدہ علیحدہ کر کے نمایاں طور پر رکھدی جاتی ہیں جن کو اندھے کے سوا ہر ایک آنکھ والا دیکھ سکتا ہے بلکہ اندھا بھی ہاتھ سے ٹٹول کر معلوم کر سکتا ہے۔

دنیا کے کسی رہنما اور پیغمبر یا اوتار کو لے لیجئے آپ اس کی زندگی کے چند بڑے بڑے واقعات کے سوا کچھ بھی معلوم نہ کر سکیں گے کہ اس نے اپنی زندگی کس طرح گذاری بچپن کیونکر گذرا جوانی کس طرح بسر ہوئی اور بڑھاپے میں کیا ہوا پھر اگر ان ہر سہ زمانوں کے کچھ واقعات ملیں گے بھی تو بہت موٹے موٹے واقعات ہوں گے جزئیات کا کچھ بھی پتہ نہ چل سکیگا اور یہ بھی جو کچھ معلوم ہوگا وہ افسانے کے رنگ میں معلوم ہوگا تاریخی حیثیت اس کی بھی نہ ہوگی اس کے برخلاف حضرت رحمت عالم کی زندگی اور زندگی کی

ایک ایک جزئی نہ صرف تاریخی صحت کے ساتھ بلکہ تاریخی صحت سے کہیں زیادہ صحیح تر ذرائع سے محفوظ ہے ایک ایک واقعہ کا راوی اور اس کے اخلاق عادات سیرت وخصلت اور یہ کہ اس نے کس سے روایت کی اور پھر اس نے کس سے روایت کی اور یہ سب راوی کیسے تھے کس قدر قوی ان کا حافظہ تھا روایت بیان کرنے کا کیا طریقہ تھا اگر ساری عمر میں ایک دفعہ بھی کوئی کمزوری دکھائی ہے تو اسی نسبت سے اس کی روایت کمزور تسلیم کیجاتی ہے۔

بہرحال تاریخ میں اس قدر صحت روایت کا اہتمام نہیں کیا جاتا جس قدر حدیث میں کیا گیا ہے اور احادیث میں حضور کی مقدس زندگی کا ایک ایک واقعہ اور ہر واقعہ کی جزئیات تک محفوظ ہیں۔

رحم وکرم کے چند واقعات تو ہر شخص کی زندگی میں مل جاتے ہیں اور ان کی بنا پر کسیکو رحمت مجسم وسراپا کرم نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اگر زندگی کا ہر شعبہ اور سوانح حیات کا ہر اک گوشہ رحم وکرم کے واقعات سے معمور ہے تو اس کو ضرور رحمت ورافت مجسم کہہ سکتے ہیں ہم یہ امر صاف کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق تمام انبیا ورسل رحیم وکریم تھے کوئی بھی ان میں بیرحم وخونخوار نہ تھا اس لئے کہ خداوند خدا خود اپنے بندوں اور اپنی مخلوق پر حد سے زیادہ رحیم وکریم اور شفیق ہے اور ناممکن ہے کہ اس کے نبی ورسول اس کی مخلوق پر بیرحم ہوں لیکن بعض کو بعض پر فضیلت وترجیح ہے اس لئے اگر کسی کی زندگی میں بہت ایسے واقعات زیادہ ہیں جو رحم وکرم پر مبنی ہیں تو اسکو زیادہ رحیم وکریم کہنا پڑے گا۔

بعض رسولوں اور رہنماؤں کے بعض اقوال رحم وکرم ایسے خوشنما پائے جاتے ہیں کہ ان کے سنتے ہی دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ان سے بڑھکر کوئی رحیم نہیں ہو سکتا مگر ایسے اقوال سے دنیا کا کام کیونکر چل سکتا ہے جب تک کہ یہ نہ ثابت ہو جائے کہ دنیا اس پر عمل بھی کر سکتی ہے مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد مقدس ہے کہ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو تم دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو اس میں شک نہیں کہ بڑی بیمثل تعلیم ہے مگر اس پر ہم خاکسار ان عالم ارضی کیونکر عمل کر سکتے ہیں مسیحی حضرات اس قول کے معنے یہ لگاتے ہیں کہ حضرت مسیح کی تعلیم ہی یہ تھی اور گویا یہ بمنزلہ قانون کے تھی مگر ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس سے حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ آپ نے ایسی تعلیم دی کہ جس پر عمل ناممکن ہو حالانکہ کوئی پیغمبر ایسی تعلیم نہیں دے سکتا۔ اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہم اس قول کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کا ارشاد نہیں ہے بلکہ یہ ارشاد اخلاقی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے اس کو قانون کا درجہ حاصل نہیں ہے یعنی اگر ایسا کیا جائے تو یہ بہتر اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت ہوگا جیسا کہ رسول عرب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تمہارے ساتھ بدی کرے اس کے ساتھ نیکی کرو یہ اس سے زیادہ موثر پیرایہ بیان ہے کیونکہ اس میں صرف یہ نہیں کہا گیا کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ برائی کرے تو اس پر صبر کرو اور مزید برائی کا موقع دو بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو لیکن یہ اخلاقی تعلیم ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر کوئی قتل چوری زنا وغیرہ کرے تو اس کی سزا ہی نہیں دی جاسکتی ہے سزا دی جاسکتی ہے لیکن اگر کوئی معاف کردے اور اس کا بدلہ نیکی سے دے تو وہ بہتر صورت ہے چنانچہ قرآن حکیم میں بھی یہی ارشاد ہے کہ دانت کا بدلہ دانت آنکھ کا بدلہ آنکھ اور قتل کا بدلہ قتل مگر اگر کوئی معاف کردے تو اس کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے یعنی عفو ورحم بہتر صفت ہے مگر یہ کسی کو اس کے جائز بدلے سے نہیں روکتا۔

اسی طرح حضرت گوتم بدھ کے متعلق ان کی تعلیمات اسی رنگ میں پیش کیگئی ہیں جو بظاہر ناممکن العمل ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ تعلیمات بھی قانونی نہیں بلکہ اخلاقی حیثیت زیادہ رکھتی ہیں۔

ان کے مقابلہ پر رسول عربی فداہ ابی وامی کی تعلیمات ملاحظہ فرمایئے اور پھر آپ کا عمل دیکھیے اس سے ہر شخص کو اندازہ ہو جائے گا کہ جو کچھ آپنے ارشاد فرمایا وہ از سرتا پا عملی ہے اور ساتھ ہی سراپا رحمت ورافت پر مبنی ہے۔

قانون تو یہ ہے کہ آنکھ کا بدلہ آنکھ کان کا بدلہ کان ناک کا بدلہ ناک دانت کا بدلہ دانت قتل کا بدلہ قتل ہے مگر اسی کے ساتھ ارشاد ربانی یہ بھی ہے کہ فمن عفا عنہ فاجرہ علی اللہ جس نے ان بدیوں اور برائیوں کو معاف کر دیا اور بدلہ نہ لیا اس کا اجر اور بدلہ خدا کے ذمہ ہے یعنی ایک طرف ناحق وبداخلاق مخلوق کو متنبہ کر دیا کہ تم بالکل بے لگام نہیں ہو اگر کوئی جرم کروگے تو اس کی سزا بھی پاؤگے لیکن اگر معاف کردو تو یہ بہتر صورت ہے اور اس حالت میں تمہارے عفو ودرگذر کا ثواب واجر اللہ تعالیٰ پر ہے یعنی اس کا بدلہ خدائے تعالیٰ سے تم کو ملیگا یعنی یہ بتلا دیا کہ بہتر صورت بدلہ لینے کی نہیں بلکہ عفو ودرگذر کی ہے یہ تو خداوند کریم کا حکم تھا اور اس زبان فیض ترجمان سے جو ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کا حکم رکھتی ہے یہ ارشاد ہوا ہے کہ بدی کے بدلہ میں نیکی کرو جسکو شیخ سعدی نے اس طرح لکھا ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا | اگر مردی احسن الیٰ من اسا

رسول عربی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی طفولیت جوانی اور بڑھاپا سب کے حالات محفوظ ہیں اور ان ہر سہ دور میں حضور نے زندگی کے جملہ مراحل طے فرمائے۔ یتیمی کا دکھ آپنے دیکھا، جوانی کے دور سے آپ گذرے، بحیثیت تاجر کے زندگی کے نشیب وفراز سے آپ کو سابقہ پڑا تجرد کی زندگی آپنے بسر کی اور تاہل کی زندگی آپ نے اختیار فرمائی۔ عزلت وگوشہ نشینی بھی اختیار کی اور جلوت میں مواعظ ومجالس میں آپنے حصہ لیا خلق کے عزیز ومحبوب آپ رہے اور مخلوق کے مبغوض ومحسود آپ ہو گئے اس دور سے بھی آپ گذرے جب آپ کو صادق وامین کے لقب سے قریش پکارتے تھے اور پھر اس دور سے بھی آپ گذرے کہ وہی قریش آپ کی جان کے دشمن ہو گئے قتل کی سازشیں کیں اور قتل کے لئے آدمی متعین کئے اور قتل کے لئے انعام مقرر کئے۔ آپ کو محصور ہوکر بھی زندگی بسر کرنی پڑی اور آزاد ہوکر بھی آپ نے خاوند کی حیثیت سے بھی زندگی بسر فرمائی باپ کی حیثیت سے بھی نانا کی حیثیت سے بھی محکوم کی حیثیت سے بھی آپ نے زندگی گذاری اور مظلوم کی حیثیت سے بھی فاتح کی حیثیت سے بھی آپ تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئے اور بادشاہ کی حیثیت بھی ایک مزدور اور ایک سپاہی کی حیثیت سے بھی زندگی کے دن گذارے اور ایک جنرل اور سپہ سالار کی حیثیت سے بھی حلیف کی حیثیت بھی آپ کی رہی اور حریف کی حیثیت بھی دشمنوں کے

زغہ میں بھی آپ رہے اور دوستوں کے حلقہ اور ہجوم میں بھی اذیتیں تکلیفیں مصائب و آلام سے بھی آپ دوچار ہوئے اور راحت و آرام کے سامان بھی مہیا ہوئے جنگ بھی آپ کو کرنی پڑی اور صلح بھی دشمنوں کے قبضہ میں آپ کے رفقاء گئے اور دشمنوں کے رفقاء بھی آپ کے قبضہ میں آئے۔

غرضکہ نیچے سے لیکر اوپر تک کے جتنے مدارج زندگی کے ہو سکتے ہیں سب آپ گذرے زندگی کے ان تمام مدارج اور ان تمام منازل کے ایک ایک گوشہ کو دیکھئے اور تلاش و جستجو کیجئے کہ کسی گوشہ میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نظر آتا ہے جو وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے دعوے کے منافی ہو اس کے برعکس کوئی ایک گوشہ بھی زندگی مقدس کا ایسا نہیں مل سکتا جو رحمت و رافت لطف و کرم محبت و الفت کے واقعات سے پر اور معمور نہو۔

بعثت سے قبل رحمت و شفقت کے مواقع کم تھے تاہم بچپن میں حضور نہایت محبوب اور عزیز رہا کئے اور یہ ممکن نہ تھا اگر آپ کے اندر جذبات محبت و رافت نہ ہوتے اس کے بعد جوانی کا دور آیا اس عہد میں حضور کا طرز عمل ایسا رہا کہ عوام کرنے آپ کو امین اور صادق کا خطاب دیا کیا کسی سنگدل تند خو جذبات رحمت و رافت سے بیگانہ شخص کو یہ قدر و منزلت و عزیزی حاصل ہو سکتی ہے سنگ اسود کے نصب کرنے کا واقعہ مشہور ہے کہ ہر ایک قبیلہ مصر تھا کہ وہ اس کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کرے اور اس کشمکش کا نتیجہ سخت خونریزی و کشت و خون کی صورت میں نکلنے والا تھا آخر سب اس امر پر متفق ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کی طرف سے نصب کر دیں یہ کیا چیز تھی جس نے جنگجو قریش کے تمام قبیلوں کو اس امر پر متحد کر دیا تھا کہ حضور سنگ اسود کو نصب فرما دیں کیا یہ آپ کی ہر دلعزیزی و محبوبیت عامہ نہ تھی اور کیا کسی کو یہ محبوبیت عامہ حاصل ہو سکتی ہے جب تک کہ خود آپ کا قلب رحمت و رافت سے معمور نہو۔

لیکن یہ سب مکی نتائج ہیں اصل حقیقت کا انکشاف تو ان واقعات سے ہوتا ہے جو براہ راست رحم و شفقت اور رحمت و رافت کے واقعات سے متعلق ہیں۔

دنیا جانتی ہے کہ دعوائے نبوت کے بعد قریش مکہ حضور کی جان کے درپے ہو گئے تھے اور جب تک آپ مکہ میں قیام فرما رہے طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں آپ کو دیتے رہے راہ چلتے آوازے کستے رہتے راستے میں کانٹے بچھا دیتے تھے بحالت نماز جسم اطہر پر اونٹ کی غلاظت بھری اوجھڑی پشت مبارک پر لا دیتے تھے جب آپ قرآن پڑھتے تو جمع ہو کر شور مچاتے تھے آپکے رفقاء کو ستاتے تھے یہاں تک کہ جمع ہو کر سب لوگوں نے آپ کا ہر قسم کا بائیکاٹ کر دیا اور کہ آپ مکہ کی ایک گھاٹی میں محصور ہو گئے نہ وہاں سے نکل سکتے تھے نہ وہاں کوئی جانے پاتا تھا دانہ پانی اور زندگی کی تمام ضروریات ان شقیوں نے آپ تک پہنچنی بند کر دی تھیں بچے بھوک اور پیاس سے بلکتے تھے بڑے بیچین اور مضطرب ہوتے بوڑھے عاجز اور درماندہ ہو گئے تھے مگر ان بیرحموں اور سنگدلوں نے مطلق رحم نہیں کیا اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قتل کی سازش کی جسکی وجہ سے حضور کو وطن مالوف چھوڑنا پڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنی

پڑی پھر وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہیں چھوڑا اول تو تعاقب کیا آدمی دوڑائے کہ اگر حضور مل جائیں تو آپ کو قتل کر دیں اس کے بعد مدینہ میں آدمی آپ کو قتل کے لئے بھیجا اور انعام مقرر کیا اس کے بعد مدینہ کی غربت کی زندگی میں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا بلکہ وہاں بھی حملے پر حملے کرتے رہے وہاں کے آدمیوں سے سازباز کی ان کو غدر اور بیوفائی پر آمادہ کیا اور باہر سے ان سے حملہ کرایا۔

غرضکہ کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا اٹھا نہ رکھا خدا معلوم کتنے چھاپے مارے اور مسلمانوں کے ریوڑ چھین لے گئے اکا دکا مسلمان ملا اس کو پکڑ لے گئے اور شہید کر ڈالا دھوکہ دیکر منادی و تبلیغ اسلام کے لئے مبلغین کو خود خواہش کرکے اپنے یہاں لے گئے اور پھر ان کو وہاں نہایت دردناک عذاب میں مبتلا کر کے قتل کر ڈالا۔

غرضکہ ایک لمحہ کے لئے نہ حضور کو آرام سے بیٹھنے دیا اور نہ مسلمانوں کو جو وطن اور دیار عزیز و محبوب کو اور تمام جائداد اور اعزہ کو چھوڑ کر ہجرت کر آئے تھے ان کو آرام لینے دیا ایک مسلسل جنگ تھی اور ایک غیر منقطع عداوت و دشمنی اور متواتر و مسلسل ظلم و ستم۔

لیکن ان تمام مصائب و آلام ان تمام مظالم و شدائد ان تمام دشمنوں اور عداوتوں اور ان تمام ایذا رسانیوں اور سفاکیوں کے باوجود جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ پر تسلط ہوا اور وہی مکہ معظمہ وہی بیت خلیل اور وہی وطن عزیز و محبوب جس سے آپ کو نکالا گیا تھا جہاں آپ پر اس قدر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے تھے جہاں آپ کو شہید کر ڈالنے کے منصوبے باندھے گئے تھے جس کی آبادی آپ کے خون کی پیاسی تھی اسی مکہ معظمہ پر جب آپ کا علم فتح لہرایا تو آپ نے کیا کیا کیا اس کی آبادی کو آپ نے موت کے گھاٹ اتار دیا کیا ان کا مال و اسباب لوٹ لیا کیا ان کو ذلیل و خوار کیا۔ . . . . کیا ان مظالم اور ان ستمگریوں سفاکیوں اور جفا کاریوں کا انتقام لیا جو انہوں نے آنحضرت اور آپ کے صحابہ اور صحابیہ خواتین کے ساتھ روا رکھی تھیں۔

ان سب کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا اس نبی الرحمۃ نے قتل و غارتگری ظلم و ستم اور اذیت دہی و تکلیف رسانی کا جواب دیا یہ تھا کہ تمام سرداران قریش مکہ کو بلایا اور ابوسفیان و عکرمہ جیسے دشمنوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح عرض کیا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین اور اس طرح اپنی سفاکیوں اور اسلام دشمنیوں پر ندامت کا اظہار کیا تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح فرما دیا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین ۵ یعنی آج کے دن تم سے کوئی بازپرس نہیں خدا تمہارے گناہوں کو معاف کرے وہ بڑا رحم والا مہربان ہے۔

ذرا تاریخ اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ ابوسفیان کون ہے اور اس نے حضور کے ساتھ اور حضور کے صحابہ کے ساتھ اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے کیا کیا کیا تھا مدینہ پر جس قدر حملے ہوئے وہ سب کے سب ابوسفیان ہی کی کوششوں سے ہوئے تھے اور وہی تھا جس نے تمام عرب کو آپ کے خلاف متحد کر دیا تھا اور فتح مکہ تک برابر اسلام کی بیخکنی کی

جان لینے کی کوشش کرتا رہا مگر اس رحمت عالم کو دیکھئے کہ جب وہ سامنے آگیا اور رحم کی درخواست کی تو اس طرح معاف فرما دیا کہ گویا کبھی اس سے کوئی خطا سرزد ہی نہیں ہوئی تھی اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مجاہدین کی فوج کو منجملہ دیگر رحیمانہ و کریمانہ ہدایات کے یہ بھی ہدایت کر دی کہ جو شخص ابو سفیان کے مکان میں پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے

عام احکام جو داخلہ کے وقت کیئے گئے ان کو بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۲) جو شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۳) جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۴) جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جاوے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۵) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے

(۶) بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۸) اسیر کو قتل نہ کیا جاوے۔

کیا ان ہدایات سے بڑھکر رحم و رافت کی دوسری ہدایات ہوسکتی ہیں اور کیا سوا اس شخص کے جو لڑنا چاہے کسی دوسرے آدمی کو خفیف سا زخم پہنچ سکتا ہے اور کیا ان ہدایات کے ماتحت وہ تمام قاتل وہ تمام غارتگر وہ تمام ستمگر و سفاک دشمن جنہوں نے ظلم و ستم کے پہاڑ آپ پر اور سینکڑوں مسلمانوں پر توڑے اور جنہوں نے اسلام کی بیخکنی کے لیئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر ڈالا وہ سب کے سب اپنے جرائم کی سزا سے بچ نہیں سکتے تھے یقیناً بچ سکتے تھے اور وہ سب کے سب بچ گئے فتح مکہ کی جنگ میں صرف ۳۰ آدمی مارے گئے تھے ۲ مسلمان اور ۲۸ مکہ والے اور یہ وہ لوگ تھے جو باقاعدہ لڑے اور جنہوں نے جنگ کی۔

آپ قرآن حکیم کے اس دعوے "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کو دیکھئے اور فتح مکہ کے وقت کی شان رحمت و رافت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائی اس پر غور فرمائیے کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضورؐ کا وجود سراپا رحمت و رافت نہ تھا کیا دنیا میں کوئی دوسری ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ ایسے شدید دشمنوں کے ساتھ ایسا رحیمانہ و کریمانہ سلوک کیا گیا ہو۔

جب حضورؐ طائف بغرض وعظ و تبلیغ تشریف لے گئے تھے تو وہاں کے لوگوں نے جو سلوک آپ کے ساتھ کیا تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ظالموں نے توہین و تذلیل کے لیئے گلی کوچوں کے آوارہ گرد نوجوانوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا تھا جو تالیاں بجاتے تھے مذاق اڑاتے تھے فقرے کستے تھے گالیاں دیتے تھے اور اسی پر بس نہیں کیا جسمانی اذیت اس قدر دی کہ آپ کا جسم اطہر سنگ باری سے لہولہان ہوگیا اور نعلین مبارک پنڈلیوں کے خون سے تر بتر ہو گئیں اور آپ اس قدر خستہ و بیحال ہو کر ایک باغ میں جا پڑے تھے مگر جب طائف فتح ہوگیا تو کیا ان شقیوں میں سے کسی ایک کو بھی ظلم و ستم کی سزا آپنے دی ہرگز نہیں بلکہ ان ظالموں کے لیئے بددعا کا ایک لفظ بھی زبان اقدس سے نہیں نکلا

جنگ احد میں کفار نے دندان مبارک شہید کر دیئے تھے اور جسم مبارک کو تیر باری سے زخمی و مجروح کر دیا تھا اور قریب تھا کہ حضرتؐ کو شہید کر ڈالیں مگر اس وقت بھی جو الفاظ زبان اقدس سے نکلے وہ یہ تھے "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر کیونکہ یہ مجھکو نہیں جانتے۔

جو لوگ تیغ و خنجر لیکر قتل کو آئے اور چشم زدہ کا اظہار ہی کر دیا جنہوں نے آپکو زہر کھانے میں ملا کر کھلا دیا اور جنہوں نے ساری عمر آپ کو دکھ دیا ستایا اور رسا رسانی کیں ان میں سے کسی ایک شخص کو بھی اقتدار و قوت حاصل ہونے کے بعد بھی آپ نے سزا نہ دی بلکہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔

وحشی امیر حمزہ کا قاتل تھا مگر آپ نے اس کو معاف فرما دیا ہندہ آپ کے محترم امیر حمزہ کا کلیجہ نکال کر چبا گئی تھی اور ناک کان کاٹ کر ہار بنا کر گلے میں پہنا تھا مگر اس سے بھی بدلہ نہیں لیا اور معاف فرما دیا اسی طرح ھبار ابن اسود حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا قاتل تھا اس سنگدل ظالم نے حضرت زینبؓ کو جبکہ وہ حمل سے تھیں اونٹ سے نیزہ مار کر نیچے گرا دیا کہ آپ کا حمل ساقط ہو گیا تھا اور اسی میں آپ کا انتقال ہو گیا ایسے ظالم سے بھی کسی قسم کا بدلہ حضورؐ نے نہیں لیا۔ اور معاف فرما دیا اس رحمت و رافت کا کوئی ٹھکانا ہے اور دنیا کا کوئی انسان ایسے ظالم انسان پر رحم کر سکتا ہے کوئی قانون اس کو معاف کر سکتا ہے کوئی حکومت بھی ایسے سنگدل انسان کو معاف کر سکتی ہے۔

تمہارے سامنے بھگت سنگھ وغیرہ کا واقعہ ہے ہندوستان کے ہر ایک گوشہ سے ان کی پھانسی کی سزا کو حبس دوام میں تبدیل کرانیکی صدائیں بلند ہوئیں مگر اس کی شنوائی نہ ہوئی اور ان کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا حالانکہ ان کا مقدمہ معمولی عدالت میں فیصل نہیں ہوا تھا اور بہت سے لوگوں کے نزدیک ان کے مقدمہ میں انصاف نہیں ہوا تھا پھر بھی قتل کے بدلہ میں ان کو قتل کر دیا گیا لیکن تم دیکھو کہ حضرت نبی الرحمۃ نے کیا کیا اور کیسے قاتل کو معاف فرما دیا کیا رحمت عالم ہونے کا اس کوئی ثبوت ان واقعات کے بدلہ میں درکار ہے۔

اوپر جو چند واقعات بیان کیئے گئے وہ حقیقتاً مشتے نمونہ از خروارے تھے حضور اکرمؐ کی سوانح حیات کا مطالعہ کیا جائے تو ہزاروں واقعات اس قسم کے مل سکتے ہیں۔

اسیران جنگ کے ساتھ حضور اقدسؐ جو سلوک فرمایا کرتے تھے وہ اپنی مثال آپ ہے اس وقت کا بین الاقوامی قانون یہ تھا کہ جو قیدی کسی فریق کے قبضہ میں آجاتے تھے وہ لونڈی غلام بنا لیے جاتے تھے یا قتل کر دیئے جاتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا حال پڑھیئے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ اسیروں کے ساتھ نبی الرحمۃ کا سلوک کیا تھا۔

غزوۂ بدر میں جو قیدی ہاتھ آئے تھے ان میں سے اکثر سخت و شدید دشمنان اسلام اور اعدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضور نبی الرحمۃ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے جو شروع سے لیکر آجتک عداوت و دشمنی کے تمام اسلحہ کے استعمال کے سوا اور کچھ نہیں کرتے رہے حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ سب کو قتل کر دینا چاہیئے کیونکہ قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا تھا مگر حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ ان سے فدیہ لیکر رہا کر دینا چاہیئے اور پیغمبر اسلامؐ نے حضرت صدیق اکبر ہی کی رائے کو پسند فرمایا اور قلیل فدیہ لیکر سب کو رہا کر دیا اور جن کے پاس فدیہ ادا کرنے کو نہ تھا ان سے یہ معاہدہ ہوا کہ مسلمانوں میں جو لکھنا نہیں جانتے ان کو قیدیوں میں جو لکھنا پڑھنا جانتے

وہ نکتہ سکھا دیں۔ اس طرح ان قیدیوں کو جو عمر بھر کے دشمن تھے رہا فرما دیا۔

پھر ان قیدیوں کو کس طرح رکھا گیا یہ ایسی داستان ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ تمام قیدی صحابہ کرام کو تقسیم کر دیئے گئے تھے اور ان کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ چنانچہ خود ان قیدیوں کا بیان ہے کہ صحابہ نے اپنے سے اچھا کھلایا اور اپنے سے اچھا پہنایا جب یہ قیدی رہا ہوئے تو جن کے پاس کپڑے نہیں تھے ان کو اپنے پاس سے حضور نے کپڑے عطا کئے۔

اسی طرح جب طائف فتح ہوا تو اس جنگ میں حضور کے ساتھ علاوہ پہلے مجاہدین کے بنو سلیم اور بنو فزارہ بھی تھے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر آپ کے معاہد اور حلیف بن گئے تھے۔ طائف فتح ہو گیا تھا مال غنیمت ابھی تک تقسیم نہیں ہوا تھا اس فتح میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے قبضہ میں تھے ابھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ قبیلہ ہوازن کے چند سردار آئے اور انہوں نے رحم کی درخواست پیش کر دی یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے طائف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر برسائے تھے کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے تھے اور حضرت زید اسی حالت میں آپ کو اٹھا کر ایک باغ میں لے گئے تھے اور ساق مبارک سے اس قدر خون بہا تھا کہ نعلین مبارک تک بہہ کر آ گیا تھا۔

جب یہ لوگ آئے تو آنحضرت سراپا رحمت و رافت نے فرمایا کہ ہاں میں تو خود تمہارا انتظار کر رہا تھا اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں اپنے حصہ کے اور اپنے خاندان کے حصہ کے قیدیوں کو بآسانی چھوڑ سکتا ہوں اور اگر میرے ساتھ صرف انصار و مہاجر ہی ہوتے تو سب کا چھوڑ دینا بھی مشکل نہ تھا مگر تم کو معلوم ہے کہ اس لشکر میں وہ لوگ بھی ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے اس لئے کل صبح آنا اور عام مجمع میں درخواست پیش کرنا اس وقت کوئی صورت نکل آئے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا رحمت عالم نے فرمایا کہ میں اپنے اور بنو عبدالمطلب کے قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کرتا ہوں۔ رحمت عالم کی زبان رحمت و رافت سے یہ الفاظ نکلنے تھے کہ مہاجر و انصار نے بھی کہہ دیا کہ ہم بھی اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کرتے ہیں لیکن بنو سلیم و بنو فزارہ چونکہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے حصہ کے قیدی آزاد نہیں کئے کیونکہ بلا معاوضہ قیدیوں کا رہا کرنا آئین و دستور زمانہ کے خلاف تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور گفتگو کے بعد ہر قیدی کا معاوضہ چھ اونٹ قرار پائے یہ قیمت نبی الرحمۃ نے اپنے پاس سے ادا فرمائی اور اس طرح تمام قیدیوں کو حضور نے رہا فرما دیا۔ پھر یہی نہیں بلکہ سب کو اپنے پاس سے لباس عطا فرمایا اور اس طرح رخصت کر دیا۔

کیا یہ واقعات سرکار دو عالم کے سراپا رحمت و رافت ہونے کی دلیل نہیں ہیں اور کیا "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت درکار ہے۔

سطور بالا میں ایک خاص قسم کے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور مختلف عہدوں سے گذرے اور ہر ایک عہد اور ہر ایک دور اور ہر ایک حیثیت میں آپ اگر سیرت مقدس کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو حضور کی رحمت و رافت کے بیشمار واقعات ملیں گے۔

دنیا جانتی ہے کہ کفار قریش نے شعب ابوطالب میں حضور کو اور آپ کے خاندان کو محصور کر دیا تھا اور ایسا سخت پہرہ بٹھا دیا تھا کہ کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی تھی بھوک اور پیاس سے بچے رویا کرتے تھے مگر ان ظالموں کو رحم نہیں آتا تھا مگر اس کا مقابلہ اس سلوک سے کرو جو مکہ میں قحط پڑنے کے وقت حضور نے اہل مکہ کے ساتھ کیا۔ ایک دفعہ جب قحط پڑا تو ابوسفیان نے آکر دعا کی درخواست کی اور آپ نے دعا کی جس کی برکت سے خوب بارش ہوئی لیکن دوسرا واقعہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے اور اس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے۔

مکہ قحط کے عذاب میں مبتلا ہو گیا یہ وہ وقت تھا کہ اہل مکہ برابر حملے کر رہے تھے اور جنگ کی حالت جاری تھی مسلمان یمامہ یا نجد نے ٹھیک یاد نہیں مگر کسی جگہ مسلمانوں نے مکہ میں غلہ کا جانا بند کر دیا جس سے اہل مکہ سخت اذیت و بلا میں مبتلا ہو گئے حضور کو معلوم ہوا تو باوجودیکہ حالت جنگ تھی اور آج بھی دنیا بھر کے قانون جنگ کی رو سے یہ بالکل جائز ہے کہ تمام ضروریات کی چیزیں روک دی جائیں چنانچہ یورپ کی جنگ عظیم میں ہر ایک فریق نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ دوسرے کے ملک میں ایک دانہ غلہ کا اور ضرورت کی کسی چیز کا نہ پہنچنے پائے یعنی صرف حربی و جنگی ضروریات ہی کو نہیں روکا گیا بلکہ ضروریات زندگی تک روک دی گئیں۔

مگر آپ کو معلوم ہے کہ عرب کے اس نبی امی نے کیا کیا تھا جب حضور کو معلوم ہوا کہ مکہ میں قحط ہے اور غلہ باہر سے جانا مسلمانوں نے بند کر دیا ہے تو رحمت عالم نے حکم صادر فرمایا کہ غلہ کا جانا نہ روکا جائے چنانچہ غلہ جانے لگا اور اہل مکہ کو زندگی نصیب ہوئی۔

غور کیجئے کہ اس سے بڑھ کر جود و کرم اس سے بڑھ کر فضل و احسان اور اس سے زیادہ رحمت و شفقت اور کیا ہو سکتی ہے۔

مضمون طویل ہو گیا ہے اور ابھی خدا معلوم کس قدر واقعات موجود ہیں جو مختلف حیثیات کے ماتحت لکھے جا سکتے ہیں بحیثیت دوست بحیثیت ہمسایہ بحیثیت خاوند بحیثیت مربی و شفیق غرض کہ بیشمار عنوانات کے ماتحت حضور کی رحمت و رافت کے واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں اور بحیثیت ہادی و نبی کے تو واقعات شماری ہی کی ضرورت نہیں کہ زندگی ہی اس لئے وقف تھی کہ مخلوق الٰہی کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر رشد و ہدایت کے راستہ پر گامزن کریں یہ رحمت و شفقت علی المخلوق ہی کا جذبہ صادق تو تھا جس نے زندگی کے ۲۳ سال اس طرح گذار دیئے کہ ایک لمحہ کے لئے آرام نہ ملا شب و روز یہی دھن تھی کہ اسکی مخلوق کو گمراہی کی مصیبت اور ضلالت کی تکلیف سے نکال کر صراط مستقیم پر لگائیں اور ان کو دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ اندوز کریں۔

آنحضرتؐ کی قربانیاں

اور

حضورؐ کا دنیا پر ایک احسان عظیم

(از جناب حافظ خدابخش صاحب صغیر سابق ایڈیٹر اخبار المنیر چنیوٹ)

فلسفہ قربانی اس نظام عالم میں خدا کا قانون کچھ اس طرح واقع ہوا ہے کہ کوئی چیز خواہ وہ روحانیت سے خواہ مادیت سے متعلق ہو بغیر قربانی کے اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی خصوصاً انسان کے شرف وکمال کی تو بنیاد ہی سراسر قربانی پر ہے ہمارے اس دعوے پر بیشمار دلائل ہیں مگر بخوف طوالت صرف چند عرض کئے جاتے ہیں۔

مادی کائنات میں قربانی کے مظاہر آج اس دنیا میں جس قدر مادی ترقیات ہے جس قدر انسان روشناس اور شادکام ہے یہ جو عجیب وغریب حیران کن سائنس وایجادات کے کرشمے اور چہل پہل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں یہ سب نتیجہ ہے ان حکماء اور فلاسفروں کی دماغی کاوشوں اور قربانیوں کا جنہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ غور وفکر میں گذارا اور عیش وآرام کو چھوڑکر دن رات اس کوشش اور دھن میں لگے رہے کہ اپنی عقل خداداد سے کام لیکر قدرت کا کوئی نیا بھید کامیابی وترقی کا کوئی نیا ذریعہ اور انسانی فلاح وبہبود کا کوئی نیا نکتہ ہاتھ آئے تاکہ ہم انسان کو نئے بلند مقام پر پہنچاکر اپنا انسانی فرض اداکریں اور مزید شہرت وترقی حاصل کریں اور طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں سہکر دوسروں کے آرام وآسائش کے سامان بہم پہنچائے اور اگر ان کی جدوجہد اور قربانیاں بروئے کار نہ آتیں تو یقیناً دنیا تاریکی میں مبتلا رہتی جس میں وہ صدیوں پہلے تھی آج سے چند سال پہلے کسے معلوم تھا کہ انسان دریاؤں کی لہروں اور سمندر کی گہرائیوں میں زمین اور اس کے مخفی ذخائر خزانوں آسمان کی بجلی اور اس کی طاقتوں آگ بھاپ اور اس کے مفاد ہوا اور اس کی روانیوں فلکیات اور اس کے اثرات کو مسخر کرنے اور ان پر حکمرانی کرنے کا مادہ رکھتا ہے اسٹیج عالم پر چند اولوالعزم اور بلند خیال ہستیاں آئیں اور انہوں نے بتلایا کہ انسان سمندر کے طوفانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اور اس کی تہوں کو کھنگال سکتا ہے وہ طاقتور سے طاقتور جہاز بناکر سمندر کے سینہ پر مونگ دل سکتا ہے بھاپ اور بجلی پر قبضہ کرکے ایسی ایسی سواریاں بنا سکتا ہے جو ایک ایک منٹ میں دو دو میل کا سفر طے کرلیں اور ہوا پر قابو پاکر اس کو اپنی آواز کا قاصد بناکر دور دراز گوشوں میں اپنی کمزور آواز پہنچا سکتا ہے ان ایثار پیشہ ہستیوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور پرندوں کو اڑتے ہوئے پایا تو خیال آیا کہ پرند جو بہ نسبت انسان کے حقیر اور ذلیل ہیں آسمان میں اڑیں اور ان کے ہمجنس انسان زمین ہی میں ٹھوکریں کھاتے پھریں بالآخر اپنی عقل سے کام لیکر ایسے طیارے ایجاد کئے جو فضائے آسمانی میں چکر لگارہے ہیں غرض انسان کی جدوجہد قربانیوں نے کائنات کی ہر چیز پر قابو پالیا اور ابھی نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی عقلیں اور کیا کیا کریں گی اور اس کا حاکمانہ قبضہ وتصرف کیا کیا نئے گل کھلائے گا۔

تاریخ نشو وارتقا بتلاتی ہے کہ حکماء اور فلاسفروں نے دوسروں کو فائدہ پہنچایا مگر خود تمام عمر تکلیفوں مصیبتوں اور پریشانیوں میں بسر کی یعنی خود کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ دوسروں کے مفاد کے لئے خود کو فنا کیا اور یہی مطلب ہے قربانی کا کہ اپنے مفاد پر دوسروں کے مفاد کو مقدم رکھے بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے خود کو قربان کرتے علم وعقل سے بہرہ ور حیوان صفت انسان کہتے ہیں کہ یونہی فلاں شخص نے کسی نیک مقصد کے لئے قربانی کی تو اس کو کیا فائدہ پہنچا اور ہم بھی کسی اہم مقصد کے لئے قربانی اور جدوجہد کریں گے تو ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا اگر ان کوتاہ اندیش جیسے دوسرے انسان ہوتے تو خدا کی صفت خالقیت وربوبیت پر پردہ ہی پڑا رہتا اور انسان ایک بیکار پتھر ہوتا۔

اگر ایک دانہ اپنی ہستی کو مٹی میں ملاتا ہے اور اپنے کاشت کرنے والے کو ایک دانہ کے عوض سینکڑوں دانے دیتا ہے وہ اکڑ جائے اور ان بے عقل انسانوں کی طرح زمیندار کو کہدے کہ چل بے پرے ہٹ مجھے کیا غرض پڑی ہے کہ تیرے فائدہ کے لئے اپنی ہستی مٹاؤں تو بتلاؤ کہ کیا بھاؤ دانے بکیں اور انسان کی زندگی کیسی وبال جان ہو جائے اگر لیمپ اور چراغ کا تیل یہ کہکر انسان کو دھتا بتائے کہ میں جل کر تجھے کیوں روشنی پہنچاؤں، خودغرض ہو جاؤ۔ اندھیرے میں ہی ٹھوکریں کھاؤ اور راہ کو یاد کرو تو اندھیرا کیا اُن کا ناطقہ بند کرے اور ان کی زندگی دوبھر کر دے۔

اور اگر ایک گھوڑا یہ کہکر اپنی پیٹھ سے اپنے سوار کو دے پٹکے کہ خانصاحب چلئے پھرئے بنو زمین ہی پر ٹھوکریں کھاتے پھرو میری جوتی کو کیا غرض پڑی ہے کہ تجھے اپنی پیٹھ پر لادے لادے پھروں اور خود کو بوجھ سے ماروں تو بتلاؤ تمہاری ٹانگوں کا کیا حال ہو۔ الغرض کائنات عالم کی ہر چیز پر غائر نظر ڈالنے سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں ہوجاتی ہے کہ دنیا کی ہر چیز دوسری چیز پر قربان ہورہی ہے نباتات حیوانات پر اور حیوانات انسان پر جان فدا کر رہے ہیں اور یہی حقیقت ہے انسانی قربانی کی جس کا عملی سبق مسلمانوں کو عید الضحیٰ پر سال کے سال ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا قومی سال قربانی کی عظیم الشان یادگار یعنی بقرعید پر ختم ہوتا ہے اور قربانی کے جانگداز واقعہ ہائلہ کربلا یعنی ماہ محرم سے شروع ہوتا ہے اسی

اسلام کے سمجھائے ہوئے نکتہ کو سمجھکر فلاسفروں اور حکماء نے قربانیاں کیں پھر علمی ایجاد اور تحقیق ان کے وقت آرام اور علمی قربانیوں کی ایک بہت بڑی داستان ہے چونکہ اس موضوع پر روشنی ڈالنا ہمارے عنوان سے خارج ہے اس لئے اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

انسان کو قربانی کا سبق کس نے پڑھایا

قبل ظہور اسلام انسان کی علمی و عقلی قوتیں پڑی سو رہی تھیں اس کی انسانیت حیوانیت کا لحاف اوڑھے جمادیت کے پتھر کے نیچے پڑی ہیں تہی اور اس کی خداداد استعداد قابلیت اور فطرت پر لا علمی اور جہالت کے موٹے موٹے پردے پڑے ہوئے تھے اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں اشرف المخلوقات ہوں یا ارذل المخلوقات وہ تو خود ہی پتھروں کو۔ درختوں کو۔ حیوانوں کو اور آسمان کے ستاروں کو اپنا معبود بنائے ہوئے تھا اور اس کی انسانی شرف و فضیلت یوں خاک میں مل رہا تھا دیگر مذاہب اور قوموں کی قربانیاں اعلیٰ کی قربانی ادنیٰ پر تھی۔

کچھ لوگ تھے جو تثلیث کے جال میں پھنسے ہوئے تھے اور راہبانہ زندگی بسر کرکے نظام عالم اور کائنات ارضی کو بیکار اور لغو ثابت کر رہے تھے چہ جائیکہ وہ کائنات کا راز معلوم کرنے کا کھوج لگاتے اور اپنی علمی قربانیوں سے دنیا کی رہنمائی کرتے غرض یہ کہ تمام کرہ ارضی کے انسانوں کی علمی و عملی قوتیں قعر ذلت و گمراہی میں تھیں۔

بالآخر قدرت کاملہ کی صفت ربوبیت کو تحریک ہوئی اور عرب جیسی بے آب و گیاہ سرزمین ایک عظیم الشان اور آخری نبی پیدا ہوا جو امی محض تھا ایک لفظ بھی کسی سے نہ پڑھا تھا۔ حبشیوں اور بدوؤں میں پرورش پائی جہاں نہ کوئی علمی سوسائٹی تھی نہ کوئی کالج اور نہ کوئی یونیورسٹی تھی مگر اس امی محض نے دنیا میں ایسی مقدس کتاب پیش کی جس کی علم و حکمت کے سامنے دنیا کے تمام حکماء اور فلاسفر سرنگوں ہو گئے۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز ایک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اس نے دنیا کے سامنے ایسی جامع اور مانع تعلیم پیش کی کہ آپکے ادنیٰ امتیوں نے اپنے دماغی تجسس اور علمی شغف و قربانیوں سے موجودہ ایجادات کے سامان بہم پہنچائے دنیائے سائنس کا کونسا عقدہ ہے جو آپکے پیروؤں نے حل نہیں کیا تحقیق و تدقیق کا کونسا مرحلہ ہے جو آپکے نام لیواؤں نے طے نہیں کیا اور ترقی و کامیابی کا کونسا راز ہے جو ان کے جانباز خادموں نے کھول کر نہیں رکھدیا۔

سب سے پہلے آپ ہی نے دنیا کو یہ بتلایا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے وہ اگر اپنی دماغی طاقتوں سے کام لے تو زمین کے مخفی خزانوں کو اگلوا سکتا ہے پہاڑوں کے سینے چیر کر ان کا اندوختہ حاصل کر سکتا ہے اور ہواؤں میں پرواز کر سکتا ہے۔

کملی والے آقا اور نفع رسانی

آپنے بتلایا کہ قربانی یہ نہیں کہ اعلیٰ کو ادنیٰ پر قربان کیا جائے انسان کو کسی دیوی پر بھینٹ چڑھایا جاوے اور صرف اپنے ہی فائدہ کے لئے جد و جہد اور کوشش کی جائے بلکہ قربانی یہ ہے کہ انسانکو خدا کے لئے قربان کیا جائے اس کی علمی و عملی قوتیں خدا کی مرضی کے تابع ہو جائیں قول تعالےٰ بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون یعنی مسلمان وہ ہے جو کلی طور پر خدا کا ہو جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ خیر الناس من ينفع الناس یعنی تم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور دوسروں کی بہتری کے لئے مر مٹے آپ نے یہ پاک تعلیم دیکر دنیا میں اس قربانی کی بنیاد رکھدی جس کی قربانیوں کا ثمر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اسلام کا ایک بہت بڑا اصول یہ ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہنچایا جائے اور کوشش کی جائے کہ آپ سے لوگوں کو آرام پہنچے۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فاحشہ اور بدکار عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ اس نے ایک کنوئیں کے دہانہ پر ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا مارے پیاس کے مرنے کو تھا اس عورت نے اپنا موزہ اتارا۔ اس کو دوپٹہ میں باندھکر کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا اللہ نے اس کو اس نیکی کے بدلے بخش دیا۔

اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ ضعیف اور درماندہ اور بیکس و آفت رسیدہ مخلوق پر رحم کرنا اجر عظیم ہے جب ایک بدکار عورت ایک کتے کی جان بچانے سے بخشی گئی تو جو شخص کسی اشرف المخلوقات انسان کے ساتھ نیک سلوک کرے گا اور اس کے لئے دکھ اٹھائے گا تو اس کی یہ نیکی کیسے اکارت جائیگی۔

ایک حکایت منقول ہے کہ ایک بزرگ کو کسی نے اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کہا کہ جب میں پروردگار کے سامنے حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ بتلا دار دنیا کے عمل سے کونسی نیکی لایا ہے میں نے کہا کہ بار الٰہا میں نے ستر حج پا پیادہ کئے فرمایا میں نے تو ایک بھی قبول نہیں کیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے تیری راہ میں ستر جہاد کئے ارشاد ہوا میں نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کیا یہ سنکر میں بہت گھبرایا اور فکر دامنگیر ہوا کہ اب تو ضرور دوزخ ہی میں جاؤں گا مگر قربان اس کی شان رحیمی اور کریمی کے ارشاد فرمایا جا ہم نے ایک نیکی کے عوض تجھکو بخش دیا تو ایک دن پھر رہا تھا تو نے راستہ سے ایک کانٹا اٹھا دیا تھا اور محض ہماری رضا کے لئے اس خیال سے کہ کسی بندہ خدا کو صدمہ نہ پہنچے۔

جہاں اسلام نے نفع رسانی کو ایک بہترین نیکی قرار دیکر قربانی اور جد و جہد کی بنیاد رکھی وہاں ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ یہ کام محض خدا کے لئے ہو جس کو نفع پہنچایا جائے اس سے کسی قسم کی امید نہ رکھی جائے کہ وہ ہم کو فائدہ پہنچائے گا یہ اس لئے کہ مخلوق کی ناقدری اور احسان فراموشی سے دل میں کسی قسم کی کدورت نہ پیدا ہو اور جذبہ قربانی میں کوئی کمی نہ آئے اس خیال سے کہ دیکھو جی ہم تو فلاں شخص یا تمام مخلوق کے لئے گوناگوں مصائب سہیں اور مخلوق ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرے یہاں سرے سے اسلام نے یہ جھگڑا ہی نہیں رکھا کہ نہ کسی قسم کی خواہش ہو اور نہ دل میں کسی قسم کی تنگی پیدا

جو کہ انسان قربانیوں سے باز رہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں یاایھا الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی یعنی اے مسلمانو تم اپنی نیکیوں اور قربانیوں کو احسان جتانے اور ریگوں کو تکلیف دینے سے خراب مت کرو۔ سبحان اللہ کیسی جامع نصیحت ہے اگر اس پر انسان کاربند ہوں تو کس خوبی و عافیت کے ساتھ زندگی بسر ہو اور دنیا راحت و آرام کا گہوارہ بنجائے۔

اسلام نے یہ نہیں کہا کہ انسان کو انسان کے لئے قربانی کرنا چاہیے بلکہ مخلوق کی نفع رسانی کو نیکی قرار دیکر اور اس پر اپنی رضامندی ظاہر کرکے مخلوق کے لئے مرنے کو بھی خدا کے لئے قربانی تبلایا یعنی نفع رسانی میں صرف خدا کی رضاجوئی مطلوب ہونی چاہیے ارشاد باری ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد یعنی لوگوں میں سے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو خدا کی رضاجوئی کے لیے اپنی جان تک دیدیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے۔“

یہ آخری جملہ اس لئے ارشاد فرمایا تاکہ بندوں کی محبت میرے نیک بندوں کے دلوں میں بیٹھ جائے انھیں یقین ہوجائے کہ خدا کو اپنی مخلوق پیاری ہے کیونکہ اسی کی پیدا کی ہوئی ہے سو میں جو مخلوق کی خدمت کرتا ہوں تو اس سے ہے کہ خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے غرض اسلام ہی نے دنیا کے سامنے قربانی کا صحیح تخیل اور جذبہ پیدا کیا اور پیغمبر اسلام ہی کی اعلیٰ تعلیم اور عظیم الشان قربانیوں نے انسانوں میں ذوق عمل اور جذبہ قربانی پیدا کرکے دنیا پر احسان عظیم کیا جس کے شکریہ سے قیامت تک تمام دنیا کے انسان عہدہ برا نہیں ہوسکتے۔

آپ نے اپنی امتیوں کے اچھی طرح ذہن نشین کردیا کہ جو رضا الٰہی کے لئے مٹتے ہیں وہ مرتے نہیں بلکہ زندہ ہوجاتے ہیں قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوتے ہیں ان کو مردہ تصور نہ کرو بلکہ وہ تو اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں یعنی ان کی حیات اس دنیا کی حیات سے زیادہ قوی اور زیادہ محسوس ہے۔ اس بات میں کسی سلیم الفطرت انسان کو کلام نہیں ہوسکتا کہ واقعی جو لوگ خدا کے راستے میں مرتے ہیں وہ زندہ ہوجاتے ہیں زمانہ اپنے لوح دل پر ان ناموروں کی یادگار کے انمٹ نقوش رکھتا ہے جنہوں نے قسم قسم کی قربانیاں کیں ان کے نام ابھی تک زندہ ہیں حاتم کا نام ابھی تک زندہ ہے کیوں اس لئے کہ اس نے مالی قربانیوں سے اپنے نام کو زندہ کیا ورنہ سینکڑوں مالدار کتنے کی موت مرجاتے ہیں کوئی ان کو جانتا بھی نہیں یہانتک کہ خود ان کے گھر والے ان کے نام کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت خبیب حضرت سعید بن جبیر۔ حضرت ابن زبیر حضرت امام حسین علیہ السلام وغیرہ عزت و شہرت کے شہزادوں کے نام آسمان ارتقا پر روشن ستارے بنکر ابھی تک ضیا پاش ہیں اور قیامت تک رہیں گے اور انقلاب دہر کا زبردست ہاتھ ان کی یاد کو نہ مٹا سکے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے دین خدا کی عزت و حرمت پر ہنس ہنس کر جانیں فدا کیں۔ حضرت خالد ابن ولیدؓ۔ صلاح الدین ایوبی حضرت عمر ابن عبدالعزیز اور محمود غزنوی جیسے فاتح اور مجاہد زندہ جاوید ہیں کیوں اس لئے کہ خدا کے دین کی اشاعت و حفاظت میں اپنے وقت اور آرام کی قربانیاں کیں ؎

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

کولمبس۔ ڈارون۔ کیپلر۔ ہیگل۔ سر اسحاق نیوٹن۔ ہنری کلے۔ بنجمن فرنکلن ابراہیم لنکن۔ الیگزینڈر۔ ہملٹن۔ نپولین اور گوئٹے وغیرہ بڑے بڑے موجد، حکیم، فلاسفر اور سائنس دانوں کے کارنامے اور ان کے نام زندہ ہیں اس لئے کہ انہوں نے ہمدردی نوع انسان اور رفاہ عام کے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے۔

جہاں ہمارے آقا و مولا نے اپنی تعلیم کے ذریعہ قربانی کے جذبات برانگیختہ کئے وہاں خود بھی ہر ایک قسم کی قربانی پیش کرکے اپنے امتیوں کے افسردہ دلوں کے لئے جوش عمل اور ولولۂ عزیمت کے خصوصاً اور دیگر تمام اقوام کے لئے عموماً سامان فراہم کردیئے اور اپنے ارتقا آمیز ارشادات کو ایک جاودانی یادایک نہ برآنے والی حسرت کی مرثیہ خوان احساس میں جاذب ہوکر تادم مرگ دلمیں چٹکیاں لیتے رہنے کو چھوڑ دیا۔

حضور کی قربانیاں

جبکہ ہمارے نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس تیرہ خاکدان عنصری کو شرف و امتیاز بخشا تو اس وقت دنیا کی جہالت و گمراہی کی جو حالت تھی وہ محتاج بیان نہیں دنیا جانتی ہے ہر طرف شرک و کفر پھیلا ہوا تھا اور خاص شہر مکہ بت پرستی اور معصیت و سیاہ کاری کا اڈہ بنا ہوا تھا تہذیب و تمدن شائستگی اور اخلاق و روحانیت کا نام تک نہ تھا اور اہل عرب حیوانی زندگی بسر کررہے تھے۔ ان بگڑے ہوؤں کو بنانا ناچیز ذروں کو جواہر ریزوں میں تبدیل کرنا مس خام کو کندن بنانا اور حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنانا کچھ آسان کام اور معمولی بات نہ تھی بلکہ ایک ناممکن اور محال امر تھا اور کوہ سنگین سے جوئے شیر لانا تھا مگر آپ کی ان تھک کوششوں جوش عمل، ولولہ عزیمت عزم و استقلال اور سبق آموز قربانیوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا اور دنیا پر ثابت کردیا کہ نپولین نے تو ایک بلند تخیل کا اظہار ہی کیا تھا کہ ناممکن کوئی چیز نہیں اور ڈکشنری سے ناممکن کا لفظ ہی نکال دینا چاہیے مگر محمد صلعم نے عملاً اس تخیل کو عملی جامہ پہنا دیا۔

آپ خدا کی طرف سے دنیا میں توحید کے حقیقی علمبردار بنکر آئے اور سب سے پہلے دنیا کے سامنے توحید کو پیش کیا کیونکہ اخلاقی و روحانی زندگی کی اصل اور اساس بنیاد یہی توحید ہے۔ بغیر اس کے نہ اخلاقی زندگی چمک سکتی ہے اور نہ ہی روحانی کمال اور للٰہیت پیدا ہوسکتی ہے اور توحید ہی مادی اور روحانی ترقیات کا ذریعہ ہے آپ نے توحید کی مقبولیت اور اشاعت کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی دی آپ کی راہ چونکہ دنیا کی راہ سے مختلف تھی اور آپ کا کام کٹھن مشکل اور کٹھن تھا مگر اس مناسبت سے آپ کو قربانیاں بھی بے نظیر دینی پڑیں۔ آپ کی قربانیوں کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو۔

قربانیوں کو حسب ذیل اقسام پر منقسم کیا جاسکتا ہے (۱) آرام و آسائش کی قربانی (۲) عزت کی قربانی (۳) وجاہت کی قربانی (۴) جذبات

احساسات کی قربانی (۵) وطن کی قربانی (۶) اور جان کی قربانی بھی قربانیاں آپ کو بھی دینی پڑیں۔

آرام و آسائش کی قربانی کے واقعات

حضور کو اپنے خدا داد مشن کو کامیاب بنانے کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اور سختی برداشت کرنی پڑی اور آپ نے ہر قسم کے آرام و آسائش کو اپنے اوپر عملاً حرام کر لیا دن رات کی تکالیف برداشت کیں مگر آپ نے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ آنے دی اور تمام عمر بے آرامی اور تنگی میں گذاری حالانکہ اگر آپ چاہتے یا نعوذ باللہ آپ خدا کے فرستادہ نہ ہوتے تو شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے۔

عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا ہے "محمد تم کیا چاہتے ہو اگر مکہ کی ریاست چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا رئیس مان لینے کے لئے تیار ہیں اگر کسی بڑے گھرانے میں شادی کی خواہش ہے تو جس حسین و جمیل عورت سے چاہو شادی کر سکتے ہو اگر دولت چاہتے ہو تو دولت کے انبار تمہارے سامنے لگا دیئے جائیں غرض یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور اس بات پر بھی راضی ہیں کہ کل مکہ آپ کے زیر دست ہو جائے مگر ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز آجاؤ آپ نے یہ سنکر قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں ان میں سے ایک آیت یہ ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ۔

اے محمد کہدے کہ میں تمہارا جیسا آدمی ہوں البتہ مجھپر وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے پس سیدھے اس کی طرف جاؤ اور اس سے معافی مانگو۔

آپ کا تمام خاندان بنی ہاشم تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہا اور آپ کے سارے خاندان کا قریش مکہ نے مل کر بائیکاٹ کیا، خرید و فروخت ملنا جلنا اور رشتہ ناطہ سب بند کر دیئے حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ میں دریافت حال کے لئے مکہ میں آیا مگر خوف کے مارے کسی سے آنحضرت کا پتہ نہ دریافت کر سکا اتفاقاً حضرت علی علیہ السلام مل گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے مگر تین روز تک ان سے بھی پوچھنے کی ہمت و جرات نہ ہوئی آخر حضرت علی نے خود ہی دریافت کیا کہ تم کس غرض سے آئے ہو یہ سنکر حضرت علی آپ کو اپنے ہمراہ حضور کے پاس لے گئے اس بے امنی اور مصیبت و پریشانی کی حالت میں نہ صرف آپ ہی بے آرام تھے بلکہ آپ کے صحابہ مثلاً حضرت بلال عمار بن یاسر اور حبیب رومی وغیرہ پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے تھے حتی کہ حضرت عثمان تک کا امن سے رہنا مشکل ہو گیا چنانچہ حضرت عثمان بعض دیگر صحابہ کے ساتھ حبش کو ہجرت کر گئے یہ دو تین واقعات صرف نمونتاً پیش کئے گئے ہیں ورنہ اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں کہ آپ نے باوجود سامان عیش مہیا ہونے کے آخر عمر تک بے آرامی کی زندگی بسر کی۔

عزت کی قربانی کے واقعات

آپ نے دین حق کی اشاعت کی خاطر ہر قسم کی ذلت و تحقیر برداشت کی مگر ایک قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ آپ کو بیدین جادوگر اور پاگل کہا جاتا تھا طرح طرح کے ٹھٹھے اور مخول کئے جاتے تھے گالیاں دی جاتی تھیں اور آپ کے پیچھے بازاری لونڈے لگائے جاتے تھے

ایکدفعہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل کے اشارے سے عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لاکر آپ کی پشت مبارک پر رکھدی اور سارے رؤسائے قریش جو وہاں موجود تھے آپ کا مخول اڑانے لگے اسی ظالم نے ایک مرتبہ نماز کی حالت میں آپ کے گلے میں رسی ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ حضور گھٹنوں کے بل گر پڑے۔

ایک مرتبہ آپ کسی راستے سے گذر رہے تھے کہ کسی بدبخت اور ظالم نے آپ کے سر مبارک پر خاک ڈالدی جب گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہ یہ حال دیکھ کر رونے لگیں اور آپ کا سر دھویا۔ جہاں کہیں میلہ یا کوئی مجمع ہوتا اور آپ دعوت اسلام کے لئے جاتے تو ساتھ ساتھ ابولہب جاتا اور یہ کہتا جاتا کہ اس کی بات کوئی مت سننا یہ بے دین اور جھوٹا ہے۔

طائف میں آپ تبلیغ دین کی غرض سے پہنچے تو کسی نے بھی آپ کی دعوت کو نہ سنا بلکہ تمسخر آمیز جواب دیئے خوب خوب برا بھلا کہا گالیاں دیں پتھر مارے آپ کے پیچھے کتے لگا دیئے۔

حضرت ابوہریرہ کی والدہ جو کافرہ تھیں آپ کو گالیاں دیا کرتی تھیں اور بڑے بڑے شاعر مقرر تھے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے۔

وجاہت کی قربانی

آپ اپنے خاندانی مرتبہ اور وجاہت کے لحاظ سے چوٹی کے شرفاء میں شمار ہوتے تھے اور آپ کا خاندان عرب کا نہایت ہی معزز اور با اقتدار خاندان تھا مگر آپ نے اپنے مشن کی ادائیگی میں ذاتی اور خاندانی وجاہت کو قربان کر دیا اور ساری قوم اور سارے ملک کو اپنا دشمن بنا لیا۔ آپ کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ و عتیبہ سے طلاق دلوا کر آپ کے خاندانی وجاہت پر حملہ کیا آپ کی صاحبزادی زینب کی شادی زمانہ بعثت سے پہلے ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی تھی مگر جب آپ نے ہجرت کی تو اس کے مشرک ہونے کی وجہ سے اپنی صاحبزادی کو ساتھ نہ لیجا سکے اور ان ظالموں کے پنجہ میں چھوڑ کر ذاتی وجاہت کی مطلق پرواہ نہ کی۔

آپ کی ازواج مطہرات کے رہنے کے گھر کچے تھے جن میں چراغ بھی نہیں جلا کرتے تھے اور ان کے پاس سوائے ایک ایک جوڑے کے اور کوئی کپڑا اور سامان نہ تھا مسجد قبا اور مسجد نبوی کے وقت آپ بھی خود مزدوری کرتے کسی سفر میں ہوتے اور رات کو ٹھہرنے کا اتفاق ہوتا تو سب صحابہ کے ساتھ مل بانٹ کر کام کرتے آپ کی پوزیشن اور حیثیت میں کوئی ظاہری امتیاز اور فرق نہ تھا جوتے اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے دودھ خود دوہتے تھے اپنا پھٹا پرانا کپڑا خود سی لیتے تھے حضرت فاطمہؓ آپ کی چہیتی لڑکی کے ہاتھ میں چکی پیستے پیستے گٹے پڑ گئے تھے اور ان کی شادی میں صرف ایک چارپائی ایک بستر ایک مشک اور دو چکیاں میسر آئی تھیں وفات کے وقت آپکی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو میں گرو رکھی تھی اور جن کپڑوں میں آپ نے وفات پائی اس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

جذبات و احساسات کی قربانی

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جذبات و

احساسات کو کسی نیک مقصد کے لیے حالات و واقعات کی مجبوری اور ضمیر کی آواز کے خلاف قربان کر دے اس قربانی کا بھی آپنے اعلیٰ ترین نمونہ دکھایا مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں۔

جب طائف کی تبلیغ میں آپ کو بدمعاشوں نے گالیاں دیں اور پتھروں سے لہو لہان کیا تو فرشتہ غیب نے پوچھا کہ اگر حکم ہو تو ان پر پہاڑ الٹ دیا جائے حضور نے فرمایا کہ نہیں شاید ان کی نسل سے کوئی دین الٰہی کا پرستار پیدا ہو جائے۔

جنگ احد میں کافروں کے ہاتھ سے آپ کو سخت اذیت اور تکلیف پہنچی پیشانی مبارک لہو لہان ہو گئی اور دندان مبارک کو شہید کیا گیا مگر آپ نے اس تکلیف پر بھی یہی فرمایا رب اغفر لی فانہم لا یعلمون اے رب اس قوم کو معاف کر یہ بے خبر ہیں مکہ میں ایک دفعہ قحط پڑا ابوسفیان نے کہا کہ محمد تیری قوم ہلاک ہو رہی ہے آپنے دعا کی خوب بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔

ابوحذیفہ بن الیمان اور ابوجہل دونوں صحابی جنگ بدر کے موقع پر مکہ سے مدینہ کو آ رہے تھے راستہ میں کافروں نے روکا کہ تم محمد کی مدد کرنے جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے ان کو جنگ میں شامل ہونے سے یہ کہکر روک دیا کہ جب تم ان سے جنگ میں شامل نہ ہونے کا عہد کر کے آئے ہو تو اس پر پابند رہو۔

قریش نے ابو رافع ایک غلام کو اپنا قاصد بنا کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا جب وہ مدینہ پہنچے تو مسلمان ہو گئے اور ان کا ارادہ ہوا کہ اب لوٹ کر نہ جائیں مگر حضور سرور عالم نے فرمایا کہ تم قاصد ہو اور قاصد کا روکنا عہد شکنی ہے اس لیے تم کو واپس جانا پڑے گا اگر تمہارا جی چاہے تو واپس آ جانا غرض وہ لوٹ گئے اور کچھ دنوں کے بعد دوبارہ حاضر خدمت ہو گئے۔

وطن کی قربانی

وطن کی محبت بھی انسان کے دل میں کچھ کم نہیں ہوتی مگر اس قربانی کا بھی آپ نے اعلیٰ ثبوت پیش کیا جب کافروں نے آپ کو حد سے زیادہ ستایا اور زندگی دوبھر کر دی اور طرح طرح کے مکر و فریب اور حیلوں سے قتل کے منصوبے ہونے لگے اور خدا کا حکم بھی آ پہنچا تو آپ نے اپنا وطن عزیز چھوڑکر بے وطنی کی زندگی اختیار کر لی حالانکہ مکہ آپ کو بہت ہی عزیز تھا ہجرت کے وقت آپنے فرمایا کہ اے مکہ تو مجھے سب دنیا سے پیارا ہے مگر مکہ والے مجھے رہنے نہیں دیتے۔

مال و دولت کی قربانی

مال و دولت تو ایک ایسی عزیز از جان چیز ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب اور پیاری ہے اس کی خاطر باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی گردن اڑا دیتا ہے اور اسی کی وجہ سے دنیا فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا گہوارہ بن رہی ہے مگر آنحضرت صلعم نے دین حق کے لیے مال و دولت کی عظیم الشان قربانی بخوشی گوارا کی۔

قریش نے آپ کے سامنے مال و دولت اور حکومت پیش کی مگر ان کو آپ نے ٹھکرا دیا جو کچھ آپ کی ابتدائی زندگی میں اندوختہ تھا اس کو یتامیٰ بیوگان غربا، مساکین اور مہمان نوازی میں صرف کر دیا یہانتک کہ آپ کی وفات کے وقت آپکی زرہ گرو تھی آپ دعا مانگا کرتے کہ اے اللہ مجھے مسکین ہی رکھ اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کر آپنے ہر قسم کے صدقہ و خیرات کو اپنے اور اپنے خاندان پر حرام کر دیا اور آپنے اپنی ازواج مطہرات کو صاف کہدیا کہ حق کی خاطر اگر تنگدستی اور بے آرامی میں رہنا ہو تو میرے ساتھ رہو اگر تم دنیا اور دنیا کے ساز و سامان چاہتی ہو تو میرے گھر نہیں رہ سکتیں۔

جان کی قربانی

آپ کو تبلیغ حق کے کام میں کئی مرتبہ جان کے لالے پڑ گئے اور ہر وقت آپ کی جان خطرہ میں تھی اور بظاہر آپ کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی مگر باوجود اس اندیشہ کے کبھی ذرہ برابر خوف و ہراس کا اظہار نہ کیا اور بخوشی اپنے کام میں مشغول رہے۔

سرداران قریش میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابوسفیان، عاص بن ہشام، ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل پر مشتمل ایک سفارت آپکے چچا ابوطالب کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ تمہارا بھتیجہ ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے ہم کو احمق ٹھیراتا ہے اس لئے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ یعنی ان کی حفاظت و حمایت سے ہاتھ اٹھا لو یا تم بھی میدان میں آؤ تاکہ ایک ہی مرتبہ ہمارا تمہارا فیصلہ ہو جائے اور روز روز کا جھگڑا ختم ہو۔ ابوطالب نے جب دیکھا کہ اب حالت نازک ہو گئی ہے قریش اب صبر و تحمل نہیں کرینگے اور میں تنہا مقابلہ نہیں کر سکتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جان عم مجھ پر اتنا بار نہ ڈالو جس کو میں اٹھا نہ سکوں آپنے آبدیدہ ہوکر فرمایا خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لاکر دیدیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں آؤں گا خدا یا تو اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔

دار الندوہ میں مشورہ ہونے لگا کہ محمد کو قتل کر دیا جائے حضرت عمر آپکی گردن اتارنے کی نیت سے آئے مگر مسلمان ہو گئے۔ غزوہ بدر کے بعد عمیر بن وہب کو مکہ سے آپکے قتل کے لئے روانہ کیا گیا مگر وہ مسلمان ہو گیا۔ خیبر میں ایک یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا۔ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے آپکے تبلیغی خطبہ پر ناراض ہوکر یمن کے گورنر کو فرمان بھیجا کہ اس مدعی نبوت کو پکڑوا کر میرے پاس بھیجو گورنر نے دو آدمی اس کام پر مامور کر کے مدینہ کو روانہ کر دیئے انہوں نے آپ سے کہا کہ یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں ورنہ ہمارا بادشاہ ایران تم کو اور تمہارے ملک کو تباہ کر دیگا آپنے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے مغرور بادشاہ سے کہو کہ اپنی خیر منائے اسلام کی حکومت انشاء اللہ پایہ تخت ایران تک پہنچے گی۔

آپ ایک درخت کے نیچے لیٹے سو رہے تھے اور آپکی تلوار اس درخت پر لٹک رہی تھی ایک بدو آیا اور وہ تلوار لیکر سر پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے محمد اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائیگا آپ نے فرمایا اللہ پاک۔ مدینہ کے یہودیوں اور منافقین نے ملکر ایک خفیہ سازش کی کہ آپ کو کسی بہانہ سے بلاکر بٹھایا جائے آپ جس دیوار کے سایہ میں کھڑے تھے وہاں ایک یہودی عمرو بن حجاش کو انہوں نے پہلے ہی سے متعین کر دیا تھا کہ وہ اوپر سے آپ کے اوپر پتھر گرا دے مگر بذریعہ وحی حضور کو اس کا علم ہو گیا اور آپ محفوظ رہے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خداداد مشن کی تبلیغ میں ہر قسم کی قربانی اعلیٰ ترین نمونہ پر بلا خوف و خطر پیش کی اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ آپ کی زندگی اپنے واسطے نہیں تھی بلکہ خدا اور اس کی مخلوق کی خاطر تھی اور اس طرح آپنے دنیا کی ہدایت و ترقی کا سامان دنیا کے سامنے پیش کر دیا اور آدمیت کا عوض سامان تیار کر دیا اک عرب آدمی کا بول بالا کر دیا

آنحضرت صلعم دنیا کیلئے ایک کامل نمونہ ہیں

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری)

حضور سرور کائنات نے جو تعلیم اور عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ دینی اور دنیاوی ترقیات کے ہر شعبہ میں کامل طور پر رہنمائی اور رہبری کرنے والا ہے اور تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور مدارج ارتقاء پر فائز ہونا آج کی دنیا کا بھی حضور صلعم کے اسوۂ حسنہ کی تابعداری پر موقوف و منحصر ہے۔

اس مادی کائنات میں حکومت بالغہ اور قدرت کاملہ کی طرف سے کچھ غیر متبدل قوانین ہیں جن پر اس عالم کا کمال منحصر ہے اشیاء عالم کا ان قوانین کی حد تک [illegible] . . . .

. . . .

. . . . مفید رہنما اور معلم ان جہاں کی عطا کی ہوئی فطرت میں ارتقاء نمونا ہی ان کی ترقی کا موجب ہے یعنی اس مادی دنیا کی ہر چیز کے لئے ایک فطرت اور قانون مقرر ہے اور اس چیز کا نشو و نما اور ارتقائی قوانین مقررہ میں رہکر ہو سکتا ہے وہ قوانین [illegible] ہوتے ہیں [illegible] پابندی سے غیر محدود ترقیات [illegible] میں مثلاً [illegible] اور چاند کی روشنی [illegible] اور ان کے اجزاء غیر متبدل ہیں [illegible] ترقی کا موجب [illegible] پانی آگ [illegible] کے خواص [illegible] عمل [illegible] غیر متبدل قوانین ہیں مگر انسان ان ہی سے [illegible] ترقیات [illegible] قائم رکھے [illegible] قانون [illegible] اپنے مقام پر قائم کئے ہوئے ہیں [illegible] لا محدود برکات کا موجب ہیں اسی طرح [illegible] قوانین کی پابندی سے لا محدود برکات [illegible] ہیں کیونکہ یہ قوانین انسانیت کے قیام [illegible] اور اسی طرح [illegible] اخلاقیات میں سیاسیات میں تمدن و معاشرت میں اور تعلقات بین الاقوامی میں غیر متناہی ترقی ہو سکتی ہے آپ کی تعلیم انسانیت کے لئے غیر متناہی ترقیات کا ذریعہ [illegible] برکات کا منبع ہے اور انسانی کمالات کے تمام شعبوں کو [illegible] ترقی ہونے کا خداوندی دستور العمل ہے۔

کائنات روحانی کا آفتاب

اگر اس مادی کائنات پر ظلمت کا پردہ پڑا رہتا تو انسان [illegible] ممکن ہے اور موجودہ عظیم الشان ذخیرہ جو صرف انسان کی مختلف ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قدرت کی طرف سے رکھا گیا ہے [illegible] استفادہ [illegible] آنکھوں سے اوجھل رہتے سو مادی عالم کی ظلمت دور کرنے اشیاء عالم کی بقا اور عمل کے لئے اور [illegible] حرارت و روشنی پہنچانے کے لئے آفتاب مقرر ہے جو ان ضروریات کو پورا کر رہا ہے آفتاب کی حرارت اور روشنی سے الگ ہو کر مادی کائنات کی کوئی چیز اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ حیات و بقا اسی سے وابستہ ہے اسی طرح روحانی کائنات میں سید الانبیاء والاصفیاء حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ الف الف التحیۃ والثناء کی ذات ستودہ صفات جامع جمیع کمالات معنوی و صوری ہے اور عالم انسانیت کی بقا اور کمال کا موجب ہے۔

انبیاء و رسل ذات باری کے مظاہر و ظلال ہوتے ہیں جو روحانی کائنات کو جلوہ گر کرنے کے لئے آتے ہیں مگر مادی کائنات کی طرح نبوت و رسالت کا ظہور بھی عالم موجودات کے اندر حسب ضرورت حسب اقتضائے زمانہ اور حسب عقول و افہام انسانی بتدریج ہوتا رہا جوں جوں طبائع انسانی انوار نبوت کی جلوہ گری کی متحمل ہوتی رہیں اور ان کے اندر پختگی و صلاحیت پیدا ہوتی رہی تمام انبیاء و رسل کے اندر ذات باری کے انوار جلوہ گر ہوتے رہے لیکن جب یہ ارتقائی منازل طے کر چکا اور عقول و افہام انسانی آفتاب نبوت کی ضیاء ریزی کی متحمل ہونے کے قابل بن گئیں تو حضرت فخر الاولین والآخرین افضل المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر انوار الٰہیہ اپنے کامل و اکمل اتم اور اعلیٰ طریقہ پر ظہور پذیر ہوگئے جس سے بڑھکر ممکن نہ تھا یعنی وہ تمام شرف و کمال جو ایک انسان کو بعد ذات احدیت مآب کے حاصل ہو سکتا ہے اس سے آپ کی ذات ستودہ صفات فیضیاب ہوئی آپ کی ذات جمیع الصفات و جامع الکمالات پر تمام انوار و برکات الٰہیہ تمام ترقیات و تجلیات الٰہیہ روحانیہ تمام اخلاق فاضلہ تمام خصائل محمودہ تمام اوصاف حسنہ اور وہ تمام مراتب و درجات عالیہ کہ اس سے بڑھکر انسانی قوی اس کے حصول سے قاصر ہیں حضرت ختمی مآب پر ختم ہوگئے اور باب نبوت قطعی طور پر مسدود ہوگیا اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کی مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ انسانی کمالات زوال کی طرف بہا جا رہا ہے اور حضرت ختمی مآب کی کامل و اکمل شریعت کی موجودگی میں کاذب نبی کے الہامات بالکل ایسے ہی ہوں گے جیسے ایک انسان کے جوان ہو جانے پر جبکہ وہ انواع و اقسام کی نعمتیں کھانے لگے تو اس کے سامنے حالت طفلی کی جو دودھ [illegible] کی غذا رکھی جائے اور اس کے بدن کے لئے بچپنے کے کپڑے دیئے جائیں۔

تو چونکہ آپ کی ذات اقدس پر تمام کمالات انسانی اور مراتب و درجات عالیہ ممکنہ ختم ہوگئے اور آپ نے ان کمالات سے دوسروں کو فیضیاب کرنے کیلئے صرف تعلیم ہی پیش نہیں کی بلکہ اس پر خود عمل پیرا ہو کر عملی نمونہ بھی چھوڑ دیا اور تعلیم کے دونوں پہلوؤں کو مکمل کر دیا لہذا آپ کا ختمی مرتبت ہونا ثابت کرتا ہے کہ اب انسان جو کچھ بھی روحانی و مادی کمال و ترقی حاصل کر سکتا ہے وہ آپ کے اسوۂ حسنہ اور تعلیم کی روشنی میں اور صرف آپ ہی کی ذات دنیا کے لئے کامل و اکمل نمونہ ہے جسکی پیروی لامحدود ترقیات کا ذریعہ ہے۔

کامل انسان کی سیرت جانچنے کے معیار

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ

مذکورہ صدر عنوان کے مطابق دعویٰ اور اس کی تفصیل ہے جو غیر اقوام کے نزدیک خوش فہمی پر محمول کیا جا سکتا ہے کیونکہ دنیا میں اور بھی ہزاروں لاکھوں ریفارمر، مجدد، مصلح، ہادی اور بانیان مذاہب ہوئے ہیں جن کے متبعین قریب قریب ایسا ہی دعویٰ رکھتے ہیں اور انسانی نجات و فلاح اپنے اپنے بانیان مذہب کی سوانح حیات کی پیروی پر منحصر سمجھتے ہیں لہذا کوئی ایسا معیار اور بے لاگ ذریعہ ہونا چاہیے جس سے ہم آزادانہ طور پر یہ فیصلہ کر سکیں کہ شارعین ادیان اور بانیان مذاہب کے سوانح اور سیرتوں میں سے کس کی سیرت انسانی سوسائٹی کے لیے ایک آئیڈیل زندگی کی صلاحیت رکھتی ہے اور کونسی انسانی سیرت دنیا کے لئے دائمی نمونہ بن سکتی ہے لہذا عقل کے نزدیک جو نمونہ تقلید بننے کے لئے منتخب کیا جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس میں یہ چار باتیں پائی جائیں۔ تاریخیت، جامعیت، کاملیت اور عملیت۔ یہ چار ذریعے ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس شارع دین کی سیرت دائمی نمونہ بن سکتی ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

پہلا ذریعہ تاریخیت تاریخیت سے مراد یہ ہے کہ جس انسان کی زندگی کو قابل تقلید سمجھا جائے اس کے سوانح اور حالات تاریخی روایت کے لحاظ سے مستند اور یقینی ہوں۔ اس کی شخصیت اور زندگی روز روشن کی طرح عیاں ہو اور اس پر خوش فہمیوں، وہمی خیالوں، مشتبہ افسانوں اور اوہام و قیاسات کے پردے نہ ہوں۔ تاکہ ہر شخص کامل انسان کی سیرت کو صاف اور یقینی طور پر دیکھ سکے اس کے قابل عمل اور لائق پیروی ہونے کے متعلق بآسانی اندازہ لگا سکے اور استفادہ حاصل کر سکے۔ نمونہ کی زندگی سے مقصود یہ ہے کہ لوگ عملی نمونہ کو دیکھ کر اسی نمونہ پر اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور دینی و دنیوی امور میں اس کی پیروی کریں۔ اب اگر سرے سے نمونہ کی زندگی پر پردے پڑے ہوئے ہوں تو نیز تاریخی و واقعی طور سے اس کے سوانح حیات معلوم نہ ہو سکیں تو لوگ کس چیز کی پیروی کریں اور اس کی تقلید کے لئے دنیا کو کیسے بلایا جا سکتا ہے۔

خیالی اور مشتبہ شخصیت کو خواہ کسی قدر بڑھا چڑھا کر کسی انداز میں پیش کیا جائے دنیا کے طبائع پر ہرگز ہرگز اس کا گہرا اور دیرپا اثر نہیں پڑ سکتا برخلاف اس کے تاریخی اور یقینی شخصیت کو طبیعتیں جلدی قبول کر لیتی ہیں غرض کامل انسان کی شخصیت اور سیرت کو روز روشن کی طرح عیاں ہونا چاہیے اور ضروری ہے کہ اس کی سیرت تاریخی اسناد کے معیار پر پوری اترے۔

دوسرا ذریعہ جامعیت اسوۂ حسنہ اور دنیا کے لئے کامل نمونہ بننے کے لئے دوسری شرط یا ذریعہ یہ ہے کہ وہ جامع جمیع امور معاش و معاد ہو یعنی انسان کو جن مراحل زندگی سے گزرنا پڑتا ہے جو جو واقعات و حالات اور ضروریات اس کار زار حیات میں پیش آتے ہیں اور تعلق باللہ اور تعلق بالدنیا کے ہر ہر شعبہ کے متعلق تعلیم موجود ہو کیونکہ اگر اس کی تعلیم صرف روحانی امور میں دستگیری کرے گی تو مادی امور میں کسی اور ہادی کو تلاش کرنا پڑے گا اور اگر صرف مادی امور پر اس کی تعلیم مشتمل ہوگی تو روحانی امور میں کسی اور کی دستگیری کی ضرورت لاحق ہوگی اس لئے جامع جمیع امور ہو۔ مذہب اور مذہبی زندگی یہی ہے کہ خدا اور بندوں اور باہم بندوں کے فرائض و واجبات بجا لانا اور اگر کسی ہادی کی زندگی اور تعلیم میں صرف حقوق اللہ ہی لئے جائیں یعنی رہبانہ زندگی ہے اور وہ انسان کی ہدایت اور رہنمائی نہیں کر سکتا کیونکہ صرف خدا کی عبادت کا اور بندوں سے کوئی تعلق نہ رکھنا یہ کام صرف فرشتوں کا ہے اور فرشتہ انسانوں کے لئے نمونہ نہیں کہا جا سکتا انسان عذر کر سکتے ہیں کہ وہ فرشتے تھے انسانوں سے اس کو کیا تعلق اور اگر بانی مذہب کی زندگی میں صرف حقوق العباد ہی پائے جائیں تو پھر تو مذہب اور روحانیت کوئی چیز نہیں رہتی اور یہ مادیت ہے غرض نمونہ کی سیرت میں خدا اور بندوں کے تعلق کے متعلق اور گھر والوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں اور شہریوں، ملکیوں اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ برتاؤ، تعلقات اور فرائض و واجبات کی تعلیم اور عملی نمونہ موجود ہونا چاہیے اور اخلاق و روحانیت، تمدن و معاشرت اور سیاست وغیرہ تمام رنگ غالب اور نمایاں ہوں۔

تیسرا ذریعہ کاملیت کسی سیرت کے دائمی نمونہ بننے کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ اس کی زندگی کے حالات اور تمام نقش و نگار اول سے لیکر آخر تک نگاہوں کے سامنے موجود ہوں زندگی کا کوئی جزو ایسا نہ ہو جو پردہ راز اور گوشہ گمنامی میں ہو اس کی زندگی کا کوئی حصہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہو اس کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا گرد و پیش کے حالات روز و شب کا عمل اور تمام تعلقات و روابط کی پوری تفصیل اور وضاحت تاریخی اور یقینی حیثیت سے موجود ہو غرض زندگی کی کامل تصویر دنیا کی تنقید اور استفادہ اور اس کی تقلید کے لئے منظر عام پر ہو اور ان سب امور کا ہمیں بآسانی علم ہو سکے تاکہ ہر شخص معقول و غیر معقول امور میں امتیاز کر سکے کیونکہ نمونہ اسی لئے ہوتا ہے کہ دوسرے اس کی نقل کریں جس کے پورے اور مکمل حالات کا ہی یقینی طور پر علم نہ ہو وہ روزمرہ کے کاروبار کے لئے کیسے نمونہ بنایا جا سکتا ہے۔

چوتھا ذریعہ عملیت عملیت سے مراد یہ ہے کہ شارع دین اور بانی مذہب جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرے اس نے خود اس کا نمونہ اور مثال قائم کر دیا ہو اس کی زندگی میں صرف چند خوش آیند خیالات اور اقوال ہی نہ پائے جاتے ہوں بلکہ اس کا قول اور فعل مطابق ہو کیونکہ عملی نمونہ سے مقصود عملی ہدایات کو مثال کے ذریعہ ثابت کرنا ہے نہ کہ صرف باتیں بنانا اگر کوئی شخص صرف مٹھائی مٹھائی کہتا رہے تو اس کہنے سے نہ خود اس کا منہ میٹھا ہوگا اور نہ دوسرے کا منہ میٹھا ہو سکتا ہے البتہ اس وقت ہوگا جب ترغیب دلانے والا خود کھا کر دکھائے تاکہ دوسرے بھی کھانے پر آمادہ ہو جائیں اگر کوئی شخص ساری عمر متعلقین، پڑوسیوں، شہریوں اور تمام مخلوق سے نیک سلوک اور عفو و کرم کی تعلیم دیتا رہے مگر خود تمام عمر کسی سے تعلقات نہ رکھے ہوں اور اخلاق فاضلہ کے اظہار اور عفو و کرم کا کبھی موقع نہ ملا ہو تو ایسے بانی شخص کی زندگی سے کیا سبق اور اثر لے سکتے ہیں۔

عمل کرانے کا سب سے بڑھکر موثر اور کامیاب ذریعہ عملی نمونہ ہے بغیر اس کے دوسروں سے عمل کرانے کی توقع رکھنا ایک امید موہوم اور عبث ہے الغرض اس دار عمل میں اگر کسی بانی ہادی اور شارع دین کی زندگی کو بغیر عملیت کے دوسروں کے لئے نمونہ مان لیا جائے تو دنیا سے اچھے برے کی تمیز بھی اٹھ جائے۔ قوائے عملیہ پر تعطل اور جمود کی موت طاری ہو جائے اور دنیا محض ایک باتیں بنانے کی جگہ اور خیالی نقشہ بنجائے۔

یہ ہیں چار معیار جن کو سامنے رکھکر کسی ہادی کی نسبت یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ وہ دنیا کے لئے کامل نمونہ ہے۔ آئیے اب ان معیارات کی بنا پر دیکھیں کہ دنیا کا کونسا ہادی اس لائق ہے جس کی زندگی تمدن کی فلاح و نجاح کا ذریعہ ہے اور دنیا کا ہادی اعظم کہا جاسکے۔

بانیان مذاہب میں سے کونسا ہادی ان معیارات پر پورا اترتا ہے

ان معیارات پر اگر کوئی پورا اترتا ہے تو وہ رہبر اعظم، جامع جمیع کمالات روحانیہ و مادیہ بشریہ کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات مجمع الصفات ہے ہمارا دعوی ہے کہ صرف رسول خدا صلعم کی حیات اقدس ہی اس لائق ہے کہ اس کو دنیا کے لئے کامل نمونہ کہا جاسکے اور غیر مذاہب والوں کو ہر زور چیلنج ہے کہ اگر ان میں کوئی دم خم ہے تو وہ آئیں اور اپنے اپنے ہادیوں کو ان معیاروں پر جانچیں اور ثابت کریں کہ ان کا ہادی ان پر پورا اترتا ہے اور مسلمانوں کا دعوی غلط ہے۔

سیرت نبوی کا تاریخی پہلو

سینکڑوں شارعین ادیان اور بانیان مذاہب میں سے صرف بانی اسلام صلعم کو ہی تاریخی عظمت و وقعت حاصل ہے اور باقیوں کو نام کے سوا کوئی تاریخی اہمیت حاصل نہیں۔ نام اور مختصر حالات کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر تک نہیں ملتا اگر کچھ حالات پائے بھی جاتے ہیں تو وہ محض قیاسات واہیہ اور فسانوں کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے یہ بھی یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کس زمانہ، کس دور، کس صدی اور کس سال کے واقعات ہیں۔

ہندو سینکڑوں ہستیاں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں مگر ان میں سے کسی رشی منی اور اوتار کو تاریخی عزت حاصل نہیں حتی کہ ہندوؤں کے ملہم چاروں رشیوں کے متعلق خود ہندوؤں میں اختلاف ہے کہ ان سے کیا مراد ہے ویدوں کے لانے والوں کی بھی ابھی تک تعیین نہیں ہوئی اگر فرضی دو دہی رشی مانے بھی گئے ہیں تو ان کے حالات پر جہالت کے موٹے موٹے پردے پڑے ہوئے ہیں مسلمانوں کی دیکھا دیکھی اب قیاس سے زمانوں کی بھی تعیین کرنے لگے ہیں وہ بھی سیرت نبوی کی تاریخی عظمت دیکھتے ہوئے لیکن یورپین محققین تو ان کو تاریخ کا درجہ اور حیثیت ہی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ فرضی داستانیں کبھی عالم وجود ہی میں نہ آئی تھیں۔

مجوسی مذہب کے بانی زرتشت جس کے متبعین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے اس کی شخصیت ہی قدامت اور شک و شبہات کی تاریکی میں گم ہے چہ جائیکہ زندگی کے حالات معلوم ہو سکیں اس کی زندگی کا ایک واقعہ بھی مسلسل اور قابل اعتماد نہیں حتی کہ یورپین محققین کو اس کی شخصیت ہی سے انکار ہے۔

ایشیا کا قدیم اور وسیع مذہب بدھ ہے مگر اس کے بانی مہاتما بدھ کے زمانہ کی تعیین ہی نہیں دیگر حالات تو درکنار رہے اور اس کی اجزائے زندگی میں سے کوئی چیز بھی قابل اعتبار نہیں سوائے مولد و مسکن اور دعوی وغیرہ کے اسی طرح کنفیوشش کے حالات گمنامی میں ہیں۔

یہ تو تھا الہامی ہادیوں کا حال اب دیگر ملہمین کا حال ملاحظہ ہو دیگر تمام انبیا و رسل سے سوائے ان کے ناموں کے تاریخ ناآشنا ہے موسی علیہ السلام کو تاریخی حیثیت سے دیکھنے کا دنیا کے پاس کوئی ذریعہ ہی نہیں صرف توراۃ سے کچھ کچھ حالات معلوم ہوئے ہیں اور توراۃ کا حال یہ ہے کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کے صدہا سال بعد عالم وجود میں آئی اس پر مزید تاریکی اور اندھیر یہ کہ توراۃ میں بھی جو حالات ملیں وہ متضاد اور متخالف ہیں بھلا ایسی حالت میں اس کو تاریخی عزت کیسے حاصل ہو۔

حضرت عیسی علیہ السلام جو بانئے اسلام صلعم سے قریب العہد ہیں ان کے حالات بھی در پردہ راز ہیں، اناجیل مروجہ ان کے بعد مرتب ہوئی تھیں اور پھر خود ان کے مولفین کے زمانہ اور شخصیت کی تعیین میں خود عیسائیوں میں اختلاف ہے حتی کہ ان اختلافات کو دیکھکر بعض امریکن نقادوں نے ان کے وجود ہی سے انکار کر دیا ہے۔

محمد عربی صلعم کا تاریخی شرف

یہ تاریخی شرف و فضیلت صرف حضور سرور کائنات کے ہی حصہ میں آئی ہے کہ آپ کی شخصیت اور حالات زندگی روز روشن کی طرح عیاں اور آفتاب کی طرح درخشاں ہیں جس کی تابانی اور درخشانی سے غیروں کی آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں اور دیگر ہادیوں کے تاریخی شمعوں اور سیاروں کی روشنی پر آفتاب سیرت نبوی کی روشنی غالب آجاتی ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس قدر اہتمام اور کثرت کے ساتھ دنیا کے مورخین اور اہل علم نے فخر موجودات صلعم کی حیات طیبہ پر تنقید کی ہے اور روشنی ڈالی ہے، کوئی نبی، کوئی رسول کوئی ہادی اور کوئی ریفارمر اس میں شریک و سہیم نہیں ہو سکتا بانی اسلام صلعم کا وہ تاریخی شرف و امتیاز ہے کہ مسلمانان عالم کا سر غرور ہمیشہ فخر کے ساتھ آسمان سے اونچا رہے گا۔

سیرت نبوی کی جامعیت

دنیا کے بانیان مذاہب کے سوانح حیات عام طور پر شک و شبہ کے پردوں میں مستور ہیں اگر کوئی ہستی اس کلیہ سے مستثنی ہو سکتی ہے تو وہ صرف بانئے اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور یہ صرف آپ کے حلقہ بگوشان ہی کا دعوی نہیں بلکہ اعدائے اسلام بھی اس حقیقت باہرہ کے اعتراف پر مجبور ہیں کہ آنحضرت کی کوئی فعل اور کوئی امر از پیدائش تا وفات ایسا نظر نہیں آتا جسے آپ کے سوانح نگاروں، مورخوں اور نقادوں نے سپرد قلم نہ کیا ہو۔ خصوصا

بعثت کے بعد آپ کی مبارک زندگی میں جو بھی چھوٹے بڑے واقعات پیش آئے وہ تمام کے تمام پوری تفصیل اور جامعیت کے ساتھ سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں غرض پیغمبر اسلام کی ہستی صحیح معنوں میں ایک تاریخی ہستی ہے جو جامعیت کے ساتھ منظر عام پر موجود ہے اور کوئی دوسرا بانی مذہب اس امر میں آپ کے برابر کھڑا نہیں کیا جا سکتا۔

دیگر بانیان مذاہب

مہاتما بدھ کی نسبت تاریخ صرف اتنا بتلاتی ہے کہ وہ نیپال کے کسی ملک میں ایک راجہ کا لڑکا تھا چند مصیبت زدہ انسانوں کو دیکھ کر ان کی حالت سے متاثر ہو کر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں نکل گیا معلوم نہیں کتنے عرصہ کے بعد ایک انکشاف حقیقت کا دعویٰ کیا اور پھر اس دنیا سے رخصت ہو گیا یعنی صرف گوتم بدھ کی بابت نہایت اجمالی طور پر ایک مختصر سا خاکہ موجود ہے اور باقی زندگی کے بڑے بڑے اہم واقعات پر پردہ پڑا ہوا ہے اب کوئی دنیا دار ایسی حالت میں آپ کی زندگی سے کوئی اخلاقی تمدنی و دنیاوی سبق لے سکتا ہے ہرگز نہیں [illegible] باقی زندگی سے تمام شعبوں میں کسی اور کی طرف رجوع کرنا پڑے گا [illegible]

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی مگر اس طویل زندگی میں صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فرعون کے یہاں پرورش پائی [illegible] ہونے کے بعد ایک قبطی کے قتل کے خلاف ایک اسرائیلی کی مدد [illegible] چلے گئے اور [illegible] جوان ہو گئے یہاں حضرت شعیب کے یہاں [illegible] اور [illegible] بیاں [illegible] کے [illegible] بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ [illegible] خدا کے حکم سے [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر [illegible] آتی ہیں اور پھر ایک [illegible] وفات ہو جاتی ہے [illegible] آپ کی ساری زندگی کا خلاصہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] ۳۳ سال زندگی میں سے صرف [illegible] سال کی زندگی کے [illegible] چند واقعات ملتے ہیں اور [illegible] سال زندگی کے متعلق کچھ نہیں غرض سیرت نبوی کی جامعیت کے مقابلہ میں کسی بھی بانی مذہب کی سیرت نہیں لائی جا سکتی اور اس معیار پر صرف آپ ہی کی ذات پوری اترتی ہے

سیرت نبوی کی کاملیت

دیگر بانیان مذاہب کی سیرتیں اول تو خود ہی ناقص اور ادھوری ہیں کیونکہ ان کی زندگیوں میں مرقع ہی نہیں علاوہ کامل زندگی کے نمونے چاہئیں [illegible] ناکمل صورت میں [illegible] مذکورہ بالا تفصیلات میں موجود ہے مہاتما بدھ کی زندگی عیالدار اور دنیا دار کے لئے نمونہ نہیں بن سکتی کیونکہ ان کی زندگی حقوق العباد سے خالی ہے صرف تارک الدنیا ہی لوگ کچھ حاصل کریں تو کریں اسی طرح زندگی کے ان مراحل زندگی سے گذرنے کی تفصیل موجود نہیں جن سے انسان کو گذرنا پڑتا ہے لہٰذا ان دونوں ریفارمروں کی سیرت کی نسبت کاملیت کا گمان تک نہیں ہو سکتا۔

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سیرتوں کے متعلق بھی کاملیت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اخلاق و عادات اور زندگی کے طور طریق کا کچھ پتہ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مختصر حیات دنیاوی تعلقات و روابط سے بالکل خالی ہے غرض کسی ہادی اور بانی مذہب کی زندگی کی نسبت کاملیت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا اس معیار پر بھی حضور انور صلعم ہی پورے اترتے ہیں۔

آپ کے بچپن کے اخلاق و عادات کی گواہیاں موجود ہیں شباب کی پاکیزہ زمانہ اپنی قدوسی [illegible] کے ساتھ [illegible] آپ کے [illegible] اشغال اور حیات کی زندگی [illegible] تفصیل کے ساتھ [illegible] آپ کے [illegible] نہایت صفائی کے ساتھ ساری آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور آپ کی مبارک زندگی [illegible] چونکہ [illegible] سال گذر چکے ہیں [illegible] اس زمانہ میں موجود اور آپ کی زندگی کے حالات [illegible]

[illegible] ۶۳ سال کے مختصر عرصہ میں آپ نے زندگی کے ہر شعبہ کی نوع انسان کے لئے ایک کامل نمونہ پیش فرما دیا [illegible] کہ آپ کو [illegible] ہر ایک [illegible]

سیرت نبوی کا مختصر خاکہ

آپ یتیم پیدا ہوئے [illegible] آپ [illegible] [illegible] اور [illegible] صداقت [illegible] آپ [illegible]

آپ [illegible] جب تک [illegible] طرح کی برائیاں [illegible] لیکن آپ ہر قسم کے عیب اور برائی سے پاک صاف رہے [illegible] ۲۵ سال تک آپ مجرد رہے لیکن یہ زمانہ نہایت عفت [illegible] کے ساتھ [illegible] بعد ۴۰ سال بیوی سے شادی کی اور [illegible] نہایت [illegible] سلوک سے نباہ کیا

آپ [illegible] اور آپ کا چال چلن اور آپ کے اطوار [illegible] ایسا پاکیزہ اور دلکش تھا کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ تھا حتیٰ کہ دعوئے نبوت کو سنکر جنہوں نے آپ کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور جو آپ کے جانی دشمن تھے یا جو انتہائی بغض و عداوت اور نفرت کے ان کو بھی کہنا پڑا کہ ہم آپ کی [illegible] کیونکہ آپ کی پاکیزہ اور مقدس زندگی کو دیکھتے ہوئے کسی خلاف واقعہ کی امید رکھنا محال تھا لیکن ہم آپ کے لائے ہوئے دین کو نہیں مان سکتے

بنی نوع انسان کی ہمدردی غریبوں اور بیکسوں کی دستگیری اور امداد و اعانت بزرگوں کی فرمانبرداری اور صلہ رحمی اور چھوٹوں پر شفقت کا مادہ شروع ہی سے آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔

دعویٰ نبوت کے بعد آپ کو سخت شدائد و تکالیف کا سامنا ہوا۔ انتہائی ظلم و ستم برداشت کرنا پڑا یہاں تک کہ جان کے لالے پڑ گئے تھے اور آپ کی زندگی ہر وقت خطرہ میں تھی مگر یہ زمانہ آپ نے نہایت صبر و استقامت سے گذارا اور پیغام الٰہی کو پہنچانے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی جب تکلیفوں اور ظلموں کی انتہا ہو گئی تو خدا کے حکم سے آپ کو گھر بار کنبہ قبیلہ اور پیارا وطن چھوڑنا پڑا مدینہ میں پہنچکر آپ نے تنظیم ملت کی تمدن و معاشرت کے اعلیٰ نمونے قائم کئے غیر مذاہب اور ممالک والوں سے تعلقات و روابط قائم کئے عہود و مواثیق کئے اور ان کو نباہا شاہانہ زندگی میں فقیری کے نمونے قائم کئے اور سیاسیات کی اعلیٰ تعلیم اور عملی نمونہ چھوڑا جب کچھ عرصہ کے بعد آپ مکہ معظمہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے تو ان جانی دشمنوں کو جنہوں نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں بالکل آزاد کر کے اپنے عفو و درگذر لطف و کرم اور رحمۃ للعالمین ہونے کا ثبوت دیدیا۔ حقوق اللہ میں ایمان، اعتقادات، عبادات اور دیگر اعمال کو کامل اور عالمگیر رنگ میں پیش کیا عبادات کا فلسفہ بتایا۔ عبادت کو ایک رسمی چیز سمجھا جاتا تھا اس کی وجہ بیان کر کے اسے حکمت بنا دیا عبادت میں مساوات کا وہ دلپذیر اور بے نظیر نقشہ پیش کیا جس پر آج دنیا کی للچائی ہوئی نظریں پڑ رہی ہیں بتلا دیا کہ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا گدا اور عالم ہو یا جاہل بندگی میں خدا کے سامنے سب برابر ہیں دنیوی فرق اور مراتب عبودیت کو [illegible] عبادت میں [illegible] افراط و تفریط کو مٹا کر [illegible] اور [illegible] کی۔

مجلسی اور معاشرتی قوانین

حقوق العباد میں مثلاً جہاں کہیں معاشرتی زندگی کو اعلیٰ اصولوں پر قائم کیا اقربا رشتہ داروں پڑوسیوں اور عام انسانوں کے حقوق مقرر کئے۔ نسلی قومی اور ملکی امتیازات و تفریقات کو مٹا کر اخوت اسلامی کی تعلیم دی اتحاد و اتفاق پر زور دیا اور تمام بنی نوع انسان کو ایک رشتہ میں منسلک ہو جانے کی تاکید کی تمام انسانوں سے نیک سلوک اور رواداری کی تعلیم دی اور ان کی حفاظت و نگہداشت کا خاص اہتمام کیا۔

تمدن و سیاست

آپ نے سلطنت و حکومت بھی کی اور بادشاہی و فرمانروائی کے تمام لوازم میسر آئے اور موقعہ بہ موقعہ جس طرح نباہا دشمن قبائل کو زیر کیا غیر قوموں سے تعلقات و روابط قائم کئے زمانہ جنگ اور امن کے متعلق علیحدہ علیحدہ قوانین بنائے جنگ میں [illegible] کے جو اصول و ضوابط قائم کئے وہ [illegible] ایفائے عہد کے [illegible] اجنبی [illegible] ممالک سے [illegible] معاہدے اور جنگی قیدیوں مفتوحہ ممالک کے ساتھ سلوک وغیرہ وغیرہ غرض ہر رنگ کی ہدایتیں آپ نے دیں اور سیاست کے تمام تمام شعبوں کو واضح کر کے کامل طور پر رہنمائی کر دی۔

تمدن تجارت بیع و شرا اور تجارتی کاروبار کے متعلق ہدایات اور غیر قوموں سے سلوک و برتاؤ کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ ہر پہلو میں تعلیم دی دیوانی و فوجداری کے وہ اعلیٰ اصول وضع فرمائے جس سے بہتر آج کی متمدن و مہذب دنیا پیش نہیں کر سکتی اور نہ قیامت تک پیش کر سکے گی غرض حق اللہ اور حق العباد کے تمام پہلوؤں میں معمولی معمولی باتوں کے متعلق احکامات و ہدایات دیدیئے۔ اس سے بڑھ کر سیرت نبوی کی کاملیت اور کیا ہو گی صرف آپ کی ذات اقدس ہی کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ آپ مذہبی ہادی اور رہنما اخلاقی واعظ، سوشل ریفارمر، بادشاہ، کمانڈر انچیف، سپہ سالار، شارع، مقنن، قوانین کا اعلان اور اجرا کرنے والے، جج اور مجسٹریٹ اور سیاسی و پولیٹیکل مہمات کے پورا کرنے والے تھے۔

سیرت نبوی کی عملیت

عملیت سے مقصد یہ ہے کہ بانیٔ مذہب نے جو تعلیم پیش کی اس پر خود عمل کر کے دکھلایا یا نہیں اور تعلیم اس قابل بھی ہے کہ اس پر ہر زمانہ میں اور ہر استعداد کا شخص وہاں کی ضروریات و مقتضیات کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل پیرا ہو سکے سو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی اس پر خود عمل کر کے بھی دکھلا دیا اس پر ہر زمانہ میں ہر شخص عمل کر سکتا ہے آپ کے صحابہ نے پورے طور پر عمل کر کے دنیا کو دکھا دیا اور اس دعویٰ پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور آج بھی مسلمان عمل کر کے دکھا رہے ہیں۔ برخلاف دیگر بانیان مذاہب کے کہ انھیں یہ شرف و امتیاز حاصل نہیں اور انہوں نے جو تعلیم پیش کی اس پر کامل طور پر عمل کر کے نہیں دکھایا مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم [illegible]

"اگر تو [illegible] اپنی ساری جان و مال سے پیار کر۔ تو اپنے دشمن کو پیار کر جو تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے تو بایاں گال بھی سامنے کر دے جو تجھکو ایک میل بیگار میں لیجائے تو اس کے ساتھ دو میل چلا جا اور جو تیرا کوٹ مانگے تو کرتہ بھی اتار دے [illegible] تو اپنا تمام مال و اسباب خدا کی راہ میں دیدے تو اپنے بھائی کو ستر دفعہ معاف کر اور آسمان کی بادشاہت میں مالدار کا داخل ہونا مشکل ہے"

کیا یہ تعلیم اپنے ساتھ عملی تصدیق رکھتی ہے اور آج اس پر عمل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں خود اس کے متبعین قولاً و عملاً ثابت کر رہے ہیں کہ یہ تعلیم ناقابل عمل اور خلاف فطرت ہے بجائے عیسائیوں کو اس قدر تحمل و بردباری اور ایثار کی تعلیم دینے کے سب ان کا عمل ساری دنیا جانتی ہے آج دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو عیسائی سلطنتوں کے ظلم و ستم کا شکار نہ ہو کوئی خطہ زمین ایسا نہیں جو اپنے مفاد کے لئے نہ روند ڈالا گیا ہو انہوں نے دنیا کو ایک جہنمکدہ بنا رکھا ہے اور دنیا کے امن و چین اور عیش و آرام کو اپنے عیش و آرام کے لئے حرام کر رکھا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت افراط و تشدد لئے ہوئے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تفریط کا پہلو غالب ہے اور ان ہر دو شریعتوں کی [illegible] ناقابل عمل ہے اسلام کی عملیت ملاحظہ ہو

کیا ویدک تعلیم قابل عمل اور عالمگیر ہے

بلاد سے ساجی دوستوں کو بھی یہ دعویٰ ہے کہ اگر کوئی مت کوئی مذہب کوئی تعلیم شکستا سارو بھومک (عالمگیر) کہلانیکی مستحق اور حقدار ہوسکتی ہے تو وہ ویدک تعلیم ہے آیئے اب اس دعوے کو بھی جانچیں۔

"اے پرمیشور راجن آپ آگ کے لئے ہوئے پیدا رکھو (اشیاء) زمین کے لئے بغیر پاؤں کے رینگ کے چلنے والے سانپ وغیرہ کو آکاش و زمین کے درمیان کھیلنے کے لئے اور بانس سے ناچنے والے نٹ وغیرہ کو پیدا کیجئے (یجر وید تفسیر دیانند)

جو راجہ لذات نفسانی سے پیدا ہونے والی عادات بد میں پھنستا ہے وہ راجہ یعنی حکومت و دولت وغیرہ سے محروم ہو جاتا ہے (ستیارتھ صفحہ ۱۷۵)

"اے جگدیش راجن آپ ناچنے کے لئے کستری سے براہمن پیدا ہوئے سوت (لڑکے) کو گانے کے لئے اور نٹ کو دھرم کی حفاظت کے لئے پیدا کیجئے۔ (یجروید تفسیر دیانند)

اے پرمیشور راجن آپ بین بجانے اور ہاتھ رسے وادتر بجانے اور ترتو نامی باجہ بجانے والے ان سب کو ناچنے کے لئے اور آنند (سرور) کے لئے تالی وغیرہ بجانیوالے کو پیدا کیجئے (یجروید تفسیر دیانند)

علاوہ ازیں قدامت روح و مادہ بلکہ ...... کی ...... اور دھرم شاستر کے احکامات و روایات مشہور و معروف ہیں۔

مگر ہم اپنا کوئی ریمارک کرنا مناسب نہیں سمجھتے ناظرین خود اندازہ لگالیں اور اپنی رائے قائم کرلیں۔

کیا اسلام کی بھی کوئی ایسی تعلیم ایسکم پیش کیا جاسکتا ہے جو ناقابل عمل ہو حضور صلعم نے عملی مثال نہ قائم کی ہو اور آپ کے صحابہ نے اس کی تصدیق نہ کی ہو۔

اب ہمارا راستہ صاف ہو گیا اور ہم علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ ہیں تمام انسانوں کی قیامت تک کے لئے دینی و دنیوی فلاح و نجاح صرف آپ ہی کے اسوۂ حسنہ پر منحصر ہے بس کیا غیر اقوام کا یہ فرض نہیں کہ وہ اس سیرت پاک کو حرز جان بنا کر اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور دنیا کو اپنے اخلاق و روحانیت سے اپنا اور اسلام کا گرویدہ بنالیں۔

دیگر بانیان مذاہب ان معیاروں پر کیوں نہیں پورے اترتے

ہم نے سیرت نبوی کی جامعیت وغیرہ کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ اس لئے نہیں کہ ہم کسی بانئے مذہب اور ہادی کی تردید و تکذیب کریں کیونکہ ہم تمام انبیاء و رسل کا احترام و ادب کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور دل سے یقین رکھتے ہیں کہ تمام انبیا و رسل سچے اور خدا کے برگزیدہ تھے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اس تحریر سے مقصود صرف یہ دکھانا ہے کہ جو شرف خاص محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو آخری انسانی کامل سیرت ہونے کی حیثیت سے عطا ہوا ہے وہ دیگر انبیاء کو اس لئے مرحمت نہیں ہوا کہ ان کی شریعتیں دائمی اور آخری نہ تھیں اور ان کی سیرتوں کا مقصد ایک خاص قوم کو ایک خاص زمانہ تک نمونہ دکھانا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی شرائع اور سیرتوں کی حفاظت و نگہداشت خود قدرت الٰہی کو منظور نہ تھی یعنی ان کو محفوظ رکھنے کا خدا کی طرف سے کوئی خدائی سامان نہ تھا اور چونکہ بانئے اسلام صلعم تمام دنیا کی قوموں کے کامل نمونہ ہیں اس لئے آپ کی شریعت اور سیرت کی حفاظت کا خدا ہی کی طرف سے اہتمام و انتظام منظور تھا اس لئے دیگر بانیان مذہب کا ان معیاروں پر پورا نہ اترنا کوئی نقص کی بات نہیں اور نہ ہی ان کے احترام میں اس سے کوئی کمی آتی ہے دعا ہے کہ اللہ پاک مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ رسول اللہ کے مرتبہ کو پہچانیں۔

معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش اور کوشش میں کامیاب ہوگئے جو وہ اردو کو نیست و نابود کرنے کے لئے کر رہے ہیں تو پھر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو زیادہ تر اردو ہی کے واسطہ سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہوسکتی ہے کہ اردو رسم الخط کی ان مشکلات کو دور کر دیا جائے جو ابتدائی اردو پڑھنے والے کو پیش آتی ہیں مولانا مولوی محمد عبدالہادی خاں صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل شاہجہاں پوری پروفیسر اردو کرسچین کالج دہلی مستحق صد آفرین و تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام **معلم الاطفال** لکھ کر بڑی حد تک آسان کر دیا ہے اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود ملاحظہ ہی سے معلوم ہونگی اجمالاً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ اس میں الفاظ کے مطابق بچہ کو اردو الفاظ کی ترتیب و شناس کرانے کی بہت کامیاب کوشش کی ہے۔
(۱) حروف کی تقسیم موجودہ ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۲) لفظوں کی تقسیم تعداد حروف کے اعتبار سے نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۳) تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس سے بچہ کو حروف کے جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔
(۴) کوئی ایسی بات اور لفظ نہیں بتایا ہے جو اصول اور ضابطہ کے ماتحت نہ ہو (۵) ہر نئی بات بتاتے ہوئے اس کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچہ کے دماغ پر نقش ہو جاتا ہے (۶) لکھائی چھپائی کا غذ سب نہایت اعلیٰ ہے اور قاعدہ ۴۸ صفحات پر ختم ہوا ہے (۷) اس سب کے باوجود قیمت صرف ۲/ ہے۔
ایک روپے کے دس اگر ایک قاعدہ منگانا ہو تو کسی کتاب کے ساتھ منگایئے۔

پتہ ہے منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآن و حدیث کی پیشین گوئیاں

(از نوشتہ غازی اسرار حسن خان صاحب نجیب آبادی)

پیشین گوئی خواہ اپنے اندر خود کوئی اہمیت نہ رکھتی ہو مگر جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو یقیناً اس کے اندر اہمیت پیدا ہو جاتی ہے خصوصاً جب کوئی شخص متعدد پیشین گوئیاں کرے اور وہ سب پوری ہو جائیں تو یقیناً ہم اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہوں گے کہ یا تو اس شخص کے اندر کوئی غیر معمولی روحانی قوت ہے جو غیب کے اسرار اس پر منکشف ہو جاتے ہیں یا پھر تائید ایزدی اس کے ساتھ شامل حال ہے جو اس کو امور غیب سے مطلع کر دیتی ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ یہ تو نہیں ہے کہ آپ عالم الغیب تھے لیکن یہ عقیدہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت سے غیب کے اسرار سے آگاہ کر دیا تھا اور اگرچہ اس قسم کی آگاہی اولیاء اللہ کو بھی ہوتی ہے مگر انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی ہوتا ہے کیونکہ [illegible] ہوتا ہے [illegible] اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ پیشین گوئی کرنے والا مامور من اللہ ہے اور یہ کہ اس کی دیگر تمام باتیں بھی وحی یا الہام کے سرچشمہ سے نکلی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پیشین گوئیوں پر منحصر نہیں ہے اور کسی [illegible] پیشین گوئیاں نہیں ہو سکتیں کیونکہ [illegible] پیشین گوئی [illegible] مگر [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] پیشین گوئی [illegible] آپ کی زبان سے جو کچھ کلام ہوا وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مصداق تھے۔

ہم پیشین گوئیاں اس وجہ سے لکھ رہے ہیں کہ اکثر عیسائی پادری [illegible] کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت نے کوئی پیشین گوئی نہیں کی [illegible] ہم چند پیشین گوئیاں [illegible] قرآن [illegible] پوری ہوئیں [illegible] آنحضرت نے کیں اور [illegible] موجود ہیں۔

پہلی پیشنگوئی

قرآن حکیم نے سب سے پہلی پیشین گوئی [illegible] باوجود اس قدر سخت شدید عداوت و دشمنی کے ایک وقت آئیگا کہ یہی لوگ اور یہی قوم مسلمان ہو کر آنحضرت کے جان نثار بن جائیگی چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے ولتعلمن نباہ بعد حین (اور کچھ عرصہ کے بعد ضرور جان لیں گے)۔

اہل مکہ اور قریش کی عداوت و دشمنی کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا تھا کہ یہ لوگ جو اس قدر اسلام اور داعی اسلام کے دشمن ہیں کبھی اسلام لا سکتے اور آنحضرت کے فدائی بن سکتے ہیں مگر دنیا اس حقیقت سے واقف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہی میں یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی اور تمام اہل مکہ قریش بلکہ تمام قبائل عرب ۲۳ سال کی قلیل مدت میں مسلمان ہو کر آنحضرت کے فدائی بن گئے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

دوسری پیشین گوئی

اسی قسم کی دوسری پیشین گوئی دوسری جگہ قرآن میں کی گئی ہے ارشاد ربانی ہے سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق "ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں ان کے گرد و پیش اور خود ان کے اندر ایسی دکھلائینگے کہ وہ اچھی طرح جان لیں گے کہ اسلام سچا ہے"۔

دنیا جانتی ہے کہ بت پرست یہودی عیسائی سبائی اور مجوس باوجودیکہ ان کے اندر باہم بہت سخت اختلافات تھے [illegible] دشمنی و عداوت تھی مگر اسلام دشمنی میں یہ سب متحد و متفق ہو گئے تھے اور اسلام کو مٹانے اور اس کو نیست و نابود کرنے میں [illegible] ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا اور بظاہر ناممکن نظر آتا تھا کہ یہ اسلام کی صداقت کو تسلیم کر لیں گے مگر اس کے باوجود جیسا کہ قرآن حکیم نے پیشگوئی کی تھی آنحضرت کی حیات مبارک ہی میں تمام عرب نے اور عرب کے [illegible] مذاہب و قبائل نے اسلام کی سچائی کو تسلیم کر لیا اور سب مسلمان ہو گئے۔

تیسری پیشنگوئی

رومیوں اور ایرانیوں میں جنگ چھڑی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایرانی فتحمند ہوئے اور رومی بھاگ گئے چونکہ رومی عیسائی اہل کتاب تھے اس لئے مسلمانوں کی ہمدردی رومیوں کے ساتھ تھی اور ایرانی آتش پرست تھے اس لئے بت پرستان مکہ کی ہمدردی ایرانیوں کے ساتھ تھی ایرانیوں کی فتح پر بت پرستوں نے خوب خوشی منائی اور مسلمانوں کو خوب چڑایا اور اس سے یہ فال لینے لگے کہ اسی طرح ہم بھی مسلمانوں پر فتحیاب ہوں گے اس واقعہ کے متعلق قرآن نے ذیل کی پیشین گوئی کی غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین یعنی رومی ابھی سرحد پر مغلوب ہو گئے ہیں مگر وہ چند برسوں کے اندر اپنے دشمنوں پر غالب آ جائیں گے۔ قرآن کی اس پیشنگوئی کو ابی بن خلف نے چیلنج کیا اور کہا کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری ہو جائیگی تو میں سو اونٹ ہار جاؤں گا ابوبکر صدیق نے اس سے شرط لگا لی کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ قرآن کی پیشنگوئی ضرور پوری ہو گی چنانچہ اس پیشنگوئی کے نویں سال رومیوں نے ایرانیوں پر فتح حاصل کی۔ واضح رہے کہ "بضع" کا لفظ اکائیوں پر بولا جاتا ہے

یعنی ایک سے دنگ اور آٹھویں سال پیشنگوئی پوری ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق نے شرط جیت لی یا ایسی پیشین گوئی ہے جس کی تصدیق کتب تاریخ سے بھی ہو سکتی ہے۔

چوتھی پیشنگوئی ابتداء عہد [illegible] ت میں نزول وحی میں کچھ توقف ہو گیا تھا دشمنان دین نے چڑانا شروع کیا کہ محمد کا خدا محمد سے روٹھ گیا ہے اسی لئے وحی کا آنا بند ہو گیا ہے اس کے متعلق خدا نے فرمایا وللاخرة خیر لک من الاولیٰ یعنی آپ کا آئندہ زمانہ گذشتہ سے بہتر و اعلیٰ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پانچویں پیشنگوئی رسول اللہ کے فرزند کا انتقال ہو گیا دشمن خوشیاں منانے لگے کہ آج محمد کی نسل منقطع ہوگئی اور ان کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہ رہا۔ قرآن نے پیشین گوئی کی انا اعطیناک الکوثر یعنی ہم نے تم کو اے محمد خیر کثیر عطا فرمایا اس خیر کثیر میں تمام ظاہری و باطنی انعامات و اکرامات شامل ہیں چنانچہ دیکھو کہ جنہوں نے کہا تھا کہ محمد کی نسل منقطع ہوگئی اور اب آپ کا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہا دنیا میں کس قدر آپ کے نام لیوا اور آپ کے اسم مبارک پر جان نثار کرنے والے موجود ہیں اور کتنے ان [illegible] بانوں کے نام لیوا [illegible]

چھٹی پیشین گوئی جس وقت [illegible] کے ساتھ [illegible] کرنے مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کی اور جب چند سو سال [illegible] کے ساتھ آنحضرت اور اصحاب رسول اللہ [illegible] جلا وطن کیا [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ اسلام [illegible] مگر قرآن نے [illegible] پیشین گوئی کی کہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم یعنی جس طرح تم سے پہلے اللہ کے [illegible] اسی طرح خدا تم میں سے ایمان والوں اور اچھے عمل کرنے والوں سے وعدہ کرتا ہے کہ [illegible] زمین کا خلیفہ بنائیگا چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ جلد ہی یہ پیشنگوئی پوری ہوئی قرآن کے بعد احادیث رسول اللہ کی پیشنگوئیاں سنئے۔

پہلی پیشین گوئی جب آنحضرت مکہ سے ہجرت فرمانے لگے اور حضور کے قتل کے لئے قریش کے تمام قبائل کے سردار [illegible] دولت خانہ کو گھیر لیا تو آنحضرت نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو فرمایا فکر نہ کرنا کوئی شخص تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صبح تک آرام سے حضرت علی سوتے رہے صبح [illegible] تو کفار نے پوچھا کہ محمد کہاں ہیں آپ نے فرمایا مجھے کیا خبر ہے وہ وقت تھا کہ کفار یا تو سوتے ہی میں گھر کے اندر گھس کر حضرت علی کو آنحضرت سمجھ کر قتل کر سکتے تھے یا صبح غصہ میں آ کر قتل کر سکتے تھے مگر یہ کیونکر ہو سکتا تھا جبکہ زبان وحی ترجمان سے نکل چکا تھا کہ علی تم کچھ فکر مت کرنا تمہارا [illegible] کوئی نہ کر سکیں گے۔

دوسری پیشین گوئی غزوۂ بدر [illegible] آنحضرت ایک دن قبل میدان جنگ و [illegible] فرمانے کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر فرمایا کہ کل فلاں مقام پر فلاں شخص اور فلاں مقام پر فلاں شخص قتل ہوگا اس ارشاد میں نام بنام ان لوگوں کا ذکر کیا گیا تھا جن کی نسبت پیشنگوئی کی گئی تھی اور جس شخص کی نسبت آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ وہ اس جگہ قتل ہوگی چنانچہ ابوجہل کے قتل کا بھی ذکر فرمادیا تھا اور اس کے قتل کی جگہ بھی بتادی تھی

چنانچہ یہ تمام دشمنان خدا و رسول اسی طرح انہیں مقامات پر حسب ارشاد نبوی قتل ہوئے اور ایک دن قبل جو پیشین گوئی حضور نے کی تھی وہ پوری ہوئی یہ جاننا چاہیئے کہ بے سر و سامانی کا یہ عالم تھا کہ دشمن مسلمانوں سے فوج اور ساز و سامان میں تین گنا زیادہ تھا۔

تیسری پیشنگوئی ہجرت سے قبل ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلید بردار خانہ کعبہ سے فرمایا کہ خانہ کعبہ کو کھولدو اس نے کھولنے سے انکار کر دیا آپ نے فرمایا اچھا تم دیکھ لینا ایکدن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا اسے عطا کروں گا عثمان نے جواب دیا کہ کیا اس دن قریش کے سب کے سب مرد ذلیل و تباہ ہو جائینگے مطلب یہ کہ جب تک قریش کا ایک مرد بھی زندہ ہے اس وقت تک تو ایسا ممکن نہیں آپ نے فرمایا وہ اور بھی زیادہ با عزت و اقبال ہوں گے الغرض پیشنگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور خانہ کعبہ کی کنجی آپ کے [illegible] اور آپ نے اسی عثمان کو بلا کر یہ کنجی عطا کی اور فرمایا کہ جو کوئی تم سے یہ کنجی چھینے گا وہ ظالم ہوگا چنانچہ آج تک انہی کے خاندان میں خانہ کعبہ کی کلید چلی آتی ہے۔

چوتھی پیشین گوئی [illegible] بادشاہوں اور والیان ملک کو آنحضرت نے اسلام کی دعوت دینے کے لئے دعوت نامے اور رسائل بھیجے اور ان کو اسلام قبول کر لینے کی تلقین کی [illegible] نامہ مبارک بھیجے گئے [illegible] ایک نامہ [illegible] کو نامہ مبارک میں لکھا تھا کہ اگر تم اسلام قبول کر لو گے تو سلامت رہو گے [illegible] نامہ مبارک کو غصہ سے پھاڑ ڈالا [illegible] اس گستاخی کا حال [illegible] آنحضرت کو جب معلوم ہوا [illegible] نامہ مبارک کو غصہ میں چاک کر ڈالا [illegible] سلطنت کو چاک کر ڈالا اس کے بعد [illegible] آنحضرت کی گرفتاری کے لئے [illegible] ایک افسر [illegible] خسرو کو مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک [illegible] کہ [illegible] کی زبان کو [illegible] آنحضرت کے حالات [illegible] اور آپ کو گرفتار کر کے اس کے پاس بھیجدے اور اگر آپ [illegible] انکار فرمائیں تو [illegible] جب یہ دستہ مدینہ پہنچا تو [illegible] شہنشاہ کسریٰ نے اس کو گستاخی کی سزا [illegible] فرمایا کہ کل پھر دربار نبوت میں حاضر ہوں [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اپنے بادشاہ [illegible] اور وہاں اس کی [illegible] کر دے وہ واپس گئے تو معلوم ہوا کہ [illegible] شیرویہ نے قتل کر ڈالا کہ اس وقت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی جو پوری ہو گئی اور [illegible] نہ تو آنحضرت نے نامہ مبارک میں فرمایا تھی کہ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو سلامت رہے گا چونکہ وہ مسلمان نہ ہوا اس لئے سلامت نہ رہا دوسری پیشنگوئی اس وقت کی جب آپ نے نامہ مبارک کے چاک کرنیکی اطلاع پائی کہ اس نے نامہ مبارک کو چاک نہیں کیا بلکہ اپنی سلطنت کو چاک کر ڈالا چنانچہ یہ پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بہت جلد سلطنت ایران کا خاتمہ ہو گیا اور حضرت عمر کے عہد خلافت میں تمام ایرانی سلطنت اسلامی خلافت کے دائرہ میں داخل ہوگئی اور آجتک پھر خاندان کسریٰ کی سلطنت قائم نہ ہو سکی اور انشاء اللہ آئندہ بھی نہ ہوگی۔ تیسری خبر غیب اوپر گذر چکی ہے کہ خسرو کے قتل کی اطلاع آپ نے دیدی کہ کل تمہارا بادشاہ مار ڈالا گیا۔ جو صحیح نکلی۔

دنیائے نبوت و اقلیم رسالت کا سب سے بڑا معجزہ

(از جناب مولانا محمد انوار الحق [illegible] از [illegible])

انبیائے کرام کو معجزات دیئے گئے تھے معجزہ کے معنی خرق عادت کے ہیں یعنی عادتاً جن امور کا ہونا ممکن نہ ہو [illegible] اور نبی اور رسول کے لئے وہ صادر کئے جاتے ہیں تاکہ خدا کی طرف سے کوئی خلاف معمول و خلاف عادت طاقت نبی کو دی جائے اس لئے اکثر انبیاء کو اس وقت کے حالات اور طبائع کے مناسب کوئی ایسا معجزہ دیا گیا تھا جس کو دیکھ کر لوگ اس پر ایمان لائیں چنانچہ حضرت موسیٰ کو ید بیضا و عصا کا معجزہ دیا گیا تھا۔ ید بیضا کی صورت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ کا ہاتھ [illegible] آئینہ کی طرح درخشاں ہو جاتا تھا [illegible] بڑے اژدہے [illegible] جادوگروں نے رسیوں کے سانپ [illegible] بنا کر [illegible] تو آپ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا اور وہ اژدہے کی صورت بن کر تمام سانپوں اور سنپولیوں کو چٹ کر گیا تھا۔

اسی طرح داؤد کو یہ معجزہ دیا گیا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور [illegible] ہو جاتے تھے۔

حضرت عیسیٰ کو [illegible] معجزہ دیا گیا تھا کہ آپ [illegible] مردوں کو [illegible] اور اندھوں کو [illegible] عطا کر دیتے تھے۔

اسی طرح اور انبیاء کو دوسرے قسم کے معجزات عطا کئے گئے تھے مگر معجزات [illegible] ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو معجزات عطا ہوئے تھے [illegible] شق القمر کا معجزہ اور [illegible]

مگر [illegible] معجزات سے [illegible] معجزات بالخصوص [illegible] محمد الرسول اللہ کی حیات طیبہ کے ایک ایسے [illegible] جو حقیقتاً سب سے بڑا معجزہ کہلانے کا مستحق ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح سخت سے سخت دشمنوں کو چند ہی سال کے اندر جاں نثار دوست اور فدا کار خادم بنا لیا وہ جو کل تک جان کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے [illegible] اور کانٹے بچھا دیتے تھے اور کبھی [illegible] پشت مبارک پر غلاظت سے بھری ہوئی اوجھڑی ڈال دیتے تھے انہیں دشمنوں کو دوست بنا لینا اور دوست بھی ایسے کہ آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو سعادت دارین سمجھیں اور آپ پر پروانہ وار جان نثار کر دینے کو اپنی سب سے بڑی خوش نصیبی تصور کریں کیا اس سے بڑا کوئی معجزہ اور ہو سکتا ہے۔

اور یہ فخر ہم گنہگاران امت محمدی ہی کو حاصل ہے کہ ہمارے آقا و مولا نے ایسے دشمنوں کو نہ صرف رام کر لیا بلکہ اپنا جاں نثار و فدا کار بنا لیا۔

ہم ذیل میں صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں سب سے پہلے حضرت عمرؓ کا نام نامی ہے آپ کو اسلام سے اس قدر نفرت تھی کہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے بہنوئی اور آپ کی بہن مسلمان ہو گئی ہیں تو اس قدر ان کو زدوکوب کیا تھا کہ وہ دونوں لہولہان ہو گئے تھے اور اس کے بعد ننگی تلوار لیکر آنحضرت کے قتل کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے تھے مگر بالآخر آپ مسلمان ہو گئے پھر جیسے جاں نثار اور رسول اللہ کے عاشق زار ثابت ہوئے اور جو جو کارہائے نمایاں اسلام میں انجام دیئے ان سے تمام دنیا اور تمام دنیا والے اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں۔

حضرت خالد بن ولید کے نام سے کون نا واقف ہوگا۔ آپ بھی آنحضرت کے اور دین حق کے سخت دشمن تھے اور کئی لڑائیوں میں مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا چکے تھے کفار کی فوج کی سپہ سالاری کرتے تھے مگر آخرکار یہ بھی مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہو کر جو گرانقدر خدمات انجام دیں وہ تاریخ اسلام میں آب زر سے لکھی ہوئی ہیں حضرت خالد کو اس درجہ عشق رسول تھا کہ موئے مبارک کو اپنی ٹوپی میں [illegible] سلا لیا تھا اور اس کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف جس قدر دشمنی و عناد کا اظہار کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ابوجہل جیسے دشمن خدا اور رسول کے فرزند تھے اور باپ کے نقش قدم پر اسلام دشمنی میں چل رہے تھے صلح حدیبیہ کے خلاف مسلمانوں کے حلیف قبائل پر اچانک حملہ کر کے ان کو اندھیری رات میں تباہ و برباد کرنے میں انہی عکرمہ بن ابوجہل کا ہاتھ تھا اور عکرمہ خود اس جنگ میں شریک تھے اور جس قدر جنگیں اور کوششیں اسلام کو مٹانے کے لئے قریش نے کیں ان سب میں یہ شریک رہے تھے غرضکہ سخت و شدید دشمن اسلام اور دشمن رسول تھے مگر آنحضرت کا معجزہ دیکھئے کہ یہی عکرمہ چند دنوں کے بعد مسلمان ہو جاتے اور اسلام [illegible] اور آنحضرت کے سچے فدا کار خادم بن جاتے ہیں [illegible] کہ رسول کے ازلی دشمن اس طرح جاں نثار اور دوست بن جاتے ہیں۔

ابوسفیان کا نام [illegible] اسلام [illegible] کے ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات [illegible] کے ساتھ [illegible] خصوصیت [illegible] کہ قیامت تک علیحدہ نہیں کیا جا سکتا بعثت کے وقت سے لیکر فتح مکہ تک یعنی پورے اکیس سال تک ابوسفیان اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسا سخت و شدید دشمن رہا کہ اس کی نظیر ملنی محال ہے آنحضرت کو نقصان پہنچانے اسلام کو بیخ و بن سے نیست و نابود کرنے اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی

طرح مٹا دینے کا کوئی دقیقہ ابو سفیان نے اٹھا نہیں رکھا قریش قریش کو بھڑکا بھڑکا کر مدینہ پر اسی نے چڑھائی کی اور قیصر کے دربار تک میں یہ کوشش کی کہ آنحضرت کو ناکام رکھے اور قیصر کو آنحضرت کا دشمن بنا دے۔

مگر یہی ابو سفیان جس کی بیوی ہندہ حضرت حمزہ کا جگر نکال کر چبا گئی تھی اور حضرت حمزہ کے ناک کان کاٹ کر اور تاگے میں پرو کر اور ہار بنا کر پہن لیا تھا یہی ابو سفیان مسلمان ہو جاتا ہے اور پھر جب تک زندہ رہتا ہے آنحضرت کا خادم و جاں نثار رہتا ہے جس وقت ابو سفیان مسلمان ہوئے ہیں اس وقت انہوں نے جو ترانہ گایا اس کو دیکھو کہ اس سے ان کے جوش نشاط اور محبت رسول کا کیسا جذبہ ظاہر ہوتا ہے ؎

لعمرك انی حین احمل رایتا لتغلب خیل اللات خیل محمد

لکالمدلج الحیران اظلم لیلہ فھذا اوانی حین اھدی فاھتدی

ھدانی ھاد غیر نفسی ودلنی الی اللہ من طردتہ کل مطرد

یعنی قسم ہے کہ جن دنوں میں نشان جنگ اس لیے اٹھاتا تھا کہ لات (بت) کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آجائے ان دنوں میں اس خارپشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہو اب وہ وقت آگیا کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستہ پر ہو جاؤں مجھے ہادی نے نہ کہ میرے نفس نے ہدایت دی ہے اور خدا کا راستہ مجھے اس شخص نے بتلایا ہے جس کو میں نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا تھا۔

غور کیجیے کہ جس شخص نے ساری عمر عداوت و دشمنی میں گزار دی اور ظلم و تعدی میں انتہا کر دی اور ساری طاقت اور ساری قوت اس امر پر صرف کر ڈالی کہ جس طرح ممکن ہو سکے دین اسلام اور محمد رسول اللہ کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دے وہ کس طرح جامۂ عداوت و دشمنی اتار کر محبت و دوستی کا لباس زیب تن کر لیتا ہے کیا یہ مردہ کو زندہ کر دینے یا لکڑی کا سانپ بنا دینے سے کم ہو جانے سے عظیم معجزہ نہیں ہے۔

عمیر بن وہب، صفوان بن امیہ سے سازش کر کے آنحضرت کو قتل کرنے کے ارادہ سے مدینہ آتا ہے اور دشمن سے دوست بن جاتا اور کافر سے مسلمان ہو جاتا ہے واقعہ یہ ہے کہ صفوان جس کا باپ غزوہ بدر میں قتل ہو گیا تھا اور عمیر بن وہب جس کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھ میں قید تھا دونوں مکہ کے ایک سنسان پہاڑ پر جمع ہوتے ہیں اور چونکہ دونوں ضرر رسیدہ اور زخم خوردہ تھے اس لئے آنحضرت کے خلاف گفتگو کرنے لگے عمیر بولا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کو میں ادا نہیں کر سکتا اور اگر مجھے اپنے کنبہ کے بیکس اور بے یار و مددگار رہ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں خود مدینہ جا کر محمد کو قتل ہی کر آتا صفوان نے قرض کی اور کنبہ کے خرچ کی ذمہ داری اپنے سر لی اور عمیر اس گفتگو کو راز میں رکھنے کا وعدہ کر کے اس طرح مدینہ کی طرف روانہ ہوا کہ تلوار کی دھار تیز کرائی اور اس کو زہر میں بجھا لیا عمیر مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد نبوی کے سامنے اونٹ بٹھا رہا تھا کہ حضرت عمر نے دیکھ لیا اور عمیر کو پہچان لیا کہ یہ ضرور کسی فاسد ارادہ سے آیا ہے حضرت عمر نے آنحضرت کو اطلاع دی اور آنحضرت نے اس کو اپنے پاس طلب فرمایا آنحضرت نے آمد کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہہ دیا کہ بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں مگر آنحضرت نے پھر فرمایا کہ دیکھو سچ سچ بتلا دو اس نے پھر یہی کہا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان اور عمیر کی تمام گفتگو بیان فرما دی کہ اس طرح تم دونوں پہاڑ پر جمع ہوئے تم نے قرض و کنبہ کا ذکر کیا اور صفوان نے اس کا ذمہ لیا اور تم وعدہ کر کے میرے قتل کرنے کے لئے آئے ہو۔

عمیر اس بیان سے متاثر ہوتا ہے اور مسلمان ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کچھ کم معجزہ ہے اس میں اس حصہ کو چھوڑ دو کہ آنحضرت کو خدا نے صفوان و عمیر کی گفتگو و معاہدہ سے آگاہ کر دیا بلکہ اس حصہ پر غور کرو کہ کس طرح ایک شخص قتل کے ارادہ سے آتا ہے اور پھر بجائے اس کے کہ آنحضرت کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے آپ کا جاں نثار خادم بن جاتا ہے اور اسی جوش کے ساتھ جس جوش کے ساتھ قتل کرنے آتا ہے مسلمان ہو کر اسلام کی اشاعت کے لئے لوٹ جاتا ہے چنانچہ متعدد آدمی اس کی دعوت سے داخل اسلام ہوتے ہیں۔

فتح مکہ کے بعد آنحضرت خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں تو فضالہ بن عمیر نے ارادہ کیا کہ یہ وقت آپ کو شہید کر ڈالنے کا بہترین ہے پاس ہتھیار بھی ہے اور نیت بد سے آگے بڑھتا ہے اور خدائے علیم و خبیر اپنے محبوب کو اس سے آگاہ فرما دیتا ہے حضور اکرم اس فکر کو دیکھ لیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ فضالہ کیا ارادہ ہے فضالہ کہتا ہے کہ کچھ نہیں میں تو اللہ اللہ کر رہا ہوں حضور ہنس پڑتے ہیں اور اس کے سینہ پر دست مبارک پھیر دیتے ہیں جس سے فوراً کفر و ضلالت کی تاریکی و ظلمت دور ہو جاتی ہے اور وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔

خود فضالہ بن عمیر کا بیان ہے کہ ہاتھ پھیرتے ہی ایسی تسکین و تشفی حاصل ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اور آنحضرت کی محبت اس قدر پیدا ہو گئی کہ آپ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ رہا۔

کیا یہ کوئی معمولی معجزہ ہے کہ ابھی ابھی جو قتل کا منصوبہ باندھ رہا ہو وہ دم بھر میں عاشق صادق بن جاتا ہے۔

وحشی قاتل امیر حمزہ سے سب واقف ہیں اس نے دھوکے سے حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا اور ان کی نعش مبارک کو بے حرمت بھی کیا تھا مگر آخرکار وہی قاتل محمد رسول اللہ کا خادم بن کر عفو تقصیرات چاہتا ہے اور مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو کر مسیلمہ بن کذاب کو جہنم واصل کرتا ہے۔

کیا اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان واقعات سے بڑھ کر کوئی اور معجزہ ہو اور نظر ہو سکتا ہے قلوب و ارواح میں ایسا انقلاب برپا کر دینا کہ پھر کے دشمن جاں نثار دوست بن جائیں ایسا عظیم الشان معجزہ ہے کہ کوئی معجزہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔

یہ تو چند افراد و اشخاص کی مثالیں تھیں تم بعثت کے بعد سے وفات تک کے تمام حالات و واقعات پر غور کرو تمہیں سب کچھ ایک معجزہ ہی نظر آئے گا ۲۳ سال کی مدت پر غور کرو اس قلیل عرصہ میں تمام جزیرہ نمائے عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دینا اور اس تدر ناموافق و نامساعد حالات میں ایسا انقلاب برپا کر دینا یقیناً دنیائے نبوت و رسالت کا سب سے بڑا معجزہ ہے عرب کا جو جو ذرہ ذرہ دشمن ہے اور پورے ۲۳ سال تک عداوت و عناد کا پوری طاقت کے ساتھ مظاہرہ کرتا ہے مگر آخرکار وہی عرب اور اس کے وہی فرزند دشمنی و عداوت کے جہنم سے نکل کر دوستی و اخلاص کے جنات نعیم میں داخل ہو جاتے ہیں یہ ایسا عظیم و جلیل معجزہ ہے کہ اس کی نظیر و مثال نہیں مل سکتی۔

غزوۂ بدر

سنہ ۲ ہجری

(از جناب مولانا محمد ریاست علی صاحب ندوانی قادری خیرآبادی)

لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون۔ اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الاف من الملئکۃ منزلین۔ بلی ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورہم ہذا یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملئکۃ مسومین۔ و ما جعلہ اللہ الا بشری لکم و لتطمئن قلوبکم بہ و ما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم۔ لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتہم فینقلبوا خائبین۔

[illegible]

[illegible] کے واسطے نہیں تھا کہ [illegible] حقوق [illegible] ان کے لئے [illegible] حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنگ کرنی پڑی مگر آپ نے اس وقت تک تلوار کو ہاتھ میں نہیں لیا جب تک کہ اپنی زندگی اور دین اسلام کی حفاظت اور امن قائم رکھنے کے واسطے سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ باقی نہ رہا مگر آپ کی ان لڑائیوں میں ایک عجیب کا مذہبی انجام پایا یعنی ان کی وجہ سے دو مواقع پیدا ہو گئے جن کا پیدا ہونا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض اخلاق فاضلہ کے اظہار کے لئے ضروری تھا اور جو ان حالات کے پیدا نہ ہونے کی صورت میں پوشیدہ کے پوشیدہ رہجاتے۔ منجملہ ان اخلاق فاضلہ کے آپ کا اعدائے دین کے ساتھ جو جنگ کے بعد مغلوب اور گرفتار ہو کر آپ کی خدمت میں لائے گئے ان کے ساتھ آپ کا اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک کرنا ہے اور اس قسم کے واقعات سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تاریخ بھری پڑی ہے پھر بھی مخالفین اسلام کہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کی غرض یہ تھی کہ کفار کو بزور شمشیر دین اسلام میں داخل کیا جائے حالانکہ ہر جنگ کے وقت سینکڑوں بلکہ بعض وقت ہزاروں قیدی بلا کسی جبر و اکراہ کے آزاد کر دئے جاتے تھے اور ان کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کیا جاتا تھا اگر آپ کی تمام لڑائیوں کی غرض اس وجہ سے تھی کہ بزور شمشیر کفار کو داخل اسلام کریں تو کیوں ان کو بغیر اسلام قبول کئے ہوئے اجازت دیجاتی تھی کہ وہ اپنے گھروں کو واپس جائیں اور اسلام ان سے قبول [illegible] کوئی معاند مخالف ایک واقعہ بھی پیش کر سکتا ہے کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہو۔

ابتدائے اسلام [illegible] حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیرت انگیز اور انتھک کوشش [illegible] بت پرستی دور کرنے اور دیگر اصلاحات [illegible] آپ کی یہ کوشش [illegible] عداوت کی آگ [illegible] عرب کی [illegible] اپنے الگ الگ بت رکھتی تھی اور ان کی پرستش [illegible] اپنے خداؤں کی عزت قائم رکھنے کے لئے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کے واسطے آمادہ [illegible] وقت آیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہو چکے تھے۔

جب کفار [illegible] مسلمانوں پر حملہ [illegible] شروع ہو گیا تو مجبوراً آپ کو بھی وقتاً فوقتاً ان دشمنان اسلام و مسلمین کے مقابل یا تو خود میدان جنگ میں نکلنا پڑا یا کبھی اپنے صحابیوں کو دشمنوں کی پیش قدمی روکنے کے واسطے بھیجنا پڑا جن لڑائیوں میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے ان کو غزوات اور جن میں آپ شریک نہیں ہوئے صرف اپنے صحابیوں کو بھیجا ان کو سرایا کہتے ہیں۔

ابوالفدا اسمٰعیل نے اپنی تاریخ المختصر فی اخبار البشر میں لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ایام ہجرت سے وفات تک جو گیارہ سال کی مدت ہے کفار کے ساتھ ۱۹ یا ۲۶ یا ۲۷ لڑائیاں لڑنے کا اتفاق ہوا مگر ان میں سے قتال کی نوبت صرف ۹ لڑائیوں میں پہنچی تھی جن کے نام یہ ہیں:-

غزوہ بدر۔ غزوہ احد۔ غزوہ خندق۔ غزوہ بنی مصطلق۔ غزوہ بنی قریظہ۔ غزوہ خیبر۔ فتح مکہ۔ غزوہ حنین۔ غزوہ طائف اور سب سے آخر دسواں غزوہ تبوک کا تھا مگر اس میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ ان کے سوا باقی سرایا ہیں جن میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے۔

برادران ملت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے درمیان جو سب سے پہلی باقاعدہ جنگ ہوئی وہ جنگ بدر ہے جو رمضان سنہ ۲ھ مطابق سنہ ۶۲۴ء میں مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب مقام بدر ہوئی جو بعض کے نزدیک ایک گاؤں ہے اور بعض اس کو چشمہ کہتے ہیں ممکن ہے کہ بدر ایک گاؤں کا نام ہو اور اسی کے پاس کوئی چشمہ جاری ہو جس کی وجہ سے دونوں قول صحیح تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔

برادران اسلام! بعض کوتاہ اندیش مسلمان مورخین نے اس جنگ بدر کے اسباب ایسے بیان کئے ہیں جن سے یہ مطلب حل ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ تین سو تیرہ مسلمانوں کے ابو سفیان کے قافلہ کو جو تجارت کے ذریعہ سے نفع کثیر کے ساتھ ملک شام سے واپس آرہا تھا اور جس میں گنتی کے تیس چالیس آدمی تھے لوٹنے کو نکلے قافلہ تو عام راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے بچ کر نکل گیا مگر اتفاقیہ طور پر اس لشکر کفار مکہ سے جو ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو سفیان کے قافلہ کی حفاظت کے واسطے مکہ سے آیا تھا بمقام بدر مڈبھیڑ ہو جانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چار و ناچار جنگ کرنی پڑی۔ یہی وہ غلط بیانی ہے جس کی وجہ سے معاندین اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر لڑائیاں کیں ان کی غرض یا تو لوٹ مار کی تھی یا غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان بنانا تھا حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط اور سراسر غلط ہیں نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی جنگ لوٹ مار کے واسطے ہوئی اور نہ کسی کو بزور شمشیر داخل اسلام کیا گیا جو ذات پاک دنیا میں امن قائم رکھنے اور لوٹ مار اور غارتگری کو نیست و نابود کرنے آئی ہو [illegible] لائی ہو اس پر بعض اس کی امت کے مورخین کی غلط بیانی سے [illegible] ہونے کا فخر ہو ایسے غلط اور بیہودہ الزام لگائے جائیں کس قدر تعجب و افسوس کی بات ہے۔

برادران اسلام! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو یہ الزام لگایا گیا ہے کہ آپ ابو سفیان کا قافلہ لوٹنے نکلے اس کی کچھ بھی اصلیت نہیں اور مورخین کا یہ بیان قرآن پاک کے سراسر خلاف ہے اور یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ جو بیان یا حدیث خواہ وہ بالکل صحیح کیوں نہ ہو قرآن پاک کے خلاف ہو ہرگز قابل تسلیم نہیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے متعلق خبر دیتا اور واقعہ کو یاد دلاتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ارشاد فرماتا ہے کہ
(۵) كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ○ (۶) يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ○ (۷) وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ○ (پارہ ۹ سورہ انفال رکوع ۱۱)

یعنی جیسا کہ تیرے پروردگار نے تجھ کو ساتھ حق بات کے تیرے گھر سے نکالا اور اس وقت) بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ ناپسند کرتا تھا (تیرے ساتھ نکلنے کو اور) وہ تجھ سے حق بات پر جھگڑا کرتے تھے بعد اس کے کہ حق بات ظاہر ہو چکی تھی (اور وہ تیرے ساتھ نکلنے سے ایسا انکار کرتے تھے کہ) گویا موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور وہ اس کو (یعنی موت کو) آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور (اے مسلمانو!) جبکہ خدا نے تم سے دو قافلوں میں سے ایک قافلہ کا وعدہ کر لیا تھا کہ وہ تمہارے واسطے ہو اور تم چاہتے تھے کہ وہ قافلہ تمہارے لیے ہو جس میں کچھ نقصان و شوکت نہیں (یعنی ابو سفیان کا تجارتی قافلہ) اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے حق بات کو قائم کرے اور کافروں کی جڑ (بنیاد) کاٹ کر ڈال دے۔"

برادران اسلام! ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر یعنی مدینہ طیبہ ہی میں تشریف فرما تھے اور وہاں سے کوچ بھی نہیں فرمایا تھا کہ آپس میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان اختلاف تھا بعض تو اپنے قوت ایمانی کے بل بوتے پر لڑنے کے واسطے نکلنا پسند کرتے تھے اور بعض باوجود قوت ایمانی کے مادی اسباب کی کمی اور اپنی غربت کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے انہیں کے متعلق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے اور وہ اپنے مارے جانے کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ بس ادنیٰ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سفیان کا قافلہ جو شام سے آرہا تھا اور جس میں صرف تیس یا چالیس آدمی تھے ان کے مقابلہ میں ان کو لوٹ لینے کے واسطے جانے میں تین سو تیرہ مسلمانوں کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے کچھ خوف یا پریشانی نہیں ہو سکتی تھی بلکہ یہ خوف اور پریشانی قریش مکہ کی اس فوج سے تھا جو تقریباً ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ قافلہ ابو سفیان کی حفاظت کے بہانہ سے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے واسطے بڑھتا چلا آتا تھا اس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قبل اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے کوچ فرمائیں قریش مکہ لڑنے کے واسطے مکہ سے نکل چکے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ قافلہ کی خبر آنے کے بعد اور مدینہ منورہ سے کوچ کرنے سے پہلے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہوئی کہ پہلے ابو سفیان کا قافلہ لوٹ لینا چاہیے پھر لشکر مکہ سے لڑیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور نہیں فرمایا۔ یہی وہ واقعہ ہے جس کی بنا پر مسلمان مورخین سے غلط فہمی ہوئی اور جو ارادہ بعض صحابہ کا تھا غلطی سے اس کو اس طرح بیان اور تحریر کیا کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قافلہ لوٹنے کا تھا اور جو آمادگی جنگ مدینہ منورہ میں ہوئی تھی وہ قافلہ لوٹنے ہی کے لئے ہوئی تھی زمانہ دراز کے بعد کسی واقعہ کے بیان میں جو افواہی چلا آتا ہے اس قسم کی غلطی کا واقع ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے مگر قرآن پاک سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زبانی روایتیں غلط ہیں اور جو آمادگی جنگ مدینہ منورہ میں ہوئی وہ بمقابلہ کفار مکہ کے ہوئی تھی نہ واسطے لوٹنے قافلہ ابو سفیان کے اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جبکہ قرآن پاک سے یہ امر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کفار کے واسطے کوچ فرمایا تھا تو کوئی روایت یا کوئی حدیث جو اس کے خلاف ہو خواہ کسی کتاب میں لکھی ہو اور اس کو کسی نے بھی روایت کیا ہو عقلاً و نقلاً مردود ہے۔

تھا اس لئے کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ لوگ اگر صرف تاریخانہ اصول پر نظر رکھیں تو بھی وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ زبانی روایتیں جو ایک زمانہ بعد تحریر میں آئیں قرآن پاک کے مقابلہ میں جس کا ان دونوں میں اختلاف ہو قابل قبول اور لائق وثوق نہیں ہو سکتیں پس اگر ان روایتوں پر جو قرآن پاک کے برخلاف ہیں اعتبار کیا جائے تو معلوم ہو [illegible] سے اور جو واقعات [illegible] ان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] جو لوگ لڑنے کو نکلے تھے وہ قریش مکہ کے مقابلہ میں ان کے حملہ کو روکنے کے لئے نکلے تھے ابو سفیان کا قافلہ لوٹ لینے کو نہیں نکلے تھے۔

[illegible] سلام [illegible] جگہ میں [illegible] کے میدان [illegible] ہوں کہ [illegible] جب ابو سفیان شام کے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ابو سفیان [illegible] آپ نے خیال کیا کہ یہی دولت ہے [illegible] اسلام اور مسلمانوں کے خلاف [illegible] کرتے ہیں اگر [illegible] کم ہو جائیں گی [illegible] مسلمانوں کو [illegible] نجات مل جائے گی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اصلیت نہیں [illegible] مستند تواریخ نہیں [illegible] پریچنگ آف اسلام [illegible] کالج سے شائع [illegible] تحقیقات [illegible]

[illegible] کاروان [illegible] کی سرکردگی میں شام سے آ رہا تھا [illegible] جس کو قریش [illegible] کارواں ابو سفیان کی محافظت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حملہ کرنے کا قصد [illegible] ہے بلکہ صحیح نظر اس سے [illegible] فریق مخالف دوسرے فریق کے منصوبوں کی نسبت مشہور کرتا ہے [illegible] کے معنی پر غور کرتے ہیں تو اس [illegible] بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

(۱) پانچویں آیت کے الفاظ سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ جب صحابہ میں اختلاف شروع ہوا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی میں تھے اس وقت تک کاروان کی [illegible] جیسا کہ بہت سے مورخوں نے تسلیم کیا ہے اور یہ کہ بعض [illegible] قریش کو روکنے کے لئے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تھا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے۔

(۲) حضرت رسول اللہ صلعم کے حکم سے صحابہ کو مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ سمجھتے تھے گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے ہیں۔ وہ چند لوگ جو ابو سفیان کے قافلہ کے ساتھ تھے ان کی وجہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ پس ضرور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حملہ کرنے والا تھا حکم دیا ہوگا۔

(۳) اگر حضرت رسول اللہ صلعم کا رواں پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت میں کوچ کرتے تاکہ کارواں کو شام کے راستہ میں روکیں نہ کہ جنوب کی سمت میں بدر کی طرف جاتے جو مکہ اور مدینہ کے راستہ میں واقع ہے اور بالکل اسی سمت میں ہے جس میں آپ کو حملہ قریش کی مدافعت کے لئے جو آپ کے شہر پر ہونے والا تھا کوچ کرنا ضروری تھا۔

(۴) اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کاروان ابو سفیان کی مدد کریں تو جب انہوں نے راستہ میں سنا تھا کہ کاروان مکہ میں سلامت پہنچ گیا تو اس وقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیے تھا مگر بجائے اس کے قریش نے مدینہ کی طرف بڑھ کر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا۔

مذکورہ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ مکہ میں جو خبر آنحضرت صلعم کی نسبت مشہور ہوئی تھی کہ کاروان ابو سفیان کے لئے آپ تیاری کر رہے ہیں وہ بالکل بے بنیاد تھی حضرت رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوش ہو جانے کا موقع دیا ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے [illegible] مسلمانوں [illegible] بالکل بری رکھنا چاہیے [illegible] کیا جا سکتا کہ [illegible] کا سبب یہی خبر ہوئی تھی کیونکہ لشکر قریش میں کثرت سے آدمیوں کا ہونا صاف ظاہر کرتا تھا کہ کارواں کی حفاظت اصلی مقصود نہ تھا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تھی پس پیغمبر خدا صلعم پر اس بات کا الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ قریش کے مقابلہ میں آپ نے اپنے شہر کی محافظت کے لئے جس نے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تھی کوچ کیا اور محاصرہ کی سخت بلاؤں سے بچانا چاہا جس میں وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اٹھاتا اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ معاملات جنگ میں دخل دینا بزرگ شان رسالت کے خلاف تھا تو یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت کی تعلیم میں یہ قول شامل نہ تھا کہ "میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں ہے"۔ (ملاحظہ ہو کتاب پریچنگ آف اسلام کا اردو ترجمہ دعوت اسلام)

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الفاروق حصہ اول میں انہی آیات کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:-

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے نکلنا چاہا تو مسلمانوں کا ایک گروہ ہچکچاتا تھا اور سمجھتا تھا کہ موت کے منہ میں جاتا ہے (۲) مدینہ سے نکلتے وقت کافروں کے دو گروہ تھے ایک "غیر ذات الشوکہ" یعنی ابو سفیان کا کاروان تجارت اور دوسرا قریش کا گروہ جو مکہ سے حملہ کرنے کے لئے سر و سامان کے ساتھ نکل چکا تھا اس کے علاوہ ابو سفیان کے قافلہ میں کل چالیس آدمی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے تین سو بہادروں کے ساتھ نکلے تھے تین سو آدمی چالیس آدمیوں کے مقابلہ میں کسی طرح موت کے منہ میں جانا نہیں خیال کر سکتے تھے اس لئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کے لوٹنے کے لئے نکلتے تو خدا ہرگز قرآن مجید میں یہ نہ فرماتا کہ مسلمان ان کے مقابلہ کو موت کے

مکہ میں جانا سمجھتے تھے۔

حضرت مولانا سید نواب علی صاحب ایم۔اے نیو تزوی سابق پروفیسر بڑودہ اپنی بہترین تصنیف تذکرۃ المصطفیٰ ص۱۲۵ کے حاشیہ میں تحت آیات مذکورہ بالا تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ان آیات میں دو گروہوں کا ذکر ہے ایک وہ جس کے ساتھ کچھ شان و شوکت یعنی لڑائی کا سامان نہ تھا۔ اس گروہ سے وہ قافلہ مراد ہے جو شام سے آتا تھا اور جس کے ساتھ صرف تیس چالیس آدمی تھے۔ اور دوسرا گروہ قریش مکہ کا تھا جس کے ساتھ بہت سا لشکر اور بہت کچھ شان و شوکت تھی (یعنی سامان جنگ تھا) خدا نے فرمایا کہ اے مسلمانو! ان دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارے لئے ہے اور حال یہ ہے کہ تم اس بے شان و شوکت گروہ کو لینا چاہتے ہو (یعنی ابوسفیان والا قافلہ) اگر خدا چاہتا ہے کہ جو حق بات ہے یعنی دین اسلام وہ ثابت ہو جائے اور کافروں کی جڑ کٹ جائے۔ [illegible] اس آیت سے کچھ ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی کا حکم قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے تھا نہ اس قافلہ کے لوٹنے کے لئے بیان مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود قرآن مجید سے [illegible] اور ثابت ہو گئے [illegible] کہ [illegible] مدینہ سے کوچ کرنے کے پہلے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ قریش مکہ کثیر کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے نکلے [illegible] مدینہ ہی میں جانتے تھے [illegible] تھا کہ قریش مکہ کے مقابلہ میں جانا ہوگا اور [illegible] اس [illegible] قافلہ لوٹنے کی [illegible] سے [illegible] کیا تھا (ملاحظہ ہو کتاب مذکور)

جناب [illegible] سید احمد خان صاحب مرحوم مغفور اپنی تصنیف تفسیر القرآن جلد چہارم میں سورہ انفال کی تفسیر میں بحوالہ سیرت ہشامی [illegible] لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کوچ قریش مکہ کے مقابلہ میں تھا نہ شام کے قافلہ پر کیونکہ وہ قافلہ شام سے آتا تھا اور مدینہ سے جانب شمال [illegible] واقع ہے اور مکہ جانب جنوب (دکھن) اور شام سے قافلہ کے مکہ میں آنے کا راستہ مدینہ سے جانب غرب (یعنی پچھم) پڑتا ہے پس اگر قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا جاتا تو مدینہ سے غرب کی جانب کا راستہ اختیار کیا جاتا۔ مطلب کلام اب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کوچ کیا مدینہ ہی میں کیوں نہیں ٹھہرے رہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک لائق شخص جب کہ [illegible] جنگ سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہے بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حملہ آور قریش مدینہ کی دیوار تک پہنچ جاتے تو ان کو روکنا اور ان کے حملہ کو دفع کرنا ناممکن ہو جاتا مہاجرین کو وہاں گئے ہوئے پورے دو سال بھی نہیں گذرے تھے اور مدینہ کے جن لوگوں نے (کہ جن کو انصار کہتے ہیں) ان کو پناہ دی تھی اور دل و جان سے مہاجرین کے مددگار تھے ان کی تعداد بمقابلہ آبادی مدینہ اور اس کے گرد و نواح کے کچھ زیادہ نہ تھی پس جب اہل مدینہ دیکھتے کہ ان لوگوں کے سبب مدینہ پر یہ آفت آئی ہے اور دشمنوں نے ان کو گھیر لیا ہے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی حالت بالکل بدل جاتی اور حملہ آوروں کا حملہ دفع کرنا بالکل غیر ممکن ہو جاتا پس یہ ضروری بات تھی کہ مدینہ سے آگے بڑھ کر ہی ان کا یعنی قریش کا مقابلہ کیا جاتا اور جو کچھ خدا کو کرنا منظور ہو وہ مدینہ کے باہر ہو جائے اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے باہر نکلنا اور آگے بڑھ کر ان کو روکنا ضروری خیال فرما کر کوچ فرمایا ہے۔

اے برادران اسلام! آپ کو اس تمام تقریر سے واضح ہو گیا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو الزام ابوسفیان کا قافلہ لوٹنے کا لگایا جاتا ہے سراسر غلط اور [illegible] اور [illegible] جنگ بدر واقع ہوئی بلکہ اس جنگ کا [illegible] ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مدینہ طیبہ میں تشریف لائے ہوئے ابھی پورا ایک سال بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ کفار مکہ نے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں [illegible] ایسا ہی ہوا کہ ابو جہل لعین پوشیدہ طور پر مدینہ [illegible] قریب [illegible] بہت مارا پیٹا پھر اسی قسم [illegible] ایک خط لکھا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

[illegible] خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں [illegible] ہم سب لوگ تم پر حملہ کریں گے [illegible] پر تصرف کر لیں گے [illegible] حقیقت میں مسلمانوں کو جنگ کیلئے [illegible] کفار مکہ مدینہ طیبہ پر حملہ کریگا [illegible] جنگ کی [illegible] تھے جب یہ خط مدینہ کے رؤسا کے پاس پہنچا تو [illegible] مدینہ کے متعلق [illegible] کرنے لگے مگر چونکہ مدینہ میں اب مسلمانوں کی تعداد بھی کافی ہو چکی تھی اس لئے کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ کفار مکہ کے مکر کی تعمیل کر سکیں [illegible] مسلمان ہر وقت متردد [illegible] کہ مسلمان رات رات بھر پہرہ [illegible] اور ہم سب غفلت [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ [illegible] جاگ کر [illegible] ہیں۔

مسلمانوں کو [illegible] حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ یہ پریشانی تھی کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں ملا تھا سوچتے تھے کہ اگر [illegible] تو ہم بغیر حکم خدا کے کیونکر لڑ سکتے ہیں [illegible] مسلمانوں کی پریشانیاں دیکھکر [illegible] جہاد کے متعلق پہلی جو آیت ہے وہ یہ ہے [illegible] بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله [illegible] مسلمانوں سے لڑی [illegible] آمادہ ہیں [illegible] مسلمانوں کو [illegible] لڑنے کی اجازت ہے کیونکہ [illegible] اور [illegible] کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے [illegible] مسلمانوں کی مدد کرنے پر قادر ہے جو دیار سے محض اتنی [illegible] پروردگار [illegible] اللہ تعالیٰ ہی ہے

ناحق (ناروا) اپنے گھروں (یعنی مکہ معظمہ) سے نکال دئے گئے ہیں۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حکم جہاد کے متعلق سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ہ واقتلوھم حیث ثقفتموھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین ہ فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم ہ

یعنی اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کریں اور (کسی بات میں) زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جہاں ان کافروں کو پاؤ (ان مشرک) قتل کرو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو اور یاد رکھو کہ فتنہ (وفساد) قتل سے بھی بدتر چیز ہے اور یہ بھی یاد رکھو مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے قریب ان کے ساتھ جنگ نہ کرو جب تک وہ (پہل کر کے) تمہارے ساتھ اس کے اندر جنگ نہ کریں سو اگر وہ جنگ کریں تو تم ان کو قتل کرو کہ کافروں کی یہی سزا ہے لیکن اگر وہ (جنگ کرنے سے) رک جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے (پس تم بھی اپنا ہاتھ روک لو اور ان کے ساتھ مہربانی اور بخشش کے ساتھ پیش آؤ)

غرض کفار مکہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو چکا تھا اور اب حفاظت دین و ایمان کے واسطے جواباً جہاد کا بھی حکم مل چکا تھا لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظ ماتقدم کے خیال سے مدینہ طیبہ کے اطراف و جوانب کے باشندگان سے اس بات پر معاہدہ کر لیا کہ وہ امن قائم رکھیں یعنی نہ وہ قریش مکہ ہی کی مدد کریں اور نہ مسلمانوں کی اس معاہدہ میں ابواء ودان بواط وغیرہ مقامات کے لوگ شامل ہیں۔

ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ معاہدہ کر کے اطمینان سے بیٹھے بھی نہ تھے کہ ربیع الاول ۲ھ میں کفار مکہ میں سے ایک شخص کرز بن جابر الفہری اپنے چند لوگوں کے ساتھ مدینہ کی چراگاہ میں آیا اور اہل مدینہ کے مویشی جو وہاں چر رہے تھے ہنکا کر لے گیا اور چرانے والے کو نہایت بیدردی سے قتل کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ نے معہ چند مسلمانوں کے اس کا تعاقب کیا اور مقام سفوان تک تشریف لے گئے مگر وہ مفسد بچ کر نکل گیا

جمادی الثانی کی آخری تاریخوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دس بارہ آدمی کر کے نخلہ کی طرف جو مکہ اور طائف کے درمیان ایک سبزہ زار بستی ہے روانہ کیا اور ایک پرچہ بطور ہدایت نامہ کے لکھوا دیا کہ جب وہاں پہنچنا تو قریش کے ارادوں سے ہمیں آگاہ کرنا اور مکہ سے آنے والے قافلہ میں سے اگر کوئی شخص بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ ہو جائے تو اس کو ساتھ لے لینا کسی پر جبر نہ کرنا جب جمادی الثانی کا مہینہ ختم ہو گیا اور رجب کا مہینہ شروع ہو گیا تو اتفاق سے ایک قافلہ قریش کا طائف کی طرف سے میوہ وغیرہ لیکر وہاں آ پہنچا مسلمانوں کو کرز بن جابر الفہری کے ہاتھوں اپنے مویشی لٹ جانے کا خیال تکلیف پہنچا رہا تھا اس قافلہ کو دیکھ کر جوش انتقام میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گئے اور قافلہ پر حملہ کر دیا ایک مسلمان جن کا نام عبداللہ سہمی تھا انہوں نے سردار قافلہ عمرو بن الحضرمی کو تیر سے مار ڈالا اور دو شخصوں کو گرفتار کر کے معہ مال و اسباب کے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ یہ واقعہ سنکر حضرت عبداللہ بن جحش و دیگر مسلمانوں پر بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تم کو لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا پھر اپنے پاس سے عمرو بن الحضرمی کا خون بہا ادا فرمایا اور اپنے دو صحابیوں کے واپس آ جانے پر جو اس جنگ میں گم گئے تھے دونوں قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے چھوڑ دیا چنانچہ بدر کی مشہور لڑائی کا اصلی سبب یہی واقعہ ہے یعنی عمرو بن الحضرمی کا قتل جیسا کہ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ:

"اور جس چیز نے بدر کے واقعہ کو ابھارا اور وہ تمام لڑائیاں چھیڑ دیں جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین قریش میں پیش آئیں سب کا سبب یہی تھا کہ عبداللہ سہمی نے عمرو بن الحضرمی کو قتل کیا تھا"

برادران اسلام! اصل میں جنگ بدر واقع ہونے کے یہ اسباب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بڑے ہی صلح جو اور امن پسند تھے اسی وجہ سے آپ نے مقتول کا خون بہا ادا کیا اور قیدیوں کو چھوڑ دیا کہ ناحق کسی کو خواہ مخواہ اشتعال نہ ہو اور آپ نے مسلمانوں پر اپنے منشاء کے خلاف کارروائی کرنے پر ناراضگی ظاہر فرمائی تھی ورنہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں نے کوئی زیادتی نہیں کی تھی دو قوموں میں جب جنگ کا اعلان ہو جاتا ہے اس وقت ہر فریق کو اپنے مفید مطلب کارروائی کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں جب ایک طرف سے پیش دستی بھی ہو چکی ہو مسلمانوں پر کیا کیا ظلم نہ ہوئے تھے یہاں تک کہ خانماں برباد ہو کر بالکل بے سر و سامان ہو گئے تھے اس پر طرہ یہ کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے ان کے مویشی بھی کافر لوٹ لے گئے تھے اب اگر موقع پا کر انہوں نے بھی اپنے دشمن کے ایک قافلہ کو تباہ و برباد کر دیا تو کیا برا کیا۔

کفار قریش اس واقعہ سے بہت برافروختہ ہوئے اور بدلہ لینے کے واسطے موقعہ کے منتظر ہو بیٹھے کہ اسی اثناء میں یعنی اس واقعہ کے دو ماہ کے بعد رمضان شریف کے مہینہ میں ان کا ایک قافلہ شام کی طرف سے تیس چالیس آدمیوں کے ساتھ بہت سا مال و اسباب لئے آ رہا تھا اس قافلہ کے سردار ابوسفیان بن حرب تھے خواہ مخواہ دل میں سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانان مدینہ میرے قافلہ کو لوٹ لیں اس خیال کے ساتھ ہی اس نے فوراً ایک قاصد مکہ روانہ کیا کہ جلد میری مدد کو آؤ ورنہ مدینہ کے مسلمان سب مال و اسباب چھین لیں گے جس وقت یہ خبر مکہ میں پہنچی ابوجہل نے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے قدیمی عداوت قلبی تھی اور وہ ہر وقت موقع کا منتظر رہا کرتا تھا اس موقع کو غنیمت جانکر سبھوں سے کہنا شروع کیا کہ جو قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے آ رہا ہے اس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی مسلمان لوٹنا چاہتے ہیں لہذا سبھوں کو جلد سے جلد اس کی مدد کرنا چاہیئے چونکہ اس قافلہ کے مال تجارت میں تمام اہل مکہ کی شرکت تھی اس وجہ سے ابوجہل کے کہنے پر ایک ہزار جانباز سپاہی جن کی سواری میں سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے معہ سامان جنگ کے ابوجہل کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے

ابوسفیان تو عام شاہراہ چھوڑ کر دریا کے کنارے کنارے دوسرے راستہ سے اپنا تجارتی قافلہ لئے بخیریت تمام مکہ پہنچ گیا اگرچہ اس کی خبر ابوجہل کو ہوئی کہ ابوسفیان کا قافلہ بخیریت تمام مکہ پہنچ گیا مگر چونکہ کفار مکہ کا اصلی مقصد تو مدینہ پر حملہ کرنا تھا اس لئے وہ مکہ کو واپس نہیں ہوا اور برابر مدینہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو بھی ان دونوں قافلوں یعنی ایک ابوسفیان والا قافلہ اور دوسرا وہ لشکر جو مکہ سے آرہا تھا، کی خبر ہوئی تو مسلمانوں نے یہ چاہا کہ ابوسفیان والا قافلہ لوٹ لینا چاہیئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ مکہ والے لشکر سے آگے بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہیئے بعض مسلمان اس لشکر سے مقابلہ کرنے میں ہچکچانے لگے کہ ہم تھوڑے سے مسلمان اس لشکر جرار کا کیونکر مقابلہ کر پائینگے، اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانان مدینہ کو جمع کیا اور ان کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لشکر کفار سے مقابلہ کرو اور ابوسفیان کے قافلہ کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ اور میری رائے سے اختلاف کرنے میں خدا سے ڈرو چونکہ ان مسلمانوں کے قلوب نور ایمان سے منور تھے فوراً آپ کے حکم کے آگے سر نیاز جھکا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جن میں ۷۷ مہاجرین اور ۲۳۶ انصار کل ۳۱۳ جوانمرد تھے ساتھ لیکر کفار مکہ سے نبرد آزمائی کرنے کے لئے مکہ کی طرف کوچ فرمایا ان مسلمانوں کے پاس صرف تین گھوڑے اور ستر اونٹ اور چھ زرہیں تھیں اس کے سوا کوئی سامان جنگ نہ تھا اور ان تین سو تیرہ مسلمانوں کا ایکہزار آزمودہ کار کفار سے مقابلہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مع مسلمانوں کے مقام ذفران پہنچے تو آپ نے پھر دوبارہ مسلمانوں سے دریافت کیا کہ کہو اب تمہارا کیا ارادہ ہے کسی قسم کا پس و پیش تو نہیں ہے گروہ مہاجرین میں سے حضرت مقداد بن عمر رضی اللہ فوراً کھڑے ہو گئے اور تمام مہاجرین کی طرف سے اس طرح عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے اپنے اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ اذهب انت و ربك فقاتلا انا هاهنا قاعدون یعنی آپ اور آپ کا خدا دونوں لڑنے کو جائیں ہم تو اب یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہمارا قول تو یہ ہے کہ دشمنان دین کے مقابلہ میں ہم آپ کے ساتھ اپنی جانیں لڑا دینگے آپ جہاں جائیں گے ہم سایہ کی طرح ساتھ ہوں گے اگر آپ دریا میں کودنے کا حکم ہمیں دیں گے تو ہم بلا پس و پیش اس میں کود پڑیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی اس تقریر سے بہت خوش ہوئے مگر پھر دوبارہ وہی سوال کیا اس مکرر سوال کو سنکر رمز شناس سرگروہ انصار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور اس دوبارہ سوال سے غالباً آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں آپ کی تصدیق کی ہے آپ سے عہد کر چکے ہیں ہم آپ کی اطاعت و حمایت کے واسطے دل و جان کے ساتھ حاضر ہیں اس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں لیجانا چاہیں تو ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو فوراً چھلانگ نہ مارے ہم اپنے قول کے دھنی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں ہماری جانبازیاں کھلا

حق تعالیٰ آپ کو شاد کام اور ہم کو سرخرو کرے گا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس تقریر کو بھی سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ چلے چلو برکت الٰہی شامل حال ہے اور تمہاری ہی فتح ہے بخدا میں گویا دشمن کے مقتل کو دیکھ رہا ہوں

اس کے بعد یہاں سے کوچ کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر سمیت مقام بدر پہنچ گئے۔ قریش مکہ کا لشکر چونکہ پہلے پہنچ چکا تھا اس لئے اس نے مناسب موقعوں پر قبضہ کر لیا تھا اس کے برخلاف مسلمانوں کی طرف نہ کوئی کنواں تھا نہ چشمہ زمین اس قدر ریتلی تھی کہ آدمیوں کو تو درکنار اونٹوں کو چلنا دشوار تھا پیر دھنس دھنس جاتے تھے اس کے سوا مسلمانوں کو گھر سے نکلے ایک ہفتہ سے زیادہ ہو چکا تھا منزلوں کے مارے تھکے ماندے گرد آلود ہو رہے تھے خیال یہ تھا کہ بدر میں پہنچکر کنوؤں اور چشموں سے خوب سیراب ہوں گے سارا کسل دور ہو جائے گا مگر یہاں آکر یہ دیکھا کہ لشکر قریش نے کنوؤں اور چشموں پر قبضہ پہلے ہی کر لیا ہے اب کیا ہو سکتا تھا سخت پریشانی ہوئی پینے تک کو پانی نہ رہا مگر ہاں آب شمشیر ضرور پاس تھا گو بقول مولانا سید نواب علی صاحب مصنف تذکرۃ المصطفیٰ کے وہ بھی دشمنوں کے نصیب کا تھا ایسی مصیبت میں بعض مسلمانوں کو یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ ہم کو فتح کی بشارت تو دیگئی ہے اور حال یہ ہے کہ ہمارا قیام ایسے ریگستان میں ہے کہ جہاں زانو تک پاؤں الگ دھنسے جاتے ہیں چلنا پھرنا دشوار ہے اس پر طرہ یہ کہ پینے تک کو پانی میسر نہیں بے موت مرنے کا سامان آنکھوں کے سامنے ہے خدا ہی اگر فضل کرے تو کرے ورنہ کوئی امید تو ہے نہیں چونکہ یہ ہمت ہارنے والا وسوسہ مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوا کہ ابر کرم گھر آیا اور باران رحمت ہونے لگی خوب بارش ہوئی ریتلی زمین سخت ہو گئی مسلمانوں نے خوب سیراب ہو کر پانی پیا اور برتنوں میں بھر کر رکھ لیا نہا دھو کر میلے کچیلے ہوگئے سبھوں کا دل قوی ہو گیا ہمت بڑھ گئی اور عین موقع پر اس تائید غیبی سے فتح کی بشارت کا پورا یقین ہو گیا۔

اسی واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

وینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام

یعنی اور (مقام بدر) جبکہ تم پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہو رہے تھے اور تمہارے دلوں میں شیطانی وسوسے پیدا ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ سے پاک کرے اور تم سے (یعنی تمہارے دلوں سے) شیطانی نجاست (یعنی وساوس شیطانی) کو دور کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس (پانی) کے ذریعہ سے ریتلی زمین کو مضبوط کر کے تمہارے پاؤں جما دے۔

برادران اسلام! جب رات گذر گئی اور صبح صادق نمودار ہوئی تو سبھوں نے نہایت اطمینان سے وضو کیا اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز فجر ادا کی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ قاضی الحاجات دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اس وقت آپ پر ایک خاص کیفیت طاری تھی جس کی تشریح مشکل معلوم ہوتی ہے آپ کی دونوں آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے اور نہایت

عجز و نیاز اور بیقراری کے ساتھ فرماتے تھے خداوندا! تو نے جو وعدہ
فرمایا ہے آج وہ اپنا وعدہ پورا کر۔ اس وقت آپ کی محویت اور بیخودی کا یہ
عالم تھا کہ آپ کے کاندھے سے چادر مبارک گر گر پڑتی مگر آپ کو مطلق خبر نہیں
آپ اسی حالت بیخودی میں کبھی الحاح اور تضرع کے ساتھ سر اقدس
سجدہ میں رکھ دیتے اور فرماتے تھے کہ اے پروردگار عالم! اگر آج یہ
چند نفوس جو ایک تیری ذات کی پرستش کرنے والے ہیں ان دشمنوں کے
ہاتھوں سے کٹ گئے تو پھر ان مسلمانوں کے مارے جانے کے بعد
دنیا میں تیرا نام لینے والا اور تیری توحید کی منادی کرنے والا کوئی نہ رہے
گا۔ اس دعا میں تمام مسلمان بھی شریک تھے اور وہ نہایت عجز و انکسار
کے ساتھ آمین آمین کہہ رہے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ
ہوئے تو آپ کے چہرہ انور پر فتح کے آثار ظاہر ہوئے چنانچہ وحی نازل ہوئی اور آپ
نے مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری سنائی اس کے بعد آپ نے [illegible]
ایک مختصر [illegible] اس [illegible] کا لشکر تیار ہو کر میدان
میں آ گیا آپ نے [illegible] صفوں کو درست کیا [illegible] حضرت عتبہ
بن ربیعہ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
بعد آپ نے [illegible] کفار [illegible]
[illegible]

یہ جنگ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بھائی [illegible] حضرت علی مرتضیٰ [illegible]
بن حارث [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]
فرمانی [illegible] شیر خدا رضی اللہ عنہ کے کمال بہادری سے
[illegible] حضرت سید الشہداء
امیر حمزہ رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت ابو عبیدہ [illegible]
[illegible] سے اٹھوا لیے گئے

قریش [illegible] سرداروں کے اس قدر جلد قتل ہو جانے سے
متعجب و متحیر ہو گئے [illegible] عام حملہ شروع ہو گیا دونوں طرف سے صفیں لوٹ
پڑیں جس طرح کفار کے دستے کے دستے یکدم سے حملہ آور ہوتے تھے اسی
طرح مسلمان بھی بڑھ بڑھ کر جواب دیتے اور نہایت بے جگری کے ساتھ لڑتے
تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر حمزہ، زبیر بن العوام اور ابودجانہ
انصاری رضی اللہ عنہم نے شیر نر کی طرح کفار کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور بڑے
بڑے سورماؤں کو ککڑی کی طرح کاٹ کر ڈال دیا ابوجہل نے یہ کیفیت
دیکھ کر اپنے خاندان کے لوگوں کو لیکر ایک بہت ہی سخت حملہ کیا اس وقت
مسلمانوں پر کفار کا نرغہ ہو گیا یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آپ عریش (یعنی اپنی جھونپڑی) میں جو آپ کے واسطے مسلمانوں
نے بنائی تھی تشریف لے گئے اور عجز و انکسار کے ساتھ سربسجود ہو کر اللہ تعالیٰ
سے فتح اور نصرت کی دعا مانگنے لگے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی دعا پر
آمین آمین کہتے جاتے تھے آخر آپ کی دعا عریش سے نکل کر عرش پر پہنچی اور
قبولیت کے دربار سے امداد غیبی کو ساتھ لیکر واپس آئی آپ اپنی عریش
سے آیت سیہزم الجمع و یولون الدبر [illegible]
اور [illegible] پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے مسلمانوں
کو فتح و نصرت کی بشارت دی کہ خدا کے فرشتے تمہاری مدد کو آ پہنچے ہیں،
[illegible] گھوڑوں پر [illegible] نازل ہوئی گرد و غبار [illegible] اور پھر
کافروں [illegible] پیچھے ہٹنے لگے [illegible] اور جوڑ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
جنگ میں قریش کا سالار [illegible]
[illegible] ابوسفیان [illegible] ابوجہل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت عثمان غنی رضی
عنہ [illegible] بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت رسول [illegible]
علیہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے تیمارداری کے لیے [illegible] حضور صلی اللہ
[illegible] مدینہ میں رہ گئی تھیں جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے مگر [illegible]
سے [illegible] لشکر اسلام کے صرف ۱۴ جانباز جن میں چھ
[illegible] شہادت سے سیراب ہوئے رضی اللہ عنہم اجمعین
ملک عرب میں پہلے یہ دستور تھا کہ جو جنگ میں لوگ گرفتار ہو جاتے تھے

وہ قتل کر دیئے جاتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سراپا رحمت تھے یہ نامعقول دستور اور خونخوار طریقہ بدل دیا گرفتار شدہ قیدی صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیئے اور تاکید کے ساتھ حکم دیا کہ دیکھو ... داران بید ... ویا مجبور قیدیوں کو کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہونے پائے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس حکم کی تعمیل بدل وجان سے تعمیل کی اور قیدیوں کو اس قدر آرام کے ساتھ رکھا کہ سر ولیم میور جیسے متعصب عیسائی مورخ کو اپنی تصنیف لائف آف محمد جلد سوم میں مجبوراً لکھنا ہی پڑا کہ :-

"محمد صلعم کے حسب ایما انصار اور مہاجرین نے قیدیوں کو اپنے پاس رکھا اور ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آئے ان قیدیوں میں سے ایک قیدی (حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی ابوعزیز) بعد کو کہتا تھا خدا مدینہ والوں کا بھلا کرے ان جوانمردوں نے ہمیں سوار کیا اور آپ پیدل چلے ہمیں گیہوں کی روٹیاں کھلائیں اور آپ خالی خرمے (یعنی کھجوریں) کھا کر سو رہے"۔

جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن بدر میں قیام فرمایا اس عرصہ میں شہدائے بدر کی تجہیز وتکفین ہوئی اور اس کے بعد کشتگان قریش کو بھی ایک گڑھا کھدوا کر اس میں دفن کرا دیا تاکہ ان کے جسم طعمہ زاغ و زغن نہ ہوں اس کے بعد آپ معہ جملہ قیدیوں کے مدینہ منورہ میں واپس ہوئے ان قیدیوں میں حضرت عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا اور حضرت عقیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی اور حضرت ابوالعاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر غالی قدر جو سب ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے شامل تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس شوریٰ میں ان قیدیوں کے متعلق دریافت فرمایا کہ ان کو کیا کیا جائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مختلف رائیں دیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور والا یہ سب اپنی ہی بھائی بند ہیں اس لئے ان سے فدیہ لیکر آزاد کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اسلام کے معاملہ میں رشتہ اور قرابتداری کو کچھ دخل نہیں یہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیے اور ہم میں ہر شخص اپنے عزیز کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے علی عقیل کی گردن ماریں حمزہ عباس کا سر اڑا دیں اور فلاں شخص جو میرا عزیز ہے اس کو میں قتل کر دوں ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ دونوں رایوں کو پسند فرمایا مگر چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اس لئے شان رحمت کے اقتضا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل فرمایا اور صرف عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو جو قتل کئے گئے ... قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا یہ دونوں قیدی جو قتل کئے گئے اس قدر ظالم تھے کہ اسلام کی مخالفت میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابوالعاص نے فدیہ میں جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گلے کی ہیکل دی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی کو جہیز میں دی تھی (زینت کی) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ہیکل کو دیکھ کر آنسو نکل آئے اگرچہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور سردار دوجہان تھے اگر آپ اس ہیکل کو بغیر کسی سے دریافت کئے ہوئے واپس کر دیتے تو کوئی چون وچرا نہ کرتا مگر آپ نے ایسا نہیں کیا آپ کے آنسو جاری ہونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے ہیکل کی کیفیت بیان کی صحابہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس کو واپس کر سکتے ہیں چنانچہ آپ نے وہ ہیکل واپس کر دی۔ بعض قیدی ایسے تھے کہ وہ زر فدیہ نہیں دے سکتے تھے مگر لکھنا جانتے تھے ان کا یہ فدیہ مقرر ہوا کہ ہر ایک قیدی ایک ایک شخص کو لکھنا سکھا دے جب وہ لکھنا سیکھ جائے تو وہ آزاد ہے ذرا انصاف کے ساتھ ان حقائق پر غور کریں اور دنیا میں کوئی بتائے کہ کسی قوم نے ... جنگ کے ساتھ کیا اس قسم کا سلوک کیا ہو۔

اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

(سینکڑوں تصدیقی خطوط موجود ہیں)

چند عمل

عمل ۱ سفلی ہو دور ... والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے ... میں جو کامل ... سال کا تجربہ کبھی ... نہیں گئے اب ہم خدا کو حاضر وناظر جان کر اور گواہ بنا کر یہ کہتے ہیں ... ہدیہ پر ان کا اعلان ... ہوں تا کہ سب امیر وغریب فائدہ اٹھا سکیں ... بھائیوں کا بہی گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال ... اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔ عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اور اس کا ... اس پر ایک سال تک قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھ کر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے اس کا ہدیہ پہلے پانچ روپے تھا مگر اب صرف تین روپے

عمل ۳ یہ ایک آیت قرآنی بامؤکل کا عمل ہے اکتالیس اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں ادھر مرچیں جلتی ہیں ادھر محبوب کے دل میں محبت کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں سات دن میں مطلوب انشاء اللہ آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے۔

عمل ۴ برائے ترقی روزگار ترقی تجارت ترقی وحصول ملازمت کے لئے عجیب وغریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے ... کے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے نذرانہ عہ سے ایک روپے چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائیں گے ان سے ہدیہ کُل صرف چار روپے لیا جائیگا اور اگر روپیہ بذریعہ منی آڈر روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۵۴ دہلی

سانپ کے کاٹے کا عمل

نہایت ہی سریع التاثیر مجرب المجرب نہایت ہی آسان پانچ منٹ میں زہر از جاتا ہے اور مریض خدا کے فضل وکرم سے تندرست ہو جاتا ہے ہدیہ ایک روپیہ چار آنے۔

بچھو کاٹے کا عمل

چیختا چلاتا اور روتا پیٹتا ہوا آدمی ایک منٹ میں ہنسنے لگتا ہے ہدیہ عہ

پتہ

فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۵۴ دہلی

دنیا کو آزادی دلانے والا نبی صلعم

از جناب مولانا مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری

اگر کوئی متلاشی حق بے لاگ اور خالی الذہن ہو کر تاریخ عالم کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت کا شمس فی النہار ہو جائیگی کہ جس وقت حضور پرنور کا دنیا میں ظہور ہوا اس وقت اور اس سے پہلے تمام دنیا میں لوٹ اور قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا تہذیب و تمدن کا کوئی ضابطہ اور قانون نہ تھا زبردست زیر دستوں پر ہر قسم کا ظلم روا رکھتے تھے رواداری اور باہمی تعلقات کا نام و نشان نہ تھا ہر ملک اور ہر قوم ایک دوسرے سے الگ اور بے تعلق تھے اور خیالات کی آزادی کا مطلق پتہ نہ تھا گویا انسان کا مدنی الطبع ہونا ہی متحقق نہ تھا حضور والا صفات نے دنیا میں آتے ہی بتلایا کہ اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر دوسروں سے نفرت کرنا اور اقوام و ممالک کا ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہنا حیوانی زندگی ہے آپ نے رحم و رافت کی تلقین کی اور بہترین قربانیاں اور انتہائی طاقت صرف کر کے دنیا میں خیالات کی آزادی اور رواداری کو قائم کیا اور دنیا میں باہمی رواداری اور صلح و امن کی دائمی بنیاد رکھدی۔

اس دعوے کے ثبوت میں صرف چند مستندات پیش کی جاتی ہیں جن سے ناظرین کرام معلوم کر سکیں گے کہ اسلام سے پہلے دنیا کس قسم کی ذہنیت رکھتے تھے۔

رومیوں کی ذہنیت

دنیا میں رومی سلطنت اس وقت بڑی مہذب اور متمدن سمجھی جاتی تھی مگر اس بارہ میں ان کی ذہنیتوں کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب شہنشاہ روم اغسطوس تخت نشین ہوا تو اس وقت رومیوں نے اصل اور مذہبی منشاء جو میسنس نے اسے نصیحت کی کہ:

"ہمیشہ اور ہر مقام پر اپنے ملک کے دستور کے مطابق دیوتاؤں کی عبادت کرنا اور دوسروں کو بھی اس امر پر مجبور کرنا جو لوگ نئے مذہب پھیلانا چاہیں انہیں سختی سے سخت سزائیں دینا کیونکہ خداؤں کے منکروں اور دین میں اختلاف کرنے والوں کے ساتھ [illegible] کا برتاؤ نہ کرنا۔

جب بابل پر ایرانیوں نے فتح پائی تو وہاں کے قدیم مذہب کو نیست و نابود کر ڈالا معتقدان مذہب کو تہ تیغ کیا ان کے معبدوں اور عبادت گاہوں کو مسمار کر ڈالا یہاں تک کہ ان کا نام و نشان تک مٹا ڈالا غرض مذہبی تعصب کے شراروں نے وہاں کے مذہب کی ہر چیز کو بھسم کر دیا۔

اردشیر بابکان نے جب دیگر حکمرانان عجم پر غلبہ اور تسلط حاصل کیا تو مذہب زردشتی جس کا شیرازہ درہم برہم ہو چکا تھا اس کے آئین و اصول از سر نو منضبط کئے اور جن لوگوں نے ان کے ماننے سے انکار کیا ان کو بے دین اور کافر قرار دیا گیا جنہیں اردشیر بابکان اور اس کے جانشینوں یعنی آل ساسان کی حکومت نے فنا کر دیا۔

ادہر مصر پر جب یونانیوں نے فتح پائی تو مصر کی قدیم ترین تہذیب جس کی چمک دمک سے کبھی دنیا کی آنکھیں خیرہ تھیں ظالم یونانیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گئی اور مذہبی تعصب نے خوب خوب اپنی درندگی کے جوہر دکھائے یہ تھی ایرانی اور یونانی تہذیب کی شرر افشانیاں اور بربادیاں اور ان کی مکروہ ذہنیتیں۔

مسیحی دنیا کی ذہنیت

اگر غور سے دیکھا جائے تو مذہبی دنیا میں اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں ہر ایک قسم کی ظلم و تعدی تعصب و عناد اور وحشیت و بربریت کی ابتداء یعنی ایسا مذہبی جوش اور قومی تعصب جو دوسروں کا مذہب چھڑانے پر منتج ہو عیسائیوں سے شروع ہوا۔ ورنہ عام طور پر مذہبی دنیا میں اندھا دھند جوش اور کینہ تعصب بہت کم پایا جاتا تھا اور عیسائیت میں جو مذہبی اشاعت کا ظالمانہ طریقہ اور بے پناہ جذبہ پیدا ہوا وہ پولیٹکل مصالح پر مبنی تھا۔

مسیحیوں نے جب تبلیغ عام کا سلسلہ شروع کیا تو ان کے مقتدایان دین مشنری اور داعی اطراف عالم میں پھیل گئے اور لوگوں کو طرح طرح کے مکر و فریب سے اپنے مذہب کی طرف بلانا شروع کیا دوسروں کے مذاہب اور معتقدات کے خلاف نفرت و حقارت کے فرضی اور مصنوعی واقعات سے کام لینا شروع کیا اور ایسے ایسے وسائل اور ذرائع اختیار کئے جو سراسر دنیا کی آزادی حیات کے منافی تھے۔

دوسری طرف ان کے بادشاہ غیر مذاہب رعایا پر طرح طرح کے مظالم توڑتے اور انہیں مسیحی مذہب قبول کر لینے پر مجبور کرتے جہاں جہاں عیسائی حکومت تھی وہاں کے مندروں اور بتخانوں کو مسمار کیا رومیوں کو سوائے اس کے کہ مسیحی دین قبول کر لیں کوئی چارہ کار نہ تھا یہودیوں پر جو جو مظالم توڑے گئے جن کو سنکر عالم انسانیت کا سینہ پھٹتا ہے بیت المقدس کو مسمار کر کے ہر طرح اس کی بے حرمتی کی گئی۔ یروشلم کے نزدیک یہودیوں کو آنے کی اجازت نہ تھی یہودیوں کو عیسائی مظالم سے پناہ لینے کی بھی کوئی جگہ نہ تھی یہودی اپنی جان بچانے کے لئے دنیا کے مختلف گوشوں میں ایسے منتشر ہوئے کہ ان کی قومیت کا شیرازہ آجتک نہ بندھ سکا الغرض عیسائی حکمرانوں نے اپنی رعایا پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔

میں اپنے ثبوت میں بیشمار تاریخی دلائل پیش کر سکتا ہوں مگر صرف مذکورہ بالا اشارات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ جو ذہنیت مسیحی دنیا کی آجتک قائم ہے وہ باوجود ادعائے تہذیب و تمدن کے وہی ہے جو زمانہ قدیم میں تھی صرف فرق ہے تو یہ کہ اس وقت ان کی ذہنیتیں بے پردہ تھیں اور آج ان پر دیدہ زیب اور پرفریب پردے پڑے ہوئے ہیں مگر حقیقت بین نگاہیں ان کے چہروں کے اصلی خد و خال کو بے روک دیکھ سکتی ہیں۔

جو مظالم عیسائی حکومتوں نے اپنی رعایا پر کئے ہیں خود عیسائی مورخین کو ان کا اعتراف ہے جو ظالم مورخین مسیحیوں کی عیب پوشی کرتے کرتے نہ تھکتے تھے بالآخر انھیں بھی اپنی قوم کے جور ظلم تسلیم ہی کرنا پڑے ہیں جن کا چھپانا ان کی طاقت و امکان سے باہر ہے فاضل اجل ڈریپر لکھتا ہے کہ

"اس وقت مذہبی لوگوں کی عام رائے یہی تھی کہ لوگوں کو انہیں باتوں پر ایمان رکھنے کے لئے مجبور کرنا جائز ہے جن پر گرجہ کبیرہ ایمان لا چکا تھا اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے سزا دینا درست ہے"

نیز ایک محقق اور انصاف پسند انگریز جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب "ایالوجی فار محمد اینڈ قرآن" میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے الزامی جواب میں ایسے ایسے خونی واقعات اور زہرہ گداز مظالم بیان کئے ہیں جن کو دیکھکر بدن کے رونگٹے . . . . کھڑے ہوتے ہیں اور افسوس ہے ان مورخین کی ستم ظریفی پر بے اختیار ہنسی آتی ہے جو خود بڑے پارسا اور رحم دل بنتے ہیں اور مسلمانوں کو ظالم اور وحشی قرار دیتے ہیں عجب ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ دوسروں کی آنکھ کی کنکر نکالتے پھرتے ہیں مگر خود ان کی آنکھوں میں جو بڑے بڑے شہتیر اڑے ہوئے ہیں ان پر نظر نہیں سچ کہا ہے کسی نے

اپنے عیبوں کی نہ کچھ فکر ہے سنے پڑا ہے غلط الزام یہ اوروں پہ لگا رکھا ہے
یہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

ہندوستانی ذہنیت

اب ہمارے ملکی بھائی ہندوستانیوں کی ذہنیت اور ان کے مذہبی احکام بھی سن لئے جائیں :۔

"جو شخص وید اور وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بےعزتی کرتا ہے اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات برادری اور ملک سے باہر نکال دینا چاہئے (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۵۹)

اے جاہ و جلال والے راجہ پرش آپ وید کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اس کو اس طرح خشک لکڑی کی طرح جلا ڈالیں (یجروید ۲۸/۱)

ان پانچوں حوالوں سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ویدوں کے کس قدر سخت اور ظالمانہ احکامات ہیں اور ان سے ویدوں کے متبعین میں کس قسم کی ذہنیت پیدا ہو سکتی ہے اب انصاف شرط ہے کہ اگر ان احکام کی حکومت ہو تو اس وقت عام رعایا کی کیا حالت ہو۔

الغرض اس وقت کی تمام اقوام اور مذاہب کی ذہنیت اور مذہبی حکومتوں کا یہی طرز عمل تھا کہ مخالف خیالات کے لوگوں کو جبراً اپنا ہمخیال بنا لیا جائے اور جو نہ بنے اسے سخت سے سخت سزا دی جائے مگر قربان اس رحمۃ للعالمین آمنہ کے لال کے کہ اس نے آتے ہی جابرانہ قوانین کو منسوخ کر ڈالا۔ قوموں اور جماعتوں کو خیالات کی آزادی بخشی اور مخالفین، دشمنوں اور غیر مذاہب والوں سے خود بھی رواداری برتاؤ کئے اور اپنی امت کو بھی پرزور ہدایت فرمائی کہ نہ خود بھی آزاد رہیں اور دوسروں کو بھی آزادی دیں یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ بلکہ دور رہ رہ قوموں اور جماعتوں کی مذہبی آزادی کے لئے دنیا سے لڑ پڑیں اور ہر طرح انسانیت کا احترام اور حفاظت کریں۔

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے

تبلیغ کے معنے ہیں اور پہنچانا یعنی اپنے مذہب کو دیگر اقوام و ملل کے سامنے پیش کرنا اور اس کی دعوت دینا اور ان کو اپنے مذہب میں شامل کرنا اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہے۔

اسلام کے سوا جس قدر مذاہب ہیں وہ اپنے تبلیغی ہونے کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہیں بلکہ ان کی تعلیم اور ان کے بانیوں کی زندگی اور طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب نے نہ اپنے تبلیغی ہونے کا دعویٰ کیا نہ ان کے متبعین ہی نے کبھی اپنے مذہب کو تبلیغی بتلایا اور نہ ہی اُن کے بانیوں کی زندگی سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کبھی تبلیغ اور اپنی امت کو اس کام کے لئے مامور کیا۔

کسی مذہب کے تبلیغی ہونے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے اول تو یہ کہ خود اس مذہب نے تبلیغی ہونے کا دعوےٰ کیا ہو اور دوسرے اس کے ہادی اور داعی نے اس حکم کی تعمیل کر کے اپنے متبعین کے لئے کوئی عملی نمونہ چھوڑا ہو اور انہی دو امور کا ثبوت دیگر مذاہب پیش کرنے سے قاصر ہیں تفصیل کا موقعہ نہیں ورنہ میں دکھلاتا کہ مذاہب اور ان کے داعیوں نے غیر قوموں کو دعوت دینے اور غیروں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے سے روکا ہے لہذا بلا خوف و تردید کہا جا سکتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک تبلیغی مذہب ہے مذکورہ بالا دو امور کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

جس وقت حضرت محمد رسول اللہ کو منصب نبوت تفویض ہوا اور آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے اسلام کی پاک و صاف توحید اور پیغام خداوندی دوسروں تک پہنچا دینے کا یہ حکم نازل ہوا وَ اَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ یعنی اپنے گھر والوں کو ڈراؤ۔

آیت بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ وہ اصلاح اپنے گھر سے شروع کریں اور جو لوگ ان کے نزدیکی قرابتدار ہیں ان کو تبلیغ کریں۔

(۲) لِتُنذِرَ اُمَّ الْقُرىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا گھر والوں کے بعد خاص شہر کے باشندوں اور اس کے اطراف و نواح کے باشندوں کا نمبر آتا ہے لہذا اس آیت میں یہی حکم ہے کہ تبلیغ کا دائرہ مکہ اور اس کے اطراف تک پھیلا دو

(۳) لِاُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ اس آیت میں حاضرین سے لیکر غائبین تک تبلیغ کے پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۴) اِنَّمَا عَلٰى رَسُولِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ یعنی رسول کا فرض یہی ہے کہ وہ تبلیغ کو روشن اور واضح طریق سے عام کرے۔

(۵) هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ یعنی یہ قرآن جملہ نوع انسان کے لئے ہے یا یہ کہ اس کی دعوت بنی نوع انسان کے لئے عام ہے۔

ان احکام کی تعمیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی نبوت سے ہی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا اور اس کام میں جس قدر سختیاں آپ نے برداشت کیں وہ حیطہ امکان سے باہر ہیں آپ نے عرب کے گوشہ گوشہ میں اپنی صدا کو پہنچا دیا عرب کی کوئی جگہ کوئی آبادی اور کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس میں توحید و رسالت کی منادی نہ کر دی گئی ہو۔ آپ منڈیوں، میلوں اور اجتماعوں

پہنچے اور پیغام ربانی لوگوں کو سناتے آشنا اور ناآشنا ہر ایک کو عبودیت کے حقوق اور فرائض یاد دلاتے خانہ بدوشوں کا پتہ لگاتے وہاں پہنچتے اور تبلیغ فرمایا کرتے۔ کوہستانی آبادی کو بھی دعوت الی اللہ پہنچانے کے بغیر نہیں چھوڑا ارکان اسلام سے روشناس کرانے کے لئے حضور نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا غرض خاتم الانبیاء کی صدائے حق اور ملکوتی قوت سے کوہ صفا کی چوٹی مبنی کے بلند میدانوں بطحا کے نشیبوں اور عرب کی وادیوں میں گونج اٹھی اور خاک عرب کا ذرہ ذرہ پیغام حق سے آشنا ہوگیا۔

مدینہ کی زندگی اور تبلیغ

جب حضور سراپا نور مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں پہنچے تو سب سے پہلے آپ نے یہودیوں اور مسلمانوں کے تعلقات مستحکم بنانے کی کوشش کی۔ مکہ کی زندگی تبلیغی تھی وہاں دشمنوں نے سختیوں تکلیفوں اور اذیتوں نے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ آپ تنظیم ملت کی طرف بھی متوجہ ہوتے۔ اب یہاں مدینہ میں پہنچکر جب آپ کو ذرا اطمینان نصیب ہوا تو آپ تنظیمات کی طرف متوجہ ہوئے اور جب صلح حدیبیہ کے بعد آپ کو مزید اطمینان ہوا تو اب وقت آیا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا کے کانوں میں پہنچایا جائے اور یہیں سے آپ نے سلاطین کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔

عرب کے یہودیوں کو فرمان آزادی

جو سند حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے یہودیوں کو عطا فرمائی بقول سر ولیم میور وہ ان شرائط پر مبنی تھی۔ "یہودیوں کی مدد و اعانت کی جائیگی ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائیگا اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کو مدد دی جائیگی یہودی اپنے مذہب پر قائم رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب پر اور اگر کوئی حملہ کرے گا تو وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے" (لائف آف محمد صفحہ ۱۹۲)

حضور نے اہالیان مدینہ کو جس میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی بھی تھے مشرک اور بت پرست بھی امن و آزادی کا فرمان بایں الفاظ عطا فرمایا جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں تحریر ہے۔

(۲) یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ قریش ہوں یا اہل یثرب اور سب لوگوں کو خواہ وہ کسی مذہب اور کسی قوم کے ہوں جنہوں نے مسلمانوں سے صلح اور آشتی رکھی ہے لکھدیا ہے کہ صلح اور جنگ کی حالت سب مسلمانوں کے لئے عام ہوگی اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ برادران اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کرے یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تمام اذیتوں اور ذلتوں سے بچائے جائینگے اور ہماری امت کے ساتھ مساوی حقوق انکو ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہیں گے یہودان بنی عوف بنی نجار بنی حارث بنی جشم بنی ثعلبہ بنی اوس اور سب ساکنان یثرب مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک قوم سمجھی جائیگی اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو ویسی ہی آزادی سے بجا لائینگے جیسے مسلمان اپنے امور دینی کو ادا کرتے ہیں یہود کی حفاظت اور حمایت ان یہود کو بھی جو لوگ ان یا موالات سے وابستگی رکھتے ہیں ان کو بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہے گی یہود مسلمانوں کی شرکت یثرب و مدینہ کے بچانے میں کریں گے اور تمام وہ لوگ جو اس فرمان کو قبول کریں گے یثرب میں محفوظ اور مامون رہیں گے مسلمان اور یہود کے دوست تابت نکا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جائے گا جیسا کہ خود یہود کا سب سے مسلمان اس شخص سے بیزار رہیں گے جو کسی گناہ یا ظلم نا اتفاقی یا بغاوت کا مرتکب ہوگا اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کرے گا گو وہ کیسا ہی قریبی اور عزیز ہو آئندہ جو تنازعات ان لوگوں میں ہوں گے جو اس فرمان کو قبول کرتے ہیں ان کا فیصلہ خداوند عالم کے حکم کے مطابق رسول اللہ فرمائیں گے۔

بنی ضمرہ کو امن و آزادی کا پروانہ

حضور نے جو معاہدہ بنو ضمرہ سے کیا وہ حسب ذیل ہے:۔

"یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر ہے جو بنی ضمرہ کے لئے ان لوگوں کا جان اور مال محفوظ رہے گا اور جو شخص ان پر حملہ کرے گا اس کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جائیگی بجز اس صورت کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ میں لڑیں اور پیغمبر جب ان کو مدد کے لئے بلائینگے تو یہ لوگ مدد کو آئینگے"

بنو مدلج سے امن و آزادی کا معاہدہ

بنو مدلج چونکہ بنو ضمرہ کے حلیف اور ساتھی تھے اس لئے ان سے بھی حضرت نبی کریم نے انہی لفظوں میں معاہدہ فرمایا کہ:۔

"یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر ہے بنو مدلج کے ان لوگوں کا جان اور مال محفوظ رہے گا اور جو شخص ان پر حملہ کرے گا اس کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جائیگی۔ بجز اس صورت کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ میں لڑیں اور پیغمبر جب ان کو مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ مدد کو آئیں گے۔

یوحنا بن روبہ حاکم ایلہ کو امن و آزادی کا فرمان

جب یوحنا بن روبہ والی ایلہ تین سو آدمیوں کو ساتھ لئے مقام تبوک حضور کے پاس حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کرکے صلح کا عریضہ پیش کیا تو اس وقت حضور نے بایں الفاظ نامۂ امن عطا کیا۔

"یہ امن نامہ ہے اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یوحنا بن روبہ اور ساکنان ایلہ کے پادریوں اور باقی لوگوں کے لئے جو خشکی اور تری میں ہوں وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہیں اس عہد نامہ کے بعد اگر کوئی شخص کوئی نئی بات کا مرتکب ہوگا یعنی عہد توڑے گا تو اس کے مال و جان خطرہ میں پڑ جائینگے اور ان کو کسی پانی کے چشمہ پر جس پر کہ وہ وارد ہوں یا کسی راستہ خشکی اور تری سے جس پر وہ چلنا چاہیں روک ٹوک ہوگی یہ عہدنامہ جہیم ابن الصلت اور شرجیل ابن حسنہ نے حضور کے حکم سے تحریر کیا اور روبہ والوں کے حوالہ کیا گیا"

اہل جربہ و اذرح کو امن و امان کا فرمان

اہل جربہ اور اذرح بھی وفد کی صورت میں حضرت کے پاس مقام تبوک

حاضر ہو کر امن و صلح کے خواستگار ہوئے چنانچہ انھیں بھی حضور انور نے مندرجہ ذیل امان نامہ عطا فرمایا:-

۶۔ یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو اللہ کا نبی اور رسول ہے اہل جربا اور اذرح کے نام (کیونکہ) وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان اور پناہ میں آئے اور سال بعد ہر ایک ماہ رجب میں وہ ایک سو دینار (جو مسلمانوں کے لئے طیب ہے) ادا کرینگے اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے احسان اور ہمدردی کا اظہار کرینگے اور اگر کوئی مسلمان کسی خوف اور گھبراہٹ کے وقت ان کے پاس پناہ لیگا تو اس کی مدد کرینگے۔

منذر بن ساری کے نام یہود و مجوس کیلئے آزادی کا پروانہ

حضرت نبی کریم صلعم نے جہاں دوسرے والیان ملک کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے وہاں ایک خط منذر بن ساری کو بھی علاء بن حضرمی کے ہاتھ بھیجا تھا جس کا جواب اس کی طرف سے یہ آیا کہ:-

"یا رسول اللہ میں نے آپ کا خط باشندگان بحرین کو سنایا بعض نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں داخل ہوئے اور بعض نے اس کو ناپسند کیا میرے ملک میں یہود اور مجوس ہیں آپ ان کی نسبت کیا حکم فرماتے ہیں"

حضور علیہ السلام نے جواباً لکھوا بھیجا کہ:-

"محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے منذر بن ساری کے نام سلام علیک میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہی معبود ہے اور محمد اس کا رسول ہے لیکن تجھ کو خدائے عز و جل کی یاد دلاتا ہوں اب جو میری بات قبول کرے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو میرے رسولوں (مبلغوں) کی اطاعت اور ان کے حکموں کی تعمیل کرے گا وہ گویا میری اطاعت کرے گا جو ان سے اچھا سلوک کریگا وہ مجھ سے ہی نیک سلوک کرے گا ہمارے قاصدوں نے تمہاری نسبت اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میں نے تمہاری قوم کی تمہاری نسبت سفارش کی ہے جو لوگ ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ان کو اسلامی حالت پر رہنے دو اور جنہوں نے نہیں مانا ان کو میں نے معاف کیا ہے تم بھی ان کو معاف کر دو اور جب تک اپنا کام (عدل و انصاف) اچھا کرتے رہو گے معزول نہیں کئے جاؤ گے اور جو لوگ یہودیت اور مجوسیت پر قائم ہیں (وہ) اس پر قائم رہیں مگر ان سے جزیہ لیا جائے"

حارث بن عبد کلال وغیرہ کو حمیر کے یہود و نصاری کیمتعلق مذہبی آزادی

جب حضور انور کو واپسی تبوک کے موقع پر ایک قاصد کی زبانی معلوم ہوا کہ حارث بن عبد عبد کلال وغیرہ والئے حمیر مسلمان ہو گئے تو انھیں حضور نے ایک مکتوب بھیجا جس میں یہود و نصاری کے متعلق لکھا تھا کہ:-

"اگر کوئی یہودی یا نصرانی مسلمان ہو جائے اس کے لئے بھی وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور جو اپنی یہودیت اور نصرانیت پر جلے رہے اس کو اس کے دین سے پھیرنے پر مجبور نہ کیا جائے اور ایسے لوگ خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام مرد ہوں یا عورت ان سے ایک دینار جزیہ لیا جائے یا اس کے موافق کوئی چیز یا کپڑا بس جو جزیہ ادا کرے گا وہ خدا اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے اور جو ادا نہ کرے گا وہ خدا اور اس کے رسول کا دشمن سمجھا جائے گا"

نجران کے عیسائیوں سے امن اور مذہبی آزادی کا معاہدہ

جو وفد نجران کے پادریوں کا مدینہ میں حاضر ہوا تھا ان سے حضور علیہ السلام کا جو معاہدہ ہوا اس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا:-

"نجران والوں کو خدا اور محمد رسول اللہ کی حفاظت حاصل ہو گی جان اور مذہب اور زمین اور جائداد کے متعلق ان سب کو جو حاضر یا غائب ہیں صاحب قبلہ ہیں یا اتباع کرنے والے ہیں ان کی حالت میں اور حقوق میں کوئی تغیر نہ کیا جائیگا اور جو کچھ کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اسے نہ بدلا جائے گا پچھلے زمانہ کے شبہات یا قتل کے جھگڑے ان پر نہ چلائے جائینگے وہ بیگار میں نہ پکڑے جاویں گے ان کے علاقہ سے فوج عبور نہ کریگی"

نجران والوں کو دوسرا فرمان

چند روز کے بعد ایک اور بھی فرمان نجران کے پادریوں کو عطا ہوا تھا جس کے الفاظ بقول سر ولیم میور یہ تھے:-

"پیغمبر نے لشپوں پادریوں اور راہبوں کو یہ تحریر دی کہ ان کے گرجاؤں عبادات اور خانقاہوں میں ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے خدا اور اس کے رسول نے یہ عہد کیا ہے کہ نہ تو کوئی بشپ اپنے عہدے سے اور نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے خارج کیا جائے اور نہ ان کے اختیارات حقوق اور معمول میں کسی قسم کا تغیر ہونے پائے اور جب تک وہ امن و صلح اور سچائی کے ساتھ ہیں نہ ان پر جبر و تعدی کی جائے اور نہ وہ کسی پر جبر یا زیادتی کریں"

تمام عیسائیوں کیلئے فرمان آزادی مذہب

نجران کے عیسائیوں کو جو فرمان ملا وہ تو صرف انہی تک محدود تھا مگر بعد میں حضور نے تمام عیسائیوں کے لئے آزادی کا پروانہ لکھدیا اور اپنے متبعین کو تاکید کی کہ اسکی تعمیل قیامت تک کی جائے اور کبھی بھول کر بھی اس سے انحراف نہ کیا جائے فرمان نبوی کا ترجمہ یہ ہے:-

"یہ عہد نامہ ہے جسے محمد بن عبداللہ رسول اللہ بشیر و نذیر اور اس کے امین نے لکھا ہے تاکہ اس کے بعد لوگوں کا کوئی عذر و بہانہ باقی نہ رہے اس عہدنامہ کو میں نے مشرق و مغرب کے نزدیک و دور والوں اور بعد کے عیسائیوں اور ملک عرب اور غیر عرب معروف و غیر معروف نصاری کے واسطے لکھا ہے مسلمانوں میں سے جس نے بھی اس عہد کو توڑا اور اس سے تجاوز کیا وہ خدا تعالی کے حضور عہد شکن ٹھیرے گا اور اپنے وثیقہ کا خود ناقض ہوگا اور وہ خدا کی لعنت کا سزاوار بنے گا خواہ کوئی بادشاہ ہو یا رعیت۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب یا سیاح وغیرہ پہاڑ جنگل آبادی صحرا اور ریگستان اور عبادتگاہ میں حمایت کا خواستگار ہوگا تو میں اپنے

اعوان و انصار و اہل ملت و تابعداروں کے ان کی حمایت کے لئے ان کے دشمنوں کو ہٹاؤں گا اور مدافعت کروں گا کیونکہ وہ میری رعیت اور میرے اہل ذمہ ہیں یعنی میرے وعدہ پر ہیں اور میں دشمنوں کی ایذا و ضرر اور تکلیف معاہدہ والوں سے اس مالیت (جزیہ) کے بدلہ رفع کروں گا جس کی ادائیگی کا انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر ان کی مرضی ہو کہ وہ اپنے وجود و اموال کی خود حفاظت و نگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر و اکراہ نہ کیا جاوے کسی اسقف کو اس کے عہدہ اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے اور کسی عابد کو اس کی عبادتگاہ سے اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جاوے ان کا کوئی گرجا و عبادتگاہ ویران و منہدم نہ کیا جاوے ان کے گرجوں کے مال میں سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں داخل نہ کی جاوے جس نے ایسا کام کیا اس نے خدا اور رسول سے وعدہ شکنی کی اور راہبوں و بشپوں پر کوئی جزیہ و تاوان نہ رکھا جائے اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں خواہ جنوب میں ہوں یا شمال میں میں ان کے لئے اس عہد کا ذمہ دار ہوں اور وہ عیسائی میرے ذمہ اور میرے وعدہ و امن پر ہیں اور وہ ساری مکروہات سے امان میں ہیں اور جو انسان پہاڑوں و در امکنہ متبرکہ میں عبادت کے لئے گوشہ گزین ہوں جو کچھ بو تے ہیں اس کا ان سے خراج اور عشر نہ لیا جائے اور غلہ کی کمی پر ان کی امداد کا ذمہ نہیں۔ جنگ میں نکلنے کی تکلیف ان پر لازم نہ ٹھیرائی جائے اور نہ ان سے جزیہ لیا جائے خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر سے بارہ درہم سالانہ سے زیادہ نہ لیا جاوے اور کسی کو جور و ظلم سے حصول مالگذاری پر متکلف نہ کیا جاوے کوئی مذہبی مباحثہ و مجادلہ پیش آئے تو ان سے حسن اخلاق و تہذیب کلام سے پیش آنا چاہیئے اور وہ جہاں ہوں رحمت کا بازو ان پر مبسوط رہے (یعنی رحمت کا سایہ ان پر رہے) اور ایذا ان سے رفع کی جاوے اور جس نے خدا کا وعدہ توڑا اور اس کی ضد پر کھڑا ہوا اس نے خدا و رسول کی وعدہ شکنی کی ان کے عبادتخانے مکانات کی مرمت کرنے کے لئے ان کو امداد دی جائے اور یہ بات وعدہ لینا ان کے دین میں جائز ہے اور ان میں سے کسی پر آلات حرب کا رکھنا لازم نہ ٹھیرایا جائے بلکہ مسلمان ان کی حفاظت کریں گے اور اس عہد کی خلاف ورزی قیامت تک نہو۔"

حضرت نبی کریم صلعم کا پروانہ آزادی ایران کے پارسیوں کو

اب ہم ایک ایسا فرمان نقل کرتے ہیں جو حضور صلعم نے پارسیوں کو عطا کیا جس میں نہ صرف فرخ بن شخصان کو (جس کے نام وہ فرمان ہے) ہر قسم کی مذہبی آزادی بخشی بلکہ اسکے ذریعہ تمام زرتشتیوں کو ان کے جائز حقوق اور خیالات کی آزادی عطا فرمائی۔

ہر چند کہ اس فرمان کی نقل کسی اسلامی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذری لیکن چونکہ اس فرمان کو شایع کرنے والے خود پارسی ہیں اور وہی اس کی صحت پر مصر ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ اس کی ایک پرانی نقل ایران میں ابھی تک محفوظ ہے اور بقول مسٹر نریمان پارسی وہ ایران کے پارسی بعض یورپین سیاحوں کو بھی اسی مضمون کا فرمان دکھلاتے رہے ہیں اور یہ فرمان حکام کی زیادتیوں سے پارسیوں کو بہت کچھ محفوظ و مامون رکھنے کا باعث ثابت ہوتا رہا ہے۔

اس لئے ذیل میں اس کے بعض فقرات درج کئے دیتے ہیں امید ہے کہ انھیں دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائے گا:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنام فرخ بن شخصان برادر سلمان (رضی اللہ عنہ) اور اس کے اہل خاندان اور اولاد کے لئے جو دنیا میں زندہ ہیں خواہ وہ مسلمان ہو جائیں یا اپنے دین پر قائم رہیں۔ یہ میرا مکتوب (فرخ بن شخصان) کے لئے خدا کی حفاظت ہے نیز اس کی اولاد کے لئے ان کی جانوں کے متعلق جہاں کہیں وہ رہیں میدان میں یا جبل پر اور جو کنوئیں اور چراگاہیں ان کے قبضہ میں ہیں ان پر انھیں آزادی حاصل رہے گی ان کے ساتھ نہ بے انصافی ہونی چاہیئے اور نہ ظلم اور جن لوگوں کے روبرو میرا یہ مکتوب پڑھا جائے انھیں چاہیئے کہ ان کی (یعنی فرخ بن شخصان اور ان کی اولاد کی) حفاظت کرے انھیں آزاد رہنے دے اور دوسروں کو بھی انھیں نقصان نہ پہنچانے دے اور توہین یا تشدد کے ذریعہ ان سے عداوت ظاہر نہ کرے میں ان مخصوص سر منڈانے اور زنار پہننے سے درگذر کرتا ہوں اور ادائیگی ٹیکس بھی تا یوم حشر و نشر مع دیگر قیود و مکلفات کے معاف کرتا ہوں وہ بالکل آزادی سے اپنے آتشکدوں پر اور ان کے متعلق زمین اور دوسری املاک ملحقہ پر قابض رہیں گے ان کو لباس فاخرہ استعمال، رکاب، تعمیر عمارات، اصطبل، جنازوں کے لیجانے اور ہر اس کام کے کرنے سے جس کے لئے ان کا مذہب اجازت دیتا ہو کوئی شخص نہیں روک سکتا ان کے ساتھ ہر (غیر مسلم) ذمی سے زیادہ بہتر برتاؤ کیا جاوے کسی کو میری اس وصیت (تاکیدی حکم) کی جو میرے سلمان کے ہم مذہبوں اور ان کی آنے والی نسلوں کی آزادی اور حفاظت کے لئے کی ہے مخالفت نہ کرنی چاہیئے۔ بلا لحاظ اس کے کہ وہ اسلام لاتے ہیں یا اپنے قدیم دین پر رہتے ہیں جو شخص میرے اس حکم کی اطاعت کرے گا اس پر خدا کی کرم ہوگا لیکن جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ یوم قیامت تک لعنتی رہے گا جس نے ان کے ساتھ کرم کیا اس نے میرے ساتھ کرم کیا اور ایسے شخص کو امر سے اجر حاصل ہوگا اور جو انھیں ستاتا ہے میں یوم قیامت تک اس کا دشمن رہوں گا۔ اس کی سزا نار جحیم ہے اور میں اس کی شفاعت سے بری ہوں"

مذکورہ بالا فرمان اور معاہدات کو مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہر انصاف پسند اور حق جو انسان بصدق دل یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ واقعی دنیا کے محسن اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کا ہی فیضان عام اور احسان عظیم ہے کہ آپ نے ایسے وقت میں جبکہ ہر انسانیت «حکومت» کے پنجہ میں پھنسی ہوئی تھی ان کو پنجہ اقتدار سے رہائی دلائی حقوق انسانی کی حفاظت و صیانت کی اور دنیا میں اس آزادی اور رواداری کی ان مثال قائم کی جس پر آج مہذب قومیں چل رہی ہیں اور جس سے اثر پذیر ہو کر دنیا کی تمام قوموں میں مذہبی آزادی

اور خیالات کی آزادی کا جذبہ پایا جاتا ہے اس بزرگ و برتر انسان کی سعی اور اسوۂ حسنہ کی شکرگذاری سے دنیا کی قومیں قیامت تک عہدہ برآ نہیں ہوسکتیں۔

کیا اب بھی کسی حق پسند انسان کو اس میں کلام ہوسکتا ہے کہ دنیا بھر کے بڑے بڑے مذاہب اپنی ترقی و اشاعت کے لئے ذی مقدرت سلاطین اور فرمانروایان ملک کی اعانت و خیانت کے محتاج رہے مگر صرف اسلام ہی ایک ایسا عقول و افہام انسانی کو مسخر کرنے والا مذہب ہے جو اپنے قلبی اثر اور سیدھے سادے اصولوں کے بل بوتے پر کامیاب اور اشاعت پذیر ہوا اور دیگر مذاہب نے اپنی اپنی حکومت کے ذریعہ صرف جسموں پر قبضہ حاصل کیا مگر اسلام نے اپنی روحانیت سے روحوں کو مطیع و مسخر کیا۔

ایسے پاک مذہب کی نسبت جبر و اکراہ کا الزام لگانا اور مقدس بانئے اسلام صلعم کی سیرت کو توڑ مروڑ کر پبلک میں پیش کرنا اور اتہامات لگانا اگر انتہائی ظلم، نا انصافی اندھاپن اور کمینہ پن نہیں تو اور کیا ہے۔

ان معاہدات کی موجودگی اور روشن و درخشاں تاریخی حقائق کے ہوتے ہوئے دنیا کا کونسا دشمن حق انسان ہے جو پھر بھی اس کریم النفس ہستی پر ظلم و جبر کا الزام لگائے اور اگر کوئی تعصب و عناد سے ایسا کرتا ہے تو آفتاب پر تھوکتا ہے جو اس کے منہ پر پڑے گا۔

کوئی ہے میدان حق و صداقت کا شہسوار اور بانیٔ اسلام پر ظلم و جور کا الزام لگانے والا متعصب انسان جو ان حقائق کو جھٹلا سکے یا اپنے ہادی اور بانی مذہب کی سوانح حیات سے ایک بھی اس قسم کا معاہدہ اور حسن و سلوک کی نظیر دکھا سکے۔

بانئے اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے جو سلوک اپنے دشمنوں اور غیر مذاہب والوں سے کئے اور صاحب اقتدار ہوتے باوجود ان کی شدید مخالفت اور قتل و مظالم کی ابتدا کرنے کے جو فرامین امن و آزادی ان کو مرحمت فرمائے ان کی نظیر زمانہ قدیم میں تو کیا تھی اب اس تہذیب و شائستگی کے زمانہ میں بھی اس کی نظیر نہیں مل سکتی قسم خدا کی زمانہ اس خلق و مروت کی نظیر نہ پیش کرسکا ہے اور نہ آیندہ کرسکے گا بیا تو دنیا کے محسن اعظم رحمۃ للعالمین کی ہی ذات ستودہ صفات سے مخصوص ہے پس کیا ہمارے برادران وطن کا یہ فرض نہیں کہ وہ ان تاریخی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے یورپین مورخین اور حق و صداقت کے دشمنوں کے بچھائے ہوئے جال میں نہ پھنسیں ان کی فتنہ انگیز باتوں پر کان نہ دھریں اور بانئے اسلام کی نسبت بہتان طرازی اور انصاف سوزی سے باز آجائیں تاکہ امن و اتحاد کی فضا پیدا ہوجائے اور ہندو مسلمان امن و سلوک کے ساتھ مادر وطن کی خدمت کریں اور غلامی سے نجات حاصل ہو۔

اے خدائے قدوس ہمارے برادران وطن کو توفیق دے کہ وہ حق و صداقت کو سمجھ لیں میرے پیارے حبیب کی حیات طیبہ کے روشن و درخشاں المنٹ نقوش دیکھیں اور مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈا میں آکر اشتعال انگیزی کرکے ہندوستان کو جہنم کدہ نہ بنائیں تاکہ تیری ۳۲ کروڑ مخلوق غلامی کے عذاب سے نجات پائے۔

آمین یا رب العالمین

جب سب طرف سے مایوسی ہوجائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہوجائیں، انسانی تنگ دود مجبور ہوکر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوجائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام **اوراد و ظائف** ہے یہی دنیاوی تسکین کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقراء کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت سے ہے اور ان ہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچتی ہے ان میں علی الخصوص **حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ** کے اوراد و ظائف بہت ہی مجرب ہیں اور اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ صاحب کا کہ انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کردیا عرشی شاہ صاحب کو یہ گنجینہ معرفت اسی سلسلہ سے ملا ہے اور اسی سلسلہ سے آپ کو اجازت ہے۔

عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از سید حمزہ صاحب از حضرت سید امیر علی صاحب از حضرت سید ذریب علی صاحب از حضرت سید باز علی صاحب از حضرت سید شہاب الدین صاحب از حضرت فتح محمد صاحب از حضرت سید نامی احمد شاہ ثانی از حضرت سید عبد العزیز صاحب از حضرت شاہ عبد الکبیر صاحب از حضرت سیدنا مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد و ظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے۔**

مختصر فہرست اوراد و ظائف ذیل ہے: محبت الٰہی۔ محبت رسول۔ ایمان کی حفاظت۔ گناہوں کی معافی۔ عذاب قبر سے نجات۔ شیطان کو مغلوب کرنا۔ صلوۃ التسبیح تسخیر و محبت۔ استخارہ ہر حاجت پوری ہو۔ دشمن کو مغلوب کرنا۔ نصیبہ کی یاوری۔ قرض ادا ہونے کے لئے رزق کی کشائش اولاد ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت و تندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے مخصوص امراض کے فائدہ کے لئے سیلان۔ درد سر۔ بخار ہر قسم چیچک آشوب چشم طاعون۔ زہر کا اثر جو ہے گیدڑ کی حفاظت کے لئے نقش دو ظیفے اس کے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے دشمن کے مقہور کرنے لڑکے پیدا ہونے رکتگی رزق دور ہونے کھیتی کی حفاظت مصیبتوں سے آزادی دشمن کو برباد کرنا گم شدہ کو حاضر کرنا محبت و تسخیر پانچوں نمازوں کے وقت کے وظیفے۔ اسم اعظم کا وظیفہ۔ الغرض دنیا کے ہر کام کا وظیفہ **قیمت دس آنے**

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

حضور صلعم کی سیاسی زندگی

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری مد فیضہ)

اس مضمون کا مقصد خصوصی چونکہ اس مضمون کا مقصد اسوۂ حسنہ کی روشنی میں مسلمانوں کو سیاسیات میں حصہ لینے کی ترغیب و تحریص دلانا ہے جس کے بغیر ان کی قومی زندگی اور ترقی محال ہے ان میں سیاسی حس و شعور کو پیدا کرنا اور اسلامی نظریات سیاسیہ کی نشر و اشاعت ہے اس لئے اس سے پہلے کہ میں حضور کی سیاسی زندگی مسلمانوں کے غور و فکر کے لئے پیش کروں ایک بنیادی اور عظیم الشان غلط فہمی کا ازالہ اور اس پر متفرع چند فرضی و خلاف اسلام عقائد و خیالات کی تردید و اصلاح کر دینا ضروری ہے جس کے بغیر ناظرین اس مضمون کما حقہ استفادہ اور عبرت حاصل نہیں کر سکتے وہ گمراہ کن اور خلاف اسلام عقائد و خیالات کیا ہیں سنئے اور ذرا کان لگا کر سنئے۔

پہلی گمراہی سیاست کوئی اہم چیز نہیں پہلی اور بنیادی گمراہی گذشتہ انتہائی بدقسمتی اور تیرہ بختی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے چند خود غرض و شکم پرست غلامانہ ذہنیت رکھنے والے اور حقیقت اسلام سے بے بہرہ علماء اور مشائخ نے مسلمانوں کو یہ بات ذہن نشین کرا دی ہے کہ مذہب اور سیاست دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور سیاست کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ان کو مدت سے یہ سبق مل رہا ہے۔

مذہب کچھ اور شے ہے سیاست اور چیز

سیاسی تفوق و برتری کے حصول پر کوئی دینی یا دنیوی ترقی منحصر نہیں وہ سیاسی حقوق اور بیداری نفس کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں دنیاوی وجاہت حشمت عز و شرف اور مال و دولت کوئی چیز نہیں بلکہ اللہ نے جو عزت اسلامی دولت کی وجہ سے کافروں کے مقابلہ میں دی ہے وہی بس ہے لہٰذا ولی الحیوٰۃ الدنیا والآخرۃ کے شیریں الفاظ نعوذ باللہ محض دل بہلاوہ ہیں۔

حکومت و سلطنت کے حصول کے لئے خدا کی طرف سے کوئی شرط و قید نہیں بلکہ وہ جس کو چاہتا ہے بلا استحقاق اپنے فضل و کرم سے ایک سے چھین کر دوسرے کو بادشاہی دیتا ہے مگر مسلمانوں کو دنیاوی بادشاہی کی ضرورت بھی نہیں جب خدا ہی کو منظور ہوگا تو وہ ان کو تخت حکومت پر بٹھا دیگا ان الارض یرثہا عبادی الصالحون تو صرف تلاوت کے لئے ہے ورنہ وراثت ارض کوئی چیز نہیں۔ دنیوی ترقی علوم و فنون صنعت و تجارت اور سائنس و ایجادات تو قابل ترک بجا ہیں اور دنیا کی الائشیں ہیں ہر مسلم غیر مسلم بادشاہ مد اولی الامر ہے جس کی اطاعت فرض ہے اور اگر ضرورت پڑ جائے تو اسلامی سلطنتوں کے پرخچے اڑانے اور ان کی آزادی سلب کرنے ان کے اقتدار کا گلا گھونٹنے مسلمانوں کے سینوں میں گولیاں اتار دینے اور خدا اور رسول کے احکامات کو بالائے طاق رکھدینے اور جہاد کی آیتیں منسوخ کر دینے میں مدد دینا باطل کی قوتوں کو مستحکم کرنا اور بادشاہ وقت کو اپنے جان و مال سے مدد دینا عین مسلمانی کیا بلکہ "قطبیت" اور "پیری" ہے۔

دوسری گمراہی دین و دنیا سے علیحدہ ہیں علاوہ ازیں کچھ عقائد میں جن کی غلط تفسیر نے ان کو دین و دنیا دونوں سے کھو رکھا ہے جن میں سے چند یہ ہیں قسمت کے سامنے تدبیر و ارادہ اور جد و جہد فضول و عبث ہے دنیا اور اس کی نعمتیں اور اس کی عیش و آرام سب کچھ کافروں کے لئے ہے کیونکہ آخرت میں جو ان کو دوزخ ملیگی مسلمانوں کے لئے تو صرف دریوزہ گری، فقر و فاقہ غلامی و محکومی ذلت و خواری تباہی و بے چارگی بے کسی اور گداگری کافی ہے اور ان کو صرف توکل و خدا ہی پر قناعت کئے رہنا چاہیئے اسلام خدائی مذہب ہے لہٰذا وہ اپنے دین کی خود مدد کرے گا دنیا مسلمانوں کو اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کا تماشہ دیکھتے رہنا چاہیئے کیونکہ اسلام نام ہی گوشہ نشینی اور تسبیح خوانی کا ہے آزادی کا حصول کوئی اہم اور قابل توجہ بات نہیں یہ تو انتہاں کفر کے سایہ میں ہی حاصل ہے اور ایسی کہ اگر کوئی نعوذ باللہ خدا بھی بن بیٹھے تو بسر کر جائے وہ نہیں جیسا کہ ایسی صورت ہیں جبکہ آسمان کے فرشتے اور آزادی و خیر خواہی کے انداز پیکر ہم پر حکومت کر رہے ہیں ان کی غلامی کو چھوڑ کر اسلامی حکومت میں آنا کفران نعمت کیا بلکہ کھلی گمراہی اور کفر ہے ان کے تسلط و اقتدار کی گرفت سے آزاد ہونیکی کوشش کرنا اور خدا کی حکومت کا قیام چاہنا وہ فتنہ انگیزی غداری اور ناقابل عفو جرم ہے جس کے نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرتکب ہوئے تھے اور قرآن کریم نے تو مسلمانوں میں آزادی کی اسپرٹ پیدا کر کے گوشہ نشین پیروں پر بڑا ہی ظلم کیا ہے اور غلامی کوئی چیز نہیں محض ایک فرضی اور وہمی برائی اور لعنت ہے جسکو زبردستی لعنت سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ مسلمانوں کو غلامی و محکومی کے لئے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا مسلمانوں کو غلامی پر ہی قناعت کئے رہنا چاہیئے سیاسیات سے مجتنب رہنا چاہیئے۔ اسی میں ان کی بہتری اور یہی توکل کا مفہوم ہے۔

تیسری گمراہی زندگی جہد للحیات کا نام نہیں جمود و تعطل اور غفلت و بیکاری کی زندگی بسر کرنا اور محض باتیں بناتے رہنا ہی زندگی ہے کشمکش حیات بیکار ہے مادی ساز و سامان اور طاقت و قوت ہیچ ہے خدا کی بادشاہی کا قیام ضروری نہیں امر معروف و نہی عن المنکر مسلمانوں کا فرض نہیں مسلمانوں کا وجود دنیا کے لئے امن و سلامتی کا موجب نہیں اور خدا کے قانون یعنی قرآنی قوانین کے بقا اور اجراء کے لئے مادی طاقت و قوت کا مظاہرہ لازمی نہیں صرف روحانی طاقت کافی ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ ہیں وہ گمراہ کن ہلاکت آفریں اور تباہی خیز فاسد خیالات جو مسلمانوں کے دماغوں میں بھر دیئے گئے ہیں اور ان کا بیڑہ غرق کر دیا اور جن کی طرف شروع میں توجہ دلائی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ خرابیاں آئیں کہاں

ہے جبکہ اسلام کی تعلیم صاف اور روشن تھی اور حضور کا اسوۂ حسنہ ان مفاسد کی بیخکنی کرکے صراط مستقیم اور عروج و ارتقا کی طرف رہنمائی کرنے والا تھا۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جب کوئی قوم بگڑتی ہے تو پہلے اس کے رہنما بگڑتے ہیں سو یہ ساری خرابیاں شرار العلماء اور پیران ریاکار کے زبان و قلم سے پیدا ہوئیں اگر یقین نہیں تو ہوشیارپور کے ایک پیر کا اپنے مریدوں کے نام حکم ملاحظہ ہو ان میں سے ہر گمراہ کن خیال مستقل عنوان رکھتا ہے اور اس لائق ہے کہ اس پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈال کر ہر طرح اس کی بیخکنی اور تردید بکمال دی جائے ان گمراہیوں اور بربادیوں کا محور اور مخزن صرف ایک ہی خیال ہے یعنی مذہب و سیاست کی علیحدگی اور مسلمانوں کی سیاسیات سے اجتناب۔

یہ تو اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں کہ ہر گمراہ کن خیال کی تردید کی جائے البتہ ضمناً اور اشارۃً ان کی بھی تردید کرتا جاؤں گا نکتہ شناس حقیقت بیں اور واقف حال مسلمانوں کے لئے تو صرف حضور کی سیاسی زندگی کا مختصر مطالعہ کر لینا ہی ان گمراہیوں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

اسلام سیاسی مذہب ہے

چونکہ حضور کی سیاسی زندگی پر روشنی ڈالنا ہے اس لئے سیاست کی اہمیت اور ضرورت کا ذہن نشین کرا دینا بھی ضروری ہے سو سنئے کہ قانون خواہ انسداد جرائم کے لئے ہو یا حسنات اور نیکیوں کی طرف رغبت دلانے والا اور حرص پیدا کرنے والا ہو جب تک اس کی پشت پر قوت تنفیذیہ نہ ہو اور طاقت و قوت کا مظاہرہ نہ ہو اس کے امتثال اور بجا آوری کی توقع رکھنا عبث اور بیکار ہے۔

واضع قانون اس قدر طاقت و قوت کا ضرور مالک ہونا چاہیے کہ جس کے خوف سے قانون کی خلاف ورزی نہ ہو سکے اور ساتھ ہی لطف و کرم اور شفقت و مروت بھی رکھتا ہو اور انعام و اکرام کا شوق دلانے والا ہو تاکہ عمل کرنے والوں میں عمل کا صحیح جذبہ اور قانون کی پیروی کا سچا خیال پیدا ہو سکے کیونکہ ہم کسی کے حکم کی تعمیل اور قانون کی پابندی اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ عمل کرنے والوں میں دو چیزیں ہوں خوف یا شوق۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جو خوف کے سامنے جھکتے ہیں دوسرے وہ جو شوق کے پرستار ہیں لہذا واضع قانون کے لئے ضروری ہے کہ دونوں قسم کی طبیعتوں کو ملحوظ رکھے۔

خوف کی وجہ سے جو عملی جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ اگرچہ ناقص، متزلزل عارضی اور دلوں میں شک و شبہ پیدا کرنے والا ہوتا ہے جب تک دلوں پر خوف طاری ہے عمل میں بھی رہتا ہے اور جب خوف جاتا رہتا ہے تو عمل رخصت ہو جاتا ہے اور شوق کی وجہ سے جو عمل پیدا ہوتا ہے وہ مکمل غیر متزلزل مستقل اور دلوں میں پختہ عزم و یقین پیدا کرتا ہے مگر دنیا میں ایسے لوگ بہت کم رہے ہیں اور رہیں گے جو شوق کی وجہ سے کسی قانون کی پیروی کرتے ہیں۔

تو چونکہ قانون کے ساتھ قوت تنفیذیہ کا ہونا لازمی ہے جس میں کسی عاقل کو کلام نہیں ہو سکتا تو کیا خدا کے قانون کے لئے قوت کی ضرورت نہیں اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام سیاست سے نابلد ہے اپنے متبعین کو سیاسیات سے الگ رکھنا چاہتا ہے اور یا اسلامی قانون بغیر سیاسی قوت کے قائم و برقرار رہ سکتا ہے اگر کوئی حقیقت اسلام سے ناآشنا غلامی پسند اور ننگ اسلاف مسلمان ایسا حقیقت سوز دعویٰ کرتا ہے اور یا عملاً ایسا ہی ثابت کرتا ہے تو میرے نزدیک نعوذ باللہ وہ قرآن کریم کو جھٹلاتا ہے اور یا اس کو کلام الٰہی اور قابل عمل نہیں سمجھتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جھٹلاتا ہے اور آپ کی زندگی پر پردہ ڈالتا ہے صحابۂ کرام کے طرز عمل اور زندگی سے ناآشنائے محض ہے اور اپنی عقل و فہم کو جواب دیتا ہے مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں اس قسم کا دعویٰ صریح البطلان اور تکذیب و نفی کو مستلزم ہے لہذا ڈنکے کی چوٹ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک سیاسی مذہب ہے کیونکہ قرآن کریم جو خدائی قانون ہے اس کی پشت پر قوت تنفیذیہ اور سیاسی طاقت کا ہونا لازمی ہے جس کے بغیر حدود اللہ کا قیام ناممکن ہے اور قانون شریعت ہیچ اور بیکار رہ جاتا ہے۔ یہ تو تھی عقلی دلیل اب نقلی دلائل ملاحظہ ہوں۔

اسلام کے سیاسی مذہب ہونے کے نقلی دلائل

قرآن کریم میں جہاں جہاں خلیفہ کا لفظ استعمال کیا اور جہاں نوع انسان کی خلافت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ "الارض" کا لفظ بھی ضرور آیا ہے جس سے مراد زمین میں خلافت الٰہیہ کا قیام ہے اور خلیفہ سے مراد حکمران ہے مثلاً ارشاد ہے قولہ تعالےٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ یعنی ہم نے بنی آدم کو زمین میں خلیفہ بنایا اس آیت مقدسہ میں بنی آدم کی عام خلافت کا ذکر ہے مگر ایک جگہ خاص مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض اس آیت میں عام خلافت کی تخصیص ہے یعنی اے مسلمانو ہم نے تمہاری قوم کو حکمران قوم بنایا ہے اور دوسری قومیں تمہاری محکوم ہیں اگر خلافت ارضی کے لئے صرف روحانی قوت ہی کی ضرورت ہوتی اور اسلام کا مقصود مسلمانوں کے لئے سیاسی تفوق و برتری لازمی نہ ہوتی تو زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے حکمران نظر آتے اور کسی انسان کو بھی شروع سے آخر تک بادشاہی میسر نہ آ سکتی۔

اگر اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے عالم سفلی سے تعلق رکھنا خدائی قانون کا قوت ملکی سے قیام ممکن تھا اور زمین بادشاہت کا حصول اسلامی تعلیم کا منشا نہیں تو پھر فرشتوں کی موجودگی میں ان درندوں کی ضرورت ہی کیا تھی اور پھر تو فرشتوں کا اعتراض آدم کی خلافت پر صحیح ثابت ہوگا۔

بس اگر اس آیت پر مسلمانوں کا ایمان ہے اور وہ قرآن کریم کو خدا کا کلام مانتے ہیں تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ اسلام ایک سیاسی مذہب ہے اور مسلمانوں کے لئے سیاسی تفوق و برتری ناگزیر ہے۔

مسلمانوں سے وعدۂ خلافت

خاص مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ پاک فرماتے ہیں قولہ تعالےٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی جس طرح زمین میں

ہم نے دوسرے لوگوں کو حکمران بنایا تھا اسی طرح تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے ان کو زمین کی حکمرانی عطا کی جائے گی۔

کیا زمین کی بادشاہت بغیر جدوجہد اور سیاسیات میں حصہ لئے بغیر محض روحانی قوت سے حاصل ہو سکتی ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ مسلمان مادی اسباب سے مستغنی ہیں ان کے لئے سیاسی تفوق و برتری لازمی نہیں صرف گوشہ نشینی کا نام اسلام ہے تو ایسی صورت میں یہ وعدہ خداوندی نعوذ باللہ لغو اور جھوٹا ہوا جاتا ہے حالانکہ ایسا اعتقاد کوئی مسلمان نہیں کر سکتا پس اسی سے ثابت ہوا کہ مذہبی اور سیاسی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے مذہب و سیاست لازم و ملزوم ہیں اللہ پاک مسلمانوں کو دینی اور دنیوی دونوں رفعتیں دینا چاہتے ہیں نہ کہ مسلمانوں سے فقط وعدہ حور کر کے دنیا میں ذلیل و خوار اور مادی اسباب سے کنارہ کش رہنے کی تعلیم دیکر انگریز کے بوٹ کی ٹھوکر کے لئے اس کا سر وقف کرنا چاہتے ہیں۔

اگر غلامانہ ذہنیت رکھنے والے مسلمانوں کا خیال صحیح ہے اور مسلمانوں کو سیاسیات سے مجتنب اور حصول آزادی سے باز رہنا چاہیئے انگریز کی چوکھٹ پر ہی قیامت تک سر رگڑتے رہنا چاہیئے اور نعوذ باللہ خود خدائے قدوس یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان غیر ملکی کی غلامی میں ہی رہیں جیسا کہ پنجاب کے ایک پیر گرامی کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ گورنمنٹ خدا کی رحمت کا سایہ ہے تو وہ خدا جس کے سایہ میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں ترکوں عربوں عراقیوں ایرانیوں اور مصریوں کے سینے چھلنی ہوں چترال، افغانستان اور سرحد میں اسلامی اقتدار کا گلا گھونٹ دیا گیا ہو اسلامی سلاطین کے اقتدار اور فرمانروائی کی بیخ کنی ہوتی رہے مجاہدین اسلام کے سر پر استبداد کی تلوار لٹکتی رہے کعبہ کی دیواریں تک دشمنان دین کے حملوں سے نہ بچی ہوں شراب علی الاعلان بکتی ہوں زناکاری کی عام اجازت ہو اور آسمان والے خدا کے قانون کی دھجیاں بکھر رہی ہوں تو ایسے خدا کو دور ہی سے سلام اور وہ انہی کو مبارک رہے۔ مسلمانوں کا خدا تو وہی ہے جو ان کو دین اور دنیا میں سربلند و سرفراز رکھنا چاہتا ہے جیسا اس آیت میں وعدہ کیا گیا ہے اگر حضرات لوٹبان کرام کے افکار اسلامی ذہنیت کا آئینہ ہیں تو پھر خدا کے اس وعدے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں کیا یہ صرف دل بہلاوے کیلئے ہے۔

مسلمانوں کا مقصد حیات

ارشاد باری ہے انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین دین و دنیا میں تم ہی سرفراز ہو گے اگر مومن بنا چاہو ظاہر ہے کہ آج دنیا میں کوئی قوم سرفراز نہیں ہو سکتی جب تک کہ سیاسی قوت نہ رکھے جو قوم آج بیش از بیش مادی سامان نہیں رکھتی وہ طاقتور قوموں کے مقابلہ میں اپنی قومی ہستی قائم و برقرار نہیں رکھ سکتی پس لازم آیا کہ مادہ اسباب اور سیاسی قوت کا حصول از بس ضروری ہے اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے اس دنیا میں مسلمانوں کا مقصد حیات یہ بتلایا ہے کہ وہ اعلیٰ بنکر رہیں نہ کہ غلام اور محکوم ہو کر۔

اسلام دین بھی دیتا ہے اور دنیا بھی

حضرت باری عز اسمہ اپنے کلام مبارک میں ہمیں یوں دعا کرنا سکھاتا ہے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ یعنی اے ہمارے پروردگار ہمیں دین و دنیا میں بھلائی اور کرامت و بزرگی عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ دینی و دنیوی ترقی اسلام کا منشا ہے نہ کہ صرف آخرت کی بھلائی اگر اسلام آخرت میں تو جنت دیتا ہے اور دنیا میں غلامانہ زندگی بسر کرنے غیروں کا دست نگر رہنے اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ یاب نہ ہونے کا حکم دیتا ہے اور یہ دنیا اور اس کی زیبائش و عیش و آرام صرف کافروں کے لئے ہے تو خدارا کوئی بتلائے کہ خود خدا ان کے ساتھ تمسخر اور جھوٹے وعدے کرتا ہے تاکہ وہ پستی و ذلت کے گڑھے میں گر کر اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں کوئی بتلائے تو سہی کہ آخر یہ تماشا اور عبد و معبود کی جنگ کیسی ہے کہ خدائے کریم تو ان کو دین و دنیا کی رفعتیں اور کرامتیں دیتا ہے اور عالم کے بست و کشاد اور انتظام و انصرام کی کنجیاں سپرد کرتا ہے مگر یہ نالائق سلطنت اور نااہل بندے ہیں کہ مسلمانوں کو دنیوی ترقی اور سیاسی قوت و اقتدار کے حصول سے باز رکھ کر دارین کے اقتدار کی ایک آنکھ ہی پھوڑے دے رہے ہیں اور ان کی زندگی کا ایک پہیہ توڑے دے رہے ہیں۔

تمکن فی الارض کا حصول مسلمانوں کیلئے ضروری ہے

مذکورہ بالا تینوں آیتوں سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ منشائے الٰہی اس دنیا میں یہی ہے کہ مسلمانوں کو منصب خلافت عطا کیا جائے یعنی دنیوی وجاہت و ثروت قوت استیلا اور ان اسباب کا ان کے قبضہ و اختیار میں رہنا لازمی ہے جو دوسری قوموں کو ہدایت پر رکھ سکے۔ اور قرآنی اصطلاح میں فساد فی الارض کا مرتکب نہ ہونے دے۔

نیز یہ دنیا عالم اسباب ہے قوموں کی تخریب و تعمیر عروج و زوال عزت و ذلت غرض جو کچھ بھی عالم میں ہو رہا ہے خاص قوانین کے ماتحت ہو رہا ہے اور وہ قوانین طبعی ہیں نہ کہ روحانی و ملکی سو جو قوم اس مادی عالم میں رہتے ہوئے ان قوانین کی خلاف ورزی کرتی ہے اور بغیر مادی اسباب کے اپنی بقا اور ارتقا چاہتی ہے اس کو عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے اور زیادہ دیر تک زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم کا زبردست اٹل قانون ان کو جلد ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے قوموں کے عروج و زوال کے قوانین کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے اور وہ قوانین وہی ہیں جن پر آج دنیا کی ترقی یافتہ اور پسماندہ قومیں چل رہی ہیں کاش مسلمانوں کی نظر قرآن کریم پر ہوتی اور وہ اپنی قبر آپ نہ کھودتے مگر قرآن کے اندھے مقلدوں نے تو دنیا کو اس کی طرف آنے ہی نہیں دیا قرآن کریم نے نہ صرف عروج و ارتقا کے قوانین بیان کر دیئے ہیں بلکہ ان قوانین کے علم کو ایمان اور زوال کی علامت قرار دیکر کائنات کا راز معلوم کرنے اور کائنات ارضی سے کما حقہ استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب و تحریص دلا دی اور ان علوم و فنون و سائنس و ایجادات کی بنیاد رکھ دی جن کو دنیا کی الائشیں اور نجاستیں سمجھا رہا ہے

کیا سیاسی قوت کے بغیر مسلمان زندہ رہ سکتے ہیں

عالم اسباب میں رہکر مادی بقا

اور لازمۂ حیات سے منہ موڑنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے فرض کیجئے کہ ایک قوم تو دشمن کے حملوں کی مدافعت کا پورا پورا سامان اور میدان جنگ میں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے اور ایک قوم سامان مدافعت سے بے پروا ہو کر صرف گھر کی چار دیواری میں محصور رہتی ہے قسمت پر بھروسہ کئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے بغیر کوشش و سعی کے تائید ایزدی حاصل کرنا چاہتی ہے کامیابی اور زندہ رہنے کے خواب دیکھتی ہے دشمن کے مقابلہ میں آتش فشاں توپوں کے سامنے تسبیح و مصلیٰ لیکر نکلتی ہے اور وضو کے بدھنوں سے توپوں کا منہ بند کرنا چاہتی ہے اور تعویذوں کے ذریعہ گولیوں اور سنگینوں کے نشانوں کو روکتی ہے ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں نجات اور کامیابی اول الذکر قوم کے حصہ میں آئے گی۔ نہ کہ ثانی الذکر کے۔

کاش کہ مسلمان اس حقیقت پر غور کرتے اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی کا بامعان نظر مطالعہ کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ حضور کی تمام زندگی سیاسی کشمکش اور تمدنی و خانگی الجھنوں میں گذری ہے جہاں آپ بلند پایہ خدا پرست تھے وہاں بلند پایہ دنیا دار بھی تھے آپ نے دشمنوں کا مقابلہ محض دعاؤں سے کبھی نہیں کیا جیسا کہ گوشہ نشین رہبان صفت پیرزادہ اور بزدل حجرہ نشین مولویوں کا خیال ہے کہ خدا اسلام اور مسلمانوں کی مدد آپ کرے گا یعنی وہ خود آسمان سے فرشتوں کی فوج ساتھ لیکر مسلمانوں کے دشمنوں سے مقابلہ کرے گا اور ان کو بادشاہی کے تخت پر بٹھا جائے گا اس ذلیل اور گندے عقیدے نے مسلمانوں کو نامرد اور سخت بزدل بنا دیا حالانکہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا تھا کہ ان تنصروا اللہ ینصرکم کہ اگر تم خدا کی مدد کروگے تو خدا تمہاری بھی مدد کرے گا یعنی اگر تم بھی ہاتھ پیر ہلاؤ گے اور مادی سامان فراہم کر کے خدا پر توکل کروگے نہ کہ تمام خدا پر چھوڑ کر دعا کروگے تو خدا بھی اپنی تائید و نصرت شامل حال کر دے گا لیس للانسان الا ما سعیٰ میں اسی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس دار عمل میں بغیر جد و جہد کے کوئی چیز نہیں ملتی۔

حضور نے دشمنوں کا مقابلہ ہمیشہ اپنے جاں نثار صحابہ کو لیکر میدان جنگ میں نکل کر مادی سامان سے تلواروں اور تیروں کے ذریعہ کیا ہے نیز ہمیشہ حصول مقصد کی کوشش مادی سامان سے کی ہے اور ساتھ ہی دعا بھی فرمائی ہے اگر مادی اسباب سے مستغنی ہو کر محض دعاؤں سے کامیابی ہو سکتی تو حضور سے زیادہ کون مستجاب الدعوات ہو سکتا تھا مگر حضور نے تمام عمر سیاسی و تمدنی قوانین کے اجراء و نفاذ کر کے غیر قوموں سے تعلقات قائم کر کے بادشاہوں کو دعوت اسلام دیکر اور خود بادشاہی فرما کر ثابت کر دیا کہ زندگی جد و جہد کا نام ہے اور کشمکش حیات میں حصہ لینا ناگزیر ہے قرآن پاک میں خدائے قدوس نے بھی صاف صاف زندگی اور ترقی کا پروگرام اور قانون بیان فرما دیا ہے ارشاد ہے قولہ تعالیٰ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم یعنی اے مسلمانو اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جو کچھ طاقت اور گھوڑوں کے سرحدوں پر باندھ رکھنے سے تم سے ہو سکے تیار رکھا کرو تاکہ تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو ڈرا سکو اور ان دشمنوں کے علاوہ اوروں کو بھی جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

اس آیت میں حسب ذیل امور قابل غور ہیں

(۱) دنیا میں زندہ رہنے اور دشمنوں کی دستبرد سے محفوظ رہنے کے لئے پہلے سے طاقت تیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے (۲) وہ طاقت روحانی نہیں بلکہ گھوڑوں کا ذکر کر کے بتلا دیا کہ طاقت سے مراد مادی طاقت ہے (۳) ایسی سیاسی طاقت و قوت پیدا کرنی چاہیئے کہ دشمن مقابلہ کی جرأت نہ کر سکے۔

(۴) صرف اس خیال سے کہ اب کوئی دشمن نہیں بیٹھ نہیں رہنا چاہیئے بلکہ آئندہ کے لئے اس قدر حزم و احتیاط اور دور اندیشی کی تعلیم دیگئی کہ اگر بالفعل تمہارا کوئی دشمن نہیں لیکن آئندہ کے لئے سامان مدافعت رکھو صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا کہ طاقت ہی تیار رکھو بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ اپنے اندر ولولہ ہمت و شجاعت اور جذبہ عمل بھی پیدا کرو ورنہ طاقت اور مادی سامان بیکار ہے فرمایا کہ اے ایمان والو اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو جب اللہ اور اس کا رسول تمہیں دشمن کے مقابلہ کے لئے بلائے تو اس کی آواز پر لبیک کہو معلوم ہوا کہ طاقت تیار کرنا اور اس کو کام میں لانے ہی سے مسلمان زندہ رہ سکتے ہیں کیا اب

خاموش تبلیغ

قیمت ۱۰؎

مصنفہ حضرت العلامہ مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کر چکے ہیں ہر سال سود کا کروروں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا [illegible] اور روزمرہ کے بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے

ضخامت ۲۴۴ صفحات قیمت دس آنے

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

رسول کریمؐ کے تعلقات ہمسایہ و معاہد اقوام سے

(از حضرت مولانا شریف احمد صاحب ایڈیٹر الخلیل)

اسلام دنیا کا ایک زبردست عدیم النظیر، فقید المثال اور انتہائی رفتار کا مذہب ہے اور گو اسے تمام ادیان و مذاہب پر فوقیت حاصل ہے اور اپنے اجتماعی، تمدنی، معاشرتی، سیاسی اور علمی محاسن و محامد کے اعتبار سے ارض عالم کا کوئی مسلک اور کوئی مذہب اس کی ہمسری کا ادعا نہیں کر سکتا تاہم اسلام نے دیگر مذاہب کی خوبیوں کے تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بخل سے کام نہیں لیا اور اپنے پیروؤں سے اس امر کے آرزومند رہا کہ وہ دیگر مذاہب کے بانیوں اور پیشواؤں کا احترام کریں اور ان کی پاکبازی اور راست روی کا اعتراف کریں۔ کسی مذہب کی برتری و فوقیت کے لئے یہ کتنا بلند و عظیم معیار ہے عظمت و سربلندی کا اقتضا یہی ہے کہ کسی کی تنقیص و مذمت کر کے نہ رہا جائے کہ اس سے اس کی پستی واضح ہوتی ہے بلکہ دوسروں کی خوبیوں اور بہتریوں کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے۔

قرآن کریم میں قالت النصاری لیست الیہود علی شیء وقالت الیہود لیست النصاری علی شیء وھم یتلون الکتاب کذلک قال الذین لا یعلمون مثل قولھم کے الفاظ میں یہود و نصاری دونوں کی باہمی کشمکش کو لاعلمی و جہالت پر مبنی بتایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مذہب کے پیروؤں کا دوسرے مذہب والوں کے متعلق یہ کہنا کہ ان کے مذہب میں کوئی خوبی نہیں درست نہیں کیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ اسلام دنیا میں دوسرے مذاہب کی برائیوں اور خامیوں کو ختم کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنی صداقتوں اور سچائیوں کا دنیا میں اعلان کرنے کے لئے آیا تھا اس کا مقصد ... تمام نوع انسان کو ... اس کا مقصد ... تکمیل ... جو سچائیاں تسلیم کی جائیں اور وقت و زمانہ کی مقتضیات کے مطابق ان میں جو کمی کوتاہی رہ گئی ہے اسے پورا کر دیا جائے۔

رواداری و حسن سلوک کی اساس و بنیاد

اس وقت کی حالت

اور اس دور کی پچھلی صدیوں اور تاریکیوں پر ایک نظر ڈالو اور دیکھو کہ تاریخ کے اسٹیج پر رواداری کی بجائے مذہبی تشتت و افتراق اور مذہبی برائیوں اور دشمنیوں کے سبب کیسے خوفناک مناظر پیش ہو رہے تھے اور جنگ و جدال کی آگ بھڑک رہی تھی ... کتنی تیرہ و تار آندھیاں اٹھا رکھی تھیں روم ... کے خاتمہ پر تلے ہوئے تھے عیسویت اور یہودیت میں ایک جنگ چل رہی تھی مجوسی علیحدہ اپنا ... تھے اور ایک طبقہ دوسرے طبقہ کو کھائے جاتا تھا ایک مذہب دوسرے مذہب کی برائی اور تنقیص کو ... سمجھے ہوئے تھا کہ اس دور ... کے زمانہ میں آفتاب اسلام تمام مذاہب کی خوبیوں کو تسلیم کرتا اور ان کی کوتاہیوں کی تکمیل کو پورا کرتا ہوا افق حجاز سے نئی تابندگیوں اور جدید درخشانیوں کے ساتھ طلوع ہوا اور تمام مذاہب میں پہلی مرتبہ "رواداری اور حسن سلوک" کی ایسی پختہ بنیاد رکھ دی کہ اگر سچائی و وفاداری کے ساتھ عمل کیا جاتا اور کیا جائے تو بہت سے فسادات و جنگ و جدل کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور باہمی تعلقات میں بین الاقوامی خوشگواری کے پیدا ہونے کا امکان ہے اسلام کی یہی ایک ایسی خوبی ہے جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔ اسلام کسی دوسرے مذہب کو باطل نہیں قرار دیتا کہ اس سے چڑ کر کسی مذہبی جنگ و جدال کی بنیاد ڈالے بلکہ وہ محض اپنی عالمگیر خوبیوں کے اعلان پر اکتفا کرتا ہے۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ اس نے ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کا اصول پیش کر کے اس بین الاقوامی اتحاد کے امکانات میں مزید تقویت پیدا کر دی ظاہر ہے کہ جب یہ حقیقت سامنے آ جائیگی کہ ہر قوم میں رشد و ہدایت کے لئے خدا کے برگزیدہ اور پاکباز بندے مبعوث ہوتے رہے ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہر مذہب کی بنیاد اسی کی طرف سے پڑی ہے اور سب قابل احترام ہیں اس سے بھی آگے بڑھئیے قرآن کریم کی پہلی ہی سورت میں الحمد للہ رب العالمین موجود ہے یعنی تعریف ہے اس خدا کے لئے جو تمام جہانوں اور ہر قوم کا رب ہے جب یہ امر مسلم قرار پا جائیگا کہ ہر قوم میں انبیاء پیدا ہوئے اور خدا سب ہی کی پرورش کا کفیل و ذمہ دار ہے تو ناممکن ہے کہ ایک کی طرف سے دوسرے کے قلوب میں عناد پیدا ہو اور باقی رہے اگر آج ہر مذہب اور ہر ملت کے افراد صرف اس ایک اسلامی اصول کو تسلیم کر لیں اور اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ایک آن میں بین الاقوامی تعلقات درست ہو سکتے ہیں اور تمام منافرتوں اور جھگڑوں کا سدباب ہو جاتا ہے۔

اسلام کی صداقت و حقانیت

اسلام نے تمام دیگر مذاہب کی خوبیاں

کا اعتراف کر کے یہی نہیں کہ دنیا پر اپنی عدیم المثال رواداری کی ایک بہترین اور بے مثال پیش کی ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حقانیت اور صداقت کا بھی ایک زبردست ترین ثبوت زمانہ کو فراہم کر دیا ہے۔ اسلام دوسروں کی برائی پر اپنی عظمت و بزرگی کی اساس و بنیاد قائم نہیں کرتا بلکہ وہ دیگر مذاہب کی خوبیوں کو لیتا ان کا اعتراف کرتا اور اس کے بعد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس میں دیگر مذاہب کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہونے کے ساتھ اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں اس اعلان و ادعا سے کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچنے کا امکان ہے نہ کسی شر و فساد کے پیدا ہونے کا اندیشہ آپ ہر مذہب کے لوگوں سے گفتگو کر کے دیکھ لیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ دوسرے مذہب کی خوبیوں کے کھلے اعتراف کے منافی اپنے مذہب

کی تنقیص کے لیے کے اور اگر کسی ایک خوبی کا اعتراف بھی کریں گے تو مع اس کے دیگر عیوب بھی ساتھ ہی پیش کر دیں گے۔

اسلام کی مابہ الامتیاز خوبی یہ ہے کہ اس میں تمام مذاہب کی خوبیوں کے علاوہ صد ہزار ایسی اور خوبیاں نظر آئیں گی جن کی نظیر زمانہ پیش کرنے سے قاصر رہے گا کیا یہ اسلام کی برتری کا ثبوت نہیں اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی الاعتبار اس کا مظاہرہ نہیں کیا اسلام نے دنیا میں خود ارتقا ہی تمام مذاہب والوں کو چیلنج کیا کہ اسلام ایک کامل و اکمل مذہب ہے اس کے تمام احکام فطری مقتضیات پر مبنی ہیں اگر کسی کو دعا ہے تو وہ میدان میں آئے اور اس کے کسی ایک امر ونہی پر اعتراض کرے اور اس سے بڑھ کر اپنی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کرے لیکن نہ اس وقت کوئی میدان میں نکلا اور نہ امید ہے تاقیام قیامت کوئی پیش کر سکے گا۔

تعدد ازدواج، طلاق، غض بصر وغیرہ کے احکام ایسے تھے کہ یورپ ابتدا میں انھیں محل اعتراض بناتے رہا لیکن زمانہ کی دوڑ ہاڑ کر دلوں ہی نے اس پر واضح کر دیا کہ اسلام کے اوامر ونواہی حقیقی مصالح اور فطری مقتضیات پر مبنی ہیں یہی وجہ ہے کہ یورپ ہی کی اقوام نہیں بلکہ ہندوستان کی مختلف قومیں بھی اسلامی اصول کو ایک ایک کر کے اختیار کر رہی اور اپنے مذاہب اور دیگر کے ان خاص احکام کو گلدستہ طاق نسیاں بناتی چلی جا رہی ہیں۔ رحمت طلاق، تعدد ازدواج اور مساوات کے جن اصول کا آج یورپ و ہندوستان میں چرچا ہے اور ہندوؤں میں جو بیواؤں کی شادیاں ہو رہی ہیں یہ صرف اسلامی اصول کا اعتراف حسن ہے اور بس!

معاندین و مخالفین سے حسن سلوک

عرب میں سدہا یہودی عیسائی صابی مجوسی اور مشرک قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر، بنی قینقاع، بنی توصہ قریبات، ذو العصیرہ، بنی مدلج، فزارہ، طے، اشجع، عذرہ، خولان، اطار دوس، ازد، بہرا، سلامان، غامد، بنی سعد، ثقیف، ہوازن، قریش بنی تمیم، بنی بکر، بنی خزاعہ، بنی ثعلبہ، بنی مرہ، بنی خشین، بنی قیس بجیلہ، ریان اور بنی اشجع وغیرہ آباد تھے اور ان میں سے ایک ایک حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خون کا پیاسا تھا قریب قریب سب سے جنگ ہوئی اور سب نے نقصان رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انفرادی اور اجتماعی پوزیشن ہو یا شخصی، برابر عداری رہی مسلمان جب ان کے ہاتھ پڑ جاتے بلا دریغ قتل کر دیئے جاتے لیکن حضور کریم کو جب اقتدار حاصل ہوا اور جب ان میں سے لوگ حضور کے ہاتھ پڑے آپ نے ان پر ہاتھ نہ اٹھایا اور سب کی جان بخشی کرتے رہے۔

قریش کے مظالم و شدائد حد انتہا کو پہنچ چکے تھے انہوں نے چند ماہ نہیں بلکہ پورے تین سال تک شعب ابی طالب میں آپ کو اور آپ کے خاندان کو اس طرح محصور کیا کہ ایک دانہ حرم نبوی میں نہ پہنچنے دیا گویا گونا گوں اذیتیں دیں طرح طرح کے ستم توڑے لیکن اس خلق مجسم اور سراپا رحمت نے کبھی ان کا برا نہ چاہا ان میں سے ایک شخص ہبار بن الاسود اٹھتا ہے اور شہر سے نکل کر راستہ میں حضور کریم کی صاحبزادی زینبؓ کے کجاوہ پر اس شدت سے نیزہ مارتا ہے کہ آپ مجروح ہو کر گر پڑتی ہیں اور اسی صدمہ سے ہلاک ہو جاتی ہیں ظاہر ہے کہ اس سے رسول کریم کا جگر پاش پاش ہو گیا ہو گا لیکن جب یہی قاتل مستمندانہ دربار نبوی میں پہنچتا اور معافی کا خواستگار ہوتا ہے تو آپ بڑی فراخدلی کے ساتھ اسے بخش دیتے ہیں ہبار بھی اس شان عفو و حلم کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہو جاتا ہے۔

مشہور دشمن اسلام ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بیس سال کی معاندانہ جد و جہد کے بعد قدموں پر گرتا ہے حضور کریم اسے بھی بخش دیتے ہیں۔ ہندہ وہ عورت ہے جو آپ کے محبوب چچا حمزہ کا کلیجہ چبا جاتی ہے آپ کا عضو عضو علیحدہ کرتی اور ان کا ہار بناتی ہے آپ استدعائے عفو پر اس درجہ خوفناک جرم کو نظر انداز کر کے اسے بھی معاف کر دیتے ہیں۔

دوران تعمیم میدان حدیبیہ میں عین نماز کی مصروفیت کے وقت اسی آدمی گرفتار ہوتے ہیں اس عہد کے رسم و رواج کے مطابق یہ انتہائی سزا کے مستحق تھے لیکن آپ ان کی فریاد سے متاثر ہو کر انھیں بھی آزاد کر دیتے ہیں۔ ایک عورت زینب نامی آپ کو اور تمام صحابہ کو زہر دیکر خاتمہ کر دینا چاہتی ہے راز کھل جاتا ہے اور وہ کانپتی ہوئی سامنے آکر معافی چاہتی ہے حضور کریم کی دریائے رحمت جوش میں آجاتا ہے اور اس کو آپ دامن کرم میں چھپا لیتے ہیں۔ ابو سفیان اسلام لانے سے پیشتر سرکار دو جہاں کے خطرناک دشمن تھے بدر سے فتح مکہ تک اسلام کو جتنی لڑائیاں لڑنا پڑیں آپ سب میں پیش پیش رہے لیکن جب آپ گرفتار ہو کر دربار نبوی میں پہنچتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ ان کے قاعدہ احترام کو بھی روا رکھتے ہیں محبت و عزت سے پیش آتے ہیں اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی جاتی بلکہ آپ کے مکان کے بیت الامن ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

فتح مکہ کے وقت عفو عام کے مظاہرے

حضور کریم کو مکہ والوں نے جن تکالیف میں مبتلا رکھا حتیٰ کہ جن تنگیوں تک پہنچا دیا آپ اور آپ کے خاندان کو تباہ کرنا چاہا یعنی جو خوفناک زیادتیاں کیں مسلمانوں پر جتنے ہولناک اور بہرہ گداز مظالم توڑے گئے اور جس طرح یہاں کا زمین و آسمان آپ کا تشنہ خون بن گیا اس کی نظیر تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے۔ آخر دن رات کے شدائد اور کفار کی خونخوارانہ جد و جہد سے تنگ ہو کر آپ راتوں رات یہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اس پر بھی ان کے حملہ کا طوفان نہ تھا اور وہاں بھی چین سے نہ رہنے دینے کی ہر ممکن سعی سے کام لیا جب دس برس کے بعد مکہ فتح ہوا ہے تو لوگ خوف و دہشت سے گھر چھوڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے ہر زن و مرد پر رنج طاری تھا ہیبت سے ہر ایک کا دل کانپ رہا تھا وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے رسول کریم کو سالہا سال انتہائی مصائب سے دوچار کیا ہے خدا جانے آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں اور اس زمانہ کیا اس دور کے مطابق ان کی یہ دہشت کچھ بے جا نہ تھی لیکن کل عرب تو کیا پوری دنیا نے نادر اور عدیم المثال نظارہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی کہ آپ نے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے ہی امن و امان کا اعلان کر دیا اور منادی کرا دی کہ جو شخص ہتھیار نہ اٹھائیگا اسے کچھ نہ کہا جائیگا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیگا

وہ مامون رہیگا اور جو کوئی حرم کعبہ یا ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے گا اسے کچھ نہ کہا جائے گا۔ دنیا میں فاتح بھی بہت سے ہوئے اور فتوحات بھی کی گئیں لیکن اس طرح کے مفتوحین کے زن و مرد تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے حرمتوں کی دھجیاں بکھیریں گلی کوچے انسانی نعشوں سے پٹ گئے اور شہر ویران ہو گیا۔ دور جانے کی ضرورت نہیں گذشتہ محاربہ عظیم کے فاتح جرنیلوں کے کارنامے ملاحظہ کر لیجئے لیکن ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان [illegible] ایک نادر و قیمتی مثال [illegible] آپ نے [illegible] انسان کے لئے [illegible] ایک [illegible] تھے۔

اس عظمت [illegible] اسلامی [illegible] ہیں۔ [illegible] ایک [illegible] حالت [illegible] ایک [illegible] کیا بات ہے [illegible] معافی [illegible] مرد و عورت کو کوئی [illegible] نہیں کیا گیا [illegible] نہیں کیا گیا [illegible] احساس [illegible] کیا [illegible] ہے [illegible] سے [illegible]

[illegible] معاف کر دیا۔

اقوام عرب کے ساتھ روادارانہ برتاؤ

اقوام ہوازن اور ثقیف [illegible] نے [illegible] جنگ کا فیصلہ کیا اور بنی نضیر اور بنی ہلال بھی ان کے ساتھ مل گئے گو ان کی [illegible] ہوئی [illegible] انھیں شکست فاش ہوئی بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا اور چھ ہزار مرد و زن قید ہو گئے سرکار دو عالم نے ان قیدیوں کے ساتھ [illegible] اسلام پیش نہیں کیا ان کے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کی بلکہ آپ ان افراد کی طرف سے کسی وقت کی آمد کے منتظر رہے کہ انھیں معاف کر دیا جائے پندرہ روز منقضی ہونے پر طائف کے وہی چھ سردار جن کے ایما و اشارے پر طائف کے اوباشوں نے سرکار دو عالم پر پتھر برسائے، نادم و خجل ہو کر حاضر ہوئے اور دست بستہ معافی چاہی پر آپ نے ان سب کو رہا کر دیا اور آپ کے اس کرم و عفو کا یہ اثر ہوا کہ ہوازن کا سردار مالک بن عوف تو اسی وقت مسلمان ہو گیا اور اس کے بعد سرکار دو عالم کی صداقت و عظمت دیکھ کر یہ قبائل کے قبائل مشرف باسلام ہو گئے۔ اس واقعہ کو مہاشہ پرکاش دیو جی اپنی کتاب سوانح عمری حضرت محمد میں لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"[illegible] میں چھ ہزار غیر مسلم عورت و مرد غلامی سے آزاد کیے گئے اور کسی نے یہ وہم تک نہیں کیا کہ یہ مسلمان نہیں ہم ان پر کیوں مہربانی کریں حقیقت یہ ہے کہ ایسا رحم و خیرات کا کام تھا اور اسلام ایسی خیرات میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی تمیز پسند نہیں کرتا۔"

یہ تو ہوا ہوازن، ثقیف اور بنو النضیر کے ساتھ حسن و سلوک کی حالت جو کہ مشرک [illegible] تھے اب ایک دوسری قوم بنی تمیم سے رواداری کی اعانیاں ملاحظہ ہو۔ جب سرکار دو عالم کے عاملان خراج ان سے صدقہ وصول کرنے کے لئے گئے تو انھوں نے ان پر حملہ کر دیا آپ نے ان کی فہمائش و تنبیہ کے لئے سو مجاہد بھیجے جو ان کے بہت سے مردوں، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لائے بنی تمیم نے ایک وفد بھیجا معذرت کی اور یقین دلایا کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا اس پر آپ کا دریائے کرم جوش میں آگیا اور آپ نے ان تمام قیدیوں کو فوراً آزاد کر دیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ زندگی بھر عزت و توقیر کی، مہمان بنایا اور انعام و اکرام دے کر رخصت کیا سرکار دو عالم کے اس کریمانہ سلوک سے یہ قوم کی قوم اس درجہ متاثر ہوئی کہ سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور اسلامی خدمت کے فریضہ ملی کی ادائیگی میں انہوں نے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

عرب میں قبیلہ بنی طے بہت بااثر قبیلہ تھا اس قوم میں عیسائی و مشرک دونوں تھے مبلغین اسلام پر یورش کر دینے کے جرم میں ان پر یلغار کی گئی جنگ میں مال غنیمت کے علاوہ بہت سے قیدی بھی ہاتھ لگے ان میں عرب کے نامور و مشہور فیاض و سخی انسان حاتم کی بیٹی بھی تھی [illegible] آپ نے اسے فوراً رہا کر دیا لڑکی کی [illegible] دریا دلی [illegible] گرویدہ کر رہا تھا اس نے عرض کیا کہ [illegible] میری قوم کے بہت سے لوگ اسیر و بند سلاسل ہوں [illegible] پسند نہیں کرتی یہ سنکر سرور دو عالم نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا اور [illegible] انعام و اکرام دیا رہائی پاکر یہ شام کی طرف روانہ ہو گئی جہاں اس کا بھائی عدی بھاگ کر پناہ گزیں تھا اس نے سرکار دو عالم کی عالی ظرفی اور پیغمبرانہ مکارم اخلاق کا تذکرہ کیا جسے سنکر عدی بہت متاثر اور حیران ہوا اور فوراً دربار نبوت میں پہنچ کر معافی مانگی آپ نہایت درجہ اخلاق و تواضع سے پیش آئے اور عدی نے [illegible] کلمۂ شریف پڑھ لیا مقوقس شاہ مصر سے بھی آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے اس نے آپ کو بطور تحفہ ایک خچر بھی بھیجا تھا [illegible] پر آپ اکثر سوار ہوتے تھے۔

جنگ حنین میں حلیف مشرک قوموں کی شرکت

عرب کی دو قومیں بنو سلیم اور بنو فزارہ گو بت پرست تھیں لیکن سرکار دو عالم سے ان کا معاہدہ ہو چکا تھا اس لئے باتباع معاہدہ جنگ حنین اور محاصرہ طائف میں انھوں نے شرکت کی اور وفاداری و جرأت کے ساتھ لشکر اسلام کی معیت میں انہوں نے قوم ہوازن کی جنگ میں شرکت کی جب سرکار دو عالم نے بعد فتح ان قیدیوں کے رہا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو مسلم قبیلوں نے تو اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا لیکن غیر مسلم اقوام بنو سلیم اور بنو فزارہ اپنے قیدیوں کو مفت آزاد کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے ہے چونکہ حضور اسلامی تعلیم کے علمبردار تھے جبلی روسیے جاہ قوم اسیاں وعوا طلف کی پاسداری لازمی ہے اس لئے آپ نے انھیں مجبور نہ کیا اور اپنی طرف سے ان قیدیوں کا زر فدیہ ادا کر کے انھیں رہا کر دیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو معاہدات کا کیا احترام ملحوظ تھا گو یہ مشرک قومیں اس وقت کوئی اثر و اقتدار نہ رکھتی تھیں اسلام کی طاقت بہت بڑھ چکی تھی تاہم آپ نے ان کے حیات کا پورا لحاظ رکھا انھیں ان کی مرضی کے خلاف مجبور نہیں کیا اور نہ ان سے اس ایثار کے صدور کی توقع کی جو مسلم قبائل نے کیا تھا سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی ایک مسلمان کو بھی ان کے اس انکار سے رنج نہ پہنچا اس لئے کہ یہاں مشرک اور غیر مشرک اور توحید و شرک کا سوال نہ تھا بلکہ حق کا معاملہ تھا چونکہ انھیں اپنے حق کے حاصل کرنے کا کامل اختیار تھا اس لئے انھیں بہرحال اس سے فائدہ اٹھانے دیا گیا اور کسی ایثار کی ان سے توقع نہ کی گئی اور نہ اپیل انھوں نے پوری آزادی کے ساتھ اپنے حق کا مطالبہ کیا اور اسے پورا کیا گیا اور بڑی شان و اہتمام کے ساتھ پورا کیا گیا کیا آج اس جیتی جاگتی دنیا میں کوئی ایسی قوم موجود ہے جو اپنے ایثار وعمل کے خلاف غیر مذاہب کی اقوام کو علی الخصوص اس حالت میں کہ وہ ضعیف و کمزور ہوں اس شان و آزادی کے ساتھ اپنے حقوق پر اصرار کی اجازت عطا کرے اور اس پر رنجیدگی و کلفت تو ایک طرف کسی طعن و تشنیع کا بھی اظہار نہ کرے یہ تھا نبی کریم کی رواداری کا مظاہرہ جس کی تابانیوں نے پورے عرب میں حریت عمل کی ایک غیر فانی روح پھونک دی، حقوق کے معاملہ میں توحید و شرک قوی و ضعیف اور مسلم و غیر مسلم کا امتیاز اٹھا گیا یہ اسی حسن سلوک اور فراخدلی کا اثر تھا کہ کچھ روز بعد یہ قبائل بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

زمانہ ہزاروں رنگ بدلتا اور بدلتا رہے گا تاریخ اپنے صدہا باب مکمل کر چکی اور صدہا مکمل ہونے کے لئے باقی ہیں آج بھی دنیا میں حریت و مساوات کی مدعی بہت سی اقوام موجود ہیں تہذیب و شائستگی کے دعوے بھی ہیں اور آزادی و استقلال کے دعاوی بھی لیکن اس حسن سلوک اور رواداری اور اس فراخدلی و اغیار نوازی کی مثال آپ کو کہیں نہیں ملیگی اور تا قیام قیامت کبھی آپ کو ایسے درخشاں نظارے دکھائی نہ دیں گے۔

مکہ معظمہ پر حملہ کی وجہ یہ تھی کہ قریش مکہ نے سرکار دو عالم کی ایک معاہد یہودی قوم بنی خزاعہ پر ایک شب کو ریانہ بیابہ نامرادانہ بیعت سے لوگوں کو بیدریغ قتل کر دیا تھا قریش کا یہ حملہ اپنی معاہد قوم بنی بکر کی معیت میں ہوا تھا قوم بنی خزاعہ کا سردار فوراً سرکار دو عالم کے پاس پہنچا اور قریش و بنی بکر جسکے ظالمانہ اقدام و حملہ کی شکایت کی قریش گتنے ہی معاند ہوں لیکن وہ خوب سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی معاہد قوم کی پاسداری صد درجہ ملحوظ ہے اور اس معاملہ میں آپ کو توحید و شرک کے امتیاز کا کوئی خیال مانع نہیں ہو سکتا آپ اپنی معاہد قوم کے اس نقصان کا ضرور بدلہ لیں گے چنانچہ قریش گھبرا گئے اور انھوں نے ابوسفیان کو بھیجا لیکن اس عظیم شرارت و سلطنت کی سزا ہی ضروری تھی اس لئے آپ ایک لشکر عظیم لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے اس اس موقع پر بھی آپ کے ساتھ غیر مسلم معاہد قومیں موجود تھیں اور ابوسفیان بن حارث اور عبد اللہ برادر حضرت ام سلمہؓ جیسے زبردست دشمن اسلام بھی راستہ میں لشکر اسلام سے آملے تھے قوم بنی خزاعہ بھی لشکر کے ساتھ تھی وہ یہ دیکھ کر برافروختہ ہوگئے کہ تمام دیگر افراد کے ساتھ ان کی قوم کے انتہا کے قاتلوں سے انتقام نہیں لیا گیا اس جلن میں انھوں نے قریش کے ایک شخص کو ہلاک کر دیا یہ قوم یہ نہ سمجھی کہ جب سرکار دو عالم کے چچا اور بیٹی کے قاتل اور اسلام کے شدید ترین دشمنوں کو معافی دیدی گئی تو بنی خزاعہ کے افراد کے قاتل کیا چیز تھے عفو عام کی ایسی نظیر تو نہ کسی نے آجتک دیکھی تھی اور نہ سنی تھی آخر آپ نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور اگلے ہی روز اعلان کر دیا کہ:—

”میرے لئے غارتگری اور قتل روا نہیں جو حاضر ہے غائب کو سنا دے اور اے بنو خزاعہ خونریزی سے اپنے ہاتھ کو روکو جس شخص کو تم نے قتل کر ڈالا ہے اس کا خونبہا میں ادا کر دوں گا مگر اب جو کوئی شخص کسی کو قتل کرے گا تو وہی مقتول کے خون کا ذمہ دار ہوگا“

یہودیوں اور عیسائیوں سے معاہد

سرکار دو عالم کے مدینہ میں اقامت پذیر ہونے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ اوس، خزرج اور دیگر قبائل کی لڑائیاں بند ہو گئیں اور سب نے آپ کو اپنا سردار تسلیم کر لیا معاہدات تو کسی نہ کسی صورت میں پہلے ہی ہو گئے تھے مگر آپ نے کونہ اقتدار حاصل کر کے تمام اقوام مدینہ کو ذیل کی سند عطا فرمائی اور ایک عہد نامہ مرتب ہو گیا۔

(۱) جو اقوام مسلمانوں کے ساتھ ہیں خواہ وہ کسی فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھتی ہوں (ایک ہی) قوم شمار ہوں گی۔

(۲) بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ہیں یہ اور مسلمان ایک ہی قوم سمجھے جائینگے۔ اور جو کوئی ان یہود سے جنگ کرے گا مسلمان اس کے مخالف کھڑے ہو جائینگے۔

(۳) غیر اقوام سے جنگ ہونے کی صورت میں یہود مسلمانوں کی اور مسلمان یہود کی امداد کریں گے دونوں شر و فساد سے مجتنب رہیں گے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور فائدہ رسانی کے لئے ساعی رہیگا۔

(۴) عوف، نجار، حارث، جشم اور ثعلبہ وغیرہ اقوام یہود جو مدینہ کے قرب و جوار میں آباد ہیں وہ اور مسلمان ایک قوم میں شمار ہوں گے انھیں

مسلمانوں جیسی مذہبی آزادی حاصل ہوگی نظم ونسق ریاست وحکومت میں ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہوں گے۔

(۵) تمام ملکی ذمہ داریوں ومناصب وملازمتوں میں دونوں کو یکساں حقوق حاصل رہیں گے۔

(۶) مدینہ کے اندر کشت وخون تمام قوموں پر حرام ہوگا اور ظالم ومفسد خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو اس کی کوئی امداد واعانت نہ کی جائے گی اور اگر ان معاہد اقوام میں باہم کوئی جھگڑا پیدا ہوگا تو وہ فیصلہ کے لئے خدائے قدوس اور اس کے رسول کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

(۷) یہود کی دوست قوموں کے حقوق یہود کی برابر ہوں گے مظلوم خواہ کسی قوم کا ہو اس کی امداد کی جائیگی اور سب معاہدہ کی دفعات کے پابند رہیں گے۔"

آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ سرکار دو عالم نے معاہدہ کی پوری پابندی کی اور اس بات کے ساتھ کہ آپ ان کی رضا ورائے کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا اور ان کے حقوق کی پوری پاسداری کی لیکن یہودیوں اور مشرکوں نے پیہم عہد شکنی کی وہ کھلے دشمنوں اور مخالفین سے ملے اور انتہا یہ ہے کہ ان کے شعرا ان کے شیوخ اور ان کے سرداروں تک نے آگے چل کر پورے عرب میں مسلمانوں کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔ اس زمانہ میں پروپیگنڈا کا زبردست اور مؤثر ذریعہ اشعار تھے اور شاعر اس عہد کے جرائد وصحائف سے زیادہ خطرناک اور پروپیگنڈا کرنے والے ثابت ہوتے تھے انہوں نے ہجائیہ اشعار پڑھے سازشیں کیں قریش مکہ سے ملے جیسے کئے اور غنیم کے ساتھ جنگوں میں بالسلسل شرکت کی ان شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں کے جواب میں آپ نے یہود کے دو قبائل بنی قینقاع اور بنی نضیر کے متعلق آشنا منصرف کیا کہ انھیں جلاوطن کر دیا اور بالآخر سنے تو بھڑ کا لے اور شرم و حیا کرنے کے علاوہ ایک باعصمت مسلمان خاتون کو برہنہ ہی نہیں کر دیا تھا بلکہ اس کے حامی کو قتل بھی کر ڈالا تھا جس پر ایک محدود سا شدید فساد رونما ہوا اور موخر الذکر نے نہ صرف اچانک حملہ کر کے بئر معونہ میں مبلغین اسلام کے ٹکڑے اڑا دیئے بلکہ انہوں نے سرکار دو عالم اور آپ کے صحابہ کو ایک موقعہ پر دھوکہ اور فریب سے قتل وتباہ کرڈالنے کی بھی سعی کی۔

انہوں نے ہر پرسش پر جواب بھی سخت دیا تھا اور آمادہ جنگ ہو گئے تھے جس پر پہلے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا گیا اور پناہ مانگنے پر پوری فیاضی کے ساتھ انھیں نکل جانے دیا گیا موخر الذکر تو جو سوا دو سو پیر اپنا سامان اور کواڑ تک لاد کر لاتے ہوئے شام کی طرف روانہ ہو گئے اور دراصل یہ فیاضی وہ دریا دلی تھی جو شروع کر دی دنیا کی کوئی قوم بھی ایسی بتا سکتے ہو جس نے ان لوگوں سے جنہوں نے محاربین کو اس سازو سامان کے ساتھ نکل جانے کی اجازت دی ہو اور خون کا ایک بھی نہ بہایا ہو۔ بین الاقوامی قوانین کی رو سے بھی یہ عہد شکن مفسد باغی، غنیم پرور، قاتل، محارب شدید سے شدید سزا کے مستحق تھے لیکن سرکار دو عالم نے محض معمولی سزا دی اور ان کا مال واسباب بھی انھیں لیجانے دیا گیا یہی وہ حسن سلوک اور غیر فانی رواداری اور طریق عمل تھا جس نے بڑے

بڑے خونخوار معاندین کے سر دربار نبوت میں جھکا دیئے اور بہت سے حلقہ بگوش اسلام بن گئے۔

ہمیں اس امر پر فخر و ناز ہے کہ مسلمان ہر زمانہ اور ہر عہد میں معاہدہ کے پابند رہے انھوں نے ہمسایہ معاہد اور مفتوح اقوام کے اسپل وقائف کی ہمیشہ پاسداری کی لیکن غیر اقوام نے بہت کم اس کا احساس کیا اور موقع ملنے پر انہوں نے مسلمانوں کو تباہ کر ڈالنے کی سازشوں اور تدبیروں سے بھی گریز نہیں کیا۔

معاہدہ کی دفعات آج بھی دنیا کے سامنے ہیں اور اس کی روشنی میں عہد حاضر کی اقوام بھی راہ نجات تلاش کر سکتی ہیں۔ اس سے نیشنلزم و قوم پرستی کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ جو مسلمان سمجھ سکتے ہیں کہ صحیح مفہوم اسلام کے نزدیک کیا ہے و یکھئے سرکار دو عالم کے زمانہ میں عیسائی، مسلمان، یہود اور مشرک ایک قوم بنتے ہیں نیشنلزم کی فضا قائم ہوتی ہے قومیت کا دور دورہ قائم ہو جاتا ہے لیکن اندرونی طور پر سب علیحدہ ہیں سب کو مذہبی آزادی ہے کوئی کسی میں مدغم و جذب نہیں۔ اکثریت و اقلیت کا تفرقہ نہیں سب شریک حکومت سب کے حقوق برابر مناصب و ملازمتوں میں مساوات، مظلوم کے سب حامی، مفسد کے سب دشمن اور دوست کے سب دوست اور دشمن کے سب دشمن کسی کے حقوق کو خطرہ نہیں کسی کو ناانصافی کی شکایت نہیں ہر شخص اپنی قوم کی بہتری کی تدابیر میں آزاد مگر اپنی قومیت سے بیرونی دشمن کے سب دشمن ہیں۔ مشترک مفاد میں سب متحد ہیں اور جہاں تک اپنی قوم کے نفع کا سوال ہے اور اس سے کسی کے مفاد پر ضرب بھی نہیں پڑتی سب جدا جدا ہیں کیا مختلف النسل اور مختلف المذاہب اقوام میں اس سے بہتر معاہدہ تصور کیا جا سکتا ہے۔

عیسائیوں سے مسلمانوں کا معاہدہ

سنہ ۹ھ میں نجران کے عیسائیوں اور مسلمانوں میں یہ معاہدہ ہوا کہ:-

"خدا اور اس کے رسول کی طرف سے یہ معاہدہ کیا جاتا ہے کہ گرجاؤں اور خانقاہوں میں جو رسم جیسی بھی ہے ویسی ہی برقرار رہے گی کوئی بشپ اپنے عہدے سے کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور کوئی پادری اپنے منصب سے خارج نہیں کیا جائیگا ان کے حقوق واختیارات اور معمول میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہونے پائے گا ان کے اعزاز قائم رہیں گے اور ان کے رسم و رواج میں کوئی دخل نہ دیا جائے گا جب تک کہ وہ امن وصلح کے ساتھ رہیں گے ان پر کوئی جبر و زیادتی نہ کی جائیگی اور نہ وہ بھی کسی پر جبر و زیادتی نہ کریں گے کسی عیسائی فرقے کی حفاظت کی جائے گی باہر کے عیسائیوں سے جنگ ہونے کی صورت میں اپنی عیسائی رعایا کی پوری حفاظت مدنظر رہے گی جدید عیسائی گرجاؤں اور خانقاہوں کی تعمیر میں چندہ سے مدد کی جائیگی مسجد یا مکان کے واسطے کوئی گرجا منہدم نہ کیا جائے گا کسی عیسائی کو تبدیل مذہب پر مجبور نہ کیا جائے گا ان پر کوئی غیر منصفانہ ٹیکس نہ لگایا جائے گا ان کے گرجاؤں اور مکانات کی پوری حفاظت کی جائیگی۔"

اس عدیم المثال اور غیر فانی معاہدہ سے عیسائیوں کو بھی پورا اطمینان

ہوگیا اور وہ مسلمانوں کی حکومت میں پورے امن و عافیت کے ساتھ رہنے لگے۔ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کا اقتدار تمام عرب پر حاوی ہوگیا، حکومت مستحکم صورت اختیار کر چکی اور حج کے موقع پر یہ اعلان کر دیا گیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک خانہ کعبہ کے قریب نہ آئیگا، جنت میں صرف سچے مومن ہی داخل ہوں گے، جن قوموں نے عہد شکنی نہیں کی ان کے ساتھ جو عہد ہیں وہ پورے کئے جائیں گے، مشرکوں کو چار ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ اب اسلام پورا اقتدار حاصل کر چکا تھا، ہر قبیلہ کے کم و بیش لوگ مسلمان ہو چکے تھے، بڑے بڑے دشمنان اسلام مسلمانوں میں ایمان لا کر شامل ہو چکے تھے لیکن گزشتہ تجربات و معاملات کے پیش نظر اب ان مشرکوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا تھا جنہوں نے عفو و درگزر اور معاہدہ کے باوجود بیہودہ عہد شکنیاں کیں اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے بنے رہے۔ ایسے باغیوں کو ہر کیف سزا دینی لازمی تھی۔ آپ نے پھر بھی رحم کیا اور انہیں چار ماہ کی مہلت عطا کر دی ورنہ یہ باغی قوم نوح، قوم ثمود، قوم عاد اور قوم لوط کی طرح تباہ کر دیے جانے چاہیے تھے۔ شریعت صدیقی میں بھی یہی تک ایسے باغیوں کے قتل و سلب کا طریقہ جاری رہا ہے۔

حتی کہ انجیل میں حضرت مسیح کے الفاظ ہیں کہ میں مصالحت کے لئے نہیں تلوار چلانے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن اسلام نے کبھی قتل عام کا حکم نہیں دیا۔ غرض اس حکم کو سنکر سرکش و غدار افراد کے قلب کانپ اٹھے اور اس میسر شدہ مہلت میں اطراف عرب سے طلب معافی، تجدید معاہدہ یا قبولیت اسلام کے لئے قبائل پر قبائل آنے شروع ہو گئے۔ بحرین و عمان کے فرمانروا اور ان کی رعایا کے سارے مجوسی، یہود، عیسائی اور مشرک سب مسلمان ہو گئے۔ یمن کے عیسائی قبیلہ بنی حمیار نے بھی بخوشی اسلام قبول کر لیا۔

جو قومیں مسلمان ہو گئیں ان کو مکی و مدنی مسلمانوں کے برابر حقوق مل گئے اور ہر طرح مساوات قائم ہوگئی اور جنہوں نے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے رعایائے اسلام بننا منظور کر لیا انہیں زکوٰۃ کے بھاری محصول اور جنگی خدمت سے معافی دیکر ایک خفیف محصول جسے جزیہ کہا جاتا ہے ان پر عاید کر دیا گیا اور اس کے عوض میں ان کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ لازمی ٹھیری۔

دشمنوں سے دیگر اقوام کا برتاؤ

پر اس اجمالی مضمون میں فتوحات نبوی اور ہمہ گیر و غیر مسلم اقوام سے سرکار دو عالم کے سلوک و رواداری کا ایک سرسری خاکہ کھینچا گیا ہے۔ آپ کی پوری زندگی میں دشمنوں کی اذیت اور باغیوں کے قتل کی آپ کو کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسلام میں فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے کا حکم نافذ تھا۔ بخلاف ازیں دیگر اقوام اور امتوں کی غضبناکیاں ملاحظہ ہوں۔ بنی اسرائیل کے جہاد میں قتل عام کیا جاتا تھا، مردانہ آروں سے چروانا، جلانا، عورتوں بچوں تک کو بلا امتیاز قتل کرنا، حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ دینا بلکہ قبروں سے ہڈیاں تک نکلوا کر جلوانا معمولی بات تھی۔ توریت کی آیات ملاحظہ ہوں:-

مثلاً پہلے تمام حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے، قبروں سے ہڈیاں نکلوا کر جلوا دیں (استثنا ۲۰/۱۳)

داؤد نے لوگوں کو آروں سے چروایا، کلہاڑوں سے پھڑوایا، اینٹوں کے جلتے پزاوے میں ڈلوایا۔

(۲ سموئیل ۱۲) یشوع نے شہر کے لوگوں کو بلا امتیاز زن و فرزند یک لخت تہ تیغ کیا۔

لوقا ۲۲ باب ۳۶ ورس میں ہے کہ مسیح نے کپڑا بیچکر قتل کے لئے تلوار لینے کا حکم دیا پھر ۵۰ ورس سے ظاہر ہے کہ ایک یہودی مخالف کا کان کاٹا گیا۔ ان حالات کے مقابلہ میں سرکار دو عالم کا سلوک کتنا نرم اور کس درجہ شائستہ رہا۔ مفتوحین سے صرف ایک ٹیکس جزیہ لیکر ان کی حفاظت کا بار اپنے ذمہ لے لیا جاتا تھا۔ یہ ٹیکس بالعموم تین روپے سے چھ روپے فی کس سالانہ تھا اور شاذ حالتوں میں اس کی مقدار بیس روپے سالانہ سے زیادہ نہ تھی۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو بسلسلہ زکوٰۃ ایک لاکھ میں ڈھائی ہزار روپے دینے پڑتے اور جنگ میں لڑنا بھی۔ غیر مسلموں کے غربا اور اپاہجوں وغیرہ پر کوئی ٹیکس نہ تھا۔

یہی کیفیت دیکھکر تو ایک انگریز سیاح سیلڈن نے مسلمانوں پر طعن کیا ہے کہ وہ حد سے زیادہ دوسرے مذہب والوں کو آزادی دیتے تھے اور فلسطین کے ایک عیسائی شاعر الازرین نے علانیہ کہا تھا کہ تمام روئے زمین پر صرف مسلمان ہی ایک قوم ہیں جو دوسرے مذہب کو آزادی دے سکتے ہیں۔

لائق و فائق مورخ مسٹر [illegible] تاریخ [illegible] سلطنت انگلستان کی جلد اول باب دوم میں لکھتے ہیں کہ:-

"اسلام کی اشاعت ضرور کی گئی مگر جبر کہیں نہیں ہوا۔ جن لوگوں نے اسے قبول کر لیا انہیں ملکی حقوق مل گئے جو فاتح قوم کو حاصل تھے اور اس دین نے مفتوحین کو ان تمام شرائط سے بری کر دیا جو اس زمانہ تک ہر فاتح اپنے مفتوحین پر عائد کرتا رہا۔"

ایسٹ اینڈ ویسٹ کے ان الفاظ کو غور سے پڑھیے کہ:-

"اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی، کسی کو ایذا نہیں پہنچائی، غیر مذہب کے لوگوں کے سزا دینے کے لئے کوئی مذہبی عدالت قائم نہیں کی، کبھی کسی کو تبدیل مذہب پر مجبور نہیں کیا اور اسلام قبول کرنے پر مشرکوں کو فتحمندوں کے مساوی حقوق عطا کئے۔"

ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو میں لکھا ہے:-

"اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا، مفتوحوں کو فتحمند ملک کے برابر حقوق دیے، غیر مسلموں کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھا اور انہیں ہر قسم کی آزادی عطا کی۔"

مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ:-

"اسلام مشرق کے لئے برکت تھا، صلیبی جنگیں، لوتھر کے پیروں اور رومن کیتھولک مذہب والوں کا دریائے رائن سے لیکر انتہائے شمال تک قتل ہونا، وہ قتل جس کا حکم ہنری ہشتم اور اس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا، فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل، فرانسس اول کے عہد سے لیکر ہنری چہارم کے

پیرس میں داخل ہونے تک "عدالت مذہبی" کے حکم سے قتل ہونا ایک کروڑ بیس لاکھ نئی دنیا کے باشندوں کا صلیب کے ہاتھوں مارا جانا اور وہ جنگیں جن کا سلسلہ چودہ برس تک قائم رہا ایسی مثالیں ہیں جو عیسائیت کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتیں"

مسٹر سیل لکھتے ہیں کہ:-

"وہ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں جو اسلام کی اشاعت کو شمشیر کا رہین منت بتاتے ہیں یہ مذہب لوگوں نے از خود قبول کیا اور یہ لوگوں کے قلوب میں گھر کر گیا"

ڈاکٹر لیبان یورپ کا ایک شہرۂ آفاق اور یگانہ مورخ ہے وہ لکھتا ہے کہ:-

"فتوحات اسلام تلوار سے نہیں ہوئیں بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کیا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انھوں نے اپنے جدید حاکموں کو ان قدیم حاکموں سے منصف پایا اور ان کا مذہب انھیں اپنے مذہب سے سادہ اور سچا نظر آیا۔ اقوام مفتوحہ کے مذاہب و رسوم مزار و صنائع کی پوری طرح حرمت کی جاتی تھی بہت سے نصاریٰ مسلمان ہوگئے تھے لیکن انھیں اسلام قبول کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ اسلامی حکومت میں نصاریٰ اور یہودی ہر طرح برابر تھے اور انھیں سلطنت میں کل عہدے ملے ہوئے تھے"

یورپ کے متعدد دیگر مشاہیر کی آرا بخوف طوالت ہم درج نہیں کرتے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صاف طور پر اعلان کر دیا تھا کہ مفتوح غیر مسلموں کے ہمارے حقوق واجب ہیں اور ہمیں ان کے حقوق کا خیال رکھنا لازم ہے دوسری جگہ آپ نے فرمایا جس نے کسی ذمی کو ستایا وہ ہماری جماعت سے خارج ہے جو شخص غیر مسلم رعایا کے ساتھ ناانصافی کرے گا یا عہد توڑے گا یا اس پر ظلم کرے گا یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لیگا تو میں قیامت میں اس کا دامنگیر ہوں گا۔

اس رواداری اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام عیسائی یہودی صابئی اور مشرک جوق در جوق مسلمان ہوتے گئے کچھ جو غیر مسلم تو گاہے گاہے غداری کرتے اور معاہدے توڑتے ہی گئے لیکن حضور کریم نے معاہدات اور غیر مسلموں کی پوری پاسداری کی اور اپنی ہمسایہ اقوام سے وہ شاندار اور فقید المثال سلوک روا رکھے جن کی

سلسلۂ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد و ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا۔ حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کر دیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ بچوں کی عادات و اخلاق پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں مزید عقائد مذہبی ہر نمبر میں تدریجی طور پر ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں۔ طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں ان رسائل سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے۔ برہما۔ بنگال۔ یوپی۔ پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت سے پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسائل کا گجراتی بنگالی۔ برہمی۔ اردو مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا خیال یہ بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے۔ یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ۔ رسالت معجزات صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامات قیامت تقدیر اعمال صالحہ شرک و کفر و بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

کامل سٹ ۵ حصے عہ مجلد عہ علاوہ محصول

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

آنحضرت کی زندگی کے مختلف دور

(از حضرت مولانا مولوی عبیداللہ [illegible] صاحب [illegible])

حضرت سرور کائنات کی زندگی کے مختلف دور ہیں آپ کی مکی زندگی دعوت و تبلیغ حق کا ابتدائی دور ہے اس میں ہر قسم کی مشکلات اور تکلیفیں ہیں اور مدنی زندگی دوسرا دور ہے جس کے حالات مکی زندگی کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔ ان دونوں مختلف قسم کے حالات میں امت مرحومہ کے لئے اسوۂ [illegible] و قواعد موجود ہیں [illegible] اختیار [illegible] سلطنت اور عبودیت [illegible] دونوں حالتوں میں مسلمانوں کو [illegible] کامیاب بنا دینے کا ایک [illegible] سیدھا راستہ محفوظ ہے۔

آپ کی مکی زندگی [illegible] تبلیغ و اشاعت [illegible] کن [illegible] اور [illegible] برداشت [illegible] آنحضرت [illegible] زندگی سے [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible]

کو معافی و بخشش کا عام اعلان دے دیا گیا جس نے ان کے دلوں کی سختی کو پاش پاش کر دیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ مکی زندگی میں ان کے ساتھ جس قدر بیگانگی [illegible] کا آپ کو [illegible] وہ بالکل صحیح تھا [illegible] طاقت [illegible] [illegible] کوئی [illegible] سب مخالفین کو جن کے ہاتھوں آپ نے بہتیں [illegible] گھاٹ اتار دیا جاتا۔

اس طرح طاقت کے [illegible] اس چیز کی استعمال کرنے [illegible] جس کا [illegible] اور اخلاق دنیا میں اصلی [illegible] طاقت [illegible] [illegible] طاقت کے مقابلہ میں [illegible] کے مذہب کا وہ [illegible] [illegible] کامل و اکمل [illegible]

[illegible]

[illegible] پورا راستہ طے کیا گیا [illegible]

[illegible] زندگی کے صرف ایک شعبہ [illegible] اس نقشہ میں [illegible] کے علاوہ آپ کی زندگی کے [illegible] اور خواندہ [illegible] وجود [illegible] سے بہت بالاتر ہیں اور یہاں کے تذکرہ کا محل ہی [illegible]

[illegible] کی زندگی میں آپ نے جو سبق سکھائے ہیں اور اس سبق کو سیکھ کر مسلمانوں نے اسلام کے کئی دوروں میں [illegible] استقامت کے جو نمونے دکھائے ہیں وہ [illegible] بصیرت و تقویٰ رسانی کے سامان رکھتے ہیں۔

[illegible] اگرچہ حق تنہا اور بالکل بے یار و مددگار تھا اور [illegible] آئین و ضابطہ کی پابند نہیں بلکہ ایک بے پناہ طاقت [illegible] عدالت کی اور کسی آئین و ضابطہ کی [illegible] پابندی نہ تھی مگر [illegible] اپنے اظہار میں بالکل بے باک تھا اور ان [illegible] اور بے پناہ [illegible] کی چھاؤں میں اپنا اعلان کرتا تھا

اس حق کے [illegible] کہ وہ طاقت اور تلوار کے مقابلہ میں کسی [illegible] طاقت نہ تھا اور جو کچھ کہنا تھا اسے برملا کہتا تھا اور اس کے

[illegible]

[illegible] گیا تھا [illegible] دیا گیا یعنی فتح مکہ کے بعد پھر [illegible] حاصل ہوئی وہ صرف آپ کی مکی زندگی کے حالات کا نتیجہ تھی یعنی [illegible] آپ نے مکی زندگی میں مخالفین کے ساتھ دلی شفقت و رحم کا مظاہرہ کیا تھا اور ان کی برائیوں کے جواب میں ان کی بھلائی اور ترقی کے اصلی راستہ کے واسطے مجاہدہ کرنے میں ثابت قدمی دکھائی تھی فتح مکہ کے بعد ہی اسپرٹ بروئے کار آئی اور سب مخالفین

عوض ہر طرح کی مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرتا تھا۔

آج بدبختی سے ہندوستان کے مسلمان سات کروڑ ہوتے ہوئے "قلت و کثرت" کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے ہیں اور سات کروڑ مسلمان بھی اس کا بھروسہ نہیں [illegible] جب تک ان کو [illegible] (حفاظتی تحفظ) حاصل نہ ہو وہ "حق" کو بالاتر رکھ سکیں گے لیکن حضور کی زندگی نے جو سبق سکھایا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے اور قرآن مجید نے جو بتایا ہے وہ اس "احتیاط اور دور اندیشی" کی اگر گوسے بالکل جداگانہ چیز ہے صرف ۳۹ مسلمان تھے کہ جب حضرت عمر فاروق اسلام لائے اور ۴۰ کی جماعت مکمل ہوگئی تو صرف اس چالیس کی جماعت نے ایک پوری قوم کی پوری طاقت کے خلاف اپنے حق کے لئے جدوجہد کی اور حرم محترم میں اپنے استقرار حق کا علم نصب کر دیا کیونکہ وہ ساری طرح کے لوگ [illegible] قرآن جن کے حلق سے نیچے نہیں اترا [illegible] ان کا عقیدہ [illegible] یقین تھا کہ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (تم ہی غالب او[illegible] اگر تم سچے ایمان والے ہو) [illegible] ابتداء [illegible] آج [illegible]

اگ [illegible] عشق [illegible] ہوئے تھا کہ [illegible]

بہرحال [illegible] کی پاک زندگی کے واقعات سے جو سبق حاصل ہوتے [illegible] چند اشارے ہیں۔ اگر ہمیں آپ کی محبت اور پیروی کا دعویٰ ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ خدا کے بعد اُمت کے والی اور پشت پناہ آپ ہی ہیں اور ہمارے لئے آپ ہی کی تقلید براہ راست [illegible] الفاظ شریفہ سے آپ کے نقش قدم پر غور کرنے سے ہمیں [illegible] فلاح و نجات کا سبق تو ہمیں کسی سیاسی لیڈر یا کسی مذہبی پیشوا کی بجائے [illegible] راہ نجات و آزادی میں صرف اس پاک ہستی کی ہی پیروی کرنی چاہئے اور آپ کے اور ہمارے درمیان جو بت حائل ہوں انہیں توڑ دینا چاہئے۔

یہود کی طرح احبار اور رہبان کی جماعتیں قائم ہوگئی ہیں۔ آج یہود کی طرح مسلمانوں سے بھی "اربابًا من دون اللہ" کی پرستش کرائی جا رہی ہے۔

کیا یہ سب سے بڑا بت اور سب سے بڑا شرک نہیں اور شرک فی العبادۃ کی سزا تو آخرت کا ہی جہنم ہے اس شرک جلی نے تو دنیا ہی کو جہنم بنا دیا ہے ان بھولے بھالے غریبوں کے لئے جنہوں نے "ان اربابًا من دون اللہ" کو خضرراہ ٹھہرایا اور وہ ان کے پھندے پر چل رہے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ سب جلی اور خفی شرک سے توبۃ النصوح کریں اور صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے کہنے پر چلیں اور سیرۃ نبوی [illegible] سے جو ہدایت اور روشنی حاصل ہوتی ہو اس پر براہ راست استفادہ کریں۔

آپ کی زندگی کے مختلف دور ہمیں ایک ہی سبق سکھاتے ہیں کہ خوف غیر اللہ اور اسلام ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے "قلت و کثرت" کا واہمہ صرف شیطانی وسوسے ہیں اور ایک مومن اور مسلم قلب میں اس واہمہ کی کوئی گنجائش نہیں حمایت و اعلان حق کے مقابلہ میں کسی طاقت کی [illegible] نہیں کہ کسی قلب مومن کو ذرا بھی متزلزل کر سکے حمایت و اعلان حق کا فرض ادا کرنا چاہئے اور ہر طرح کی تکلیفیں اٹھانی چاہئیں [illegible] جہاد [illegible] مخالف کی خیرخواہی [illegible] قدرت اور طاقت [illegible] مخالف کے ساتھ یکساں سلوک [illegible] کا نام اعلائے کلمۃ الحق [illegible] آج بھی [illegible] ایمان کی جھلک ہے مگر وہ [illegible] خود غرض رہنماؤں کی غلط رہنمائی کا شکار ہیں اور بڑے بڑے بت ہیں جو ان کے اور ان کے آقا و مولا کے درمیان حائل ہو گئے ہیں اور بارگاہ رسالت سے ان کا براہ راست تعلق قائم ہونے نہیں دیتے پس جہاد اکبر یہ ہے کہ [illegible] مسلمانوں کو ان رہنماؤں کے پھندے سے چھڑایا جائے جو یا تو دوسروں کے ہاتھ میں ایک آلہ کار ہیں یا حماقت کا شکار ہیں اور [illegible] اپنی مفاد پرستی یا اپنی حماقت و نادانی کی وجہ سے مسلمانوں کو [illegible] ہم تو اسلام [illegible] ہیں کاش تمام مسلمان اپنے آقا اور مولیٰ کی روشن سنتوں سے سبق حاصل کریں اور انہیں کے پیچھے پیچھے چلیں جن کے قدموں کے نیچے نجات ہے [illegible] کے لئے اور جن سے بڑھ کر اس کائنات میں [illegible] دنیا کا کوئی حقیقی رہبر پیدا نہیں ہوا ہے اللھم صل و سلم علی نبیک

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کے کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں وکاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام فالنامہ [illegible] عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ دانیال [illegible] فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ دیگر فالنامے شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامہ ایسے صحیح ہیں کہ [illegible] سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ [illegible] فالنامہ کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ [illegible] رنگین قیمت ۸ ؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رہبروں سے محبت اور اسوۂ آنحضرتؐ

(از جناب مرزا عسن یزدار ا یوری)

پنجاب میں ایک ضرب المثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بڑوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا چاہیے گو اسوۂ آنحضرت کے عنوان کے ماتحت یہ بات کتنی ہی نازیبا ہو تاہم دوسری قوموں کے حالات سے عبرت تو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ ہماری پڑوسی قوموں میں سب سے زیادہ قابل ذکر ہندو جاتی ہے کیا اس کے رہنما معاذ اللہ فرشتے ہوتے ہیں؟ کیا وہ تارک الدنیا ہوتے ہیں؟ کیا ان کا پیٹ نہیں ہوتا کیا وہ طمع دنیا کا شکار نہیں ہو سکتے؟ ہو سکے لفظوں میں کیا ان سے کمزوری یا بے ایمانی خیانت دغا وغیرہ [illegible] جیسے افعال سرزد ہونا محال ہے [illegible] یہ افعال [illegible] سکتے ہیں (اور یقیناً کر سکتے ہیں) تو کیا وجہ ہے [illegible] ان کے [illegible] ہوتی ان کے [illegible] نہیں بلکہ [illegible] ایسے [illegible] کیا ان کو [illegible] میں جیلوں سے [illegible] کبھی دستگیر نہیں ہوتی [illegible] ہندو قوم کے پاس دولت زیادہ ہے اور وہ قومی رہبروں کی ہاتھ [illegible] ہیں۔ لیکن [illegible] ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندو قوم اگر دولتمند ہے تو دولت سے محبت کرنے والی بھی تو ہے وہ اس قدر سیر [illegible] کرتی جو [illegible] مسلمان ہی تو ایسے غریب نہیں کہ اپنے رہبروں کی [illegible] ہمدردی نہ کر سکیں ان میں بھی بڑے بڑے [illegible] بڑے بڑے عہدہ دار موجود ہیں کیا وہ [illegible] مالی امداد نہیں دیتے؟ خیر اس کا مقصد تو پھر [illegible] ہے مگر کیا آپ نے کبھی نہیں دیکھا کہ شادی و مرگ کی غیر شرعی [illegible] اور تھیٹر سینما کی خرافات پر سب سے بڑا [illegible] مسلمانوں [illegible] اگر دوسری قوموں کی جیبوں سے [illegible] مسلمان [illegible] ایسے فضول [illegible] اور ایک کے بعد دوسرا [illegible] مسلمان کی [illegible] سٹیشن سے نکل کر [illegible] کے آثار ہیں؟ پھر [illegible] ہی دو دن میں غریب مسلمان [illegible] ہیں مگر اسی گاؤں کے امام صاحب [illegible] کی زندگی [illegible] اور وہ بھی [illegible]

شعر [illegible] از "درد"

اور اگر سیاسی رہبری کی شکل [illegible] تو دیہاتی گنوار تو اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے حالانکہ انہی مسلمانوں [illegible] جاہل دیہاتی ہندو [illegible] سوتے جاگتے آجکل کانگرس [illegible] کی مالا جپتے ہیں اور [illegible]

لیڈروں کا نہایت عزت و احترام سے نام لیتے ہیں مسلمان دیہاتی جو اپنے علما اور ائمہ مساجد سے مرو سے [illegible] اور گداگری کرانے کے عادی ہیں تحریک خلافت کے ایام میں ہی رہبران تحریک خلافت کو "خلافتیے" اور یہ کیا نیا مذہب تراش لیا ہے [illegible] کہکر ہنس دیتے تھے۔

بس غور کیجیے مسلمان کیوں اپنے رہبروں کے حق میں ہمیشہ زبان طعن تشنیع دراز کئے رکھتے ہیں اور ہر مجلس میں دیکھو کبھی کسی پر اور کبھی کسی پر الزاموں اور اعتراضوں کی بوچھاڑ کی جاری ہے کوئی کہتا ہے وہ اتنا روپیہ کھا گیا کوئی کہتا ہے فلاں نے اتنا چندہ ہڑپ کر لیا۔ خیر چندہ ہڑپ کر لینا کوئی اچھا کام نہیں سراسر برا ہے مگر کہنا یہ ہے کہ کیا دوسری قوموں میں "زرخور" رہبر نہیں ہیں [illegible] لقمے بیٹنے کی حاجت ہی نہیں رکھتے؟ یا [illegible] کے [illegible] پیٹ بھر لیتے ہیں؟ آخر ایک ہی سرزمین کے رہنے والے ہندو اور مسلمانوں [illegible] کا یہ اتنا بڑا فرق کیوں ہے؟ کیا مسلمان یہ خیال [illegible] کہ ان کے رہنما پتھر کی مورتیاں ہو جائیں۔

[illegible] مسلمانوں کو محض تماش بینی مقصود ہے انھیں اپنے رہبروں سے "محبت" نہیں [illegible] آخر ہوتے تال سے تا پا تماشا [illegible] سینما بیٹھے کھیل کے میدان الغرض جہاں دیکھو ہمہ خواں ہی نظر آتے ہیں اور تو اور ان تماش بینوں نے قید خانوں تک کو نہیں چھوڑا وہاں کا تماشا دیکھنے کے لئے بھی انہوں نے جوق در جوق جانا شروع کر رکھا ہے بٹیر بازی پتنگ بازی آتشبازی مرغوں کو لڑانا یہ چیزیں تماشا اسلامی عالم [illegible] کے طفیل ترقی کر رہی ہیں۔

بس مسلمانوں نے اپنی عادت و خصلت سے مجبور ہو کر سیاست کو بھی کھیل تماشا سمجھ لیا ہے لیڈروں کی تقریروں تحریروں اخباروں کے [illegible] سب کو محض خوش دل لگی اور ہنسی مذاق کا [illegible] اسی سے وہ بجے ہوں گے کہ یہ [illegible] غریب [illegible] ہے جو اور تماشا کا موجب [illegible] سیاست میں [illegible] رہی ہیں اپنے [illegible] سیاست کو کوئی اہم چیز [illegible]

[illegible] سیاست [illegible]

[illegible] کس قدر افسوسناک [illegible]

[illegible] کام کے لئے [illegible] ہاتھ مل کر سر انجام دیا [illegible] اگر آپس میں اعتماد و محبت نہ ہو تو کام چل ہی نہیں [illegible] یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے کسی قومی کام کی بیل منڈھے نہیں چڑھتی۔ [illegible] جان و مال اور میرے ماں باپ اور میرا سب کچھ قربان ہو اس آقا کے

وہ جہان (صلعم) ہر اس کی ہر بات میں ایک بات ہو اس کی ہر ادا میں ایک شان ہے اس کے ہر قول اور ہر فعل میں ہمارے لئے اسوہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس کی باتوں سے ظاہری طور پر بین نمونہ بھی ملتا ہے اور ذرا غور کرنے سے نہایت لطیف اور باریک اسرار بھی معلوم ہوتے ہیں جو دستور بتاتے ہیں اور ہماری رہبری کرتے ہیں اس مضمون میں بھی اسی طرح کا ایک لطیف نکتہ واضح کرنا مقصود ہے جو قومی کاموں کی سرانجام دہی اور کامیابی رہبروں پر اعتماد اور ان سے محبت کرنے کے متعلق رسول اللہ کی سیرت و سوانح حیات پر غور کرنے سے حاصل ہوا ہے۔

بجائے اس کے کہ ناظرین کو بہت دیر تک منتظر رکھا جائے پہلے ہی بتا دینا ضروری ہے کہ وہ [illegible] اور خدا کو دین اسلام غالب کرنا تھا مگر نمونہ اس میں ہے کہ حضور کی کامیابی کا راز اس محبت و شیفتگی میں مضمر ہے جو صحابہ کرام کو حضور سے تھی اور اس اعتماد میں پوشیدہ ہے جو ذات حضور پر تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو یقین جانئے ان کی خاطر جان و مال کو قربان کرنا اور سخت سے سخت اور تلخ سے تلخ [illegible] مصائب [illegible] ممکن نہ ہوتا تو کیونکر [illegible] ان کے نزدیک [illegible] خدا خود فرماتا ہے کہ

فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنہم واستغفر لہم وشاورہم فی الامر

یعنی یہ کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو اے رسول ان کو نرم دل مل گیا اگر تو تند خو سخت دل ہوتا تو تیرے پاس سے منتشر ہو جاتے پس تو معاف کر ان کو اور ان کے لئے مغفرت مانگ اور امر میں ان سے مشورہ لے [illegible] حضور کا [illegible] سب کو محبت کے رشتہ استوار میں باندھ لیا اور اسی محبت کا کرشمہ تھا جو [illegible] اور اشاعت اسلام کی صورت میں جلوہ گر ہوا اس آیت سے رہبروں کے عام لوگوں سے تعلقات پر کیا عمدہ روشنی پڑتی ہے ہمارے بعض رہبروں کی عادت ہے کہ خود سر بنکر اور عوام کی نبض معلوم کئے بغیر یا اس کی پروا نہ کرتے ہوئے آپ ہی دوسروں سے کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] رہبروں کو تنہا چھوڑ دیتی ہے اور رہبروں کی عزت [illegible] اغیار کی نظروں سے [illegible] کیونکہ جس کی اپنے گھر میں عزت نہیں ہوتی اس کی باہر بھی نہیں ہوتی دیکھئے اس آیت میں ایک ایسی ہستی کو جس کی شان میں وما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحیٰ آیا ہے یہ حکم ملتا ہے کہ اصحاب کرام سے مشورہ کر لیا کرو حالانکہ صحابہ ان کے اشاروں کو دیکھتے تھے [illegible] کے لئے [illegible] اگر وہ بھی عوام کے جذبات اور قومی افکار کی پرواہ کرتے ہوئے [illegible] سے معاملہ کریں تو لازمی طور پر قوم کو ان سے کمال درجہ کی محبت پیدا ہو جائے اور نتیجہ کامیابی کی صورت میں پیدا ہو اور حق بھی یہی ہے کیونکہ وہ صرف رہبر ہی نہیں ہوتے بلکہ قوم کے نمائندے بھی ہوتے ہیں اور ان کی [illegible] قوم سے وابستہ [illegible] ترجمانی ہے جب رسول [illegible] لینے کی ضرورت [illegible] ہمارے

رہبروں کو جن میں خامیاں بھی ہوتی ہیں بدرجہ اولیٰ ضرورت ہے ایک سچ یہ ہے کہ ان کو ضرورت کے معنوں میں ضرورت ہی نہ تھی اور انھیں ضرورت ہو

اب ذرا سوانح پاک ملاحظہ فرمایئے وہ محبت جو صحابہ کرام کو حضور سے تھی دنیا میں بے مثل اور لاثانی تسلیم کر لی گئی اتنی جلدی اتنی زبردست کامیابی کا راز سراسر یہی ہے کہ اس محبت نے کام کیا آپ اغیار کی زبان سے سنئے ایک نصرانی مورخ [illegible] اپنی ایک مشہور تصنیف [illegible] میں لکھتا ہے

"جب [illegible] سولی پر [illegible] گئے تو ان کے پیرو [illegible] ان کو [illegible] دی جاتا [illegible] اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چلے گئے اس کے برعکس ان کے [illegible] محمد کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا ..."

گویا مورخ تسلیم کرتا ہے کہ محمد کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ ان کے دوستوں کو ان سے کمال درجہ کی محبت تھی وہ اپنے آقا [illegible] کی خاطر اپنی قربانیاں کر گئے آیئے ذرا آپ کو اس محبت کے نمونے دکھائیں [illegible] کفار قریش نے [illegible] ان کے [illegible] کیا [illegible] ننگے بدن گرم ریت پر لٹا کر چھاتی پر وزنی پتھر رکھ دیا [illegible] گلے میں رسی باندھ کر [illegible] شہر [illegible] گلی گلی گھسیٹتے پھرے [illegible] دیگچیاں [illegible] گرم کوئلوں پر لٹا کر اس کی چھاتی پر خود کھڑے ہو گئے تاکہ وہ [illegible] ٹھنڈے ہو گئے [illegible] گھر سے بے دخل کر دیا [illegible] زبان [illegible] کیا اور [illegible] آنکھیں نکال لیں کسی کو سولی پر چڑھا کر [illegible] پوچھا گیا کیا اب بھی تو محمد سے محبت کرتا ہے جواب دیا بیشک [illegible]

[illegible] عشق [illegible] دار پر چڑھا [illegible]

[illegible] واعظ کہاں سمجھے [illegible]

کسی کو [illegible] درخت سے الٹا لٹکا کر [illegible] دیا گیا [illegible] مصائب برداشت [illegible] نام [illegible] کی وجہ سے [illegible] ایمان کی دولت [illegible] نصیب [illegible] ہوتی۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ایک بڑھیا میدان جنگ آئی اسے بتایا گیا کہ تیرا خاوند باپ اور بھائی تینوں شہید ہو گئے مگر اس نے حضور کی خیریت پوچھی اور یہ سنکر کہ حضور [illegible] ہیں پکار اٹھی

کل مصیبۃ بعدک جلل

یعنی تیرے بعد سب مصائب ہیچ ہیں اگر [illegible] دل میں اپنے حقیقی رہبر سے محبت نہ ہوتی تو وہ اس طرح اول تو تیار ہی نہ ہوتی اور اگر شہید [illegible] میدان جہاد میں چلے بھی گئے تھے تو وہ یہ فقرہ کہہ کر تاریخ اسلام کی عزت بڑھانے کا باعث ہرگز نہ بنتی۔ پس نمونہ اس سے یہ اخذ کیجئے کہ عوام

کو چاہیئے کہ لیڈر عوام سے محبت پیدا کریں اور لیڈروں کو چاہیئے عوام کی محبت حاصل کریں تاکہ اس محبت کی برکت سے عوام قومی میدان میں جان و مال قربان کرنے سے دریغ نہ کریں۔ عوام کی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ کسی کی محبت سے کام کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور کی محبت اور عشق کی وجہ سے صحابہ کرام نے وہ قربانیاں کیں کہ فطرت انسانی کے اس پہلو کی موجودگی میں وہ ان کا عشر عشیر بھی نہ کر سکے۔

دیکھئے بعض دفعہ اگر عوام کو رہبروں سے اختلاف بھی ہو جائے تو محض محبت کی بدولت وہ جلد از جلد رفع ہو [illegible] سوانح [illegible] میں ایک زبردست اسوہ ہے فتح [illegible] کے بعد حضور نے مال غنیمت جدید الاسلام قریش رؤسا میں تقسیم کر دیا اس پر انصار کی طرف سے یہ آواز نکلی کہ مصائب کا شکار ہم ہوئے اور مال غنیمت وہ لے گئے [illegible] حضور نے یہ تقسیم طرح جدید الاسلام رؤسا کی تالیف قلوب کے لئے کی تاہم حضور نے اطمینان خلاطر کے لئے ایک جلسہ منعقد فرمایا اور [illegible] بلیغ تقریر کے بعد فرمایا۔ اے انصار! کیا تم نہیں چاہتے کہ [illegible] بکریاں لیں اور تم اپنے گھر

لیکر محمد کو[illegible] اس فقرہ کا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ جلسے میں قیامت بپا ہو گئی انصار چیخ اٹھے روتے روتے ڈاڑھیاں تر ہو گئیں روتے تھے اور پکارتے تھے کہ ہمیں محمد ہی چاہیئے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

اور کیا اس واقعہ کو آجکل کے مسلمان اسوہ نہیں بنا سکتے؟ حالانکہ ان پر رسول دو عالم کا اسوہ فرض ہے آج عوام کو جو بدظنی اپنے قومی رہنماؤں سے پیدا ہو جاتی ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی موجود نہ رہے اگر وہ اس اسوہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے رہنماؤں سے محبت پیدا کریں اور عوام کی محبت حاصل کرنے میں رہنما [illegible] حضرات علماء اور رہنمایان قوم! ضرورت ہے کہ علمائے کرام حضور پرنور صلعم کے واقعات حیات سے قومی رہبری اور قومی کامیابی کے لئے [illegible] کیا آپ کو اس سے زیادہ لطیف اور زیادہ مفید نمونے نہ مل جائیں گے فکر کی ضرورت ہے یہ آپ کس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب آپ [illegible] کے اور عوام آپکے خونخوار دشمن ہو جائیں گے جا را جا گئے اور محبت پیدا کیجئے [illegible] اپنا مرقع [illegible] بنایئے تاکہ آپ اپنی قوم کی محبت حاصل کر سکیں اور جب [illegible] حاصل کر لینگے تو قوم کا بچہ بچہ آپکے ایک ایک لفظ پر جان دیگا خدا

باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دلی سیر عنبر و

زنانہ بہشتی

[illegible]

جس کو چھوٹی لڑکی پانچ سال کی عمر سے [illegible] سال کی عمر تک پڑھے اور اس [illegible] [illegible] علمی چیزوں کا [illegible] ہیں اس میں بچیوں اور بڑی لڑکیوں [illegible] عمدہ قاعدے لکھے گئے ہیں الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد آ جاتی [illegible] تیاری سامان [illegible] کے بتائے گئے ہیں [illegible] بڑی تحقیق پر شائع ہوا ہے کتاب [illegible]

(۱) [illegible] کی کتاب (۲) [illegible] کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) [illegible] کی کتاب (۸) [illegible] کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز

جو کتاب [illegible] ۳۱ [illegible] [illegible] دیکھئے تاکہ وہ گھر داری کے تمام کاموں [illegible] سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے لئے پوری واقفیت حاصل کر لیں قیمت [illegible] محصولڈاک ۶/

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

[illegible] خاندان اسلام کی [illegible] مقابلہ میں [illegible] اور باوجود یکہ [illegible] افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور معاصر معارف اعظم گڑھ اور الجمعیتہ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقید یں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد نا واقف مسلمانوں میں [illegible] تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۵ جلد یں [illegible] جلد [illegible] ایک جلد [illegible] کے لئے قیمت ۸/ محصول ۱۱/

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

انیس الوارثین

کا مطالعہ کیجئے جس میں علامہ مصنف نے بڑی محنت سے ہر ایک وارث کا حصہ نکال کر درج کر دیا ہے علم فرائض کے جو مسئلے بڑے بڑے مفتی یا عالم نہ حل کر سکیں وہ اس کتاب کی مدد سے آسان ہو جاتے ہیں

قیمت ۸/ محصول ۵/ کل ۱۳/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

محمد عبدہٗ کی شان امتیازی

(از جناب مولانا مولوی محمد الف دین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ڈسکہ)

تقریب (۱) تہذیب و تمدن، روحانی یا اخلاقی تعلیم و تربیت دور دراز مسافتوں، دور دراز و دشوار گذار وادیوں اور انواع و اقسام کی منزلوں کے نشیب و فراز سے گذرتی ہوئی ہم تک پہنچی ہے ہمیں معلوم ہے کہ اس راہ میں مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں جابجا بزرگان دین اور مصلحان قوم اوتار، رشی اور پیغمبران اولو العزم پیدا ہوتے رہے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ ان مقدس ہستیوں اور پیشواؤں میں حضور اعلیٰ و ارفع مقام عبودیت پر متمکن ہیں۔

غیر مسلم شاید ہمارے اس بیان کو مبالغہ آمیز سمجھیں گے مگر ہم واقعات کی روشنی میں ثابت کریں گے کہ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے جو ہر وقت عالم وجود پر نقش ہے۔

حضور کی امتیازی شان دورِ ہبوط اور دورِ صعود

یہ ایک تاریخی صداقت ہے اور تاریخ عالم میں اس حقیقت کی حق شہادت موجود ہے کہ حضور کی امتیازی شان نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہے کہ قبل از بعثت دور ہبوط تھا جس میں انسان شرف و مجد سے عاری تھا ہزاروں خداؤں اوتاروں، دیوتاؤں کی اولاد اور پیغمبروں کا دور تھا انسان ایسا گیا گذرا تصور کیا گیا تھا کہ اس میں ذاتی اصلاح کی استعداد یا قابلیت نہیں رہی اس لئے خدا اوتار یا دیوتا کی شکل میں اصلاح عالم کے لئے آسمان سے آتا رہا ہے یا پھر یہ کہا گیا کہ مسیح ابن خدا ہے یا لوگوں نے اسے ابن خدا بنا دیا یہ ذلت انسان کی انتہا تھی اور اس قسم کے نسخے ورثاء الفطرت یا فوق الانسان تھے جن کی پیروی نہیں کی جا سکتی تھی نہ پیروی کرنے کی ہمت باندھی تھی۔

حضور کی بعثت کے بعد دور صعود کا آغاز ہوا۔ وہ ہے انسان کامل جس کی پیروی کی جا سکتی ہے چنانچہ کی گئی۔ انسان نائب خدا اشرف مخلوق نیکیوں اور مکارم اخلاق میں سبقت و نمائش تقیاد کرتا ہوا قرب خداوندی تک بلند ہوا۔

استحکام توحید (۳) یہ خاص انعام آپ کا ہے جو اس سے پہلے کسی نبی یا رسول کے حصہ میں نہیں آیا توحید بے شک قدیم ہے اور اس کو مقدس انبیاء نے پیش کیا اور قدیم زمانہ میں ہندوؤں، مجوسیوں، یونانیوں اور چینیوں کی توحید قابل بحث ہے کہ ان کا خدا قائم بالذات نہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا خدا بھی ابنیت عزیر اور ابنیت عیسیٰ اور تثلیث کی بھول بھلیوں میں قائم بالذات نہ رہا۔

خدائے محمد ہی قیوم قائم بالذات اور لیس کمثلہ شی ء کے آئین محکم کی ماتحت ہو۔ وحدانیت کی بلندیوں پر پرواز سے حضور کی بعثت سے پہلے بھی خدا تھا مگر وہ وحدہٗ لاشریک نہ تھا انسان بھی تھا مگر وہ عبد خدا یا خلیفۃ اللہ نہ تھا یہ شرف حضور کے حصہ میں آیا کہ آپ کا خدا رب العالمین لاشریک لہ ہے اور عبد عبودیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہے استحکام توحید ہی اکمال دین ہے اور یہی اتمام نعمت ہے اور یہی وہ نعمت ہے جو حضور نے عالم انسانی کو عطا کی اب توحید کا سرچشمہ ہمیشہ کے لئے کفر و شرک کی آمیزش سے پاک ہو گیا۔

دورِ مشرکانہ اور دورِ موحدانہ قبل از بعثت تھا دور مشرکانہ اور ذلت انسانی جس میں عدم مساوات کا دور دورہ تھا۔ تمدن ناقص، اصولی نیکیاں ناپید انسانیت عارضی عوارض میں گم۔ بعد از بعثت ہوا دور موحدانہ حرمت انسانی اور مساوات۔ [illegible] تمدن کامل، اصولی نیکیوں کو بلند جگہ دی گئی کوئی امارت کوئی غربت کوئی منصب کوئی پیشہ کوئی حرفت نیکیوں کی جگہ نہیں لے سکتی معیار شرافت پرہیزگاری اور حسن عمل ہے اور بس۔

دورِ مشرکانہ اور دورِ موحدانہ کی خصوصیتیں دور مشرکانہ میں شرک کا [illegible] تھا اور موحدانہ کا [illegible] توحید ہے دور مشرکانہ میں انسان کا کوئی نصب العین نہ تھا اس لئے وہ ہر حالی پست ہمت رذیل اور مذبذب تھا دور موحدانہ میں اس کا نصب العین معین ہوا اس لئے وہ حنیف، بلند ہمت، شجاع اور راسخ العزم بن گیا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ابتدائی حالت میں شرک نے غیر اللہ سے امید و بیم کی شکل اختیار کی جس کی وجہ سے انسان اشیاء پرست شجر پرست مخلوق پرست روح پرست اور بت پرست ہو گیا۔

جب انسان نے دنیا کی ابتدائی منزل سے کچھ آگے بڑھا تو شرک نے تکبر و غرور کی صورت اختیار کی اور ملوک ان میں سے دوسرے بنی نوع کی کسی قدر نمائش کی معاذ اللہ خدا کی طرح پرستش کیا جانے لگا۔ نمرود شداد، فرعون، جمشید وغیرہ اس کلیہ کی نظائر ہیں جب سوسائٹی [illegible] زیادہ عام ہو گئی تو اس قسم کے لوگ اوتار اور دیوتاؤں کی اولاد کہلانے لگے۔

چنانچہ [illegible] سورج [illegible] چاند و سورج کی اولاد کرشن جی مہاراج اوتار اور سکندر [illegible] کی اولاد سے شمار کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں، مصریوں، یونانیوں [illegible] اور کلدانیوں کے علم الاساطیر (مائیتھالوجی) میں اس قسم کی بیشمار مثالیں ملتی ہیں۔

ان بادشاہوں کے مصاحب بالعموم اوقات "بادشاہ گر" پجاری ہوا کرتے تھے یہ جماعت بھی تکبر ہی نے پیدا کی تھی۔ چنانچہ ہندوؤں کے برہمن، زرتشتیوں کے موبد، نورانیوں کے ماگی، یہودیوں کے احبار اور عیسائیوں کے پادری اور پوپ سیاہ و سفید کے مالک اور بہشت و دوزخ کے ٹھیکیدار تھے۔

ان کے سامنے داسول رشود ہوں۔ غلاموں اور دیگر ادنیٰ ذاتوں کی کوئی حقیقت نہ تھی رومانیوں اور منومی کے نظام معاشرت سے ہر ایک واقف ہے ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کریں گا جس کو نوشیرواں عادل کی نسبت فردوسی نے شاہنامہ میں درج کیا ہے " ایک موچی نے درخواست کی کہ اس کے بیٹے کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ حکومت کی طرف سے ادنیٰ اقوام کو تعلیم حاصل کرنے کی ممانعت تھی۔ نوشیرواں نے درخواست نامنظور کرتے ہوئے خیالات رائج الوقت کا یوں اظہار کیا ہے

ہنر یابد از مرد موزہ فروش ... سپارد بدو چشم بینا و گوش
بدست خردمند مرد نژاد ... نماند بجز حسرت و سرد باد

یہ وعدہ شکرانہ کے عادل کی رائے سے تا بہ قال چہ رسد۔

دختر کشی بھی تکبر ہی کی وجہ سے تھی کیونکہ مغرور و متکبر انسان لڑکی کو کسر شان تصور کرتے تھے ہر ایک ملک میں کم و بیش یہ رسم دختر کشی جاری تھی فردوسی کی مسند پر جو اس سے پہلے گزرا ہے یوں اقتطراز ہے

نگو گفت دانا کہ دختر مباد ... چو باشد بجز خاک آن شو مباد

جب ظہور اسلام سے دور موحدانہ کا آغاز ہوا اور سورہ فاتحہ نے ربوبیت عامہ رحمانیت رحیمیت تامہ اور مالکیت خدائے ذوالجلال والاکرام کا سکہ چار دانگ عالم میں بٹھا دیا تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ موحد ڈرتا ہے خدا سے صرف خدا سے اور ڈراتا ہے ساری دنیا کو جھکتا ہے خدا کے آگے جھکاتا ہے ساری دنیا کو اپنے آگے محکوم ہے خدا کا حاکم ہے سارے جہان کا ہے

امید و بیم۔ خوف و رجا غرضکہ اس کی ہر ایک ادا خالصتاً اللہ ہوتی ہے ہے

نہ غیر اللہ سے ڈرنا خدا کی راہ میں تا ... یہی ایمان کامل ہے نشان مومنانہ باقی
اب تکبر و غرور کی بجائے تذلل و انکسار ہے مگر کہاں جناب احدیت میں اور بس ہے

فرق نیاز فرش زمیں پہ دھرا ہوا ... ہمت کا پاؤں عرش بریں پر گڑا ہوا

اس تذلل و انکسار نے مساوات پیدا کی جس سے رعایت اخلاق اور معاشرت کے سب عقد حل ہو گئے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ ایہا الناس اکرم و اشرف ہو تم میں متقی ہے عبث یہ امتیاز ابن فلاں ابن فلاں نہ یہ جاری رہے نہ احبار و رہبان اور نہ پادری و پوپ عبد اللہ و رسولہ اور انا بشر مثلکم نے انا پرستی اور بادشاہ پرستی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا توحید کے سرچشمہ پر عبودیت اور بشریت کا مضبوط بند لگا کر اس پاک اور طاہر سرچشمہ کو شرک و کفر کی آمیزش سے ہمیشہ کے لئے صاف کر دیا حضرت علی اس تعلیم سے متاثر ہو کر یوں نغمہ زن ہے

انا ابن الفتیٰ کسلیثی ادبی ... او کنت من عجم او من العربی
ان الفتیٰ من یقول ہا انا ذا ... لیس الفتیٰ من یقول کان ابی

غرور نفس کی جڑ کاٹ دی گئی دختر کشی عرب میں اس آیہ کریمہ کے نزول کے واذ المؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت کبھی نہیں کی گئی جب حکومتیں زیادہ منتظم شکل میں نمایاں ہوگئیں سوسائٹی نے دنیاوارانہ تہذیب میں ترقی کی تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ شرک دربار کی صورت میں موجود ہے اس کے مقابل روحانی دنیا میں ہم یہ روح افزا منظر دیکھتے ہیں کہ توحید " اخلاص " کی شکل میں حکمرانی کر رہی ہے ریا میں دو دلی ہے تو اخلاص میں یکدلی۔

مختصر یہ کہ شرک منبع سیئات ہے اور توحید منبع حسنات ، شرک ظلم ہے اور توحید عدل۔

رذائل اور فضائل کی لمبی فہرستوں پر جو علمائے اخلاق نے مرتب کی ہیں جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کے اچھا یا برا ہونے کا معیار ہے کہ کہاں تک وہ شئے قرین وحدت یا بعید از وحدت ہے جس قدر وہ شئے قرین وحدت یا منجر بوحدت ہوگی اسی قدر وہ شئے فضائل میں شمار کی جائیگی اگر اس شئے میں وحدت نہیں یا اگر وہ منافی وحدت ہے رذائل میں جگہ لیگی دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ شرک افراط و تفریط ہے اور توحید عدالت ریا، نفاق، بغض، عداوت، حسد، کینہ وغیرہ رذائل ہیں کہ ان میں وحدت نہیں دو دلی ہے۔

اخلاص، اتفاق، مساوات، اخوت، محبت وغیرہ فضائل ہیں کہ ان میں وحدت ہے یا منجر بوحدت ہیں۔

حسن اچھی چیز ہے اس میں تناسب اعضاء کی وجہ سے وحدت ہے نغمہ دلکش ہے کہ اس میں عدالت ہے۔ عدالت ہی وحدت کی ایک نوع ہے نظم میں بھی وحدت ہے اور یہی وجہ ہے کہ شاعری و موسیقی فنون لطیفہ میں شامل ہیں۔

معاشرت اور تمدن کی بنا وحدت پر ہے اس میں بھی فریقین ایک امر متفقہ اور متحدہ پر متفق ہیں غرضکہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اس کو خوش اسلوبی کے ساتھ بسر کرنے کے لئے وحدت کی شان پائی جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ شرک تمام برائیوں کی جڑ ہے اور توحید تمام نیکیوں کی اصل دور شرکانہ کی یہ خصوصیت تھی کہ انسان بیرونی طاقتوں کی پیروی اور اطاعت کیا کرتا تھا اور بیرونی طاقتوں کا تعبد شرک کے تاریک غار میں لے گیا تھا۔

دور موحدانہ میں اندرونی طاقت کی پیروی کرنے لگا اور یہ اندرونی طاقت کی اطاعت یا یوں کہو کہ قوت ضمیر کی متابعت اس توحید کے پر فضا میدان میں لے گئی۔

ہم واقعات کی روشنی میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دور مشرکانہ کا خاتمہ [illegible] میں جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت تعلیم سے دور موحدانہ کا آغاز ہوا صلی اللہ علیہ وسلم

حضور کے خاص امتیازات

آپ کی کتاب محفوظ ہے سینوں میں اور سفینوں میں کوئی اور آسمانی کتاب ایسی محفوظ نہیں (۲) آپ کا پیغام کافۃ للناس ہے انسانیت کے وعادی نسل رنگ ملک وطن اور حسب و نسب وغیرہ عارضی عوارض سے مقدم رکھے گئے ہیں (۳) آپ بیک وقت بانی مذہب بانی قوم اور بانی سلطنت تھے ایسی نمایاں کامیابی کسی ہادی یا رہبر کو نصیب نہیں ہوئی کہاں وہ بیکس یتیم اور کہاں وہ شہنشاہ عظیم یہ ایک عظیم الشان

معجزہ ہے جو حضور کی صداقت اور بے مثال تعلیم کا شاہد ہے (۳) بڑے مذہب اپنی اشاعت میں راجہ اشوک کی زرتشتی مذہب دارا گشتاسپ کی اور عیسائیت قسطنطین اعظم کی تلوار کی ممنون ہے مگر حضور کے مذہب کی اشاعت خود آپ کی زندگی میں ہوئی خود بادشاہ ہوئے اور ایسا سلسلہ شاہان اسلام کا قائم کیا جو خدا کے فضل و کرم سے ابتک قائم ہے۔

عبدہ اللہ اکبر یہ پیارا خطاب حضور کی امتیازی شان کا مظہر ہے عبدیت "استحکام توحید" کی قطعی اور بین دلیل ہے آپ کی تعلیم اور قرآن حکیم کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ توحید کی ضد ہے اور شرک ، توحید کی ضد کثرت نہیں اگر کثرت کی نفی کر دی جائے اور توحید کا تحقق نہیں ہو سکتا پس وحدانیت یعنی توحید کو وحدت یعنی ایک نہیں بنانا چاہیے اس خیال سے دنیا میں رہبانیت اور اشراقیت نے جمود و اور رہبانیت کو پیدا کیا اخلاقی ذمہ داری سے انسان سبکدوش ہو گیا ... یا الذات کو نہیں ... سرگرمی اعمال کا سرچشمہ یا قرب خداوندی

کو نصب العین ٹھہرایا نہ کہ اتحاد خداوندی کو کیونکہ خدا ہمہ اوست کا نظریہ نتیجہ میں انسانی تباہ کن ہے جیسا کہ ... پس قربان جائیے حضور صلعم پر کہ آپ نے اپنی ذات اقدس پر عبدیت اور بشریت کی تبلیغ کر کے معبود کی وحدانیت کو تکمیل ... کر دیا قرب خداوندی کے حصول کے لئے اخلاقی دستور بیش از بیش پیدا ہوئیں سے

اکرم الناس عبدہ ہے خطاب	ہیں بشر مثلکم وہ عالی جناب
عبدہ سے یہ کھل گئے اسرار	اب نہ آئیگا یاں کوئی اوتار
واسطے سارے ہو گئے زائل	تھے جو معبود عبد میں زائل
بام رفعت سے گر گئے یک بار	برہما پوپ سو بد اور احبار
... ... جنیت	عبدہ ہے نبوت عبدیت
سب سے اعلیٰ ہے شان عبدیت	نادخلی فی عبادی سے غایت

اللہ اکبر کیسا معزز خطاب ہے کہ خدا پرستی کے سامنے شخصیت پرستی کی جڑ ہی کاٹ گئیں ... ہاں ... واجب اور لازم ہے مگر شخصیت پرستی جائز نہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ... پرستش کو ناجائز قرار دیتے ... میں۔

چند نادر اور نایاب کتابیں

بغیر استاد کے فارسی سکھانیوالی کتاب فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند دنوں میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کر سکیں گے فارسی بول چال کے طریقے اور ... خط و کتابت اور کاروبار ... گفتگو کے طریقے ... ایسے خاص الفاظ ... فارسی میں ... کی تشریح اور ساتھ ہی ایک ... بہترین عمدہ کتاب ہے قیمت ... محصولڈاک علاوہ

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ

کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے ... کی حالت سے نکل کر سلطنت کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری سے ... عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کرنے کی کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا وہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین اسلام آخر حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا ترکوں کا وہ عروج ہوا کہ ٹری بڑی سلطنت کے تاجداروں نے ترکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے اپنے آپ کو محفوظ کیا غرضکہ اس کتاب میں ترکوں کے ۳۰ بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کر کے آخر میں ترکان احرار غازی انور پاشا و مصطفیٰ کمال پاشا کے حالات اور خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے حالات بھی درج ہیں کتاب میں ... کے قریب تصاویر ہیں کتاب کا نام "تاریخ سلاطین"

آل عثمان" ہے جس کی قیمت عہ محصولڈاک ... کل ...

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا تھا ... کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں ... اور نامرادی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جن سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائیگا اور آپ میں حریت اور آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں سلطان کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف ۱۲ ر

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانحعمریاں یہ چار ننھی کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے سال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان حضرت علی کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں قیمت عہ محصولڈاک ... کل ...

(۲۰۰)

یہ سب کتابیں اس پتہ سے منگائیے تمیدیہ بک ڈپو پوسٹ بکس ... دہلی

سرورِ کائنات کے نکاح

(از مصورِ غم علامہ راشد الخیری ؒ)

غیر مسلم حضرات بالخصوص مشنری مسلمان عورتوں کو بہکانے میں اکثر کثرت ازدواج سے کام لیتے ہیں اور چونکہ یہ مسئلہ فطرتاً عورت کے خلاف ہے اسلئے معمولی مسلمان عورتوں میں یہ منتر کامیاب ہو جاتا ہے میرے لڑکپن کا ذکر ہے کہ میری ایک عزیز کو غیر مسلم استانی پڑھانے آتی تھیں ان کے شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا اور وہ اس سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ شوہر سے قطع تعلق پر آمادہ ہو گئیں تمام خاندان کو تشویش ہوئی معلوم ہوا کہ اس کی تہ میں استانی صاحبہ کام کر رہی ہیں!

ہم کو کیا کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں کہ حضور اکرم کی نو بیویاں تھیں اور اسلام نے چار بیویوں کی اجازت دی ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان بیویوں کے ہونے کا کیا مقصد تھا اور چار نکاحوں کی اجازت کا کیا منشا ہے۔

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ سوا ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے حضور اکرم کی کوئی بیوی کنواری نہ تھی اور بعض تو عمر میں دگنی نہیں تو ڈیوڑھی ضرور تھیں۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ منافقین ایک دو دفعہ نہیں بار ہا یہ عرض کر رہے تھے کہ اگر تو ہمارے بتوں کو نہ برا کہے تو جس قبیلہ کی اور جس گھر کی اور جو لڑکی تو پسند کرے ہم اس کا نکاح تجھ سے کر دیں خوبصورت سے خوبصورت معزز سے معزز اور مالدار سے مالدار مگر آپ نے انکار کر دیا اور ہر مصیبت اور تکلیف وہ ایذا اور وہ اذیت جس کا خیال بھی انسانیت کے لئے روح فرسا ہے گوارا فرمائی اس حقیقت کو سامنے رکھکر کون ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ ان نکاحوں میں نفسانیت شامل تھی ہم کو اور ہر کو نہیں ہر ایماندار کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ شروع سے آخر تک کوئی نکاح ایسا نہیں ہے جو مفاد اسلام سے متعلق نہ ہو۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر بی بی خدیجہ سے نکاح نہ ہوتا تو اسلام کی یہ اشاعت ممکن تھی اور اگر ام المومنین ابتدائی حالت میں شریک نہ ہوتیں اور اپنی دولت اسلام پر قربان نہ کرتیں تو یہ کامیابی باسانی میسر آجاتی۔

دو میاں بیوی اسلام قبول کر چکے مگر ان کے عزیز اور دوست ان پر طرح طرح کی مصیبتیں اور سخت سے سخت اذیتیں دے رہے ہیں مگر کوئی تکلیف ان کے قدم نہیں ڈگمگا سکتی یہاں تک کہ دن کا راستہ اور رات کا سکون بھی ختم ہو گیا! باہر نکلتے ہیں تو لکڑیاں پڑتی ہیں اور گھر بیٹھتے ہیں تو پتھر آتے ہیں۔

زمین جان کی دشمن اور آسمان خون کا پیاسا ہے دو کمزور انسانوں کے خلاف مکہ کی ایک پوری طاقت اٹھ کھڑی ہوئی شرارت و خباثت کے شعلے فضا میں تمکنت اور سیلاب نخوت میں روسیاہ دلوں سے بلند ہو رہے ہیں سر پتھروں سے اور جسم لکڑیوں سے زخمی ہوتے ہیں اور تین سال کے معصوم بچہ پر کڑاکے کے فاقہ گزر جاتے ہیں۔ جب رات کی دوسری اور تیسری منزلیں دن کا شور و غوغا ختم کر دیتی ہیں اور زندگی کی ضرورتیں نظام عالم سے ہمنوا ہو کر دنیا اور اس کے بسنے والوں کو بیخبر کر دیتی ہیں تو شوہر اس توقع پر گھر سے باہر نکلتا ہے کہ شاید کوئی مسلمان اس کی خاموش بیوی اور بیگناہ بچہ کا پیٹ بھر دے مگر گنتی کے چند مسلمان بھوک کی آگ کو پتھروں سے دبائے مصروف عبادت نظر آتے ہیں۔ حقیقت تازیانہ بنتی ہے اور عقیدت ہر کلفت فراموش کر دیتی ہے۔

جس وقت رات کی حکومت فنا کے قریب پہنچتی ہے تاریکی فلک میں پھیلی شروع ہوتی ہے اور صدائے توحید فضا شرک کے ٹکڑے اڑاتی ہے تو ادائیگی فرض کے بعد شوہر کی گردن دربار رسالت میں جھک کر اپنی داستان مصیبت زبان پر لاتی ہے پرستاران توحید کی ہمنوائی تکالیف و مصائب کی انتہا قلب مقدس کو مجروح اور چشم مبارک کو نم کرتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ تم لوگ ہجرت کرو مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے جاؤ۔

تین سال کا بچہ اس کا باپ ابو سلمہ اور ماں ام سلمہ حبشہ پہنچ گئے مگر یہ زمین بھی آسمان سے خالی نہ نکلی دشمنوں نے پیچھا کیا اور نت نئے ظلم توڑے گئے لاتعداد نعرے درود اسلام کے اس ذات مقدس پر جس کی صداقت نے ان ذروں کو مسخر کیا اور ہزار ہا تحفے مبارکباد کے اس محترم خاتون پر جس نے اپنی اور شوہر کی ہر راحت رسالت پر قربان کر دی حبشہ مکہ سے زیادہ ظالم نکلا اور ابو سلمہ کا ہر قدم مصیبت کا پیام بن گیا یہانتک کہ ام سلمہ مستقل مزاج آنکھوں نے اپنے عزیز رفیق شوہر کی موت اس طرح دیکھی کہ پتھروں سے اس کا سر چور چور اور جسم سے خون کے فوارے جاری تھے۔

تاریخ اس استقلال پر سر دھنتی ہے اور انصاف مرحبا کے پھول بصد ادب ام سلمہ کے پاک جذبات پر نثار کرتا ہے شوہر کی موت اس محترم خاتون کے پائے استقلال نہ ڈگمگا سکی اور فانی زندگی کے عارضی تعلقات واقعیت پر قربان ہوئے۔ توحید کا یقین کامل صبر و شکر کے جواہرات لٹاتا ہوا سامنے آیا اور دل نے بیساختہ صدا دی کہ حیات ناپائیدار کی گھڑیاں اس دربار میں بسر کروں جہاں یتیموں اور رانڈوں کا والی وارث اپنے جلوے سے دنیا کو جگمگا رہا ہے اتنا کا جوش عبودیت پر نثار ہوا اور تکلیفیں راحت کے لباس میں سامنے آئیں بچہ کو گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئی۔

ایک بے وارث عورت بچہ کو ساتھ لئے حبشہ کی سڑک پر بھوکی پیاسی چلی جا رہی ہے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل کی آہیں زبان تک پہنچکر خاموش ہو جاتی ہیں کلیجہ کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں اور فراق شوہر کی اٹل مصیبت قدم قدم پر پہاڑ بن رہی ہے چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتی ہے کہ شاید بچھڑی ہوئی صورت دکھائی دے جائے ٹوٹے ہوئے دل کی تسکین ہو اور بھولی ہوئی آنکھیں چھوٹے ہوئے شوہر کے دیدار سے منور ہو جائیں حسرت و یاس سے حبشہ کو الوداع کیا اور شوہر کی

بیٹیوں کو دور ہی سے خدا حافظ کہکر آگے بڑھی دل تڑپ رہا ہے آنکھوں میں اندھیرا ہے دنیا اجاڑ اور زندگی پہاڑ ہے مایوس ہوکر موت کی خواستگار ہوتی ہے مگر بچہ کی محبت زبان روکتی ہے اور مامتا کے ہاتھ ایک خاموش جذبہ میں ڈوب کر اس کو کلیجہ سے لگا لیتے ہیں اونٹ اپنی رفتار میں محو ہے ہوا بدستور اپنا کام کر رہی ہے اور آفتاب لحظہ بہ لحظہ تیز ہو رہا ہے اور پندرہ بیس ام سلمہ کا معصوم بھوکا اور پیاسا ماں کی گود میں ہے مگر بی بی سلمہ کا کیا ذکر نہ صرف پانی اور غذا ہی سے محروم رہے بلکہ یہ بھی خبر نہیں کہ راستہ کدھر ہے منزل مقصود کہاں اس قیامت خیز ساعت میں جب مصیبت نے جان پر بنا دی صرف ایک ارمان ہے اور وہ یہ کہ محبوب رب العالمین کے قدموں پر سر رکھکر فدا ہو جاؤں۔

ریگستان عرب کے بگولے ایک بیوہ عورت کے مقابلہ کو آگے بڑھے تمازت آفتاب نے پوری طاقت سے حملہ کیا بھوکا بچہ پیاس سے بلبلا گیا مجبور و لاچار ماں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور خدا کا شکر کرتی ہوئی آگے بڑھی۔

دوپہر کا سنسان وقت ہے ریتیلے میدانوں میں دور دور انسان کا پتہ نہیں پرند اور چرند ہانپتے کانپتے پہاڑوں کے سایہ میں خاموش بیٹھے ہیں حرارت کے میدانوں میں آگ لگ رہی ہے ریگ و آتش کا ایک دریا ہے جو آسمان سے زمین تک لہریں لے رہا ہے کلمۂ توحید کی شیدائی ام سلمہ ریگ کے دریا میں تیرتی اور خاک کے میدان میں دوڑتی چلی جا رہی ہے اس کا شوق ہر اذیت پر غالب اور عقیدت ہر مصیبت کو ٹھکرا رہی ہے بچہ کو کلیجہ سے لگائے چلی جا رہی ہے کہ سامنے سے چند آدمی نمودار ہوئے اور کہا۔

تیرے شوہر یعنی اپنے بھائی کو ہم نے قتل کیا اور اس کے کفر کی سزا دیدی اب تو کہاں جاتی ہے ابو سلمہ کیفر کردار کو پہنچا اور اس کی موت سے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا تو اگر اپنے اعمال سے توبہ کرے اور اپنی حرکتوں سے باز آئے تو ہماری بہن ہے ورنہ اسی طرح تیری آنکھوں کے سامنے تیرے بچہ کو قتل کریں گے تو نے مسلمان ہو کر تمام خاندان کو بٹہ لگایا شوہر کھو یا بچہ کھو رہی ہے اب بھی باز آ ورنہ در در کی بھیک ہوگی اور تو ہوگی۔

عقیدت اور مامتا کا برا مقابلہ تھا ننگی تلواریں سر پر چمک رہی تھیں طاقتور ہاتھوں نے بےبس ماں کی آغوش سے بچہ چھینا اور اس ننھی سی جان کی گردن پر تیغ آبدار رکھکر ماں سے پوچھا "بول کیا کہتی ہے؟"

بچوں والی مائیں اس کیفیت کا فیصلہ اور اس حالت کا اندازہ کریں کہ مامتا والی ماں کے قلب پر کیا گذر رہی ہوگی آنکھ سے آنسو جاری تھے اور نگاہ اس بچہ کے چہرہ پر تھی جو گردن پر تلوار لئے موت کی گود میں لیٹا تھا محبت کا جوش امنڈا ہائے کہکر اونٹ سے کود پڑی اور بچے پر گر کر کہا۔

ابو سلمہ خوش نصیب تھا کہ کلمہ توحید پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا اور تم کو دکھا گیا کہ آنکھوں والے کس صداقت سے فانی زندگی کو ٹھکرا کر شاداں و فرحاں موت کی گود میں کھیلتے ہیں ابو سلمہ تم کو سبق دے گیا اور اس کو موت بتا گئی کہ خدائے واحد کی پرستش کرنے والے مسلمان کس طرح صداقت پر قربان ہوتے ہیں سلمہ میرا چار برس کا بچہ ہے اس جیسے سات بچے ہوتے تو اسلام پر قربان کر دیتی کیا تم سمجھتے ہو کہ اس چاند کی محبت میرا منہ حق سے موڑ دے گی اور مامتا کی آگ میری ابدی زندگی کو خاک سیاہ کر دے گی میں جس رسول پر ایمان لا چکی جس پر اسکے باپ کو قربان کیا وہ ہادی برحق ہے اور یہ حقیر تحفہ بھی اسی کی رسالت پر فدا کرتی ہوں۔ ہاں ایک التجا ضرور کرونگی ابو سلمہ تمہارا بھائی تھا اس کے احسانات اگر تم کو یاد ہوں اور تمہارا ایمان اجازت دے تو ان کا واسطہ دیکر کہتی ہوں کہ ابو سلمہ کے بعد بچہ کی صورت مجھکو نہ دکھاؤ اور اس سے پہلے مجھکو قتل کر دو۔

ریگستان عرب میں ایک سنگدل قہقہہ گونجا اور ظالم و جابر ہاتھوں نے ماں کو گھسیٹ کر بچہ سے جدا کیا جس نے ایک آخری نظر بچہ پر ڈال کر آنکھیں بند کر لیں اور یہ کہکر اونٹ پر بیٹھ گئی۔

تم اور تمہارے جھوٹے خدا، تم اور تمہارے بیکار بت، تم اور تمہاری مشرک جماعت تم اور تمہارے کافر قبیلے مکہ اور حبشہ کی پوری طاقت کو شامل کر کے بھی مجھکو خدائے واحد سے گمراہ نہیں کر سکتے تم بچہ کو قتل کرو اس کا خون میرے ان گناہوں کا کفارہ ہوگا جو قبل از اسلام مجھ سے سرزد ہوئے میں بہ طیب خاطر اپنے ہادی اور مولا پر اس لال کو قربان کرتی ہوں اور کہدیتی ہوں کہ اب میرا اور تمہارا فیصلہ قیامت میں ہوگا۔

کیا دنیا کا کوئی مذہب کوئی ہادی کوئی قوم کوئی تاریخ ایسی یا اس جیسی ایک مثال بھی پیش کر سکتی ہے دولت کی قربانیوں سے کارخانۂ حیات محروم نہیں مگر کلیجہ کے ٹکڑوں کی قربانیاں جن سے چمنستان اسلام لہلہا رہا ہے عدیم النظیر ہیں۔

بی بی ام سلمہ کا اونٹ کھڑا ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے آگے بڑھکر نکیل پکڑی اور ان کو یہ کہکر رکا دیا۔

"اونٹ ہمارے بھائی کی ملکیت ہے تجھکو جہاں جانا ہے پیدل چلی جا"

عرب کا وہ ریتلا میدان جس کی زمین آسمان کی طرح حد نگاہ ہے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے دریائی بھنور سے زیادہ خوفناک بگولے ہوا میں اڑ رہے ہیں آفتاب آگ برسا رہا ہے اور ریگ کے تودے فضائے آتش میں آفت بپا کر رہے ہیں کوسوں شجر حجر انسان حیوان کسی کا پتہ نہیں اس قیامت خیز ساعت میں ام سلمہ پا پیادہ بھوکی پیاسی چلی جا رہی ہے، بیٹھتی ہے اٹھتی ہے چلتی ہے گرتی ہے، توحید کی نورانی شمع اس کے دل میں روشن ہے اور زبان رسول ہاشمی کے نعرے لگا رہی ہے رشتے کی طرح وہ دنیا کے تمام تعلقات بھول چکی بچہ کی محبت اور شوہر کا خیال دونوں اس کے دل سے رخصت ہوئے آسمان و زمین اس کی تماشہ دیکھ رہے ہیں مگر منزل مقصود کے سوا اس کے سامنے کچھ نہیں دن اور رات اس کے سامنے ایک ہیں اور ریت اور پہاڑ یکساں پاؤں جل رہے ہیں اور جسم پکنا چور ہے خوف و ہراس اور بھوک پیاس دور ہو چکے وہ اس کوشش میں منہمک اور اس خیال میں نہال ہے کہ موت سے قبل چہرۂ اقدس کی زیارت کرے۔

چشم فلک کی متحیر نگاہوں نے بالآخر دیکھ لیا کہ کس طرح قدرت

مشکل کو آسان محال کو ممکن، اور پتھر کو پانی کر دیتی ہے ہجرت کے خاطر آگ کے طوفان سے نکل کر مرنے کی صورت ام سلمہ مدینہ کی گلیوں میں پہنچیں اور مسلمان اپنی بہن کے جذبہ شوق و استقلال پر باآواز بلند چلا اٹھے۔

مرحبا۔ مرحبا۔ مرحبا

تاریخ اسلام اُم المومنین بی بی سودہؓ کے ان الفاظ کو ہر وقت جگمگا رہی ہے کہ وہ چونکہ عمر میں سرور دو جہاںؐ سے بہت زیادہ تھیں اس لئے فرمایا کرتی۔

"میرے واسطے یہ عزت کچھ کم نہیں کہ قیامت تک مسلمانوں کی ماں کہلاؤں"

اب ذی فہم حضرات فرمائیں کہ بی بی سلمہ کی ان خدمات کا معاوضہ اسلام کیا ادا کر سکتا ہے فطرت نسوانی اس کے جواب میں ام المومنین بی بی سودہ کے الفاظ دوہرائے گی اور عقل سلیم آنکھیں چار کرکے اس دعوے سے اتفاق کرے گی کہ حضور اکرم کا ہر نکاح اسلام کے واسطے تھا اور کسی نکاح میں نفسانیت شامل نہ تھی۔

ہم نے اس بحث کے شروع میں لکھا ہے کہ اگر بی بی خدیجہ سے نکاح نہ ہوتا تو کیا اسلام اس قدر آسانی سے ترقی کرتا اب ہم پھر دوبارہ سوال کرتے ہیں کہ کیا بی بی ام سلمہ کی خدمات کا معاوضہ جو نہ زیادہ حسین تھیں نہ کنواری یہ نہ تھا کہ وہ ہماری ماں بنیں اور ام المومنین کے لقب سے سرفراز ہوں۔

المختصر نکاح کا جو مقصد سمجھا جاتا یا سمجھا جا سکتا ہو سرور دو عالم کے نکاحوں میں اس کا کہیں وجود نہیں ہر نکاح صرف ترقی اسلام کے واسطے تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر معقول پسند کو اتفاق کرنا پڑے گا اب غیر مسلم حضرات کا ایک اعتراض اور باقی رہ گیا اور وہ اسلام کے تعدد ازدواج کا مسئلہ ہے:

ہم نے اس رسالہ میں کسی جگہ عرب کے اس تمدن کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی جس میں چار بیویوں کی حد تھی نہ ہزار کی نہ چار ہزار کی ان لوگوں کو اگر ایک نکاح پر بند کر دیا جاتا تو رسول کیا اگر خدا بھی آکر کہتا تو یہ ہزاروں کوس دور بھاگتے ضرورت تھی کہ

"بہ مرگش گیر تا بہ تپ راضی شود"

چار کا تعین محض مصلحت تھی اسی واسطے اس کے ساتھ عدل حقیقی کی ایسی شرط تھی جو واجب التعمیل ہی نہ تھی علاوہ ازیں یہ حکم نہ تنہا صرف دل خوش کرنے کے واسطے ایک قسم کی اجازت تھی مگر مسلمانوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسلام کو بدنام کر دیا اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کے ساتھ وہ گروہ بھی ہے جس کی زبان پر ہر وقت قرآن و حدیث کے نعرے ہیں اور جس نے اسلام کی بڑی خدمت یہ ہی سمجھی ہے کہ خود وہ دو تین بیویاں کرے اور دوسروں کو جھوٹی حدیثوں کے جال میں پھنسائے۔

اسلام کا دامن اس داغ سے قطعاً پاک ہے اور سرور دو عالم نے عورت کو جو عزت عطا فرمائی وہ دنیا کے کسی مذہب کو نصیب نہیں۔

تاریخ مکہ معظمہ و تاریخ مدینہ منورہ

اگر آپ حرمین شریفین کی زیارت کرنا چاہتے ہیں تو تاریخ مکہ معظمہ و تاریخ مدینہ منورہ کو منگا کر مطالعہ کیجئے جن میں مکہ معظمہ و مدینہ شریف کے ذو کے مسجد نبوی کی نقشہ غلاف کعبہ و غلاف روضہ مقدس کا نقشہ اور دیگر کئی نقشے درج ہیں ان کتابوں میں ہر دو مقدس شہروں میں مفصل تاریخ بیان کرکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر آج تک جو جو واقعات ہوئے ہیں سب کا ذکر کرکے تمام قابل زیارت مقامات کی تفصیل اور ان کی تاریخ درج کیگئی ہے سچ تو یہ ہے کہ ان کتابوں کے مطالعہ سے حرمین الشریفین کی زیارت اور سیر گھر بیٹھے ہو جاتی ہے اور آپ کو یہی معلوم کہ آپ خود جاکر دیکھ آئے ہیں حج کو جانے والے حضرات اگر یہ کتابیں ساتھ لیتے جائیں تو ان کو وہاں رہبر حج کا کام دیں گی قیمت تاریخ مکہ معظمہ ۱۲ تاریخ مدینہ منورہ ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

رحمۃ للعالمین کامل

مجلس میلاد کی رونق کو بڑھانے اور سامعین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس حالات اردو نظم و نثر میں سنانے عاشقان رسول کریم کو جذب دل نے والی پرتاثیر اور دلکش نعتوں کے پڑھانے کے لئے رحمۃ للعالمین کامل کا مطالعہ کیجئے جس میں نہایت صحیح صحیح اور مستند روایات کیساتھ میلاد مبارک کا ذکر درج ہے یہ اپنی طرز کا انوکھا میلاد نامہ ہے ہر دو حصہ کامل ۱۰ اور دس آنے۔

زنانہ اتالیق خطوط نویسی

عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خطوط نویسی کی بہترین کتاب جس کے مطالعہ سے ہر شریف بی بی گھر بیٹھے استاد کی مدد کے بغیر ہر قسم کے خطوط لکھنے کا طریقہ سیکھ سکتی ہے خطوط ایسے دلچسپ اور مفید ہیں کہ خواہ مخواہ ان کو پڑھنے اور لکھنے کو دل چاہتا ہے قیمت صرف ۵ /

زنانہ اسلامی گیت

فضول لغو اور بیہودہ غزلیات اور فحش گیتوں کا جس قدر برا اثر اخلاق پر پڑتا ہے اور ان سے جو جو برے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ کسے معلوم نہیں انھیں خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کی اخلاقی حالت درست کرنے کے لئے اخلاقی اور نصیحت آمیز نظموں کا ایک خاص مجموعہ تیار کیا ہے جس میں ہر قسم کی آسان اور دلچسپ نظمیں درج ہیں اور جن کو لڑکیاں نہایت شوق لے حفظ کر سکتی ہیں۔ جن لڑکیوں اور عورتوں کو گانے کا شوق ہو وہ اس کتاب کو ضرور منگائیں

قیمت صرف ۵ /

ان سب کتابوں کے ملنے کا پتہ۔ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

حجۃ الوداع

(حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق صاحب)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سورہ اذا جاء نصر اللہ کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہو گیا تھا کہ اب اس عالم سے جدائی کا زمانہ قریب آگیا ہے اور ۹ھ میں حج فرض ہو چکا تھا لہٰذا آنحضرت نے ادائے فرض کے ساتھ اس ضرورت کو بھی محسوس فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں کفار نے ارکان حج و سنن ابراہیمی و اسمٰعیلی میں جو تبدیلیاں کی ہیں وہ اپنی اصلی حالت پر عملی طریقہ سے دکھائی جائیں اور بت پرستی کی تمام رسمیں مٹا دی جائیں نیز اس سلسلہ میں شریعت اسلامیہ کے وہ احکام اور اخلاق کے وہ اصول جن پر دین و دنیا کی فلاح منحصر ہے مجمع عام میں بآواز بلند بیان کئے جائیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اس آخری فرض کو درجۂ تکمیل پر پہنچایا اور ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو جامع احکام تھا۔

حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ

اقامت مکہ کے زمانہ میں آنحضرت صلعم نے صرف تین حج کئے تھے آپ عرفات پر تشریف لیجاتے تھے اور اسی تقریب سے منیٰ میں قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آپ سالانہ قربانی کیا کرتے تھے اس قربانی میں دو مینڈھے ہوتے تھے ایک امت کے لئے اور ایک اپنی ذات اور اہل و عیال کے لئے لہٰذا ذوالحجہ ۱۰ھ میں جو حج فرمایا وہ بلحاظ ہجرت یہ پہلا موقع تھا اور چونکہ اس کے بعد پھر سرور عالم کو حج کا موقع نہیں ملا اس لئے اس حج کا نام حجۃ الوداع قرار پایا۔

عرفات و منیٰ میں جو خطبے آنحضرت نے ارشاد فرمائے اور اس کے بعد تمام مسلمانوں کو الوداع کہا اور جو کچھ فرمایا وہ گویا امت کے لئے ایک نصیحت تھی اس بنا پر یہ حج حجۃ الوداع کہلاتا ہے لیکن حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت طاؤس حجۃ الوداع کے نام کو مکروہ سمجھتے۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ اس حج میں آنحضرت نے تبلیغی احکام صادر فرمائے اس لئے اس حج کو حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام بلحاظ فرضیت بھی کہتے ہیں اور چونکہ اس حج میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ہوگئی اس لئے اس کا نام حجۃ التمام والکمال بھی ہے۔

اعلان حج

ذوالقعدہ کے مہینے میں رسول اللہ نے حج کا اعلان فرمایا چنانچہ اعلان کے ہوتے ہی تمام قبائل عرب میں غلغلہ بلند ہو گیا۔ خاص مدینہ میں اس وقت چیچک کا زور تھا اور اکثر آدمی جانے سے معذور تھے تاہم نوے ہزار کا مجمع مدینہ میں ہو گیا اور شرف معیت کے شوق میں راستہ میں ہزاروں اصحاب آکر ملتے گئے چنانچہ مکہ معظمہ پہنچنے تک باختلاف روایت حضور کے ہمراہ ایک لاکھ چودہ، چوبیس یا چالیس ہزار مسلمان مع اہل و عیال تھے۔

مدینہ سے روانگی

دستور کے مطابق روانگی سے قبل آنحضرت نے مدینہ کے انتظام کے لئے ابودجانہ (یا سباع بن عرفطہ) کو حاکم مقرر کیا اور شنبہ کے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ کو آپ نے غسل کیا بالوں میں کنگھی کی تیل ڈالا سفید چادر اوڑھی اور سفید تہمد باندھا اور عزم روانگی فرمایا۔

ازواج مطہرات میں حضرت عائشہؓ سودہؓ حفصہؓ ام سلمہؓ زینبؓ جویریہؓ حبیبہؓ میمونہؓ اور صفیہؓ اور صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ ساتھ ہوئیں آپ نے قربانی کے ۶۳ اونٹ بھی ساتھ لے جن کے گلوں میں بطور نشان ہار (قلادہ) پڑے ہوئے تھے مکہ معظمہ پہنچکر جب حضرت علی یمن سے آکر شریک ہوئے اور انہوں نے ۳۷ اونٹ پیش کئے تو قربانی کے کل اونٹ ایک سو ہو گئے چنانچہ ظہر کی نماز پڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع خدم و حشم مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے

راستے کے حالات

مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ میں جو اہل مدینہ کا میقات ہے مسجد الشجرہ میں سرور عالم نے دو رکعت نماز عصر (نماز قصر شروع ہوئی) ادا فرمائی اور تمام رات اسی جگہ قیام فرمایا۔ صبح کو قبل روانگی غسل کیا اور حضرت عائشہ نے عطر ذریرہ (ایک قسم کا خوشبو عطر جس میں مشک ملا ہوا تھا) سے جسم اطہر کو بسا دیا اور آنحضرت نے دو رکعت نماز سنت الاحرام پڑھکر بعد نماز ظہر ناقہ قصواء پر سوار ہو گئے اور مقام بیدا (ذوالحلیفہ کے سامنے ہے) میں پہنچکر حج اور عمرہ کا احرام باندھا ناقہ کی رفتار کہیں تیز تھی اور کہیں کم، آہستہ اور بلند آواز شعار حج کے مطابق زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے

لبیک لبیک اللہم لبیک	اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہیں اے
لا شریک لک لبیک ان	خدا تیرا کوئی شریک نہیں ہم
الحمد والنعمۃ لک والملک	حاضر ہیں تعریف اور نعمت سب تیرے ہی لئے
لک لا شریک لک	ہے اور سلطنت میں تیرا کوئی شریک نہیں۔

یہ عجیب سماں تھا جس وقت رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک پر لفظ لبیک آتا تھا اس وقت ہر مسلمان لبیک کو دہراتا تھا یہ صدا تمام فضا میں چھا جاتی تھی اور دشت و جبل نعرہ توحید سے گونج اٹھتے تھے تاریخ اسلام میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک وقت میں ایسے عظیم الشان مجمع نے خدا کی حمد و ستائی کی ہو۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج الافراد کا احرام باندھا تھا یا قران کا یعنی حج اور عمرہ کی نیت، اور بعض صرف تمتع یعنی محض عمرہ کے قائل ہیں لیکن اکثریت قران کی جانب ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک قران افضل ہے راستہ میں جب کوئی ٹیکری یا ریتا کا بلند تودہ آجاتا تھا اس وقت بھی آنحضرت تین بار نعرۂ تکبیر بلند فرماتے تھے اور فتح مکہ کے وقت جن منازل میں مسلمانوں نے یادگار کے طور پر مساجد تعمیر کی تھیں ان مساجد میں حضور نماز باجماعت ادا فرماتے تھے اور

ہر ایک معاملہ ذہن نشین کرتے جاتے تھے۔

داخلہ مکہ معظمہ شنبہ کے دن مقام سرف (مکہ سے ۹ میل) میں جب یہ مقدس قافلہ پہنچا ہے اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اس لئے تمام شب یہاں قیام رہا صبح کو داخلہ کعبہ کے لئے غسل سے فارغ ہو کر بعد نماز آنحضرت مکہ روانہ ہوئے۔ ذی طویٰ (متصل مکہ) میں تھوڑی دیر قیام فرمایا پھر بالائے مکہ ثنیۃ العلیا یا جبل کدا (کدا) کی راہ سے اتوار کے دن اول وقت ذو الحجہ کی چوتھی تاریخ (۹ دن میں سفر تمام ہوا) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہایت جاہ و جلال سے مکہ میں داخل ہوئے اور صحف سماویہ کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔

داخلہ کے وقت خاندان رسالت (بنی ہاشم) کے لڑکوں نے نہایت پر جوش استقبال کیا آنحضرت نے بھی از راہ شفقت کسی کو اونٹ کے آگے اور کسی کو پیچھے بٹھا لیا۔

ارکان حج جب سواری باب بنی عبد مناف (بنی شیبہ) پر پہنچی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پر جلال کعبہ کو دیکھا تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اللھم زد ھذا البیت تشریفا و تعظیما و تکریما و زد من عظمہ ممن حجہ او اعتمرہ تشریفا و تکریما و مھابۃ و تعظیما و برا "خداوندا اس گھر کو اور زیادہ عزت و شرف عطا کر اور اس کی عزت و نیکی کو بڑھا جو اس گھر کی تعظیم و تکریم کرے اور جو اس کا حج عمرہ کرے۔"

اس کے بعد آپ نے سواری ناقہ کعبہ کا طواف القدوم (داخلہ کا پہلا طواف) کیا پہلے تین چکروں میں رمل کیا یعنی اکڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے زور سے طواف کیا اور بقیہ چار میں معمولی رفتار سے کام لیا رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آنحضرت نے یہ دعا پڑھی تھی۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار پھر حجر اسود کا بوسہ لیا اور فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم میں دوگانہ ادا کیا جس کی پہلی رکعت میں "قل یا ایہا الکافرون" اور دوسری رکعت میں "قل ہو اللہ احد" پڑھی بعد یہ آیت پڑھی و اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی

طواف و نماز کے بعد آنحضرت ناقہ پر سوار ہو کر کوہ صفا پر تشریف لیگئے اور بحالت سواری سعی کی صفا کی پہاڑی سے جب کعبہ نظر آیا تو عالم محویت میں ارشاد ہوا۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ھو علی کل شئی قدیر لا الہ الا اللہ انجز وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ	خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے سلطنت اور ملک اور حمد ہے وہ مارتا ہے اور جلاتا ہے اور وہ تمام چیزوں پر قادر ہے کوئی خدا نہیں مگر وہ اکیلا خدا اس نے اپنا وعدہ پورا

کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا تمام قبائل کو شکست دی۔

صفا و مروہ کے درمیان آپ ناقہ سے بھی اترے تھے لیکن چاروں طرف سے مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہو گیا اور غل پڑ گیا تھا "ھذا محمد، ھذا محمد" تب آپ پھر سوار ہو گئے طواف القدوم میں رسول اللہ ناقہ سے نہیں اترے تھے۔

بعض ارباب سیرت لکھتے ہیں کہ مزاج مبارک ناساز تھا اور بعض کا قول ہے آنحضرت اس وجہ سے ناقہ پر سوار رہے کہ ہر شخص آپ کو دیکھ سکے اور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھا جائے چنانچہ یہی بیان صحیح بھی ہے کیونکہ اکثر اصحاب نے اس موقع پر مختلف سوالات متعلق مناسک حج دریافت کئے۔

صفا و مروہ کے طواف و سعی کے بعد جن اصحاب کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے انہوں نے عمرہ تمام کر کے احرام اتارا اور جن کے ہمراہ جانور موجود تھے وہ بدستور احرام باندھے رہے اور انھیں لوگوں میں حضرت علی بھی تھے جو یمن سے آکر شریک حج ہوئے تھے اور اسی اصول پر جن مسلمانوں کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے انہوں نے عمرہ کیا باقی نے تمتع (جاہلیت میں عرب زمانہ حج عمرہ ناجائز سمجھتے تھے) ان فرائض سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام گاہ پر واپس آئے اور ساتویں ذو الحجہ ۱۰ھ جمعرات تک یہیں قیام رہا اسی تاریخ کو آپ نے ایک خطبہ دیا لیکن یہ خطبہ تاریخوں میں درج نہیں ہے

حضرت اسماء اور حضرت عائشہ کی مشکلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الحلیفہ میں مقیم تھے کہ حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت ابوبکر صدیق کے یہاں حضرت محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی اور مقام سرف میں پہنچ کر حضرت عائشہ صدیقہ ایام میں مبتلا ہو گئیں اب یہ دونوں بیویاں ازحد پریشان اور حج سے مایوس تھیں جب آنحضرت نے یہ واقعات سنے تو حضرت اسماء کو حکم دیا کہ غسل کے بعد لنگوٹ باندھ کر احرام پہن لیں اور حضرت عائشہ سے فرمایا کہ یہ بات تو آدم کی سب بیٹیوں کے ساتھ لگی ہے اور یہ ایک امر الٰہی ہے لہذا باستثنائے طواف اور سب ارکان حج ادا کرو طہارت کے بعد طواف کر لینا۔ چنانچہ بہت سے فقہی مسائل ہیں جو اس حج میں پیدا ہوئے۔

مکہ سے منیٰ کو روانگی جمعرات کے دن ۸ ذو الحجہ کو نماز صبح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تمام مسلمانوں کے ہمراہ منیٰ تشریف لیگئے نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشا منیٰ میں پڑھی اور تمام رات قیام رہا۔

عرفات ۹ ذو الحجہ کو جمعہ کے دن بعد نماز صبح جب سورج نکل آیا تو قیام دولت عرفات کی جانب روانہ ہوئے اور ارشاد ہوا کہ وادی نمرہ (عرفات کے شرقی گوشہ میں واقع تھا) میں خیمہ نصب کیا جائے جو بالوں سے بنا ہوا تھا نصب کیا جائے اس سے قبل عربوں کا معمول تھا کہ وہ بجائے عرفات کے مزدلفہ میں ٹھہرا کرتے تھے کیونکہ مزدلفہ حدود حرم میں تھا اور قریش کا خیال تھا کہ ہم بنی اسمٰعیل اور متولیان خانہ کعبہ خدا کے پڑوسی ہیں ہم کو حرم سے باہر جا کر ہرگز مناسک حج ادا کرنیکی ضرورت نہیں ہے چنانچہ اسی خیال کے باطل کرنے کے لئے آنحضرت نے فرمایا کہ عرفات کا تمام

میدان بابستنا ئے بطن عرنہ (متقابل عرفات) موقوف ہو اور ارشاد فرمایا
ثم افیضوا من حیث افاض الناس [illegible] پھر تم بھی وہاں سے لوٹ کر آیا کرو
جہاں سے سب لوگ لوٹ کر آتے تھے۔

اس کے [illegible]

[illegible] مقدس مقامات میں ٹھیرے رہو
[illegible] تم [illegible] کی وراثت پر

چونکہ [illegible] حضرت [illegible] کا اسی امر پر موقوف تھا اس لئے آنحضرت
نے [illegible] فرمایا [illegible] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] تھے [illegible] ان کو غضبا [illegible] کہتے ہیں
[illegible] وقت [illegible] تشریف لائے۔

یہ [illegible] سال تھا کہ شہنشاہ دو جہاں کے ساتھ اس کی رعایا ایک
[illegible] ایک ہی لباس میں تھی تصور میں کوئی خلافی اور صحیح جھول
نہ تھی بلکہ اس کو [illegible] اور سازو سامان کی کل قیمت [illegible] آٹھ درہم
[illegible] ایک طویل خطبہ
دیا جس کے الفاظ [illegible] جو بہت بلند آواز تھے اعلاع
عام کے لئے دہرائے جاتے تھے اس کے [illegible] دوسرے
لوگ [illegible] ایک ایک لفظ لوگوں کو سنا
دیتا تھا [illegible] خطبہ [illegible] مختلف روایات
کے ساتھ [illegible] حیثیت سے سیرۃ ابن ہشام
ابن ہشام [illegible] تاریخ یعقوبی میں یہ خطبہ درج شدہ
[illegible]

[illegible] اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے
[illegible] کی طرف رجوع کرتے ہیں اور [illegible]
[illegible] سے پناہ مانگتے ہیں
[illegible]
کوئی [illegible] کوئی
[illegible] رسول ہے
[illegible]
[illegible] فیصلہ چاہتا ہوں
اما بعد لوگو میری بات سنو میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد میں تم سے
[illegible]

لوگوں پر تمہارا خون تمہارا مال تمہاری عزتیں تا قیامت اسی طرح حرام
[illegible]
[illegible] کی پرستش [illegible]
[illegible] کسی کے پاس کوئی امانت ہو وہ اس کے سپرد
[illegible] جاہلیت کے [illegible] باطل ہو گئے اور [illegible]
[illegible] خدا کا فیصلہ
ہے کہ [illegible] اور [illegible] عباس ابن عبد المطلب [illegible] سودی کاروبار
اور ایام جاہلیت کے تمام دستور جن کا [illegible] میں باطل کرتا ہوں

اور یہ سب میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔

اور جاہلیت کے تمام خون بھی باطل ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان
میں ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا خون باطل کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد
میں پرورش پاتے تھے اور جن کو بنو ہذیل نے قتل کیا۔ لوگو مہینے کا ہٹا دینا
صرف کفر کی بدعت ہے جس سے کافر یہ گمراہ کئے جاتے ہیں کہ کسی سال میں تو اس
کو ادھر کے مہینے کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھ لیتے ہیں تاکہ خدا کے
حرام کئے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر کے جس کو اللہ نے حرام کیا اس کو حلال
بنا لیں۔

اما بعد لوگو! عورتوں کے معاملات میں خدا سے ڈرو جس طرح عورتوں
پر تمہارے حقوق ہیں اسی طرح تم پر عورتوں کے حقوق ہیں تمہارا حق عورتوں
پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں جن کا آنا تم کو ناگوار ہے
[illegible] کوئی بے حیائی کا کام نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو تم کو خدا کی
طرف سے اجازت ہے کہ ان کو اپنی خواب گاہوں میں نہ آنے دو اور تنبیہاً ان کو
ہلکی سزا دو [illegible] اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں تو
تمہارا فرض ہے کہ [illegible] ان کو کھلاؤ پلاؤ۔"

عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری رفیق زندگی ہیں اور تم
پر [illegible] ہیں [illegible] کر چکی ہیں اور وہ خدا کی طرف سے تمہارے پاس امانت
ہیں اور خدا کے کلام کے ذریعہ تم نے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا
ہے [illegible] ان میں وہ سب سے زیادہ طلاق
[illegible]

اور کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بلا اجازت شوہر کے اس کے
مال سے کسی کو کچھ دے [illegible] دیکھیں [illegible]
[illegible]

لوگو [illegible] بات کو اچھی طرح سمجھو [illegible]
اگر تم نے مضبوطی کے ساتھ پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ کیا ہے میری
[illegible] اور [illegible] کتاب۔

لوگو میری بات سنو اور سمجھو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے
اور تم مسلمانوں میں بھائی بندی ہے اس لئے کسی بھائی کو یہ جائز نہیں کہ
اس کا مال بلا رضامندی لے لے مگر اسی قدر جو وہ خوشی سے دیدے بس
اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو یعنی کسی مسلم کا مال ناجائز طریقہ سے مت لو۔

اسلام میں سب آدمی برابر ہیں نہ عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی
فضیلت ہے سب میں [illegible] صرف پارسائی ہے اگر تمہارا خدا ایک ہے
اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے
اور [illegible] وہ زیادہ بزرگ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار
ہو تمہارے غلام تمہارے غلام! جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو
پہناؤ اگر وہ کوئی ایسا قصور کریں جس کو تم معاف نہ کر سکو تو اللہ کے ان بندوں کو
فروخت کر دو لیکن ان کو تکلیف مت دو۔

وراثت میں خدا نے ہر حقدار کا حق مقرر کر دیا ہے لہذا کسی وارث کو ثلث سے
زیادہ کی وصیت جائز نہیں ہے زانی کے لئے سنگساری ہے لیکن جو لڑکا اپنے باپ کے

[illegible] کسی اور کے [illegible] علاوہ اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی جانب اپنی نسبت کرے اس پر خدا کی فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے تم سے خدا کے یہاں

وصال نبوی ؐ

(از جناب مولانا زاہد القادری [illegible])

پیام غم

ہجرت کا گیارھواں سال اپنے ساتھ ایسا درد و غم کا سامان لیکر آیا کہ مسلمانوں کے دل فرط غم سے مضطرب اور بیقرار ہو گئے اور ان کی آنکھیں اشکباری میں مصروف ہو گئیں یہ پیام غم سرکار دو عالم کی وفات کا پیام تھا۔ ربیع الاول سلہ ھ کی [illegible] کی علالت کا آغاز ہوا [illegible] دوسرے [illegible] شکایت تھی [illegible] وصال [illegible] سے پہلے مزاج اقدس کی [illegible] ناظر ہوئے پردہ [illegible] مبارک کو ہٹا دیتے [illegible] تشریف لائے اور پردے کو اٹھا کر صحابہ کرام کو دیکھنے لگے اس وقت [illegible] نماز ہو رہی تھی اور پرستاران حق خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے خالق و مالک کی عبادت کر رہے تھے حضور [illegible] یہ [illegible] منظر [illegible] کے ساتھ دیکھا اور تبسم فرمانے لگے۔

جمال اقدس کا نظارہ

مسلمانوں نے جیسا [illegible] رخ انور کو دیکھا اس کی نسبت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر فلھو احسن عندی من القمر

میں نے ایک دفعہ حضور کو چاندنی رات میں دیکھا ایک عجیب نظارہ تھا کبھی میں حضور کے جمال اقدس کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف خدا کی قسم میرے نزدیک حضور اکرم چاند سے زیادہ خوبصورت تھے [illegible] سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے لئے [illegible] لیکن حضور نے دست مبارک کے اشارے سے ان کو منع فرمایا اور ان کی آرزوئیں دل ہی میں رہ گئیں۔

واللہ یا خیر الخلق ان لی
قلبا مشوقا لا یرید سواک

خدا کی قسم اے بہترین مخلوقات میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی مشتاق ہے اور سوائے آپ کے اور کسی چیز سے اس کو الفت نہیں [illegible]

در دمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

آخری تقریر

یا عباد اللہ! انی اوصیکم بتقوی اللہ واحثکم علی طاعة الله و[illegible] ما بین [illegible] و الله انی لا ادری لعلی لا القاکم بعد هذا الوقت یا عباد الله [illegible] [illegible] [illegible] واعلموا [illegible] [illegible] لکم علیهن حقا فاتقوا الله فی النساء یا عباد الله [illegible] اخوة [illegible] الله [illegible] ولا تفرقوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والسلام [illegible]

اے اللہ کے بندو! میں تم کو پرہیزگاری اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ کی اطاعت کرنے کی رغبت دلاتا ہوں اور میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں اس کو ذرا غور سے سنو کیونکہ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میں اس وقت کے بعد پھر تم سے مل سکوں گا۔ اے اللہ کے بندو میں نے تم کو سب کچھ پہنچا دیا [illegible] کی طرف لے [illegible] پاس آیا تھا اے اللہ گواہ رہنا اور اس کے بعد میں تم سے کہتا ہوں کہ بیشک تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی ان پر حق ہے لہٰذا عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو اور اے اللہ کے بندو! بیشک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں پس مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ حاضرین نے کہا یا رسول اللہ بیشک آپ نے سب کچھ ہم کو پہنچا دیا یہ سن کر حضور نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا پھر فرمایا حاضرین یہ پیام ان لوگوں کو پہنچائیں جو حاضر نہیں ہیں تم سب پر اللہ کی سلامتی ہو اور رحمت۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت حضور اکرم یہ تقریر فرما رہے تھے تو فرط غم سے حضور کے آنسو جاری تھے اور جس وقت حضور نے [illegible] فرمایا کہ [illegible] مجھے معلوم نہیں کہ اس وقت کے بعد میں تم سے مل سکوں گا یا نہیں؟

تو شدت غم سے حاضرین چیخ اٹھے اور اس طرح رونے لگے جس طرح بچے روتے ہیں حضور بھی بہت متاثر ہوئے اور کلمات تسکین فرمانے لگے۔

تقریر ختم کرنے کے بعد حضور اقدس واپس حجرے میں تشریف لے گئے اور پردہ گرا دیا لیکن مسجد نبوی میں بہت دیر تک آہ و بکا کی صدائیں بلند ہوتی رہیں اور عاشقان رسول انتہائی غم اور اضطراب محسوس کرتے تھے۔

منظر قیامت

آخر وہ وقت آگیا جس کا اندیشہ دلوں کو بیقرار اور روحوں کو مضطرب

اور آنکھوں اشکبار کر رہا تھا یعنی سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں وفات شریف کے وقت حضور کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی وصال سے پہلے یکایک ایک سخت ہچکی محسوس ہوئی اور حضور نے فرمایا اللھم الرفیق الاعلیٰ اللھم الرفیق الاعلیٰ واشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔

اس کے بعد آفتاب ہدایت غروب ہو گیا صلاۃ وسلام علی روح النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفات شریف کی خبر بجلی کی طرح عاشقوں تک پہنچ گئی اور آستانہ نبوی پر جاں نثاروں کا ہجوم ہو گیا ہر شخص بے چین بے قرار اور مضطرب تھا اور روکر کہہ رہا تھا یا رسول اللہ احیط بنفسی من جمیع جوانب ومصائب تقفوا امثالھا من مصائب تلت اری الا الحبیب محمد رسول اللہ الخالق جم المناقب

(اے اللہ کے رسول مصیبتوں نے میرے نفس کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے اور حال یہ ہے کہ مصیبتوں کے بعد مصیبتیں یکساں پے در پے چلی آرہی ہیں ان حالات میں مجکو کچھ نظر نہیں آتا مگر ہاں اس کا جمال اقدس جس کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو بیشک رسول حق ہے اور جس کی تعریفیں بہت ہیں)

اے پیارے رسول آخر وہ لمحہ فراق آہی گیا جس کا اندیشہ تھا آپ اپنے رفیق اعلےٰ کے پاس تشریف لیگئے اور ہم کو تڑپتا چھوڑ گئے ؎

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

جب آستانہ رسول پر یہ حشر برپا تھا تو رب قدوس نے صبر وتسکین کا مینہ برسایا اور کسی کہنے والے نے کہا اے غلامان رسول کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ سرکار دو عالم اسی طرح مرے ہیں جس طرح اور مرنے والے مرتے ہیں نہیں نہیں خدا کی قسم ان کا مرنا ایسا نہیں ہے انہوں نے ایک حکم الٰہی کو پورا کیا ہے ورنہ حقیقتاً وہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

سلطان محمد تغلق کی مکمل مفصل سوانحعمری

(مصنفہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب)

ہندوستان کے مسلمانوں پر وارد ہونے والی مصیبتوں کی فہرست بہت طویل ہے قومی اتحاد مسلمانوں میں باقی نہیں رہا اولوالعزمی اور بلند خیالی کی جگہ کم ہمتی اور پست خیالی ترقی پذیر ہے مذہب کی طرف سے بے پروائی عام طور پر پائی جاتی ہے مفید و نفع رساں علوم کا چرچا دن بدن کم ہو رہا ہے مالی اقتصادی اعتبار سے دوسری قومیں مسلمانوں کو سر رونق بنا رہی ہیں غرضکہ ہر ایک شرافت اور ہر ایک فضیلت مسلمانوں سے رخصت ہو رہی ہے جس کو دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی قوم مہلک امراض میں مبتلا ہو کر زندگی سے دور اور مرگ سے قریب ہوتی جاتی ہے مسلمانوں کی ان مہلک بیماریوں کے اسباب میں ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمان اپنی اصلی اور صحیح تاریخ سے قطعاً ناواقف بنا دیئے گئے ہیں سرکاری مدرسوں اور کالجوں میں تاریخ کے نام سے جو چیز طلبا کو پڑھائی جاتی ہے وہ حقیقت اصل تاریخ سے دور و بہبود رکھنے کا ایک زبردست سامان ہے اور بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے تعلیم گاہوں کے کمرہ میں شکست خوردہ مغلوب بنایا گیا ہے دنیا میں کوئی قوم اپنی تاریخ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی بزرگوں اور پیشروؤں کے اصلی کارناموں اور ان کے اخلاق و معاشرت و تہذیب کی صحیح روایتوں ہی سے آنے والی نسلوں میں عقیدت ہمت اور رفعت حوصلہ کی روح پیدا ہوسکتی ہے حسرت و افسوس کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی اس گرانمایہ یعنی صحیح علم تاریخ سے محروم نظر آتے ہیں اس گمراہی و ذلت کے طوفان میں مندرجہ عنوان نام کی کتاب کا شائع ہونا ایسا ہے جیسا کہ ریگستان کے سفر میں کسی پیاسے کو ٹھنڈا پانی مل جانا۔ اس کتاب میں سلطان غیاث الدین تغلق سلطان محمد تغلق سلطان فیروز تغلق سلطان محمود تغلق حد تیمور دولت خاں لودی خضر خاں سید مبارک شاہ سید محمد شاہ سید سلطان علاؤ الدین وغیرہ کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے سلطان محمد تغلق کی مکمل و مفصل مستند تاریخ اس کتاب کے سوا کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتی مصنف نے کس قدر دانائی اور عرقریزی سے کام لیا ہے اس کا اندازہ کتاب کے دیکھنے ہی سے معلوم ہوسکتا ہے مسلمان فرمانرواؤں نے ہندوستان کو مرہون کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا یہ ایک نہایت قابل قدر ہندوستان کی تاریخ ہے کوئی بات بلا سند اور بلا حوالہ درج نہیں نہایت اچھے سفید کاغذ پر ۲۰×۲۶/۸ تقطیع پر چھپی ضخامت ڈہائی سو صفحہ کے قریب

قیمت ڈیڑھ روپیہ ۸/ محصولڈاک

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

مجربات بوعلی سینا با تصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے نادر و نایاب اور مجرب ٹوٹکے جن کو مدت سے لوگ تلاش کر رہے تھے سخت جستجو و تلاش کے بعد حاصل کر کے اردو میں شایع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ کی جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنے فریق ثانی پر غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے اور اس پر عمل کیجئے تادم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر شریک سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دیگئی ہیں

قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے عہ/

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ خواب کے نیک و بد کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب

مجموعہ خوابنامہ صدیقی

کا مطالعہ کیجئے اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کر کے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں فراموش شدہ خواب کیسے یاد آسکتا ہے اور دن کے کس حصہ یا مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کا ایک نہایت نایاب مضمون درج ہے قیمت صرف عہ/

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

اعتراف حق

رسول کریمؐ کے متعلق مشاہیر و مقتدر غیر مسلم بھائیوں کے خیالات

حضرت محمدؐ صاحب

از قلم پنڈت رام دیو صاحب [illegible] گروکل کانگڑی

حضرت محمدؐ صاحب ان برگزیدہ مذہبی ہادیوں میں سے ہیں جنہوں نے دنیا کی تاریخ پلٹ دی ہے اور لوگوں کے دلوں میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا ہے جس کا اثر کئی صدیوں تک رہے گا۔ حضرت محمدؐ کی زندگی میں سب سے بڑا وصف مجھے یہ نظر آتا ہے کہ آنحضرتؐ [illegible] کے قائل تھے اور [illegible] میں جو ان کا اعتقاد تھا [illegible] کہ ان کی زندگی بھر [illegible] کا نمایاں اثر تھا۔ [illegible] آنحضرتؐ [illegible] ایک غار میں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] گھیر لیا [illegible] کہا کہ [illegible] آپ [illegible] دو ہیں [illegible] تعداد میں [illegible]

حضرتؐ نے جواب دیا [illegible] بلکہ تین ہیں کیونکہ خدا بھی ہمارے ساتھ ہے۔ آنحضرتؐ کی کامیابی کی ایک نمایاں وجہ یہ راسخ الاعتقادی تھی۔

دوسری بات آنحضرتؐ میں جو تھی وہ یہ کہ ان کے اندر [illegible] کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور وہ اپنے ذاتی دشمنوں کو نہ صرف معاف کر دیتے تھے بلکہ ان سے محبت کا اظہار کرتے تھے دشمنی کا بدلہ دوستی سے [illegible] ایک [illegible] جب [illegible] ان کے بالکل [illegible] آگیا تھا وہ اگر چاہتے تو اس کا بالکل خاتمہ [illegible] اس سے [illegible] کہیں یہ نہ کہا کہ [illegible] اپنے [illegible] دشمنوں سے [illegible] کا اظہار بھی کر سکتے تھے اگر آنحضرتؐ کی [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں [illegible] اور ہندوستان کے متعدد [illegible] [illegible] مسلم [illegible] بہت پایا [illegible] کہ [illegible] ان [illegible] انفرادی زندگی

حضرت محمدؐ صاحب اور [illegible]

[illegible]

[illegible] کر دیا [illegible] ہے [illegible] ہو کہ [illegible] سے [illegible] بڑی [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] ہم [illegible] ہیں کہ آج [illegible] مذہب [illegible] ہو چکا ہے [illegible] کر دیا ہے اور ان کے دلوں میں [illegible] چاندی کے [illegible] دنیاوی [illegible] کر [illegible] پیدا کر [illegible] کی [illegible] کی حکومت [illegible] الیس میں [illegible] باقی رہ گیا ہے اور بجائے اس کے کہ مذہب [illegible] انسانی ہمدردی [illegible] اور اچھے اخلاق کا جذبہ پیدا کرے [illegible] آمادہ کر دیتا ہے۔

اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ مذہب کی تعریف کیا ہے تو ظاہری اختلاف اور مذہبی تعصب کا خاتمہ آسانی سے ہو سکتا ہے مذہب نام ہے اس طریق

[illegible] مذہب [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] اپنے [illegible] فرائض [illegible] اور [illegible] ہم سب میں [illegible] کہ [illegible] ہمارے اخلاق کی [illegible] کے لئے [illegible] ہے اس لئے [illegible] لیکن حقیقت ایک ہی ہے اگر ایک حقیقت [illegible] حقیقت کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ ایک ہو [illegible] مسلم ہوں عیسائی [illegible] بدھ ہوں [illegible] حقیقت کے [illegible] ایک کے سوا [illegible] اچھائی [illegible] اس بنا پر نہیں ہو سکتا [illegible] اس لئے قابل تحسین نہیں ہو سکتی [illegible] کہ مذہب [illegible] سبب ہے کہ تمام مذہبی کتابیں اور مذہبی [illegible] قریب قریب ایک [illegible] ہر مذہب اچھائی اور [illegible] کا قریباً ایک ہی معیار [illegible] ہے اور [illegible] رہنما کی زندگی اس کی تبلیغی پروگرام کا عملی نمونہ ہوتی ہے اس لئے ان کے پیروؤں کے لئے ایک لائق تقلید مثال ثابت ہو حضرت

محمد صاحب بھی ایک ایسے ہی مذہبی رہنما تھے جنھوں نے عرب کی تاریکی اور جاہلیت کو روشنی اور علم سے بدل دیا اور دنیا میں ایک ایسا مذہب قائم کیا جس کے بعض عقائد سے [illegible] کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو یہ ایک حقیقت ہے کہ آج [illegible] دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ بن گئی ہے۔

حضرت محمد صاحب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کے لئے کافی وقت درکار ہے لیکن اس مختصر سے مضمون کے لئے ہیں ان [illegible] میں سے صرف ایک کو لیتا ہوں اور وہ ان کی قوت ارادی ہے [illegible] دل میں [illegible] اپنے مقصد کی سچائی کے خیال [illegible] کے باعث [illegible] اور سخت سے سخت مخالفوں کے باوجود بھی [illegible] کامیاب بنا دیتی تھی۔

حضرت محمد صاحب [illegible]

[illegible]

کی کوشش کریں ایسی حالت میں وہ تین سال تک اپنے چچا ابو طالب کے گھر میں بند رہے اور امید کی کرن کسی طرف نہ دیکھ کر فاقے اور مصیبتوں کو برداشت کرتے رہے ایسی سخت مخالفت اور ناکامی کے باوجود جب ان کے ارادے اور اصول میں کوئی فرق نہ آیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی قوت ارادی کیسی زبردست تھی اور ان کی حق کوشی کتنی مضبوط اور اٹل تھی۔

اس قید سے آزاد ہوتے ہی وہ مکہ چھوڑ کر طائف کی طرف گئے اور وہاں کے باشندوں کو [illegible] لیکن تیسرے ہی دن وہاں کے لوگوں نے آپ کو اس طرح شہر سے [illegible] کہ لوگوں کے [illegible] کے باعث آپ کے جسم کے [illegible] اس کے بعد وہ پھر مکہ کو واپس آئے اور اپنی آخری [illegible] کامل یقین رکھتے ہوئے پھر [illegible] شروع کی [illegible] مصیبتوں کے باعث [illegible] حوصلہ شکن باتوں [illegible] میں ان کا ایمان [illegible] اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تمام [illegible] اس کا پھل [illegible] برداشت کرتے رہے۔

[illegible] جنگ میں [illegible] قوت ارادی کا ثبوت دیا اور [illegible] کامیابی [illegible]

[illegible]

[illegible] قوت ارادی رکھتا ہو۔

حضرت محمد کی تعلیم جمہوریت اور اخوت

[illegible]

[illegible] اور [illegible] بنیادی اصول [illegible] ضروریات کی وجہ ان کی تفصیلات [illegible]

[illegible] ان کے تغیرات [illegible] سے بدل جاتی ہے ان کے بغیر زندگی [illegible] تمدن کی ترقی ناممکن ہے ان کے بغیر [illegible] بھی محال ہے۔

جب دنیا میں ان چیزوں کی قلت یا نقدان ہوتا ہے تو ایک پیغمبر پیشوا رہبر یا رہنما کے لیے وقت ہوتا ہے کہ وہ وجود میں آئے اور بنی نوع انسان کو یا کہ انسانوں کے کسی طبقہ کو جو [illegible] دنیا اور ترقی کے [illegible] سے ناواقفیت کے باعث پستی کے غار میں گر جاتا ہے بچائے اور اسے راہ راست دکھائے۔ یہ قدرت کا اصول ہے کہ ایسی ضرورت کے وقت ایک پیغمبر پیشوا رہبر یا رہنما وجود میں آتا ہے اور حضرت انسان کو تاریکی سے روشنی میں لاتا ہے۔ حضرت محمدؐ بھی [illegible] ایک پیغمبر پیشوا رہبر یا رہنما تھے۔

پس اسلام حضرت محمدؐ کو [illegible] نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ سوال فی الحال [illegible] زیر بحث ہے مسلمان [illegible] رسول تھے کیا [illegible] ہے اور وہ ان پر کیا اعتقاد رکھتے ہیں یہ وہ خود بہت بہتر جانتے ہیں اور اگر نہیں جانتے تو یہ جاننا ان کا کام ہے۔ حضرت محمدؐ [illegible] میں کیا تھے اور اب دنیا [illegible] شکل میں [illegible] یہ سوال [illegible] زیر غور ہے۔

حضرت محمدؐ نے اسلام [illegible] انھیں [illegible] دنیا اور [illegible] کے [illegible] ان لوگوں کو [illegible] عظمت کے [illegible] کے لیے صرف [illegible] زندگی اور تعلیم کے ان پہلوؤں پر [illegible] نہیں [illegible] کیا فائدہ [illegible] نگاہ سے دیکھیں۔

جب [illegible] ریگستان [illegible] تہذیب و تمدن اور اخلاق [illegible] اور ہمدردی [illegible] ہوئے [illegible] اپنے عمل میں [illegible] عربوں کو بتلایا [illegible] میں [illegible] باہمی خلوص و محبت ہو۔

حضرت محمدؐ نے پہلے [illegible] کے دلوں میں خدا کا خوف پیدا کیا [illegible] کے بعد [illegible] آپ نے ان کے درمیان باہمی محبت کا رشتہ قائم کیا پھر بتدریج ان کی بری عادات [illegible] اصلاح کی اور انھیں اخلاق و انسانیت کے ابتدائی اصول [illegible] حضرت محمدؐ نے جنگجو عربوں کو بتایا کہ صلح و امن کی قدر کیا ہے [illegible] عربوں کو بتایا کہ غلامی کی رسم کس قدر ذلیل اور [illegible] سے بدسلوکی کتنا بڑا گناہ ہے۔ الغرض حضرت محمدؐ نے عربوں کو زندگی [illegible] انسانوں کو ترقی کے ابتدائی مرحلوں سے واقف کیا۔

لیکن حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم پر بیسویں صدی کے نکتہ چین جب تبصرہ کرتے ہیں تو انھیں اکثر بعض باتوں سے مطلق کشش نہیں ہوتی اور وہ ان باتوں کو اس ہستی کی خاص عظمت و فضیلت کے منافی سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی [illegible] کرتے ہوئے جن نتائج پر پہنچتے ہیں وہ دلیل [illegible] ہوں یا فرض کر لو کہ حقائق پر ہی مبنی ہوں مگر ان نتائج [illegible] انسان کی بنا پر حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم کے ان پہلوؤں کو نظر انداز کر دینا [illegible] صرف جہالت کے زمانہ میں بلکہ روشنی و تہذیب کے [illegible] زمانہ میں [illegible] قوموں کے سیاسی [illegible] نظام میں بہترین [illegible] تعصب و تنگ نظری کا [illegible] ایسے نکتہ چینوں [illegible] انھیں [illegible] سر انجام دیتے وقت [illegible] کرنا چاہیے کہ حضرت محمدؐ آج سے چودہ صدی قبل پیدا ہوئے تھے اور وہ اس سرزمین میں پیدا ہوئے تھے جہاں جہالت و وحشت کا [illegible] زمانہ میں اور خاصکر [illegible] کا سبق حاصل [illegible] اخلاق و انسانیت کے اعلیٰ ترین اصولوں کی اشاعت کرنا [illegible] آسان ہے مگر آج سے چودہ صدی قبل کے وحشی عربوں میں ایمان [illegible] پیدا کرنا اور [illegible] انھیں تہذیب و انسانیت کی تعلیم دینا ایک مشکل [illegible] کوئی آسان بات نہیں تھی۔

[illegible] اصلاح [illegible] ہوتی ہے [illegible] چیز نہیں جو انقلاب [illegible] ان مرحلوں کا نتیجہ [illegible] مسلسل [illegible] ہیں حضرت محمدؐ نے اپنے [illegible] خود ایک [illegible] صدی کے لوگوں کے خیال [illegible] ناکامیوں کا احساس [illegible] حضرت محمدؐ کی [illegible] لازمی طور پر [illegible]

حضرت محمدؐ کی ولادت کے وقت عرب کے ریگستان کا نقشہ کیا تھا یہ اوپر بتلایا جا چکا ہے [illegible] وقت عرب میں ایک باقاعدہ سلطنت قائم [illegible] سیاسیات [illegible] ابتدائی شکل میں موجود تھے [illegible] قبیلوں [illegible] ایک متحدہ قوم پیدا ہو [illegible] کی پابندی اس وقت جنگی قبیلوں کے درمیان ایک رشتہ [illegible] خاندانی رشتہ سے زیادہ [illegible] اس وقت عرب میں اسلام ظہور پذیر ہو چکا تھا جس کی [illegible] جمہوریت اور اخوت تھی۔

پس حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم کا یہ کارنامہ تھا اسلام کیا ہے؟ مسلم علما کا مذہبی نقطہ نگاہ [illegible] کا خواہ کچھ جواب دے غیر مسلموں کے نزدیک اسلام جیسا کہ حضرت محمدؐ نے اسے بنایا جمہوریت و اخوت کا ایک دائرہ ہے

جو مساوات کے مرکز پر کھینچا گیا ہے۔ جمہوریت اخوت اور مساوات یہ عطیات ہیں جو حضرت محمدؐ نے بنی نوع انسان کو عنایت کئے۔ در حقیقت میں یہی وہ اصول ہیں جن کی ہر زمانہ اور ہر دور کے مصلحوں نے اشاعت کی ہے یہی وہ اصول ہیں جن پر نہ صرف اسلام بلکہ تمام دیگر مذاہب اور جن پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام قوموں کی ترقی و نجات کا دار و مدار ہے۔

ہندوستان میں بیسویں صدی کی موجودہ جد و جہد بھی انھیں اصولوں پر مبنی ہے مگر کیا مسلمان جو حضرت محمدؐ اور ان کے بتائے ہوئے اسلام پر فخر کرتے ہیں ان اصولوں کی اہمیت سمجھتے اور قدر کرتے ہیں؟ یہ ایک سوال ہے جس کا خود مسلمانوں کو جواب دینا چاہئے۔

(۱۰)

حاضر ناظر کا ایک قدم

ہمالہ کی برفانی چوٹیوں سے عرب کے ریتیلے ٹیلوں تک

(از قلم جناب پنڈت چموپتی صاحب ایم اے پروفیسر گوروکل کانگڑی)

کسی شخص کی زندگی کے متعلق اس کے پیرووں کے اقوال اور افعال سے رائے قائم کرنا سخت غلطی ہے۔ حضرت محمدؐ کے دل کی آواز قرآن کی آیات میں محفوظ ہے۔ ان کے مذہب کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے حضرت کی کتاب کی طرف رجوع [illegible] سے ان کے ذریعہ پیغام کو اخذ کرنا ضروری ہے۔ مفسرین اور لغات نے ان کے معنی بگاڑ دیئے ہیں۔ یہ تفاسیر اور لغات گویا ان عمارت کا ملبہ ہیں جو مختلف اوقات کی عارضی ضروریات نے تعمیر کی اور پھر ڈھا دی۔ ہر زمانہ کے [illegible] ہاتھوں سے بچ رہیں ان پر اسلام کے نشیب و فراز کی تاریخ قلمبند ہے لیکن اس کی ابتدا کا سراغ ان سے اتنا معلوم [illegible]

مجھے یہ دیکھ کر کمال مسرت ہوتی ہے کہ ابتدائی اسلام اور ابتدائی ویدک دھرم میں مقامات اتفاق بہت ہیں۔ پرمیشور کی وحدت کا پیغام رشیوں نے اس جاودانی پرستان کی چوٹیوں سے سنایا تھا جو انہی [illegible] انسان کا ابتدائی گہوارہ سمجھی گئی ہیں۔ [illegible] خدا کی وحدانیت اور آپ کے [illegible] کی چوٹی [illegible] دامن [illegible] کے ریگزار [illegible] لگا اور زمین جنت کے لئے میدانوں میں اتار دیئے گئے۔

قرآن شریف میں مقام مقام پر عالم جنت کی ان آوازوں کا ذکر آتا ہے جنھیں پاک پیغمبر اس زمین کو ان کی اپنی زبان کے ذریعہ [illegible] میں سناتے ہیں۔ پرمیشور کی وحدت کی جادو بھری آواز حضرت محمدؐ کے اپنے سے پہلے [illegible] ان رنگینیوں کی وسعت میں جس کی ابتدائی عصمت ابتدائی [illegible] سے انسان کے معصوم [illegible] خرقہ پوش سے پاک چلی آتی تھی اس فطرت کی جھیل جانے والی آواز کو جو ریت کے [illegible] سے آبیات کے چشمہ کی طرح پھوٹ پڑی تھی وہ آسمانی [illegible] سیال آواز تھی اس آسمان کی جو نہایت [illegible] طریقہ سے زمین کے سامنے آتا تھا

حضرت نے پرمیشور کی ہستی کی شہادت دی ہیں مسلمانوں اور آریہ سماجیوں میں ازلی موجودوں کے ایک یا تین ہونے پر مباحثے ہوتے دیکھتا ہوں تو میرے دل میں اکثر یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا وید اور قرآن اس مسئلہ کا حل زیادہ صفائی سے نہیں کر سکتے؟ وید اور قرآن اس میں ہم زبان ہیں کہ پرمیشور ایک ہے۔ دیگر موجودات کی ہستی کا قرآن انکار نہیں کرتا۔ میرے اپنے مطالعہ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ ان کی ہستی کا شاہد ہے۔ وید نے پرمیشور کی ہستی پر وہ زور دیا ہے جو [illegible] زور کو اکارت کھوتا ہوتا۔ قرآن اور وید دونوں کا اہم ترین مضمون پرمیشور ہیں کاش کہ ہم اس توجہ کا ایک قلیل حصہ جو ہم اس لا طائل بحث میں لگاتے ہیں پرمیشور کے لئے وقف کر سکتے۔

وید اور قرآن دونوں عقبیٰ کے قائل ہیں دنیا اور عقبیٰ ایک دوسرے سے علت و معلول کے ناقابل فسخ رشتہ سے وابستہ ہیں جیسی کرنی ویسی بھرنی جہاں عمل کی آزادی [illegible] پرمیشور کے ہاتھ میں ہے وہاں ایک ذرہ [illegible] قرآن کے اپنے الفاظ ہیں آواگون کا [illegible] کے حق میں ہیں جو اس کے نزدیک [illegible] ہے اس سے زیادہ وہ کیا ہوگا [illegible] سے انسان کی نظر اونچی اٹھ جاتی ہے انسان کا دائرہ نظر [illegible] ہے اور عمل کے ثمر کا زیادہ بسیط میدان نکل آتا ہے ہم [illegible] اور موجودہ ناکامیوں کے باوجود اپنی کوشش جاری رکھ سکتے ہیں اس مقام پر [illegible] مترادف معلوم ہوتا ہے۔

اسلام جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ابتدا میں امن کا پیغام تھا [illegible] مظلوم [illegible] شخص کو بھی وہ امن کا پیغام دیتا تھا جنگ کا بلاوا [illegible] پر آمادہ شخص کو بھی وہ امن کی تلقین کرتا تھا جنگ جو اول اول مدافعتی تھی اور بعد میں جارحانہ صورت اختیار کر گئی بعد کی ایجاد ہے حضرت محمدؐ نے خود تلوار کیوں نہ چلائی؟ اگر یہ فقط اتفاقی امر ہے تو میری نظر میں یہ ایک پر معنی با مطلب اتفاق ہے۔ لا اکراہ فی الدین یہ آیت بعض کے نزدیک منسوخ ہے۔ میرے خیال میں یہ اسلام کے عقیدے اور خیال کی آزادی کا اولین منتر ہے جس کی اہل اسلام میں احیائے علم کے انتشار کے ساتھ ساتھ ان کی اپنی دینی آزادی کی ناقابل تقسیم بنیاد کے طور پر تبدیل

سے استقبال کیا جائے گا۔ پرمیشور کو جانوروں کا خون نہیں پہنچتا تقویٰ ہی
پہنچتا ہے جس شخص نے اس آیت کا مطالعہ کیا ہے وہ قرآن کو بے وجہ
حیوانوں کے خون بہانے کا الزام نہیں دے سکتا۔ جن آیات میں گوشت
خوری کی اجازت معلوم ہوتی ہے ان میں بھی درحقیقت خورد و نوش کے
معاملے میں اوہام ہی کا ازالہ مقصود ہے۔ جو چیز کھاؤ اس پر اللہ تعالیٰ
کا نام لو بیہودہ شگون کے پابند ہو کر جانوروں کو اپنے اوپر حرام نہ کرو
جن کی خاص تعدادیں یا خاص عضو کے نیچے ہوئے ہوں ان آیات کی
غرض مشرکانہ اوہام کی تردید ہی معلوم ہوتی ہے گوشت خوری کا حکم

ان میں کہاں ہے؟ آخر اغماض حکم تو نہیں ہوتا۔
قرآن شریف کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے اس خیال سے نہایت خوشی
محسوس ہوتی ہے کہ میں وید کے نغموں کی گونج سن رہا ہوں۔ میں نے قرآن
اور وید کے ہم معنی اقوال فراہم کئے ہیں۔ اور مجموعہ کا نام "گنبد کی گونج"
رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں ہمالہ کی برفانی چوٹیوں سے عرب کے ریتیلے ٹیلوں
تک پرمیشور (حاضر و ناظر پرمیشور) کا ایک نادہی تو ہے جب پرمیشور کے
چرن کمل ان [illegible] آتمات کو چھو چھو کر پاک بنا رہے ہیں ہم پرمیشر کے امرت بھر
اس روحانی باپ کی آغوش میں محبت کے عالم میں بیٹھے ہیں ایک وقت تمام
ہم پیغمبر کے بعض نصائح جات ابدی اور دوسری طرف سے [illegible] لگا کے رشی کے سامانوں کی نازکی ہم آہنگی پر اپنی علم [illegible] سے دیدہ کیوں نہیں کہہ سکتے۔

عرب کا مہمان آیا

(از قلم جناب ڈاکٹر لکشمی دت صاحب سابق ایڈیٹر رسالہ آگرہ)

جب موسم گرما میں زمین پر آفتاب کا عتاب پوری شدت سے نازل ہوتا
ہے تمام سبزہ جل جاتا ہے چھوٹے بڑے درخت مرجھا جاتے ہیں کملا جاتے
ہیں عقلمند انسان کہیں کنوئیں کہیں تالاب کہیں نہر کے پانی سے کچھ درختوں
کچھ کھیتوں کو موت کے چنگل سے بچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کی
محدود طاقتیں تمام سبزہ زار کو تباہی سے نہیں بچا سکتیں وہ کچھ درختوں
کو کچھ کھیتوں کو اپنی کوششوں سے زندہ رکھ سکتا ہے لیکن کل عالم نباتات
کو اپنے دامن عاطفت میں پناہ نہیں دے سکتا وہ چاہتا ہے کوشش کرتا
ہے لیکن اس کی تمام کوششیں سمندر کے آگے ایک مٹھی بھر ریت سے زیادہ
موثر ثابت نہیں ہوتیں تب ایک بڑی طاقت ایک بڑی شکتی حرکت میں
آتی ہے اور رحمت جسم صورت میں آسمان پر نمودار ہوتا ہے وہ ایک ایک
پودے ایک ایک درخت اور ایک ایک پتے کو سیراب کر کے زندگی عطا کرنے
کی کوشش نہیں کرتا بلکہ وہ گھٹا یا بادل کی صورت میں زمین پر نازل ہوتا
ہے موسم میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیتا ہے کرۂ ہوائی میں زبردست تغیر پیدا
کرتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرتے ہوئے مرجھاتے ہوئے کملاتے
ہوئے پودے نئی زندگی حاصل کر لیتے ہیں بلکہ بیشمار نئے پودے اگ کر سرزمین پر
نمودار ہو جاتے ہیں جو چند روز پیشتر نباتات کے لئے موت کا پیغام لئے کھڑی
تھی!

یہی حالت اقلیم عالم کی ہے جب کسی خطہ زمین پر جہالت کی بلا نازل ہوتی
ہے ہر شخص کا آتما مرجھا جاتا ہے کملا جاتا ہے روحانی نقطۂ نگاہ سے ان کی
کی موت ہو جاتی ہے اور لاکھوں طرح طرح کے توہمات باطلہ میں پھنس کر تباہی
کے قریب پہنچ جاتے ہیں من حیث القوم سب کی زندگی معرض خطر میں آجاتی
ہے ان حالات میں قدرتاً بہت سے اصلاح پسند حضرات حسب طاقت
انفرادی طور پر بہت سے انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں کچھ کو راہ راست
پر لانے میں کامیاب ہوتے ہیں کچھ کو ارتداد سے روک سکتے ہیں اور بعض کو سلامتی
کی سطح سے اوپر بھی اٹھا دیتے ہیں لیکن تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے
کہ ایسے حالات میں انفرادی اصلاحوں سے کبھی کسی قوم کا بیڑا پار نہیں ہوا

جب تک کہ اس خطہ زمین پر کوئی ایسی زبردست شکتی کوئی ایسا مہان آتما پیدا
نہ ہوا جس نے اپنی عظیم طاقتوں سے

ایک عالمگیر انقلاب

پیدا کر دیا ہو تاریخ شاہد ہے کہ ہر ملک و ہر قوم کے اندر انتہائی جہالت انتہائی گراوٹ
کے وقت ایسی مبارک ہستیاں پیدا ہوتی رہی ہیں اور میں اسلام کے بانی حضرت
محمد صاحب کو انہیں میں سے ایک مانتا ہوں آنحضرت کے اصولوں سے خواہ کسی کو
کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو لیکن یہ ماننے سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ کے اندر ایک زبردست
آتما تھی جس نے نہایت مشکل نہایت ہی مخالف و نہایت ہی پر خطر حالات کے اندر عرب کے
تاریک خطہ زمین پر ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا جیسا کہ تاریخی شہادات سے پتہ چلتا ہے اس وقت
عرب کی مذہبی سوشل و پولٹیکل حالت گراوٹ کی انتہائی منزل تک پہنچی ہوئی تھی انسان
معبود حقیقی کو سر جھکانے کی بجائے پتھروں اینٹوں درختوں دریاؤں ستاروں کو سجدہ
کرتے تھے چاندی سونے کے بتوں کی پوجا کرتے تھے ان سے دلی مرادیں مانگتے تھے انہیں
کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے اس سے آنحضرت کے شیشہ دل کو صدمہ پہنچا چوٹ لگی اپنی قوم
کے افراد کو انسانیت کی بلند سطح سے گر کر اینٹ پتھروں کے روبرو سر جھکاتے دیکھنا
انتہائی ذلت معلوم ہوئی اور جیسا کہ ہمیشہ ہی ایسی زبردست آتماؤں کا ہمیشہ سے دستور
رہا ہے آپ کمر ہمت باندھ کر تن تنہا میدان عمل میں کود پڑے گو تمام دنیا مخالف
تھی جو شخص دوات قلم ہاتھ میں لے کر کلمہ تبلیغ زبان پر لایا دشمن بن گئے ایک
طرف مخالفت کی یہ زبردست طاقت تمام دنیوی جاہ و حشم تمام جنگی طاقت رائے عامہ
کا زبردست حربہ عقیدہ و دولت غرضیکہ ہر ایک طاقت کا مخالف صفوں میں اجتماع۔
دوسری طرف حضرت کے تن تنہائی وہ بے سر و سامانی کہ دوسرا کوئی ساتھی نہ تھا۔
دنیاوی جاہ و حشمت کا یہ عالم تھا کہ [illegible] باندھ کر نانصیب ہوا لیکن
یہ تمام ناموافق حالات آپ کے قدم میں لغزش نہ پیدا کر سکے آپ تمام مصائب آفات و
آلام سے گزرتے ہوئے سرزمین عرب پر وہ مذہبی سوشل انقلاب پیدا کیا کہ جس کی
لہریں عرب کے وسیع ریگستانوں کو پار کر تے ہوئے ایک طرف چین اور دوسری طرف ہسپانیہ
تک پہنچیں عرب کی کایا پلٹ گئی قدیم توہمات باطلہ کافور ہو گئے اور تمام ملک ایک سرے
سے لیکر دوسرے سرے تک روحانیت کے زندگی بخش پانی سے سیراب ہو گیا مردہ تنوں
میں نئی زندگی آ گئی اور اس زندگی کے دریا کی روانی اس حد تک بڑھی کہ تمام ریتیلا خشک و بنجر زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔

پیغمبر

(از پروفیسر اندر جی خلف سوامی شردھانند جی آنجہانی)

مہاپرش کون ہے؟

جو سادھارن منشیوں سے بڑھ کر شکتی رکھتا ہو اور اس شکتی کا منشا جاتی کی بھلائی کے لئے پریوگ کرے۔ وہی مہاپرش ہو سکتا ہے کسی منش میں دماغ یا جسم کی غیر معمولی شکتی ہو لیکن وہ اسے سنسار کی بھلائی کے لئے نہ لگا کر لوٹ مار یا تنگی کے لئے استعمال کرے وہ مہاپرش نہیں کہلا سکتا اسے تو مہاماری یا مہاڈاکو ہی کہنا چاہئے مہاپرش اور مہاماری میں یہی بھید ہے کہ جہاں سمے بیتنے کے ساتھ ساتھ مہاپرش کی عزت بڑھتی ہے وہاں مہاماری کو ہمیشہ مہاماری ہی سمجھا جاتا ہے سمے ہی مہاپرشوں کی کسوٹی ہے اسلام کے پرورتک پیغمبر محمد صاحب کو دنیا میں اپنے وچاروں کا پرچار کئے صدیاں بیت گئیں ان صدیوں میں پیغمبر کے بتلائے ہوئے اسلام کے اصولوں کو کروڑوں لوگوں نے قبول کیا ان کی چمک میں کمی نہیں ہونے پائی ہے سمے کی کسوٹی پر کسا جا کر اسلام کے پرورتک کا بتلایا ہوا ایشور واد اور سچے جیون کا اصول پورا اترا ہے پیغمبر کے مہاپرش ہونے میں اس سے ادھک مضبوط کسی ثبوت کی ضرورت نہیں روشنی کے کئی روپ ہیں سورج میں چاند میں چولھے کی آگ میں اور جھونپڑی کے دیئے میں ایک ہی چیز ہے پرنتو بھنہ روپ میں اسی پرکار انیک مہاپرشوں کے سندیش میں ان گنت مت متانتروں میں ایک سچائی کی لڑی وردمان رہتی ہے اگر منکوں کی جدا انگ کو دیکھو تو سب مذہب الگ ہیں پرنتو ان کے اندر رکھے ہوئے تاگے کی اور درشٹی ڈالو تو ان میں ایکتا اور ایک تا ہی پرتیت ہوگا۔ دنیا کے سب سے بڑے دھرموں میں رما ہوا ایک بھاؤ تلاش کرتا ہو تو وہ ایک ایشور واد میں ملیگا حضرت محمد صاحب ایک ایشور واد کے زبردست پرچارک تھے وہ سنسار کی سب سے بڑی اور … سچائی کے ایک پربھاوشالی پرچارک تھے … ایک بڑے حصہ پر ان کے اوپکار کا … کے بارے میں … تھوڑی بھی شردھا ہے جو … کی جیون کے ایکشاہ تحریکی جیون کو … پرسن کرتا ہے وہ اسلام کے پرورتک کی اسمرتی میں عقیدت کے دو پھول چڑھائے بنا نہیں رہ سکتا۔

شائقین موٹر و موٹر ڈرائیوروں اور طالبعلموں کیلئے

بہترین استاد "معلم موٹر"

اس میں موٹر کا … تمام پرزوں کی تصویریں … اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا بھی بلا امداد غیر آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت … قیمت دو روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص میں مشین کے تمام نقائص کو … کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو محصول ڈاک معاف

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

عورت نے کمال کیا

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے … سے مناظرہ کیا … آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کردی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابوالقلم جناب مولانا سراج الدین صاحب … نے … ناول … صفحات میں لکھا ہے … کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر نہیں … مطالعہ … اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے

قیمت صرف دس آنہ محصول ڈاک ۲ر (عمر)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معجزنما معری حمائل

معجزنما حمائل مترجم … کو دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حمائل کس قدر … بہت ہی بہتر ہے … کاغذ نہایت صاف سفید رنگ کا … کا خاص طور پر بنا ہوا ہے بہت آسانی سے … جلد … ۱۲ … تین جلد پر محصول ڈاک ۱۰ اور ایک جلد پر خرچ … اس لئے تین جلدیں منگانے میں فائدہ ہے تین جلد منگائیے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نظمیں اور نعتیں

ہو تیرے سوا اور خدا کوئی تو کہدے

(نوشتہ جناب مولوی سید محمد اسمٰعیل صاحب رسا ہمدانی گیاوی ام اے گولڈ میڈلسٹ، بی ایل وکیل)

ہو تیرے سوا اور خدا کوئی تو کہدے — مانگی ہو کسی سے جو دعا کوئی تو کہدے
کیا ہم نہ جھکائیں سر طاعت ترے آگے — معبود ہو تجھ سے ہی سوا کوئی تو کہدے
کیا ہم نہ مصیبت میں تجھے رب پکاریں — ہو اس کا اگر عقدہ کشا کوئی تو کہدے
کیا یونہی ترستے رہیں تاثیر کی خاطر — قدرت سے جو باہر ہو دعا کوئی تو کہدے
کیا تجھکو نہ ہر درد کی ہر آہ صدا دے — دے جو مرض غم سے شفا کوئی تو کہدے
کیا تجھ سا کریم اور زمانہ میں کوئی ہے — ہو لطف و عنایت میں سوا کوئی تو کہدے
کیوں تو نہیں سنتا کسی بیکس کی دعا کو — ہو اسکی دعا جرم و خطا کوئی تو کہدے
اٹھکر یہ ترے در سے کہاں جائے بتا دے — کعبہ سے اگر بڑھ کے ہو جا کوئی تو کہدے
یا رب ہے سہارا ترا ٹوٹے ہوئے دلکو — ٹکڑے دل کی ہو اور دوا کوئی تو کہدے

بندہ ہے رسا تو ہے خدا تجھ سے کہیگا
ہو تیرے سوا اور خدا کوئی تو کہدے

فریاد بحضور رسالتمآب

(نوشتہ جناب مولانا ظفر علی خاں صاحب بی اے)

اے خاور حجاز کے رخشندہ آفتاب — صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیضیاب
زینت ازل کی ہے تو ہی رونق ابد کی تو — دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب
چوما ہے قدسیوں نے ترے آستانہ کو — تھامی ہے آسمان نے جھک کر تری رکاب
شایاں ہے تجھکو سرور کونین کا لقب — نازاں ہے تجھ پہ رحمت دارین کا خطاب
برسا ہے شرق و غرب پہ ابر کرم ترا — آدم کی نسل پر ترے احسان ہیں بے حساب
پیدا ہوئی نہ تیری مواخات کی نظیر — لایا نہ کوئی تیری مساوات کا جواب
خیر البشر ہے تو تو ہے خیر الامم وہ قوم — جس کو ہے تیری ذات گرامی سے انتساب
لیکن یہ قوم آج زمانہ میں ہے ذلیل — حالانکہ تھی تمام زمانہ کا انتخاب
مغرب کی دستبرد سے مشرق تباہ ہے — ایمان خانہ کفر کے ہاتھوں ہوا خراب
صد ہا ترے غلام نصاریٰ کی قید میں — دن زندگی کے کاٹ رہے ہیں بصد عذاب
دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہے گرچہ آجکل — امت تری رہین ستم ہائے بے حساب
پھر بھی ہے اسکو لاج ترے نام پاک کی — پیمانہ وار جس پہ تصدق ہیں شیخ و شاب
ہے ان کے ایک ہاتھ میں سیف جلالِ الٰہی — اور دوسرے میں ہے تری لائی ہوئی کتاب
الحاد کے بچہ پہ یہ گرتے ہیں ٹوٹ کر — شیطان پہ آسمان سے گرے جس طرح شہاب
جب یہ زخم کھا کے مگر منہ نہ پھیر سکے — گو گلہ نہ عذر ہے اندیشۂ عقاب
اے قبلۂ دو عالم اے کعبۂ دو کون — تیری دعا ہے حضرت باری میں مستجاب
یثرب کے سبز پردہ سے باہر نکال کر — دونوں دعا کے ہاتھ بصد کرب و اضطراب

حق سے یہ عرض کر کہ ترے نام کے غلام
عقبیٰ میں سرخرو ہوں تو دنیا میں کامیاب

او گیسوؤں والے

(نوشتہ جناب تسکین رحمانی)

فرقت میں تری پڑ گئے جان کے لالے — او گیسوؤں والے
بیمار محبت ترا لیتا ہے سنبھالے — او گیسوؤں والے

حسرت ہی رہی دل میں کہ دیکھا نہ مدینہ — کام آیا نہ جینا
اس غم سے ہوئے جاتے ہیں زخم جگر آلے — او گیسوؤں والے

تو ہے مری بگڑی ہوئی قسمت کا سہارا — کر رحم خدارا
اب تو نہ سنبھالے تو مجھے کون سنبھالے — او گیسوؤں والے

آ جا دل مایوس کی تسکین کو آجا — اور شکل دکھا جا
ایسا ہو تو ہو جائیں رسا ہجر کے نالے — او گیسوؤں والے

قدموں پہ ترے سر یہ شوریدہ رکھا ہو — تو دیکھ رہا ہو
جس دم ملک الموت مری روح نکالے — او گیسوؤں والے

دشوار نہایت سفر ملک عدم ہے — اور اس پہ یہ غم ہے
رستہ میں جو کانٹے ہیں تو ہیں پاؤں میں چھالے — او گیسوؤں والے

گذری ہے گناہوں میں مری عمر گذشتہ — اے وائے دریغا
دامن میں چھپالے مجھے دامن میں چھپالے — او گیسوؤں والے

سلام

السلام اے نور ایماں السلام — السلام اے راحت جاں السلام
السلام اے بادشاہ دو جہاں — السلام اے سرور کون و مکاں
السلام اے خسرو دنیا و دیں — السلام اے راحت جان حزیں
اے قرار جان مضطر السلام — آفتاب ذرہ پرور السلام
درد و غم کے چارہ فرما السلام — دردمندوں کے مسیحا السلام
بے سہاروں کے سہارے السلام — حامی و یاور ہمارے السلام
جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو — جان عیسیٰ ہو مسیحائی کرو
بیقراروں کے سہارے لیجیے — دلفگاروں کے سہارے لیجیے
راہ نامعلوم صحرا پر خطر — کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر
دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی — شکل پر افسردگی چھائی ہوئی
نفس ساقط روح مضطر جی نڈھال — دور عصیاں سے ہوا ہے غیر حال
سر جھکا میں شرم کے مارے کے سامنے — یاس کی صورت نظر کے سامنے
اے عرب کے چاند اے مہر عجم — اے خدا کے نور اے شمع حرم
فرش کی زینت ہوئی دم سے آپ کے — عرش کی عزت قدم سے آپ کے

خطاب بہ مسلم

(از مولانا اطہر امرتسری)

اے مسلمان! اے غلام حضرت خیر الانام
ہے تری گفتار سے ظاہر محمد کا پیام

اس قدر تیری رگِ جاں میں شہادت کا ہو خون
جو بنا سکتا ہو ذراتِ جہاں کو لالہ فام

زندگی تیری ہو وجہ رونقِ صبحِ حیات
اور تیری موت میں مضمر قیامت کی ہو شام

آنے والے وقت کو کر لالہ فام ایثار سے
خونِ ہستی سحر ہے غازۂ رخسارِ شام

روز کے جلنے سے رسوا ہو نہ جل جا ایک دن
سوزشِ کامل کو ڈھونڈھ اور چھوڑ سوزِ ناتمام

ہو گئیں بیدار قومیں ارتقائی صبح سے
تا کجا اے خفتہ قسمت نشۂ صہبائے شام

خیز و از سیلاب ہستی ہمسر اغیار شو
حصۂ خود از حریفاں گیر و گرم کار شو

برق بن سکتا نہیں غافل! فقط شیون ترا
ساتھ ہی سکے نہ ہو گر عزم شعلہ زن ترا

ہے حیات انفرادی مرگِ عزو شانِ قوم
ہو تری ہستی کے دامن میں نہاں مخزن ترا

تو چنے گا کیا گل مقصود باغِ دہر سے
ہاتھ ہے کوتہ ترا اور تنگ ہے دامن ترا

آہ تو ہے چند پھولوں کیلئے محوِ جدال
اور ادھر برباد کرتا ہے عدو گلشن ترا

دامنِ راحت میں جسم اپنے چھپایا تو نے جسم
ہو گیا ہے دیکھ عریانی یہ پیراہن ترا

زندگانی کیا ہے؟ اک ہنگامۂ عزم و عمل
قوم کی رفعت ہے کیا؟ اس نخل کی شاخوں کا پھل

فرزند ابراہیم سے

(از حضرت روش صدیقی جوالاپوری)

بس اختتام رسمِ سلام و پیام کر
جس میں ترا وقار رہے اب وہ کام کر

آمادہ وفا ہیں غلامانِ اہرمن
شمشیر لا الٰہ کو پھر بے نیام کر

پھر آبروئے ملت بیضا ہے پر نثار
پھر بے نقاب رازِ بقا خاص و عام کر

تو خود غلام حلقہ بگوش زمانہ بن
اور سرکشانِ دہر کو اپنا غلام کر

شے غیر دل کے دل زندگی انتہا نہیں
اندوہ زار دہر کو دار السلام کر

جس میں کچھ امتیاز گدا و غنی نہ ہو
اس بزم کائنات میں پیدا نظام کر

ہر سانس ہے چراغِ تسکین جاوداں
آتش برق زا کو ذرا تیز گام کر

—(۲)—

کچھ یاد ہے پیام نگار گوشہ نبی
اے بے وفا خدا کے شہیدوں کا نام کر

ہندوستان میں پہنچ طاغوت کو مرد
فکرِ قیامِ حریتِ مصر و شام کر

راحت اگر نصیب ہے تو اف رام سمجھ
یہ قدرت خدا ہے نہ اس میں کلام کر

بکھرا ہے جا مصائب و آلامِ دہر سے
بہانِ حق کا تو ذرا احترام کر

پھر استوار کر وہ صداقت کی آگ میں
دیوانہ وار پیروئ آبرو ہام کر

حق سے دعا یہ تھی کہ رنجِ الم سے ہو نجات

از قلم جناب عبد المتین صاحب

اللہ کی ترا وجود ہے آئینہ فروغِ ذات
تیرے حرم کا سنگ میں فروغ تعین وجہات

شمع جمال ہو تری کون و مکاں فروغ گیر
تیرے ظہور پاک سے زینت محفل حیات

تیری جبین قدس کی تابش دل فروز ہو
نورِ یقیں، بہارِ دیں، رونق بزم کائنات

حسن کلام سے ترے دیدۂ دل کو روشنی
ذاتِ جمیل ہو تری آئینۂ تجلیات

جاتی رہی شکستگی تیرے سبب جہان کی
جڑ گئے حق سے خلق کے ٹوٹے ہوئے تعلقات

بخشش و فیض ہو ترے گلشن جان کو تازگی
لطف و کرم کی یک نظر باعث حل مشکلات

فریاد

(از جناب پروفیسر اکبر خاں صاحب اکبر حیدری)

اے صاحب لولاک، شہ عالم ایجاد
فریاد ہے فریاد ہے، فریاد ہے فریاد

ملت ہو تری اور زمانے کی تباہی
امت ہو تری اور ہو اب خانماں برباد

دولت ہو نہ ثروت ہو نہ عزت نہ حکومت
غیرت ہو نہ طاقت ہو نہ ہمت نہ شجاعت

پرسش تری امت کی زمانہ میں ہو کیونکر
اب خون میں وہ جوش نہ جنبش نہ حرارت

پھر در پئے آزار ہیں باطل کے پرستار
پھر دشمن اسلام ہے اک مجمعِ کفار

پھر بتکدۂ دہر ہے خونخوار کا مسکن
پھر خونِ مسلمان سے ہیں رنگین در و دیوار

پھر بدر کا عالم ہے زمانہ میں نمایاں
یہ مشرک و کفار ہیں اور جنگ کے ساماں

پھر حق کی تجلی ہو نگاہوں سے بہت دور
یہ ظلمتِ باطل کا زمانہ میں ہو طوفان

اٹھے ہیں مٹانے کو ترا نام یہ کافر
کہتے ہیں مٹا دیں گے اب اسلام یہ کافر

دیکھا نگی بساط اور ذرا ان کے یہ دعوے
نادان ہیں ناواقفِ انجام یہ کافر

مانا کہ یہ دشوار ہے لیکن شہ عالم
اب ملت اسلام کا شیرازہ ہے برہم

اب ملت بیضا ہے کہاں ملت بیضا
وہ تیرے مجاہد ہیں نہ ان کا وہ دم خم

اب حق کے پرستار زمانہ میں کہاں ہیں
مسلم ہیں مگر نام کے، کہنے کے جواں ہیں

واعظ ہے کوئی ان میں زاہد ہے نہ صوفی
سب دین سے غافل ہیں پرستارِ جہاں ہیں

اٹھ خدا کے لئے اے گنبدِ خضرا کے مکیں اٹھ
اسلام کے سوا اور تو چارہ ہی نہیں اٹھ

پھر دہر میں توحید کی ہستی میں نظر آ
اے ناصر اسلام کے تابندہ نگیں اٹھ

پھر جلوۂ پرنور زمانے کو دکھا دے
پھر ظلمت باطل کے ظلمات مٹا دے

پھر یاد توحید سے بھر جام مسلماں
پھر بتکدہ ہند میں اک کعبہ بنا دے

دنیا تری تکبیر کی آواز سے گونجے
ویرانۂ عالم نئے انداز سے گونجے

اسی کی یاد کرتا ہوں

(حضرت حفیظ جالندھری)

وہ جس نے نوعِ انسان کو غلامی سے رہائی دی

وہ جس نے پنجۂ مرگِ دوامی سے رہائی دی
جب انساں دامِ مرگ اسکے غلاموں پر پھیلاتے ہیں
حرم کے طائروں کو شانِ صیادی دکھاتے ہیں
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں اسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس نے ابرِ رحمت بن کے بے جانوں کو جاں بخشی
چمن کو رنگ بخشا اور بلبل کو زباں بخشی
اسی کے باغ پر جب برق شعلہ ریز ہوتی ہے
اسی کے بیزبانوں پر چھری جب تیز ہوتی ہے
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں اسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس سے ربط قائم ہے زمینوں آسمانوں میں
وہ جس کا ذکر ہوتا ہے موذن کی اذانوں میں
زمین و آسماں ہی جب ستم ایجاد کرتے ہیں
اسی کے نام لیواؤں پہ جب بیداد کرتے ہیں
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں اسی کو یاد کرتا ہوں

روضۂ نبوی

(از نشتر جناب بنیاد اثر تھانوی)

(۱)

عالمِ ایجاد میں روحیں تھیں گھبرائی ہوئی — کائناتِ دہر پر تھی تیرگی چھائی ہوئی
جل اٹھے تھے اس سے پہلے جو ہدایت کے چراغ — ان کی ضو باقی نہ تھی دنیا میں ملتا تھا سراغ
ہر طرف تاریکیاں تھیں کفر کے الحاد کی — پرستش ہو رہی تھی آب و خاک و باد کی
ظلمتِ مطلق میں کوئی ہادی و رہبر نہ تھا — نورِ ایقاں بزمِ ہستی میں ضیا گستر نہ تھا

(۲)

یک بیک اک نورِ پُر بخشش کن عالم ہوا — یعنی مکہ سے طلوع نیرِ اعظم ہوا
غارِ حرا سے مطلعِ انوار دنیا ہو گئی — مٹ گئی ظلمت تجلی زار دنیا ہو گئی
تھی یہ وہ ذرہ کہ جس کا عرش تھا نصف النہار — جس نے سدرۃ المنتہی سے ہم کیا او قرار
اس جہاں پر وہ ہیں سرسوا جلا ہو گیا — عالمِ بالا تک آخر وہ بالا ہو گیا

(۳)

کر دیا قطع منازل اپنی جب وہ آفتاب — ذرہ ذرہ ہو چکا بہرہ ور اس کے فیضیاب
ہو چکا اعزاز کسب نور تیرہ خاکدان — دوسرے عالم میں تب وہ ہو گیا جلوہ فشاں
اب بھی لیکن اس کا جلوہ دہر میں ہے جلوہ گر — اک غدائی نور ہے جو تابہ ابد تابندہ ہو
یعنی وہ مجموعہ ہے قرآن کہتے ہیں جسے — جا بہ ایماں سے خود ایمان کہتے ہیں جسے

(۴)

جس جگہ وہ عالم آب آب سے مستور ہے — روضۂ نبوی کے بارے نام سے مشہور ہے
یہ شرف پایا مدینہ کی زمین پاک نے — [illegible]
خاک نے سینے میں وہ [illegible] — [illegible]

روشنی چاروں طرف پھیلی ہوا سکے نور کی — دیکھتے ہیں دیدۂ موسیٰ تجلی طور کی

(۵)

وہ خدا کے پاک نبی صاحبِ عرفانِ حق — جو ہوا کرتے ہیں بیت اللہ میں مہمانِ حق
حاضری اس آستاں کی وجہ نازش ہو انھیں — باریابی یہ خداوندی نوازش ہو انھیں
کاش ارشد میں بھی پہنچوں اس دربارِ پاک میں — اور حلقہ پاؤں جوارِ سید لولاک میں
رشک آئے زائروں کو میری قسمت دیکھ کر — فاتحہ کو ہاتھ اٹھ ہی جائیں تربت دیکھ کر

قصیدۂ نعتیہ

(از مراقب ربانی)

فلک غبار سرکوے کارخانۂ تست — ملک بذیل غلامان آستانۂ تست
علی عمود کشِ رزم فاتحانۂ تست — بلال نغمہ سرا بزمِ پنجگانۂ تست
کشد ز حضرتِ عثمان بہاے نعلینت — رموز جملہ قرآں درسِ خزانۂ تست
جلال علم ترا بندہ صولتِ فاروق — کمال بوبکر از سعی صادقانۂ تست
ندا ایں کہ جن و بشر کلمۂ تو می خوانند — نوائے نغمہ قدسیاں ترانۂ تست
رسید طائر سدرہ باوج عرش بریں — عروج و فعتش از زمیں آب و دانۂ تست
نقود حکمت یونان بجو نے ارزد — بآں درم کہ برون رفتہ از خزانۂ تست
بزار فلسفی دہر فاترا العقل است — بہ طفلکے کہ نو آموز در زمانۂ تست
شکوہ قیصر و کسریٰ کہ بد فزوں زشمار — کمینہ صید کہ مجبور در نشانۂ تست
صلہ بس است بایں شعر ہائے نا موزوں — بخندہ گر لی کہ ایں عرض عاشقانۂ تست

بہ ہیں بحال مراقب چہ پرسشے نکنی
چگونہ غرق گنہ مادح یگانۂ تست

کیا منہ دکھائیں داورِ محشر کے سامنے

(از جناب سید عبدالواحد صاحب حیدرآبادی)

کب سے کھڑا ہوں روضۂ انور کے سامنے — آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ترے در کے سامنے
سب اپنی تشنہ کامی کی حالت بیاں کرو — لے جا کے تم کو ساقیِ کوثر کے سامنے
چشمِ کرم سے دیکھ لے محمل نشیں کبھی — مجنوں تڑپ رہا ہے ترے در کے سامنے
فیضِ حضورِ پاک سے حق تک پہنچ گئے — جو سر جھکائے رہتے تھے پتھر کے سامنے
آنکھیں وہ ہیں جو محو ہیں دیدار میں — ہے اہلِ دل وہی جو ہو دلبر کے سامنے
منفعل خدا سے خاتمہ باخیر ہو گیا
لاش واحد کی ہے گنبدِ اطہر کے سامنے

تم اگر چاہو تو مشکل مری آساں ہو جائے

از حضرت رضا قدوائی حیدرآباد دکن

شوقِ دیدار ہے یارب کوئی ساماں ہو جائے — اس دکھے دل کا الٰہی کوئی درماں ہو جائے
دل ہے بیتاب آج خدا خیر کرے — جوش میں آ کے کہیں چشم نہ گریاں ہو جائے
کیا تعجب ہے اگر عشق نبی میں ایسا — چاکِ دل چاکِ جگر چاکِ گریباں ہو جائے
شکل دکھلا دو مجھے آج اٹھا کر پردہ — دلِ ناشاد مرادیں کے شاداں ہو جائے
دیکھ لوں آنکھوں سے جنت [illegible] — [illegible] جو مہماں ہو جائے

زاں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

جبکہ منظور ہوئی عرش کی کرنی گلگشت   آب تسنیم سے بھر لائے فرشتے اک طشت
طے کیا بعد وضو آپ نے عرفاں کا دشت   گرد رہ چراغ بنے خواہ وہ ہوں بہشت کہ
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہوگا ہنگامہ بپا حشر میں جب بہر نجات   کون پوچھے گا سوا تیرے گنہگاروں کی بات
سب اٹھیں گے یہی کہتے ہوئے منہ سے کلمات   اے شہنشاہ عرب اے شہ عالی درجات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

پہلے حاکم جو تھے اب لگے دوشی ستم   یا سلطنت ہے نہ ثروت ہے وہ شوکت و حشم
حالت زار مری دیکھئے اے شاہ امم   آپ کے در کا ہوں سگ کیجئے کچھ لطف و کرم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

نکلے گرداب معاصی سے مسلمان کا جہاز   نخل اسلام ہو سرسبز پھر اے شاہ حجاز
اے رسول عربی ہاشمی و بندہ نواز   آپ کی ذات مبارک پہ ہے امت کو ناز
بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
[illegible]

جبکہ الطاف جو امت پہ ہوا می لتقی   دل سے ہو جائیں غم و رنج و تکلیف دور
ہے یہ عاصی کی دعا تم سے بقول قدسی   مجھ گنہگار پہ بھی ہو نظر لطف کبھی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ عاصی و قدسی پے درماں طلبی

مناجات حضرت شاہ غلام حیدر صاحب صغیر مرحوم کنتوری

اے خدائے دو جہاں مالک اکبر تو ہے   آفرینندہ مہ و مہر و اختر تو ہے
تاج بخش سر ہر خسرو و قیصر تو ہے   سامع شور و فغان دل مضطر تو ہے
تری تسبیح میں ہر شے ہے وہ معبود ہے تو
جس نے ڈھونڈا ہے تجھے جس کا وہیں موجود ہے تو

تو نے ہر شے کو ہر اک رنگ سے دی یکتائی   صندل خاک کو گردوں کو کیا مینائی
پھل لئے شاخ کو گل کو عطا فرمائی   جز مخلوق سے کی تو نے جہاں آرائی
دی بلندی سے سرکار کو پستی کے لئے
ہم کو پیدا کیا معبود پرستی کے لئے

قوت بازو سب اہل نظر کو بخشی   آگ پتھر کو دی اور آب گہر کو بخشی
تیرگی شام کو تنویر سحر کو بخشی   منزلت علم کو تاثیر ہنر کو بخشی
خاکساری میں شہنشاہ کیا درویشوں کو
سر بسجدہ کیا عشق کے دل ریشوں کو

زمرد کانی کو از چشمۂ حیواں کو دیا   نور گوہر کو آئینہ جو درخشاں کو دیا
جلوہ شمس و چراغ مہ تاباں کو دیا   جوہر عقل وہ نایاب سر انساں کو دیا
شرف سعد دیا بال ہما کے پر کو
ہیرے مٹی کو دیئے لعل دیئے پتھر کو

تو جو چاہے تو ہر اک برگ شجر بول اٹھے   طائر قبلہ نما وقت سحر بول اٹھے
گو زباں گنگ کے منہ میں نہ ہو پر بول اٹھے   مرغ تصویر کو حکم ہو اگر بول اٹھے
مردہ گور کو ایما ہو تو زندہ ہو جائے
ریلیاں چلنے لگیں مار گزندہ ہو جائے

تو نے شاداب ہر اک شئی کو کیا پانی سے   پرورش خاک کو دی ابر کی بارانی سے
قوت لا سے دی جسم کو روحانی سے   موتی دریا کو دیئے قطرۂ نیسانی سے
سنگ اکسیر کو بخشا تو شرف زر کو دیا
آگ میں صبر اور آرام سمندر کو دیا

تیری مرضی ہو تو پانی ابھی پتھر ہو جائے   تو جو چاہے تو بڑھاپے میں جوانی ہو جائے
قامت سرو گلستاں کو روانی ہو جائے   فصل گل آئی ہوئی باد خزانی ہو جائے
تیری قدرت سے ہر اک خار میں ہو گل پیدا
بیضۂ زاغ سے ہوں قمری و بلبل پیدا

تو جو چاہے تو نیا عہد کہن ہو میرا   صحت آباد ابھی خانۂ تن ہو میرا
جلوہ گر پھر دُر دنداں سے دہن ہو میرا   تو اگر چاہے تو سرسبز چمن ہو میرا
وادی عمر ترے فضل سے گلشن ہو جائے
بلبل جان کا پھر آباد نشیمن ہو جائے

نار کو جس سے ہو نفرت وہ گنہگار ہوں میں   جس سے عصمت کو ہو پرہیز وہ گنہگار ہوں
جس سے آغوش تو رہائی وہ گرفتار ہوں میں   جس کو بیدار نہ کر پائے وہ بیدار ہوں میں
جائے رحمت ہے یہی وقت عنایات کا ہے
آسرا اے مرے معبود تری ذات کا ہے

نفرت ارباب شریعت کو ہے یارب مجھ سے   منحرف ہو گئے سب صاحب مذہب مجھ سے
ناپسندیدہ دل کام ہوئے سب مجھ سے   دیدۂ اہل بصیرت ہیں پھرے رب مجھ سے
تو نہ پھیر اپنی نظر تیرا گنہگار ہوں میں
گو سیہ کار ہوں پر بندۂ غفار ہوں میں

ہیں تہی پاک نجس ہو طہارت میری   داخل معصیت و لغزش ہے طاعت میری
تو اگر چاہے تو ہو پاک نجاست میری   طالب رحمت معبود ہے غفلت میری
آرزوئیں جو ہیں دل میں وہ بر آئیں میری
بخش دے اے مرے معبود خطائیں میری

کوئی مذہب ہے نہ میرا نہ کوئی ہادی ہے   جذبۂ عشق سے ایمان کی بربادی ہے
نامرادی سبب گریہ و ناشادی ہے   جسم پر داغ ریاضت تو آزادی ہے
کوئی سجدہ مرا درگاہ میں مقبول نہیں
خار ہیں گلشن طاعت میں کوئی پھول نہیں

شعلۂ نار جہنم سے بچا لے یارب   پڑ گئے جان کو ایمان کے لالے یارب
کون مشکل میں سوا تیرے سنبھالے یارب   عرش تک جاتے ہیں دل سے مرے نالے یارب
نہ ملا مجھ کو ثمر بار بدانجامی سے
نامرادی سے بچا لے مجھے ناکامی سے

تیری درگاہ معلیٰ میں صغیر آیا ہے   اے شہنشاہ گدائی کو فقیر آیا ہے
لیئے لشتارۂ عصیان کثیر آیا ہے   طالب عاطفت رب قدیر آیا ہے
ہے نہیں عرض کہ گلزار جناں دے یارب   اپنے دامان عنایت میں اماں دے یارب

بالکل آسان اردو میں وعظ کی ایک بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بہترین مجالس کے واعظ مشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں طیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں باآسانی سمجھی جائے اور ہر اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے۔ اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظا دیوا امنا باللہ لفظاً ہی نہیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں

دوسری مجلس توحید الٰہی یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن و یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تمام دیوتاؤں کی شرکت سے خدا پاک ہے

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس نبوت و رسالت اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر بھی ہے

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اللہ کا تفوق دیگر انبیا پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ساتویں مجلس اسوہ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے

نویں مجلس فضائل اخلاق و حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق دورِ حاضرہ میں جو عورتوں کے حقوق کے بڑے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی درد انگیز انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لکھے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہیں ممکن نہیں کوئی شخص اس کو پڑھے اور بغیر آنسو بہائے پڑھ سکے۔

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے خصوصی رعایت ہو گی یاد رکھو صفحات کتاب مجلد ہے اور قیمت فی جلد رعایتی عمر محصول ڈاک کل عمر

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۱۰ دہلی

اکتالیس خوبیوں والا پچیس بہری معجز بیان

نئی شان کا قرآن مجید

جس کی ہر مسلمان کو پڑھنے کی ضرورت ہے اور مسلمان کے گھر میں رہنا چاہیئے

مقدس میں ایسی خوبیاں ہیں جن کا مطالعہ مبلغین اسلام اور سچائی کے متلاشیوں کے لئے بہت ضروری ہے اور خوشخط روشن اور صاف چھپائی نفیس کاغذ تقطیع متوسط ۷ × ۱۱ انچہ صحیح اور مستند حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی کا سلیس عام فہم ترجمہ حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ اس کلام مجید میں حسب ذیل خوبیاں ہیں

ہر پارہ کے شروع میں مقامات مقدسہ کا نقشہ مع حالات دیا گیا ہے چنانچہ کل نہایت اعلیٰ قسم کے تین نقشے فن مصوری کا نمونہ ہیں تمام مضامین قرآن کی مکمل فہرست جو آیت جا موقعہ انکال و سورتوں کی ترتیب درج ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے کون سی سورت نازل ہوئی ضروری مقامات کا نشان زد مطابق صحاح ستہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ حاشیہ پر ہر سورہ کے متعلق نقش و تعویذ اور اولیاء امت کے معمولات ہیں تعبیر خواب سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ اور قرات کے اصول جن کو سمجھنے کے بعد غلطی نہیں ہو سکتی چند ایسے مقامات کا ذکر جہاں کا ادب اور تلفظ اور یہ چیزیں اور تجوید قرآن خوانوں کے لئے بہت ضروری ہیں۔

پیغمبروں کی دعائیں اور ان پر نزول کے حالات جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور ان دنیاوی مقامات کا ذکر جو قرآن میں مذکور ہیں اور ستاروں کے حال جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ مزار و قافلہ اور وہ خاص درود شریف جو اولیا سے منقول ہے۔ قرآن کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مختلف ادیان مذاہب کی کتب پر فوقیت کی مطابقتاً ثبوت اور ایسے مقامات بتلا دیئے گئے ہیں جہاں اعراب کی تبدیلی سے کفر لازم آتا ہے۔ اور سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ملک کے سب سے بڑے استاد منشی عبدالغنی صاحب نے جو منشی ممتاز علی صاحب مہا جرکی کے فرزند ارجمند ہیں بڑی محنت اور توجہ کے ساتھ لکھا ہے دہلی کے حفاظ و قراء نے تصحیح میں حصہ لیا ہے جن کی ۵۰ مہریں درج ہیں اس امر کا ثبوت کہ کلام مجید کا عربی میں ہونا عربی پر کیوں نازل ہوا آنحضرت کی مکمل سوانح عمری قرآن کے نزول کی ابتدا قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی ترغیب فضائل قرآن اور عامل ہونے کی تلقین ہدیہ مجلد جرمنی کا ل مع اعلیٰ العمر مع محصول ڈاک

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مُنہ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے سوڑھے اب سوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اُترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے حال ہی میں سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے مگر ماہر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ خود دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ جو لوگ پائیوریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے مل کر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑے گی۔ لیکن یہ زحمت اُن کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیے اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیوریا نہیں ہوا ہے جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو اُن کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد رہنے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں پان کو اکثر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقتہً [illegible] پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے [illegible] نقصان [illegible] پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانے والے پہلا کیسے دانت صاف کر سکتے ہیں [illegible] استعمال [illegible] کے ساتھ عرض کی جائے گی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فی ڈبیا [illegible] علاوہ محصول ڈاک [illegible]

ملنے کا پتہ: احمد، مینیجر رسالہ نظام المشائخ کوچہ چیلان دہلی

ہر قسم کی خوشی کیلئے پیارے کارخانہ کی شہرت کی غرض سے

حیرت انگیز ایجادیں

قیمتوں میں رعایت

(تعریف کے خلاف ثابت ہونے پر کل قیمت کی واپسی کا شرطیہ اقرار ہے)

فلاور کریم چہرہ اور ہاتھوں کی جلد نرم چمکدار اور تر و تازہ بناتی ہے۔ جلد کو خشکی سے پاک کرتی ہے لاجواب خوشبو کا کارخانہ ہے جس سے دماغ کو فرحت ہوتی ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ رعایتی ۱۲ اِر

فلاور سنو حسن و خوبصورتی کے لئے جادو ہے۔ سیاہ چہرے سفید گورے اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ گندہ میل کو جلد پر سے دور کرتی ہے میل اور گرد و غبار کو جلد پر سے ہٹا کر چودھویں کے چاند کی مانند بناتی ہے۔ چہرہ کی جھریاں۔ داغ دھبے۔ مہاسے۔ چھائیاں گرمی دانوں سرخ نشانوں کو رفع کرتی ہے۔ اور جلد بالکل صاف نکل آتی ہے اور فوراً ہی بدصورت اور سیاہ چہرہ کے انسان حسین و خوبصورت بن جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ رعایتی ۱۲

فلاور فلیش ٹنیٹڈ کریم گلاب کی مانند رخساروں ہاتھوں اور کلائیوں کو سرخ بنانے کے لئے لاجواب ایجاد ہے۔ چہرہ پر زردی اور حسن پھیکا پڑ رہا ہو تو اس لطیف ترین کریم سے سرخ اور گلاب جیسا بنایئے۔ اس کے استعمال سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کوئی مصنوعی چیز لگائی گئی ہے بلکہ اصلی قدرتی سرخی چہرہ ہاتھوں اور کلائیوں پر نمایاں نظر آتی ہے یہ حسینوں کی جان اور حسن کے قدردانوں کیلئے تحفہ ہے نہایت خوشبودار ہے قیمت عہ رعایتی ۱۲ اِر

ویلویٹ کریم بال اڑانے کی ایک نئی حیرت انگیز ایجاد ہے۔ بالوں کو صرف پانچ منٹ بلکہ اس سے بھی کم میں دور کرتی ہے۔ ان عورتوں کے لئے جو بدبودار گندہ پوڈر [illegible] استعمال کرتی ہیں اور جلد کو سیاہ اور [illegible] ویلویٹ کریم جلد کو گورا کرتی ہے۔ بال بہت عرصہ کے بعد نکلتے ہیں۔ کسی قسم کی بدبو نہیں ہے۔ لاجواب خوشبو ہے مقام مستعملہ پر [illegible] پانی سے دھلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ شیشی میں بالکل تیار ملتی ہے۔ اس وقت ہزارہا عورتیں اپنے بالوں کو دور کرنے کے لئے اس کو استعمال کر رہی ہیں

قیمت فی شیشی عہ رعایتی ۱۳ اِر

بیوٹی کریم عورتوں کی چھاتیوں کو سخت خوبصورت کرتی ہے اور ان میں تناؤ اور ابھار پیدا کرتی ہے۔ ڈھیلی ہوئی بدنما چھاتیوں کو دلفریب بناتی ہے۔ قیمت فی شیشی عہ رعایتی ۲

حصول پرکیف مرد محبوب خوش خصال ہے دو شیزہ کا کیف پرور نئی نویلی دلہن کا ساتھ ہو اور کرنے کے لئے لاجواب چیز ہے۔ [illegible] ماجون منٹ میں [illegible] بنا دیتا ہے اور آپ یہ یقین کریں گے کہ نئی شادی کا حظ حاصل ہو رہا ہے قیمت فی شیشی ۲ روپیہ رعایتی عمہ (اس کے استعمال سے عورتوں کے سیلان رطوبت کو بھی فائدہ ہوتا ہے)

حب ملذذ ان گولیوں سے دو طرف حاصل ہوتے ہیں ممسک بھی ہیں اور ملذذ بھی ایسی کہ طرفین بے ہوش ہو جائیں اور ممسک ایسی کہ جب تک منہ سے گولی نہ نکالی جائے فراغت ناممکن۔ زیادہ تعریف فضول ازمائش ضروری ہے قیمت فی شیشی ۲ گولی عہ رعایتی ۲ اِر

نوشو قتی جناب مسیح الملک کے نسخہ سے جو صرف ہم کو معلوم ہے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں کوئی سنکھیا اجزا نہیں ہے صرف جڑی بوٹیوں سے امساک اور ٹرنگ تام۔ پینے کے لئے مرکب کیا گیا ہے جریان سرعت و رقت کو دور کرتی ہیں اور امساک جب تک رہتا ہے کہ جب تک نمک یا ترشی کا استعمال نہ کیا جائے فی درجن عمار رعایتی عہ

رنگین نئی ایجاد۔ عورتیں ہاتھ پیروں میں مہندی کی جائے رنگین لگاتی ہیں۔ اور ان کو نہایت شوخ اور چمکدار حنائی بناتی ہیں۔ یہ گھولنے باندھنے کی تمام دقتوں سے مبرا ہے۔ رنگ پختہ ہے

قیمت فی شیشی ۸ر رعایتی ۶ر

تریاق رحم بانجھ کا محافظ اولاد۔ جن عورتوں کے ہاں اولاد ہوتی ہو اور وہ چند دن میں مر جاتی ہو یا اولاد ہوتی ہی نہ ہو رحم کمزور ہو اور ایام کی خرابیاں ہوں تو یہ اولاد [illegible] رحم کو قوی [illegible] ہو جاتا ہے [illegible]

روغن گوش بہرے [illegible] کان کے درد اور [illegible] کان کو [illegible] صاف سنائی دینے لگتا ہے [illegible] رفع ہو جاتا ہے پیپ بند ہو جاتی ہے [illegible] قیمت فی شیشی عہ رعایتی ۱۱۱

سوزاک کی دوا [illegible] قیمت ۲۰ خوراک ۲ رعایتی عہ

طلا ارزی [illegible] قوت اور سختی چاہیں وہ اس کا کرشمہ دیکھیں قیمت ۳ رعایتی عہ

نوجوان بنانے کیلئے

ایک جدید حیرت انگیز علاج

سال بھر ہوا اس طریقہ علاج حیرت کلکتہ کے دو مشہور ڈاکٹروں نے مایوس مریضوں کا علاج کیا اور [illegible]

مریضوں نے جن کی تعداد اس جدید طریقہ علاج سے کئی ہزار تک پہنچ چکی ہے

جو دو اٹھارہ بائیس اور پانچ سات گیارہ سال سے اس مرض میں مبتلا تھے اور جن کو کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا تھا ان کو ادویات جدید طریقہ علاج سے کامل صحت حاصل ہوئی ہے۔ **وہ اکسیری دوائیں** جو دنیا میں نامردی کے علاج کے لئے بہترین مانی گئی ہیں وہ یہ ہیں:-

سفوف اصلاح اس کا استعمال پہلے ہفتہ سے شروع ہوتا ہے۔ مادہ منویہ کی اصلاح کر کے قوام کو گاڑھا کرنے اور کافی مقدار میں پیدا کرنے کیلئے [illegible] کے سبب جب وہ پتلا پڑ جاتا ہے اور کم مقدار میں خارج ہوتا ہے [illegible] کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں [illegible] اور [illegible] وغیرہ امراض کے دفعیہ کے لئے۔ یہ مجربہ ترین سفوف ہے قیمت دو روپے (۲)

ماء الحیات اس کا استعمال دوسرے ہفتہ سے شروع ہوتا ہے [illegible] ہو جاتی ہے تو بدن میں تازہ خون پیدا کرنے اور خون کو کافی مقدار میں بڑھانے کیلئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے جوانی کا دور شروع ہونے لگتا ہے اور اس کا ایک ہفتہ کا استعمال خون [illegible] کو اتنا بڑھا دیتا ہے کہ [illegible] ضبط نہیں کر سکتے۔ اور بعض مجبوراً نئی شادی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بوڑھے جوان بن جاتے ہیں اور ماء الحیات کے استعمال کرنے والے اپنی عمر کو بڑھا سکتے ہیں بشرطیکہ ضبط سے کام لیں۔ قیمت چھ روپے (۶)

طلاء دودھ والا یہ لاجواب طلاء ہے جس سے عضو کی تمام غلط کاریوں کے پیدا شدہ نقائص [illegible] کی ناہمواری وغیرہ شکایات رفع ہوتی ہیں۔ انسانی مشینری کو [illegible] اور اس میں شباب کی حقیقی قوت پیدا کرتا ہے۔ کہ بچپن کی خرابیاں رفع ہو جاتی ہیں اور بالکل جوان کر دیتا ہے۔ قیمت صرف آٹھ روپے (۸) مکمل کورس ہر سہ ادویات رعایتی صرف آٹھ روپے (۸)

دس روپے سے زیادہ کا مال منگانے والوں کو محصول ڈاک کی رعایت۔ نصف رقم پیشگی ضرور بھیجیں۔

(نوٹ) ہر مرض کی دوائیں ہمارے ہاں تیار رہتی ہیں

المشتہر: سعید برادرز اینڈ کو، گلی تحصیل دہلی

مشورہ مفت۔ ماہر حکیم [illegible] ماہر علاج

شاہی کوک شاستر

اگر شباب کا اصلی لطف حاصل کرنا چاہتے ہو تو شاہی کوک شاستر پڑھو۔ جس میں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق ضروری معلومات درج ہے۔ اور عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی اور ان کے مخصوص اعضاء کو تمام عمر کے لئے تازگی بخشنے والی مجرب دوائیں۔ اور عمر کے آخری حصہ تک خوبصورت اور جوان رکھنے کی وہ تدابیر اور علاج درج کئے گئے ہیں۔ جو صدیوں سے ناپید تھے۔

اگر حسن و شباب کا مرقع اصلی حالت میں رکھنا ہے۔ تو ان عجیب و غریب طلسمی اور نادر و نایاب نسخوں کا استعمال کیجئے۔ جو سب کے سب تیر بہدف ہیں۔ اور ترکی کے ایک عالم باہ حضرت سلطان ترکی کے لئے فراہم کئے تھے۔ اور جن سے اب سے پہلے صرف امرا اور سلاطین ہی مستفید ہو سکتے تھے۔

شاہی کوک شاستر مشہور ترکی کوک شاستر رجوع الشیخ کا ترجمہ ہے۔ جس کو صرف کثیر ارد و کا لباس پہنایا گیا ہے۔ ترجمہ عربی کے ایک علامہ اور طب کے فاضل نے کیا ہے۔ جس میں سلاست زبان کے ساتھ ترجمہ کے وقت اصل مطلب کو فوت نہیں ہونے دیا۔ کتاب کی ضخامت تقریباً ڈھائی سو صفحات ہے۔ اعلیٰ درجہ کی کتابت اور طباعت ہے۔ کاغذ سفید چکنا لگایا گیا ہے۔ اور قیمت سنکر آپ حیرت میں رہ جائیں گے۔ باوجود ان خوبیوں کے صرف ڈیڑھ روپیہ (۱؍۸) ہے۔

مختصر فہرست مضامین شاہی کوک شاستر حصہ اول

مردانہ علیل و ضعیف	جماع کے بہترین اوقات	مقوی باہ مالش	سہم بے نظیر اور آسان مقوی	خاص فرنچ کا نسخہ اور بوجہ	حاملہ عورت کے سے خون بند کرنے کی ترکیب
کثرت مباشرت اور اسراف باہ	جماع کی مدت صحیحہ	نامردوں کو بشارت	باہ اغذیہ۔ قوت باہ زیادہ	کی طرح تنگی پیدا ہو	مرے ہوئے بچہ نکالنے کی تدبیر
ضرر جماع کی اصلاحی تدبیر	ہیئت مباشرت	مقوی باہ طلا خاص	کرنے والی دوائیں اسباب	آخری مجرب نسخہ جو بہت مفید	آنول نکالنے کی ترکیب۔
مدعی جماع سے نقصان	اور بیر مقوی باہ	مقوی باہ جوارشات معروف	نقصان اور خاص قاطع	کرتا ہے۔ ملذذ دواؤں کے نسخے	مانع حمل دوائیں
جماع کے بعد تکان و ماندگی	قوت باہ کیونکر بڑھ سکتی ہے	نسخہ مجرب خزانہ شاہی	باہ اور مانع شہوت ادویہ	معین حمل دوائیں عورت کے	جنین کو ساقط کرنے والی دوائیں
علامات نقصان جماع	زیادتی باہ کے نسخے	حکایات عجیبہ	سوال مرد اور مباشرت کا ماتم	منزل ہونے کی دوائیں۔	قوت باہ بڑھانے والی دوائیں
منافی باہ و جماع۔ اوقات جماع	مقوی باہ روغن	نسخہ معجون ہرمز بادشاہ	اسک کے لئے طلسم	بیٹا پیدا ہونے کی ترکیب	اطبائے یونان کے پوشیدہ ذخیرے
حمل [illegible] اوقات	نامردی و سستی کا علاج	مقوی باہ حبوب کے نسخے	عضو کو دراز اور سخت کرنے والی	بانجھ عورت کی شناخت	خاص نسخے

مختصر فہرست مضامین شاہی کوک شاستر حصہ دوم

شباب [illegible]	سرمایہ راحت کی قدر کی دیکھ بھال	شوہروں کی توقعات اور کیفیت سرور	لذت محبت میں لذت خزاں	مختلف ملکوں کی عورتیں	حیرت انگیز اور مفید مردانگی قائم کرنے کا طریقہ۔
عورت کی دیدہ زیب رعنائیاں	جوہر حیات کی فراوانی	پسندیدہ طرز محبت	بدگمانی میں قابل پذیرائی	عمر کے لحاظ سے عورتوں کی اقسام	جوہر حیات کا غلط استعمال
عورت میں کیف شباب کی قسمت	آتش شوق میں تازہ سازش	[illegible] کی ترجمانی	نیاز مندیاں حسن رعنائی کی	عورت کے منزل ہونے کی علامتیں	فطری طریقہ کی نعمتیں
[illegible] خوبصورتی میں چار چاند	حریم حسن کی بست و کشاد	[illegible] جذبات کی ترغیب	دوشیزگی کا امتحان۔	ناشتہ عورت کی علامت	صہبائے عیش کی [illegible]
روشنی زیبائی [illegible]	حریم حسن کی دوسری حرکات	[illegible] سیاہ مردوں کے دلپذیر	محبت کی درخواست۔ پیار کی باتیں	بال اگنے اور دراز کرنے کی دوائیں	بیٹیوں کو ماؤں کی نصیحت
رعنائیوں [illegible]	ازالہ صحبت کا سدباب	نقشے [illegible]	طالب و مطلوب میں ناز و نیاز	ایک حسین کیونکر مسرت حاصل کر سکتا ہے	مساس و مباشرت نیز عیش و مباشرت
پختہ خورشید کی رنگین شعاعیں	[illegible] کی خطرہ	خلاف وضع فطری طرز عمل	نسوانی خصوصیات بلحاظ فطری جذبہ	تا بانجھ کو بانجھ بنانے والی دوائیں	کی مقدار۔ درازی آلہ تناسل
باغ حسن میں بہار خزاں کا [illegible]	عیش فردوس کی برکات	اصول و ضابطہ پسندیدہ تبادلہ [illegible]	عورت کے حسن کے [illegible]	وصل کے اسباب طریقے۔ حریم حسن کی	نسخہ برائے قوت باہ دائمی
قصہ [illegible] کا سدباب	[illegible] زندگی کا [illegible]	صنف نازک میں احساس	عیش و سرور کا زمانہ	تنگی۔ جماع کے طریقے۔	مضرت و عدم مضرت
[illegible] عیش کے [illegible] کی	قدرت [illegible] کی	[illegible] جذبات کی تدابیر	نیند لانے اور بیہوش کرنے کی تدبیر	عورت کو بیتاب کرنے والی دوائیں	مباشرت کا حقیقی فیصلہ
[illegible]	[illegible] نشاط [illegible] کا [illegible]	[illegible] کے اوقات	عورت کی خوبیاں	عورت میں جوش شباب	عورت کے ناموافق مزاج کا عملی نمونہ

غرض تمام پوری کتاب ایسی ہی [illegible] باتوں سے بھری پڑی ہے اور اس قدر کام کی باتیں اور کام کے نسخے اکٹھا موجود ہیں کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ کی نہیں۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

حمیدیہ پریس دہلی کی کتابیں

جن کی تمام آمدنی رسالہ مولوی کے نقصان میں صرف ہوتی ہے اور دو روپے سالانہ لاگت کا پرچہ ایک روپیہ میں دیا جاتا ہے اس لئے کتابیں خریدیے

مولوی کی موجودہ شان اور اتنی ارزانی اسی بنا پر ہے، کہ ناظرین مولوی اپنا ذوق مطالعہ پورا کرنے کے لئے حمیدیہ پریس دہلی سے ہی کتابیں منگاتے ہیں، اور جب کبھی اُنہیں کسی کتاب کی ضرورت ہوتی ہے تو حمیدیہ پریس کی معاونت کبھی نہیں بھولتے۔ اُنکی یہ عنایت دنیا میں ہی بار مرد ہے کہ ان کا پرچہ اب ہندوستان میں عدیم النظیر ہے اور اس رسالہ کی اس امداد سے جو دینی فائدہ مسلمانان ہند کو پہنچ رہا ہے اس کا اجر تو خدا ہی جانتا ہے۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ بلا ضرورت کتابیں خریدیے، لیکن یہ ضرور عرض کرونگا کہ جب بھی آپ کوئی کتاب یا قرآن شریف منگائیں تو صرف حمیدیہ پریس دہلی سے کیونکہ علاوہ اس کے کہ آپ کو کفایت یہاں سے کتابیں ملیں گی۔ اس کا ثواب مفت میں ملیگا، کہ آپ نے رسالہ مولوی کی اعانت کی، یعنی دین کی اعانت کی، خدا کے احکام مسلمانوں تک پہنچانے میں اعانت کی اور رضا الٰہی حاصل کی

باہر کی کتابیں جب آپ کوئی ایسی کتاب طلب فرمائیں جس کا مولوی میں اشتہار نہیں ہے تو اس کی قیمت ضرور لکھدیں۔ یہاں کے تاجر اپنے ہم عصر دوکانداروں سے وہ برتاؤ کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کو نقصان پہنچ جائے یعنی ہم سے وہ ایسے کڑے دام لیتے ہیں جس سے کم وہ شاید معمولی گاہک سے لے سکتے ہوں۔ اور ایسی کتابیں جب گرانی کی وجہ سے واپس آجاتی ہیں تو علاوہ محصول ڈاک کے کتابوں کی قیمت بھی ضایع ہوتی ہے اور یہ ہی ایک عجیب نقصان ہوتا ہے اس لئے کتابوں کی وہ قیمت ند [illegible]

کتابیں منگانے سے پہلے یہ خوب ذہن نشین کر لیجے، کہ کوئی ایک کتاب ہی چھوٹی سے چھوٹی ایسی نہیں ہے جس پر ۵ محصول ڈاک [illegible] کتاب کی قیمت سے بہ حال زیادہ ہوگا۔ مثلاً اگر آپ ۸ کی کوئی کتاب ہی منگائیں تو وہ کم سے کم تیرہ آنے میں آپ کو پڑیگی، [illegible] وی پی، ۲ فیس منی آرڈر، اور صرف ار پیکیٹ کے وزن کا کرایہ۔ اب اگر آپ کتابیں زیادہ تعداد میں منگائیں تو فیس منی آرڈر اور رجسٹری وی پی تو [illegible] کرایہ صرف بڑھتا رہیگا، یا یوں سمجھیے کہ ۸ کی کتاب ۱۳ میں ملی یعنی ۵ محصول ڈاک خرچ ہوا تو ایک روپیہ کتاب پر ۶ محصول خرچ ہوگا۔ ڈیڑھ روپیہ کی کتابوں پر ۷ [illegible] پر ۔ غرض کہ آگے جاکر صرف جزوی اضافہ ہوتا رہیگا، اس لئے جہاں تک ممکن ہو بقدر گنجایش زیادہ کتابیں ایک وقت میں منگائیے۔

وی پی کی وصولی میں بھی اب ترمیم ہوگئی ہے۔ اب جس وقت آپ کوئی وی پی منگائیں تو اسی وقت سے اس کی وصولی کا انتظام کردیں۔ اب ڈاکخانہ [illegible] وصولی کی مہلت نہیں دیتا، اس لئے وی پی پہنچتے ہی وصول کر لیجے۔ وی پی کی واپسی پر دہرا محصول ڈاک کا نقصان ہوجاتا ہے۔ خیال تو کیجے اس نقصان کا کیا ٹھکانا ہے اور کیسا دردانگیز ہے کہ ۸ کی کتاب اگر بکے تو شاید ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ نفع کا ملے اور واپسی پر پورے ۵ ضایع ہوجائیں۔ اور خدا نکردہ اگر کوئی قرآن شریف واپس ہوا تو ۲ یا ۳ تو نفع کے ہیں اور روپیہ سوا روپیہ کا نقصان ہو۔ اس لئے وصولی وی پی کا خاص اہتمام فرمائیے۔ یہ بھی یقین کر لیجے کہ یہ نقصان حقوق العباد میں شامل ہے اور اس سے رستگاری بلا تلافی ممکن نہیں

مصری بہت شگفتہ ٹائپ کا چھپا ہوا بے نظیر مجلد سفید جرمنی کاغذ والا قرآن شریف

یہ قرآن شریف یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ ہے، جرمنی میں چھپا ہے۔ ایسی صاف چھپائی ہے گویا سنگ مرمر میں سیاہ پچی کاری ہورہی ہے۔ کاغذ بھی بہت خصوصیت کے ساتھ جرمنی میں بنایا گیا ہے جو بائبل پیپر کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تقطیع مولوی سے نصف ہے۔ اور جرمنی سے ہی مجلد ہوکر آیا ہے۔ وہ لوگ جو قرآن شریف بھی ایسا اعلیٰ دیکھنا چاہتے ہیں جیسے یورپ کی اور بہترین کتابیں۔ ان کو یہ قرآن شریف ضرور منگانا چاہیے۔ بچوں کے پڑھنے کے لائق نہیں ہے، اس لئے ان کے لئے نہ منگائیں۔

یہی وہ قرآن شریف ہے جو پچھلے دو سال میں کئی ہزار ہدیہ ہوا۔ جب اس کی قیمت معہ محصول ڈاک تین روپے تھی، اور اب عید میلاد کی رعایت میں اس کا ہدیہ بھی کم کردیا گیا ہے

یہی وہ قرآن شریف ہے جو ریاست حیدرآباد کے ہزارہا شوقین نوجوانوں کے زیر مطالعہ رہا ہے کیونکہ آپ تو ذہین نوجوان ظاہری خوشنمائی اور نفاست کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں، اسی لئے یہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا

بمبئی میں تقریباً ہر قرآن شریف پڑھنے والے کے پاس یہ قرآن شریف موجود ہوگا۔ اور جاوا میں تو سوائے اس قرآن شریف کے اور کوئی دوسرا قرآن لیا ہی نہیں جاتا، آپ بھی ایک تبرکاً اور تحفۃً خرید لیجے، ہدیہ مجلد رعایتی ۲؎ محصولڈاک ۱۲ کل ۲/۱۲

منیجر … حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

نماز میں لطف آگیا

نماز پابندی سے ہی پڑھی اور گناہ سے دار بھی حضور قلب نصیب نہیں ہوا ۔ وجہ یہ تھی کہ کچھ پڑھا وہ سمجھا ہی نہیں کہ بارگاہ خداوندی میں کیا عرض گزار ہوا ۔ جب سے خواجہ حسن نظامی کے تفسیر کردہ پارہ عم کو غور سے پڑھ کر اور یاد کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی تو حضور قلب بھی نصیب ہے اور ادائے نماز میں بھی لطف آگیا ، اس لیے کہ عام طور سے نمازوں میں پارہ عم کی ہی سورتیں پڑھی جاتی ہیں ، اور اس کی تفسیر اس کے معانی اور شان نزول پر عبور رہتا ہے تو ہر ایک ایک حرف دل سے نکلتا ہے ۔ اور عرض نیاز کا لطف آجاتا ہے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بھی حضور قلب سے نماز پڑھنے لگ جائیں تو حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر پارہ عم منگا کر دیکھئے حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر پورے قرآن شریف کی بھی طیار ہے ۔ پارہ عم کی قیمت ۸ ر ہے اور ہر پارہ ۸ ر میں تمام ہے لیکن پوری تفسیر دس روپے میں ۔

محصول فی پارہ ۵ ر پوری تفسیر عہ (حمیدیہ پریس دہلی)

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو ۔ فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں ، اور اسطرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب ہی منگا لیجئے ۔ ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے ۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی ۱۰ ر محصول ڈاک ۸ ر کل ایک روپیہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لیے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے جدا جدا دس حصے ہیں

حصہ اول ۔ الف ، بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم ۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل

حصہ سوم ۔ روزہ زکوٰۃ حج ۔ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم طلاق نکاح ، مہر ، ولی ، عدت وغیرہ کے احکام

حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم ۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ، ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم اصلاح رسوم و رسم شادی و غمی میلاد و عرس ، تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی ﷺ

حصہ نہم ، ضروری اور مفید علاج معالجہ اور نسخے بچوں اور عورتوں

حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لیے ہے مسائل اور حالات اور نسخوں کا ہے ، ہر حصہ کی قیمت ۵ ر ہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲ ر لیکن کامل سیٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل ۱۱ حصے صرف عہ دو روپے محصول ۱۲ ر کل عہ ۱۲ ر

معبود و عابد کے تعلقات

اپنے مالک اور اپنے خالق کے حضور میں انتہائی عاجزی کے ساتھ گڑگڑانا یوں ہی بہت کچھ تسکین قلب کا باعث ہوتا ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح گڑگڑانے کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا عجیب و غریب حکمتیں پوشیدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ عبادتوں کا لطف دس گنا بڑھ جائیگا ، طوطے کی طرح بے سمجھے رٹ کر زبان سے ادا کر دینے میں اگرچہ ایک راحت اور ایک لذت ہے لیکن عبادتوں کا اصلی مقصد اور مفہوم بھی معلوم ہو تو وہ یقیناً بہت زیادہ پر کیف اور مسرت بخش ہو جائیں گی ۔

اسلام اور عبادت

کے نام سے جو کتاب مشہور و معروف مصنف جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے لکھی ہے اس میں نماز روزہ حج و زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بیان کیے ہیں اور بہت ہی مدلل طریقے پر ثابت کیا گیا ہے کہ عبادات الٰہی کے ان سے بہتر طریقے اور نہیں ہو سکتے بہت دلنشین انداز بیان ہے ، قیمت صرف ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بے کس و مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت کا اگر کسی مذہب نے بیڑا اٹھایا ہے تو وہ اسلام ہے اور یہ زبانی دعویٰ نہیں بلکہ مبین اور واضح حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اور ارشادات رسالت پناہی کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے ۔ کتاب اسلام اور عورت میں مختلف آیات و احادیث نقل کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے ، مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر حصہ لیتی ہے ضمناً یہ بات بھی موثر بیان میں آگئی ہے ۔ کہ دوسرے مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت مقرر کی ہے نیز یہ کہ مذہب سے الگ ہو کر بھی جن قوموں نے عورت کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورت کو اس بلندی تک نہ پہنچا سکے کہ جہاں اسلام نے اسے پہنچا دیا ہے کتاب حد سے زیادہ دلچسپ ہے اور فاضل مصنف نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لے کر ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث ڈھونڈی ہے یہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی لاجواب تصنیف ہے قیمت ۱۰ ر محصول ۵ ر کل ۱۵ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اسلام اور مدنیت

اگر آپ پکا مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی بہترین تصنیف اسلام اور مدنیت پڑھیے ۔ اس میں مشہور عبادات نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ کے سوا وہ سب کچھ بتایا گیا ہے جسے ایک سچے اور صحیح مسلمان کو جاننا چاہیے ، کتاب جسقدر دلچسپ ہے اس کا اندازہ ناظرین مولوی کو ڈاکٹر صاحب کے ان فسانوں سے ہو سکتا ہے جو ہر مہینہ مولوی میں شائع ہوتے رہتے ہیں ، چند مضامین کے عنوان یہ ہیں :۔ مدنیت کی قسمیں ، رشتہ داروں کے ساتھ برتاؤ ، حقوق زوجین ، اولاد کے ساتھ برتاؤ ، کنبے والوں کے ساتھ برتاؤ ، پڑوسیوں کے ساتھ برتاؤ ، لونڈی غلاموں کے ساتھ برتاؤ ، قوم کے بچوں یعنی یتیموں کے ساتھ برتاؤ ، عام غیبا کے ساتھ برتاؤ ، ربوا یعنی سود ، چوری ، لوٹ مار اور رشوت مزدوری پوری دینا ، گداگری ، دشمنوں کے ساتھ برتاؤ ، دشمنوں کے ساتھ سلوک کرنا ، دشمن کی عورتیں اور بچے ، اہل کتاب کے ساتھ برتاؤ ، جانوروں کے ساتھ برتاؤ "

یہی وہ کتاب ہے جس کو ہم غیر مذاہب والوں کے سامنے پیش کر کے ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلام ہی دنیا کا مکمل ترین اور بہترین مذہب ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۶ ر کل عہ ۶ ر حمیدیہ پریس دہلی

میلاد نامہ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کے بارہ اڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ایک سو چھتیس صفحہ کی کتاب ہے، لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ سفید اس کتاب کے اندر دو حصے ہیں پہلا حصہ ۸۰ صفحہ کا ہے جس میں حسب ذیل بیانات ہیں، میلاد شریف کی فضیلت اور احتیاط، صاحب میلاد کے بزرگوں کے احوال ولادت آنحضرت، یہ ایسا موثر ہے کہ تمام محفل میلاد میں ذوق شوق پیدا ہو جاتا ہے، نثر بھی اور نظم بھی اس بیان میں ولادت سے لے کر جوانی تک کے حالات ہیں بچپن کی پوری کیفیت ہے اور جوانی کی بھی یعنی پہلی شادی تک کا ذکر ہے اس کے بعد یہ حصہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ رسول نبی شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیم کی بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں اور ذکر معراج ہے اور بنی ہاشم اور حضرت ابو طالب کی امداد کا حال ہے اور غریب مسلمانوں پر ستم، حضرت حمزہ کا اسلام، حضرت عمر کا مسلمان ہونا، مسلمانوں کا بائیکاٹ، مدینہ کی ہجرت، جہاد کا پہلا جھنڈا، بدر کی لڑائی، یہودیوں سے لڑائی، احد کی لڑائی، حضرت عائشہ پر تہمت، خندق کی لڑائی، بنی قریظہ کا حملہ، فتح مکہ، اور مذہرموں کے حالات قیمت ایک روپیہ محصول ۵ (۱۲) حمیدیہ پریس دہلی

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود تصنیف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا نہایت آب و تاب کے ساتھ چھپ کر تیار ہے، اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جائیگی اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے فخر کے ساتھ بلا سکیں گی، اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے "آمنہ کے لال" کا مطالعہ کریں گے، کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جا سکے، نثر کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر ہے، کہ اہل دل تڑپ اٹھیں، کیونکہ تمام اشعار خود علامہ محترم ہی کے ہیں

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لٹریچر ہے

آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت صحت سے ہوا ہے

آمنہ کے لال کی عبارت عدد رجہ فصیح اور دلآویز ہے،

آمنہ کے لال میں حالات پیدائش اس درجہ ولولہ انگیز ہیں کہ محفل پر بے خودی طاری ہو جاتی ہے، غرضکہ میلاد کی کتابوں میں سب سے بہتر اور موثر کتاب ہے، قیمت عہ محصول ۶ ؍ للعہ؎

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

میلاد احمد مختار

اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات، عالم ارواح سے لے کر آپ کی پیدائش تک اور پیدائش سے لیکر زمانہ نبوت تک اور نبوت سے لے کر آپ کی وفات تک کا ذکر ہے اور یہ کل حالات ان میں جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت خواجہ قطب الدین دہلوی نے قلمبند فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری اور آپ کی میلاد میں آجتک اس سے بہتر کتاب تیار نہیں ہوئی۔ زبان نہایت سلیس اردو میں ہے نثر و نظم کا یہ ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے پڑھنے والے اور سننے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کے موجود ہوتے ہوئے رسول خدا کی سوانح عمری اور میلاد کی بابت پھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اعلیٰ کاغذ چکنا دبیز روشن قلم اور رنگین، ٹائیٹل مع نقشہ مسجد نبوی اور روضہ اقدس

اس لحاظ سے تو یہ کتاب اور بھی دلچسپ ہو گئی ہے کہ جگہ بہ جگہ بہت کافی دلچسپ نظمیں ہیں، قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ ؍ ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

سیرۃ الحبیب

یہ مولوی فاضل محمد عبد التواب صاحب کی تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے قرآن شریف سیر و تواریخ، احادیث صحیحہ سے نہایت آسان سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پرنور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقے پر عجیب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلمبند کیا ہے، احادیث و آیات کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم اعراب اور حوالے نقل کئے ہیں،

بدیں وجہ علمائے کرام نے اس کے آسان عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند روایات کی بنا پر اس کتاب کی بہترین حد تک تعریف کی اور اس پر بے حد اچھی تقریظیں لکھی ہیں مجالس وعظ و محفل میلاد میں اس کے پڑھنے اور سننے سے عجیب کیفیت اور رقت طاری ہوتی ہے، پس جو مسلمان حضور پرنور کے صحیح حالات زندگی اور فیضان سے مستفید ہونا چاہیں وہ سیرۃ الحبیب کا ضرور مطالعہ کریں

قرآن شریف پڑھی ہوئی عورتیں اردو جاننے والے بچے، عدیم الفرصت مسلمان اس کتاب کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں قیمت ۱۲ ؍ محصول ۵ کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

رحمۃ للعالمین کا ل

امت وسطیٰ اور امت مرحومہ کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ ہر اس چیز سے پرہیز کرے جو تفریق بین المسلمین کا باعث ہو اور ایسی راہ اختیار کرے جس میں زیادہ سے زیادہ اتحاد مسلمین متوقع ہو سکے، بزم میلاد بھی ہماری بدبختی کے باعث موجب انتشار ہو گئی ہے اور کہیں قیام و اہتمام پر ہی لوگ کٹے مرتے ہیں روات کی ثقاہت اور عدم ثقاہت پر بھی جو تا چل جاتا ہے اس چیز کو مد نظر رکھ کر حمیدیہ پریس دہلی نے رحمۃ للعلمین کا ل کتاب مجالس میلاد کے لئے پیش کر دی ہے جو ان سب اعتراضوں سے پاک ہے اور بزم میلاد کے لئے سب سے اچھی کتاب ہے، بیان اس کا اہتمام کیا گیا ہے، کہ جہاں یہ کتاب پڑھی جائے وہاں کے سامعین ایک دوسرے پر معترض نہیں بلکہ ایک دوسرے کے معاون ہوں، اس کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ ظہور قدسی کے وقت کیا کیا معجزات ظہور پذیر ہوئے، بلکہ اس میں اس سے بحث کی ہے کہ حضور کی بعثت نے کس قدر معجزانہ طور سے دنیا کا نظام بدل ڈالا اور حضور کی تعلیم کا اثر دنیا پر کیا پڑا، اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ مردوں کے لئے اور دوسرا عورتوں کے لئے قیمت ۵ ل ۱۰؍ محصول ۵ کل ۱۵ ؍ حمیدیہ پریس

سیرۃ نبوی

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی بالکل نئی طرز کی سیرۃ رسول عجیب و غریب کتاب اپنی نوع کی بے نظیر تصنیف ہے، سات سو چار صفحوں کی مجلد کتاب ہے اور مقامات مقدسہ کے ۱۷ فوٹو ہیں، تمام چھپائی سبز رنگ کی ہے، کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے،

اس کی جدت یہ ہے کہ ہر مضمون ایک صفحہ کا ہے گویا اس کتاب میں سات سو چار مضامین ہیں اور مضمون کا ہر صفحہ سیرت رسول کا ایک واقعہ ہے اس طرح ۷۰۴ واقعات رسول اللہ کی زندگی کے اس کتاب سے معلوم ہو جاتے ہیں، کوئی سیرت رسول آجتک نہیں لکھی گئی جس میں سیرت رسول کی اتنی زیادہ تفصیل جمع ہو اور تعلیم و تربیت کے مسائل اس کی حکمت بھی مد نظر رکھی گئی ہو،

اس کتاب کی نسبت لارڈ ارون گورنر پنجاب، گورنر یوپی، ہوم ممبر یوپی، اور اکثر بڑے بڑے والیان ریاست نے خطوط کے ذریعہ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے، مختلف ریاستوں نے اس کو داخل نصاب کر لیا ہے، قیمت دو روپے محصول ڈاک ۸ کل ۲/۸ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولود شریف کی چند مستند کتابیں

مولود وعظ شریف حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس کا استناد اظہر من الشمس ہے اکثر جگہ دلکش نظمیں بھی ہیں ۷۰ صفحات قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

مولود عزیزی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا لکھا ہوا مولود ہے جو اپنی نوعیت میں جداگانہ ہے جو باتیں ایمان کا اصلی جزو ہیں، اور جن کا جاننا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے مثلاً حضور پر قرآن پاک نازل ہونے کا حال، معراج پیغمبر، عبادات کی حکمتیں یہ حالات مولود سے مستند ہیں۔ قیمت ۱۰ محصول ۵ کل ۱۵

رسول عربی بہت سہل نظم کی لکھی ہوئی کتاب ہے جس کو عورتیں اور بچے آسانی سے پڑھ سکتے ہیں، زبان اس قدر صاف ہے کہ ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو عام فہم نہ ہو ضخامت تقریباً سوا دو سو صفحے قیمت صرف ۸ محصول ۵ کل ۱۳

قدسی کائنات رسول کریم کی مختصر سوانح حیات چھوٹی اور مختصر مجلس میں پڑھنے کی کتاب ہے اس کا مصرف زیادہ تر لوگوں کی ایک مجلس میں ہے یا ہو اگر شیرینی کی بجائے کتاب تقسیم کی جائیں ضخامت ۲۴ صفحات قیمت ۴ محصول ۵ کل ۹ تقسیم کے لیے سات روپے کی سو جلدیں علاوہ محصول حمیدیہ پریس دہلی

مولود شہیدی عاشق رسول مولانا امام شہید کا لکھا ہوا بہت مشہور و معروف مولود جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا۔ انداز بیان ایسا موثر ہے کہ سامع بے چین ہو جاتا ہے درمیان میں بیسیوں دلنواز روح افزا نظمیں اور نعتیں ہیں ۹۶ صفحات قیمت ۵ محصول ۵ کل ۱۰

زیور ایمان یعنی عورتوں کا میلاد نامہ اس میں خصوصیت کے ساتھ امہات المومنین کے حالات بہت دلچسپ ہیں رسول اللہ کے میلاد سے لے کر وفات تک کے حالات بشرح و بسیط درج ہیں۔ زبان عورتوں کی سمجھ کے موافق ہے اور بہت ہی مقبول ہے قیمت ۵ محصول ۵ کل ۱۰

مولود سعدی و سعیدی یہ دونوں میلاد نامے گو مختصر ہیں لیکن جذبات کو موثر کرنے میں بے مثل ہیں، کہ ان کے دل سے سننے کے بعد عشق رسول اور محبت حبیب کے نقوش دل میں گڑ جاتے ہیں، دونوں کی قیمت ۶ محصول ۵

رحمۃ الرحیم یہ ایک مختصر اور دلچسپ میلاد نامہ ہے نظمیں بھی ہیں اور غزلیں بھی اور مناجاتیں بھی قیمت ۴ محصول ۵

یہ سب مولود کی کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اکبر وارثی میرٹھی کی نعتیں

ہندوستان کا کوئی گوشہ آپ کے نعتیہ کلام سے خالی نہیں ہے

بلغ کلام اکبر یہ نعت میں اکبر صاحب وارثی کا پہلا دیوان ہے اس کی ہر نعتیہ غزل موتیوں کی قیمت سے بھی بالا ہے ۴

نہال روضۂ اکبر یہ دوسرا دیوان کثرت شوق اور کلام کی مقبولیت نے چھپوایا لاجواب نعتیہ غزلیں ہیں، قیمت ۴

ریاض اکبر مع کیفیت چمن وارثی، تمام نعتیہ غزلیں ہیں اور ۵۵ چیدہ کلام ہے کہ سبحان اللہ بہت ضخیم ہے قیمت ۸

گلزار اکبر حصہ چہارم آنحضرت کی شان میں نعتیہ کلام نہایت عمدہ اپنی آپ نظیر ہے، تعریف سے زبان قاصر ہے، قیمت ۴

میلاد اکبر وارثی کہاں ہیں وہ عاشقان رسول جو میلاد شریف کے پڑھنے اور سننے والے رات دن نئی نئی نعتوں کے متلاشی رہتے ہیں، آئیں میلاد اکبر کو ملاحظہ کریں۔ تمام میلادوں سے نرالا ڈھنگ نظم و نثر نہایت سلیس زبان میں جا بجا نعتیہ غزلیں و سلام وغیرہ معہ جواز فتویٰ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ، یہ بہت ہی والہانہ میلاد نامہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک حرف دل کی گہرائی سے نکلا ہے، قیمت ۱۲

ہر کتاب پر الگ محصول ۵ اور سب پر یکجا صرف ۸

حمیدیہ پریس دہلی

امت کی مائیں

رسول اکرم کی شان میں گستاخی کرنے والے عیسائی اور تہمت تراش آریہ مبلغین کے پاس ہمارے خلاف سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ رسول کریم نے سب سے زیادہ بیویاں کیں جو اور مسلمان نہیں کرسکتے۔ اسی اعتراض کو قلع قمع کرتے ہوئے علامہ راشد الخیری نے ثابت کیا ہے کہ ان تمام نکاحوں میں ایک نکاح بھی ایسا نہ تھا جو حظ نفس کے لیے ہوسکتا ہو بلکہ سب میں اسلام کے مصالح وابستہ تھے۔ اور اس کے بعد ہر ایک زوجہ محترمہ کے حالات بشرح و بسط لکھے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کے مصالح اور ضروریات کا ذکر کیا ہے۔ سب سے زیادہ مکمل تذکرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ وہ کیوں سب سے زیادہ حضور کی محبوب بیوی تھیں، اور حضرت ام المومنین کے ذریعہ اسلام کی کیا خدمت ہوئی

کتاب ہر لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کو پڑھے، قیمت صرف ۱۲ محصول ۶

چھپائی، لکھائی، کاغذ بہت اعلیٰ۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خاتون جنت

سیدہ بنت رسول علیہ السلام کی حیات طیبہ یوں تو بہت سی کتابیں آپ نے پڑھی ہوں گی، لیکن اس قدر مکمل اور بسیط کتاب اس موضوع پر اور کوئی کتاب نہیں ہے، قابل مصنف نے نہایت تلاش کے بعد تمام حالات یکجا جمع کیے ہیں، اور سب سے زیادہ خصوصیت اس کتاب میں یہ ہے کہ اس کتاب میں متعدد فوٹو بھی ہیں، جو خاص طور سے اس کتاب کے لیے حاصل کیے گئے تھے۔

تاریخ میں ایک بیش اضافہ کے ساتھ یہ کتاب یہ بھی بتلائے گی کہ میاں بیوی کس طرح رہتے ہیں، مائیں بچوں کو کیونکر پالتی ہیں، دنیا کے ساتھ دین کیونکر میسر آتا ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت امامین علیہ السلام کے حالات اور جناب شیر خدا کی سوانح عمری بھی شامل کتاب ہو گئی اور کتاب کی ضخامت بھی تین سو کے قریب پہنچ گئی ہے

یہ کتاب اس لحاظ سے بھی خاص ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ متبرک مقامات مقدسہ کے فوٹو آپ کو مل جاتے ہیں

قیمت اصلی ۲ رعایتی صرف ۱۲ محصول ڈاک ۶ کل ۱؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

رسالت نامہ

غرور اور نخوت کے پتلے دربار رسالت میں جھک جا، خاک کی صورت انسان دو عالم کے شہنشاہ تاجدار مدینہ کو اپنی مصروفیتوں میں فراموش نہ کر، آنکھوں کو ندامت کے آنسوؤں سے تر کر اور مدنی پیا کی حیرت انگیز زندگی مبارک کے حالات پڑھ اس چھوٹی سی بالکل نئی اور لاجواب تصنیف "رسالت نامہ" آنکھوں سے لگا، امت کی کشتی کے ناخدا کی یہ آپ بیتی ہے، یہ اسلامی تاریخ بھی ہے، میلاد شریف بھی ہے، یہ محافل میلاد میں پڑھنے کے قابل ہے، یہ گھر کی عورتوں اور بچوں کو جمع کرکے سنانے کے لائق ہے نہایت شستہ اور رواں زبان میں واقعات مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں یہ وہ بھی اسلامی تاریخ ہے جو ابتدائے اسلام سے حضور کی وفات تک کے تمام واقعات بیان کرتی ہے

یہ کتاب انداز بیان کے لحاظ سے بہت جامع، بہت دلکش ہے اور نثر کے ساتھ جہاں کہیں بھی نظمیں پیوستہ ہیں، وہ بھی صد درجہ دلنشین ہیں،

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ کل ۱؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ مکہ معظمہ

اگر آپ گھر بیٹھے حرم محترم بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہیں تو تاریخ مکہ معظمہ منگائیے، یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں، یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو راست مرحوم کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا خطہ تھا، یہ اس مقدس مکان کی تاریخ ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے پہلی مرتبہ بنایا تھا، یہ اس خطہ مطہرہ کی تاریخ ہے جہاں اس کے مٹانے والے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے مٹا دیا، ہر مسلمان کو جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج اور مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے، اور خانہ کعبہ، فاران صفا و مروا، منیٰ، چاہ زمزم اور ابواب مکہ نیز دیگر ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں، جدید اڈیشن میں جدید ترقیوں اور حجاج کی کافی سہولتوں کا بھی تذکرہ ہے علاوہ قبلہ کی معلومات اور تاریخ کی واقفیت کے ایام حج میں ساتھ رکھنی بھی ضروری ہے،
قیمت ۱۲؍ محصول ۴؍ کل ۱؍ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ مدینہ

غلامان محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب ہے معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ حضور اقدس و نقشہ غلاف روضہ مبارک و نقشہ مسجد نبوی،
کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضورؐ سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا، لہٰذا ہم نے بصرف کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے، بے شمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات، اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے عہد مبارک میں جو جو واقعات پیش آئے ہیں، ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے، غرض کہ یہ کتاب آجتک کے تمام حالات سے لبریز ہے، اور ابن سعود کے زمانہ میں جس قدر مقابر و مآثر کی شکست و ریخت ہوئی ہے ان سب کی تاریخی اہمیت بتلائی گئی ہے، عاشقان نبی کریم کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۴؍ کل ۱؍ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ حبیب اللہ

مولائے کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں، بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے، بعض نے معجزات کو بالا کیا ہے، بعض نے ضعیف مگر موثر روایات سے بزم میلاد کو گرما گرم کیا ہے، لیکن علمائے دیوبند میں سے جس عالم نے بھی سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے، اس نے ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایت اور ہر واقعہ کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے نہیں لکھا، اس لئے دیوبندی میلادناموں میں کی کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے، مذکورہ کتاب بھی اسی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہے، یہ تاریخ اسلام بھی ہے، تاریخ حالات رسول بھی، ایک ایک واقعہ حدیث کی ترازو میں تلا ہوا ہے گو کتاب والہانہ نعتوں سے معمور نہیں ہے لیکن سنجیدہ اور متین نظموں سے بھی خالی نہیں، اور بہت حد تک اپنی آپ نظیر ہے، اس کی ضخامت بھی دو سو صفحوں کے اندر ہے اور قیمت صرف ۱۲؍ ہے ۶؍ محصول خرچ ہوتا ہے ۱؍ میں پہنچتی ہے، اور حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

خیر القرون قرنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، کہ سب سے بہتر قرن حضور کا ہی ہے، اور اسلام نے جو منازل ترقی قرن اول میں طے کئے وہ دوسرے قرنوں میں اس رفتار کے ساتھ نہیں ہوئے، اسلئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ **قرن اول، فردوس آسیہ** پڑھیئے اسمیں تاریخ نور محمدی سے لے کر وفات رسول تک مشرح و بسط حالات ہیں اس کے بعد حالات خلیفہ اول حضرت ابوبکر معہ حالات خلافت، حضرت عمر حضرت عثمان، حضرت علی کے حالات معہ حالات خلافت اور تاریخ تفرقہ اسلام معہ جنگ صفین اس کے بعد سوانحات امامین ہمامین، معہ حالات شہادت، ان میں حضرت حسین علیہ السلام کے حالات تو بہت ہی دردناک اور قیامت خیز ہیں،
کتاب اپنی جامعیت اور تفصیل کے لحاظ سے بھی اتنی بڑی ہے کہ ۳۳۰ صفحات کے لبریز مضامین ہیں،
قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ، محصول ڈاک ۴؍ کل ۱۲؍
ملنے کا پتہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محرم نامہ

یعنی تاریخ اسلام کا خونفشاں حصہ

مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ یہ ۲۱۴ صفحہ کی کتاب ہے، ساتواں اڈیشن ہے، لکھائی چھپائی اور کاغذ سب اچھا ہے، اور حسب ذیل بیانات ہیں، وفات رسول، اور خلافت کا جھگڑا، حدیث قرطاس کی بحث حضرت ابوبکر کی خلافت، حضرت عمر کی خلافت، حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافتیں اور تمام جھگڑوں کی تفصیل، شروع اسلام کے پہلے شہید، حضرت عثمان کی شہادت، حضرت علی کی شہادت، حضرت امام حسن کی شہادت، جمل اور صفین کی لڑائیوں کا پورا بیان، خارجیوں کا خروج، حکومت اسلام کی پہلی بغاوت، یزید کی تخت نشینی، حضرت مسلم کی شہادت ان کے دو بچوں کی شہادت، حضرت امام حسین کا سفر کوفہ امام حسین کی شہادت، اور کربلا کے تمام دردناک واقعات یزیدی دربار میں فاطمی قیدیوں کا جانا، خواجہ صاحب کی یہ وہ مشہور تصنیف ہے جس کے نو برس میں سات اڈیشن چھپے، قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۵؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

یزید نامہ

مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ایک سو باون صفحہ کی کتاب ہے، لکھائی چھپائی صاف، کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس کتاب میں بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو وضاحت اور صفائی سے بیان کیا گیا ہے، خصوصاً یزید پلید کی افسوسناک زندگی اور اس کا انجام بہت عبرت خیز ہے، نیز ابن زیاد شمر اور سعد قاتلان حسین کا انجام بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوگا، قیمت ۱۲؍ محصول ڈاک ۵؍ کل ۱؍

شامی جہاد یہ ساڑھے پانسو صفحہ کی کتاب ہے اور مجلد ہے اسمیں اصحاب رسول کی ان لڑائیوں کا تذکرہ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس کی ابتدائی فتوحات میں پیش آئیں یہ کتاب لائق پر فروخت ہوتی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ غافل و مجبور مسلمانوں میں اولوالعزمی اور حوصلہ کی سپرٹ پیدا کرنی مقصود ہے، الٰہی قصوں اور فضول قصوں کو چھوڑو اور اس کا مطالعہ کرو، قیمت ۱؍ محصول ڈاک ۶؍ کل ۱۲؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

الغزالی

مصنفہ علامہ شبلی مرحوم

امام الاتقیاء و الاصفیاء امام محمد غزالی کے سوانح حیات علامہ شبلی کے لکھے ہوئے یہ کتاب جس پایہ کی ہوئی ہوگی ہو۔ اسرار و غوامض تصوف، شریعت اور طریقت کی جنگ اس میں آکر درست ہوئی ہے۔ امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت مقدم ہے۔

یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ پہلا کو عرفان حق نصیب ہوا۔ اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کی حیات کے جاں فزا مناظر دکھلاتی ہے۔

امام کا بچپن جوانی، تعلیمات، تصوف کے نکات ملفوظات، اور مقدمات، شاہی دربار کے اعزازات اس پر بھی دنیا سے علیحدگی، بیزاری سب حالات ایسے ہیں کہ مسلمان اپنے لیے شاہراہ بنائیں

یہ کتاب دس برس میں کوئی پندرہ مرتبہ چھپ چکی ہے۔ اور ہر سال اس کا ایک اڈیشن تیار ہو جاتا ہے۔ قیمت اصلی ہے رعایتی صرف ۸ محصول ۴ کل ۱۲

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

حیات سعدی

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو کون نہیں جانتا، وہی گلستان بوستان کے مصنف جن کے کامیاب تالیفات آج بھی حرز جاں بنی ہوئی ہیں، ان کے حالات زندگی بہت دلچسپ اور لطافت سے پُر ہیں، علامہ شبلی نے ان کو اور بھی سرور کن بنا دیا ہے۔ شیخ مرحوم کی کمال شاعری اور نصیحت آمیز تالیف ضرور آنکھ خراج لے سکتے ہیں، کہ انکی سوانحات پڑھ لی جائے۔ قیمت ۸ رعایتی ۳ محصول ۲

حیات حافظ

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے۔ اور بہت دلچسپ سوانح عمری ہے، دیوان حافظ کے پڑھنے والے علی العموم یقین رکھتے ہوں گے کہ حافظ جنکا ایک ایک شعر کیف شراب ہے جو ضرور کوئی بادہ مے خوار ہوں گے شبلی کی اس تاریخی تحقیقات نے واضح کر دیا ہے، کہ حضرت حافظ نہایت مقدس، قانع اور صلح جو شاعر ہی نہ تھے بلکہ ایک اعلی درجہ کے فلاسفر اور کامیاب ڈاکٹر حکیم تھے

اصلی قیمت ۸ رعایتی ۳ محصول ڈاک ۵

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

آغاز اسلام

بچوں اور عورتوں کے لیے بہت مفید کتاب ہے جو علامہ شبلی نے رئیس بھوپال کی بہن کے لیے لکھی تھی یہ کتاب ہزارہا مدرسوں میں شامل نصاب ہے

اس میں رسول کریم کی پیدایش، معجزات پیدائش طفولیت، مع رضاعت، جوانی، شادی، تجارت نکاح اول، بعثت، معراج، ہجرت، غزوات، فتوحات مینیت، غرض تمام کیفیات بالاختصار لکھی ہیں انداز بیان ایسا ہے، کہ بچہ بوڑھا، عورت مرد سب آسانی سے سمجھ لیتے ہیں،

آپ بھی اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو یہ مختصر کتاب ضرور ہی پڑھا دیجیے، تاکہ وہ رسول کریم کے حالات سے واقف تو ہو جائیں، اور کم از کم مختصر حالات ہی آغاز اسلام کے معلوم، یہ گویا تاریخ ابتدائے اسلام کا عطر ہے جو بچوں اور ناواقف مسلمانوں کو سکھانے کے لیے علامہ شبلی نے کھینچا ہے

اصلی قیمت ۸ رعایتی ۳ ایک روپیہ کی ۸ جلدیں محصول الگ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

خواجہ معین الدین چشتی

وہ جن کے ذریعہ سے ہند میں اسلام غول در غول پھیلا وہ جنھوں نے اپنے انفاس سے عالم ہند کے زنگ آلود قلوب دم کے دم میں جلا کر دیے، وہ جنہوں نے ہندوستان میں اسلام اور تعلیم اسلام کا سکہ وعظ اور حکمت سے بٹھایا، جن کے دربار میں راجہ اور ستود دونوں ایک ہی وقت میں امرت رس لے رہے تھے ان کے حالات زندگی۔ **لکھے کس نے**، جامع حالات بھی کوئی ایسا نہیں قطب الاقطاب حضرت شاہ قطب الدین بختیار کاکی، جنہوں نے حضرت سے شرف صحبت حاصل کیا اور آپ کی تعلیمات کو اپنے روزنامچہ میں درج کیا۔ یہ روزنامچہ ایک بزرگ زادہ کے پاس جو بزرگی قدیم سے چلا آتا تھا میں نے دیکھا، کہ حضرت شاہ ناصر جلالی نے اس کا ترجمہ کرایا۔ اور اب کتاب کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہے،

یہ گویا خواجہ غریب نواز کی ذاتی سوانح عمری ہے قیمت صرف ۸ محصول ۵ کل ۳

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

روحانیت کا بادشاہ

یعنی غوث پاک حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات

حضرت کے (نبیرہ و نبیجہ نسب) مولانا زاہد القادری کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور یہ ان ملفوظات کا عطر ہے جو ممدوح کو اپنے اسلاف سے نسلاً بعد نسل بطور توریث و تبرک ملتے رہے، یہ گو مختصر سوانح عمری ہے لیکن تعلیمات و ارشادات، و مقالات کے لحاظ سے ایسی عجیب ہے کہ ابتک کتابی صورت میں یہ چیزیں نہ تھیں سینہ در سینہ ہوں تو ہوں،

آخر میں قصیدہ غوثیہ مع اعمال کے درج ہے اور اس کے متعلق قدما کا بیان ہے کہ قصیدہ کا عامل بہ کام میں بہ فضل ایزدی اور بدعائے پیران پیر کامیاب و فائز المرام ہے۔

اس کتاب کا اشتہار رسالہ میں دو چار دفعہ ہوتا ہے لیکن تقریباً ہر سال ایک اڈیشن فروخت ہو جاتا ہے قیمت صرف ۶ محصول ۵ کل ۱۱

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

سیرت باقی

کہنے کو ہندوستانیوں کے جسم پر انگریزوں کی حکومت ہے لیکن مشرق سے مغرب تک روحانیت کے طلبگاروں کے دلوں پر نقشبندی حکومت کے سکہ لوگوں کے دلوں پر روان تھے۔ آج بھی اس مادیت کے دور میں روحانیت کے شہنشاہ خواجہ حضرت باقی باللہ کے آستانہ مبارک پر ارباب حکومت کی پیشانیاں جھکی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، اگر آپ ہندوستان کے اس روحانی تاجدار کے مبارک حالات دیکھنا چاہتے ہیں تو **سیرت باقی** پڑھیے یہ روحانیت کا مکمل درس ہے، یہ دنیا داری کی صحیح تعلیم ہے یہ دینداری کا سیدھا راستہ ہے، اسمیں درویشی کہانیاں ہیں اسمیں پاکبازی کے سچے قصہ ہیں اسمیں اوراد و وظائف ہیں، اسمیں مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے طریقے ہیں، غرضکہ اسمیں وہ سب کچھ ہے جس کے لیے ایک دنیا دار اور دیندار مسلمان بے چین ہے یہ کتاب پڑھنے والا اپنی اخلاقی مذہبی اور دنیاوی حالات صرف مطالعہ سے درست کر لیتا ہے قیمت ۱۲ محصول ۵

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

سیرۃ النبی

مصنفہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم

سیرۃ رسول یوں تو سیکڑوں لکھی گئیں اور صدہا لکھی جائینگی لیکن جو مرتبہ اس کتاب کا ہے وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ گو اس کی قیمت بہت زیادہ ہے لیکن پھر بھی اب تک ۲۵ ہزار سے زیادہ ہدیہ ہو چکی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ شبلی مرحوم کی زندگی کا ماحصل صرف یہی کتاب ہے۔ اور بقول علامہ شبلی کہ خدا جب مجھسے پوچھیگا کہ تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا تو میں سیرۃ النبی پیش کر دونگا۔ حقیقت یہ ہے کہ شبلی کے اعمال صالحہ اور علمی خدمات میں مابہ الامتیاز صرف یہی ایک کتاب ہے۔ اس کے دو حصہ ہیں، حصہ اول میں ولادت سے لیکر غزوات تک سلسلہ وار حالات ہیں۔ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے، قیمت اصلی چھ روپے رعایتی للعہ

حصہ دوم از سنہ ہجری تا وفات تمام مفصل و مکمل حالات قیمت اصلی پانچ روپے رعایتی ہے۔ دونوں کا کل سوا آٹھ روپے محصول ڈاک ۱۲ کل نو روپے بھیج کر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

الفاروق

ہندنبرگ، لارڈ کچنر، جنرل فوش کے کارناموں کے سراہنے والے جب اسلام کے اس فیلڈ مارشل کے حالات پڑھینگے تو معلوم ہوگا کہ آج سے چودہ صدی پیشتر جب دنیا فن حرب سے نابلد تھی، ریگستان عرب کا یہ اونٹ چرانے والا کمانڈر انچیف کس طرح آتش جنگ بنا تا تھا۔ نوشیرواں عادل کا نام لینے والے جب اس فاروق اعظم کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ عدل کے کیا معنی ہیں جب رائے کی آزادی کے علمبردار فاروق کے دربار کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حقیقی آزادی رائے کیا ہے ہے کوئی جس نے پیراڈن کی اینٹیں بھاگتے ہوئے فوج کی کمان کی ہو، ہے کوئی جس نے ایک لونڈی کی شکایت پر اپنے محبوب ترین بیٹے کے پیٹھ پر اسی کوڑے اپنی آنکھوں کے سامنے لگوائے ہوں۔ ہے کوئی جس نے غنیمت کی ایک چادر کے ٹکڑے کا حساب سر دربار ایک لاچار بڑھیا کو دیا ہو اور اس کو مطمئن کر کے کام شروع کیا ہو ہے کوئی ایسا گورنر جو دور دراز شان سے جاتا کہ غلام اونٹ پر سوار اور خود مہار پکڑے۔ یہ تھی پرانے اسلام کی شان۔ پڑھیں مسلمانوں پڑھیں الفاروق پڑھیں اس قسم کے اس لائف میں ہزاروں واقعات ہیں۔ قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۱ محصول ۷ کل ۳

حمیدیہ پریس دہلی

الھارون

عباسی حکمرانوں میں جیسی اولوالعزمی اس خلیفہ کو نصیب ہوئی اور جو شاہی کروفر اس کے دربار کا تھا، وہ نہ شاہجہان کو میسر ہوا اور نہ ترکوں کے کسی بادشاہ کو۔

یہی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے جس کی داد و دہش، علمی ترقیاں، رعایا سے ہمدردی، غریب نوازی اور رحم و کرم کی زندہ داستان الف لیلہ موجود ہے، چاہے دنیا اس کو کتنا ہی مبالغہ نجات کہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے عالی حکومت کے ساتھ مبالغہ کا لفظ ہی نہیں آسکتا، ہر چیز میں افراط تھی، حکومت تھی تو اس دبدبہ کی کہ شاہان عصر کا پتہ پانی تھا، علمی مجالس اور یونیورسٹیاں اور اکاڈمی تھیں تو ایسی کہ یونان کے فلاسفر کان پکڑتے اور آج بھی سائنس کی تمام کارفرمائی اسی خلیفہ کی علم پروری کی رہین منت تھی شاعری تھی تو اسی بلا کی موسیقی تھی تو لاثانی۔ رقص و سرود کی کمال افزائیاں تھیں تو اسی دربار میں، اور داد و دہش کی تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک ادا پر تھیلیاں نثار ہوتیں، غرض کہ یہ وہ بادشاہ ہے جو ہر اعتبار سے مکمل ہو کر بیک وقت میسر نہیں ہوا قیمت [illegible] رعایتی ۱۲ محصول [illegible] کل [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی

المامون

تیرے باپ کا بڑا بیٹا یعنی عباسی خلیفہ ہارون رشید کا ولی عہد اور پھر عباسی اولوالعزم خلیفہ مامون رشید جس کے کارنامے اب بھی بغداد کے در و دیوار سے عیاں ہیں۔

اس کے حالات زندگی بہت عجیب و غریب ہیں، یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں اناطولیہ فتح ہوا اور قسطنطنیہ پر حملہ ہوا۔ یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زرین عہد میں علم ہیئت کی عربی میں تشکیل ہوئی۔ اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں یونانی علمی لٹریچر سب کا سب عربی میں منتقل ہوا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترویج کی، خود بھی صاحب علم و ہنر تھا اور علم و ہنر کا قدردان بھی

خلوتیں اس کی درباری حسن نوازیاں اور غنا پروریاں رابعہ اندلس کے فسانہ کو بھلا دیتی تھیں، دنیا کے حسن کی کھری ہوئی مورتیں اس کی محفل کی زینت تھیں، اور داد و دہش کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک شعر کی قدر و قیمت میں بہتر سے بہتر اور حسین سے حسین لونڈی دیدی جاتی تھی، اور روپیہ پیسہ کا تو ذکر ہی کیا، علامہ شبلی کی تصنیف ہے قیمت اصلی عہ رعایتی ۸ محصول ۴ کل ۱۲ حمیدیہ پریس دہلی

سیرۃ النعمان

یہی علامہ شبلی کی تصنیف ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی۔ ایک حنفی مسلمان کے لئے اس سے بڑی اور نعمت اور کونسی ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے امام کے حالات سے واقف ہو۔

اس کتاب میں امام اعظم کے علمی کارناموں اور فقہ کی تدوین کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اور ذہنی قابلیت کے مدارج دکھلائے گئے ہیں۔ خلیفہ وقت کی صحیح مخالفت نے آپ کو جیل تک پہنچایا، لیکن حق سے منہ نہ موڑا، اور لطف یہ کہ باوجود کمال علم کے کبھی آپ نے پرمعیشت کا بار نہ ڈالا، تجارت کرتے تھے اور علم کا دریا بہاتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک حنفی مسلمان اپنی زندگی میں کوئی امتیاز چاہتا ہے تو اسے امام اعظم کے حالات پڑھ کر ان کا اتباع کرنا چاہئے۔

فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان کئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہی مابہ الامتیاز فن بھی ہے قیمت اصلی عہ رعایتی قیمت صرف ۸ محصول ۴ کل ۱۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائے

سوانح مولانا روم

اسلام کے اس صوفی متکلم کے جب مولانا کی دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہاتے ہیں تو کم ہی لوگ واقف ہونگے جنہوں نے مثنوی کی شرحیں پڑھی ہیں لیکن ان کے زندگی کے بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ علامہ شبلی مرحوم نے بہت کچھ تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں، حقیقت میں عارفانہ شاعری آپ کی لائف سے ہی ہویدا ہے

سوانحات کے ساتھ ساتھ قابل مصنف موصوف نے مثنوی شریف کے چیدہ چیدہ اشعار کا بھی ایک بڑا ذخیرہ لیا ہے اور ان کے محاسن شعری کے ساتھ ان کے پر اسرار و عرفان معانی سے بھی بہرہ اندوز کیا ہے۔

غرضکہ ایک کامیاب انسان کے لئے یہ تسلیم ہدایت بہت مفید ہے، اور اب جبکہ ان کی قیمت بھی نہایت معمولی ہے ہر شخص کو مطالعہ سے گذرنی چاہئے۔ بالکل نیا ایڈیشن ہے، قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸ محصول ڈاک صرف ۴ کل ۱۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائے

تاریخ اسپین

ملک کے سب سے بڑے تاریخ نویس مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کتاب ہے جس میں اموی سلطنت کے سپہ سالار عبدالرحمن کا اسپین میں حکومت قائم کرنا، اسلامی شان و عظمت کا مظاہرہ، انصاف کی حکومت تجربات کا بہترین نمونہ اور اسی حکومت میں دنیا نے دیکھا، تاریخ ہی نہ تاکہ کے در و دیوار اسلام کی اولوالعزمی کے نشانہ ہیں،

یہ تاریخ بتلاتی ہے کہ مسلمانوں کے آپس کے افتراق نے کیونکر ایسی مستحکم و پرشکوہ سلطنت کو خاک میں ملادیا، اگر اسپین میں آج ایک بھی پرانا مسلمان نہیں ہے لیکن ان کی داستان یا رہی مسلمانان ہند کے لئے صحیح معنوں میں درس عبرت ہیں،

ہندوستان کے مسلمان اس کتاب کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آپس کے افتراق نے ان کو اسپین کے مسلمانوں کی سی نفرت پیدا کردی ہے۔ اور اس خانہ جنگی نے مسلمانان ہند کی حالت کو اسپین کی حالت سے کہاں تک مطابق کردیا ہے، پڑھیں اور اس کا رد عمل کریں، قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲؍ محصول ڈاک ۸؍ کل عہ۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی خواتین جہاں حسن صورت کی بہ درخشاں تھیں وہاں اپنے حسب، شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا جواب ابتک مادر گیتی پیدا نہ کر سکی اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا اس میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں اور مغنیہ بھی، ہندو دیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی، چند کے نام یہ ہیں،

حمیدہ بانو، نورالنساء، عظمت النساء، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگم، رزم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پاربتی، رانی تارا دیوی، رانی تلسی بائی، ارہم بائی، اکبرآبادی بیگم، اورنگ محل، آئی بیگم، بخت النساء، بہار بانو، بائی اودے پوری، بائی بھگوت دیوی، لچھمی دیوی، سلطانی، بائی لاڈ ملک، رنیبر سلطانہ، بدرالنساء، جانان بیگم، جانی بیگم، جودھا بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زاد بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بانو، دلرس بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیہ، غرض کہ سو سے زائد بیگمات کے حالات ہیں، قیمت عاار رعایتی قیمت مجلد ۱۲؍ محصول ۷؍ (دعہ) حمیدیہ پریس دہلی

۷۵ - نادر خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں میں ڈالی، جنہوں نے بہادر و شجیع جوانوں کی تلواریں کند کردالیں، جنہوں نے ملک التجار و ارقتہ حسن جوانوں کے جہان کے جہاز اپنی چاند سی صورت پر قربان کرالئے یہ وہ ۷۵ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن ہی تھیں اور جری و شجاع بھی رقاصہ بھی تھیں اور مغنیہ بھی، ان سب کے قلمی اور لفظی فوٹو اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں، کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آجاتا ہے، کیونکہ حضرت شرر لکھنوی کے لکھے ۷۵ فسانہ حسن ہیں، اور جس لذت خیز پیرایہ میں شرر صاحب نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو ہونٹ چاٹنے لگیں اور ادھیڑوں کے باچھیں کھل جائیں، اور بڈھے جھڑ جھبڑی لے کر ہائے جوانی پکار اٹھیں،

لطف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی نہیں ہے اور کسی کے حالات فرضی ہیں، بلکہ سب تاریخی حیثیت رکھتی ہیں، ضخامت ۲۲۵ صفحات قیمت عہ رعایتی صرف ۱۲؍ محصول ڈاک ۶؍ (دعہ)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں مولانا موصوف کو جو شہرت ملی ہے وہ یکتائی روزگار ہے اور تحریر میں دلکشی کو جو نصیب ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو، اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں،

محمود و ایاز، سلطان محمود غزنوی اور غلام ایاز کے حالات علی بیگ، مصر کا ایک نامور سالار جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا عوج بن عنق، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک عجیب الخلقت اور دیو ہیکل، نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ قسل، روم کی شہنشاہ جو حضرت رسول اکرم کے زمانہ میں دنیا ابوالحکم ابن رشد، امام رازی وغیرہ کے دربار کا ایک مشہور شاعر، آتش حیدر، ایک باوقار باشاہ حسن نے حکومت کا تخت الٹ دیا حسان بن ثابت، دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو کیا کرتا تھا افلاطون، یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور ریاضی کا استاد ہنی بال، یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور لڑائیوں کے حالات الپ ارسلان، سلجوقیوں کا مورث اعلیٰ مع حالات سلطنت میر علی شیر نوائی، شاہ بابر کا نامور وزیر۔ قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲؍ محصول ۸؍ (دعہ) حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

یعنی مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے مضامین کا مجموعہ اس کا دوسرا نام جذبات شرر بھی ہے، یہ مجموعہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ شاعرانہ معجزات وجادو نگاری کی کراماتیں ہیں، جنہیں انشاء پردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور ضرور لیں، انہی مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں یادگار رہ گئے، علامہ شرر کے شرارے سارے ہندوستان میں روشنی دے رہے ہیں، مولانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا، مولانا کی شہرت اور زور قلم یہی نیچرل مضامین ہیں، ہم نے ان کے ۲۵ سال کے مضامین جمع کرکے شائع کئے ہیں، مولانا نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر خیال کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے، اس مجموعہ میں تقریباً پچاس مضامین ہیں چند کے عنوان یہ ہیں، دنیا کی عمر، قدر دزد، آدھی رات، آخر الہی، آزادی، خود پسندی، خاموشی، آسمان، دیہات کی شام، سراب، حسن، لالہ خودرو، زنانہ بیکسی، شادی و غم، عالم خیال وغیرہ

قیمت مجلد عہ رعایتی قیمت ۱۲؍ محصول ۸؍ (دعہ)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

فلورا فلورنڈا

علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول، جو دس بار چھپ چکا ہے، رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھئے، گرجاؤں کے پوشیدہ رازوں کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھئے، عالم تنہائی میں عیسائی پادریوں کے سامنے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ مناظر دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئے، مسلمانوں کی مذہبی رواداری اور غیر اقوام کے ساتھ حسن سلوک کے حالات دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئے، سلطان محمد خان فاتح قسطنطنیہ کے عہد کی لڑائیاں دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئے

حسن عالم آشوب کی سحر کاریاں اس کتاب میں ہیں عشق و حسن کے راز و نیاز اس میں ہیں، حسن کے ڈاکوؤں کے عجیب اخلاق سوز عصمت دریوں کے حالات اس کتاب میں ہے

غرض کہ عبرت ہے نصیحت ہے، دلچسپی ہے، گدگداہٹ ہے سب کچھ اس کتاب میں ہے قیمت عار رعایتی ۱۴؍ محصول ڈاک ۵؍ کل ۲۲۵ صفحات منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں، کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلینگے، اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگاکر جو اسمیں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا، زن و مرد کو مطیع کرنا، آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لیئے معمولی بات ہے، یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب وغریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں، پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے، یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لیئے ناکامی کا امکان ہی نہیں، دوسرا اعمال و اوراد کا ہے اسمیں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا۔ قیمت ۸ محصول ۵ (۱۳)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے، اور اس کا عامل **جو بھی چاہے وہ کرسکتا ہے**، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں، جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتادیئے، جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کردیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا، یہ تو نقد فائدہ ہے اب قرض کے فائدہ سن لیجیئے، اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے۔ حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے، رضائے الٰہی سے سر در ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا ہے، یہ سورۃ آیۃ الکرسی کی تفسیر ہے۔ اب اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے، قیمت ۸ محصول ۶ (۱۴)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا، پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہونگے، خوشا نصیب وزہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کردیا، اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں۔ جس سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شایع ہوئی ہے جسمیں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں، جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی۔ حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے، کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی ہے اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی قیمت ۸ محصول ۵ (۱۳) حمیدیہ پریس دہلی

قرانی دعائیں

آپکی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی، اس لیئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لیئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لیئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں، اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپکی دعائیں بے اثر ہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگیئے پھر دیکھیئے کہ آپ اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو بے الزام ہو جائینگے اور کوئی ہر پریشانی ختم ہو جائیگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرانی دعائیں** ہیں جنمیں دعا مانگنے اور مرادیں برآنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوے ہے کہ اگر آپ قرانی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے، لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت ۸ محصول ۵ (۱۳)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یہ تو ہم خدا سے مانگوگے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے۔ اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں،

صلوٰۃ الرسول اسمیں قرآن شریف کی عربی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب کا۔ **مناجات مقبول** دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کی بہت ہی موثر ساتوں روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہو۔ **هفت احزاب** از حضرت مولانا اشرف علی صاحب کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کے لیئے دعا نہ ہو اور مولانا نے **تتمہ دعائے مقبول** اس کے مانگنے کا طریقہ بتایا یا ہو هفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی هفت روزہ بہت موثر مناجاتیں ہیں،

حزب البحر دعا مترجم مع اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب۔ کامل پانچوں جز مجلد خوشنما قیمت عمر محصول ڈاک ۶ (۱۳) منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے اخذ کرکے لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک نہ ہوا ہوگا اسمیں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے اپنی ازواج اور صحابہ و اولاد کو حضور نے تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو صلحائے امت نے اپنے مریدوں کو تلقین کیں، خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پہنچائی ہوئی سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان خاص وظائف اپنے اندر اتنے قیمتی رکھتی ہیں تھوڑا سا ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا، آداب دعا، حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ، فاطمۃ الزہرا، ابوبکر صدیق، ابو ہریرہ، سلمہ، قبیصہ ابو دردا، ابراہیم خلیل اللہ، عیسیٰ، خضر، معروف کرخی، عتبہ آدم، علی، وغیرہم بزرگان دین کی دعائیں۔ احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۱۲۸ صفحات قیمت ۸ محصول ۵ (۱۳)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے۔

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے، لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ، اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض وغایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار ومعارف، وحدت ومحبت کی تعلیم، آج کل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین، تمناؤں کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب۔ باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ مرکل ۱۵ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت وطغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لیے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں، یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب وغریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے، صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے، ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پرزور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے، ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے، کاغذ بہت اعلی ہے اور قیمت ۸ر ہے، محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بستان التفاسیر یعنی

اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی

از عمدۃ المفسرین، زبدۃ المحدثین امام العلماء قدوۃ الفضلا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف کرسکتا ہے اور کیا لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے، گیارہ بڑی سورتوں کی تفسیر ہے معہ احادیث کے

سورہ ملک، سورہ قلم، سورہ حاقہ، سورہ معارج، سورہ نوح، سورہ جن، سورہ مزمل، سورہ مدثر، سورہ قیامت، سورہ دہر، سورہ والمرسلات

یہ اس تفسیر کی خصوصیت ہے کہ عربی اور اردو ساتھ ساتھ پڑھتے چلے جائیے، گویا اردو عربی کا ایک جزو ہوگئی ہے اور ربط عبارت اور روانی مطالب کے لحاظ سے بالکل سلیس ہے ایسی اعلی تفسیر اگر پورے قرآن شریف کی چھپائی تو پھر وہ تفسیر ہوتی کہ اس کا ثانی اردو میں کوئی نہ ہوتی [illegible] کی تصحیح مولوی [illegible] سے ہوئی ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی، یہ وہ مشہور تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو مدت دو سال نایاب ہونے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلی ہے، پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے [illegible] قرآن پاک [illegible] باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے [illegible] گویا [illegible] کامل تیس روپے کی ہے محصول ڈاک [illegible] [illegible]

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو

اس میں حسب ذیل بیانات ہیں

نزول القرآن، قرآن کی تاریخی حیثیت، وحی کی قسمیں (۴) نسخ آیات (۵) متشابہات قرآنی (۶) جمع وترتیب قرآن (۷) سورہ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے مابین قرآن کی [illegible] (۹) [illegible] (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) [illegible] قرآنی (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرأت (۱۴) [illegible] (۱۵) [illegible] قرات کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) [illegible] (۱۸) سورتوں کے فضائل (۱۹) [illegible] (۲۰) قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) [illegible] تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب معہ مسائل ضروریہ

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مجموعہ پنج سورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۱۲۸ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشتیہ کے علاوہ اور بہت سی مجرب ومفید دعائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب [illegible] فضائل اعمال سورہ ہائے قرآن وشان نزول [illegible] آیات وتفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تصحیح مولوی [illegible] سے چھپائی کاغذ [illegible] اعلی

اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں:

سورہ یاسین، سورہ رحمن، سورہ فتح، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ کہف، سورہ فلق، سورہ ناس، اس کے علاوہ ہفت ہیکل [illegible] منتخب [illegible] دعائے گنج العرش معہ [illegible] ۹۹ نام اسمائے رسول معہ اسناد، شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ [illegible] حضرت غوث الاعظم اس کے تمام [illegible] جو اس مجموعہ کے لیے مخصوص ہیں قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور ہی پڑیگا، اور مرنے کے بعد ہربات کا حساب دینا ہوگا اس کا یقین ہو تو تعزیرات دوزخ پڑھ لو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ میں یہ سزا ملیگی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند کو خدا بے حساب جنت میں لیجائے اور یہاں بھی انکی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اہل سیئہ کی فہرست بنادی ہے ہر گناہ کی پاداش بھی تبلادی ہے۔

تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیل و سزا ہے شرک و ریا، سوء ظن باللہ، غضب، کینہ، حسد، تکبر، خود بینی بدعت، علم بے عمل، تقدیر و زمانہ، اہل اللہ سے عداوت اور تعلق سے بغض، بدعہدی اور امانت میں خیانت، فحش، درازی کلام کی کثرت، قرآن و حدیث سے استغنا، بول و براز سے غفلت و نکو غسل اور حیض کی فرو گذاشتیں، نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی، سفر اور بدفالی، غیر شرعی زینت، [illegible]، ماتم، نوحہ سوگ اور بیویوں کا استعلیم، زکوٰۃ، صدقہ، نفقہ، سوال اور بخل روزہ کی فروگذاشتیں، حج اور اس کے متعلقات، سانور [illegible] بدسلوکی وغیرہ اس طرح ۴۷ مضامین ہیں آخر میں توبہ کا بیان ہے

قیمت عہ محصول ۶ر (دعہ) حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے۔ توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے ہی نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں

توبہ کے معنی ازروئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرور دو عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہوں کی لذت، گناہ کا خیال معافی کے ذرایع، صغیرہ گناہ ہی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج، گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، پرہیز، استغفار، عبادت دلی، امید و بیم، عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، فوری مواخذہ بے فکری، گناہوں سے نقصانات، نسخہ دافع مرض گناہ اسکے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت ۱۰ محصول ۲ر کل عہ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لیئے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی روح انسانی تناسخ و آواگون، حقیقت موت، عیادت سکرات موت تلقین، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں علیین، ابرار و مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین کفار کی ارواح، سوال و جواب، نکیرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے، اور مسائل فاتحہ و درود، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اُخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۰ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے رویا صادقہ کا احوال ہیں، جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات تبلائے قیمت ۱۲

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تمکنت و مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی تکان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ فقراکی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپنے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا۔ یہ خزانہ کس سلسلے سے ہم کو ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے۔ ایک ایک عمل [illegible] جو صد ہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور قبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل چکا ہے۔ ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام رہا [illegible] ضرورت [illegible] کیلئے [illegible] وظیفہ نقش [illegible] اور حاضرہ میں [illegible] مجرب اور [illegible] ایک کتاب [illegible] ہے قیمت [illegible] محصول ۲ر [illegible]

ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لیے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں

اعمال سورہ **فاتحہ** یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی حقی، شاذلی کے مجربہ ہیں، معہ زکوٰۃ و موکل ۴ر

اعمال **آیتہ الکرسی** معہ اسناد و خواص، اعمال آیتہ الکرسی کے صد ہا مجرب اعمال اسمیں دیئے ہیں معہ موکل و زکوٰۃ ۴ر

اعمال سورہ **مزمل** معہ موکل و طریقہ ادائے زکوٰۃ جس میں سورۃ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں، قیمت ۲ر

اعمال سورہ **یاسین** معہ موکل و طریقہ ادائے زکوٰۃ [illegible] اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۵ر

اعمال سورہ **اخلاص** با موکل و طریقہ ادائے زکوٰۃ و خواص [illegible] ۲ر

اعمال سورہ **والشمس** [illegible] موکل معہ [illegible] زکوٰۃ [illegible]

[illegible] نقوش اور اوراد و وظائف مجرب ۲ر

ہر کتاب علیحدہ علیحدہ ۵ محصول [illegible] ہوتا ہے اور سب یکجا [illegible] حمیدیہ پریس دہلی سے [illegible]

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اسوقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لیئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ کردہ بتادیں لیکن نقوش قوت ہر تعویذ بیکار رہیگا۔ ان لوگوں کے لیئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کے لیئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اُٹھاتے یہ کتاب الالتزام تیار کی گئی ہیں، اس کے دو حصے ہیں، جو دو ماہران فن کی تیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی [illegible] [illegible] ہوگا۔ [illegible] دوائیں اور دعائیں۔ اور دافع الامراض [illegible]

[illegible]

قیمت [illegible] ۱۰ ر محصول ۵ ر [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدسہ کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں بے دردی سے بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے۔ اگر ان حالات الم ناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے تمام واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ اور ابتدا سے لے کر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یزید کی تخت نشینی، حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک وطن، امام مظلوم کی مکہ کو روانگی، کوفیوں کی شرارت، ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا۔ اہل بیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے، جگہ بہ جگہ میر انیس کے مرثیہ بھی لیے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر الم ناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں۔ قیمت ۸/ محصول ۵/ کل ۱۳/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محبوبہ کربلا

ریگستان عرب میں بیگناہوں کا خون کس طرح بہایا گیا کس طرح بچوں کو ذبح کیا گیا، اور کیونکر عورتوں کو عالم بیکسی میں تڑپایا گیا، یہ دل تڑپا دینے والی سرگزشت اگر پڑھنی ہو تو ظلم یزید یا محبوبہ کربلا پڑھئے اس میں ظالم یزید نے جس بے دردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی داستان بھی ہے اور مظلوموں کی دکھ بھری داستان کے ساتھ یزید کے عیش و عشرت کے حالات بھی درج ہیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں، کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں کہ تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے۔ الغرض یہ کتاب اسلام کی خونی تاریخ بھی ہے اور حسن و عشق کی داستان بھی ہے اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا قابل قدر مجموعہ بھی۔ مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کے مشہور کتاب کا ترجمہ ہے جس کی قیمت ۱/ ہے۔ لیکن ترجمہ کی رعایتی قیمت صرف ۱۲/ ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات، کاغذ چکنا گلیز، یہی وہ کتاب ہے جس کے دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے جب اسکی قیمت بھی ۱۲/ آنہ تھی۔ محصول ۴/ کل ۱/
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

حضرت علی کی شہادت

کہاں ہوئی اور کیونکر ہوئی اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب ۱۷۔ رمضان میں ملیگا جس میں بتایا گیا ہے شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے، خارجی کون لوگ ہیں اور انہوں نے کیا کیا فتنہ و فساد برپا کئے، عبداللہ اموی شیر خدا کے کیوں خلاف تھے، اور پھر کس طرح راستی پر آئے اور قطام ایک خارجی عورت جو حضرت علی کے خون کی پیاسی تھی ابن عاشق ہو کر مددگاران شیر خدا کے قتل کی جستجو میں قطام کے افسوسناک واقعات خولہ بنت نخعہ سے عشق و محبت کی داستان، غلام کی وفاداری، معاویہ اور عمرو بن عاص کا قتل سے بچ جانا، حضرت علی کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا عبرتناک انجام، قطام کے فسادات اور اسکا قتل، تاریخی اور علمی تحقیقات، سوز و ساز وصل و ہجر کے حیرت انگیز کارنامے، دراصل فسانہ کی صورت میں ایک مبسوط تاریخ ہے ہر مسلمان کے لیے اس سے واقف ہونا ضروری ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات دو حصے ہر دو حصہ ۱/ محصول ۸/ (کل ۱/)
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

انجام یزید پلید

کربلا کے خونین واقعات پڑھنے کے بعد قدرتاً ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایسے ظالم و جابر بادشاہ اور اس کے ایسے خونی کاربرداروں کی بوٹیاں چیل کوے کہاں اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔
مصنف حقیقی کا عدل ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر نہ رہا۔ اور آل نبی کے دلگداز انتقال آخر تک [illegible] اور قاتلان حسین کا جو عبرتناک انجام ہوا [illegible] دیا ہے وہ درج ہے [illegible]
ان معتوبین روزگار کے حالات کہیں کہیں تاریخ میں ملتے ہیں، اور چونکہ [illegible] کی موت کی تاریخ انکو کوئی اہمیت نہیں دی گئی اس لئے وہ کتاب کی صورت میں نہیں آئی۔
انجام یزید کتاب کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوگا کہ کو کیسا حسین کے بعد اس ظالم کی تباہ غارت ہوگئی۔ اور ایسا نتیجہ زیجہ کرواہے کہ الحفیظ، اس موضوع پر شاید یہ سب سے پہلی کتاب ہے، قیمت ۱/ محصول ۵/ کل ۱/
ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ہندوستان کا شہید اکبر

کون ہے وہ جس نے اپنی صحت کو قوم پر قربان کیا، اور قوم کی خاطر غریب الوطن ہو کر داعی اجل ہوا، یہ وہ عظیم الشان ہستی ہے جس کو دنیا رئیس الاحرار محمد علی کہتی تھی، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی قوم کو محمد علی کی ضرورت تھی، اور ضرورت ہے اور رہے گی، تو محمد علی کے عزم محمد علی کے جوش اور محمد علی کی خدمات ملی کی اتباع کیجیے، تب بیشک ہر شخص کو

محمد علی کو زندہ کر لینا ممکن ہے

بشرطیکہ وہ لامیت کے ساتھ محمد علی کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو، ان کا راستہ اور نصب العین کیا تھا یہ آپکو کتاب

حیات جوہر

بتلائے گی، اس میں مولینا کے ہم وطن مولانا حسرت رامپوری نے آپ کی ابتدائے زندگی سے لے کر وفات تک کے حالات شائع کئے ہیں، ان میں نمایاں طور مولانا کی تعلیمات اور ان کے سیاسی مسلک کی تصریحات ہیں، اگر آپ کو اپنے اس شہید ملت سے محبت ہے تو اس کی لائف سے بھی محبت ہونی چاہئے، ضخامت ۱۶۴ صفحات مع فوٹو جنازہ قیمت ۱۰/ محصول ۶/ کل ایک روپیہ حمیدیہ پریس دہلی

ساوتری

سعید روحیں خواہ کسی جولہ میں ہوں بالآخر اپنی سعادت سے دنیا کو حیرت میں ڈالتی ہیں، اور اسلام کے سادہ اصول اور حقانیت بالآخر زنگ آلود قلوب کو منور کر ہی دیتی ہے بشرطیکہ کوئی اس کا خواہشمند بھی ہو۔
ساوتری ایک ہندو خاندان کی چشم و چراغ مطالعہ اور کوشش حق کے بعد آخر صراط مستقیم تک پہنچ ہی گئی، روپیہ کے لالچ سے نہیں، عزت کی خاطر نہیں صرف اپنے شکوک اور اوہام کے رفع کرنے کے لیے اس نے ہر در کی خاک چھانی، ہر الہامی کتاب کا مطالعہ کیا لیکن ہدایت کا سرچشمہ اس کو وہاں ہی ملا جہاں آج تک دنیا ٹھوکریں کھا کر بالآخر آتی ہے۔
یہ تبلیغی فسانہ ہی نہیں ہے بلکہ واقعات سے لبریز تاریخی مقالہ ہے، اسلام کے تفوق کی داستان ہے اور ادیان باطلہ کے لئے ملک الموت ہے، اپنے ہندو بھائیوں کو ضرور دیجیے۔ قیمت ۸/ محصول ۵/ کل ۱۳/ مفت تقسیم کرنے کے لیے دس جلد سے محصول ۲/
ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا، اول تو لاکھوں میں سے ایک آدہ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مفید و مضر اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لے کر خواہ مخواہ تشویش پڑ جاتی ہے، اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھیے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے، فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو خواب قابل تعبیر ہوتا ہے، شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے، قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۶ (۱؍ ۸) حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں سے یا جو لوگ جوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں، بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے، ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں، جنہوں نے ایک فالنامہ استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے، ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیا کرام فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے، یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں، کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے، ہمارا دعوےٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی قیمت ۸ محصول ۵ (۱۳) حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی، دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی مونس و یار نظر نہ آتا تھا، کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خاصان خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی، خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں، فکر معاش میں سرگرداں ہیں، دشمنوں کی یورش ہے کوئی پیارا عزیز بیمار ہے تو **عملیات باقی** منگائیے، اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں، جن کی مدد سے آپ کی مراد دلی پوری ہوگی، یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کی گئی ہے اور بعض کتابیں تو بہ مشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں، اسمیں وہ وہ اعمال و اوراد ہیں جو عوام پر ظاہر کئے ہیں، جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جان تھے، یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے، قیمت ۸ محصول ڈاک ۵ (۱۳)

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

گھر کا مولوی

منادوں اور واعظین کو بشارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر زمانہ سے اس معاملہ میں بھی پیچھے رہتے ہیں، اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے **حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب** نے **"ارشاد سعید"** کتاب تالیف کی ہے جس ہر دو جلد شائع ہو چکی ہیں، اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انہیں آسانی ہو، اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کر لینے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اسمیں تمام ان اخلاقیات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں، اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں، پہلی جلد کے بڑے ۲۰۰ صفحات دوسری جلد کے ۲۸۴ صفحات قیمت ہر دو مجلد ۸ محصول ۸ (کل ۱۴) حمیدیہ پریس دہلی

تازیانہ شیطان

یعنی شرح تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) نہایت فصاحت کے ساتھ اسمیں درج ہے

شیطان کے بارے میں قرآن شریف کی جس قدر آیات آئی ہیں، ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان

شیطان کی سوانح عمری، آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کے دشمنانہ کرتوت، شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں

آنحضرت و صحابہ کرام کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے، تمام نمبروں کے ساتھ مکر شیطان اور اس کے نتائج اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ انسان اس سے صراط مستقیم کی راہ پر آ جاتا ہے، یہ کتاب تمام انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا چیز ثابت ہوتی ہے، ۱۲۸ صفحات قیمت ۱۰ محصول ۲ (۱۲)

شرح کریما اسمیں ہر شعر کی تفسیر اس کے نکات اور معارف بیان کئے گئے ہیں عجیب کتاب ہے، قیمت ۶ محصول ۵

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو، آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض باحسن پورے کر سکیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں، تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا تفوق جتانے والی، یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے، اسی چیز کو مدنظر رکھ کر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلائے ہیں، نہایت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہئے اور مردوں کو بتایا گیا ہے کہ عورتوں کی دلجوئی کس طرح کریں تاکہ خدا اور رسول کریم کو ناراض نہ کریں، قرآن شریف ہی نے کہ لم خیر لاہلہ یہ کتاب میاں بیوی تو دونوں محبت کی تنہا راہ پر لے جاتی یہ کتاب آزمودہ اور بیچیدہ لوگوں کو نکتہ دان کر دیتی، قیمت ۹ محصول ۵ (کل ۱۴) حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہاں بانی کے سب مراحل طے کر کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب فن نے لذت کے سرچشمہ "عورت" کے ایسے ایسے عجیب انداز پیش کیا، کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے پاس نہ ہوں جوان ارباب تحقیق نے عورت کے رویں رویں میں تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانی بیان کی کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور جنبش سے ہزاروں بارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے۔ اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں، جو ایک نہیں جا بجا عورتوں کو تسخیر کر سکتی ہیں، چٹکی سے ایک بات اور بن جاتی ہے اس کتاب میں محققین اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں اکر ہر ایک مجرب میں ایک حیرت اور ایک شگفتگی کے ملنے کا اثر ایک طرف، غرض عورت مرد کی مرضیات کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ ۲۵۰ صفحات قیمت عہ محصول ۵ھ

حمیدیہ پریس دہلی

عربی کوک شاستر

جو عربی زبان میں سلطان سلیم خاں ترکی کے لئے لکھی گئی تھی اب اردو میں تیار ہے اس کے دو حصے ہیں، اب تک اردو زبان میں یہ بالکل انوکھی کتاب ہے صدیوں سے نایاب تھی، امرا و رؤسا زمانے میں بخل کرتے تھے، حصہ اول کا نام ہے، لطف شباب ہے، یہ کمزور مردوں کے لئے طاقت کا خزینہ ہے ناتوانوں کے لئے اکسیر ہے اور بے اولادوں کے لئے مژدہ اولاد ہے، اور ستر ۷۰ آزمودہ مجرب نسخوں اور طلسمی نادر نایاب ٹٹکوں کا مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان تیر بہدف ہیں دوسرا مرقع طلوع شباب ہے، اس میں عورتوں کے اقسام ان کے حالات، ان سے لذت یاب ہونے کے کمالات ان کی آفرینش ان کی طفولیت، ابتدائے جوانی، جوانی کے جذبات، اور وہ کس طرح مرد کے ہاتھ میں کھلونا آتی ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں، اسی سالہ عورتوں کا شباب پندرہ سالہ مست شباب کی طرح کیونکر نکھارا جا سکتا ہے، یہ سب باتیں اس کتاب کے اندر ہیں۔ دونوں حصوں کی قیمت ایک روپیہ ہے رعایتی قیمت ۱۲ کی بجائے ایک روپیہ محصول ۵ کل ۱۵؎ حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بو علی سینا با تصویر یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب ٹوٹکے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں، اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپ اپنے فریق ثانی لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تادم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہمدم رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے، زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۔ ۔ صفحات ہیں،

قیمت عہ ڈیڑھ روپیہ محصول ۵ کل ۱۵ عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں، حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے، گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے، شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں انسان کو حیات تازہ بخشنے کے لیے راجپوتان بنگال اودھ اور راجپوتانہ کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول مجربات ہیں جو ہندوستانی رئیسوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی نہیں دستیاب ہوتے، لذت شباب کے مطالعہ سے آپ شباب جاودانی کا راز پالیں گے ضخامت تقریباً دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ بہت مرغوبات اصل کتاب سے علاوہ ہیں محصول ۵ کل ۱۵

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہندوستانی کوک شاستر

اس کتاب کا نام لذت النکاح ہے، ہندوستانی تہذیب ہمیشہ سے ... طرز معاشرت کے سلسلہ میں نکاح کو ہی افضل ترین راحت زندگی تصور کرتی ہے، انکی ہی زندگی کو پرکیف بنانے کے لیے یہ کتاب چھاپی گئی ہے اس لیے ہر شادی شدہ کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ ایسے شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز پوشیدہ ہیں جن سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اس لیے اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر ہیں اور عورت پر قابو پانے کی ہدایات بھی اس کتاب کے پوشیدہ رازوں میں زندگی کی سچی مسرتیں پوشیدہ ہیں یہ وہ کتاب ہے جس نے چند سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستہ سے ہٹا کر ازدواجی زندگی کی پرکیف مسلسل سے روشناس کر دیا، اور بتا دیا کہ حقیقی لذت صرف اسی جوڑے کی ہوتی ہے، جو ایک دوسرے کے لیے مخصوص ہو ضخامت ۔ صفحات قیمت رعایتی صرف ۔ محصول ۔ کل ۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

انگریزی کوک شاستر

یعنی تم دم لطف اٹھاؤ، اور مآل لطف یعنی بچوں کے جھنجھٹ سے رستگاری پاؤ اس لیے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفریں لذت سے لذت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو، اولاد کی کثرت سے نہ صرف یہ کہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے، بلکہ غریب والدین کے لیے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کیونکر زندگی کی بہار لوٹنے کا ذریعہ ہے یہ شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہو گی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہو گی پھر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی ترتیب میں فرانس جرمنی جاپان اور امریکہ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر ہے اور سالہا سال کے تجربات کا جوہر ہے قیمت ایک روپیہ محصول ... منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب **عورت** پڑھ لیں۔ اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے "عورت" کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے۔ عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم، عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے بلوغ، حسن کی خوشبو [illegible] غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ہی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے۔ یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہزہا کے [illegible] سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہی ہیں کے قریب ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت [illegible] صفحات قیمت دو روپیہ [illegible] محصول [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

شب ناچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور راز دروں کو نہایت وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے۔ ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا۔ اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب [illegible] مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ نوجوان عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی مفید فی علمی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی۔ کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب ناچہ عروسی [illegible] گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں [illegible] کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت [illegible] صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے۔ یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں۔ لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شغلہ حیات کو اس اور [illegible] حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم [illegible] کتاب کیف مواصلت "مواصلت" کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لطف اور لطف ہی لذت ہے۔ کتاب کے جزئیات سے تعارف [illegible] مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب [illegible] علی صابری [illegible] جنسیات کی [illegible] کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور [illegible] کی مصداق ہے [illegible] صفحات کی ضخامت ہے اور [illegible] مصور [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

قانون مواصلت

دنیائے کیف و نشاط کا ایک [illegible] کتاب کے کام کا اندازہ لگائیے، جوانی اور شادی کی مسرتیں عورتوں کو حاصل کرنے کی تدبیر، تندرستی قائم رکھنے کے اصول اور رفتہ رفتہ جوانی سے بدلنے والے قوانین اور تقریباً [illegible] بلاک اعلیٰ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ مختصر فہرست ملاحظہ ہو۔ شادی کی ضرورت و اہمیت، شادی [illegible] میں ہونی چاہئے، ناموزوں نکاح، زوجین کے [illegible] کا اثر، موروثی امراض کا علاج، دنیا کی بہترین لذت، عورت پر شادی کا اثر، زندگی پر تجرد و تاہل کا اثر، میاں بیوی کی محبت آمیز تعلقات، ناعاقبت اندیشی کے تلخ [illegible] میاں بیوی کی آرام گاہ، زن و مرد کے اعضائے تناسل، مباشرت [illegible] کے خیالات، پردہ بکارت [illegible] بکارت شکنی، عضو خاص پر عمل جراحی، ختنہ، صحت عضو خاص، اور استقرار حمل کی بہترین صورت، ہدایات مواصلت، حمل کے متعلق معلومات، حمل کے آثار وغیرہ [illegible] روپیہ رعایتی [illegible] محصول ڈاک ۵ [illegible] کل ۱۳ [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خلوت صحیحہ

[illegible] مواصلت [illegible] کی ہے [illegible] ان کی [illegible] بہت ہی ضروری ہے [illegible] ناواقف ہوں [illegible] مواصلت کا [illegible] اور یہ بھی بتایا ہے کہ کن کن طریقوں [illegible] ان کا [illegible] ہیں [illegible] تیار کی ہیں

کتاب جہاں سائنٹیفک طریقہ سے [illegible] بتانے کے طریقے بتائے [illegible] بھی بتاتی ہے [illegible] زندگی کا [illegible]

اس کتاب میں [illegible] اعضا کے [illegible]

قیمت اصلی [illegible] رعایتی [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

طلوع شباب

[illegible] شباب [illegible] کیفیات ازلی [illegible] کہ مرد ان کے خیال ہی سے [illegible] جب کبھی [illegible] تو لذت کی رنگینیاں [illegible] دل میں وہ [illegible] ان لذتوں [illegible]

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ [illegible] شادی سے قبل یا بعد ہی ہوا ہے [illegible] کی روداد کیف سے

طلوع شباب [illegible] کا آئینہ ہے [illegible] طلوع شباب فطرت کی اس [illegible] شباب [illegible] اور آخر [illegible] غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے [illegible] کتاب ہے [illegible] قیمت [illegible] روپیہ [illegible] محصول [illegible] حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عہد شباب

اس کتاب کا دوسرا نام کورٹ شپ ہے۔ کورٹ شپ میں کیا ہوتا ہے۔ وہ تمام باتیں اس کتاب کے ذریعہ بغیر کورٹ شپ کیے حاصل ہو جاتی ہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کی عادات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی حرکتوں سے لطف اندوز ہونے کے سامان فراہم کرتے ہیں۔ مرد عورت کو بغیر اور اس کی حرکات سے معلوم کر لیتا ہے۔ کہ یہ عورت کن کن ڈھنگوں سے مطیع اور لذت یاب ہو گی۔ اور وہ کیا کیا طریقہ ہیں جو اپنی اپنی زندگی کو لطف و سرور سے دیوانہ کر دیں گے اس کتاب میں اس قسم کے چند علاج ہیں، چند گر ہیں، چند ٹوٹکے ہیں، اور باقی صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ اور ایسے مجرب اصول ہیں کہ آدمی بات کی بات میں اپنی دلربا کو مسرور و شاد کام رکھ کر اپنی زندگی پر کیف بنا لیتا ہے

یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل جداگانہ ہے اور اس میں مباحث اور عورت کی خصوصیات کے وہ عجیب و غریب نکات ہیں کہ آپ نے اس سے پہلے نہ دیکھے ہوں گے قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ر محصول ۵ر (۱۳)

سو سال کی زندگی

بھی انسانوں کی ہی ہوتی ہے۔ انسان اگر اپنی صحت اور جسمانی حفاظت کا ساعی ہو تو عمر بڑھ ہی سکتی ہے اور خوشگوار بھی رہ سکتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ آپ کبھی نہ کمزور ہونے والے اعضا کے مالک ہو جائیں تو آج ہی ایک کتاب **مفتاح الصحت** منگا کر اس کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیجئے۔ یہ کتاب دہلی کے سب سے بڑے حکیم کی لکھی ہوئی ہے اس میں حرارت غریزی اور روح حیات کی بقا کے لیے بہت سی اغذیا اور ترکیب خوراک بتائی گئی ہے جس سے زندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک ہی قسم کی غذا ایک وقت میں خون پیدا کرتی ہے اور دوسرے وقت میں بلغم۔ یہ کتاب بتاتی ہے کہ اس غذا سے صرف خون ہی پیدا کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے ہر جگہ چھوٹے چھوٹے نسخے لکھے گئے ہیں۔ جن کی دوائیں ہر کوچہ میں مل سکتی ہیں۔ ہز ہائینس حکیم اجمل خاں صاحب کا انسانوں پر بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ کتاب عالم وجود میں آئی۔ تندرستی اگر عزیز ہے تو یہ کتاب بھی عزیز ہونی چاہئے قیمت فی جلد ایک روپیہ رعایتی ۸ر محصول ۵ر (۱۳) حمیدیہ پریس دہلی

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لیے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان خزائن کے لئے ہر وقت آلۂ کار بنی رہتی ہیں۔ اس کا کچھ نہ کچھ صلہ مردوں سے ملنا تو چاہیے لیکن مرد کی خودغرضیاں سوائے اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں۔ اور ابتدائی افراط و تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ نیز جب دو چار بچے ہو جاتے ہیں تو پھر مردوں کی طرف سے جو لاپروائی برتی [illegible] اس سے ایک دنیا واقف ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ عورتیں موذی امراض کا شکار نہ ہوں تو آپ کتاب **صحت النساء** کو ہمیشہ اپنے پاس رکھئے۔ یہ عورتوں کے چھوٹے بڑے مرض کے لیے طبیب اعظم ہے۔ آپ خواہ کسی برس کی بیویوں کو آنے والے خطرات سے ہر وقت محفوظ رکھ سکیں گے۔ اس میں ہر مرض کی انگریزی، یونانی، دیسی دوا ہیں۔ اور ہر مرض کے حفظ ماتقدم کی بسیط ہدایات ہیں ۲۰۰ صفحہ کے قریب ضخامت ہے قیمت عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۔ر کل ۱۵ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت، بچوں کی تندرستی اور صحت کے لیے ہر ماں باپ ہر وقت حیران رہتا ہے۔ لیکن اپنی نا اہلی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر خود موجب ہو جاتا ہے۔ جب ہر شخص کی یہ دلی تمنا ہے کہ اس کا بچہ تندرست رہے اور صحیح طریقے [illegible] تو پھر ہر گھر میں کتاب **محافظ الصبیان** بھی ضرور ہونی چاہئے۔ یہ کتاب [illegible]

[illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شوہر کی تسخیر

کا مجرب عمل آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملے گا کیونکہ مرد کو تسخیر کرنے کے لیے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری، سلیقہ مندی، گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے۔ اور یہ سب باتیں باحسن وجوہ آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس کتاب میں گھرداری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات۔ اور صفائی ستھرائی [illegible] کے علاوہ ہزارہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اور ہر چیز کے لئے مناسب اجزا تجویز [illegible] کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا [illegible] اس کتاب کے ذریعہ اپنے گھر والے کو [illegible] کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے۔ ضخامت ۱۱۲ صفحات رعایتی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۱ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

محبت کے خطوط

دل میں خدا جانے کیا کیا تھا، جذبات امنڈ رہے تھے، کچھ قلبی آنکھوں کے ذریعہ رواں تھے۔ دلدار سے دور لیکن مدعائے دل کا اظہار ضرور۔ قلم نے جذبات کی مدد نہ کی، لکھا مگر نہ لکھا گیا۔ اور دل کا مطلب ادا نہ ہوا۔ ایسے وقت میں کتنی ہی حسرت ہو درست ہو۔ ایسے وقت میں کتاب **محبت کے خطوط** ہوتی، تو دل کا ہر لفظ ایک تیر ہوتا جو ایک قلب دلربا کا نشانہ بن جاتا۔

یہ وہ کتاب ہے جو جذبات کے ذریعہ الفاظ پیدا نہیں کرتی بلکہ الفاظ کے ذریعہ جذبات پیدا کرتی ہے۔ ایک ایک خط حسب کامل تسخیر کا نقش ہے۔ [illegible] فاضل مصنف نے اس انداز سے ان کو رقم کیا ہے کہ ہر خط آپ بیتی معلوم ہوتا ہے۔

اثر پذیری کی ضمانت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ ایک خاتون کی نازک انگلیوں سے لطیف جذبات صفحۂ قرطاس [illegible]۔ قیمت رعایتی صرف ۸ر محصول ڈاک ۵ر ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

[illegible] پرنٹر پبلشر [illegible] برقی پریس دہلی میں چھپوایا

سبحٰن الذی ۴۵۲ بنی اسرآئیل ۱۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ (محمد) کو راتوں رات مسجد حرام سے

الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ

اس مسجد اقصیٰ تک کہ جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں

۵۴ جب پہلی زیادتی پر عذاب کا وقت پہنچا، تو جالوت جرزی اپنی جرار فوج لے کر چڑھ آیا اور چن چن کر علما قتل کر دیے توریت شریف جلا دی مسجد ویران کر دی، اور ستر ہزار قید کر کے لے گئے ۱۲ک

۵۵ اس پہلی تباہی کے سو برس بعد حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا، اور پھر دوبارہ یہود کے دن پھرے حضرت سلیمان ؑ کی سلطنت میں ان کو بڑا زور ہو گیا

شائقان الٰہی کے لئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ مولینا مولوی عاشق الٰہی صاحب مصدقہ و مفسرہ علامہ شیخ الہند حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ

بیالیس ۴۲ خوبیوں والی حمائل شریف

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور ایسی کامل تفسیر والی حمائل آجتک نہیں چھپی، تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہے، اور بہت آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے۔ اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں، (۱) یہ نو سطری حمائل ہے اس لئے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل ملا حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے (۳) اس کی تفسیر حمائل قلمی۔ لباب النقول، بخاری شریف، جلالین شریف، بیضاوی شریف، موضح القرآن، فتح العزیز، تفسیر عزیزی، مظہر العجائب، مدارک التنزیل، اتقان، ابن کثیر سے ماخوذ ہے، اور سب کے حوالے معہ اسناد درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) آیات قرآنی کا سمجھنا چونکہ اسباب النزول پر موقوف ہے، اس لئے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۶) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں، (۸) خاص آیات اور تلاوت سورہ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے تعاہد مزاری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۱۰) سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں مکتوب ہے لیکن تنزیل جدا ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلا دی گئی ہے (۱۲) ربع نصف ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۳) جن سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے ان کے مزید حالات (۱۴) جن خاص موقع خاص پر جس دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۵) قرآن شریف کے غلط لہجہ اور گا کر پڑھنے پر تنبیہ (۱۶) چونکہ طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لئے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں، (۱۷) قرآن مجید میں جن انبیا کا صراحتاً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۸) نبی آخر الزمان حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۹) ازواج رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۲۹) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۳) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔ ان کے نام اور کام (۳۱) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۳) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۴) کفار کے نام جنکا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات۔ (۲۵) قبائل کے نام و حالات جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے (۲۶) القاب انبیاء و القاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۷) دنیاوی مکان و خاص مقامات جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۸) اخروی مکان و مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۹) وہ ستارے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۳۰) ان پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۱) ان بتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۲) رموز قرآن (۳۳) سجدہ تلاوت کی بحث اور ان کے مسائل (۳۴) ضخامت ایک ہزار صفحات کے قریب ہے (۳۵) آخر میں حضرت مولانا محمود الحسن قبلہ شیخ الہند قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ اور تفسیر درج ہے (۳۶) شجرۂ حضرات چشتیہ صابریہ معہ حالات و سن وفات (۳۷) صحت کے بڑے حافظ ضامن ہیں، جنکا مقدمہ میں ذکر ہے (۳۸) تقطیع مولوی کے سفر کی نصف ہے (۳۹) بہت کمیاب ہے دہلی میں صرف دفتر رسالہ مولوی میں ملتی ہے (۴۰) کاغذ سفید ولایتی چکنا (۴۱) جلد نقرئی کار ہے (۴۲) حواشی باوجود باریک ہونے کے بہت صاف۔ جلد نہایت اعلیٰ چرمی، ہدیہ پانچ روپے رہائی جو آج کل بالکل اتفاق سے ہو گیا ہے صرف ڈھائی روپے، محصولڈاک ۱۲ / کل ہے منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

نسخہ صحیحہ نسخہ جدید

دلائل الخیرات

معہ حزب البحر مترجم

آجتک ہندوستان بھر میں ایسی دلائل الخیرات تیار نہیں ہوئی، نہایت صحیح قابل قدر جلی قلم بے حد اور نہایت خوشخط زیر متن پاکیزہ اردو ترجمہ از حضرت مولانا ابو الحسن نقشبندی گنج مرادآبادی اور حاشیہ پر پاکیزہ اردو میں اظہار برکات کے لیے سند بقید ذیل کتب کے حوالہ سے زر کثیر صرف کر کے کامل تفسیر چھاپی گئی ہے جو قابل دید ہے تازہ چھپی ہوئی ہے خوبی یہ کہ اس کا متن روایت حضرت سید علی حریری مدنی رح کے مطابق ہے جو اسوقت ممالک اسلامیہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، مصر، افریقہ اور ہندوستان میں رائج ہے اور جو قت اس روایت کے خلاف حضرت سید محمد مغربی کی روایت ہے وہ حاشیہ پر درج ہے مصر قسطنطنیہ اور ہندوستان کے مطبوعہ نسخہ جات سے مقابلہ کر کے اس کی صحت میں غایت درجہ کی کوشش کی گئی ہے اور شروع میں مصنف دلائل الخیرات حضرت امام محمد بن سلیمان الجزولی رح کی کامل سوانحعمری ہے جو ایک مصری کتاب سے نقل کی گئی ہے، جس کے دیکھنے سے اس عظیم الشان انسان کی عظمت ظاہر ہو جاتی ہے، اخیر میں حزب البحر مترجم معہ کامل تفسیر اردو معہ طریقہ درود مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، دیگر بزرگان ہند و افریقہ معہ کامل سوانحعمری مصنف نہایت صحیح پھر اس کے بعد قصیدہ بردہ پاکیزہ مترجم معہ کامل تفسیر اردو و اسناد و طریقہ درود جس کے تمام مضامین مثل نسخہ مطبوعہ مصر ابواب پر تقسیم کئے ہیں مع کامل سوانحعمری مصنف، ان تین کتابوں کو ایک جگہ شائقین کی آسانی کے لیے جمع کیا ہے قیمت اصلی ۲ / رعایتی عہ ایک روپیہ مجلد چرمی ہے محصول ۶ / منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ دو آنے

مدیر مسئول محمد حبیب خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپ کے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک ہو جایئے۔ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے۔ علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا۔

منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

SAMI 30

انتباہ: آپ کا نمبر خریداری [illegible] بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکے گی [illegible] منیجر

عورت

پھولوں کی تیتی پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے ... صورتیں ... دوسرا ایڈیشن عورت پڑھیں

[illegible]

... عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ...

[illegible]

دوسرا باب

[illegible]

پہلا باب

[illegible]

تیسرا باب

[illegible]

چوتھا باب

[illegible]

اس کتاب میں ...

[illegible]

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا
حسبی اللہ ونعم الوکیل

رسالہ مولوی دہلی

جلد ۱۳ بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ نمبر ۴

وہی ہوا جس کا خطرہ تھا

پچھلے پرچہ میں مجبوریا بے نیاز بھائیوں کی شکوہ طرازی کے سلسلہ میں جو محرم کے وی پی کی واپسی کا ماتم کیا تھا اور لکھا تھا کہ خدا نہ کرے کہ یہ نسبت اگر رسول نمبر کے تجدید چندہ کے سلسلہ میں ہوئی تو پھر چار ہزار رسول نمبر کی دیوار میرے سامنے ہوگی اور میں گریہ کناں ۔

خدا کی قدرت کہ آج لفظ بلفظ یہ ٹھیک ہے ، صرف فرق یہ ہے کہ گریہ نہیں اب نوحہ اور فغاں کی نوبت ہے ، خدا ان بھائیوں کو نیک ہدایت دے جنہوں نے پورے مہینے دفتر مولوی کو ماتم کدہ بنائے رکھا ، اور ہر آئندہ روزنہ مولوی واپسیوں کو دیکھ کر سلام سے پہلے تعزیت کرتا تھا ، غضب خدا کا دو ہزار ایک سو تیرہ [۲۱۱۳] واپسیاں یکم ربیع الثانی تک ہو چکی ہیں ، اور ابھی باقی ہیں ، میرے دل سے پوچھئے کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ لے کر اس مہینے تین سو روپیہ تو ڈاکخانہ کی نفقت نذر کر چکا ، اور محنت اور دقت جو کچھ ہوا وہ تو ہوا ہی لگرانہی بھائیوں میں وہ بھی تھے جنہوں نے صاف لکھ دیا کہ اب ہم خریدار رہنا نہیں چاہتے خدا انہیں اس کا اجر دے کہ انہوں نے دو پیسے خرچ کر کے میرے ۳ ہر بچا دیئے ،

خیر رونا تو زیادہ ہے اور جگہ کم اور کوشش کیجئے ، اور اس رسول نمبر کو خریداروں تک پہنچا دیجئے ، واقعہ یہ ہے کہ شدت غم اور اس حوصلہ شکنی نے مجھے اس قدر متالم کر دیا ہے کہ میرے پاس اپیل کرنے کے الفاظ بھی نہیں رہے ، آپ کو اختیار ہے آپ کا پرچہ ہے بڑھایئے یا مٹایئے میں تو اب محنت کرتے کرتے بھی تھک گیا ۔ خدا کی قسم کثرت کار نے میری آنکھوں کو بے کار کر دیا ہے ۶ گھنٹہ کام کرنے کے بعد آنکھیں جواب دیدیتی ہیں ، اور دو تین گھنٹہ اس جواب ہی کے بعد بھی جو کام کرنا پڑتا ہے وہ خدا ہی جانتا ہے کہ کیونکر ہوتا ہے ،

خیال تھا کہ پندرہ ہزار اشاعت ہو جانے کے بعد اگر کتابیں اچھی فروخت ہوتی رہیں ، تو صرف نگرانی اپنے ذمہ رکھ کر آرام کروں گا ، اور گذشتہ بے تحاشا محنت کے پھل کھاؤں گا ، یہاں یہ کیفیت ہے کہ سال سے سال گذر جاتا ہے اور ہر روز روز اول ہی رہتا ہے ، خدا کا احسان ہے کہ وہ محنت کی ہی کھلاتا ہے ۔

یاس میں امید کی جھلک

یہ بھی دیکھی کہ بعض پرجوش معاونین نے ایسی اولو العزمی سے خریدار بہم فرمائے کہ بیشتر وقت ان واپسیوں کا چرکہ مندمل ہوتا رہا ، سلسلہ وار تو ان بھائیوں کے نام جمادی الاول میں ختم ہونگے لیکن جن بھائیوں نے سب سے زیادہ خریدار دیئے ہیں ان کا شکریہ تو اسی وقت ضروری ہے ۔

خدایا ان حامیان اسلام ان ناصران ملت کو ہمیشہ فائز المرام رکھ ، ان کی ہر مصیبت کو راحت سے بدل دے جس طرح آج یہ دین کے آرگن کے دشمنوں کے لئے مرہم ثابت ہوئے ، اور مولوی کے تمام خریداروں کو ایسا ہی پرجوش اور ناصر ملت بنا دے رب کا قبل ہنا ۔

ان میں سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق چودھری محمد احسن صاحب بی اے ایجوکیشنل انسپکٹر ہیں جنہوں نے منی آرڈر کے ذریعہ ۳۲ خریدار دیئے ، اور مولوی نعمت اللہ صاحب انسپکٹر اسکولز وزیگاپٹم نے ۲۶ خریدار جی ایم کامل صاحب نہٹور نے ۶ اخریدار جناب مشتاق احمد صاحب نے ۲۰ خریدار ، غلام محی الدین صاحب جاورہ نے ۱۲ خریدار یاسین حسین صاحب ساگر نے ۱۵ خریدار بابو عبدالعزیز صاحب کالا باغ ہزارہ نے ۱۵ خریدار اور منیجر صاحب موڈرٹریننگ اسکول گورکھپور نے نو خریداروں کا چندہ اپنے پاس سے دیا ، مذکورہ بالا بھائیوں کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا ، دیگر معاونین کی تفصیل یہ ہے

نام خریدار	تعداد	نام	
جناب عبدالحمید صاحب یو ایس کالسٹیبل	۲	جناب یسین خاں صاحب کوٹہ	۱
" سید ایچ یوسف صاحب چیدم برم	۱	" سید یاسین علی صاحب بنگلور	۴
" مولوی قاضی حامد علی صاحب سکرادہ	۱	" سید حفیظ الدین صاحب چیراسو	۲
" محمد حسین صاحب فارسٹ تنکیاری	۱	" ایس جی دستگیر صاحب ساگر	۱
" قادر خاں صاحب آگرہ	۱	" سیٹھ میاں صاحب سچین	۱
" محمد سعید صاحب مدرس میگام	۱	" میرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی رڑکی	۱
یو ۔ ایم ۔ قریشی صاحب ای خاندیش	۲	خریدار نمبر ۲ ، ۲۷ ، شیرپور	۱
عبدالغنی صاحب سرفراز بیگ جموں	۲	مظفر الدین صاحب ہنولہ جاگیر	۱
حافظ محمد حنیف صاحب سرسہ	۲	" عبدالجلیل صاحب دہلوی ویلور	۱
محمد صدیق صاحب محالون	۱	" منیر الزمان صاحب اسلام آباد	۱
فتح بہادر خاں صاحب پونچھ	۱	" سید محمد بن سید علی صاحب تیرپوردن	۲
محمد یوسف خاں صاحب فارسٹ مظفرآباد	۵	" محمد غوث صاحب وکیل نارائن پیٹھ	۲
مولوی پیر محمد صاحب خیرآباد کوٹہ	۵	" شیخ قادر مالک صاحب پنڈہانہ	۱
ابوالوفا محمد قاسم صاحب حیدرآباد	۱	منشی عزیز الدین صاحب بٹواری	۵
این ، وی محمد صاحب کنانور	۳	محمد اعظم صاحب پونچھ باغ	۱
عبدالصمد صاحب عباسی امروہا	۱	مولوی مظہر علی صاحب شاہ جہانپور	۲
بدرالدین میاں صاحب بمبئی	۱	" نثار اللہ صاحب نینی تال	۶
محمد سوز صاحب واری پورہ کشمیر	۵	" حافظ محمد یوسف صاحب وامن	۵
نقیر محمد صاحب جان نگر روڈ	۱	" مولوی برکت علی مسجد کومٹی	۱
احمد حسن صاحب بمبئی	۲	دولہا کالو صاحب ورکون گرا	۵
احمد اللہ خاں صاحب اکاؤنٹنٹ جہانسی	۵	ولایت احمد صاحب سانڈی	۲

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب محمد صدیق صاحب متھرا	۹	جناب عبداللطیف صاحب رانچی	۱	ماسٹر مولا بخش صاحب کلویہ	۲	جناب کریم الدین صاحب نادونگی	۲
" قاضی امام الدین صاحب جبل پور	۳	" مولوی شیر محمد صاحب خانقاہ ڈوگراں	۲	ماسٹر محمد یوسف صاحب موسیٰ زئی	۳	" سید تاج محمد خاں صاحب مردان	۳
" شیخ روشن علی صاحب نگر	۱	" محمد مختار صاحب نکاسی	۲	" نامدار خاں صاحب اناؤ	۴	حاجی حسین حاجی علی محمد دھوراجی	۶
" محمد ابراہیم صاحب بمبئی	۱	" سید طفیل احمد صاحب چونیاں	۲	منشی محمد نذیر صاحب الہ آباد	۲	" جان محمد صاحب جوناگڑھ	۳
" منشی علاء الدین صاحب شیر پور	۱	" سید احمد صاحب بلگرامی ملیح آباد	۳	نثار احمد صاحب ستولی	۵	" محمد شاکر صاحب ریوان	۲
" احمد میاں بادا میاں صاحب بولقہ	۲	" فضل محمد صاحب مدرس ... پور	۳	عطا حسین صاحب ستولی	۳	" اللہ جوایا مستری صاحب چنیوٹ	۲
" ریاست حسین صاحب ...	۱	" محمد نور صاحب سب انسپکٹر لودھراں	۲	مولوی مہر محمد بخش صاحب نائب تحصیلدار	۴	" وزیر الدین صاحب ... آگرہ	۲
" احمد صاحب ... نظام	۳	" فقیر اللہ صاحب عسکر گنج	۴	معشوق احمد صاحب جبل پور	۲۰	محمد حسین صاحب لکھیم پور	۳
" محمد یاسین صاحب ...	۲	" نظام الدین صاحب کوٹ چائل	۳	سید غلام حیدر صاحب قنوجی	۳	" ... علی صاحب ...	۲
" ... الدین صاحب گھوڑا ...	۱	" امان الدین صاحب اکولہ برار	۱	" ابراہیم یوسف صاحب باپوریا	۲	" احمد خاں صاحب تاجنا پیٹھ	۳
" ظہیر الدین صاحب گردنی باغ	۱	سید اعظم صاحب پونچھ	۳	" عبدالرحمن صاحب فاروقی ...	۲	" سید ... علی صاحب نازی پور	۵
" مولوی محمد صاحب ہیڈ کانسٹیبل اودے گر		" محمد یوسف صاحب اجمیر	۱	" احمد حسن صاحب ... جالون	۳	" سید پیر محمد شاہ صاحب ...	۲
" شیخ احسان علی صاحب کماس خورد	۳	" زین العابدین ...	۱	" ... شیخ جان محمد صاحب جوناگڑھ	۲	" سعادت حسین صاحب ...	۳
" فدا حسین صاحب حالدار بریلی	۲	حکیم شیخ محبوب صاحب عالم پور	۱	" احمد ... صاحب ... نگر	۲	" جمال الدین صاحب ...	۲
" نیاز احمد صاحب ...	۴	" دل محمد صاحب خریدار نمبر ۲۱۰۳	۲	" ... علی صاحب کوہاٹ	۱	" ... کاظم علی صاحب حیدرآباد	۵
" علی حسین صاحب جود دیور	۲	سید فضل احمد صاحب بریلی	۱	" ... صاحب ...	۱	" محمد اکرام الحق صاحب ...	۲
" محمد اسحاق ملک صاحب ... رانچی	۵	" اکرام اللہ صاحب اٹاوہ	۳	" عبدالغفور صاحب کیتھل	۳	" سید بدر الدین صاحب نگر نوشہ	۲
" ... صاحب ...	۳	" محمد عثمان صاحب ...	۲	" غلام نبی صاحب ...	۳	" ... چشتی صاحب جاورہ	۳
" عنایت الدین صاحب اورنگ آباد	۴	" مولوی نور محمد صاحب پورولیا	۳	" محمد حسین امین صاحب کوڈہ	۲	ماسٹر غلام محی الدین صاحب جاورہ	۱۵
" منشی قادر بخش صاحب راولپنڈی	۲	" رحمت اللہ صاحب پورولیا	۲	" ولی اللہ صاحب ...	۳	" عزیز الرحمن صاحب جلال آباد	۲
" محمد ضیاء اللہ ... جون پور	۲	" عبدالغفار صاحب ... آباد	۶	" ابوالخیرات صاحب پورنیہ	۳	شیخ طیب احمد صاحب دوارکا	۲
" سید احمد علی صاحب سیکر	۱	" ... ہاشم صاحب ... آباد	۳	" سید فیض علی صاحب ...	۴	محمد حبیب صاحب ...	۲
جمیل احمد صاحب مکتبہ ...	۱	" شیخ حسن نظامی صاحب اکولہ	۴	" غالب حسین صاحب حصار	۵	محمد کفیل صاحب ...	۲
" ایم اے مجید صاحب سیلانی بنگلور	۲	" جی ایم ... صاحب ...	۱۶	" مولوی محمد عثمان صاحب ...	۴	" عزیز الدین صاحب ...	۳
" چودھری محمد اعظم صاحب پونچھ	۳	" ایس ایم وصی الدین صاحب سیوری	۶	" قاضی عبداللطیف صاحب ...	۱	سید جمال الدین صاحب اورنگ آباد	۲
" انتظام علی صاحب ...	۱	" ڈاکٹر عزیز الرحمن صاحب	۵	" اشفاق احمد صاحب اجمیر شریف	۳	شیخ چھوٹے صاحب راحت گڑھ	۳
" احمد شریف صاحب ...	۵	" محمد حبیب صاحب رام پور ہاٹ	۲	" علی رضا صاحب الہ آباد	۲	" شیخ عبدالحق صاحب ...	۶
" محمد یوسف خاں صاحب امین ...	۲	" ... سلطان بی صاحب احمد آباد	۲	" خان عبدالکریم صاحب ...	۳	" جعفر خاں صاحب جبل پور	۱
" ... احمد صاحب ...	۱	" شہاب الدین صاحب ڈرگ روڈ	۴	" عبد ... صاحب ...	۴	ایم ایس پارکر صاحب بمبئی	۳
" سید جعفر علی صاحب گلبرگہ	۳	" مولوی ... صاحب ...	۲	" نصیر الدین صاحب پٹنہ	۲	محمد ہاشم صاحب فورٹ ...	۲
" ... علی صاحب ...	۱	" خواجہ ... صاحب ...	۲	" ... صاحب ...	۱	" ... صاحب ...	۱
" ایس ایم اسماعیل صاحب ...	۱	" سلطان محمود صاحب ...	۸	" حافظ ... صاحب ...	۴	" محمد الیاس صاحب مونگیر	۲
" ... صاحب ...	۲	" تفضل حسین صاحب ...	۴	" مولانا خیر الدین صاحب گیا	۵	" ... صاحب ...	۲
" سلطان محمود صاحب ...	۱	" ایم اے خلیل صاحب ...	۲	" عبدالرحمن صاحب ...	۴	" رجب علی صاحب ...	۱
" ... صاحب ...	۳	" رجب علی صاحب ...	۲	" اللہ بخش صاحب ...	۱	" محمد ... خان صاحب ...	۱
" ... صاحب ...	۱۵	" ... علی صاحب ...	۳	" قاضی علی اصغر صاحب سیالکوٹ	۲	" ... صاحب ...	۳
" ... صاحب ...	۲	" مولوی برکت علی صاحب ...	۵	" محمد یاسین صاحب ...	۲	... صاحب ...	۲
" ... صاحب ... گوالیار	۴	" سید ... احمد صاحب ...	۳	محمد سعید الدین صاحب ...	۳	باقی نام ... باقی آئندہ	

شذرات

قاتلانہ حملے

جولائی کے آخری ہفتہ کے سب سے اہم واقعات میں سے وہ قاتلانہ حملے ہیں جو قائم مقام گورنر بمبئی اور ڈسٹرکٹ سیشن جج ۲۴ پرگنہ بنگال اور دو فوجی افسران پر ریل میں کیے گئے ان میں سے دو موخر الذکر جان سے مارے گئے اور گورنر بنگال اپنی خوش قسمتی سے بچ گئے۔ گورنر پر فرگوسن کالج میں جب کہ کالج کی عمارت دیکھ رہے تھے ایک طالبعلم نے ریوالور سے دو فیر کئے ایک تو ان کے سینہ پر گولی لگی مگر چونکہ اسی جگہ جیب میں پاکٹ بک تھی اور اس میں کسی دھات کا ایک پھول تھا اور گولی اتفاقاً اسی پھول سے جا کر ٹکرائی اس لئے وہ وہیں جیب میں رہ گئی اور دوسری گولی آپ کے نہیں لگی حملہ آور اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔

دوسرا حادثہ اس طرح ہوا کہ سیشن جج صاحب عدالت میں بیٹھے ایک مقدمہ کی سماعت کر رہے تھے کہ ایک نوجوان پیچھے کی طرف سے گھس آیا اور ایک فائر عقب ہی کی طرف سے کیا جو خالی گیا پھر حملہ آور گواہوں کے کٹہرے میں چلا گیا اور سامنے سے ایک فائر کیا جس کی گولی جج صاحب کی پیشانی پر لگی اور آپ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد پولیس مین اور حملہ آور میں باہم گولیاں چلنے لگیں اور پولیس مین زخمی ہوا اور حملہ آور پولیس مین کی گولی سے انتقال کر گیا۔

تیسرا واقعہ ریل میں ہوا دو فوجی افسر ایک ہی درجہ میں سفر کر رہے تھے کہ رات کو ایک بار ایک سے زائد آدمی درجہ میں داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں خنجر تھا اور خنجر ہی سے انہوں نے حملہ کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک افسر تو انتقال کر گیا مگر دوسرا بچ گیا لیکن اس واقعہ کے متعلق ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سیاسی حملہ تھا یا چوری اور ڈاکہ کے سلسلہ میں تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ دہلی کے قریب سونی پت کے اسٹیشن کے متصل ہوا کہ ایک انگریز فرسٹ کلاس میں جا رہا تھا اور لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص خنجر بدست درجہ میں گھس آیا مگر انگریز مذکور جاگ رہا تھا اس نے فوراً خطرہ کی زنجیر کھینچی جس سے گاڑی رکی اور حملہ آور فرار ہو گیا اس واقعہ کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس نیت سے تھا سیاسی غرض تھی یا چوری وغیرہ کی۔

گورنر صاحب پر حملہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کا بمبئی پریسیڈنسی پر طرز عمل اچھا نہیں رہا اور گورنر کے رخصت پر جانے سے ان کی قائمقامی کا حق ایک ہندوستانی کو پہنچتا تھا مگر ان کا حق چھین کر موجودہ گورنر کو دیدیا گیا اور سیشن جج پر حملہ کی وجہ حملہ آور کی جیب سے ایک خط نکلنے سے یہ معلوم ہوئی کہ اس نے انسپکٹر جنرل جیلخانجات کے قاتل کو پھانسی کی سزا دی اور بہت سے سیاسی مقدمات میں جج کے فرائض ادا کئے۔

بہرحال یہ واقعات صد درجہ افسوسناک ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ کانگریس اور مہاتما گاندھی انتہائی زور لگا رہے ہیں کہ لوگ عدم تشدد پر عامل ہوں مگر نوجوانوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو عدم تشدد پر یقین نہیں رکھتا اور تشدد پر اعتقاد رکھتا ہے۔

ہم ان صفحات میں بارہا صاف دلی کے ساتھ نوجوانوں کو سمجھا چکے ہیں کہ ان کا طرز عمل ہندوستان کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے مقاصد کے لئے ہرگز ہرگز مفید نہیں ہے بلکہ مضر ہے مگر پر جوش نوجوانوں کی سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آتی کہ سال بھر میں چند انگریزوں کو قتل کر دینے سے وہ اپنا مقصد یعنی ملک کی آزادی کیونکر حاصل کر سکیں گے آخر یہی انگریز تو ہیں جو جنگ عظیم میں لاکھوں کی تعداد میں اپنی عزیز جانیں قربان کر چکے ہیں اور اربوں روپیہ بہا چکے ہیں اپنے مقاصد کی حفاظت کے لئے یہ لوگ کیونکر چند جانوں کے اتلاف سے ڈر کر ہندوستان کو آزاد کر دینگے اور اگر فرض کر لو کہ یہ نوجوان تمام سول سروس والوں کو قتل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں جو ناممکن ہے تب بھی کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی جگہ پر کرنے کے لئے دوسرے انگریز نہ آ جائینگے اسکے علاوہ اس کو دوسرے نقطہ نظر سے بھی دیکھنا چاہیئے وہ یہ کہ فرض کرو کہ اس طرح سے نوجوانوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا تو کیا وہ ملک کو ایک ایسے خطرہ میں ڈال دیں گے کہ ملک کا جو طبقہ بھی مطمئن نہ ہوگا وہ اسی پر عمل پیرا ہوگا اور اسی طرح تشدد کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کرنیکی سعی کریگا پھر کیا اس طرح ملک کے اندر جرائم کی وہ پرورش نہیں کر رہے۔

ہم پھر ایکدفعہ نوجوانوں سے اپیل کرینگے کہ وہ تشدد کے طریقہ کو چھوڑ کر عدم تشدد پر عامل ہو کر ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کریں اس راہ میں تشدد کے راستہ سے زیادہ قربانیاں کرنیکی گنجائش موجود ہے اور وہ بہت زیادہ قربانیاں کر سکتے ہیں اور ملک کو آزاد کرا سکتے ہیں نوجوانوں کو سمجھنا چاہیئے کہ اگر تشدد کا راستہ صحیح ہوتا تو کانگریس کے اندر سینکڑوں ایسے بہادر موجود ہیں جو علانیہ حکومت کا مقابلہ کرتے گیا جواہر لال نہرو سبھاش بوس وغیرہ بزدل ہیں ہرگز نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ باوجود اس امر کے کہ مہاتما گاندھی کی طرح عدم تشدد کو مذہب نہیں مانتے پھر بھی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان کے حالات اس امر کے مقتضی نہیں کہ عدم تشدد کے ذریعہ آزادی کی جنگ لڑی جائے پھر آخر نوجوان ان کی بات کیوں نہیں مانتے اور کیوں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں ہم ایکدفعہ ان نوجوانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی قاتلانہ جدوجہد کو ترک کر دیں اور پر امن جدوجہد اختیار کریں۔

یورپین ایسوسی ایشن

ان قاتلانہ حملوں سے جو پے در پے ہوئے ہیں یورپین طبقہ کے جذبات زیادہ بھڑک اٹھے ہیں اور کوئی منصف مزاج شخص انگریزوں کے غصہ کو بے محل نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ اپنے ہم قوموں اور ہم وطنوں کے قتل سے ان کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور ان کے غیظ و غضب کے جذبات زیادہ قوت کے ساتھ ابھرتے ہیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ان قاتلانہ حملوں کی زیادہ سے زیادہ سخت الفاظ میں مذمت کرنی چاہیئے اور وہ تمام ذرائع اختیار کرنے چاہئیں جن سے ان حملوں کی روک تھام ہو سکے۔

مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ غلط طریقہ [illegible]

کی بنگال اور یوپی کی انجمنوں نے صدائے احتجاج کا جو طریقہ اختیار کیا باوجودیکہ ہم کو ان کے مجروح جذبات کے ساتھ پوری ہمدردی ہے پھر بھی اس طریقہ سے اتفاق نہیں ہے انہوں نے سخت الفاظ میں ایسے جرائم کی مذمت کی، یہ بالکل ٹھیک ہے ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہیں اور ہر شخص شریک ہوگا انہوں نے ان جرائم کو روکنے کی موثر تدابیر اختیار کرنے کا حکومت کو مشورہ دیا ہے یہ بھی درست ہے مگر یہ بالکل غلط ہے کہ ان جرائم کی ذمہ داری وہ کانگریس اور کانگریسی لیڈروں پر عائد کرتے ہیں سوائے برافروختہ جذبات انگریزوں کے کوئی شخص بھی اس خیال کی تائید نہیں کرسکتا اور ہر شخص جانتا ہے کہ گاندھی جی ہی ایک ایسے شخص ہیں جو زیادہ سے زیادہ موثر طریقہ پر نوجوانوں کو ان افعال سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور کانگریسیوں کی بھاری اکثریت پوری قوت سے ایسے جرائم کو روکنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ممکن ہے کہ کچھ نوجوان کانگریس میں ایسے بھی شامل ہوگئے ہوں جو عدم تشدد پر اعتقاد نہیں رکھتے مگر اس میں کانگریس کا کیا قصور ہے۔

بہرحال یہ بالکل غلط ہے کہ کانگریس پر ان جرائم کی ذمہ داری ڈال کر حکومت کو مشورہ دیا جائے کہ وہ کانگریس کے خلاف تشدد اختیار کرے کیونکہ اس کے نتائج امید کے خلاف نکلیں گے۔

لیکن اسی کے ساتھ ہم ان لوگوں سے بھی درخواست کرینگے جو ایسے مجرموں کی مزار پر جلسے اور جلوس کے ذریعہ مظاہرے کرنے لگتے ہیں اس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ نقصان پہنچتا ہے اور ان سے اجتناب کرنا چاہیئے انگریز لوگ ان مظاہروں کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں اور جن لوگوں کے جذبات مجروح ہوں وہ مجبور ہیں کہ یہ نتیجہ اخذ کریں کہ ان لوگوں کو ایسے جرائم سے ہمدردی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ ایسے جرائم ترقی کریں۔

اگر ان مظاہروں کی نیت یہی ہوتی ہے تو ان کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے اور اگر نیت نہیں ہوتی تو پھر خواہ مخواہ ایسا طرز عمل کیوں اختیار کیا جائے جس سے اس قسم کی شدید غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہو اس لئے ایسے مظاہرے قطعاً ترک کردینے چاہئیں۔

کشمیر کی مظلوم رعایا

کشمیر کی رعایا کو اپنی حکومت سے سخت شکایت ہے اور آج سے نہیں بلکہ عرصہ سے اس شکایت کی وجہ یہ ہے کہ حکومت غریب رعایا کو کسی بات کی بھی خبر نہیں لیتی، مہاراجہ کشمیر کا تمام ٹھاٹھ اسی مظلوم رعایا کے خون پسینہ کی کمائی پر منحصر ہے۔

مہاراجہ صاحب لاکھوں روپیہ اپنی عیش پسندی پر ہر سال خرچ کرڈالتے ہیں مگر اپنی رعایا کی فلاح وبہبود کا ان کو مطلق خیال نہیں ہے کشمیری باشندوں کا یہ حال ہے کہ سارے ہندوستان میں ان سے زیادہ مفلس انسان سے زیادہ مفلوک الحال اور ان سے زیادہ مصیبت زدہ کسی خطۂ ہند کے باشندے نہیں ہیں ان کے پاس نہ کھانے کو غلہ ہے نہ تن ڈھکنے کو کپڑا نہ رہنے کے لئے آرام دہ مکان باوجودیکہ کشمیر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اندر ان چند مقامات میں سے ایک ہے جو صحت وخوش منظری کے لحاظ سے بہترین تسلیم کئے جاتے ہیں اور ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی وہاں سیر وتفریح اور صحت درست کرنیکی غرض سے جاتے ہیں اور وہاں کی آب وہوا اور مناظر سے مستفید ہوتے ہیں مگر خود کشمیر کے باشندوں کا یہ حال ہے کہ ان کی صورت دیکھکر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایسے فرح بخش وصحت افزا مقام کے رہنے والے ہیں کیونکہ ہر شخص مدقوق سا نظر آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ برسوں کے بیمار ہیں جن کو نہ دوا میسر ہے نہ غذا۔ ایسا کیوں ہے محض اسلئے کہ مہاراجہ صاحب اپنی رعایا کی طرف سے بیفکر ہیں ان کے فلاح وبہبود کا تو بھول کر ان کو خیال نہیں اگر کچھ فکر ہے تو یہ کہ اس حالت میں بھی کچھ محنت ومزدوری کرکے وہ کمائیں اس کا بہت بڑا حصہ سرکاری خزانہ میں ٹیکسوں کے ذریعہ پہنچ جائے۔

جس سرزمین کی حالت یہ ہو وہاں ناممکن ہے کہ ہمیشہ یکساں حالت قائم رہے اور ایسی جگہ کے باشندے ہمیشہ کے لئے گونگے بہرے اور اندھے بنے رہیں یہ بالکل قدرتی امر ہے کہ جب مصائب حد سے زیادہ ترقی کرجاتے ہیں اور زندگی گذارنی لوگوں کو دشوار ہوجاتی ہے تو خودبخود بے چینی واضطراب پیدا ہونے لگتا ہے ابتدا میں صرف آثار وعلائم نظر آتے ہیں بعد میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پھر اپنی رو میں اس تمام نظام اور اس سارے سسٹم کو بہا لیجاتی ہے جو اس حالت کا ذمہ دار ہوتا ہے اکثر ریاستوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے مگر جو حال کشمیر کا ہے اس کی دوسری مثال نہیں ہے۔

بہرحال معاملہ مہاراجہ کشمیر اور باشندگان کشمیر کا ہے مگر بدقسمتی سے باشندگان کشمیر ۹۵ فیصدی مسلمان ہیں اور انہی ۹۵ فیصدی کی حالت زیادہ خراب ہے ۵ فیصدی ہندو آبادی کی حالت نسبتاً بہتر ہے اور مہاراجہ کا طرز عمل ۵ فیصدی کے ساتھ اور ہے ۹۵ فیصدی کے ساتھ اس سے مختلف ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ۵ فیصدی اور ۹۵ فیصدی کی مالی اخلاقی اور تعلیمی وتجارتی حالات میں اسقدر فرق نہ ہوتا جو اس وقت کشمیر میں ہے۔

اس حکمران سے بڑھکر کوئی دوسرا بدقسمت حکمران نہیں ہوسکتا جس کی نسبت یہ خیال قائم ہوجائے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ دو قسم کا سلوک کرتا ہے جو اس کے ہم مذہب ہیں ان کے ساتھ ہر قسم کی رعایت ہر قسم کی مدد اور ہر قسم کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور جو اس کے ہم مذہب نہیں ہیں ان کے ساتھ سرد مہری برتی جاتی ہے اور ان کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں۔

مہاراجہ کشمیر کے متعلق علاوہ اس امر کے کہ وہ اپنی رعایا کی کوئی خبر نہیں لیتے یہ بھی شکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ جو ریاست کی آبادی کا ۵ فیصدی حصہ ہیں بہتر سلوک کرتے ہیں . . . .

. . . . اور مسلمانان کشمیر کے ساتھ جو آبادی کا ۹۵ فیصدی حصہ ہیں بہت خراب سلوک کرتے ہیں۔

ان حالات میں کشمیر کے اندر اگر بے چینی نہ پیدا ہوتی تو تعجب ہوتا چنانچہ وہ قدرتی اسباب کی بناپر پیدا ہوئی اور اس نے اس حد تک ترقی کی کہ ایک عام اضطراب کی شکل اختیار کرلی جذبات مجروح تھے اسی حالت میں بعض مقررین کو جیل میں بھیجدیا گیا اس سے اور زیادہ جذبات بھڑکے جیسا کہ قاعدہ ہے کہ بعض وقت غلط راستہ پر عوام پڑ جاتے ہیں عوام کا ایک ہجوم جیل خانے پہنچ گیا اور اس نے اپنے لیڈر کی رہائی کا مطالبہ شروع کیا دوسری طرف سے تشدد ہوا اور بلوہ کی صورت پیدا ہوگئی حکومت نے

اس معمولی حالت کو قابو میں لانے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا اس کا افسوسناک نتیجہ نکلا کہ سرکاری بیانات کے مطابق بھی نو مسلمان اسی وقت جاں بحق ہوگئے اور سینکڑوں مجروح ہوگئے اور پھر مجروحین میں سے بھی کچھ کا انتقال ہوگیا اس کے بعد بے تحاشا گرفتاریاں ہوئیں۔

اس سلسلہ میں خدا معلوم کیوں ہندو مسلمانوں میں بھی فساد ہوگیا اور ایک خالص راعی و رعایا کا مسئلہ بدقسمتی سے فرقہ وارانہ سوال کی شکل میں منتقل ہوگیا جس کا ہر ایک شخص کو افسوس ہوگا اور اب پروپیگنڈا جو کیا جا رہا ہے اور کرایا جا رہا ہے وہ فرقہ وارانہ حیثیت ہی کا ہے۔

چونکہ کشمیر کے بہت سے مسلمان کشمیر سے باہر موجود ہیں اس لئے قدرتی طور پر انہوں نے دلچسپی لینی شروع کر دی ہے اور چونکہ عرصہ سے کشمیری مسلمان ظلم کا شکار بنے ہوئے ہیں اس لئے عام مسلمانوں کو بھی ان سے ہمدردی پیدا ہوگئی ہے اور اس طرح کشمیر کے مسلمانوں اور کشمیر کے حکمران کا سوال ایک اہم سوال بن گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کشمیر کے مسلمانوں کو وہاں کی حکومت سے جائز شکایات ہیں ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک ہوتا رہا ہے اور ان کے حقوق ہمیشہ بیدردی کے ساتھ پامال ہوتے رہتے ہیں اگر مہاراجہ صاحب کو خدا عقل دے تو انھیں محسوس کرنا چاہیئے کہ یہ حالت جاری نہیں رکھی جا سکتی مہاراجہ صاحب اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ ان کی مسلمان رعایا کی حالت اس قدر زبوں و زار ہے کہ شاید ہی ہندوستان کے کسی حصہ ملک کے باشندوں کی حالت ویسی قابل رحم ہو پھر کیا ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے ۹۵ فیصدی آبادی کی طرف بھی توجہ دیں اور ان کے حقوق بھی ادا کریں اور کم از کم ۹۵ فیصدی آبادی کو ۵ فیصدی آبادی کی سطح پر لے آئیں اور اتنا ہی مسلمانوں کا ان کی عملی حیثیت سے لحاظ رکھیں جتنا ہندوؤں کا رکھتے ہیں۔

کشمیری مسلمانوں کی رواداری

کشمیر کی موجودہ بے چینی سے متاثر ہو کر شملہ پر ایک کانفرنس مختصر سی منعقد ہوئی تھی جس میں چیدہ چیدہ مسلمان شریک ہوئے تھے اس بزم مشاورت کا مقصد یہ تھا کہ کشمیری مسلمانوں کی حالت زار پر غور کیا جائے اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے کشمیری مسلمانوں کے مصائب کا خاتمہ ہو اس میں کشمیری مسلمانوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے تھے جب کشمیری حکومت کی زیادتیوں پر بحث ہوئی تو یہ امر بھی سامنے آیا کہ کشمیر میں جھٹکہ اور سور کا گوشت تو علانیہ فروخت ہوتا ہے مگر گائے کے گوشت کے فروخت کرنے پر سات سال کی سزا مقرر ہے کشمیر کے باہر زور دیا گیا کہ اس ناانصافی پر اس جلسہ کی طرف سے صدائے احتجاج بلند کی جائے مگر کشمیری مسلمانوں نے اس سے سخت اختلاف کیا کہ ہم اس حالت کو بدلنے کے خواہشمند نہیں ہیں ہمیں جو کچھ شکایت ہے وہ حکومت سے ہے اور عام شکایت ہے ہم اپنے ہمسایہ ہندو بھائیوں کے جذبات کو مجروح نہیں کرنا چاہتے اور ہماری ہرگز یہ خواہش نہیں ہے کہ جھٹکہ اور سور کے گوشت کی طرح گائے کے گوشت کی بھی ہم کو اجازت دی جائے کیونکہ اس سے ہندوؤں کو تکلیف ہوگی اور ہمارے باہمی تعلقات خراب ہو جائینگے۔

مسلمانان کشمیر کے یہ جذبات یقیناً نہایت قابل قدر ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ فساد جو وہاں ہندو مسلمانوں کے درمیان ہوگیا وہ بالکل اتفاقی تھا اور اب جو اس کے سلسلہ میں پروپیگنڈا ہو رہا ہے جو دانستہ اسلئے کیا جا رہا ہے تاکہ بیرونی ہندوؤں کی ہمدردی حاصل کی جائے۔

ہم مسلمانان کشمیر کو مشورہ دیں گے کہ وہ پرامن جدوجہد جاری رکھیں وہ یقیناً ایک دن کامیاب ہوں گے مگر اس کا لحاظ رکھیں کہ ایسے مواقع پر خود غرض و محارب اپنی اغراض کی وجہ سے جذبات کو بھڑکا کر غلط راستہ پر ڈال دیا کرتے ہیں اسلئے ایسے لوگوں سے بھی ہوشیار رہیں۔

مہاراجہ صاحب سے بھی ہم عرض کریں گے کہ ۹۵ فیصدی آبادی کو ناخوش رکھکر وہ چین سے نہیں بیٹھ سکتے اس لئے ان کو اپنی رعایا کے مطالبات پر منصفانہ غور کرنا چاہیئے۔

کسانوں کی مشکلات اور غلہ کی ارزانی

آج سے ایک سال قبل غلہ کی گرانی سے لوگ پریشان تھے پندرہ بیس برس سے غلہ کا بھاؤ چھ سات سیر کا تھا اس کی وجہ سے مخلوق خدا سخت تکلیف و اذیت میں تھی اور بادشاہی زمانہ کی ارزانی کی مثالیں دی جاتی تھیں اور اس زمانہ کو مبارک زمانہ سمجھا جاتا تھا اور واقعی وہ مبارک زمانہ تھا جبکہ ہر چیز سستی تھی امیر و غریب سب راحت کی زندگی بسر کرتے تھے۔

مگر اب یہی ارزانی ہے جس نے ایک مصیبت برپا کر دی ہے بلکہ ابھی تک وہ اس زمانہ کی سی ارزانی نہیں ہے جیسی کہ شاہی زمانہ میں تھی کیونکہ اس وقت ڈیڑھ دو من کا گیہوں ملتا تھا مگر اب صرف ۲۰-۲۲ سیر کے نرخ نے ہر طرف ایسا کہرام مچا دیا ہے اگرچہ ایک طبقہ اس ارزانی سے خوش ہے جس کو غلہ خریدنا پڑتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ غلہ خریدنے والے کم ہیں اور پیدا کرنے والے بہت ہیں ملک کے اندر صرف ۱۰ فیصدی ایسے لوگ ہیں جو زراعت پیشہ نہیں ہیں باقی سب زراعت پیشہ آبادی ہے اور ارزانی کی وجہ سے زراعت پیشہ آبادی ایسی ناقابل حل مصیبت میں گرفتار ہوگئی ہے جس کا اہل شہر اور وہ لوگ جو ملازمت پیشہ ہیں صحیح طور پر اندازہ بھی نہیں کرسکتے کیونکہ ان کی آمدنی تو بدستور ہے اور خرچ اشیاء کی ارزانی کی وجہ سے کم ہوگیا ہے۔ اس کے برعکس غلہ کی ارزانی کا نتیجہ کسان کے حق میں یہ نکلا کہ اس کا خرچ تو بدستور رہا کیونکہ اس کو جو لگان زمیندار یا سرکار کو دینا پڑتا ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور آمدنی گھٹ کر ایک چوتھائی رہ گئی جس کے معنے یہ ہیں کہ تخم آبپاشی ہل بیل وغیرہ کی قیمت بھی پوری وصول نہیں ہوسکتی اور کسان اور اس کے بال بچوں کی سال بھر کی محنت کا تو کچھ حساب ہی نہیں۔

اب حکومت کی مشکلات کا حال سنئے اس نے اپنا خرچ آمدنی کے حساب سے رکھا تھا خرچ تو بدستور ہے کیونکہ یکدم سے خرچ میں کمی نہیں کی جاسکتی اور آمدنی جو زمین کے لگان سے وصول ہوتی تھی وہ بڑی حد تک کم ہوگئی کیونکہ کسانوں کے پاس روپیہ ہی نہیں وہ دیں تو کہاں سے اور حکومت اپنا کام چلائے تو کیونکر

اس حالت نے تمام اقتصادی نظام کو درہم برہم کر دیا ہے اور عوام اور حکومت دونوں سخت مشکلات میں مبتلا ہوگئے ہیں۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حالت کیوں پیدا ہوئی حکومت کا بیان تو یہ ہے کہ عالمگیر کساد بازاری کا نتیجہ ہے مگر ہندوستانی لیڈر اس کا الزام حکومت کے سر تھوپتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شرح تبادلہ اور غیر ملکی تجارت کی آزادی کا یہ نتیجہ ہے۔

بہرحال کوئی وجہ ہو ملک کی حالت اس کی وجہ سے سخت تباہ حال ہوگئی ہے اور اب اصلی سوال یہ ہے کہ کس طرح اس مصیبت سے نجات حاصل کی جائے حکومت اور عوام دونوں کا فرض یہ ہے کہ اس مشکل کا اگر کوئی حل ہو تو اس پر عمل کریں۔

حکومت کے فرائض

اس مشکل مسئلہ کے حل کا جہاں تک عوام سے تعلق ہے ان کا فرض صرف اس قدر ہے کہ جس قدر ہو سکے کفایت شعاری سے کام لیں اخراجات کم سے کم کر دیں اور آمدنی بڑھانے کے جو ذرائع بھی ان کے امکان میں ہوں ان پر عمل کر کے اپنی آمدنی بڑھائیں اخراجات کے کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تعیشات کی چیزوں کی خرید بالکل بند کر دیں اور صرف وہ اشیاء بازار میں جو زندگی گذارنے کیلئے ضروری اور لازمی ہوں اور ساتھ ہی یہ عہد کر لیں کہ کوئی ایسی چیز نہ خریدیں گے جس سے ان کا اور ان کے ملک کا روپیہ غیر ملک میں جاتا ہو جو ہندوستان میں بھی بنتی ہیں۔

البتہ اگر حکومت صدق دلی کے ساتھ اس مشکل مسئلہ کا حل کرنا چاہے تو وہ بہت کچھ کر سکتی ہے اس کو سب سے پہلے تو یہ کرنا چاہیئے کہ اپنے اخراجات ممکن حد تک کم کر کے بڑی بڑی تنخواہوں میں زیادہ سے کم از کم پچاس فیصدی تخفیف کر دینی چاہیئے مثلاً پانچ سے اوپر کی تنخواہوں میں پچاس فیصدی کمی کر دی جائے [illegible] روپیہ کی بچت ہو سکتی ہے فوج پر بیشمار روپیہ خرچ ہوتا ہے فوجی اخراجات میں بھی پچاس فیصدی تخفیف [illegible] کی جا سکتی ہے [illegible] طرح ہر ازنہ بجٹ میں [illegible] کی بچت ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ملک کی صنعت کو ترقی دینے کی کوشش کی جائے اور ہندوستان کی دولت کو باہر جانے سے روکا جائے جس سے بہت جلد ملک کا افلاس دور ہو سکتا ہے ہندوستان کی دولت باہر جانے سے اسی طرح روکی جا سکتی ہے کہ باہر سے آنے والے مال پر بھاری محصول عائد کر دیا جائے تاکہ وہ ہندوستانی مال کے مقابلہ میں گراں پڑے مثلاً کپڑے پر جو باہر سے آتا ہے اس قدر محصول لگانا چاہیئے کہ دیسی کپڑے کے مقابلہ میں وہ گراں پڑے اور لوگ سودیشی کپڑا خریدیں اسی طرح جو چیزیں ہندوستان میں نہیں بنتی ہیں وہی اگر باہر سے آتی ہوں تو ان پر بھی بھاری محصول لگانا چاہیئے اور تعیشات کی چیزوں پر جو ضروریات زندگی میں شامل نہیں ہیں ان پر بہت زیادہ محصول لگانا چاہیئے تاکہ ہندوستانیوں کا روپیہ فضول چیزوں پر خرچ نہ ہو۔

اگر حکومت یہ طرز عمل اختیار کرے تو حکومت اور رعایا دونوں کی مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ حکومت ایسا نہ کرے گی وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرے گی کہ چھوٹی تنخواہوں والے ہندوستانیوں کی ایک کثیر تعداد کو ملازمت سے برخاست کر دے گی اور بڑی تنخواہ والوں کو ہاتھ بھی نہ لگائیگی کیونکہ ان میں اکثریت انگریزوں کی ہے اسی طرح فوج کے مصارف میں بھی کمی نہ کرے گی کیونکہ فوج تو ہندوستانیوں کو دبا کر رکھنے کیلئے ہے دیسی پارچہ اور دیگر اشیاء پر زیادہ محصول بھی لگائیگی کیونکہ اس سے انگلستان کو نقصان پہنچیگا نتیجہ یہ رہے گا کہ مشکلات بدستور باقی رہیں گی [illegible] میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا اور اگر شورش ہوئی تو تشدد

دبانے کی کوشش کی جائے گی مگر آخر کار یہ بیکار ثابت ہوگی۔

تنظیم اسلامی

تقریباً دس سال سے تنظیم کا شور برپا ہے سینکڑوں تنظیم کانفرنسیں ہو چکیں جن میں ہزاروں ریزولیوشن پاس کئے گئے جلسوں اور جلوسوں کی کوئی انتہا نہیں رہی لاکھوں تقریریں کی گئیں سینکڑوں تجاویز مرتب کر کے شائع کی گئیں لاکھوں مضامین لکھے اور شائع کئے گئے اور اب بھی جو لیڈر اور رہنما اپنی ہردلعزیزی قائم رکھنی اور عوام کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتے ہیں وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسی محبوب لفظ کا بار بار اعادہ اور استعمال کرتے رہتے ہیں۔

مگر حقیقت حال کیا ہے یہ بہت ہی تکلیف دہ ہے کیونکہ آج مسلمان بہ نسبت آج سے دس سال قبل کے زیادہ منتشر زیادہ متفرق ہیں اور ذرہ برابر ان کانفرنسوں تقریروں تجویزوں اور جلسوں جلوسوں کا اثر نہیں پڑا وہی افتراق و انشقاق جو پہلے تھا اب بھی ہے نہ اس سے کوئی تنظیمی مادہ پیدا ہوا کہ ہر ایک شہر اور قصبہ اور گاؤں کے مسلمان اپنے اپنے شہروں گاؤں اور قصبوں میں متحد ہوئے ہوں اور نہ ان کے اندر کوئی اتفاق پیدا ہو سکی ہو۔

جو کچھ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ لیڈروں نے اپنی لیڈری کے لئے جتھہ بندیاں کر لی ہیں اور اس جتھہ کو سارے ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ کہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کی قسمتوں کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے لینے کی جدوجہد کرتے رہتے ہیں ان کا محبوب مشغلہ یہ ہے اور ان کی رائے سے جو شخص اختلاف کرتا ہے اس کو دشمن اسلام مسلم کش ملت فروش کا خطاب دیکر کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے نمائندے نہیں بلکہ ہم ہیں اگر ان کو گول میز کانفرنس میں لیا تو قیامت آجائیگی۔

اور یہ ہوا ہے کہ کل تک جو لوگ دوش بدوش اور شانہ بشانہ کام کرتے تھے اور ایک [illegible] مسلک سے جو انکار رہے تھے متحد اور متفق تھے اور ایک آواز ہو کر کہتے تھے جس سے مسلمانوں کی طاقت کا اظہار ہوتا تھا اب وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے سے اس قدر بعید ہو گئے ہیں کہ بظاہر متحد ہونے کی کوئی صورت نہیں رہی پچھلے دنوں دہلی بھوپال اور شملہ میں بہت کوششیں ہوئیں مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

یہ ہے دس سالہ تنظیم کے شور و غوغا کا نتیجہ ہر ایک مسلمان کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ حالت قابل افسوس نہیں ہے ہر ایک شخص کو اپنے گرد و پیش کے حالات کا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ تنظیم کے بجائے تفرق زیادہ ہو گئی ہے اگر آپ کسی دیہات کے رہنے والے ہیں تو قصبہ کی حالت پر اور اگر شہر کے رہنے والے ہیں تو شہر کی حالت پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان اس گاؤں یا قصبہ میں منظم ہو گئے ہیں تنظیم کے معنے کیا ہیں کہ وہ اپنے مقدمات عدالت میں نہ لیجاتے ہوں بلکہ باہمی کسی کو پنچ مقرر کر کے فیصلہ کر لیتے ہوں لڑاتے نہ ہوں باہم اتفاق و اتحاد کر لیتے ہوں تعلیم کا چرچا پھیل گیا ہو کوئی مکتب مدرسہ یا اسکول کھول لیا ہو تجارت میں حصہ لینے لگے ہوں ایک دوسرے کی معیبت میں ہاتھ بٹاتے ہوں غرضکہ اس معیار سے جائزہ لیجئے تو پتہ چلیگا کہ ہنوز روز اول ہے۔

تنظیم کیونکر ہو

لیکن سوال یہ ہے کہ پھر آخر مسلمان منظم ہوں تو کیونکر اور ان کے اندر تنظیم پیدا ہو تو کیونکر۔ اور وہ کیا طریقے اور کیا اسباب ہیں جن کے ذریعہ سے مسلمانوں کو دستیاب ہو سکتی ہے

یہ ہے کہ اس وقت تک جس قدر نسخے تجویز کیے گئے ہیں وہ سب غلط ہیں۔ جلسوں، جلوسوں، تقریروں اور کانفرنسوں سے نہ کبھی کسی قوم کی تنظیم ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ یہ چیزیں اس وقت مفید ثابت ہوتی ہیں جب صحیح راہ عمل پر قوم گامزن ہو چکی ہو۔ جب قوم کے سامنے کوئی راہ عمل ہی نہ ہو اور نہ اس پر گامزن ہو تو جلسے اور جلوس، تقریریں اور کانفرنسیں مفید ہونگی۔ بجائے مضر ہوا کرتی ہیں۔

اگر ہم واقعی اپنی تنظیم کرنی چاہتے ہیں تو ہمیں دوسری قوموں کو دیکھنا چاہیے کہ ان کا عمل کیا ہے اور کن طریقوں سے انہوں نے اپنے اندر نظم پیدا کیا ہے۔

اگر ہم غور سے تاریخ کا مطالعہ کریں یا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو صرف موجودہ اقوام خصوصاً اگر ہم اپنے ہمسایوں کی حالت کا بغور مطالعہ کریں تو یہ پتہ چل سکتا ہے کہ ہماری بدنظمی و انتشار کا واحد سبب ہماری بے عملی اور ہمارا جمود و تعطل ہے۔ ہم نے مجاہدانہ زندگی کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہے۔ مجاہدانہ زندگی سے مراد جدوجہد کی زندگی ہے۔ ہر قسم کی جدوجہد۔ گر افسوس کہ ہمارے اندر مذہبی، سیاسی، تجارتی کسی قسم کی جدوجہد نہیں ہے۔ سیاسی جدوجہد تو بلا اور بنیاد ہے اقوام کی زندگی کی۔ مگر اس صف میں ہمارا حال یہ ہے کہ سوائے حقوق کے شور و غوغا کے کوئی دوسرا کام نہیں بلکہ ان حقوق کے حصول کے لئے جو جدوجہد کرتے ہیں وہ اس سے متعلق قربانیاں کرتے ہیں جو طاقت کا سرچشمہ اور قوت کا منبع ہے۔

ہم افلاس سے خستہ حال ہیں تجارت میں عملاً کوئی حصہ نہیں لیتے جو تنہا ذریعہ ہے افلاس کے دور کرنے کا۔ اسی طرح زندگی کے تمام شعبوں کو دیکھا جائے سب کا یہی حال ہے پھر تنظیم کیونکر ہو جب عمل کا یہ حال ہے۔

اگر ہمارے رہنما مخلص ہوں اور سچی تڑپ ان کے اندر ہو تو وہ عملی جدوجہد میں مسلمانوں کو حصہ لینے کی تلقین کریں اور ایسی تجاویز قوم کے سامنے پیش کریں جو عملی اور محرک جدوجہد ہوں مگر وہ ایسا نہیں کرتے ان کا تو صرف یہ کام ہے کہ اپنی لیڈری قائم رکھیں خواہ مردہ دوزخ میں جائے یا جنت میں۔

کانگریس کا فارمولا اور حقوقِ مسلمان

گذشتہ جون میں فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے ایک فارمولا منظور کیا تھا یعنی ایک نظام اصول اس کی بڑی بڑی مدات حسب ذیل ہیں۔

سندھ کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائیگا مگر اپنی آمدنی پر۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق دیئے جائینگے۔ ہر ایک فرقہ کی زبان، تہذیب، تمدن اور مذہب اور مذہبی قوانین اور مذہبی شعار قائم رکھے جائینگے اور سب کو تمام مذہبی آزادی ہوگی۔ ہر ایک اقلیت جس کی ۲۵ فیصدی سے کم آبادی ہوگی اس کے لئے نشستیں مخصوص کر دی جائینگی اور ان کو اجازت ہوگی کہ مزید نشستوں کے لئے مقابلہ کر سکیں۔ انتخاب مشترک ہوگا اور ... کا حق سب کو ... ہوگا۔ نظام حکومت وفاقی یعنی فیڈرل ہوگا اور صوبوں کی حکومتوں کو کامل اختیارات ہوں گے۔ مشرقی بنگال کو بھی علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے گا اور مسلمانوں کے لئے وہاں نشستیں مخصوص کر دی جائینگی باوجودیکہ وہاں ان کی آبادی ۳۰ فیصدی ہے اور مزید نشستوں کے لئے ان کو مقابلہ کی اجازت ہوگی۔

اگرچہ تقریباً تمام مطالبات فرقہ پرستوں کے اس فارمولا کے ذریعہ پورے ہو جاتے تھے مگر حقوقی مسلمانوں نے اس کو بھی منظور کرنے سے انکار کر دیا تو اس لئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اس مسئلہ پر مزید غور و فکر نہیں کیا اور مفاہمت کا دروازہ کھلا رکھ کر اس کو ملتوی کر دیا۔

جمعیت علماء نے تھوڑی سی ترمیم کے بعد اس فارمولا کو منظور کر لیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ جس وقت اس مسئلہ پر دوبارہ غور ہوگا اس میں ایسی ترمیمیں کر دی جائینگی کہ قوم پرور پارٹی اور جمعیۃ العلماء اس کو منظور کر سکیں گے رہے حقوقی مسلمان تو ان سے اب کوئی امید نہیں رہی وہ تو جداگانہ انتخاب پر مصر ہیں خواہ اس کی قربانگاہ پر پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریت قربان ہو جائے۔

شرمناک تصادم بین المسلمین

بمبئی کے مسلمان بار بار یہ شرمناک منظر ملک کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ آپس ہی میں متصادم ہو کر اپنی ہوا خیزی کرا رہے ہیں۔

سب سے پہلے مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند پر وحشیانہ حملہ کیا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری پر ایک جلسہ میں مسلح حملہ کیا گیا اور ایک مسلمان رضاکار شہید کر ڈالا گیا اور متعدد آدمی زخمی ہوئے اور اب تازہ حملہ دو اگست کو کیا گیا جس میں عبدالحکیم ندوی پشاوری اور سید عبداللہ بریلوی اڈیٹر البلاغ بمبئی نیکل اور مسٹر چھاگلہ اور متعدد دیگر مسلمان زعماء پر کیا گیا۔ یہ تمام لوگ جو زخمی کیے گئے اور ایک شہید ہوا سب قوم پرور مسلمان ہیں ان کا قصور اور ان کا جرم صرف اس قدر ہے کہ یہ لوگ مخلوط انتخاب کے حامی ہیں اور ان کی رائے میں مسلمانوں کے لئے یہ مفید ہے کہ وہ آزادی کی جدوجہد میں شریک ہوں اور یہ مولانا شوکت علی کے افکار و خیالات سے اتفاق نہیں رکھتے۔ حملہ آور کون ہیں یہ رام پوری پٹھان ہیں جو بمبئی میں سکونت اختیار کر چکے ہیں۔ یہ نہایت خونخوار غنڈے ہیں اور جرائم پیشہ ہیں مولانا شوکت علی کا ان پر اثر ہے اور ان میں سے ایک جماعت خلافت کی رضاکار ہے۔

قوم پرور پارٹی کی طرف سے جب کبھی کوئی جلسہ ہوتا ہے تو یہ جماعت پہلے ہی سے جو وہاں پہنچ کر جلسہ میں گڑبڑ مچاتی ہے اور چھریوں، چاقوؤں اور لاٹھیوں سے قوم پرور مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے اور جلسہ کو درہم برہم کر دیتی ہے۔

کیا یہ شریفانہ اور اسلامی طریقہ ہے اور کیا اس سے اسلام اور مسلمانوں کا نام بلند اور روشن ہوتا ہے اور کیا اس طریقہ سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے خدا کے لئے اختلاف رائے کو اختلاف رائے کی حد تک محدود رکھو تم بھی اپنے خیالات مسلمانوں کو سناؤ اور دوسروں کو بھی سنانے دو تمام مسلمانوں کو موقع دو کہ وہ دونوں فریقوں کی باتوں کو سنکر ایک رائے قائم کریں۔ اس طرح کی زبردستی نہ کرو اور جبراً اپنی رائے مسلمانوں سے منوانے کے لئے ایسے شرمناک طریقے مت اختیار کرو اس سے نہ تو تم کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ مسلمانوں کو بلکہ اس سے مسلمانوں کی ہوا خیزی ہوتی ہے اور ان کا وقار کم ہوتا ہے اور اسلام بدنام ہوتا ہے۔

کشمکش اقتدار اور شتہ پیا دیسائی

کانگریس اور حکومت کے درمیان گذشتہ مارچ میں ایک عارضی صلح ہوا تھا جس کی رو سے تمام قیدی رہا کیے گئے تھے اور کچھ شرطیں دونوں طرف سے ہر دو فریق پر عائد کی گئی تھیں جن کی پابندی دونوں فریق پر لازمی تھی۔ ایک عارضی صلح کا منشاء یہ تھا کہ کانگریس

کا تعاون گول میز کانفرنس کے لئے حاصل کیا جائے کیونکہ حکومت نے یہ اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ اگرچہ لندن میں کانفرنس منعقد کی گئی مگر ملک نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اسلئے ضرورت محسوس ہوئی کہ جب تک کانگریس اس میں شریک نہ ہوگی اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا چنانچہ لارڈ ارون نے بلا شرط کانگریس کمیٹی کو رہا کر دیا اور پھر پندرہ بیس روز کی لارڈ ارون اور مہاتما گاندھی کی باہمی گفت و شنید کا نتیجہ گاندھی ارون مفاہمت کی شکل میں نکلا۔

اس کے بعد کراچی کی کانگریس نے طے کر دیا کہ کانگریس گول میز کانفرنس میں حصہ لیگی تھوڑے دن نہ گذرے تھے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی کی شکایت کانگریس کو پیدا ہونی شروع ہو گئی کیونکہ حکومت کی طرف سے کسانوں سے لگان وصول کرنے کے سلسلہ میں جبر و تشدد ہونے لگا بلکہ صوبہ متحدہ کی کانگریس کو تو یہ شکایت پیدا ہو گئی کہ حکومت کانگریس کے نظام کو درہم برہم کر دینا چاہتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سینکڑوں کی تعداد میں گرفتاریاں ہونے لگیں اسی طرح پنجاب میں بھی گرفتاریاں جاری رہیں سب سے زیادہ شکایت بارڈولی اور بورسد جو گجرات میں ہے پیدا ہوئی۔

مہاتما گاندھی نے ان شکایات کے ازالہ کی حکام سے مل کر کوشش شروع کی آپ گورنر بمبئی کمشنر گجرات گورنر یوپی اور وائسرائے نیز ہوم ممبر وغیرہ سے ملے اور شکایات بیان کیں اور ان کے دور کرنے کی سعی کی غرض کہ اسی طرح کشمکش بڑھتی گئی اور الجھنیں زیادہ ہو گئیں حکومت کہتی رہی کہ اس کی طرف سے کوئی خلاف ورزی معاہدہ کی نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس صوبہ سرحد میں کانگریس کی طرف سے خلاف ورزی ہو رہی ہے اور خدائی خدمتگار معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور مہاتما جی کے پاس معہ ثبوت کے ایسے واقعات تھے جن سے حکومت پر معاہدہ شکنی کا الزام عائد ہوتا تھا۔

بالآخر مہاتما جی نے مطالبہ کیا کہ ایک غیر جانبدار ثالثی بورڈ مقرر کیا جائے جو طرفین کی شکایات کی تحقیقات کرے اور آئندہ کے لئے اطمینان دلایا جائے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہوگی مگر حکومت بمبئی نے اس سے انکار کر دیا اور لکھدیا کہ اس امر کا حق صرف حکومت ہی کو ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں مہاتما جی نے وائسرائے کو تار دیا تو وہاں سے بھی یہ جواب آیا کہ میں مجبور ہوں آپ کے اور گورنر بمبئی کے معاملہ میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ اس تمام کشمکش کا نتیجہ یہ نکلا کہ رشتہ چاہ ٹوٹ گیا اور کانگریس نے فیصلہ کر دیا کہ ان حالات میں کانگریس گول میز کانفرنس میں کوئی حصہ نہیں لے سکتی

اس فیصلہ سے ہر طرف ایک تہلکہ مچ گیا اور نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان اور دیگر ممالک کے اندر ایک مایوسی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی تجارتی حلقوں میں فوراً اس کا اثر ہوا اور نرخ ایکدم سے گر گئے خصوصاً سونے کا بھاؤ گھٹ گیا اور ایسا ہونا قدرتی تھا کیونکہ یہ ایک ایسا سیاسی حادثہ ہے جسکے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مستقبل قریب میں اس کے نتائج کیا نکلینگے۔

اس سلسلہ میں مہاتما گاندھی اور گورنر بمبئی و گورنر یوپی کلکٹر سورت اور وائسرائے وغیرہ سے جو خط و کتابت ہوئی تھی وہ شائع ہو گئی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے مصالح وقت کا لحاظ مطلق نہیں کیا اور اپنے اقتدار کا زیادہ لحاظ رکھا ہے جب صورت حال یہ تھی کہ حکومت کو کانگریس سے اور کانگریس کو حکومت سے خلاف ورزی معاہدہ کی شکایت تھی تو اس الجھن کے حل کی ایک ہی صورت تھی کہ کوئی غیر جانبدار ان کی تحقیقات کرتا۔ مہاتما جی کا یہی مطالبہ تھا اور بالکل حق بجانب تھا اس سے انکار کر کے حکومت نے گول میز کانفرنس کی کامیابی کی جو پہلے ہی سے مشتبہ تھی اور بھی خطرہ میں ڈالدیا

. . . .

. . . . . . کیونکہ موجودہ کانفرنس کا انعقاد کانگریس ہی کی وجہ سے کیا گیا تھا جب وہی شریک نہ ہوگی تو جو حشر پہلی کانفرنس کا ہوا تھا وہی اب ہوگا یعنی ناکامی۔

اب کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہئیے

اب کیا ہوگا اس کا فیصلہ تو مستقبل کا جج کرے گا مگر اس میں شک نہیں کہ اگر وہی سب کچھ ہونے لگا جو آج سے چند ماہ قبل ہو رہا تھا تو جہانتک قیاس کیا جا سکتا ہے اس دفعہ حالات گذشتہ حالات سے زیادہ تکلیف دہ رونما ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک طرف حکومت پہلے سے بہت زیادہ سختی کرے گی دوسری طرف کانگریس بھی انتہائی قدم اٹھائیگی ملک کی اقتصادی حالت پہلے ہی سے خراب ہے اگر سول نافرمانی کی تحریک شروع ہو گئی تو بد سے بدتر ہو جائیگی اور ایسا شدید اقتصادی بحران آئیگا کہ ملک اور حکومت دونوں کے لئے سخت ہوگا سیاسی بیداری برابر بڑھ رہی ہے اور اقتصادی زبوں حالی اس احساس کو اور زیادہ تیز کر رہی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ دوبارہ اگر تحریک شروع ہوئی تو وہ پہلے سے زیادہ وسیع اور پہلے سے زیادہ منظم نہ ہوگی۔

اس لئے دوسرا سوال کہ اب کیا ہونا چاہئیے اس پر اگر حکومت دوبارہ غور کرے تو اس کے اور ملک دونوں کے لئے بہتر ہی ہوگا ذراسی بات پر اور وہ بھی حق بات پر دوٹوک فیصلہ کر دینا اور کانگریس کو مجبور کر دینا کہ وہ کانفرنس کا مقاطعہ کرے دانشمندی نہیں ہے اس لئے اب بھی ممکن ہے کہ مہاتما جی کے حق بجانب مطالبہ کو تسلیم کر لیا جائے اور شکایات کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانبدار بورڈ کی تجویز کو مان لینا چاہئیے ورنہ اگر حکومت اپنی ضد پر اڑی رہی تو ایک طرف تو ملک میں پھر وہی بے چینی اور اضطراب رونما ہوگا دوسری طرف موجودہ گول میز کانفرنس ناکام رہے گی اس لئے ہمارا مخلصانہ اور دیانتدارانہ مشورہ یہی ہے کہ خیالی اقتدار کی پیچ کو چھوڑ کر ایسی صورت نکالنی چاہئیے جو صلح و آشتی کی ہو اب یہ خیال فضول ہے کہ کانگریس کی پوزیشن فریق مقابل کی سی ہو گئی تھی بلکہ گاندھی ارون سمجھوتہ کے بعد اس کی حیثیت فریق مقابل ہی کی تھی اور اگر حکومت اس کو برداشت نہیں کر سکتی تو اس کو کانگریس سے سمجھوتہ ہی نہ کرنا چاہئیے تھا اگر سمجھوتہ کرنے کے بعد اس کے ساتھ مقابل فریق ہی کا سلوک کرنا پڑے گا اور کرنا چاہئیے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آج نہ بھی تسلیم کرے تو کل وقت کا . . . خود بخود کانگریس کو یہ عہدہ تفویض کر دیگا۔ بہرحال اب بھی حالات درست باصلاح ہو سکتے ہیں اگر حکومت ایسا کرنا چاہے۔

نوٹ:۔ ہر قسم کے قرآن شریف اور حمائیں مترجم دوسرا اور تمام کتب سستی اور ارزاں نرخ پر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیا کیجئے۔

خطبہ

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واستهديه واؤمن به ولا اكفره واعادي من يكفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى والنور والموعظة على فترة من الرسل وقلة من العلم وضلالة من الناس وانقطاع من الزمان ودنة من الساعة وقرب من الاجل من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصهما فقد غوى وفرط وضل ضلالا بعيدا اوصيكم بتقوى الله فانه خير ما اوصى به المسلم المسلم ان يحضه على الاخرة وان يامره بتقوى الله فاحذروا ما حذركم الله من نفسه ولا افضل من ذالك نصيحة ولا افضل من ذالك نصيحة ولا افضل من ذلك ذكرا وان تقوى الله لمن عمل على وجل ومخافة من ربه عون صدق على ما يتقون من الامر الاخرة ومن يصلح الذي بينه وبين الله من امره في السر والعلانية لا ينوي بذلك الا وجه الله يكن له ذكرا في عاجل امره وذخرا فيما بعد الموت حين يفتقر المرء الى ما قدم فاتقوا الله في عاجل امركم واجله في السر والعلانية فانه من يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا ومن يتق الله فقد فاز فوزا عظيما وان تقوى الله يوقي مقته ويوقي عقوبته ويوقي سخطه وان تقوى الله تبيض الوجوه وترضي الرب وترفع الدرجة فاحسنوا كما احسن الله اليكم وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله واصحابه وسلم۔ اما بعد

برادران اسلام!

عربی کا جو خطبہ اوپر لکھا گیا ہے یہ حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ میں سے اخذ کیا گیا ہے جو حضور نے سنہ ھ میں جمعہ کے دن ارشاد فرمایا تھا اس میں حضور نے مسلمانوں کو کیا نصیحت ارشاد فرمائی اس کا علم بغیر اس کے آپ کو نہ ہوگا کہ اس کا ترجمہ بھی سنایا جائے چنانچہ ہم ذیل میں مختصر سا ترجمہ پیش کرتے ہیں اس کے بعد ان امور کی وضاحت و تشریح کرینگے جو اس خطبہ میں موجود ہیں۔

حمد و ستائش خدا کے لئے ہے میں اسکی حمد کرتا ہوں مدد بخشش اور ہدایت اسی سے چاہتا ہوں میرا ایمان اسی پر ہے میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اسی وحدہ لاشریک لہ نے محمد کو ہدایت نور اور نصیحت کے ساتھ ایسے زمانہ میں بھیجا ہے جبکہ مدتوں سے کوئی رسول دنیا میں نہ آیا تھا، علم گھٹ گیا تھا گمراہی بڑھ گئی تھی اسی آخری زمانہ میں قیامت کے قرب اور موت کی نزدیکی کے وقت بھیجا گیا ہے جو شخص خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ راہ یاب ہے اور جس نے ان کا حکم نہ مانا وہ بھٹک گیا درجہ سے گر گیا اور سخت گمراہی میں پھنس گیا۔

مسلمانو میں تم کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں بہترین وصیت جو مسلمان مسلمان کو کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور اللہ سے تقویٰ کے لئے کہے پس جن باتوں سے خدا نے تمھیں پرہیز کرنے کے لئے کہا ہے ان سے بچتے رہو اس سے بڑھکر نہ کوئی نصیحت ہے نہ اس سے بڑھکر کوئی ذکر۔

مسلمانو یاد رکھو کہ امور آخرت میں اس شخص کے لئے جو خدا سے ڈر کر کام کر رہا ہے تقویٰ بہترین مددگار ثابت ہوگا۔

اور جب کوئی شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ خفیہ و علانیہ درست کر لیگا اور ایسا کرنے میں اس کی نیت خالص ہوگی تو ایسا کرنا اس کے لئے دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ذخیرہ ہوگا جبکہ انسان کو اعمال کی ضرورت و قدر محسوس ہوگی۔

مسلمانو اپنے موجودہ و آئندہ ظاہر و خفیہ کاموں میں اللہ سے تقویٰ کو پیش نظر رکھو کیونکہ تقویٰ سے انکی بدیاں چھوڑ دی جاتی ہیں اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے تقویٰ والے وہ ہیں جو بہت بڑی مراد کو پہنچ جائینگے یہ تقویٰ ہی ہے جو اسکی بیزاری، عذاب اور غصہ کو دور کر دیتا ہے یہ تقویٰ ہی ہے جو چہرہ کو درخشاں پروردگار کو خوشنود اور درجہ کو بلند کرتا ہے۔

پس انسانوں کے ساتھ احسان کرو جیسا کہ خدا نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ برادران اسلام اس مقدس خطبہ نبوی کو اچھی طرح سنئے اور اس پر غور کیجئے کہ حضور آقائے دوجہان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کن امور پر زور دیا ہے، برادران ملت آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس خطبہ میں سب زیادہ تقویٰ اور پرہیزگاری پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا ہے ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں بلکہ سارا خطبہ ہی تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے کی تعلیم و ہدایت سے معمور ہے۔ یہ تقویٰ کیا چیز ہے اور اس کے معنے کیا ہیں اور یہ اسقدر اہم کیوں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس قدر زور دیا کہ سارا خطبہ اسی پر ہے۔

برادران اسلام! تقویٰ کے لغوی معنے تو ڈرنے کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں اس لفظ کے معنے نہایت ہی وسیع معنی ہیں اور جب یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں بلکہ ہر ایک شعبہ کے ہر آن اور ہر لمحہ میں اس امر کا لحاظ رکھے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں خواہ اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے یا خیال سے یا گفتار سے ہو یا کردار سے میری یہ حرکت اللہ تعالے کے احکام و اوامر کے خلاف یا نواہی کے مطابق تو نہیں ہے اور اس سے اللہ تعالے کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی یا نہیں یا یہ کہ اس سے خدا ناخوش و ناراض تو نہ ہوگا۔ غرض یہ کہ انسان اپنی ہر ایک حرکت سوچ کر کرے اور ہر ایک قدم یہ سمجھکر اٹھائے کہ خداوند قدوس حاضر و ناظر ہے اور وہ تمام انسی

والخفایا ہے ظاہر و باطن خفیہ اور علانیہ سب سے واقف و آگاہ ہے اس لئے جو حرکت بھی سرزد ہو وہ احکام الٰہی کے مطابق ہونی چاہیئے اور ایسا نہو کوئی ایسا قدم عمل کی طرف اٹھ جائے جو احکام الٰہی کے خلاف ہو یا جن چیزوں سے اس نے منع فرمایا ہے اس کے مطابق ہو۔ مسلمانو! بس اسی کا نام تقوی ہے اور اگر ہمارا معاملہ اس قسم کا ہو جائے یعنی ہم اپنی زندگی ایسی بنالیں کہ ظاہر و باطن ہر حال میں ہمارا ہر ایک عمل اور ہماری ہر ایک حرکت تقوی پر مبنی ہو تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مقدس کے مطابق خدا کی رضا مندی ہم کو حاصل ہو گئی اور اس کے غصہ اور غضب سے ہم کو ضرور نجات ملیگی۔

برادران اسلام! اب ہمیں اس معیار پر اپنی زندگی کو جانچنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ تقوی کی کسوٹی ہماری زندگی ہمارے اعمال و امیال کا سونا کہاں تک ٹھیک اترتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ صبح سویرے جس وقت ہم اٹھیں اسی وقت سے یہ ارادہ کرلیں کہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی تقوی کے خلاف ہمارا قدم نہ اٹھیگا اور پھر اسی ارادہ پر عزم صمیم کے ساتھ قائم رہیں اور پوری مضبوطی کے ساتھ اس کو پورا کریں۔

ہماری زندگی کے مختلف حصے ہیں ایک حصہ خانگی ہے جو ہمارے بال بچوں اور اہل و عیال سے متعلق ہے دوسرا حصہ بیرونی ہے جو پاس پڑوس اور جوار و ہمسایہ سے لیکر تمام قوم اور ملک تک پھیلا ہوا ہے اسی حصہ میں معاش و معاد کے معاملات آجاتے ہیں ایک حصہ زندگی کا بالکل ذاتی ہوتا ہے جس کا تعلق انسان کے ذاتی نفس سے ہوتا ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سب شعبات حیات پر نگاہ رکھیں اور ہر ایک موقع اور محل پر اپنے اعمال و افعال کو تقوی کی کسوٹی پر کستے رہیں مثلاً سب سے پہلے ذاتی زندگی کو لیجئے جس کا تعلق آپکے اور ہمارے نفس سے ہے اس سلسلہ میں سب سے پہلے کھانا پینا پہننا اور اوڑھنا آتا ہے جب ہم کھانا کھائیں تو منہ میں لقمہ لینے سے پہلے ہم کو سوچ لینا چاہیئے کہ یہ لقمہ جو میں کھا رہا ہوں حرام کا ہے یا حلال کا یا مشتبہ ہے بہر حال یہ کھانا آپ کا ہی فراہم کردہ ہوگا سوچنا چاہیئے کہ جن داموں سے کھانیکی اشیا خریدی گئی ہیں وہ دام حلال روزی کے تھے یا حرام کے خدا نے جو طریقے کسب حلال کے مقرر فرما دیئے ہیں انہی طریقوں سے یہ دام ہاتھ آئے تھے یا ایسے طریقے استعمال کرنے پڑے تھے جو جائز نہیں ہیں کسی کو دھوکہ دیکر کسی کو نقصان پہنچا کر کسی کا حق مار کر کسی پر جبر کرکے یا بہلا پھسلا کر تو یہ مال حاصل نہیں کیا کسی یتیم کا مال تو نہیں کسی بیوہ سے توڑ فر مکر و فریب سے نہیں اینٹھی رشوت کا مال تو نہیں ہے ظلم و ستم کرکے تو یہ مال حاصل نہیں کیا اگر سارا مال ایسا نہیں تو اس کا کچھ حصہ تو ایسا نہیں جسکو ہم حلال اور طیب مال نہ کہہ سکیں۔

بہت سے لوگ ہیں جو تجارت کرتے ہیں ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہر قسم کی تجارت بالکل جائز ہے اور اس کے ذریعہ خواہ کسی طرح روپیہ آئے وہ جائز ہے لیکن بہت سی ایسی صورتیں ہوتی ہیں جن سے حلال حرام ہو جاتا ہے یا کم از کم تقوی کے خلاف ہوتا ہے مثلاً کسی ایسی چیز کی تجارت کرنی جو خدا کی مخلوق کو نقصان پہنچانے والی ہو مثال کے طور پر کوکین کو لے لیجئے کوکین میں کسی قسم کا نشہ نہیں تو اس لئے اس کو حرام نہیں کہہ سکتے اور جو چیز وہ حرام نہیں ہے اس لئے اس کا استعمال اور اس کی تجارت کو بھی فقہی اصطلاح میں حرام نہیں کہہ سکتے لیکن ہر شخص کو معلوم ہے کہ جس طرح شراب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ صحت اور دین اور اخلاق کے لئے مضر و مہلک ہے اس سے کہیں زیادہ کوکین انسانی صحت و اخلاق دونوں کے لئے تباہی بخش اور ہلاکت خیز ہے اس لئے جس طرح شراب کی تجارت حرام ہے اسی طرح کوکین کی بھی حرام ہونی چاہیئے شراب کی حرمت کی اصلی علت نشہ نہیں بلکہ اس کی مضرتیں ہیں چونکہ کوکین میں شراب سے بھی زیادہ مضرتیں ہیں اس لئے وہ پہلے حرام ہونی چاہیئے اور اگر یہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی تو ضرور حرام کر دی جاتی مگر یہاں صرف کوکین سے بحث نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آمدنی کا ہر وہ ذریعہ جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو خواہ یہ اخلاقی نقصان ہو یا مادی ایسے ذرائع سے مال جمع کرنا یقیناً تقوے کے خلاف ہے مثلاً بدیشی کپڑے کی تجارت ہی کو لیجئے بظاہر ایک جائز تجارت معلوم ہوتی ہے مگر جب غائر نظر سے دیکھیئے تو پتہ چلیگا کہ حقیقتاً یہ تجارت سخت مضرت رساں اور اگر اس کو اسی طرح جاری رہنے اور بڑھنے دیا گیا تو سخت مہلک ثابت ہوگی۔ بدیشی کپڑے کے ذریعہ ہندوستان کا ستر اسی کروڑ روپیہ ہر سال ہندوستانیوں کی جیبوں سے نکل کر غیر ملکیوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ روز بروز اہل ہند مفلس اور کنگال ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ ملک سے اتنی بڑی رقم ہر سال صرف ایک مد میں نکل جایا کرے تو وہ مفلس اور کنگال نہوگا تو کیا ہوگا اور افلاس تمام اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے افلاس کی وجہ سے جہالت کو ترقی ہوتی ہے اور جہالت ہر قسم کی ... انسان کے اندر ... کردیتی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ افلاس ... رضی اللہ عنہ ... ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ نہ غیر ملکی ... تعالیٰ علیٰ ... استعمال کرتے ہیں اس سے ایک کھلا ہوا نقصان برادران ... کپڑے کی صنعت مسلمان جلاہوں کے ہاتھ میں تھی کا جو ... کی جگہ باہر کے کپڑے نے لیلی جس سے مسلمانوں ... علیہ ... ہو گیا اور اب بمشکل اپنا پیٹ پال سکتے ہیں اسی طرح اٹلی کا مال ... کے سراسر خلاف ہے کیونکہ ... اٹلی کی گورنمنٹ نے ... پر ایسے وحشیانہ مظالم توڑے ہیں جن کی تفصیل سننے سے خون کھولے۔

اگر ہم اٹلی کا مال خریدیں تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ ہم جان بوجھکر دشمن کی مدد کرینگے۔ اس کے بعد اہل و عیال کو لیجئے تقوی اور پرہیزگاری کا تقاضہ ان کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرتے رہیں اور یہ سمجھیں کہ خدا کی ایک امانت ہے جو ہمارے سپرد اس لئے کی گئی ہے تاکہ ہم اس کی نگہداشت کریں اور ان کی تعلیم و تربیت پرورش اور دیکھ بھال کی جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اس کو پوری مستعدی سے ادا کریں اگر اس میں قصور واقع ہوگا تو یہ تقوے کے خلاف ہوگا خدا سے ڈرنے کے یہی معنی ہیں کہ خدا کی طرف سے جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں صحیح طور پر انجام دیں اس میں غفلت نہ برتیں مثلاً بچوں کی تعلیم کا مسئلہ سلسلہ میں یہ خیال رکھنا تقوی ہے کہ تعلیم ایسی دی جائے کہ بچے کڑے مسلمان اور مومن ہوں یعنی دین اور دنیا دونوں کو سنواریں ایسی تعلیم ...

کہ کوئی ایک پہلو کمزور اور ناقص رہ جائے ساری توجہ دنیا کے درست کرنے پر مرکوز کر دینا اور دین کی درستی پر بے توجہی برتنا تقوے کے سراسر خلاف ہے کیونکہ بچوں کی اصلاح دین کی ذمہ داری والدین ہی پر عائد ہوتی ہے اگر دین کی تعلیم والدین نے بچوں کو نہ دلائی اور وہ بڑے ہو کر بے دین ہو گئے یا دین کی طرف سے غافل ہو گئے یا دین کا صحیح احساس ان کے اندر باقی نہ رہا تو اس کی ذمہ داری سے والدین بچ نہیں سکتے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے باز پرس فرمائیگا

دینی تعلیم و تربیت کی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کو اس قابل بنائیں کہ دنیا میں سرخرو اور سربلند ہو کر زندگی بسر کریں یہ نہ ہو کہ دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کی ان کے اندر کوئی صلاحیت اور اہلیت ہی نہ ہو اور وہ بے وقار ہو کر زندگی گذاریں۔ تقوی اور پرہیزگاری کے یہ معنے نہیں کہ اللہ اور اس کا رسول جس قسم کے انسان دنیا میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ہم کوشش کریں کہ ہماری اولاد بالکل ویسی ہی ہو یعنی دین اور دنیا دونوں جگہ سربلند اور سرفراز ہو۔

اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے بعد ہمسایہ، اہل شہر اور اہل ملک اور اپنی قوم کی باری آتی ہے یعنی اپنے گھر کے باہر جو قدم بھی اٹھائیں وہ تقوی سے باہر نہ ہو۔ کوئی بھی معاملہ ہو کسی کے ساتھ ہو اور خواہ کیسا ہی معاملہ ہو اس امر کی کوشش مدنظر رکھکر اس میں حصہ لینا چاہئیے کہ اللہ اور اس کے رسول کی خلاف مرضی نہ ہو مثلاً آپ بازار میں گئے تاکہ کوئی سودا خریدیں اور سودا خریدتے وقت آپ کا فرض ہے کہ پہلے یہ دیکھ لیں کہ جو چیز آپ خریدنی چاہتے ہیں اس کی ضرورت آپکو ہے بھی یا نہیں یا بلا ضرورت محض نفس کی خوشی پوری کرنے کے لئے وہ چیز خرید رہے ہیں اگر بلا ضرورت کوئی چیز خرید رہے ہیں تو یہ اسراف ہوگا جس کی قرآن پاک نے ممانعت کی ہے اور اسراف کرنے والے کو شیطان کا بھائی بتلایا گیا ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا چاہئیے کہ جو چیز ہم خرید رہے ہیں وہ کسی ایسے ملک کی تو نہیں ہے جو ہماری قوم یا ملک کا دشمن ہے کیونکہ کسی ملک کی چیز خریدنی اسکی مدد کرنی ہے اور دشمن کی مدد کرنی ناجائز ہے یعنی ایسی مدد جس سے وہ ہم پر یا ہماری قوم یا ملک پر ظلم کرنے میں زیادہ طاقتور ہوتا ہو مثلاً اٹلی کا مال خریدنا گویا اسکو مسلمانان طرابلس پر اور زیادہ مظالم کرنے کی دعوت دینا ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھو کہ خرید و فروخت میں تم دوکاندار کو دھوکہ دیکر کھوٹے دام نہ دو اور اگر تم دوکاندار ہو تو گاہک کو دھوکہ نہ دو ایسا نہ ہو کہ بری چیز اچھی کہکر خریدار کو دیدو یا جھوٹ بول کر خریدار کو ٹھگ لو۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہئیے اور یہی تقوی ہے۔

دوسرا ارشاد خطبہ مقدسہ نبویہ میں ہے "واحسنوا کما احسن اللہ الیکم" یعنی لوگوں کے ساتھ احسان کرو جیسا کہ تمہارے ساتھ اللہ پاک نے احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہے سب سے پہلا احسان تو یہی ہے کہ اس نے ہم کو انسان بنایا پھر اسلام کی نعمت سے مشرف کیا اس کے علاوہ اس نے آنکھیں دیں کان دیے ناک دی زبان دی ہاتھ پاؤں دیے اور سب سے بڑھکر یہ کہ عقل عطا فرمائی جس کے ذریعہ تمام کائنات سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں دنیا کی تمام نعمتیں مرحمت فرمائیں غرض یہ کہ اللہ پاک کے احسانات بیشمار ہیں ارشاد نبوی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر احسانات کئے ہیں اسی طرح تم بھی لوگوں پر احسان کرو۔ احسان کے معنے یہ ہیں کہ بلا غرض اور بلا معاوضہ کسی کے ساتھ نیکی کرنا احسان کا لفظ نہایت ہی وسیع المعنی ہے اس میں ہر قسم کی نیکی اور بھلائی داخل ہے جو بغیر غرض انجام دی جائے

برادران اسلام! اس ارشاد نبوی پر ہمیں اچھی طرح غور کرنا چاہئیے اور اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئیے کہ اس حکم نبوی پر اپنی زندگی میں ہم نے کہاں تک عمل کیا ہے بلکہ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ہر روز رات کو سونے سے پہلے اپنے دن بھر کے کاموں پر نظر ڈال لیں اور دیکھیں کہ اس ارشاد نبوی پر بھی ہم نے کچھ عمل کیا یا نہیں شاید بعض طبائع میں یہ خیال پیدا ہو کہ جو لوگ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ کسی پر احسان کریں وہ کیا کریں مگر ان کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ احسان کے معنے انہوں نے صرف یہ سمجھ رکھے ہیں کہ روپیہ پیسے سے کسی کی مدد کرنی بس یہ احسان ہے لیکن حقیقت میں احسان کے معنے صرف یہی نہیں ہیں کہ روپے پیسے سے کسی کی مدد کی جائے بلکہ اس میں ہر قسم کی نیکی اور بھلائی جو دوسروں کے ساتھ بغیر غرض کی جائے وہ احسان میں شامل ہے مثلاً اگر ہم اپنے اثر اور رسوخ سے کسی کو فائدہ پہنچا سکیں تو یہ بھی احسان ہے اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں اور صرف کسی اندھے کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کسی گڑھے وغیرہ میں گرنے سے بچا سکیں تو یہ بھی احسان ہوگا اگر کسی بھٹکے ہوئے مسافر کو راستہ بتلا دیں تو یہ بھی احسان ہوگا یہاں تک کہ اگر کسی گمراہ کو نصیحت کے ذریعہ صحیح راستہ پر لگا دیں تو یہ بھی احسان ہوگا اور اگر یہ رہنمائی کسی دینی معاملہ میں ہو تو سب سے بڑا احسان ہوگا

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد یا معاشر المسلمین۔

آقائے دو جہاں سرکار مدینہ محمد رسول اللہ پر درود و سلام بھیجو کہ حضور کے صدقہ میں دین و دنیا کی روشنی ملی اور ہم گمراہی سے بچ گئے اور تقوی و احسان کرنیکی ہم کو تلقین کی۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جنہوں نے آنحضرت سے تقوی و احسان کی تعلیم حاصل کر کے اس پر پوری طرح عمل کیا اور کبھی راہ تقوی سے قدم نہ ہٹایا اور یہ تقوی ہی تھا جس نے ان بزرگوں کو انبیاء کے بعد سب سے بلند و برتر مرتبہ پر پہنچا دیا۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے نواسوں اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ پر جو تقوی کی پیکر تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات پر جو تقوی و طہارت اور پرہیزگاری کی تصویر تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو عشرہ مبشرہ پر جن کو تقوی کی وجہ سے جنت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی۔ اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت و ائمہ اربعہ پر جو پرہیزگاری کو زینہ بنا کر مدارج علیا پر پہنچے۔

اور اے اللہ تمام امت محمدیہ کو توفیق عنایت فرما کہ وہ اتقا اور پرہیزگاری اختیار کریں اور احسان کرنیکی عادت ڈالیں اور تمام مخلوق الٰہی پر احسان و عنایت اور رحم و شفقت سے پیش آئیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عباد اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔

ولذکر اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واتم واعظم واکبر

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

صلوٰۃ اللیل

رات کے وقت عشا کی نماز کے بعد جو نوافل پڑھے جاتے ہیں ان کو "صلوٰۃ اللیل" کہتے ہیں اور حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشار کے فرض پڑھنے کے بعد جو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں وہ سب صلوٰۃ اللیل میں داخل ہیں لیکن نماز وتر اس کے علاوہ ہے۔

اور حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں دن کی عبادتوں سے رات کی عبادت کو افضل سمجھتا ہوں اس لئے کہ اس وقت سکون ہوتا ہے اور آسودگی خاطر کے ساتھ جو سجدہ ہوتا ہے وہ ہزاروں سجدوں سے بہتر ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دن کے وقت کسی نہ کسی حد تک ہماری عبادتوں میں ریا شامل ہو جاتی ہے اور رات کے وقت اس کا امکان کم ہوتا ہے اگر تمہارے دل میں ذوق عبادت موجود ہے تو ذرا تصور کرو اس وقت کا جب رات کے سناٹے اور پچھلے پہر کے سکون میں ایک عاجز اور لاچار بندہ اپنے رب کے حضور میں سر بسجود ہو کر تصدیق کے نغمے گاتا ہے اور اپنی بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرتا ہے اور وہ عجیب پر کیف سماں ہوتا ہے جب تارے جھلملاتے ہیں جب ہوا کے ٹھنڈے جھونکے چلتے ہیں جب دنیا آرام میں ہوتی ہے جب چڑیاں اپنے آشیانوں میں اور پرندے اپنے گھونسلوں میں محو خواب ہوتے ہیں تو ایک مضطرب و بے قرار عابد اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے مالک اے میرے معبود اس رات کے پرسکون وقت میں میری التجا سن لے کہ میں ہر طرف سے بے نیاز ہو کر تیرے حضور میں سجدہ کر رہا ہوں۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض کے بعد افضل نماز رات کی ہے کہ اس وقت سکون ہوتا ہے اور اے مسلمانو! اگر زیادہ فرصت نہ ہو تو رات کے وقت اتنی ہی دیر عبادت کیا کرو جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہتے ہیں۔

اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت کچھ دیر تک نوافل پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی ہے۔

اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کے وقت عبادت کرتا ہے اس کا قلب منور ہو جاتا ہے۔

نماز تہجد

عشا کی نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر سونے کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز تہجد کہتے ہیں۔ سونے سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز تہجد نہیں بلکہ صلوٰۃ اللیل ہے۔

نماز تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ ہیں۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات میں نیند سے بیدار ہو کر صدق و اخلاص کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھے وہ ذاکرین میں لکھا جائے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اے مسلمانو تہجد کی نماز کو اپنے لئے لازم سمجھو یہ بزرگان کرام کا طریقہ ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں اٹھے اور یہ دعا پڑھے:-

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

اس کی دعا مقبول ہو گی اور اگر وہ وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہو گی۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور جب نماز کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ وَأَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ وَأَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ لَا إِلٰهَ أَنْتَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اور حضور اقدس نے فرمایا رات میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے خواہ وہ دنیا کے متعلق ہو یا آخرت کے متعلق۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہجد کی نماز پڑھنے والوں کا درجہ بلند ہے جب قیامت کے دن سب آدمی جمع ہوں گے تو اس وقت ایک پکارنے والا پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ نفوس قدسیہ جن کی کروٹیں خوابگاہ سے جدا ہوتی تھیں اور وہ اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کی تقدیس و تمجید بیان کرتے تھے ایسے آدمی کم ہوں گے اور وہ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوں گے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق سبحانہ و تعالیٰ کو سب نمازوں میں زیادہ محبوب وہ نماز ہے جو آدھی رات کے بعد پڑھی جائے یعنی طالب ثواب کو آدھی رات تک سونا چاہیئے اور پھر بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھنا چاہیئے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اے مسلمانو! اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات کے وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ نیند میں مشغول ہوں یہ ایک عظیم الشان سعادت ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایکدن حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ حضور مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے کہ میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں حضور نے فرمایا خدا کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور رات کے وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوتے ہوں میں یقین کرتا ہوں کہ تم جنت میں داخل ہو گے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر آدھی رات تک سوتے تھے اور پھر وضو کر کے تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور اکثر اپنے دوستوں کو ہدایت کرتے تھے کہ تہجد کی نماز پڑھا کرو اگرچہ دو رکعت ہی ہو اور ایک تقریر میں ارشاد فرمایا:- اے مسلمانو! تمہارے اعمال میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ قلیل ہو۔

اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص دو تہائی رات تک سونا چاہے اور ایک تہائی رات میں عبادت کرنا چاہے اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ رات کے پہلے اور پچھلے حصہ میں سوئے اور وسطی حصہ میں عبادت کرے اور اگر کسی شخص کو آدھی رات تک سونے اور آدھی رات تک جاگنے کی عادت ہو تو اسے چاہیئے کہ شروع حصہ میں سو رہے اور آخر حصہ میں عبادت کرے

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اے مسلمانو! حق سبحانہ و تعالیٰ ہر رات میں جب پچھلی تہائی رات باقی رہتی ہے تو آسمان اول پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں اور کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں، صبح تک یہ صدائے حق، جاری رہتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اس مقبول ساعت میں حق سبحانہ و تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں"۔ اور جو شخص تہجد کی نماز کا عادی ہو جائے اسے چاہیئے کہ اس عادت کو ترک نہ کرے۔ اور حضرت امام صالح جزائری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے علم و یقین میں تہجد کی نماز ایک بہترین سعادت ہے اور جو شخص دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ تہجد کی نماز پڑھا کرے اور اگر زیادہ نہ پڑھ سکے تو کم از کم دو رکعت ضرور پڑھ لیا کرے اور یہ میرا تجربہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھنے سے دل منور ہو جاتا ہے اور روح میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔

نماز استخارہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے رب سے استخارہ کیا کرو اور استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول پاک و صاف ہو کر دو رکعت نفل پڑھو اور نفل سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ

اس دعا کو ختم کر کے قبلہ رو ہو کر سو رہے حق سبحانہ و تعالیٰ اسے انجام سے مطلع فرمائے گا۔

اور حج یا خیرات یا جہاد یا کسی اور نیک کام میں نفس فعل کے لئے استخارہ جائز نہیں ہاں تعین وقت کے لیے استخارہ کرنا چاہیئے۔

اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے استخارہ کے ساتھ اول و آخر درود شریف بھی پڑھے اور نماز اور دعا سے فارغ ہو کر قبلہ رو ہو کر سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو اس کے لئے کامیابی ہو اور اگر سیاہی یا سرخی نظر آئے تو وہ کام اس کے لئے بہتر نہیں ہو۔

اور حضرت ابوسعید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استخارہ ایک مستحسن امر ہے میں نے جب کسی اہم کام کا ارادہ کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ سے استخارہ ضرور کیا اور اس کے بعد میں کامیاب ہوا۔

ایکدفعہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے مجھ سے کہا کہ میں یروشلم پر حملہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس علاقہ میں نصاریٰ ظلم وستم کر رہے ہیں اور میرا حال یہ ہے کہ میں بیمار ہوں اور میرے پاس زیادہ لشکر نہیں ہے اس درخواست کو سنکر میں نے استخارہ کیا تو میں نے یہ دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک ایک دشت یا سبزہ زار ہے جس میں طرح طرح کے پھول کھل رہے ہیں اس خواب کو دیکھکر مجھے یقین ہوگیا کہ صلاح الدین کامیاب ہوگا پس میں نے اسے مشورہ دیا کہ تم ضرور حملہ کرو خدا کی مہربانی سے وہ کامیاب ہوا اور کوئی طاقت اسے شکست نہ دے سکی۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اہم کاموں کے لئے استخارہ کیا کرتے تھے اور ہمیں بھی ہدایت فرماتے تھے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے آجتک کوئی اہم کام بغیر استخارہ کے نہیں کیا اور جس شخص کو کوئی حاجت ہو اسے چاہیئے کہ سات دفعہ استخارہ کرے اور دل میں سوچے کہ یقین کس طرف ہے اور اس بات پر غور کرے کہ اس نے خواب میں کیا دیکھا ہے اگر سفیدی و سبزی نظر آئے تو وہ کام اچھا ہے اور اگر سیاہی یا سرخی نظر آئے تو خرابی ہے۔

صلوٰۃ التسبیح

نفل نمازوں میں اس نماز کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور اس کے پڑھنے والے کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک دن یہ پوچھا کہ اے چچا! کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قیمتی ہے اور اگر کوئی شخص صدق و اخلاص کے ساتھ اسے اختیار کرے تو اس کے لئے بے انتہا ثواب ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کا قلب روشن ہو جاتا ہے۔ اس تقریر کو سنکر میں نے کہا کہ حضور ایسی چیز ضرور بتایئے اس کے بعد حضور نے فرمایا وہ قیمتی چیز صلوٰۃ التسبیح ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک دفعہ پڑھیئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جمعہ کے دن ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اور اگر آپ ایسا بھی نہ کر سکیں تو سال بھر میں ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو عمر بھر میں ایک دفعہ ضرور پڑھیئے اس کے بعد فرمایا صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ یہ ہے کہ پاک و صاف ہو کر نماز کی نیت کرو اور اللہ اکبر کہکر اول سبحانک اللّٰھم پڑھو پھر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اس کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھو پھر الحمد شریف اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھو اور اس کے بعد پھر دس دفعہ یہی تسبیح پڑھو اس کے بعد رکوع میں جاؤ اور تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہکر دس دفعہ تسبیح پڑھو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور سمع اللہ لمن حمدہ کہو اور پھر دس دفعہ یہی تسبیح پڑھو اس کے بعد سجدہ میں جاؤ اور تین دفعہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہکر دس دفعہ یہی تسبیح پڑھو اور دوسرے سجدہ میں بھی ایسا ہی کرو اسی طرح چار رکعتیں پڑھو یہ صلوٰۃ التسبیح ہے۔ اور اگر نماز پڑھتے ہوئے سجدۂ سہو واجب ہو تو سجدۂ سہو میں تسبیحات کی ضرورت نہیں صرف سبحان ربی الاعلیٰ کہنا کافی ہوگا۔

اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص صلوٰۃ التسبیح پڑھے تو تسبیحات کو انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ دل میں شمار کرے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔

اور حضرت امام صالح جزائری فرماتے ہیں کہ نفل نمازوں میں صلوٰۃ التسبیح کا افضل درجہ ہے اور میرا یہ مشاہدہ ہے کہ جو اشخاص روزانہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہیں ان کے اخلاق و اعمال کی اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ ریا و غرور سے پاک ہو جاتے ہیں اور ان کی روح منور ہو جاتی ہے وہ اکثر قبول ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پڑھنے والا ریاکار نہ ہو اور اس کے عمل میں صدق و اخلاص ہو اور وہ پاک اور حلال روزی سے شکم پروری کرتا ہو۔

نماز توبہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- جب کوئی بندہ گناہ کرے تو اسے چاہیئے کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر استغفار کرے اور پھر یہ آیت پڑھے میں امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس کے گناہ بخشدیگا آیہ کریمہ یہ ہے:-

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جنہوں نے بے غیرتی یا بے حیائی کا کوئی کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہی اور اللہ تعالےٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرنے والا ہو ارحم ہے (جو) اپنے فعل پر دیدہ و دانستہ ضد نہ کرے)

اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے امام صالح جزائری لکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں جس سے کوئی نہ کوئی خطا سرزد نہ ہوئی ہو اور یہ اس وجہ سے کہ انسان کی فطرت کمزور ہے اور وہ خطا سے مرکب ہے بس کبھی نہ کبھی انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے اس غلطی کا علاج یہ ہے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ توبہ کرے اور اپنے قصور کی معافی چاہے اور آیندہ کے لئے عہد کرے کہ میں حتی الامکان ایسا نہ کروں گا اس احساس ندامت کا نام توبہ ہے اور یہ باعث مغفرت ہے۔ لیکن آجکل یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس حقیقت کو قطعاً فراموش کر دیا گیا ہے اور توبہ کو ایک ہنسی اور مذاق سمجھ لیا ہے مشاہدات سے یہ ثابت ہے کہ صبح سے شام تک ہزاروں آدمی دیدہ و دانستہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور چند منٹ کے لئے توبہ توبہ پکارتے ہیں اور جب ایک گھنٹہ گذر جاتا ہے تو پھر اسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور پھر چند منٹ کے بعد توبہ توبہ کہتے ہیں۔ اس قسم کی توبہ اگر شریعت اسلامی کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے اور یہ ہولناک جرم ہے۔ سمجھدار آدمی کو چاہیئے کہ جب اس سے کوئی خطا سرزد ہو تو بلا تامل استغفار کرے اور سچے دل سے اس بات کا عہد کرے کہ میں آیندہ حتی الامکان اس گناہ سے اجتناب کروں گا یہ حقیقت سے توبہ ہے۔

اور امام شیخ عبدہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ ہر انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے اور باوجود انتہائی احتیاط کے وہ کسی نہ کسی وقت غلطی کر بیٹھتا ہے اس غلطی کے بعد اس کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے قصور پر ندامت کا اظہار کرے اور اپنے خالق و مالک سے گناہ کی معافی چاہے۔ اور دو رکعت نماز پڑھکر آیت استغفار پڑھے یہ عمل حق تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے اور خوشنودی کا حاصل ہونا باعث نجات ہے اور جو اشخاص گناہ کے ارتکاب سے پہلے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم ایسا کرنے کے بعد توبہ کرلیں گے وہ گویا قانون شریعت کے ساتھ استہزا کرتے ہیں اور خدا کو نہیں بلکہ اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ایسے اشخاص کو چاہیئے کہ اپنی عاجلانہ حرکتوں سے اسلام کو بدنام نہ کریں اور اسلامی تہذیب کی پیشانی پر داغ نہ لگائیں۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ
نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا
عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۝ وَكَفٰى
بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝

(ترجمہ) ہاں کیا ان کے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی بھی چیز نہ دیتے یا دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں سو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے سو ان میں سے بعضے تو اس پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگرداں رہے اور دوزخ آتش سوزاں کافی ہے

اوپر ذکر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہود کو یہاں تک دشمنی تھی کہ یہ لوگ قریش کو احزاب کی لڑائی پر آمادہ کرنے کے لئے اطراف مدینہ سے سفر کر کے مکہ گئے ان آیتوں میں فرمایا یہود کی یہ دشمنی فقط اس سبب سے ہے کہ نبی آخر الزماں بنی اسمٰعیل میں سے کیوں ہوئے اولاد اسحاق میں سے کیوں نہیں ہوئے حالانکہ بنی اسحاق اور بنی اسمٰعیل دونوں کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے اسحاق کی اولاد میں ایک مدت دراز تک نبوت بادشاہت سب کچھ رہا اب ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسمٰعیل کی اولاد میں ایک نبی آخر الزماں کے پیدا ہونے سے نبی آخر الزماں کے ساتھ ان لوگوں کی اس قدر دشمنی فقط ان لوگوں کی بخیلی کے سبب سے ہے کیونکہ ان کی بخیلی کی عادت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ ان کے قبضہ میں اگر سلطنت بھی ہو تو یہ لوگ کسی سے ایک تل برابر چیز بھی کسی کو نہ دیں. کھجور کی گٹھلی پر نقطہ کی برابر ایک نشان جو ہوتا ہے اس کو نقیر کہتے ہیں "یحسدون الناس" کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ ناس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی مقصود ہیں انہی آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کی مخالفت اللہ کے نبی کے ساتھ کچھ نئی نہیں ہے بلکہ نبی آخر الزماں کے بنی اسمٰعیل میں پیدا ہونے کا تو ایک حیلہ ہے یہ لوگ تو ایسوں کی اولاد ہیں جنہوں نے خود اپنے گھرانے کے نبیوں کے ساتھ بڑی مخالفتیں کر کے بعضے نبیوں کو شہید کر ڈالا۔ آخر کو فرمایا کہ یہ لوگ ہوں یا ان کے بڑے ایسے لوگوں کو جہنم کی دہکتی آگ کی سزا کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا
نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا
الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ
وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

(ترجمہ) بلاشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے بلاشک ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب ہی بھگتے رہیں بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے واسطے ان میں پاک صاف بیبیاں ہوں گی اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے"

اوپر ذکر تھا کہ بد لوگوں کے لئے جہنم کی دہکتی آگ کی سزا کافی ہے اس پر یہ خیال گذر سکتا تھا کہ جب ایک دفعہ دہکتی آگ میں دوزخیوں کا گوشت پوست جل جاوے گا تو پھر اسی جلی ہوئی کھال پر شاید آگ کی تکلیف کچھ کم ہو جاوے گی کیونکہ جلی ہوئی کھال مردار ہو جاتی ہے اسلئے فرمایا کہ اللہ کی آیتوں کے منکر لوگوں کی کھال جب دوزخ میں جل کر مردار ہو جاوے گی تو عذاب کی تکلیف قائم رہنے کے لئے فوراً تازی کھال بدل جاوے گی بیہقی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور معاذ بن جبل سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ تھوڑی سی دیر میں دوزخیوں کی کھالیں کئی دفعہ بدلی جاویں گی یہ ان لوگوں کا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے منکر ہونے کے سبب سے ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں جو لوگ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونے والے ہیں ان کی کھال نہیں بدلی جاوے گی بلکہ وہ ایک دفعہ کے جلنے میں مر کر کوئلہ ہو جاویں گے پھر ان کوئلوں کو نہر حیات میں غوطہ دیا جاوے گا جس سے وہ زندہ ہو جاویں گے اور ان کو جنت میں جانیکا حکم ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری صحیح مسلم کی شفاعت کی ابوسعید خدری کی حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

عزیزاً حکیما، کا یہ مطلب ہے کہ اللہ ایسا زبردست ہے کہ اس کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ صاحب حکمت وہ ایسا ہے کہ اس نے ہر ایک کی سزا جرم کے موافق مقرر کی ہے کسی کی کھال عذاب کی تکلیف بڑھانے کیلئے بدلی جائے گی کوئی دوزخ کے پہلے ہی جھونکے میں جل کر کوئلہ ہو جاوے گا تاکہ دیر تک جلنے کی تکلیف نہو۔ اہل دوزخ کے مقابلہ میں اب آگے اہل جنت کا ذکر فرمایا کہ ان کے رہنے کو عالیشان محل عمدہ باغ جن میں نہریں جاری

ہیں ان محلوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے جہاں ان کو نہ بیماری کا کھٹکا ہے نہ موت کا ان کی صحبت کے لئے حیض و نفاس اور سب عیبوں سے پاک بیبیاں ہوں گی جنت کے باغوں اور محلوں کے گھنے درختوں کی زیادہ ٹھنڈک کے لئے اس کے سایہ میں جنتی لوگ بیٹھیں گے عرب کے بے سایہ ملک میں سایہ کی بڑی قدر ہے اس لئے خاص طور پر سایہ کا ذکر فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

(ترجمہ) بیشک تم کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں۔“

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ کی شان میں اتری ہے جو ابو طلحہ بشیر بن عثمان کے چچا زاد بھائی اور جس کے گھرانے میں کعبہ کی دربانی آجتک ہے معتبر سند سے ابن اسحاق نے و دیگر لوگوں نے اس قصہ کو نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی کنجی لیکر کعبہ کو کھولا اور کعبہ کے دروازہ پر خطبہ پڑھا اور لوگوں کو طرح طرح کی نصیحتیں کیں اسی موقع پر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ کعبہ کی کنجی ان دونوں میں سے کسی کو مل جاوے تاکہ کعبہ کی دربانی آیندہ ان کے گھرانے میں رہے اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جن عثمان بن طلحہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنجی بطور امانت کے لی تھی اس آیت کے موافق ان کو واپس کر دی۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی واپس دیتے وقت عثمان بن طلحہ سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ کنجی واپس دلوائی ہے اس لئے اب جو کوئی بعد اس کے تم سے یہ کنجی چھیننے گا وہ ظالم کہلائے گا۔ اس روایت کے لفظوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آیت کا نزول اسی قصہ کے متعلق ہے اس شان نزول کے بیان کرنے کے بعد اکثر مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اگرچہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب خاص ہے لیکن امانت کا لفظ ان سب حقوق کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذمہ کئے ہیں مثلاً توحید اور عبادت یا وہ حقوق جو بندوں کے بندوں پر ہیں مثلاً امانت کی چیز یا مانگی ہوئی چیز واپس کرنا آیت انا عرضنا الامانۃ کی تفسیر علی بن طلحہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے جو صحیح روایت کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ امانت سے وہ باتیں مقصود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کیا ہے جن کے بغیر کسی خیانت کے ادا کرنے سے انسان کی نجات ہی نہیں مثلاً جو عبادت بغیر ریاکاری کی خیانت کے ادا ہوئی وہ نجات کی موجب ہے ورنہ عبادت کی محنت رائیگاں اور ریاکاری کا مواخذہ تمام انہی شرائط کے ڈر سے

آسمان و زمین اور پہاڑوں نے اس امانت کو قبول نہیں کیا اس کی پوری تفصیل تو سورہ احزاب میں آوے گی مگر یہاں مطلب اسی قدر ہے کہ آیت ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات اور آیت انا عرضنا الامانۃ ان دونوں آیتوں میں امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے نزدیک امانت کا لفظ سب حقوق اللہ اور حقوق الناس کو شامل ہے اور اس عام حکم میں یہود کو یہ تنبیہ ہے کہ توراۃ میں نبی آخر الزماں کے اوصاف کی آیتوں میں ان لوگوں نے تبدل تغیر جو کیا ہے وہ اللہ کی امانت میں انہوں نے خیانت کی ہے وقت مقررہ پر جس کا مواخذہ ہوگا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامتوں میں سے امانت کی خیانت کو بھی ایک علامت فرمایا ہے ترمذی ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو امانت کا واپس کرنا لازم ہے اگر اس کے مال میں کوئی دوسرا شخص خیانت بھی کرے تو اس کو کسی کے مال میں خیانت نہیں چاہیئے۔ اس حدیث کی سند میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے لیکن ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مستدرک حاکم میں اس طرح کی ایک روایت انس کی بھی ہے جس کی سند میں ایوب بن سوید ایک راوی ہے جس کو بعض علماء نے ضعیف الحافظ کہا ہے لیکن حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے قاضی، حاکم، امیر، والی جن کے سپرد لوگوں کے ہر طرح کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ہے ان کے ذمہ بھی اللہ کی یہ امانت ہے کہ بغیر کسی رعایت کے ان کو ہر ایک فیصلہ انصاف سے کرنا چاہیئے چنانچہ صحیح مسلم میں ابوذر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ابوذر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بستی پر حاکم ہو جانے کی خواہش کی آپ نے ابوذر کو جواب دیا کہ تمہارے مزاج میں ایک طرح کا ضعف ہے اور حکومت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی امانت ہے جس کی ذمہ داری صاحب ضعف آدمی سے دشوار ہے غرض اسی تعلق کے سبب سے امانت کے ذکر میں حاکم لوگوں کا یہ ذکر فرمایا کہ جب جھگڑتی کرنے لگیں لوگوں میں تو جھگڑتی کرو انصاف سے مسند امام احمد صحیح مسلم اور نسائی میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصاف سے لوگوں کا فیصلہ کرنے والے حاکموں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے دائیں ہاتھ کی جانب نور کے ممبروں پر عزت سے بٹھا دیگا پھر فرمایا یہ محض شفقت حاکموں کی عزت بڑھانے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں یہ ان حاکموں کا ذکر ہے جن کی اصلی کوشش انصاف سے فیصلہ کرنے کی ہے اس لئے اکثر فیصلے تو ان کے منصفانہ ہیں اور شاذ و نادر اقتضاء بشریت سے بعضے فیصلوں میں ان سے کچھ غلطی بھی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل درگذر ہے رہے وہ حاکم جو رشوۃ کے لالچ یا سعی و سفارش کے مان لینے کے سبب سے منصفانہ فیصلہ کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے اس واسطے اکثر فیصلہ تو ان کے رعایتی اور نامنصفانہ ہیں اور کچھ تھوڑے سے فیصلے منصفانہ بھی ان کے قلم سے نکل گئے ہیں ایسے حاکموں اور قاضیوں کا ٹھکانا جہنم ہے چنانچہ معتبر سند سے ابوداؤد میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حاکم کے منصفانہ

فیصلوں کی تعداد نامنصفانہ فیصلوں پر قیامت کے دن غالب آوے گی وہ جنتی ہے اور جس حاکم کا حال اس کے برخلاف ہے وہ دوزخی ہے اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں ان آیتوں میں اللہ تعالے نے وہ نصیحت فرمائی ہے جس پر عمل کرنے سے آدمی کی نجات ہوسکتی ہے اس لئے فرمایا اللہ نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ ہے سنتا دیکھتا کا یہ مطلب ہے کہ اس نصیحت کی تعمیل جو اللہ تعالی کے سننے سے متعلق ہے مثلاً آپس میں تمہارا وعظ و نصیحت پر قائم رہنا یا سچی گواہی کا ادا کرنا اس سب کو سنتا ہے اور جو عمل دیکھنے سے متعلق ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ ان سب نیک عملوں کو دیکھتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو اہل حکومت ہیں ان کا بھی پھر اگر کسی امر میں تم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ کر دیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔"

اوپر کی آیت میں حاکموں کا ذکر فرما کر اس آیت میں محکوم لوگوں کا ذکر فرمایا اس آیت کی شان نزول قصہ طلب ہے اصل اس قصہ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ صحابی کو سردار کر کے اور کچھ لوگ ان کے ساتھ کر کے نجد کی طرف ایک چھوٹی سی لڑائی پر ان کو بھیجا تھا راستے میں عبداللہ بن حذافہ کو اپنے ساتھ کے لوگوں سے کچھ رنجش ہوگئی اور انہوں نے اپنے ساتھ کے لوگوں سے کہا کیا آنحضرت نے تم لوگوں کو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے ان لوگوں نے کہا ہاں دیا ہے اس پر عبداللہ بن حذافہ نے جنگل سے لکڑیاں جمع کرا کے ان لکڑیوں میں آگ لگا دی اور اپنے ساتھ سب آدمیوں سے کہا کہ تم سب اس آگ میں کود پڑو اب عبداللہ بن حذافہ کے ساتھیوں کے دو گروہ ہوگئے کچھ لوگ آگ میں کودنے پر راضی ہوگئے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ آگ سے بچنے کے لئے تو ہم آنحضرت پر ایمان لائے ہیں بغیر اجازت آنحضرت کے ہم ہرگز یہ فعل نہ کرینگے آخر یہ قصہ آنحضرت تک آیا آپ نے فرمایا کہ جس امر کی شریعت اجازت نہ دے حاکم کی اطاعت ایسے امر میں ہے تم اگر آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ آگ میں رہتے۔

اس شان نزول کو امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس سے بخاری میں روایت کیا ہے اور داؤدی شارح صحیح بخاری نے اس شان نزول پر جو اعتراض کیا ہے اس کا جواب اچھی طرح حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں دیدیا ہے اور مفسروں نے سوا اس شان نزول کے اور شان نزول جو اس آیت کے بیان کئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان حالات پر بھی آیت کا مطلب صادق آتا ہے ورنہ اصل شان نزول وہی ہے جو امام بخاری نے بیان کی ہے کیونکہ امام بخاری کی روایت پر دوسری روایت کو فوقیت نہیں ہوسکتی بخاری کی اس شان نزول کی روایت پر بخاری کے شارح داؤدی نے جو اعتراض کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر آیت کا نزول عبداللہ بن حذافہ کے قصے سے پہلے مانا جاوے تو آیت کو قصہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور اگر آیت کا نزول قصے سے بعد مانا جاوے تو عبداللہ کے نافرمان لوگوں کو آیت میں کچھ سرزنش نہیں ہے حالانکہ جب آیت اولی الامر کی فرمانبرداری کے حکم میں ہے اور قصے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے سردار کا حکم نہیں مانا تو آیت میں ان کا کچھ ذکر بھی ہونا چاہیے تھا حافظ ابن حجر کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ قصہ میں حاکم اور محکوم کا اس پر جھگڑا تھا کہ عبداللہ کے حکم سے جو آگ جلائی گئی ہے اس میں کود پڑنا جائز ہے یا نہیں اس کا حکم آیت میں یہ ہے کہ ایسی باہمی نزاع کی صورت میں آپس کی نزاع کو بڑھانا نہیں چاہیے بلکہ ہر ایماندار آدمی کو چاہیے کہ ایسے نزاع کی حالت میں اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم تلاش کر کے اس کے موافق آپس کے جھگڑے کا تصفیہ کرے تاکہ بغیر حکم خدا اور رسول کے عقلی طور پر کسی کام کو کر لینے سے دین کی کوئی خرابی نہ لازم آجاوے جس طرح عبداللہ کے ساتھیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی خرابی جتلائی کہ اگر وہ بغیر آنحضرت سے پوچھنے کے اپنی سمجھ سے اس آگ میں کود پڑتے تو قیامت تک اس آگ میں رہتے یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ یہ صورت ایک قسم کی خودکشی کی تھی اور خودکشی کا حکم اوپر آیت "ولا تقتلوا انفسکم" کی تفسیر میں گذر چکا ہے کہ جس طرح سے کوئی شخص خودکشی کرے گا اسی طرح کا عذاب اس پر ہمیشہ کیا جاوے گا اولی الامر کی تفسیر میں سلف کا اختلاف ہے بعضوں نے اس لفظ کی تفسیر امراء کی ہے اور بعضوں نے علماء دونوں تفسیروں میں کوئی تفسیر بھی ہو جاوے جبکہ آیت کی شان نزول کی بعض روایتوں "الطاعۃ فی المعروف" اور بعض روایتوں میں انما الطاعۃ فی المعروف کا لفظ موجود ہے تو معنے آیت کے یہی ہوں گے کہ اولی الامر منکم کی اطاعت اسی حد تک ہے جو حد کسی شرعی حکم سے شریعت میں معروف ہے اسی واسطے اللہ اور رسول کے نام کے ساتھ اطیعوا کا لفظ فرمایا اور اولی الامر کے ساتھ اطیعوا کا لفظ نہیں فرمایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اولی الامر کا حکم مستقل طور پر شرعی حکم نہیں ہے بلکہ اللہ اور رسول کے حکم کی یہ ایک شاخ ہے اور دنیا میں کوئی شاخ بغیر جڑ کے قائم نہیں رہ سکتی چنانچہ اسی بنا پر اہلسنت اور مخالف اہل سنت فرقوں کے مابین قدیم سے یہ جھگڑا چلا آتا ہے کہ ان فرقوں نے احادیث شفاعت حوض میزان عذاب قبر وفات وغیرہ کے مخالف فقط قیاس سے اپنے مذہب کی جو بنائیں قائم کی ہیں جن کے رد قدح کے اہلسنت در پے ہیں اور کہتے ہیں کہ صریح حکم شرعی کے مقابلہ میں کوئی قیاس مقبول نہیں ہوسکتا حاصل آیت کا یہ ہے کہ ما قبل کی آیتوں کے اور ما بعد کی مابعد کے رتبہ پر رکھنا حکم الٰہی کی فرمانبرداری اور اس کے برعکس میں نافرمانی ہے ہر مسلمان کو خوف کرنا اور ان کنتم مومنین کی شرط کو پورا کرنا چاہیے۔

"ذالک خیر و احسن تاویلا" کا مطلب یہ ہے کہ آیت کی ہدایت کے موافق عمل کرنے میں یہ خوبی ہے کہ جو اختلاف تھا وہ بھی رفع ہو جاویگا اور اللہ تعالے کے حکم کی تعمیل کا اجر بھی عقبے میں ملیگا تاویل کے معنے یہاں انجام کے ہیں۔

صحیح بخاری شریف اردو

(پارہ اول)

(بسلسلہ گذشتہ)

(۲۹۱) عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے ہم صرف حج کا ارادہ رکھتے تھے پھر جب (مقام) سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آگیا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا کیوں رو رہی ہو میں نے عرض کیا یہ چاہتی ہوں کہ کاش میں نے اس سال حج (کا ارادہ) نہ کیا ہوتا آپ نے فرمایا شاید تمہیں نفاس آگیا میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا یہ تو ایک چیز ہے جو اللہ نے آدم کی تمام بیٹیوں پر لکھدی ہے (اس میں رونا کیا) جو افعال حج کرنے والا کرتا ہے تم بھی کرو سوا اس کے کہ تم کعبہ کا طواف نہ کرو جب تک کہ تم پاک نہ ہو جاؤ۔

باب استحاضہ (کا بیان)

(۲۹۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں کبھی طاہر نہیں ہوتی ہوں (برابر حیض جاری ہے) تو کیا میں نماز چھوڑ دوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے پس جب (زمانہ حیض کا) آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب بقدر زمانہ حیض گذر جائے تو اپنے (جسم) سے خون دھو ڈالو اور نماز پڑھو۔

باب حیض کے خون کا دھونا (ثابت ہے)

(۲۹۳) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتی ہیں ایک عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ بتائیے کہ جب ہم میں سے کسی کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو چاہیئے کہ اسے مل ڈالے پھر اسے پانی سے دھوئے پھر اسی میں نماز پڑھے

(۲۹۴) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا تو وہ پاک ہوجانے کے بعد اپنے کپڑے سے خون کو چھڑا ڈالتی تھی اور پھر اسے دھو لیتی تھی اور باقی کپڑے پر پانی چھڑک دیتی تھی پھر اسی میں نماز پڑھتی تھی۔

باب استحاضہ والی عورت کا اعتکاف کرنا (درست ہے)

(۲۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی کسی بی بی نے بھی اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں خون کو خارج ہوتے ہوئے (دیکھتی تھیں پس اکثر اپنے نیچے خون (کی کثرت کے سبب) سے طشت رکھ لیا کرتی تھیں اور عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے (ایکبار) کسم کا پانی دیکھا تو کہا کہ گویا یہ وہی چیز ہے جسے فلاں بی بی (بحالت استحاضہ) دیکھتی تھیں۔

(۲۹۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی بی بیوں میں سے کسی بی بی نے (بھی) اعتکاف کیا اور وہ خون اور زردی کو خارج ہوتے (دیکھتی تھیں اور نماز پڑھنے کی حالت میں طشت ان کے نیچے (رکھا) رہتا تھا۔

(۲۹۷) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کسی ام المومنین نے مستحاضہ ہونے کی حالت میں اعتکاف کیا۔

باب کیا عورت (ایسا کر سکتی ہے کہ) جس کپڑے میں حائضہ ہوئی تھی اس میں نماز پڑھ لے۔

(۲۹۸) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے سے زائد نہ ہوتا تھا اسی میں حائضہ ہوتی تھی پھر جب اس میں کچھ خون لگ جاتا تو اس پر تھوک دیتی اور اپنے ناخن سے اسے مل ڈالتی تھی۔

باب عورت کو اپنے غسل حیض کے وقت خوشبو لگانا (درست ہے)

(۲۹۹) حضرت ام عطیہ کہتی ہیں (کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) ہمیں کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت کی جاتی تھی مگر (ہاں) زوج پر چار مہینہ دس دن (سوگ کا حکم تھا) اور (ایسی حالت میں) نہ ہم سرمہ لگاتے نہ خوشبو لگاتے اور نہ رنگین کپڑا سوا عصب[1] کے پہنتے اور ہمیں طہارت کے بعد جب کوئی ہم میں سے حائضہ ہو تھوڑے کست اظفار[2] کی اجازت دیدی گئی تھی اور ہمیں جنازوں کے ہمراہ جانے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔

باب عورت کا اپنے بدن کو ملنا جبکہ وہ حیض سے پاک ہو اور وہ کیونکر غسل کرے اور (کس طرح) مشک لگا ہوا کپڑا لیکر (اسے خون (نکلنے) کے مقام پر ملے۔

(۳۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (روایت ہے کہ) ایک عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے غسل حیض کی بابت پوچھا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ اس طرح غسل کرے فرمایا کہ ایک ٹکڑا (کپڑے کا) مشک سے (بسا ہوا) لے اور اس سے طہارت کر اس نے عرض کیا کہ اس سے کس طرح طہارت کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ طہارت کرلے تو میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اسے خون کے نشان پر پھیر لے۔

باب حیض کا غسل کس طرح کرنا چاہیئے

(۳۰۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں غسل حیض کس طرح کروں آپ نے فرمایا کہ ایک ٹکڑا کپڑے کا مشک سے بسا ہوا لے اور تین مرتبہ وضو کر پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم صاف صاف بیان کرتے ہوئے شرمائے اور اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اس سے وضو کر لیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد سے

---

[1] عصب ایک قسم کے رنگین کپڑے کا نام ہے۔ [2] کست اظفار ایک قسم کی خوشبودار چیز ہوتی ہے اس کو قسط بھی کہتے ہیں اور اردو میں اسے کوٹ کہتے ہیں ۱۲

سے مطلع کر دیا۔

باب عورت کا اپنے غسل حیض (کے وقت) کنگھی کرنا (ثابت ہے)

(۳۰۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع میں احرام کیا تو میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے تمتع کیا تھا اور ہدی نہ لائے تھے پھر انہوں نے اپنے کو کہا کہ وہ حائضہ ہو گئیں اور شب عرفہ تک پاک نہ ہوئیں تب انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ عرفہ کے دن کی رات ہے اور میں نے عمرہ کے ساتھ تمتع کیا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور اپنے عمرہ سے رکی رہو (اور حج کر لو) چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پس جب میں حج کر چکی تو آپ نے عبدالرحمن (بن ابی بکر) کو حصبہ کی رات میں حکم دیا اور وہ میرے اس عمرہ کے بدلہ میں جس کا میں نے احرام باندھا تھا (اور نہیں کیا) مجھے تنعیم سے عمرہ کرا لائے۔

باب غسل حیض کے وقت عورت کو اپنے بالوں کا کھولنا درست ہے

۳۰۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی (حج کو) نکلے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہدی نہ لایا ہوتا تو عمرہ کا احرام کرتا پس بعض نے تو عمرہ کا احرام کیا اور بعض لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا پس عرفہ کا دن میرے اوپر اس حال میں آیا کہ میں حائض تھی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اپنے عمرہ کو (چھوڑ دے) موقوف رکھو اور اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو (چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا) یہاں تک کہ جب حصبہ کی رات آئی تو آپ نے عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے ہمراہ کر دیا اور میں تنعیم تک گئی اور میں نے اپنے عمرہ کے عوض عمرہ کا احرام کیا ہشام کہتے ہیں کہ ان میں سے کسی بات میں نہ ہدی دینا پڑی اور نہ روزہ رکھنا پڑا اور نہ صدقہ دینا پڑا۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمانا مخلقۃ وغیر مخلقۃ (کے کیا معنے ہیں)

(۳۰۴) انس بن مالک نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے رحم میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو کہتا ہے کہ یا رب نطفۃ یا رب علقۃ یا رب مضغۃ پس جب اللہ چاہتا ہے کہ اس کی خلقت پوری کر دے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ مرد (بنے) یا عورت شقی ہو یا سعید پھر رزق کس قدر ہو اور عمر کتنی ہو آپ فرماتے ہیں جب پھر وہ فرشتہ (یہ سب پوچھ کر) اس کے ماں کے پیٹ میں (اس کی پیشانی پر) لکھ دیتا ہے۔

باب حائضہ عورت حج اور عمرہ کا احرام کس طرح باندھے۔

(۳۰۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو ہم میں سے بعض لوگ وہ تھے جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا پس ہم مکہ میں آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور وہ ہدی نہ لایا ہو تو چاہیئے کہ وہ احرام سے باہر ہو جائے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی لایا ہو تو وہ جب تک اپنی ہدی کی قربانی نہ کر لے احرام سے باہر نہ ہو اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کر لے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں حائضہ ہو گئی اور برابر حیض آتا رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن آگیا اور میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنا سر کھول ڈالوں اور کنگھی کروں اور حج کا احرام باندھوں اور عمرہ کو (بالفعل) چھوڑ دوں چنانچہ میں نے یہی کیا یہاں تک کہ میں نے اپنا حج پورا کر لیا تو آپ نے میرے ہمراہ عبدالرحمن بن ابی بکر کو بھیجدیا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے عمرہ کے بدلے تنعیم سے عمرہ لے آؤں۔

باب حیض (کے زمانہ) کا سامنے آنا اور اس کا پیچھے چلا جانا (ضروری ہے یعنی حیض کا زمانہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا) اور عورتیں حضرت عائشہؓ کے پاس لکڑی[1] پر روئی رکھ کر بھیجتی تھیں اس میں زردی ہوتی تھی تو حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ جلدی نہ کرو یہاں تک کہ صاف شفاف (پانی نہ) دیکھ لو مراد آپ کی اس سے حیض سے پاکی ہے اور کہ وہ بغیر اس کے حاصل نہیں ہوتی) اور زید بن ثابت کی لڑکی کو یہ خبر پہنچی کہ عورتیں شب کے وقت چراغ منگاتی ہیں اور طہر کو دیکھتی ہیں تو انہوں نے ان پر طعنہ زنی کی۔

(۳۰۶) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش مستحاضہ ہوتی تھیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کا مسئلہ) پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے پس جب حیض (کا زمانہ) آگے آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب پیچھے چلا جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔

باب حائضہ عورت نماز کی قضا نہ کرے اور جابر بن عبداللہ اور ابوسعید (خدری) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ (حائضہ عورت) نماز چھوڑ دے

(۳۰۷) حضرت معاذ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ سے کہا کہ کیا ہم میں سے کسی کو اس کی نماز (صرف اسی قدر زمانہ میں) جبکہ وہ طاہر رہے کافی ہے تو حضرت عائشہ نے کہا کہ کیا تو حروریہ[2] ہے یقیناً ہم (جب) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (رہتے تھے) حائضہ ہوتے تھے مگر آپ ہمیں نماز (کی قضا پڑھنے) کا حکم نہ دیتے تھے (یا عائشہ نے یہ کہا کہ ہم قضا نہ پڑھتے تھے)

باب حائضہ کے ہمراہ اس حال میں سونا کہ وہ حیض کے لباس میں ہو درست ہے

(۳۰۸) ام سلمہ کہتی ہیں کہ مجھے اس حالت میں حیض آ گیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چادر میں لیٹی ہوئی تھی پس میں آہستہ سے نکل گئی اور چادر سے باہر ہو گئی پھر میں نے اپنے حیض کے کپڑے لئے اور ان کو پہن لیا تو مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں نفاس آ گیا میں نے عرض کیا کہ ہاں تو آپ نے مجھے بلا لیا اور اپنے پاس چادر کے اندر داخل کر لیا زینب کہتی ہیں کہ مجھ سے ام سلمہ نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بوسے لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ظرف سے غسل جنابت کرتے تھے۔

---

[1] عورتوں کا دستور ہے کہ حیض کی حالت میں روئی یا کپڑا اپنے خاص عضو میں رکھ لیتی ہیں اسی روئی کو وہ عورتیں حضرت عائشہ کے پاس بھیجتی تھیں کہ اس کا رنگ اب سرخ نہیں رہا شاید یہ حیض نہیں ہو۔ [2] حروریہ ایک فرقہ ہے خارجیوں کا وہ اس بات کے قائل ہیں کہ حالت حیض میں جتنی نمازیں فوت ہوگئی ہیں ان کی قضا ضروری ہے۔

باب جس نے طہارت کے لباس کے سوا حیض کا لباس بنایا (اس نے کچھ خلاف نہیں کیا)

(۳۰۹) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ اس حالت میں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چادر میں لیٹی ہوئی تھی حائضہ ہوگئی تو میں آہستہ سے نکل گئی اور میں نے اپنے حیض کا لباس پہن لیا تو آپ نے فرمایا تمھیں نفاس آگیا میں نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ہمراہ چادر میں لیٹ رہی۔

باب حائضہ عورت کا عیدین میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہونا درست ہے (اور ایسی عورتوں کو) چاہیئے کہ (نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

(۳۱۰) حضرت حفصہ کہتی ہیں کہ ہم اپنی جوان عورتوں کو عیدین میں جانے سے منع کیا کرتے تھے تو ایک عورت آئی اور قصر بنی خلف میں اتری تو اس نے اپنی بہن سے نقل کیا اور کہا کہ میری بہن کے شوہر نے بارہ غزووں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا تھا اور چھ غزووں میں میری بہن ان کے ہمراہ تھیں (تو) انہوں نے کہا کہ ہم زخمیوں کی دوا کیا کرتے تھے اور مریض کی تیمارداری کرتے تھے تو میری بہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جب ہم میں سے کسی کے پاس برقع نہ ہو تو اس کو باہر نکلنے میں کچھ حرج ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی کو چاہیئے کہ وہ اپنا برقع اسے اڑھا دے اور اسے چاہیئے (مجالس) خیر میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہو پس جب ام عطیہ آئیں تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے بارہ میں) کچھ سنا ہے تو انہوں نے کہا بابی نعم اور وہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتی تھیں تو بابی (ضرور) کہتی تھیں (میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جوان عورتیں اور پردہ نشین اور حائضہ عورتیں باہر نکلیں اور (مجالس) خیر میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں اور حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں حفصہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ حائضہ عورتیں (بھی شریک ہوں) وہ بولیں کیا حائضہ عورتیں عرفہ میں اور فلاں فلاں کام میں حاضر نہیں ہوتیں۔

باب جب کوئی عورت ایک مہینہ میں تین بار حائضہ ہو (تو کیا حکم ہے) اور یہ کہ حیض اور حمل کے بارہ میں (بشرطیکہ حیض ممکن ہو) عورتوں کی تصدیق کی جائے بدلیل قول اللہ برتر کے "ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن" اور حضرت علی اور شریح سے منقول ہے کہ اگر عورت کے خاص عزیز میں سے کوئی ایسا آدمی گواہی دے جس کا دین پسندیدہ ہو کہ وہ ایک مہینہ میں تین بار حائضہ ہوئی تو اس کی تصدیق کی جائے اور عطا نے کہا ہے کہ حیض اس کے اس قدر ہوں گے جس قدر پہلے ہوتے تھے اور ابراہیم نخعی بھی اسی کے قائل ہیں اور عطا نے کہا کہ حیض ایک دن سے پندرہ دن تک رہ سکتا ہے اور معتمر نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابن سیرین سے اس عورت کے بارہ میں پوچھا جو اپنے حیض کے پانچ دن بعد خون دیکھے تو انہوں نے کہا کہ عورتیں اس سے خوب واقف ہیں۔

(۳۱۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں مستحاضہ ہوتی ہوں پھر (دو) تو ان تک پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ تو ایک رگ کا خون ہے لیکن بقدر ان دنوں کے جن میں تم حائضہ ہوتی تھیں نماز چھوڑ دو پھر جب اس قدر زمانہ گذر جائے تو غسل کر لو اور نماز پڑھو۔

باب غیر زمانہ حیض میں زردی یا مٹیلے پن کا دیکھنا (حیض میں محسوب نہیں ہوتا)

(۳۱۲) حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہم مٹیلے پن کو اور زردی کو کچھ نہ سمجھتے تھے (یعنی حیض میں شمار نہ کرتے تھے۔

باب استحاضہ کی (ایک خاص) رگ (ہوتی ہے)

(۳۱۳) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ سات برس مستحاضہ رہیں تو انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ ایک رگ کا خون ہے پس وہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھیں۔

باب عورت (طواف) افاضہ کے بعد حائضہ ہو جائے (تو کیا کرے)

(۳۱۴) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی حائضہ ہوگئی ہیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید وہ ہمیں روکیں گی کیا انھوں نے تم لوگوں کے ہمراہ طواف نہیں کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہاں (کیا تھا) آپ نے فرمایا پھر (کچھ حرج نہیں) چلو۔

(۳۱۵) ابن عباس کہتے ہیں کہ عورت کو (طواف افاضہ کے بعد) جب حیض جاری ہو جائے تو (اسے اپنے گھر) لوٹ جانے کی اجازت دیگئی ہے اور ابن عمر اپنے پہلے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ نہ لوٹے پھر میں نے انھیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوٹ جائے بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی ہے۔

باب جب مستحاضہ طہر کو دیکھے تو کیا کرے ابن عباس کہتے ہیں کہ غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ (صرف) ایک گھڑی دن (اسے حیض آیا) ہو اور اس کا شوہر اس کے پاس آئے جبکہ اس نے نماز پڑھ لی ہو نماز بڑی چیز ہے۔

(۳۱۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض (کا زمانہ) سامنے آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب پیچھے چلا جائے تو اپنے (جسم) سے خون کو دھو ڈالو اور نماز پڑھو۔

باب نفاس والی عورت (کے جنازہ) پر نماز پڑھنا اور اس کا طریقہ۔

(۳۱۷) سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ ایک عورت پیٹ (کی بیماری) میں مرگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

باب اس باب کے متعلق کوئی خاص عنوان نہیں ہے۔

(۳۱۸) عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے خالہ میمونہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ حائضہ ہوتی تھیں تو نماز نہ پڑھتی تھیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے سامنے فرش بچھائے ہوئے بیٹھی ہوتی تھیں اور آپ اپنی چادر پر نماز پڑھتے جب سجدہ کرتے تو آپ کا کچھ کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

وهي حاله المحو والفناء وهي حالة الابدال المنكسرى القلوب لاجله الموحدين العارفين ارباب العلوم والعقل السادة الامراء الشحنة والخلق خلفاء الرحمن واخلائه واعيانه واحبائه عليهم السلام فاتباع الامر فيها بمجانبتك اياك بالتبري من الحول والقوة وان لا يكون لك ارادة وهمة في شيء البتة دنيا وعقبى فتكون عبد الملك لا عبد الملك وعبد الامر لا عبد الهوى كالطفل مع الظئر والميت الغسيل على جسده بايت يدي الطبيب فيما سوى الامر والنهي

جو مٹ جانے اور فنا ہو جانیکی حالت ہے اور یہ حالت ابدال کی ہے جن کے دل خدا کے لئے شکستہ ہیں اور وہ موحدین عارفین صاحب علم و عقل اور امراء کے سردار اور خلق کے کوتیال و نگہبان اور نائبان خدا اور خدا کے اصحاب اور محبان الٰہی ہیں (علیہم السلام) بس اس حالت میں امر کی پیروی یہی ہے کہ تو خود اپنا مخالف ہو جائے اور اپنے حول و قوت سے بیزار ہو اور دنیا و آخرت کی کسی چیز کی طرف تیرا قطعاً قصد و ارادہ نہ ہو پھر تو اس وقت بندۂ بادشاہ ہوگا نہ کہ بندۂ ملک امر کا بندہ ہوگا خواہش کا نہیں اور دایہ کے ہاتھ میں شیرخوار بچہ کی طرح اور غسال کے ہاتھ میں نہلائے جانے والے مردہ کی مانند اور طبیب کے روبرو بیہوش بیمار کے مثل تو ہو جائیگا اور اللہ کے امر و نہی کے علاوہ تو اور تمام امور میں بیہوش و بے خبر ہوگا

كانت قسما ساقها اليك فكفيا مهنا فينقلب الصبر شكرا وهو عز وجل وعد الشاكرين بالزيادة في العطاء قال الله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم ولئن كفرتم ان عذابي لشديد وان لم تكن قسما لك فالغناء عنها بقطعها من القلب ان شاءت النفس او ابت فالزم الصبر وخالف الهوى وعانق الامر وارض بالقضاء وارج بذلك الفضل والعطاء وقد قال الله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب۔

تو اللہ تیرا یہ حصہ تیری طرف پہنچا دیگا جو برکت والا اور کفایت کرنے والا ہوگا اور اب تیرا صبر بدل جائیگا شکر کے ساتھ اور اللہ عزوجل نے شاکرین سے وعدہ فرمایا ہے زیادتی عطا کا چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم اور زیادہ دینگے اگر ناشکری (کفران نعمت) کروگے تو پھر ہمارا عذاب شدید ہے اور اگر وہ خواہش تیری قسمت میں نہیں ہے (اور کشائش نہ آئے) تو اس کا خیال ہی دل سے مٹائے خواہ نفس چاہے یا نہ چاہے اور ہر حال میں اپنے لئے صبر کو لازم کرلے اور مخالف ہو جا خواہش کا اور مضبوط پکڑ لے امر (حکم حاکم) کو اور راضی ہو جا حکم قضا و قدر پر اور امید دھر دستار کہ اس پر کہ آخر تیرا پروردگار تجھپر فضل و عطا کرے گا اور خواہش صبر اور قسمت پر رضا مند رہنے کے سبب سے اللہ عزوجل تیرا نام صابر و شاکر رکھے گا اور تجھے گناہوں سے بچنے کی عصمت اور طاعت پر قائم رہنے کی طاقت زیادہ عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک صبر کرنے والوں کو اجر بے حساب دیا جائیگا۔

المقالة الحادية عشر

(في الشهوة)

قال اذا القيت عليك شهوة النكاح في حالة الفقر وعجزت عن مؤنته فصبرت عنه منتظرا الفرج من الباري اما بزوالها او اقلاعها عنك بقدرته التي القاها عليك او جاء هافيك فيعينك وينجيك من حمل مؤنتها اليصال بايصالها اليك موهبة هنيا مكفيا من غير ثقل في الدنيا ولا تبعة في العقبى سماك الله عز وجل صابرا شاكرا لصبرك عنها راضيا بقسمته فزادك عصمة وقوة فان

مقالہ گیارہواں

(خواہشات کے بیان میں)

فرمایا جب فقر و غریبی و محتاجی کی حالت میں خواہش نکاح تجھ میں پیدا ہو اور تو اس کے بوجھ اٹھانے سے عاجز اور قاصر ہو تب تو اللہ سے کشائش و فراخی کی امید رکھتے ہوئے صبر اختیار کر جس کی قدرت سے یہ خواہش تجھ میں پیدا ہوئی اس کو یا تو وہ ہی تیری حفاظت کرتے ہوئے تجھ سے زائل و نابود کردے گا یا پھر وہ ہی تیری اس خواہش کے پورا کرنے کا سامان (تیرے) نقل دنیاوی اور تعب اخروی اٹھائے بغیر تجھے بطریق بخشش پہنچائے گا جو تیرے لئے کفایت و مبارک باد ہوگی۔ پس اگر وہ تیری قسمت میں ہے

المقالة الثانية عشر

(في النهي عن حب المال)

قال رضي الله عنه اذا اعطاك الله عز وجل مالا فاشتغلت به عن طاعته حجبك به عنه دنيا واخرى وربما سلبك اياه وغيرك وافقرك عقوبة لك لاشتغالك بالنعمة عن المنعم وان اشتغلت بطاعته عن المال جعله لك موهبة ولم ينقص منه حبة واحدة كان المال خادمك وانت خادم المولى فتعيش في الدنيا مدللا وفي العقبى مكرما مطيبا في جنة الماوى مع الصديقين والشهداء والصالحين۔

مقالہ بارہواں

(مال کی محبت کے سبب عبادت الٰہی سے منہ پھیرنے کی سزا)

جب اللہ عزوجل تجھے مال عطا کرے اور تو اس کی طاعت و عبادت سے مال کی وجہ سے منہ پھیرے تو خدا اپنے قرب سے تجھے دنیا و آخرت میں محجوب کر دیگا اور ممکن ہے کہ اس مال کو تجھ سے چھین لے تیرا حال بدل دے اور تجھے فقیر کردے منعم سے پھر کر نعمت (مال) کی طرف مشغول ہو جانیکی یہی سزا ہے اور اگر تو مال سے عبادت کی طرف مشغول رہا تو اللہ تعالیٰ اس مال کو تیرے لئے عطا و بخشش کردے گا اور اس مال سے ایک دانہ ایک حبہ کم نہ ہوگا مال تیرا خادم ہوگا اور تو مولیٰ کا خادم پھر تو دنیا میں ناز و نعم کے ساتھ عیش کرلے گا اور عقبیٰ میں مکرم

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے بسلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب لائل پور)

دیگر ممالک کی حالت

مذکورہ بالا تفصیلات سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل عرب قبل ظہور اسلام کس قدر تاریکی میں تھے اور وحشت و بربریت کے عمیق گڑھے میں پڑے ہوئے انسانیت کا منہ چڑا رہے تھے ان کی ذلت و پستی کی کوئی انتہا نہ تھی ان کے اخلاق اور تہذیب و معاشرت پر جہالت اور حیوانیت کی گھنگور گھٹا چھائی ہوئی تھی اور تمام دنیا جہان کی برائیوں جہالتوں اور اخلاق سوزیوں نے عرب کو اپنا مسکن اور مخزن بنالیا تھا اور سیاہ کاری و فسق و فجور نے وہاں کی فضا سازگار پاکر وہاں ڈیرے ڈالدیئے تھے۔

کسی کو کیا معلوم تھا کہ سرزمین عرب کے وہ ذرے جو حیوانیت کے پاؤں تلے روندے جارہے تھے وہ ایکدن فلک عظمت کے روشن ستارے بنکر چمکیں گے اور گمراہوں کی رہنمائی کا باعث بنیں گے۔ یہ حالت صرف عرب ہی کی نہ تھی بلکہ تمام دنیا پر بھی اندھیرا چھایا ہوا تھا اور کہیں بھی اخلاق، مذہب معاشرت اور عقائد کی روشنی نہ تھی قدیم اور باعزت ممالک گوشۂ گمنامی اور گمراہی میں پڑے ہوئے تھے جو ممالک کسی زمانہ میں تہذیب و تمدن کا منبع اور مرکز تھے وہ برائیوں اور بداخلاقیوں کا مخزن بنکر رہ گئے تھے۔ ایران روم و یونان اور مصر و ہندوستان جو اپنے علم و ہنر اور تہذیب و معاشرت میں ممتاز اور شہرۂ آفاق تھے وہ بھی وحشت اور بربریت میں پڑے ہوئے تھے اور ان کی خوبیاں و اخلاق برباد ہو چکے تھے۔

ایران میں زرتشت نے آتش پرستی کو رواج دیکر علم و معرفت اور روحانیت کو بھسم کردیا تھا چاند سورج اور ستاروں کی پرستش ہوتی تھی دو خدا اہرمن اور یزدان معبود مانے جاتے تھے رہزنی اور بدکاری عام تھی حالت یہ تھی کہ مزدک نے برسر دربار کسرائی ایران کی باوئے سلطنت کی عصمت دری کی مگر کسی کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ آتش پرستی بت پرستی شخصیت پرستی اور شاہپرستی کی زنجیروں میں ہر شخص جکڑا ہوا تھا اور نحوست و ادبار کا سیلاب بہا چلا آرہا تھا۔

یہی حالت روم و یونان اور مصر کی تھی خدا پرستی کا نام و نشان نہ تھا علم و معرفت اور حکمت و روحانیت کا کہیں پتہ نہ تھا غلاموں کی خرید و فروخت ایک تجارتی کاروبار بن گیا تھا یہاں تک کہ باپ اپنی اولاد کو فروخت کردیتا تھا رہبانیت اختیار کرلیا اور اس کے پردے میں عورتوں کی عصمت دری کرنا بزرگی کی علامت تھا اور ہوس رانی و شیطانی حرکات کو دینی رہنمائی سمجھا جاتا تھا۔

ہندوستان میں برہمنی مذہب کا زور تھا اور بدھ مذہب خارج ہو رہا تھا مورتی پوجا کو ذریعہ نجات تصور کیا جاتا تھا۔ سادھو کے بعض اپنی حقیقی بہنوں سے شادی کرلیتے تھے ستاروں پہاڑوں دریاؤں درختوں اور حیوانوں کی پرستش کی جاتی تھی جو اس روشنی کے زمانہ میں بھی موجود ہے اور بام مارگیوں کی پلید اور حیا سوز تعلیم عام ہو رہی تھی غرض تمام دنیا تیرہ و تار تھی اور علم و تہذیب شرم سے منہ چھپائے ہوئے دنیا کے کسی کونہ میں آہ و زاری کررہی تھی۔

تمدن و اخلاق علم و حکمت اور شرم و حیا اپنی بربادی پر خون کے آنسو رو رہے تھے ہدایت و معرفت کی وہ شمعیں جو وقتاً فوقتاً روشن کیگئی تھیں گل ہوچکی تھیں اور ایسا تاریک زمانہ دنیا میں کبھی نہ آیا تھا کہ دفعۃً عالم انسانیت پر ضلالت و گمراہی چھاگئی ہو۔

عرب جاہلیت پر تبصرہ

اہل عرب کی اسلام سے پہلے جو حالت تھی اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) وہ صدیوں تک کسی اصلاح و تربیت اور ترقی کی آواز سے ناآشنا رہنے کی وجہ سے اپنی فطری استعداد اور قبولیت کا مادہ ہی کھو چکے تھے۔

(۲) اسلام سے پہلے کسی الہامی اور غیر الہامی مذہب نے عرب کی اصلاح کا بیڑہ نہ اٹھایا اور یہ کہ تمام مذاہب ان کی اصلاح سے قاصر اور عاجز رہے۔

(۳) سیاسی و تمدنی نشو و ارتقا کے مواقع ان کو شروع ہی سے میسر نہ آئے اور نہ ان کو کبھی حاکم و محکوم بننے کا موقع ملا۔

(۴) عرب میں صدیوں سے تہذیب، تمدن، اخلاق اور علم و حکمت کا پتہ نہ تھا اور نہ ہی ان کے دل و دماغ کسی خارجی تہذیب و تمدن سے اثرپذیر ہوئے تھے۔

(۵) دیگر ممالک کسی نہ کسی وقت تہذیب و شائستگی کی وجہ سے سرفراز اور مشہور رہ چکے تھے مگر عرب کو یہ بات کبھی بھی حاصل نہیں ہوئی۔

(۶) چونکہ ان کو حاکم و محکوم بننے کا موقعہ نہیں ملا تھا اس لئے وہ جہانبانی و کشورکشائی اور غلامانہ و محکومانہ دونوں قسم کے جذبات سے خالی الذہن تھے۔

کسی ملک کی ترقی ان دو باتوں پر منحصر ہے کہ یا تو خود اس ملک میں مصلح ہادی اور رہبر پیدا ہوں اور اس ملک میں ترقیات کی بنیاد رکھیں اور اہل ملک کو کسی کامیاب شاہراہ پر ڈالدیں اور یا وہ دوسرے متمدن و مہذب ممالک کی ترقیات اور خیالات سے اثرپذیر ہو سو عرب نے ہمیشہ اپنے ہادیوں کو جھٹلایا اور ان کی تعلیمات کا مضحکہ اڑا کر پہلا موقعہ اپنے ہاتھ سے کھودیا اور دوسرا موقعہ بھی ان کو میسر نہ آیا کیونکہ عرب کے جغرافیائی حالات ہی اس قسم کے تھے کہ ان کو دیگر ممالک سے کسی قسم کا تعلق اور رشتہ نہ تھا اور نہ ہی دیگر اقوام کو عرب کی خشک اور بنجر زمین کی وجہ سے اہل عرب کو مفتوح اور محکوم بنالینے کا شوق دامنگیر رہا کہ وہ فاتح قوم کے تہذیب و تمدن سے اثرپذیر ہوسکتے پس وہ تہذیب و تمدن سے آشنا ہوتے تو کیسے اور وہ

انسان بنتے تو کیسے۔

بعض عیسائی مصنفین کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب کا تمدن کسی زمانہ میں اوج کمال تک پہنچا ہوا تھا کیونکہ اصول ارتقا کی رو سے کوئی قوم محض وحشت کی حالت سے دفعتہً اعلیٰ درجہ کی تہذیب و تمدن تک نہیں پہنچ سکتی۔

مگر یہ ایک قیاسی استدلال ہے اور محض اسلئے گھڑا گیا ہے کہ قرآن کریم کی الٰہی تاثیر مقناطیسیت اور قوی تاثیر اپنی پوری اور حقیقی شان میں جلوہ گر نہ ہو سکے مگر قرآن کریم کے ذریعہ تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس کا جو عظیم الشان اور کایا پلٹ کام سرانجام پایا ہے اس کی عظمت و شان پر کوئی انسانی دماغ اور ہاتھ پردہ نہیں ڈال سکتا۔ اور سفید کو سیاہ نہیں بنایا جا سکتا۔

عرب کے دیگر حصص مثلاً یمن۔ حضرموت۔ صنعاء۔ تلیس اور حیرہ وغیرہ میں اگر تہذیب و تمدن کسی زمانہ میں ہو تو ہو لیکن عرب کے خاص اور اندرونی مقامات میں جہاں سے اسلامی تمدن کی بنیاد پڑی تہذیب و تمدن کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ حد ہے کہ ظہور اسلام کے وقت تک آٹا چھاننے تک کی چھلنیاں نہ تھیں راتوں کو گھروں میں چراغ نہ جلا کرتے تھے۔

عرب حشرات الارض کھنکھجورا گرگٹ اور سیہی وغیرہ جانوروں کا چمڑہ کھا جاتے تھے۔ بعض قبائل بچہ بھی کھا لیتے تھے اور اونٹ کے بال خون میں جوش دیکر مزے سے کھا لیتے تھے۔

لباس بہت ہی سادہ پہنتے تھے گاڑھے کے کرتے میں چمڑے کا پیوند لگا لیتے تھے اور بعض اشخاص چمڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سوئی سے جوڑ کر چادر بنا لیتے تھے اور اسکو اوڑھتے تھے۔

علامہ شبلی مرحوم اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول کے صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲ پر لکھتے ہیں کہ:۔

عربی زبان نہایت وسیع ہے باوجود اس کے جن چیزوں کو تمدن اور اسباب معاشرت سے تعلق ہے ان کے لئے خاص عربی زبان میں الفاظ نہیں ملتے بلکہ ایران یا روم سے مستعار آئے ہیں سکہ کے لئے ایک لفظ بھی موجود نہیں . . . . درہم اور دینار دونوں غیر زبان کے الفاظ ہیں۔ درہم یونانی لفظ درخم ہے اور یہ وہی لفظ ہے جو انگریزی میں ڈرام ہو گیا ہے۔ چراغ معمولی چیز ہے تاہم اس کے لئے عربی میں کوئی لفظ نہ تھا چراغ کو لیکر سراج کر لیا پھر ایک مصنوعی لفظ بنایا "مصباح" یعنی ایک آلہ جس سے صبح بنائی جاتی ہے کوزہ کے لئے کوئی لفظ نہیں کوزہ کو کوز کر لیا ہے لوٹے کو ابریق کہتے ہیں جو آبریز کا معرب ہے۔ تشت فارسی لفظ تھا اسی کو عربی میں طست کر لیا ہے پیالہ کو کاس کہتے ہیں وہی کاسہ فارسی لفظ ہے کرتہ کو عربی میں "قرطق" کہتے ہیں یہ بھی فارسی ہے پاجامہ کو سروال کہتے ہیں جو شلوار کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

جب ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے لفظ نہ تھے تو تمدن کے بڑے بڑے سامانوں کے لئے کہاں سے لفظ آتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب نے کسی زمانہ میں جو ترقی کی تھی آس پاس کے ممالک کی تہذیب و تمدن سے متاثر ہو کر کی تھی اس لئے جو مقامات ان ممالک سے دور تھے اسی حالت پر رہ گئے۔

مکہ معظمہ

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ مصر کے فسق و فجور اور مکر و فریب سے نجات پائی تو آپ ملک شام میں فلسطین کے قریب آکر آباد ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی زراعت میں برکت عطا فرمائی اور گائیں بکریاں بکثرت ہو گئیں تو ایک دن حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ مجھ سے تمہاری کوئی اولاد نہیں ہوئی میں چاہتی ہوں کہ آجرہ (ہاجرہ) کو تمہیں بخش دوں آپ نے منظور فرمایا اور ان سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ لیکن آخر میں حضرت سارہ کو رشک پیدا ہوا اور چاہا کہ ان کو اپنی نظر سے دور کر دیں مگر معتبر یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیم کو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وادی مکہ میں پہنچا دینے کا حکم دیا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو ساتھ لیکر بیت العتیق کے پاس ایک درخت کے نیچے جو چاہ زمزم سے اوپر کی طرف تھا چھوڑ گئے اور ایک مشک پانی کی اور ایک تھیلی چھوہاروں کی کھانے پینے کو دیگئے۔

جس وقت آپ ملک شام کو واپس ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ نے سوال ہو کر پوچھا کہ آپ ہم کو ایک ایسی وادی غیر ذی زرع میں چھوڑے جاتے جہاں نہ کوئی آبادی ہے اور نہ ہی کوئی مونس و غمخوار ہے۔ بار بار یہی الفاظ دہرائے مگر حضرت ابراہیم نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت ہاجرہ نے کہا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی حکم ہوا ہے فرمایا ہاں۔ تب حضرت ہاجرہ نے اطمینان سے فرمایا کہ تو آپ شوق سے تشریف لیجائیے اللہ پاک ہم کو ضایع نہ فرمائیگا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے رخصت ہو کر ثنیۃ الوداع تک پہنچے اور آپ کو بتلایا گیا کہ بیت العتیق یہیں ہے تو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ میں نے اپنی ذریت کو بے زراعت اور غیر آباد وادی میں بسایا ہے اس کو قبول فرما اور برکت عطا فرما۔

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ اس وادی میں آباد ہو گئے اور چاہ زمزم بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ظاہر کر دیا تو ایک قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ جانب کدا سے آکر اسفل مکہ میں اترے تو دیکھا کہ آنفریہ پرندے اڑتے ہیں یہ دیکھکر آپس میں کہنے لگے کہ یہ پرندے تو پانی کے گرد اڑا کرتے ہیں حالانکہ ہم اس سے پہلے کئی مرتبہ ادھر آئے مگر پانی کا کوئی نشان نہ پایا یہ ایک ...... اور نئی بات دیکھکر دو آدمی اس بات کی تلاش میں روانہ کئے تاکہ انہوں نے دیکھا کہ پانی کا ایک چشمہ ہے اور اس کے پاس حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل ہیں تو ان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم لوگ یہاں آکر آباد ہو جائیں آپ نے بخوشی ان کو اجازت دیدی اور اس طرح سب سے پہلے وادی مکہ میں جرہمی آباد ہوئے اور پھر کعبہ کی برکت سائکی کشش اور دعائے خلیلی کی وجہ سے اور لوگ بھی آس پاس آباد ہونے لگے۔

قبیلہ جرہم میں ایک شخص مضاض بن عمرو جرہمی ممتاز شخص تھا حضرت اسمٰعیل نے اس کی لڑکی سے شادی کر لی اس سے بارہ اولادیں ہوئیں جن میں سے

قیدار کی اولاد بکثرت ہوئی حضرت اسمٰعیل کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بیٹے نابت کعبہ کے متولی ہوئے ان کے بعد ان کے نانا مضاص نے یہ منصب حاصل کیا اور خانہ کعبہ کی تولیت خاندان اسمٰعیل سے نکل کر جرہم کے خاندان میں آگئی اور ان کے بعد خزاعہ نے کعبہ پر قبضہ کر لیا۔

مکہ معظمہ کی قدامت

ابن ابی حاتم نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ زمین کی پیدائش سے چالیس برس پہلے اللہ تعالےٰ نے بیت العتیق کو پانی پر شکل جھین کے پیدا کیا اور یہیں سے زمین پھیلائی گئی۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ بیت العتیق اس زمانہ میں ٹیلہ کی طرح زمین سے بلند تھا اور جب کوئی سیل آتی تو اس کے دائیں بائیں سے ہو کر نکل جاتی۔

لغویؒ فرماتے ہیں کہ بیت العتیق کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا تھا غرض روئے زمین پر سب سے پہلا عبادت کا گھر مکہ معظمہ ہے۔

مگر بعض متعصب عیسائی مورخوں کو مکہ معظمہ کی قدامت سے انکار ہے لیکن علامہ شبلی مرحوم نے سیرۃ النبی میں پرزور دلائل سے اس کی قدامت کو ثابت کر دیا ہے اور عیسائی مؤرخوں کے اعتراض کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

عیسائی مورخوں کو جہاں مکہ معظمہ کی قدامت سے انکار رہے وہاں اتنی بات کا تو اعتراف ہے کہ مکہ معظمہ ولادت مسیح سے ۶۰ برس پہلے موجود تھا کارلائل نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ:۔

"مورخ سلیس نے کعبہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ دنیا کے تمام معبدوں سے قدیم اور اشرف ہے اور یہ ولادت مسیح سے پچاس برس پہلے کا ذکر ہے۔

نیز بطلیموس نے اپنے جغرافیہ میں مکہ معظمہ کا ذکر کیا ہے جو قدیم زمانہ کا مورخ ہے اس سے زیادہ قدامت کی اور کیا سند ہو سکتی ہے۔

بنائے کعبہ

جب حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہ کو وادی مکہ میں چھوڑ کر ملک شام کو واپس آگئے تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت سارہ کا انتقال ہو گیا اور آپ بھی مکہ میں چلے آئے۔

حضرت اسمٰعیل جوان ہو چکے تھے جب دونوں مقدس باپ بیٹے ایک جگہ جمع ہو گئے۔ آزمائش و ابتلا سے فراغت ہوئی اعلان حق میں آزادی و فارغ البالی نصیب ہوئی اور ایک ہم آواز ہاتھ آیا تو سب سے پہلے ایک معبد بنانے کا خیال دامنگیر ہوا اور دونوں باپ بیٹوں نے مل کر اس چھوٹے سے گھر کی بنیاد ڈالی سہ

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا　　خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے ٹھہرا جس کو تاکا　　کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

حضرت اسمٰعیل پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم لگاتے جاتے تھے اور دونوں خدا کے پیارے اور عرش الٰہی کے تارے زبان سے کہتے جاتے تھے قولہ تعالیٰ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۝ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ۝ وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ۝

(ترجمہ) اے اللہ ہم سے یہ مقدس خدمت قبول فرما۔ تو ہی اچھا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے اللہ ہم دونوں کو اپنی خدمت کے واسطے مطیع کر لے۔ ہماری ذریات میں سے ایک امت کو بھی مطیع کر لے اور ہم کو ہمارے مناسک دکھلا اور ہم پر مغفرت سے رجوع فرما بیشک تو رجوع فرمانے والا رحیم ہے۔"

جب یہ ہدایت اور مغفرت کا گھر بن چکا تو وحی الٰہی نے آواز دی قولہ تعالیٰ۔

وطھر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود ۝ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامر یاتین من فج عمیق ۝

(ترجمہ) ہمارا گھر طواف کرنے والوں۔ نماز میں قیام کرنے والوں۔ رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر اور تمام لوگوں کو پکار دے کہ حج کو آئیں پیدل بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی ہر دور دراز گوشوں سے آئیں گے۔

یہ مبارک اور قلوب انسانی میں پیوست ہونے والی آواز مشرق سے مغرب شمال سے جنوب اور زمین سے آسمان تک پہنچ گئی اور سعید روحوں نے اس پیاری صدا کو دل کے کانوں سے سنا اور آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ اسی آواز پر لبیک کہنے والے حج کے دنوں میں دنیا کے دور دراز گوشوں سے کس طرح والہانہ فرائض عبدیت ادا کر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم نے جو تعمیر بنائی تھی اس کا طول و عرض حسب ذیل تھا۔ بلندی زمین سے چھت تک ۹ گز۔ طول حجر اسود سے رکن شامی تک ۳۲ گز عرض رکن شامی سے غربی تک ۲۲ گز۔

جب اس گھر کی تعمیر مکمل ہو چکی تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ ایک پتھر لاؤ تاکہ میں ایسے مقام پر نصب کر دوں جہاں سے طواف شروع کیا جائے اسی کو حجر اسود کہتے ہیں۔

چونکہ یہ گھر نہایت سادہ تعمیر ہوا تھا اس لئے جب قصی بن کلاب کو کعبہ کی تولیت حاصل ہوئی تو انہوں نے قدیم عمارت گرا کر نئے سرے سے تعمیر کی اور کھجور کے تختوں کی چھت پاٹی۔

اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا وہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا جس نے خدا کے فرماں بردار اور جاں نثاروں میں ایثار و فداکاری کا وہ جوش بھر دیا جو شہدائے اسلام کا خصوصی حصہ ہے اور جس کی یاد ہر سال عیدالضحیٰ کے موقع پر تازہ ہوتی ہے۔

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب مجموعہ خوابنامہ صدیقی کا مطالعہ کیجئے اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کی خواب کو مفصل بیان کر کے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں فراموش شدہ خواب کیسے یاد آسکتا ہے اور دن کے کس حصہ یا مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کا نہایت نایاب مضمون درج ہے قیمت صرف عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محبوب صمدانی غوث ربانی

حضور غوث پاک کے سبق آموز سوانح حیات

(از حضرت مولانا شریف احمد صاحب مراد ماہر دی)

زبسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ بر قدش کدرست آمد لباس حب عرفانی

حضور غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی اپنے وقت کے ایک جلیل القدر اور پرشکوہ بزرگ تھے اولیائے کرام اور عارفان عظام میں ایک امتیازی پایہ حاصل ہے ارض عالم پر بہت سی گرامیقدر اور ذی شان ہستیاں پیدا ہوئیں لیکن آپ کی عظمت و سربلندی سب پر فائق اور سب سے بالا تھی طول و ارض عالم میں تمام فرزندان توحید آپ کا بے حد ادب و احترام کرتے اور آپکو اور آپ کو اپنا روحانی پیشوا سمجھتے ہیں ہر ماہ گیارھویں شریف گھرانوں میں خاص اہتمام و عقیدت کے ساتھ کی جاتی ہے اور لوگ اسے باعث صد برکات و حسنات خیال کرتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ آپ کو جو روحانی سرفرازی اور عرفانی رتبہ حاصل ہوا اس تک بہت کم اولیائے کرام کی رسائی ہو سکی اور آپ پر سب کو شرف و امتیاز حاصل رہا۔

طفولیت

"ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" ایک ہندوستانی ضرب المثل ہے لیکن اس کی صداقت و سچائی کا اعتراف ہر دور اور ہر زمانہ میں کیا جاتا رہا۔ آپ نپولین بونا پاٹ، میزینی گریبالڈی ولیم، لبمارک، کراسول، مصطفیٰ کمال، انور، سرسید اور مولانا محمد علی کے بچپن کے حالات پر اگر غور کریں گے تو آپ کو بیک نظر معلوم ہو جائے گا کہ ان کی عظمت اور ان کے مستقبل کی تابناکی ان کی ہر ادا سے ظاہر و ہویدا تھی اور مبصرین نے ابتدا ہی زمانہ میں حکم لگا دیا تھا کہ یہ بیج کسی دن ایک تناور درخت ہو کر رہے گا۔ اور یہ تارا ایک روز آفتاب بنکر چمکے گا سطحی نظریں حقیقت کی تہ تک نہ پہنچ سکیں لیکن گہرائیوں اور اعماق تک اتر جانے والی نگاہیں بچہ کی اٹھان اور افتاد ہی سے اس کی آیندہ زندگی کے متعلق حکم لگا دیا کرتی ہیں یہ ایک مسلمہ صداقت ہے جس کے صد ہزار ثبوت اور بیشمار شواہد ہیں روزمرہ زندگی ہی میں نظر آسکتے ہیں۔

حضور غوث الاعظم ۴۷۱ھ میں کتم عدم سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے ملک ایران کا ایک قصبہ گیلان اپنے بازو اس پیکر سعادت کے آغوش میں لینے کے لئے کھولے ہوئے تھا چونکہ آپ آیندہ چلکر غوثیت کے منصب جلیل پر فائز ہونے والے تھے اس لئے اولین کرامت دنیا نے یہ دیکھ لی کہ آپ جس وقت پیدا ہوئے اس وقت آپ کی والدہ مکرمہ کا سن مبارک ساٹھ سال کا تھا ظاہر اور عام بات ہے کہ یہ عمر بچہ پیدا ہونے کی نہیں بلکہ ہوش و حواس کھو کر سفر آخرت کی تیاری کے دن ہیں عورتیں پچاس برس کی عمر کو پہنچنے سے قبل ہی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتیں نہ یہ کہ اس عمر پہ دس پندرہ خزاں اور گذر جائیں اور کہولت ان کو اپنے حیطہ اثر میں لے لے اور پھر اولاد ہو لیکن چونکہ آپ کی ذات گرامی ایک بہت بڑی ہستی سے عبارت تھی اس لئے قدرت ربانی کو کچھ نہ کچھ محیر العقول واقعہ کا اظہار کرنا اور بندوں کو یہ جتانا مقصود تھا کہ پیدا ہونے والی ہستی دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہے اور اس موقع پر........ قوانین عامہ میں قدرے تغیر لازمی ہے۔

ساتھ ہی ظاہر پرستوں پر یہ واضح کرنا بھی مقصود تھا کہ حقانی قدرتیں نامحدود ہیں اور وہ جب جو چاہے کر سکتا ہے آپ پیدا تو بہت ناتوان ہوئے مگر آپ کے روحانی اعجاز و قوت کا مظاہرہ بچپن ہی سے شروع ہو گیا۔

تاریخ الاولیا اور سیر الاقطاب میں مذکور ہے کہ رمضان شریف کے شروع ہوتے ہی حضور غوث پاک نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑ دیا ماں نے ہزار کوشش کی لیکن اس پورے ماہ مبارک میں آپ نے دن کے وقت کبھی دودھ کو منہ نہ لگایا اتفاقاً عید کے چاند پر اختلاف شروع ہوا اس اختلاف نے بڑھتے بڑھتے کسی قدر نازک صورت اختیار کر لی بعض کہتے تھے کہ کل چاند ہو گیا اور بعض اس سے منکر تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے شہادت دی کہ میرے بچے نے چونکہ آج بھی دودھ نہیں پیا اس لئے میں وثوق کیساتھ کہہ سکتی ہوں کہ کل چاند نہیں ہوا اور میں اس بچہ کا ابتدائے رمضان سے یہ دیکھ رہی ہوں کہ یہ دن کو دودھ نہیں پیتا اس سے مجھپر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ یہ بچہ بھی روزہ رکھتا ہے اگر کل چاند ہو گیا ہوتا تو میرا بچہ آج ضرور دودھ پیتا لوگ اس شہادت سے مطمئن ہو گئے اور دوسری مرتبہ لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھیں۔

یہ زمانہ چونکہ دہریت و فلسفہ کا زمانہ ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ نئی روشنی کے افراد اس واقعہ کو مسلمانوں کی خوش عقیدتی پر محمول کریں اور کہدیں کہ یہ بات خلاف عقل ہے لیکن اگر ذرا غور و فکر سے کام لیا جائے تو دور حاضرہ کی تحقیقات و بصیرت بھی بول اٹھے گی کہ یہ خلاف عقل امر نہیں حس اعصاب کے ماہر بتا سکتے ہیں اور شہادت دے سکتے ہیں کہ جو بچہ شکم مادر سے قوی احساس اور ذکی الحس اعصاب لیکر پیدا ہوتے ہیں اُن سے صغیر سنی ہی میں بعض اوقات ایسی باتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں جو اچھی عمر کے انسانوں کے مماثل ہوتی ہیں۔ آپ مسلمانوں میں پیدا ہوئے مسلم گھرانے میں جنم لیا ایک روزہ دار مسلم خاتون کی آغوش میں پرورش پائی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور حس اعصاب روز بروز تیز سے تیز تر صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی آپنے اپنی والدہ مکرمہ اور خاندان کے دیگر اطوار سے محسوس کر لیا

ہوگا کہ یہ لوگ دن کو کچھ کھاتے پیتے نہیں اس لئے آپ نے بھی دودھ چھوڑ دیا۔ رحمتِ خداوندی سایہ فگن تھی اور آپ کی روح بروزِ ازل سے ایک پیکرِ نور بن کر آئی تھی اس بنا پر آپ نے یہ بھی معلوم کر لیا ہوگا کہ چاند کب ہوا اور دودھ کب پینا چاہیے۔

مسلمان اس واقعہ کو کرامت کہیں یا فلسفہ کمالِ انسانی کا مظاہرہ لیکن اس میں ان کے لئے ایک اہم سبق موجود ہے ایک غوث پاک تھے جنہوں نے آغوشِ مادر میں بھی رمضان کی احترام کیا اور خدائے قدوس کے احکام کے اتباع کی سعادت کو ہاتھ سے نہ دیا ایک اس زمانہ کے مسلمان ہیں کہ آفتاب کی روشنی میں بازاروں اور دوکانوں پر پان چباتے اور سگرٹ کے دھوئیں اڑاتے پھرتے ہیں انھوں نے احکام و انعام الٰہیہ کی تقدیس و تحریم کو چھوڑ دیا اس لئے ربانی کرم ان سے اٹھ گیا اور وہ دنیا میں پست و ذلیل زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔

جب آپ اور بڑے ہوئے تو آپ کو غیبی آوازیں سنائی دینے لگیں چونکہ آواز دینے والا کوئی نظر نہ آتا تھا اس لئے اکثر آپ ڈر جاتے تھے۔ آپ کے اطوار بچپن ہی میں انتہائی شائستگی کا رنگ لئے ہوئے تھے اپنے گھر والے آپ سے بہت محبت کرتے تھے آپ کی والدہ ماجدہ بہت ہوشمند خاتون تھیں آپ نے بچپن ہی میں آپ کی بہترین تربیت دینی شروع کر دی اور جب ابتدائی تعلیم کے مراحل ختم کر چکیں تو آپ کو تکمیل تعلیم کے لئے بغداد شریف بھیجنے کا ارادہ کیا بغداد شریف اس وقت ارضِ عالم کا گہوارۂ تمدن بنا ہوا تھا اور علوم و فنون کے دریا یہاں پوری روانی و ذخاری کے ساتھ بہہ رہے تھے اس لئے قافلے برابر جاتے اور اطراف و اکناف سے طلبا اکتسابِ علوم کے لئے یہاں برابر پہنچتے رہتے تھے۔

عظمتِ غوثیت کا اولین مظاہرہ

جب آپ بغداد شریف جانے لگے تو شفیق ماں نے آپ کو چالیس اشرفیاں دیں اور انھیں آپ کے چوغے کے استر کے اندر سی دیا تاکہ کسی کو ان کا پتہ نہ چلے اور یہ رقم محفوظ رہے آخر میں یہ فرمایا کہ بیٹا میں تجھے اپنے سے جدا کرتے وقت یہ نصیحت کرتی ہوں کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا اور ماں کی اس تلقین کو ہر حالت میں یاد رکھنا اتفاق وقت کہ اثنائے راہ میں ڈاکہ پڑا اور پورا کا پورا قافلہ لٹ گیا آپ بچے تھے بار بار کوئی نہ کوئی ڈاکو آپ کے پاس آتا ٹٹولتا اور پوچھتا کہ تیرے پاس کچھ ہے آپ سادگی کے ساتھ کہہ دیتے کہ ہاں چالیس اشرفیاں ہیں۔

وہ پھر ٹٹولتے اور جب کچھ نہ ملتا تو واپس چلے جاتے انھوں نے اپنے سردار سے اس واقعہ کا بھی ذکر کیا جس نے آپ کو بلا کر پوچھا کہ آخر وہ چالیس اشرفیاں ہیں کہاں آپ نے فرمایا چوغے میں استر کے اندر سلی ہوئی ہیں سردار نے حیران ہوکر پوچھا کہ تجھے ڈاکوؤں کا خیال بھی نہ ہوا اور اشرفیوں کا بھید بتا دیا تو نہ بتاتا تو ہمیں پتہ بھی نہ چلتا آپ نے فوراً جواب دیا کہ میں چالیس اشرفیوں کا خیال کرتا یا اپنی والدہ ماجدہ کی نصیحت کا میری والدہ نے تو چلتے وقت عہد لے لیا تھا کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا پھر میں اس سے کس طرح انحراف کرتا۔ صداقت ایک نور ہے جو ہزار پردوں میں چھپانے پر بھی نہیں چھپتی اور اس میں اثر بھی قیامت کا ہوتا ہے سردار کے قلب پر ان صداقت آلود الفاظ نے اتنا اثر کیا کہ اس کی آنکھ سے بیساختہ آنسو نکل پڑے قلب پلٹ گیا اور کہنے لگا کہ یہ بچہ ہے اور اپنی والدہ کے حکم کا اتنا پابند ہے اور میں صاحبِ عقل و فہم ہوکر مالکِ حقیقی کے احکام سے غافل ہوں یہ کہا اور آپ کے قدموں پر سر رکھ کر توبہ کی اور لوٹ کا تمام مال و متاع قافلہ والوں کو واپس کر دیا سردار کے ساتھ تمام ڈاکو بھی اپنے اپنے افعال و معاصی سے تائب ہو گئے

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ رسول کریم نے ایک روز کچھ صحابہ کو دیکھا کہ وہ اصحاب رسول کی محبت کے حصول کے لئے آپ کے وضو کا استعمال شدہ پانی اپنے جسم پر مل رہے ہیں اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس مقصد کے لئے چاہیئے کہ تم لوگ ہمیشہ سچ بولو امانت کی شیوہ اختیار کرو اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ" اس سے واضح ہوتا ہے کہ صداقت امانت اور ہمسایہ سے سلوک خدا اور رسول کی محبت کے لئے بہترین چیزیں ہیں اور یہ انسان کو محبوبیت کے مرتبہ پر فائز کر دیتی ہیں اب آپ خود ہی غور کریں کہ جو بزرگ بچپن ہی سے صداقت کا دامن تھامے رہے ہوں ان کی "محبوبیت" میں کیسے گنجائش اشتباہ ہو سکتی ہے اس سے مسلمانوں کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ تبرکات سے صفاتِ حسنہ کا اپنے اندر پیدا کرنا زیادہ موجبِ برکات و حسنات ہے۔ جو بچہ سفر کی صعوبتوں ڈاکوؤں کے ہجوم اور خطرات کے اندیشوں میں بھی جھوٹ نہیں بولتا اور اپنی والدہ کی نصیحت کو آویزہ گوش بنائے رکھتا ہے اس کی غوثیت میں کسے شک کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور جس کی تربیت ایسی پاکیزہ اور شاندار ہوئی ہو وہ آئندہ چل کر اگر فلک الافلاک کے کنگروں پر عندلیبِ اسلام بن کر چہکے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔

عبادات و مجاہدات

علوم متداولہ اور فنون رائجہ سے فارغ التحصیل ہوکر آپ نے عبادات و مجاہدات میں اپنا وقت گذارنا شروع کر دیا عراق کے بیابان اور گھنے جنگلوں میں دو چار سال نہیں بلکہ پورے ۲۵ سال تک تنہا پھرتے اور گھومتے رہے اس اثناء میں کوئی لمحہ اور کوئی ثانیہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ آپ یادِ ربِ قدیر سے غافل رہے ہوں سالہا سال عشاء کے وضو سے آپ فجر کی نماز ادا کرتے رہے نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ ایک پاؤں پر کھڑے ہو جاتے برسوں رات کی نماز میں کھڑے کھڑے پورا قرآن کریم ختم کیا ہے اس دوران میں آپ نے یہ جانا ہی نہیں کہ پلک جھپکانا کسے کہتے ہیں۔

آپ کے پیش نظر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول تھا کہ جن انسانوں کو سربلندی کی آرزو ہو وہ شب بیداری اختیار کریں۔ حضور غوث پاک خود ہی فرماتے ہیں کہ میں نے مجاہدات کی عادت ...... اپنے اندر پیدا کی پہلے سال میں مدائن کے کھنڈروں میں مجاہدہ کرتا رہا جنگل کی پھل پھلاری پر گذارا کرتا اور رات دن عبادت خداوندی میں مصروف رہتا شدید سردی میں آپ راتوں کو نہاتے اور غسل و عبادت میں کبھی آپ نے سستی سے کام نہیں لیا ہے۔

ممکن ہے کہ آپکے مجاہدات و ریاضات کی شدت طالبین حق اور آرزو مندان معرفت کو کسی حد تک مایوس کر دے وہ یہ سمجھ لیں کہ یہ حصہ انہیں کا حصہ تھا اب یہ باتیں کہاں آج کون ہے جو اتنی محنت شاقہ برداشت کر سکے لیکن یہ صرف ان کے فہم کا قصور ہوگا کیا یہ روزمرہ کے مشاہدات نہیں کہ ایک طالبعلم گریجویٹ ہونے کے لئے بیس بیس بائیس تئیس برس تک کیا کچھ محنت نہیں کرتا دن رات پڑھتے لکھنے سے سر و کار رکھتا ہے اور اپنی بینائی اپنا ہاضمہ اور اپنی صحت سب کچھ کھو بیٹھتا ہے ایک ماں کتنے دکھ اٹھا کر بچہ کو پالتی ہے اور بڑا کرتی ہے ایک مزدور صبح سے لیکر گیارہ بجے رات تک کس قدر سخت محنت کرتا ہے امریکہ کے کروڑ پتی اپنی کامیابی کے لئے شبانہ روز کتنی جانکاہی سے کام لیتے ہیں محنت و مجاہدہ کے سلسلہ ہر شعبہ عمل میں جاری ہے پھر یہ محنت ایک حد تک بے کیف ہوتی ہے اور مجاہدہ و ریاضت میں ایک روحانی سرور اور عرفانی لذات بھی حاصل ہوتی ہیں یہ محض بدبختی ہے کہ ہم مجاہدات و ریاضت کے ذکر و اذکار سنکر ڈر جائیں اور ہمت ہار بیٹھیں بغیر محنت کے تو دنیا میں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا پھر جب دنیوی کامرانیوں کا یہ حال ہے تو اخروی نعائم اور روحانی مراتب کیونکر بلا مجاہدہ و محنت حاصل ہو سکتے ہیں، حضرت محبوب الٰہی، حضرت صابر کلیری، حضرت بدرالدین، بابا فرید الدین گنج شکر نے کیا کیا مجاہدے نہ کئے۔ راقم الحروف کو بھی دنیا میں سب سے بڑا اور ایک مایہ ناز شرف یہ حاصل ہے کہ افضال الٰہی سے اسے بھی ایک ایسا شیخ کامل نصیب ہوا جس نے پورے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی اور نوے برس کی عمر میں بھی یہ عالم تھا کہ وصال سے چند گھنٹے پیشتر بھی شدت بخار میں غسل کیا اور نماز ادا کی ان بزرگ جلیل کا اسم گرامی حضرت شیخ عبدالقادر تھا اور روحانی کمالات اور عرفانی ذوق میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے۔

اب رہا مراتب کا سوال تو یہاں فضل اللہ یؤتیہ من یشاء کا معاملہ ہے جسے میاں نواز دیں جس طرح ہر گریجویٹ محمد علی نہیں بن سکتا اسی طرح ہر ولی غوث نہیں ہو سکتا۔ حضور غوث پاک کو بلاشبہ تمام اولیائے کرام پر شرف حاصل ہے آجتک حالت یہ ہے کہ دنیاوی کام کے لئے کتنی ہی محنت کرلی جائے کلبوں، جلسوں اور پارٹیوں میں راتیں گذار دی جائیں کڑکڑاتے جاڑے میں مرغابیوں کے شکار کے لئے جھیلوں کے اندر منتظر کھڑے رہیں لیکن عشاء کی نماز کے انتظار میں جاگنا یا صبح اٹھکر وضو کرنا ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے۔ باطنی نعمتیں آسانی سے کسی کو نہیں ملا کرتیں سردی کے خوف سے صبح کی نماز قضا کر دینے والے باطنی کمالات کی آرزو کیا کر سکتے ہیں زمانہ ایسا نازک آگیا ہے کہ عہد حاضر کے اکابر و صوفیا میں بھی تن آسانی کے جراثیم سرایت کر گئے ہیں پھر شکوہ ہے کہ زمانہ میں کوئی ولی نہیں ملتا اور درویش کامل کا پانا حضرت خضر کی ملاقات کے مترادف ہو کر رہ گیا ہے۔

حضور غوث پاک ہی کا ارشاد ہے کہ:۔

میں کئی سال تک عراق کے میدانوں میں گھومتا رہا ہوں، وہاں میری غذا صرف صحرائی کھجوریں تھیں اور لباس میں صرف ایک جبہ میرا رفیق رہا ہے میں ننگے پاؤں کانٹوں سے بھرے جنگل میں پھرتا رہتا تھا میرے تلوے نوک ہائے خار سے چھلنی ہو گئے تھے یہ زمانہ امنگوں اور ولولوں کا زمانہ تھا شباب کا عہد تھا لیکن میں اپنی ہر خواہش پر غالب آتا رہا نہ مجھے اچھا کھانے کی آرزو تھی اور نہ اچھا پہننے کی میرے وجود کی ہر خواہش کا رخ خدا کی طرف تھا اسی کی عبادت میں مصروف رہتا تھا۔

یہی عشق الٰہی کی تڑپ اور محبت خدا وندی کا ذوق و شوق جس نے آپ کو تمام اولیائے کرام کا سردار بنا دیا۔

خدمت خلق اور وعظ و نصیحت

انسان محض اپنے ہی لئے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ خدائے قدوس کا یہ منشا ہے کہ بندہ محض اسی کا ہو رہے اور دنیا میں رہکر دنیا کو چھوڑ دے بیشک بعض اولیائے کبار دنیا سے قطع تعلق کئے رہے لیکن وہ جذب و عشق کا ہیجان تھا سالک کے لئے خدمت خلق بھی ضروری ہے جب آپ عرصہ تک مجاہدات و ریاضات سے تزکیہ باطن کر چکے اور ظاہری علوم و فنون میں بھی کمال حاصل کر لیا تو ایک شب کو خواب دیکھا کہ سرور دو عالم آپ سے کچھ بولنے کی ہدایت فرما رہے ہیں آپ نے عذر کیا تو سرور دو عالم نے ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة پڑھکر میرے حلق پر دم فرمائی اگلے روز پہلی مرتبہ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور چند کلمات وعظ کے کہے جسے سنکر لوگ وجد و حال میں آگئے اس کے بعد تو یہ عالم ہو گیا کہ آپکے وعظ کی دھوم سارے بغداد میں مچ گئی آپ ہفتہ میں تین بار تقریر کیا کرتے تھے چالیس سال تک آپ دین و ملت کی یہ علمی و روحانی خدمات انجام دیتے رہے آپ کی تقریریں بلا کا جادو ہوتا تھا لوگوں پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا اور کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ متعدد آدمی بیہوش ہو گئے ہیں۔ اخبار الاخیار میں مرقوم ہے کہ جلسہ میں انسانوں کی تعداد بعض اوقات ستر ستر ہزار تک پہنچ گئی ہے سامعین کی کثرت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جلسہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی اور دور دور تک سڑکیں اور گلیاں خلقت سے پٹی ہوتی تھیں ہر جلسہ میں یہود و نصاریٰ مسلمان ہونے کا اعلان کرتے تھے متعدد کتابیں اس امر کی شاہد ہیں کہ اس مدت میں تقریباً ایک لاکھ فاسقوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور پکے دیندار بن گئے۔

تقاریر کے چند اقتباسات

حضور پاک کے مواعظ و تقاریر مرتب صورت میں آج بھی موجود ہیں ہر جلسہ میں معتقدین کا ایک انبوہ کثیر آپ کے ارشادات قلمبند کرنے کے لئے موجود رہتا تھا ایک تقریر میں آپ نے فرمایا کہ:۔

(۱) اے بھولے ہوئے غافل انسان خدا سے توبہ کر خدا سے معافی مانگ اور اخلاص سے خدا کی عبادت کر ایک ہفتہ میں چند ایک بار ممکن نہ ہو تو ماہ میں ایک مرتبہ ہی اس تک پہنچ نہ ہو سکے تو سال ہی میں ایک مرتبہ اس کے دروازہ پر جا یہ بھی نہ ہو سکے تو ساری عمر میں ایک دفعہ تو اس مالک حقیقی کی چوکھٹ پر پہنچ اور اس سے حاصل کر کہ سب کچھ اسی کے پاس ہے وہ مل گیا تو

سب کچھ مل گیا۔"

(۲) ایک اور موقع پر آپ نے دوران تقریر میں فرمایا کہ:۔

"میری شمشیر مشہور ہے میری کمان کھنچی ہوئی ہے۔ میرا سینہ شگاف شدہ ہے میرا نیزہ نشانہ پر پڑتا ہے میں محفوظ ہوں۔ روزہ دارو آؤ شب بیدارو آؤ پہاڑوں کے عبادت گذارو آؤ خانقاہ نشینو آؤ۔ آؤ آؤ خدا کے لئے میرے پاس آؤ خدا کے کام کے لئے میرے پاس آؤ میں اسی کیلئے اسی کے حکم سے تم کو بلاتا ہوں میرے فیض کا دریا بیکنار ہے۔ عزت رب کی قسم اچھے برے سب میرے سامنے ہیں میری نگاہیں لوح محفوظ پر ہیں میں دریائے علم و مشاہدہ کا تیراک ہوں میں خدائے تعالیٰ کی محبت ہوں میں نائب وارث رسول احمد ہوں۔"

ان تقاریر پر روحانی زاویہ نگاہ سے نظر ڈالئے اور خطابت کے رنگ میں انھیں پیش نظر رکھکر ان کی اثر اندازی کا اندازہ کیجئے آپ خود فرماتے ہیں کہ "میں جب کلام کرتا ہوں خدائے تعالیٰ کی تجلیاں اثر لیکر نمودار ہوجاتی ہیں کیونکہ میری نظر حقیقت پر رہتی ہے میں خودی گم کرکے کلام کرتا ہوں اور تم خودی میں قائم ہوکر بولتے ہو" یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر میں قیامت کا اثر اور بلا کا جادو ہوتا تھا اور لوگوں پر ایک بیخودی کا عالم طاری رہتا تھا۔

درس اور فتوی

علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اور مجاہدات و ریاضات سے تزکیہ نفس اور کمال روحانی کا پیکر بنجانے کے بعد آپ نے باطنی تلقین شروع کردی اور وعظ و نصیحت اور درس و فتاوی کے ذریعہ بنی نوع انسان کی اصلاح و خدمت شروع کی ۵۲۸ھ سے لیکر ۵۶۱ھ تک درس و تدریس اور فتاوی کا سلسلہ جاری رکھا آپ کا یہ معمول تھا کہ اول وقت میں مدرسہ کے اندر بیٹھکر تفسیر و حدیث کی تعلیم دیتے تھے اور ظہر کے بعد قرآن کریم فقہ و اصول کو خود پڑھاتے تھے۔

مسائل اور امور شرعیہ پر آپ کو اتنا عبور حاصل تھا کہ فتوے لکھتے وقت نہ آپ کچھ غور و تامل کرتے اور نہ کوئی کتاب دیکھتے بلکہ قلم برداشتہ جواب لکھدیتے۔ تبحر اور کمال علمی کا یہ عالم تھا کہ فضلائے وقت تک آپ کے فتوے پر اعتراض کی جرات نہیں کرسکتے تھے اور تمام علمائے عراق آپکے جوابکو صحیح تصور کرتے تھے۔ ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ میں اگر ہفتہ بھر کوئی ایسی عبادت نہ کروں جو کسی مسلمان نے آجتک نہ کی ہو تو میری بیوی پر تین طلاق ہوں تمام علمائے عراق اس عجیب مسئلہ کے جواب میں حیران تھے اور کوئی یہ نہ بتاسکتا تھا کہ ایسی عبادت کونسی ہے جو کسی زمانہ میں کسی مسلمان نے نہ کی ہو جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ فرمانے لگے اس کے لئے حرم کعبہ میں یہ انتظام کیا جائے کہ ایک ہفتہ تک کوئی مسلمان طواف کعبہ نہ کرے اور یہ شخص تنہا سات روز تک تنہا طواف کرتا رہے پھر اس کی عبادت مخصوص ہوجائیگی اور اس کی بیوی طلاق سے بچ جائے گی تمام علماء و فضلاء آپ کی اس رسائی ذہن اور برجستگی پر انگشت بدندان رہ گئے۔

قد و قامت اور لباس

شیخ عبد اللہ سے روایت ہے کہ آپ کا قد میانہ جسم شریف دبلا رنگ گندم گوں سینہ فراخ ریش مبارک لمبی اور گنجان اور آواز بھاری تھی آپ جس وقت تقریر کرتے اور بولتے تھے تو مجلس میں آپ کی آواز گونج جاتی تھی آپ کی آواز میں قدرتی رعب تھا جس وقت آپ بولنا شروع کرتے تھے تو مجمع پر ایک سکوت کا عالم طاری ہوجاتا تھا اور سننے والے دم بخود بیٹھے رہتے تھے آپ کی آنکھوں کی بھی یہی حالت تھی جس شخص کو ایکبار نگاہ بھر کر دیکھ لیتے سب کی نظریں جھک جاتیں اور آپ کے مطیع و منقاد بنجاتے۔

مزاج میں لطافت اور طبیعت میں نفاست پسندی بہت زیادہ تھی لباس شاندار استعمال کرتے تھے وضع عالمانہ رہتی تھی قیمتی سے قیمتی کپڑا خرید کر پہنتے تھے بغداد شریف کے ایک سوداگر و بزاز شیخ ابو الفضل احمد بن قاسم قرشی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور غوث پاک کا ایک خادم میری دوکان پر آیا اور کہنے لگا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ مجھے ایسا گرانبہا کپڑا چاہئیے جس کی قیمت فی گز اشرفی سے کم نہو اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ جب فقراء گراں قیمت کپڑا استعمال کریں گے تو پھر بادشاہوں کے لئے کون کپڑا پہننے کو رہ جائیگا انھوں نے تو خلیفہ وقت کے لئے بھی کوئی کپڑا نہ چھوڑا۔ خادم کو کپڑا دینے کے بعد میں جب حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مکاشفہ سے میرے دل کی حالت معلوم کرلی اور فرمانے لگے۔

ابو الفضل قسم ہے معبود برحق کی جب تک خالق اکبر مجھے خود حکم نہیں دیتا میں کوئی بیش قیمت کپڑا نہیں پہنتا اس کپڑے کے متعلق بھی مجھے بصراحت حکم ملا تھا کہ ایسے کپڑے کی قمیص پہن جس کی قیمت ایک اشرفی فی گز ہو اے ابو الفضل یہ لباس نہیں بلکہ میت کا کفن ہے درویش دعالم سلوک میں جب ہزار بار اچھلتا ہے تو اسے ایک کفن نصیب ہوتا ہے۔

حضور کی خدمت میں اس کثرت سے نذریں گذرتیں اور تحائف پہنچتے کہ ان کا کوئی شمار نہ ہوسکتا تھا لیکن آپ خود کبھی انھیں ہاتھ بھی نہ لگاتے تھے بلکہ خادم کو ان کے اٹھانے اور مستحقین کو تقسیم کردینے کا حکم دیدیتے تھے۔

امراء و اکابر سے سلوک

عام طور پر تو آپ کا سلوک سب سے اچھا رہتا تھا لیکن امارت و تمول کی آپ کے دل میں کوئی وقعت نہ تھی ایک دفعہ خلیفہ وقت نے آپ کو ایک بیش بہا خلعت عطا کیا آپ نے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اسے روٹی کی قیمت میں ابو الفتح نان بائی کو دیدو اس لئے یہ نکتہ بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ دنیا میں سب سے قیمتی شئے روٹی ہے اور اس کی قیمت میں ہر گرانمایہ سے گرانمایہ شئے دی جاسکتی ہے بندہ کو اگر دو روٹیاں اطمینان کے ساتھ مل جائیں تو اسے پھر کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی آپ کے لئے بالعموم چار روٹیاں پکائی جاتیں جب سامنے آتیں تو آپ پہلے ان میں سے ایک ایک ٹکڑا توڑکر حاضرین کو تقسیم کردیتے اور ما بقی خود تناول فرمالیتے

شریف ابو عبد اللہ محمد کا بیان ہے کہ حضور غوث پاک کبھی کسی امیر و دولتمند کی تعظیم کو کھڑے نہ ہوتے تھے اور نہ خود کسی کے دروازہ پر جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے وہ امیر اچھا ہے جو فقیر کے دروازہ پر جائے اور

وہ فقیر بُرا ہے جو امیر کے دروازہ پر دیکھا جائے آپ امرا کا کھانا بھی نہ کھاتے تھے اگر کوئی امیر کھانا حاضر کرتا تو اسکی دل نہادی کے لئے پہلی مرتبہ کچھ لیتے تاکہ اس کا دل نہ ٹوٹے البتہ دوبارہ بھی امیر کھانا لاتا تو آپ تناول نہ فرماتے۔

جب آپ کو اطلاع ملتی کہ خلیفہ وقت آپ سے ملاقات کے لئے آرہا ہے تو آپ پہلے ہی سے کھڑے ہو کر ٹہلنے لگتے تاکہ بادشاہ کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے کھڑے ہی کھڑے اس سے باتیں کرتے اور اگر بیٹھتے بھی تو ہمسرانہ اور بڑی بے پروائی کے ساتھ گفتگو کرتے اور جب آپ نصیحت کرنے پر آتے تو ایسی ایسی کھری کھری بے لاگ سناتے کہ لوگ انگشت بدندان رہجاتے۔ خلیفہ وقت عموماً دست بوسی کے بعد دوزانو سامنے بیٹھ جاتا اگر کچھ لکھتے تو اس رنگ میں لکھتے کہ عبدالقادر تجھ سے فرماتا ہے یا تیرے متعلق عبدالقادر کا حکم یہ ہے خلیفہ اس تحریر کو دیکھتا اور چومتا اور آنکھوں سے لگاکر کہتا کہ شیخ کا فرمانا بالکل بجا درست ہے۔ اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ آپ کو غرور تھا یا آپ انھیں ذلیل تصور کرتے تھے بلکہ مقصد یہ تھا کہ بادشاہوں کے مزاج میں مطلق العنان اور خود مختار ہونے کے باعث جو رعونت پیدا ہو جاتی ہے وہ دور ہو انھیں بھی اپنے عجز و تذلل کا احساس ہو اور خود پرستی کا زنگ ان کے بگڑے ہوئے دماغوں سے چھوٹ جائے یہاں تو ہر حالت میں اصلاح پیش نظر ہوتی ہے اور غرور و پندار کے بت توڑنے مقصود ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اولیائے کرام سے بڑھکر دنیا کا مصلح کوئی نہیں ہوتا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ درماندوں اور غریبوں کی عزت کی جائے اور سربلندوں کے سر جھکائے جائیں ایک کا غرور توڑا جاتا ہے اور دوسرے کے قلب میں عزت نفس کا احساس پیدا کیا جاتا ہے۔

محاسن اخلاق

گو شاہان وقت آپ کی خدمت میں غلاموں کی طرح دست بستہ حاضر رہتے تھے لیکن آپکا اخلاق عام تھا ہر شخص سے نہایت خوش مزاجی سے ملتے اور گفتگو کرتے تھے آپ صد درجہ خلیق کریم النفس، سیر چشم، فیاض، وضعدار اور غریب نواز تھے ابھی مجاہدت ہی کا زمانہ تھا کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ یہیں ٹھیریں میں ابھی آتا ہوں وہ بھول گیا اور آپ کافی عرصہ تک وہیں ٹھیر رہے چھوٹوں پر بے انتہا شفقت فرماتے تھے اور بڑوں کا احترام مجلس آپ کے پیش نظر تھا مجلس پر رعب اس قدر طاری رہتا تھا کہ کسی کو یارائے دم زدن نہ تھا مگر راحت و سکون بھی ایسا نصیب ہوتا تھا کہ حضار خدمت تمام افکار بھول جاتے تھے اور آپ کی صحبت میں لوگوں کی ذہنی تسکین اور قلبی اطمینان میسر آتا تھا غربا اور مساکین کے ساتھ بیٹھکر بلا تکلف کھانا تناول فرمایا کرتے تھے ان سے اس طرح ان کے حالات پوچھتے کہ گویا یہ ان کے عزیز ہیں پھر دل سے بات چیت کرتے رہتے تھے خوبیوں پر تحسین کرتے اور برائیوں کی چشم پوشی فرماتے روز کے حاضر باشوں میں اگر کسی دن کوئی نہ آتا تو آپ فوراً پوچھتے کیا بات ہے آج فلاں شخص نظر نہیں آیا طبیعت تو اچھی ہے ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ حضور کو مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے۔

بہت رقیق القلب دردمند اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے اگر آپ کسی کو خلاف شریعت عمل کرتے دیکھتے تو پہلے نرمی سے سمجھاتے اگر پھر بھی باز نہ آتا تو سختی کے ساتھ زجر و توبیخ کرتے سیر چشمی و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کوئی سائل اس در سے محروم نہ جاتا اور جو کوئی جو کچھ مانگتا بلا تکلف عطا کر دیتے پاس نہ بھی ہوتا تو قرض لیکر دیدیتے ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک غریب آدمی خدمت میں حاضر ہوا چہرے پر غم کی تاریکی چھا رہی تھی پوچھا کیا حال ہے اس نے عرض کی کہ پاس پیسہ نہیں پار جانا ہے ملاح کرایہ مانگتا ہے اسی وقت کسی امیر نے آپ کو اشرفیوں کی تھیلی نذر کی آپ وہ تھیلی کی تھیلی اس مسکین دیکر کہا کہ جاؤ اور اسے ملاح کو دیکر کہو کہ نصیحت دو ٹکے کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ آیندہ تیرے پاس جب کوئی غریب و محتاج آئے تو اُسے بلاکرایہ لئے پار اتار دیا کرنا۔

ایک دفعہ ایک سوداگر نے عرض کیا کہ میں زکوٰۃ کے علاوہ کچھ روپیہ خیرات کے طور پر دینا چاہتا ہوں مگر مجھے مستحق و غیر مستحق کی شناخت نہیں فرمایا سب کو دے جو مستحق ہوں ان کو بھی اور جو مستحق نہوں ان کو بھی تاکہ خدا تعالیٰ بھی تجھ کو بلا استحقاق عطا کرے ان دونوں تعلیموں سے تعلیمات اسلامی پر کیسی روشنی پڑتی ہے اور یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کو ہر وقت اپنے معاصی پیش نظر رکھنے چاہئیں دوسرے کی اہلیت کا اندازہ لگاتے وقت اپنی اہلیت پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے کہ اگر خدائے قدوس بھی استحقاق دیکھنے لگے تو انسان کی خطاکاریوں کی بنا پر کچھ بھی نہ ملے ایک دفعہ آپ کی چھت سے بار بار مٹی گری اور آپ نے بار بار صاف کر دی نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک چوہا چھت کرید رہا ہے آپ کی زبان سے تیرا سر کٹ جائے کے الفاظ نکل گئے چوہا فوراً گر پڑا آپ چوہے کی اس حالت پر بے اختیار رو پڑے اسی طرح آپ وضو کر رہے تھے کہ چڑیا نے بیٹ کر دی آپ نے غضبناک ہو کر چڑیا کی طرف دیکھا فوراً گر گئی اس چڑیا کو دیکھکر آپ بہت مغموم ہوئے اور اسی وقت اپنا لباس اتار کر خیرات کر دیا ان روایتوں سے آپ کی رحمدلی کا راز ظاہر ہوتا ہے جب جانوروں پر اتنا کرم تھا تو پھر انسان تو انسان ہے۔

ایک سبق آموز حکایت

ایک مرتبہ آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے خدام کا گروہ آپ کے ساتھ تھا ایک بستی کے قریب پہنچکر آپ نے سب سے غریب گھر تلاش کرایا جس میں دو بوڑھے مرد و عورت رہا کرتے تھے ان کے ایک بچہ تھا آپ خود اس مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہم تمہارے ہاں ٹھیرنا چاہتے ہیں وہ اب لا کر بسر و چشم مگر ہم کسی خدمت کے قابل نہیں ہیں ہمارے مکان پر تشریف لے چلیے شہر کے لوگ سب اسی مکان پر دعوت کا سامان اور نذرانے لاکر جمع کرنے شروع کر دئیے جب بہت ڈھیر لگ گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب اسی غریب گھرانے کا حق ہے جس کے ہم مہمان ہیں کچھ تناول فرمایا اور سب کچھ اسے دیکر تشریف لے گئے۔

بادی النظر میں یہ معمولی روایت معلوم ہوتی ہے مگر آپ کا کوئی عمل مصلحت سے خالی نہ ہوتا تھا اور جو فعل بھی آپ سے سرزد ہوتا تھا اس میں دنیا کے لئے

بڑا سبق مرموز ہوتا تھا۔ آپ نے دولتمندوں کو چھوڑ کر غریب گھرانے میں قیام فرماکر یہ ظاہر کیا کہ اسلام میں امیر و غریب کا امتیاز کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور سب مال و اسباب عطا کر کے یہ جتایا کہ اگر قصبہ و بستی میں کوئی غریب گھر ہو تو سب کو مل کر آسودگی کا انتظام کرنا چاہیئے اور اس انتظام کو اپنی آسودگی پر بھی مقدم سمجھنا چاہیئے آپ نے اس طرف بتا دیا کہ بستی کے غربا سے کسی کو بےخبر نہ رہنا چاہیئے اور یہ بھی جتانا چاہیئے کہ جب غوث پاک نے اس چیز کو بہتر سمجھا تو دوسرے تو کس شمار و قطار میں ہیں۔

دور حاضر کی تو یہ خصوصیت ہے کہ امرا اور غربا کا طبقہ بالکل جدا ہوکر رہ گیا ہے اور امرا یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہم کسی عالم بالا کی مخلوق ہیں انھیں اپنے عیش اور نفس پرستیوں سے کام رہتا ہے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی کہ محلہ میں کوئی غریب ہے بھی اور اگر ہے تو اس کے روز و شب کس طرح گذرتے ہیں پہلے تو کچھ اور بھی درد مند ہوتے تھے لیکن آجکل تو خود پسندی غرور اور نشۂ دولت نے انھیں دنیا و مافیہا سے غافل بنادیا ہے غربا کی موت و حیات میں شرکت تو ایک طرف مساجد میں نماز پڑھنے والے امرا بھی اس خیال سے نہیں جاتے کہ غریبوں کے دوش بدوش کھڑے ہوکر نماز پڑھنی پڑیگی غوث پاک جیسے عدیم المثال بزرگ تو زندگی بھر غربا نوازی کرتے رہیں لیکن آجکل کے امرا کو اس میں عار ہو آخر آپ سے زیادہ تو علم تقوی اور دولت میں ہونا غیر ممکن ہے کیا مسلمان حضور کے اس مسلک سے کوئی سبق حاصل کرینگے۔

غوث پاک کی تعلیمات

حضور غوث پاک کی پوری زندگی خدمت خلق اور تعلیم جمہور میں صرف ہوئی آپ کی تعلیمات سے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں تاہم کتب معتبرہ سے اخذ کر کے قارئین کے افادہ کے لئے کچھ حصہ آپ کی تعلیمات کا درج ذیل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ:۔

"ہر حالت میں خدا اور رسول کی اطاعت کرتے رہو فرمانبردار رہو صبر کرو اپنا شیوہ بناؤ سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی سمجھو مصائب و تکالیف میں مایوس و ناامید نہ ہوجاؤ اور خدا کے ذکر پر جمع رہو پراگندگی اور افتراق کی زندگی بسر نہ کرو معاصی اور گناہ کے داغوں کو توبہ کے پانی سے برابر دھوتے رہو اپنے مولا کے دروازہ سے کبھی نہ ہٹو اپنے نفس کے دربان بنے رہو جس کے اندر جانے کا خدا حکم دے اسے اندر جانے دو اور جس سے منع کرے اس سے روک دو دل کی خواہشات کو ٹھکرادو ورنہ ہلاک ہو جاؤگے کسی مقام اور کسی منزل پر بھی ٹھہر کر یہ نہ سمجھو کہ ہمیشہ یہی حالت قائم رہے گی کیونکہ کل یوم ھو فی شان کے مطابق تغیر و تبدل لازمی ہے کسی سے محبت کرنے میں جلدی نہ کرو اور نہ عداوت و نفرت میں ہی جلدی کرو بلکہ پہلے قرآن و حدیث کی کسوٹی پر اس کو پرکھ کر دیکھو مبادا کہ تم شرارت نفس سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو کیونکہ یہ گناہ ہے جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے سے مانگتا ہے وہ اس کے درجہ اور رتبہ کو

نہیں پہچانتا"

آپ فرماتے ہیں اور کس صداقت نورانی کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:۔

"مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ حلال روزی کی تلاش میں مصروف رہتا ہے اور قسمت پر بھروسہ کر کے بیکار نہیں بیٹھ رہتا اگر تلاش میں کامیاب ہوا تو روزی بھی ملی اور ثواب تلاش بھی ورنہ صرف تلاش کا ثواب حاصل کرتا ہے۔"

یہ تعلیمات قرآنی احکام کا نچوڑ ہیں۔ اگر آج مسلمان ان پر عمل کرنے لگیں تو روئے عالم پر انھیں وہی مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے جو عہد اول اور زمانہ مقدسہ میں حاصل تھا آپ نے افتراق اور پراگندگی سے مسلمانوں کو روکا ہے دیکھ لیجئے کہ آج مسلمان اس افتراق اور پراگندگی ہی کے باعث کس ذلت و پسماندگی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ عجلت پسندی کی بھی یہ حالت ہے کہ جہاں کسی نے چار باتیں موافقت میں کہدیں اس پر فریفتہ ہوگئے اور اگر کسی نے اختلاف کردیا تو فوراً بگڑ بیٹھے نہ سوچتے ہیں اور نہ غور کرتے ہیں اگر کہیں مسلمان قرآن و حدیث کو اپنی محبت و عداوت کی کسوٹی بنالیں تو ان میں بھی زندگی کی ایک زبردست روح پیدا ہوجائے آجکل کی محبتوں اور عداوتوں کے فلسفہ پر اگر غور کروگے تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ شرارت نفس ہی کرشمہ نظر آئے گا۔

یہ بھی یہی ہے کہ اگر ہر مسلمان آپ کی تلقین کے مطابق اپنے دل کے دروازہ کا پاسبان بنکر بیٹھ جائے اور کسی غیر شرعی خواہش کو دل میں جگہ نہ دے اور جائز و مفید جذبہ کو بلا روک ٹوک اندر داخل ہونے دیں اور خدا اور رسول کی اطاعت ہر معاملہ میں پیش نظر رکھیں تو ان کے صدہا بگڑے کام چند دنوں میں سنور جائیں اور زندگیوں میں انقلاب عظیم پیدا ہوجائے اسی طرح "پیری" کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:۔

"جس پیر میں یہ پانچ صفات نہوں وہ پیر نہیں دجال ہے شریعت ظاہری کا عالم ہو علم حقیقت جانتا ہو پاس آنے والوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آئے اور مسافروں کو کھانا کھلاتا ہو غربا اور بے حقیقت انسانوں سے قولاً و فعلاً عجز و انکسار سے پیش آتا ہو۔ آخری چیز یہ ہے کہ مریدوں کی باطنی تربیت و تعلیم کی اہلیت ولیاقت رکھتا ہو اور خود ریا حسد خود بینی عیش طلبی اور غفلات سے"

اب اس معیار پر آپ عہد حاضرہ کے پیروں کو جانچیں گے تو زیادہ نہیں تو ۹۵ فیصدی پیر آپ کو ناکام ہی نظر آئینگے غریبوں اور بے حیثیت انسانوں کا اس زمانہ میں کون خیال کرتا ہے اور باطنی تربیت و تعلیم کا تو دروازہ ہی بند ہی ہوچکا ہے۔ عیش پرستی خود بینی اور حسد بھی عام ہے خوش اخلاقی کا تو اب نام ہی نام رہ گیا ہے کوئی کچھ کہے آتنا تو ہم اپنے مشاہدہ کی بناپر وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حسن اخلاق اور غربا سے حسن سلوک کے سلسلہ میں ہم نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کو بہت ممتاز پایا ہر وقت چہرہ متبسم اور طبیعت شگفتہ رہتی ہے اور جس سے ملتے ہیں پوری خندہ پیشانی سے ملتے ہیں ان سے مل کر مایوس دلوں کو ڈھارس ہوتی ہے اور حوصلہ

بڑھ جاتا ہے اس زمانہ کی سب سے بڑی کمی یہی ہے کہ سچے پیروں اور اولیائے کرام کی تعداد میں یا تو خوفناک کمی ہو گئی یا وہ ہماری ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں ایک ایسا طبقہ تھا جو مسلمانوں کی بہتری تربیت و تعلیم کا کفیل ہوسکتا ہے اسلام کو زمانہ قدیم میں انہی بزرگوں کے طفیل عظمت و رحمت نصیب ہوئی اور ہزار ہا بندگان خدا معاصی و آلام کے جنگل سے نکلے لیکن اس زمانہ میں انہی بزرگوں کے طفیل عظمت و دولت نصیب ہونے کے بجائے نا اہلیت کی وجہ سے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے اور مسلمانوں کے اخلاق روز بروز مبتذل ہوتے چلے جاتے ہیں ان کی تعلیمات کی ایک خوبی یہ بھی کہ ان کے کہے کا اثر یقینی ہوتا تھا اب علمائے ظاہر جو کہتے ہیں وہ لوگ ایک کان سے سنکر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں اور اصلیت یہ ہے کہ جب تک کہنے والے کے قلب میں خشیت الہی کی آگ روشن نہ ہو دوسرے کے قلب کو ان کا کلام کیونکر گرما سکتا ہے۔ جو حقیقی شیوخ اور سچے پیر موجود ہوں اور ان تک ہماری یہ آواز پہنچ سکے تو ہم ان سے عرض کریں گے کہ وقت نازک ہے اور مسلمانوں کی حالت روز بروز نازک ہوتی چلی جاتی ہے آپ اب میدان میں نکلیں اور خدا کے گم کردہ راہ بندوں کو پکڑ لا کر اس کے دروازہ تک پہنچائیں اور ساتھ ہی باطنی تلقین و تعلیم کا سلسلہ بھی جاری کردیں۔

غوث پاک کی گرانمایہ تصانیف

حضور غوث پاک نے اپنی زندگی میں مخلوق خدا اور آنے والی نسلوں کے اصلاح خیال کے لئے اپنی تصانیف و تالیف کا ایک نادر ذخیرہ چھوڑا ہے مگر افسوس کہ اب ان کا پڑھنا تو ایک طرف لاکھوں مسلمانوں میں چند ہی مسلمان ایسے ہوں گے جو ان کے نام سے بھی واقف ہوں۔ غنیۃ الطالبین آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے جس میں مختلف مسائل شرعی کی تشریح و وضاحت کے بعد آپ نے مختلف فیہ عقائد پر بھی روشنی ڈالی ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بموجب ہر گمراہ فرقہ کی تردید کی ہے آگے چل کر آپ نے پیر و مرید کے آداب، حقوق العباد و اداب سماع اور ان تمام امور پر نظر ڈالی ہے جن کی سالک کو ضرورت پڑتی ہے یہ کتاب گویا شریعت و طریقت کا نچوڑ ہے اور نہایت مفید کتاب ہے۔

فتوح الغیب میں نہایت رقت آمیز و پر تجربہ اور امراض قلب و نفس کے علاج بتائے ہیں سالکان راہ سلوک کے لئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے معتزلہ فرقہ کی تردید میں بھی آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے علاوہ ازیں آپ کے صدہا اشعار و قصائد موجود ہیں جو اس قدر موثر ہیں کہ اب تک لوگ انھیں پڑھتے اور اپنی تمناؤں اور مرادوں میں ان کے ذریعہ کامیاب ہوتے ہیں ان کے علاوہ بھی آپ کی اور متعدد تصانیف موجود ہیں۔

بہرکیف آپ کی ذات ایک شاندار ذات گرامی تھی زندگی کا ہر لمحہ خدا اور خدا کی مخلوق کی خدمت میں صرف کیا خوف و رجا و حیا اور دنیا کے متعلق کسی نے آپ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ گنہگاروں کو عذاب کا اور عابدوں کو ثواب نہ ملنے اور نہ ملنے کا اور عارفوں کو عظمت الہی کا خوف ہوتا ہے لیکن یہی خوف بڑا درجہ رکھتا ہے اور کبھی زائل نہیں ہوتا۔ اولیاء اللہ کا رجا ایک ایسی امید ہے جس کے ساتھ خوف بھی ملا ہے۔ حیا کے متعلق فرمایا کہ خدا سے ہو تو وہ ناکی نافرمانی خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس شرم سے ترک کردی جائے کہ وہ میرے مالک کی نافرمانی ہے۔ دنیا کی تعریف آپ نے لاثانی رنگ میں کی ہے فرماتے ہیں کہ:۔

دنیا کو دل سے نکال لو اور ہاتھ میں لیلو یعنی دنیا کماؤ دولت حاصل کرو مگر وہ تمہارے ہاتھ ہی میں رہے دل پر قبضہ نہ پانے پائے خدمت بنی نوع انسان کے جذبے کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ صبح سے شام تک ہزار ہا روپیہ ہاتھ میں آتا ہے اور سب تقسیم کردیتا ہوں مجھے تو اگر سونے کے پہاڑ بھی مل جائیں تو محتاج اور ضرورتمندوں کو بانٹتا رہوں اور کسی کو بھوکا نہ سونے دوں یہ چشمہ بانشان اور پرشکوہ ہستی گرامی ۵۶۱ھ میں رہگرائے عالم بقا ہوئی مگر اس کے فیض کا چشمہ ابھی تک اسی شان سے جاری ہے خلقت کا اس قدر اژدحام تھا کہ سڑکیں پٹی پڑی تھیں اور اسی وجہ سے انھیں رات میں دفن کرنا پڑا آپ کی وفات عباسی خلیفہ المستنجد باللہ کے عہد میں ہوئی۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جو شخص ہر ماہ آپ کی گیارھویں کرتا ہو وہ خرچ سے کبھی پریشان نہیں رہتا۔ مسلمانوں کو چاہئیے کہ آپ کے حالات سے سبق حاصل کریں۔

مصری بہت شگفتہ ٹائپ کا چھپا ہوا بے نظیر مجلد سفید جرمنی کاغذ والا قرآن شریف

یہ قرآن شریف یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ ہے جرمنی میں چھپا ہے ایسی صاف چھپائی ہے گویا سنگ مرمر میں سیاہ پچی کاری ہو رہی ہے کاغذ بھی بہت خصوصیت کے ساتھ جرمنی میں بنایا گیا ہے جو بائبل پیپر کے نام سے مشہور ہے اس کی تقطیع مولوی سے نصف ہے اور سبز رنگ ہی سے مجلد شدہ آیا ہے وہ لوگ جو قرآن شریف بھی ایسا اعلیٰ دیکھنا چاہتے ہیں جیسے یورپ کی اور بہترین کتابیں ان کو یہ قرآن شریف ضرور منگانا چاہیئے بچوں کے پڑھنے کے لائق نہیں ہے اس لئے ان کے لئے نہ منگائیں۔ یہی وہ قرآن شریف ہے جو پچھلے دو سال میں کئی ہزار ہدیہ ہوا ہے جب اس کی قیمت مع محصول ڈاک تین روپے تھی اور اب عید میلاد کی رعایت میں اس کا ہدیہ بھی کم کردیا گیا ہے۔ یہی وہ قرآن شریف ہے جو ریاست حیدرآباد کے ہزارہا تعلیم یافتہ نوجوانوں کے زیر مطالعہ رہا ہے کیونکہ ایسے ڈیٹ نوجوان ظاہری خوشنمائی اور نفاست کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں اسی لئے یہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا بمبئی میں تقریباً ہر قرآن شریف پڑھنے والے کے پاس یہ قرآن شریف موجود ہوگا اور جاوا میں تو سوائے اس قرآن شریف کے اور کوئی دوسرا قرآن شریف لیا ہی نہیں جاتا آپ بھی تبرکاً اور تحفۃً خرید لیجئے ہدیہ مجلد رعایتی عمر محصولڈاک ۱۲ کل عار
منیجر حمید یہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

کرامات غوث الاعظم

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی کھیردی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ اجمعین - امابعد

معزز برادران اسلام! گذشتہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ میں حضور غوث پاک محبوب سبحانی سیدشاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ مختصر حالات توسل اسی رسالہ مولوی کی خدمت اقدس میں عرض کرچکا ہوں اس لئے امسال بھی اگر میں آپ کے چند وہ حالات اور واقعات جن کو عرف عام میں کرامات کہا جاتا ہے بیان کروں تو غالباً آپ غیر مناسب نہ سمجھیں گے اس بیان سے دو فائدے کے حصول کی امید ہے یعنی اول بموجب ارشاد عند ذکر اولیاء اللہ تنزل الرحمۃ کے رحمت خداوندی سے مستفید ہونا دوم آپ کے مراتب عالیہ سے آگاہی۔

برادران اسلام! اگرچہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات کے ذکر سے سینکڑوں غیر مستند نہیں بلکہ مستند اور معتبر کتابیں بھری پڑی ہیں مگر میں ان کرامات میں سے بنظر اختصار صرف چند کرامات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں برادران من حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی **پہلی کرامت** تو یہی ہے کہ آپ اپنے والدین رحمتہ اللہ علیہم کی ایسی عمر میں پیدا ہوئے جس عمر میں عورتیں اور مرد دونوں پیدائش اولاد سے مایوس اور ناامید ہوجاتے ہیں اور دوسری **کرامت** یہ کہ آپ کے سن ولادت میں قصبہ جیلان میں جتنی عورتوں کے بچے پیدا ہوئے سب لڑکے ہی لڑکے ہوئے ایک بھی لڑکی نہیں اور سب زندہ وسلامت عمر طبعی کو پہنچے اور سب کے سب ولی اللہ ہوئے اور تیسری **کرامت** یہ کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھا۔ چوتھی **کرامت** یہ کہ آپ نصف سے زیادہ قرآن پاک کے حافظ پیدا ہوئے اور آپ مادرزاد ولی پیدا ہوئے۔ پانچویں **کرامت** یہ کہ جب آپ اپنے مدرسہ میں پڑھنے تشریف لیجاتے تو غیب سے آواز آتی افسحوا لولی اللہ یعنی اے لڑکو اللہ کے ولی کے واسطے جگہ خالی کردو۔ چھٹی **کرامت** یہ کہ لڑکپن میں جب آپ اپنے ہمجولی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتے تو ندائے غیبی ہوتی کہ الی یا مبارک یعنی اے مبارک کدھر جاتے ہو میری طرف آؤ کہ میں ہی تمہارا یار وفادار ہوں یہ تمام کرامات آپ کے بچپن کی ہیں جو میں نے بخوف طوالت صرف چھ کرامتیں عرض کیں ان کے علاوہ اس عمر سے زیادہ عمر میں جو کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں ان کے متعلق کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ

کرامت جب حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی عمر شریف کی سترہ منزلیں طے کرکے اٹھارویں میں قدم رکھا تو آپ نے . . . .

. . . .

تو آپ نے تحصیل علوم ظاہری کے واسطے بغداد تشریف جانے کا قصد فرمایا والدہ صاحبہ معظمہ محترمہ سے اجازت مانگی چنانچہ والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا نے اجازت بھی دی اور چالیس دینار جو آپ کے ترکہ پدری سے تھے مرحمت فرماکر دعائے خیر دی اور وقت روانگی کے نصیحت کی کہ بیٹا عبدالقادر چاہے جو کچھ بھی ہو مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی یہ پاکیزہ نصیحت بگوش ہوش سنی اور ایک بغداد جانے والے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگئے جب آپ مع قافلہ کے ہمدان کے جنگل میں پہنچے تو دفعتہً چالیس ڈاکوؤں نے حملہ کیا سبھوں کا تمام مال واسباب لوٹ لیا ایک ڈاکو نے آپ سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کیا مال واسباب ہے فوراً بیش کرو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں جب ڈاکو نے آپ کے پاس دینار تلاش کئے تو نہیں ملے آپ کو پکڑ کے اپنے سردار کے پاس لے گیا سردار کے پوچھنے پر بھی آپ نے بتا دیئے اور کہا دیئے کہ یہ دیکھو میری عبا کی بغل میں سلے ہوئے ہیں چنانچہ وہ دینار ڈاکوؤں نے نکالے تو نکل آئے اس پر سردار کو تعجب ہوا اور کہا کہ جب تم یہ جانتے ہو کہ ہم سبھوں کا اسباب چھین لیتے ہیں تو ایسی حالت میں کہ تمہارے دینار ڈھونڈھنے پر بھی نہیں مل سکتے تھے تو تم نے کیوں بتا دیئے اس میں کیا راز ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں قافلہ کے ساتھ چلنے لگا تو میری والدہ معظمہ رحمتہ اللہ علیہا نے نصیحت کی کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا اس لئے میں جھوٹ نہیں بولا اور دینار بتادیئے آپ کے اس ارشاد سے سردار پر رقت طاری ہوگئی زار زار روتا اور کہتا کہ ہائے برحال تا کہ یہ لڑکا اپنی ماں کے حکم کا اس قدر پابند ہو اور ہم احکم الحاکمین کے حکموں سے غفلت کریں اور اس کی قہاری سے مطلق نہ ڈریں یہ کہکر ڈاکوؤں کا سردار آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنے تمام اعمال شنیع سے ہمیشہ کے واسطے توبہ کی اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اپنے سردار کو دیکھکر تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کی اور جو کچھ مال واسباب قافلہ کا لوٹا تھا سب واپس کردیا آپ نے ان سب کو بھی مرید کیا یہ سب کے سب مع سردار کے آپ کی توجہ سے ولایت کے درجہ پر پہنچ گئے کیا خوب فرمایا ہے مولانا احمد رضا خانصاحب قدس سرہ بریلوی نے کہ ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف — تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

کرامت مراۃ الفیضان میں حضرت شیخ ابو مسعود قادری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز ایک راہب عیسائی مذہب کا درویش حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت سراپا ہدایت میں حاضر ہوا اور دست بستہ ہوکر اپنی حاضری کا سبب اس طرح بیان کیا کہ یا حضرت میں یمن کا رہنے والا ہوں بلا کسی تحریک کے خود بخود میرا دل مذہب اسلام کی طرف مائل ہوا اور اسی کے ساتھ دل میں یہ بھی سمائی کہ ایک ایسے درویش کامل کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہیئے کہ وہ تمام فقرائے یمن سے بزرگ تر ہو۔

روز وشب اسی تلاش وجستجو میں پھرا کرتا تھا کہ ناگاہ ایک دن میں نے خواب میں

جناب مسیح علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے شخص تو بغداد شریف میں جا اور وہاں ایک بزرگ محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی ہیں کہ اس زمانہ میں تمام روئے زمین پر ان کے مقابل کوئی بزرگ نہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو چنانچہ جناب مسیح علیہ السلام کی ہدایت کے موافق حاضر خدمت ہوا ہوں آپ مجھکو مسلمان کر کے اپنے خدام میں شامل فرمائیں پھر حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو اپنے دست حق پرست پر مسلمان کر کے مریدان خاص میں شامل فرمایا سبحان اللہ جسکی ولایت اور بزرگی کی ایک جلیل القدر پیغمبر گواہی دے اس کی بزرگی و عظمت کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔

کرامت کتاب اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مقام پر ایک مسلمان اور عیسائی کو آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہتا تھا اور عیسائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت مسیح علیہ السلام کو فضیلت دیتا تھا حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور عیسائی سے دریافت فرمایا کہ تم اپنے پیغمبر کو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کس وجہ سے افضل جانتے ہو اس نے عرض کیا کہ ہمارے پیغمبر مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ امتی ہوں تم جس مردہ کو کہو میں زندہ کر دوں وہ عیسائی آپ کو ایک پرانی قبر پر لے گیا اور کہا کہ اس میں جو مردہ ہے اس کو زندہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قبر ایک مطرب (یعنی قوال) کی ہے اگر تم کہو تو گاتا ہوا اپنی قبر سے نکل آوے عیسائی نے کہا واہ اس سے بہتر کیا بات ہو سکتی ہے آپ قبر کے قریب جا کر کھڑے ہوئے اور مردہ سے مخاطب ہو کر فرمایا قم باذن اللہ یعنی اٹھ کھڑا ہو اللہ کے حکم سے اس فرمانے کے ساتھ ہی فوراً قبر پھٹ گئی اور قوال زندہ ہو کر گاتا ہوا نکل آیا آپ نے اس عیسائی سے کہا کہ اب بھی مسلمان ہوتا وہ عیسائی آپ کی یہ کرامت دیکھکر کلمہ شہادت پڑھکر مشرف باسلام ہو گیا۔

کرامت ایک بار حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں رات کو چور گھسا اور حضرت کی کملی اٹھانے کا جیسے ہی قصد کیا اندھا ہو گیا کملی اسی وقت رکھدی فوراً روشن ہو گئیں اور سب کچھ نظر آنے لگا پھر حرص نے دامن پکڑا اور جیسے ہی کملی کو اٹھایا کہ پھر اندھا ہو گیا جب کملی کو رکھدیا تو پھر آنکھیں کھل گئیں یہ حرکت اس چور نے چار دفعہ کی بالآخر چوتھی دفعہ اگرچہ اس نے کملی رکھدی مگر رہا اندھا کا اندھا۔ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اسی مکان کے ایک پوشیدہ گوشہ میں نوافل پڑھ رہے تھے اگرچہ آپ کو اپنے نور باطنی سے چور کی کیفیت روشن ہو گئی تھی مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی جب آپ فجر کی نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ فلاں شہر کا ابدال انتقال کر گیا ہے آپ جس کو فرمائیے مقرر کر دیا جائے آپ نے خدام میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ رات کو ہمارے یہاں ایک مہمان آیا ہے اس کو لاؤ چنانچہ وہ اندھا چور آپ کی خدمت میں لایا گیا آپ نے اس کو ایسی توجہ دی کہ اس کا اندھا پن جاتا رہا اور ابدال ہو گیا اور حضرت خضر علیہ السلام کے حوالہ کیا کہ اس کو اس ابدال کی جگہ پر مقرر کر دیجئے

کرامت ایک بار حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ پانی برسنے لگا مجمع منتشر ہونے لگا آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور ابر سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کے بچھڑے ہوئے بندوں کو اس سے ملانا چاہتا ہوں اور تو جدا کرتا ہے آپ کے اس فرمانے کے ساتھ ہی ابر پھٹ گیا اور بارش بند ہو گئی۔ **کرامت** تحفۃ القادریہ میں حضرت شیخ ابو العباس رحمتہ اللہ علیہ کے رکابدار خاص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ زمانہ قحط سالی میں حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے مجھکو ایک پیمانہ گیہوں دیئے اور فرمایا کہ اس پیمانہ کا منہ مت کھولنا صرف ایک سوراخ کر دینا جس کی راہ سے جس قدر جب جی چاہے گیہوں نکال لیا کرنا چنانچہ میں نے آپ کے فرمانے پر عمل کیا اور خدا کی قسم پانچ برس کامل میں اس پیمانہ سے گیہوں اسی سوراخ کی طرف سے نکال نکال کر کھاتا خدا کے نام پر خیرات کرتا رہا بد قسمتی سے ایکروز میری بیوی نے اس پیمانہ کا منہ کھول دیا بہت جلد وہ برکت جاتی رہی اور پیمانہ خالی ہو گیا۔

کرامت بعض مشائخین کرام رحمتہ اللہ علیہم سے منقول ہے کہ شب معراج میں جب حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قریب عرش اعظم کے پہنچے تو عرش کو بہت بلند پایا غیب سے آواز آئی کہ اے محبوب میرے عرش پر آئیے چونکہ عرش بلند تھا آپ اس پر جا نہ سکے کہ فوراً بحکم خداوند جل وعلا روح پاک حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بصورت ایک جوان رعنا کے کہ اس کے چہرہ کی روشنی سے عرش اعظم روشن ہو گیا خدمت سرا پا رحمت میں حاضر ہوئی اور دست بستہ سلام عرض کیا اور جھککر کہا کہ آپ میری گردن پر اپنے قدم مبارک رکھکر عرش اعظم پر تشریف لیجائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک قدم اس کی گردن پر رکھے وہ روح کھڑی ہو گئی اور اس قدر بلند ہوئی کہ آپ عرش اعظم پر تشریف فرما ہو گئے پھر آپ نے اس سے نام دریافت فرمایا مگر سوائے دولت بستہ چپ کھڑا دیکھنے کے اس سے کوئی جواب نہ پایا آپ نے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ جوان گروہ انبیاء میں سے کوئی ہے کہ ناگاہ ہاتف غیبی نے پکار کر کہا کہ اے محبوب میرے یہ جوان روح ہے ایک تیرے فرزند کی یہ جب دنیا میں پیدا ہوگی تو اس کا نام عبد القادر ہوگا اور جب تمہارا دین ناپاک لوگوں کے ہاتھوں مانند مردوں کے ہو جائیگا تو یہ جوان اس کو از سر نو زندہ کر کے محی الدین (یعنی دین کو زندہ کرنے والا) خطاب پائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام غیبی سنکر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیتے ہوئے زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا کہ آج اس وقت جس طرح میرا قدم تیری گردن پر ہے جب تو دنیا میں پیدا ہوگا تو اسی طرح تیرا قدم جمیع اولیا زمانہ کی گردنوں پر رہیگا جو قبول کرے گا اس کو مراتب عالیہ ملیں گے اور جو انکار کرے گا وہ درجہ ولایت سے اتار دیا جائے گا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قدم ناز سے دنیا کو سرفراز فرمایا تو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان گردن پر نشان قدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود تھا۔

کرامت حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ ایک دن ایک مجمع کثیر میں کہ جس میں بہت سے اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم بھی شامل تھے وعظ ارشاد فرما رہے تھے کہ بحالت جوش و خروش ارشاد فرمایا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ یعنی بموجب ارشاد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

لکھا ہے کہ اس ارشاد پاک کے وقت مجلس میں جس قدر اولیاء اللہ موجود تھے سبھوں نے باری باری اپنی گردنیں آپ کے قدم مبارک کے نیچے رکھدیں علاوہ حاضرین کے دیگر دور دراز مقامات میں جو اولیاء صاحب باطن تھے بمجرد ارشاد پاک کے فوراً وہیں اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں ان سب بزرگان دین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے پہلے جس نے سر نیاز خم کیا وہ حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ تھے جوان دنوں خراسان کے پہاڑوں پر عبادت و ریاضت شاقہ میں مشغول تھے آپ نے سر جھکا کر فرمایا کہ بل علی راسی و عینی یعنی آپ کا قدم مبارک گردن ہی پر نہیں بلکہ میرے سر آنکھوں پر چنانچہ خود حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میرے قول پر تمام اولیاء اللہ میں سے سب سے پہلے جس نے اپنا سر جھکایا وہ معین الدین کی ذات ہے آپ کو اپنے نور باطنی سے یہ معلوم ہو گیا تھا اور تمام اولیاء اللہ کے سامنے آپ نے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ برادر معین الدین حسن کے اس عجز و انکسار نے اپنے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ملک ہند کا حاکم بنائے گا چنانچہ آپ نے جیسا ارشاد فرمایا ویسا ہی ہوا۔

تنبیہ برادران ملت! یہاں پر یہ ظاہر کر دینا اور بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول مبارک صرف ہمعصر اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کے متعلق تھا نہ کہ اولیائے متقدمین و متاخرین کے واسطے کیونکہ اولیائے متقدمین میں حضرات خلفائے راشدین و حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور یہ حضرات بالاتفاق و بالاجماع جمیع امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ ہیں اور اولیاء متاخرین میں حضرت امام مہدی آخر الزماں رضی اللہ عنہ ہوں گے ان کا مرتبہ بھی حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ سے کہیں برتر ہے بس آپ کے فرمان مبارک میں اولیاء متقدمین و متاخرین شامل نہیں ہیں فقط اسی زمانہ کے بزرگان دین کے واسطے آپ کا یہ فرمان تھا یہی خیال جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حضرت مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہم کا بھی ہے البتہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ سے آپ کی بزرگی و عظمت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔

کرامت ایک دفعہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنے دولتخانہ میں بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے چھت سے بار بار مٹی گرنے لگی تین دفعہ تو آپ نے جھاڑ دی چوتھی مرتبہ جب پھر مٹی گری تو آپ نے اوپر نظر کی دیکھا کہ ایک چوہا مٹی گراتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا تا دلک اللہ راسک یعنی اللہ تعالیٰ تیرا سر کاٹ ڈالے اس فرمان کے ساتھ ہی اس چوہے کا سر لٹک کر گر پڑا اور چوہا مر گیا اس کے بعد آپ یہ کیفیت دیکھکر رونے لگے اور بہت زیادہ روئے جب لوگوں نے سبب گریہ دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ڈرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن خدا مجھ سے اس کے متعلق باز پرس کرے۔

کرامت صاحب سفینۃ الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب میں اور حضرت شیخ الحرمین شریفین امام عبد اللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب مراۃ الفیضان میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک ضعیفہ عورت اپنے ایک نوجوان بیٹے کو لیکر حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت سراپا ہدایت میں لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا محبوب سبحانی یہ میرا فرزند آپ کی طرف بہت مائل ہے کاروبار دنیاوی چھوڑ دیئے ہیں اس واسطے میں اس کو آپ کے سپرد کرتی ہوں اور اپنا حق جو اس پر ہے معاف کرتی ہوں آپ اس کو اپنے خانقاہ شریف میں رکھیئے اور تعلیم باطنی سے مشرف فرمائیے آپ نے اس ضعیفہ کے لڑکے کو قبول فرمایا اور ریاضت و عبادت اور سبق باطنی میں مشغول کر دیا وہ ضعیفہ کبھی کبھی اپنے بیٹے کو دیکھنے آیا کرتی تھی چنانچہ ایکبار جب دیکھنے کو آئی تو دیکھا کہ بیٹا بیٹھا ہوا چنے چبا رہا ہے اور بہت ہی حقیر و نحیف ہو گیا ہے۔ اپنے نور چشم کی یہ حالت دیکھکر بڑا ہی سخت رنج ہوا حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ آپ عمدہ عمدہ کھانے جس میں مرغ کا گوشت بھی ہے تناول فرما رہے ہیں عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا بات ہے کہ آپ تو مرغ اڑا دیں اور میرا بچہ چنے چبائے آپ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ غصہ نہ کریں تھوڑی دیر بیٹھکر آرام کریں پھر میں آپ کے اعتراض کا جواب دوں گی۔ ضعیفہ بیٹھ گئی۔ آپ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو مرغ کی تمام ہڈیوں کو ایک جگہ جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ قم باذن اللہ یعنی اے مرغ اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہو جا اللہ کے حکم سے مرغ فوراً زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا ضعیفہ بیٹھی ہوئی خاموشی سے آپ کی یہ کرامت دیکھ رہی تھی اس کے بعد آپ نے ضعیفہ سے فرمایا کہ آپ اپنے بیٹے کے واسطے بہت جلدی کرتی ہیں ابھی اپنے بیٹے کو چنے ہی چبانے دیجئے پھر جب اس میں بھی مرغ کو زندہ کرنے کی قدرت ہو جائیگی تو وہ بھی میری طرح مرغ کا گوشت کھائے گا سبحان اللہ کیا کھلی ہوئی کرامت ہے۔

کرامت کتاب مناقب غوثیہ میں لکھا ہے کہ ایکدن حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوالحسن علی ابن احمد قدس سرہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوالحسن قدس سرہ نے وقت رخصت کے عرض کیا کہ یا حضرت میرے گھر میں ایک قمری اور ایک بلبل کا جوڑا پلا ہوا ہے مگر عجیب بات ہے کہ نہ قمری بولتی ہے اور نہ بلبل انڈے ہی دیتی ہے حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے اس بلبل کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا الفعی لمالک یعنی اے بلبل اپنے مالک کو نفع پہنچا پھر قمری سے فرمایا سبحی لخالقک یعنی اے قمری اپنے خالق کی پاکی بیان کر چنانچہ آپ کی برکت سے بلبل انڈے دینے لگی اور قمری بھی بولنے لگی۔

کرامت رسالۃ الاولیاء میں حضرت سید ہاشم علوی بیجاپوری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی ملک کی منصب ولایت پر منصوب ہوتا ہے تو پہلے بحکم خدائے عزوجل و علا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

حاضر کیا جاتا ہے آپ اس کو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیتے ہیں حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اگر اس شخص کو لائق ولایت دیکھتے ہیں تو اس کا نام دفتر ولایت میں درج فرماتے ہیں اور یہی دستور آپ کے عہد غوثیت سے جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کو ولایت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فنائے اتم اور فنافی الرسول کا پورا پورا حصہ ملا تھا آپ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک اور پسینے سے خوشبو آتی تھی اور جسم مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اسی طرح حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے جسم مبارک اور پسینہ میں خوشبو آتی تھی اور جسم اطہر پر کبھی مکھی نہ بیٹھی اسی وجہ سے آپ کبھی کبھی جوش میں آکر فرمایا کرتے تھے کہ باللہ ھذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر یعنی خدا کی قسم یہ جسم میرے جد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے عبد القادر کا جسم نہیں ہے **کرامت** ایک بار آپ کے گھر میں بچھو نکلا آپ نے اس کو دیکھکر ارشاد فرمایا مرجا فوراً وہ فوراً مر گیا پھر آپ پر خوف طاری ہوا اور رونے لگے خادم کو بلا کر اپنا پیراہن دیا کہ اس کو فروخت کر کے خیرات کر دے تاکہ میرے اس فعل کا کفارہ ہو اور بہت دیر تک توبہ و استغفار میں مشغول رہے **کرامت** ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میں لاولد ہوں آپ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالی مجکو لڑکا عطا فرما دے آپ نے اس کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ جاؤ اللہ تعالی تمکو بیٹا دیگا مگر اس کو اطمینان نہ ہوا وقتاً فوقتاً آیا کرتا اور یہی تمنا پیش کرتا اور آپ اس کو تولید پسر کی خوشخبری سنایا کرتے ایک روز جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ جسکی تجکو تمنا ہے وہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے جب نو مہینے حمل کے گذر گئے تو لڑکی پیدا ہوئی وہ شخص اس لڑکی کو آپ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت مجکو تو لڑکے کی آرزو ہے مگر لڑکی پیدا ہوئی جسکی آرزو نہ تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ دو اور گھر لیجاکر خدا کی قدرت دیکھو چنانچہ اس نے آپ کے حکم کی تعمیل کی جب گھر پہنچکر کپڑا کھولا تو اس میں سے ایک نہایت حسین و جمیل لڑکا نکلا خدا کا شکر بجا لایا۔ **کرامت** الاخبار میں حضرت شیخ ابو القاسم ساسانی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ ان کی دستگیری کر کے ان کو لغزش سے بچاتا اس زمانہ میں اگر میں موجود ہوتا تو ضرور ان کی دستگیری کرتا اور لغزش سے بچاتا میرے مریدوں میں سے اگر کسی سے ایسی لغزش ہوتی ہے تو میں اسکو بچا لیتا ہوں اور اس کی دستگیری کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالی اسی طرح قیامت تک کرتا رہوں گا۔

کرامت حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے دس فرزند صلبی تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت عبد الرزاق حضرت عبد الوہاب۔ حضرت عبد الہلوی حضرت عبد الجبار حضرت شرف الدین حضرت محمد موسی حضرت محمد یحیی حضرت محمد ابراہیم حضرت محمد اسحاق حضرت ابو نصر رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اور ایک فرزند روحی حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ہیں ان کے والد حضرت شیخ علی ملقب بہ عربی رحمتہ اللہ علیہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے چونکہ ان کی اولاد ایک بھی نہ تھی اس لئے غمگین رہا کرتے تھے ان کی یہ حالت دیکھکر ایکدن حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کو بڑا رحم آیا فرمایا کہ اے علی غمگین کیوں رہتے ہو عرض کیا کہ اولاد نہ ہونیکی وجہ سے فرمایا کہ تمہاری قسمت میں تو اولاد ہے نہیں مگر میں اپنا ایک فرزند جو ابھی پیدا نہیں ہوا ہے تم کو دیتا ہوں۔ تم کل صبح کے وقت آؤ جب میں وظیفہ پڑھتا ہوں اس وقت تم میری پیٹھ سے اپنی پیٹھ لگاکر . . . .
تکلف بیٹھ جانا بے ادبی کا کچھ خیال نہ کرنا جب لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا مگر وہ محی الدین کے لقب سے ملقب ہوگا۔

دوسرے دن صبح کے وقت حضرت شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کی اور اسی دن رات کو اپنی بیوی سے ہم بستر ہوئے حمل قرار پا گیا اور بعد انقضائے نو ماہ مدت حمل کے حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو علم ظاہری اور باطنی میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے آپ کا علم علم لدنی تھا نہ کسی استاد کے آگے زانوئے ادب تہ کیا اور نہ کسی مرشد سے تعلیم باطنی حاصل کی جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ ان کو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے آپ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کیا عجیب شخص پیدا ہوا ہے یہ میری زبان ہوگا اور جو اسرار اور بھید اولیاء اللہ نے اپنے سینوں میں پوشیدہ رکھے ہیں ان کو عالم آشکارا کر دے گا اور قطب زمان ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ان کی یادگار رہیں منجملہ اور بہت سی کتب توحید و تصوف کے فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ مشہور کتابیں ہیں۔ الغرض یہ کمالات اور فضائل حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ میں تھے وہ سب محض حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی دعا و برکت اور کرامت کا نتیجہ تھے۔ **کرامت** ایک شخص کی بیوی کو مرگی کا دورہ ہوتا تھا اس نے بہت کچھ معالجہ جھاڑ پھونک کیا مگر اس موذی مرض سے اس کی بیوی کو چھٹکارا نہیں ہوا بالآخر حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام کیفیت بیان کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب کی جب مرض کا دورہ ہو تو مریضہ کے کان میں کہنا کہ اے مرگی اس شہر میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ رہتے ہیں تجکو انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں سے بھاگ جا اور پھر کبھی مت آنا اگر پھر آؤ گی تو ماری جاوے گی چنانچہ اس شخص نے بموجب آپ کے حکم کے عمل کیا اس کی بیوی سے ہمیشہ کے واسطے یہ مرض جاتا رہا سوا اس کے تا حیات آپ کے شہر بھر میں کسی کو کبھی یہ مرض نہ ہوا۔ **کرامت** حضرت شیخ الشیوخ عمر شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایام جوانی میں علم کلام (یعنی منطق) پڑھا کرتا تھا ہر چند میرے چچا حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ کو اس علم کے پڑھنے سے منع کیا مگر میں نہیں مانا مجبور ہوکر مجکو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا عمر علم کلام پڑھتا ہے میں منع کرتا ہوں مگر مطلق میری بات نہیں مانتا آپ اس کو منع کر دیں شاید آپ ہی کا کہنا مان جائے حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے بجائے منع کرنے کے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کون کونسی کتابیں ابتک

پڑھی ہیں میں نے پڑھی ہوئی کتابوں کے نام بتائے یہ سنکر میرے سینہ پر آپ نے اپنا دست مبارک پھیر دیا جس کا یہ اثر ہوا کہ میں نے تمام علم کلام جو پڑھا تھا بھول گیا اور قسم خدا کی ایسا بھولا گویا کبھی پڑھا ہی نہیں تھا مگر اس کے ساتھ تمام علم لدنی مجھپر آشکارا ہو گیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر تم اہل عراق کے مشہور متاخرین میں سے ایک ہو گے

کرامت ایک بار شہر بغداد میں مرض طاعون پھیلا کثرت سے لوگ مرنے لگے لوگوں نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ مریضوں کو ہمارے مدرسہ کی گھاس لیجا کر بلاؤ لوگوں نے ایسا ہی کیا جسکو وہ گھاس استعمال کرائی گئی وہ اچھا ہو گیا یہانتک کہ گھاس ختم ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ اب پانی لیجا کر پلایا کرو چنانچہ پانی کے استعمال سے سب اچھے ہو گئے اور پھر کبھی شہر بغداد میں مرض طاعون نہیں پھیلا۔

کرامت ایکدن آپ کی مجلس مبارک کے سامنے ایک چیل ہوا میں اڑتی ہوئی بولنے لگی اس کی آواز کچھ ایسی کرخت تھی کہ سبھوں کو ناگوار ہوئی آپ نے حاضرین کی یہ کیفیت دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے ہوا اس کا سر کاٹ ڈال فوراً اس کا سر کٹ کر گر گیا اور وہ مر گئی پھر آپ کو اس پر بہت رحم آیا منبر سے اتر کر ارشاد فرمایا بسم اللہ زندہ ہو جا اور ابھی زندہ ہو جا چنانچہ وہ چیل زندہ ہو کر اڑ گئی۔

کرامت ایک دفعہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ بغداد شریف جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ کے وعظ کے طریقہ پر واقعہ معراج شریف بیان فرمانے لگے سامعین میں ایک نیچر الخیال شخص بھی موجود تھا اس نے چیں بجبیں ہو کر کہا کہ اتنے بڑے بزرگ اور صاحب عقل ذکاوت ہو کر ایسے واقعات بیان کرتے ہیں جن کو نہ کوئی عقلمند مان سکتا ہے اور نہ کسی کی عقل وسمجھ میں آسکتے ہیں میں ایسی فضول بکواس سن نہیں سکتا یہ کہکر مجلس مبارک سے نکل کر گھر کی طرف راہی ہوا راستہ میں ایک بڑی اور زندہ مچھلی خریدی گھر لیجا کر بیوی کو دی اور کہا کہ میں دریا پر نہانے جاتا ہوں اور وہیں سے پانی بھرے لاتا ہوں تو جلدی اٹھکر اس مچھلی کو پکا بیوی چرخہ کات رہی تھی اس نے کہا کہ میرے ہاتھ میں جو پونی ہے اس کو کات کر ابھی پکاتی ہوں اس کے بعد وہ شخص دریا پر نہانے گیا پانی میں اتر کر غوطہ جو لگایا تو خود کو ایک دوسری جگہ پایا اور اپنے جسمانی بناوٹ کو دیکھا تو عورت کی صورت وشکل پر نظر پڑی سخت پریشان ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے کچھ سمجھ میں نہ آیا چاروناچار دریا سے نکل کر ایک درخت کی آڑ میں چھپکر بیٹھ گیا تھوڑی دیر میں ادھر سے ایک شخص کالا اور اس گھوڑے پر سوار نکلا دیکھا کہ دریا کے کنارے درخت کی آڑ میں چھپی ہوئی ایک نہایت حسینہ وجمیلہ عورت برہنہ جسم بیٹھی ہے عورت دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اپنا دوشالہ دیکر کہا کہ اس سے اپنا ستر چھپالے اس کے بعد یہ شخص گھوڑے پر سوار کرکے اپنے گھر لے گیا نکاح کیا اور زن وشوکے تعلقات کو بخوبی نباہتا رہا اس میں اتنا عرصہ گذرا کہ اس سے سات لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں ایکدن یہ عورت نما مرد (یعنی نیچری) اپنی ہمسایہ عورتوں کے ساتھ پھر دریا پر نہانے آیا پانی میں اتر کر غوطہ جو لگایا اور باہر نکلا تو پھر اپنی اصلی صورت یعنی مردانہ شکل میں تھا اور اپنے دریا کے کنارہ پر جہاں پر کپڑے اتار کر رکھے تھے وہیں پایا گھڑے پانی سے بھرے ہوئے ویسے ہی رکھے دیکھے جو لوگ ساتھ میں نہاتے تھے بدستور نہاتے ہوئے ملے غرضکہ کپڑے پہنکر متعجب کرتا ہوا گھر پہنچا تو دیکھا کہ بیوی کی ابھی پونی ختم نہیں ہوئی بدستور چرخہ کات رہی ہے اور مچھلی زندہ تڑپ رہی ہے۔ بیوی سے کہا کہ اس قدر دیر ہو گئی اور تم نے ابھی مچھلی نہیں پکائی بیوی نے کہا کہ میاں ذرا ہوش سے باتیں کرو ابھی تم گئے ہوئے ذرا بھی تو دیر نہیں ہوئی تو میری پونی بھی ختم ہوئی اتنی جلدی مچھلی کیونکر پکا سکتی ہوں یہ شخص اور بھی متعجب اور پریشان ہوا کہ کیا قصہ کیا ہے بالآخر سوچتے سوچتے سمجھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو جو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ بیان فرما رہے تھے غلط سمجھا یہ اسی کی سزا مجھکو ملی ہے اس خیال کے ساتھ ہی گھر سے روانہ ہو کر حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ابھی وہی واقعہ معراج شریف بیان فرما رہے ہیں اور لوگ اسی محویت کے ساتھ سن رہے ہیں یہ کیفیت دیکھکر دور ہی سے چلایا کہ یا محبوب سبحانی میں نے آپ کے وعظ میں واقعہ معراج سنکر اس کو غلط سمجھا اس کی سزا بھگت چکا اب میں معافی چاہتا ہوں اور اپنے انکار سے توبہ کرتا ہوں اور صدق دل سے پڑھتا ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے بعد لوگوں نے اس سے کیفیت دریافت کی تو اس نے اپنی تمام سرگذشت اول سے آخر تک بیان کی حاضرین سنکر بہت خوش ہوئے اور یہ کرامت حضور غوث پاک کی سب پر ظاہر ہوئی۔

کرامت حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی ایک باعفت وعصمت اور پاک باطن حسینہ وجمیلہ عورت مرید تھی اس پر ایک فاسق وفاجر عرصہ سے فریفتہ تھا مگر اس کو کبھی کوئی موقع اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کا نہ ملتا تھا ایکدن اتفاقاً وہ عفیفہ کسی کام کو جنگل کی طرف گئی مرد فاسق کو جب اس کے جنگل جانیکی خبر لگی تو یہ بھی پیچھے سے پہنچا اور ارادہ بد کیا عفیفہ اس کو دیکھکر سہم گئی اور حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع لائی اور فرمایا کہ یا حضرت اس وقت اس مرد فاسق سے میری عصمت بچایئے اس وقت حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنی خانقاہ شریف میں وضو کر رہے تھے اس اپنی مریدہ کی کیفیت سے آگاہ ہو کر فوراً اپنی کھڑاؤں کو اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس مرد فاسق سے میری مریدہ کی حفاظت کرو اور اس مردود کو کما حقہ سزا دو کھڑاویں آپ کا یہ حکم پاتے ہی اڑ کر وہاں پہنچیں اور اس کے سر پر پڑنے لگیں یہانتک کہ اس مردود کا سر پھٹ گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ عورت بخیر وعافیت تمام معہ ان کھڑاؤں کے خدمت میں حاضر ہوئی اور سبھوں سے اپنی سرگذشت بیان کی پھر آپ کے قدموں کو بوسہ دیکر اپنے گھر واپس آگئی۔

کرامت ابوالعالی کا بیان ہے ایک مرتبہ میں بہت ہی خوفناک جنگل میں اونٹوں پر تجارتی مال بار کئے ہوئے پہنچا اتفاقاً اس جنگل میں میرے چار اونٹ معہ سامان کے گم ہو گئے ہر چند تلاش کئے مگر کہیں نہ ملے ایک رات وہیں گذاری اور ساتھی سب چلے گئے میں تنہا رہ گیا جب صبح ہوئی تو مجھکو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد پاک یاد آیا کہ جب تجھے کوئی مصیبت پیش آوے تو مجھکو یاد کرنا تیری بلا اور مصیبت دور ہو جائیگی اس ارشاد کے یاد آتے ہی میں نے فریاد کی کہ یا محبوب سبحانی میرے چار اونٹ معہ سامان باربرداری کے اس جنگل میں گم ہو گئے آپ اللہ پاک سے

دعا کریں میرے اونٹ مجھکو مل جائیں اس التماس کے بعد دفعتہً میری نظر ایک ٹیلہ پر گئی دیکھا کہ ایک سفید پوش شخص مجھکو اشارہ سے بلا رہا ہے میں وہاں جب گیا تو مجھکو کوئی آدمی تو ملا نہیں البتہ میرے چاروں اونٹ مع سامان کے کھڑے ہوے ملے چنانچہ ان کو لیکر میں اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔

بہترین کرامت سیر العارفین میں حضرت مخدوم اشرف جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ اکثر ایکدم سے سو سو غلام خرید کرتے اور اسی وقت شرف بیعت سے مشرف فرما کر اللہ واسطے آزاد فرماتے مگر آپ کی برکت اور فیضان عالی سے کوئی زر خرید غلام آپ کا ولایت سے خالی نہیں رہا آپ باوجود ایسے کامل و اکمل ہونے کے نہایت متبع شریعت اور بڑے ریاضت اور عبادت کرنے والے بہت زیادہ نماز یں پڑھنے والے اور روزے رکھنے والے صدقہ اور خیرات تقسیم کرنے والے نہایت کم غذا تناول فرمانے والے اور بہت ہی کم سونے والے تھے آپ ہمیشہ روزے رکھتے اور باوضو رہتے تھے تمام عمر آپ کبھی قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے نہیں بیٹھے آپ کو خوشبو بہت پسند تھی جسم مبارک اور لباس اطہر اور مدرسہ و خانقاہ شریف ہر وقت معطر رہتی تھی اور اکثر اپنی زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ؎

اگر ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب　　　ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

پنجگانہ فریضہ نماز کے علاوہ روزانہ دو ہزار رکعت نماز نفل کھڑے ہو کر ادا فرماتے بعد نماز تہجد کے روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرتے۔ اشراق چاشت اوابین سنت قبل عصر اور سنت قبل عشا اور نوافل تحیتہ الوضو و تحیتہ المسجد کوئی آپ سے کبھی نہ چھوٹتی تھی چالیس سال تک متواتر آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور اس عرصہ میں کبھی آپ نے اپنے بستر سے پیٹھ تک نہیں لگائی چھت میں ایک رسی ڈالدی تھی اور اس میں اپنے سر کے بال باندھکر شب بیداری فرمایا کرتے یہ اس لیے کہ نفس آمادہ پاکر خواب کی طرف مائل کرنے پاوے کبھی نماز میں اسقدر طول قیام فرماتے کہ پائے مبارک ورم کر آتے تھے کثرت اشغال سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک ایک ہفتہ تک شکم مبارک غذا سے آشنا نہ ہوتا غذائے روحی آپ کا اللہ کا ذکر تھا صرف دوشنبہ یعنی پیر کے دن دو چار لقمے رزق حلال سے تناول فرمایا کرتے تھے آپ نے وجہ حلال سے کچھ اراضی خرید لی تھی اس میں آپ کے مرید کاشت کر دیا کرتے تھے جو غلہ اس میں پیدا ہوتا اس میں سے روزانہ مغرب کے وقت تین روٹیاں پک کر آپ کی خدمت میں آتیں آپ ان میں سے ایک روٹی خدا کی راہ میں خیرات کر دیتے اور ایک روٹی ٹکڑے کرکے احباب و مریدین میں تقسیم فرماتے اور ایک روٹی

سے روزہ افطار فرماتے تھے آپ نے جب سے اس کوچۂ فقر میں قدم رکھا کبھی روپیہ پیسہ سونا چاندی وغیرہ اپنے دست مبارک سے نہیں چھوا آپ اگرچہ لباس بہت عمدہ اور قیمتی کپڑے کا پہنتے تھے مگر اس کپڑے میں اگر کبھی پرانی یا پیوند جاتا تو کمل کا جوڑ بھی لگا لیتے تھے اور عمدہ لباس صرف ایکدن پہنکر دوسرے دن محتاج کو دیدیتے تھے اور رات کو گھر میں کچھ نہیں رکھتے تھے سب خیرات کر دیتے تھے دوسرے دن کی فکر نہ فرماتے تھے غرض آپ بالکل تارک الدنیا عارف باللہ ہمیشہ حق کے حضور ماسوائے اللہ سے دور اور دنیا سے نفور رہتے تھے پس اگر ایسی پاک ہستی اور معزز ذات سے اگر مذکورہ بالا جیسی کرامات کا صدور ہوا تو کوئی حیرت انگیز اور تعجب خیز بات نہیں ایسے برگزیدہ حضرات کے متعلق اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بعض خاص بندے ایسے بھی ہیں کہ جب وہ کسی خاص کام کے ہو جانے پر قسم کھا جاتے ہیں تو میں ان کی قسم پوری کر دیتا ہوں میں ان کی کثرت نوافل سے ان کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتے ہیں اور گرفت کرتے ہیں میں ان کے پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتے ہیں میں ان کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتے ہیں میں ان کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سوچتے ہیں پھر جو وہ چاہتے ہیں وہ میں کر دیتا ہوں۔

پس اے برادران اسلام! ایسے بزرگان دین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا ہر فعل اللہ کا فعل اور ہر قول اللہ کا قول ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یا اللہ پاک بطفیل اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ سرتاج انبیا صلے اللہ علیہ وسلم و بحرمت و برکت حضرت غوث پاک محبوب سبحانی قطب ربانی سید شاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ راقم مضمون کو اور اس مضمون کے چھپوانے والے اور چھاپنے والے اور کاپی لکھنے والے اور پڑھنے والے اور سننے والوں اور ان کے علاوہ جمیع اتباع حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی تمام حاجتیں دینی اور تمام دنیاوی جائز مرادیں پوری فرما اور ہم تمام مسلمانوں کو شریعت اسلام کا متبع اور سچا مسلمان بنادے اور قیامت کے دن اپنے دامن رحمت کے سایہ میں جگہ دینا اور اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرنا آمین ثم آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وازواجہ و اولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

عورت نے کمال کیا

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے دسرم پور میں پورے پچاس آریہ پنڈتوں سے مباحثہ کیا بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو القلم جناب مولانا حسن الدین صاحب خاموش ایرانی نے بطرز ناول دو سو صفحات میں لکھا ہے سارا مباحثہ قلمبند ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کے مطالعہ سے بارہ سال کا بچہ اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے۔ قیمت صرف دس آنے محصولڈاک ۶ کل عہ

ملنے کا پتہ یہ ہے:۔ منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

مسلمان کی زندگی

(از حکیم مولانا عبداللہ نواب صاحب رشدی)

(۱) ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔ جن کے دلوں میں حق بات کے قبول کرنے کی قابلیت ہے اور جو کان لگا کر دل سے حق بات کو سنتے ہیں ان نصیحتوں سے انھیں کو فائدہ ہوگا۔

(۲) من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔ جو عورت یا مرد ایمان لا کر اچھے کام کرینگے تو ہم اسے دنیا میں اچھی اور پاکیزہ زندگی عطا کرینگے اور ان کے اچھے کاموں کے بدلے میں انھیں ثواب بھی دینگے۔

(۳) قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ کہدو خدا کی بنائی ہوئی آرائش اور زینت کو (جو نعمت ہے) کس نے حرام کیا اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں سے کس نے روکا ہے انھیں آگاہ کر دو کہ یہ تمام چیزیں دنیا کی زندگی ہی میں ایمان والوں کے لئے ہیں اور قیامت میں تو ان نعمتوں میں ان کا کوئی شریک نہیں وہ خالص انھیں کو ملینگی۔

قرآن اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اسلام میں درویشی اور ترک دنیا کی تعلیم نہیں ہے وہ دنیا کو حکومت اور پالٹکس کے اصول سکھا کر مذہب اور سیاست کو جوڑ دیتا ہے اس قسم کی آیتیں قرآن میں بیشمار ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آخرت کے ثواب کے ساتھ مسلمانوں سے دنیاوی عزت اور سلطنت کا بھی وعدہ فرمایا تھا بشرطیکہ وہ اسلام کے بنائے ہوئے اصولوں برتا کریں اور آپس میں ایک رہیں قوم کی بہتری اور مذہب کی حفاظت اور اشاعت اپنی زندگی کا ضروری مقصد قرار دیکر جان و مال تک دریغ نہ کریں اور جو لوگ مسلمانوں کی ذلت اور بربادی کے مقابلے میں اس خیال سے مطمئن ہیں کہ مسلمانوں کو جنت میں ذلت کے بدلے میں بڑے بڑے درجے ملیں گے۔ وہ یقیناً بڑے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ان لوگوں نے غالباً یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسلام ترک دنیا اور درویشی کی تعلیم دیتا ہے اور خدا نے گویا دنیا اور آخرت کو اس طرح کافروں اور مومنوں میں تقسیم کر دیا ہے کہ دنیا اور اس کی تمام دولت اور عزت تو کافروں کو دیدی اور جنت اور اس کی نعمتیں مسلمانوں کو عطا فرما دی ہیں اقبال سہ

دلم سوزد بہ بے سامانی تو میگویند
بہ کافر ایں جہاں دادند مارا عالمے دیگر

اوپر کی آیات سے اس خیال کی غلطی آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے اگر یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا ہمیں آخرت کے ساتھ بلکہ اس سے پہلے دنیا کی بہتری مانگنے کی دعا اس آیت میں نہ سکھاتا:۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار — اے ہمارے رب دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن

چونکہ ترک دنیا ایک خلاف فطرت فعل ہے اسی لئے ان لوگوں کو جو ترک دنیا کے مدعی ہیں اس اصول کی اشاعت میں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ انھیں میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ زبان سے دنیا اور اس کی عزت کو برا کہتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ دل سے اسکے طالب ہوتے ہیں اور جس قدر بھی دولت اور عزت حاصل کرنے کا موقع مل جاتا ہے اس میں کسی طرح کی کمی نہیں کرتے کاش وہ اس حقیقت کو سمجھ سکتے کہ دولت اور عزت بری نہیں اس کا نشہ برا ہے جو شراب کے نشے سے بھی زیادہ انسان کو متوالا بنا دیتا ہے دولت بری نہیں بلکہ سرکشی تکبر غرور اور خدا کی نافرمانی بری ہے وہ مال دولت خدا کا سب سے بڑا احسان ہے جس سے قوم اور مذہب کو فائدہ پہنچے اور موقع اور محل پر خرچ کیا جائے الغرض خدا اور بندوں کے حقوق کا پورا کرنا ہی ان تمام نعمتوں کا شکریہ ہے اور ان کا پورا نہ کرنا تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اسی کی برائی کی گئی ہے ان حقوق کے پورا کئے بغیر مسلمان نہ دنیا میں عزت کے مستحق ہیں اور نہ آخرت کے۔

ترقی کے قوانین

یہ بالکل یقینی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ تباہی اور بربادی ایک عذاب ہے جو اسلام کے بنائے ہوئے اصولوں پر نہ چلنے کی وجہ سے ان پر نازل ہوا ہے' یہ اصول کیا ہیں؟ آپس میں متحد ہونا ترقی کے تمام ان ذرائع سے کام لینا جن پر عمل کرکے دوسری قومیں ترقی کر رہی ہیں اور جن پر عمل کرنے سے مسلمان ان سے زیادہ حق دار ہیں ترقی نتیجہ ہے کوشش اور عمل کا' آپس کی ہمدردی اور اتحاد کا بچوں کی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ اور مستقل فنڈ قائم کرکے مذہبی اور قومی ضرورتوں کے انتظام کا دنیا میں اس سرے سے اس سرے تک چلے جاؤ اور ہر قوم کی حالت کو جانچو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جتنی قومیں ان اصولوں کی پابند ہیں وہی دنیا میں باعزت ہیں اور جو ان اصول کی پابند نہیں وہ ذلیل و رسوا ہیں خاصکر مسلمان جو کبھی ان اصولوں کی پابندی میں یکتا تھے وہی آج سب سے زیادہ ذلت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں ان کی اس گری ہوئی حالت نے اسلام کی تمام خوبیوں پر پردہ ڈال دیا ہے انھیں دیکھکر مشکل یہ یقین آسکتا ہے کہ مسلمانوں ہی نے دنیا کو تمدن اور سلطنت کے اصول سکھائے تھے۔

البتہ مسلمانوں کی وہ چند سلطنتیں جو اپنی بربادی کے اسباب سے اچھی طرح واقف ہوکر ترقی کے اصولوں کی پابند ہوتی جاتی ہیں کسی قدر بہتر حالت میں ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جب تک خدا کے اس مقرر کئے ہوئے قانون کے مطابق جو قوموں کے بننے اور مٹنے کا سبب ہے مسلمان اپنی قومی اور اجتماعی حالت کو درست نہ کرسکیں گے وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتے ہیں ان کی تمام نیکیاں اور اچھے عمل بغیر ان اصولوں کی پابندی کے بیکار ثابت ہونگے

قوم کی مثال ایک درخت کی سی ہے اور وہ اصول جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں اس درخت کی جڑوں کی طرح ہیں ان اصولوں کے علاوہ دوسری نیکیاں بمنزلہ پتیوں کے ہیں جو لوگ بغیر اس کے کہ درخت کی جڑوں کو پانی پلائیں پتیوں کو ہرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی کوششیں بیکار جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان بہت سی نیکیاں کرنے پر بھی دوسری قوموں کے مقابلہ میں ذلیل ہیں:۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما با نفسہم — خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

جب لوگ اپنی حالت بدل ڈالتے ہیں تو خدا کی نعمت کے مستحق نہیں رہتے۔

ہلاکت سے بچنے کی تدابیر

یا یہا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم

اے ایمان والو! اگر تم خدا کے کاموں میں مدد کروگے تو خدا تمہاری مدد کریگا۔

(دنیا سے استفادہ)

وابتغ فیما اتٰک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک خدا نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اسے خدا کی مرضی کے کاموں میں صرف کرو اور تم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ دنیا سے فائدہ نہ اٹھاؤ بلکہ مال و دولت سے اپنی ذات کے لئے بھی کچھ لے لو اور اپنے دنیاوی حصہ کو بھی نہ بھلاؤ جس طرح خدا نے تم پر احسان کیا ہے تم لوگوں کے ساتھ احسان کرو اور خدا کی زمین پر فساد نہ کرو۔

(آخرت کا خیال)

ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فنا ہونے والا ہے (ختم ہونے والا ہے) اور جو خدا کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے

(اشاعت اسلام)

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون — تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف لوگوں کو بلائے اور اچھی باتوں کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے اور چھٹکارا پانے والے ہیں۔

(تعلیم)

وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون — اور ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ سب مسلمان نکل کھڑے ہوں اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ سب کے سب بیٹھے رہیں پھر ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ان کی ہر ٹولی میں سے ایک جماعت دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے نکل کھڑی ہو اور علم حاصل کرنے کے بعد جب یہ جماعتیں گھر کو لوٹیں تو اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کریں شاید کہ اس طرح ان کی قوم منع کی ہوئی باتوں سے بچے۔

ان آیتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک جماعت ہر جگہ کے مسلمانوں میں سے ایسی بھی ہونی چاہیئے جو علم دین میں کمال حاصل کرے یہ ایک ایسا فرض ہے جس کے انجام دینے کی صورت میں دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح ہے اور اس سے غفلت کا نتیجہ دنیا میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی اور آخرت میں عذاب و رسوائی ہے۔

اسلامی تعلیم اور مسلمان

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات خدا ایمان والوں اور علم والوں کے درجے بلند کرتا ہے۔

مسلمانوں کے بچے اسلام کی پود ہیں اور ان کی غذا اسلامی تعلیم ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اسلام کا درخت پھلے پھولے تو مسلمانوں کے بچوں کو کارآمد تعلیم دو جس قدر دولت اس پر خرچ کر سکتے ہو کرو اور اپنی تمام ضروریات سے مقدم جانو اسلام کی محبت بچوں کے دلوں میں اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب وہ اسلام کی خوبیوں سے واقف ہوں اور واقفیت کا ذریعہ صرف تعلیم ہے۔ بچوں کے دلوں میں جب تک اسلام کی محبت اور اس کی واقفیت نہ ہوگی وہ اسلام کی ترقی کا باعث نہیں ہوسکتے۔

اگر تم اسلام کی ترقی چاہتے ہو تو سب مل کر مسلمانوں کے بچوں کو کارآمد تعلیم دو یقین رکھو کہ مسلمانوں کی ترقی اسلام کی ترقی سے وابستہ ہے اگر تم اسلام کی حفاظت اور اشاعت میں جان و مال سے مدد کروگے تو یہ نیکی خود اپنی ذات کے ساتھ کروگے اور اس کا پھل بھی تمہیں ملیگا ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا اگر تم بھلائی کروگے تو اپنے لئے کروگے اور اگر نقصان پہنچاؤگے تو اپنے آپ کو (یعنی خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے)

پس اگر تمام خیراتوں اور صدقوں بلکہ شادی بیاہ اور غمی کے اخراجات کو بھی موقوف کرکے تم مسلمان بچوں کو کارآمد تعلیم دلا سکو تو جب بھی یہ سودا بہت ہی سستا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ مسلمان دولت صرف نہیں کرتے تو نا انصافی ہوگی وہ یقیناً بہت کچھ خرچ کرتے ہیں مگر ان کے خرچ کرنے کی اس سے زیادہ صحیح مثال نہیں دی جاسکتی کہ وہ درخت کی جڑوں کو پیاسا رکھتے ہیں اور پتیوں پر پانی چھڑکتے ہیں اور امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ان کے پانی چھڑکنے سے درخت کی جڑیں بھی ہری رہیں گی یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک کمزور اور کھوکھلی دیوار کو رنگ و روغن کرکے یہ خیال کر رہے ہیں کہ صرف رنگ و روغن ہی سے دیوار کی بنیاد مضبوط ہو جائیگی حالانکہ یہ خیال خام ہے۔

تعلیم کی تعریف

اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے تمام جھگڑوں کو اسلام کی عزت بچانے کے لئے دلوں سے بھلا دیں آپس میں متحد ہو جائیں اور مسلمان بچوں کی تعلیم کا کوئی نہ کوئی طرح انتظام کریں تعلیم ایسی ہونی چاہیئے جو بچوں کی امنگوں کو مٹا کر انھیں سست و بیکار نہ بنادے کسی زبان کے پڑھ لینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ طوطے کی طرح اسے الفاظ سلسلہ پڑھ لیا جائے

مسلمانوں کو ایسے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو عربی یا اردو میں نہایت قابلیت کے ساتھ بچوں کو تعلیم دے سکتے ہوں مذہب سے پورے واقف ہوں عربی اردو پڑھنے لکھنے پر اور بولنے پر انھیں ایسی ہی

قدرت حاصل ہو جیسے انگریزی اور فرنچ پر حاصل ہوتی ہے یہی تعلیم یافتہ جماعت انگریزی اور فرنچ لٹریچر کے ذریعہ سے غیر مسلمانوں کو بھی اسلام کی خوبیوں سے واقف کر سکتی ہے۔

طلباء کی امداد کی ضرورت

بہت سے نوجوان کالج یا اسکول چھوڑ کر نوکری کی تلاش میں سرگرداں و پریشان ہیں اگر مسلمان متوجہ ہوتے اور انھیں یہ معلوم ہوتا کہ ان کی دولت کا صحیح مصرف کیا ہے تو انہی نوجوانوں سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام اسلامی ممالک میں معلمین و مبلغین کی ایک ایسی قابل جماعت تیار ہو سکتی تھی جو عربی اُردو انگریزی اور ہندی چاروں زبانوں میں تعلیم و تبلیغ کی خدمت انجام دیتی اسی طرح ان ذہین اور قابل لڑکوں کو بھی جو اسکے ارغب پاکر کالجوں میں چلے جاتے ہیں اور مشرقی تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں اعلیٰ تعلیم دی جاسکتی تھی مدرسوں میں تو صرف وہی رہ جاتے ہیں جو کند ذہن ہوتے ہیں یا اپنی بدشوقی کی وجہ سے اسکولوں میں ترقی نہیں کرسکتے اور یہ بھی چند دنوں میں مدرسہ چھوڑ کر معاش کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔

یہ یقینی ہے کہ سب لڑکے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کریں، دین و دنیا کے تمام کاموں کے لئے اسباب مقرر ہیں کوئی کام بھی لہٰذا و ہند بغیر اسباب کی تکمیل کے انجام نہیں پاسکتا اس قاعدے کے ماتحت انگریزی اور دیگر زبانوں کی طرف لوگوں کی توجہ اور رغبت کا اصل سبب یہ ہے کہ ان کی روزی اس سے بظاہر وابستہ ہے اور کالجوں اور اسکولوں سے انھیں کامیابی کی صورت میں انعام پانے کی امید ہوتی ہے یہ ایک فطری جذبہ ہے اس پر انھیں الزام نہیں دیا جاسکتا تمام دنیا کے کام کسی نہ کسی امید پر کئے جاتے ہیں جو لوگ صرف غریب طالبعلموں اور ان کے والدین کو مذہبی اور مشرقی علوم حاصل نہ کرنے پر الزام دینے میں وہ غلطی پر ہیں، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا میں ایسے نامور لوگ بھی گذرے اور اب بھی خال خال کہیں پائے جاتے ہیں جنھوں نے باوجود اپنی غربت اور تنگدستی کے علمی کمالات حاصل کر کے دنیا کو حیرت میں ڈالدیا تاہم اس زمانہ میں ایسے بہادر طالبعلموں کا ملنا جو زحمت کی تپیاں کھاکر علم کو صرف علم کے لئے حاصل کریں محال ہے بیشک اس زمانہ میں جبکہ مسلمان عروج پر تھے غریبوں میں علم کے ایسے فدائی اور عاشق پیدا ہوتے رہتے تھے مگر اب یہ کام قوم کے بڑے بزرگوں کا ہے کہ وہ زمانہ کی رفتار کو دیکھیں اور مسلمانوں کی اس ضرورت کا بندوبست کریں اور انھیں اس خطرہ سے بچائیں جو پوری قوم کو تباہی و بربادی کی طرف لیجا رہا ہے۔

واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصہ — اس عذاب سے بچو جو صرف ظالموں کو نہیں پہنچے گی بلکہ سب کو گھیر لیگا۔

اگر غریب اپنی غربت کا دکھڑا روتے رہے اور مالدار اپنے فرائض سے اس طرح بیخبر اور غافل رہے تو خدارا تمہیں بتاؤ کہ کیا اسلام کی خدمت کے لئے آسمان سے فرشتے اتر کر آئینگے یا کوئی اور قوم پیدا ہوگی۔

امرائے ملت سے خطاب

اسلام کا دردر رکھنے والو اور اسلام کو اپنی جان و مال سے زیادہ پیارا سمجھنے والو! خدا کے لئے اٹھو اور اسلام کی خبر لو اس وقت اسلام کو ایسے غریبوں کی ضرورت ہے جو جان نثار ہوں ایسے مالداروں کی ضرورت ہے جن کی مال و دولت اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہو۔

مالدار غریبوں سے زیادہ اسلام کی خدمت کے ذمہ دار ہیں کیونکہ انھیں کھانے پینے کی فکر بہرحال غریبوں سے تو کم ہی ہے۔ مالدارو تم کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو علم دین پڑھاؤ اور اسلام کے دامن پر سے اس دھبے کو مٹاؤ کہ مولوی ہمیشہ فقیر اور مالداروں کے محتاج ہوتے ہیں اگر تم اپنے بچوں کو عالم نہیں بنا سکتے تو خدا کے ان حکموں کی تعمیل اس طرح کرو کہ غریب بچوں کی تعلیم میں اپنی دولت کا ایک حصہ صرف کرو اور زکوٰۃ یا اور دوسری آمدنیوں میں سے غریب ہونہار بچوں کو وظیفے دیکر پڑھاؤ ان کے لئے معقول انتظامات مقرر کرو ان کا دل بڑھاؤ تاکہ یہ تمہاری طرف سے اسلام کی خدمت کرنے کے قابل بن سکیں اور تمہاری دنیوی

عورت سے لطف

حاصل کرنے کیلئے

دوشیزہ کا مطالعہ ضرور کیجئے یہ وہ کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لیکر عورت کی آخر عمر تک کی تمام کیفیات اور عورت کے جذبات درج ہیں یہ کتاب صدہا مغربی مشرقی اور غیر مطبوعہ کتابوں کا عطر ہے، یہ وہ کتاب ہے جس میں

ڈیڑھ سو کے قریب فوٹو بلاک اور تصاویر ہیں

تمام دنیا کی عورتوں کے نہایت لاجواب فوٹو ہیں اور عورتوں کے تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کار آمد تصاویر ہیں اردو میں آجتک ایسی مکمل کتاب کبھی شایع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو وہ تجارب ہو جائینگے جن کا سالہا سال میں حاصل ہونا ناممکن ہے آپ عورت کی صورت دیکھکر اس کی فطرت سے واقف ہو جایا کریں گے آپ اس کے تمام جذبات سے ہی آگاہ ہو جائینگے اور بالکل سمجھ جائینگے کہ آپ کی بیوی آپ پر پروانہ وار فدا ہوگی اس میں مواصلت، لباس، حفظان صحت، تمدن، معاشرت بچوں کی پرورش عورتوں کے حسن کو برقرار رکھنا غرضکہ وہ سب کچھ ہے جو آپ چاہتے ہیں اسکی قیمت فی جلد مجلد تین روپے آٹھ آنے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اَلْقُوَّۃُ لِلّٰہِ جَمِیْعًا

از جناب مولوی ابوالفیض محمد محمود عالم صاحب فاضل الہیات چمپارنوی

اس سے پہلے کہ دنیا اسلام کے نور سے منور ہو اسلام کی عالمتاب روشنی سے روشن ہو اسلام کی ضیا پاشی سے تجلی اسلام کی بارش سے سرسبز وشاداب تر وتازہ وکامیاب ہو انسان کی کیا حالت تہی کیا صورت تہی کیا رنگ تھا، کیسی ظلمت وتاریکی چھائی ہوئی تہی کس ضلالت وگمراہی بربادی وتباہی کے دلدل میں پھنسا ہوا تہا کس ذلت وخواری محکومی وغلامی کے قعر ذلت میں گرفتار تہا؛

وہی اشرف المخلوقات، وہی دنیا کی تمام چیزوں کا سردار، وہی کائنات عالم کا تابعدار وہی ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے بہتر سے بہتر اچھے سے اچھے اعلیٰ سے اعلیٰ ادنی سے ادنی کل جاندار درندہ وخونخوار پر قبضہ رکھنے والا انسان اس حال میں تھا کہ وہ دنیا کے ذرہ ذرہ ریزہ ریزہ قطرہ قطرہ کو خدا سمجھتا تھا جنگل کے ہر بڑے درختوں گلشن کے ہر حسین و مہکتے ہوئے پھولوں، لہلہاتے ہوئے غنچوں، مسکراتے ہوئے کلیوں، شبنم کے چمکتے ہوئے قطروں، دریا کے لہروں، گنگا جمنا کی موجوں، کو اپنا پرشور خیال کرتا تھا۔ زمین کا ہر خوفناک جسمناک کیڑہ مکوڑہ اس کا معبود تہا پہاڑ کا ہر کالا اُجلا نیلا پیلا پتھر اس کا مسجود تھا وہ ہر موذی سرکش، زبردست طاقت کو اپنا دیوتا سمجھتا تہا۔

وہ سانپ بچھو کیڑے مکوڑے کو پوجتا تھا کہ یہ سب دیوتا تھے وہ ہر چھوٹی چھوٹی لہروں بڑے بڑے دریاؤں گنگا جمنا کی موجوں کو پوجتا تھا کہ دریا دیبی تھی، وہ پہاڑ کے پتھروں کی پرستش کرتا تہا کہ پتھر دیوتاؤں کا مسکن اور اوتاروں کا وطن تھا۔ وہ آگ کو پوجتا تہا کہ کہیں اگنی دیوی تہی کہیں خدا کا مظہر تھی۔

وہ ستاروں کی پرستش کرتا تھا کہ وہ حکمران عالم تھے وہ چاند اور سورج کو پوجتا تھا کہ نور کبیر تھے۔ وہ حیوانوں نباتاتوں، جمادانوں کا پوجا کیا کرتا تھا کہ بعض میں انسانوں سے زیادہ طاقت تہی اور بعض دیکھنے بھالنے میں خوفناک وہیب اور بعض صورت شباہت میں مختلف الالوان اور حسین تھے انسانوں کو اس لئے پوجتا تھا کہ خدائے پروردگار کے اوتار تھے۔

ہندوستان جو علوم ریاضیہ کا سرچشمہ تہا پتھروں اور مورتوں حسین وخوبصورت چیزوں کا بندہ بن رہا تہا یونان جو علوم عقلیہ کا مرکز تھا جہاں کے لوگ عقل پر نازاں تھے عقل ہی کو رہبر و پیغامبر سمجھتے تھے طرح طرح کے دیوتاؤں کا مسکن تھا، مصر وبابل جو علم ہیئت فن تعمیر کے سب سے پہلے گھر تھے ستاروں کے ہیکل سے آباد تھے دنیا ایسی اندھیری وتاریکی وبربادی میں گھری ہوئی تہی کہ کہیں روشنی کا پتہ نہیں چلتا تھا ایسی ذلت وخواری کے دلدل میں پھنسی ہوئی تہی کہ کوئی عزیز جلیل نظر نہیں آتا تھا، دنیا والے اپنے خدا اپنے معبود اپنے مسجود اپنے آقا اپنے مالک اپنے رازق اپنے خالق کو ایسے بھول بیٹھے تھے کہ فرشتے ان دنیاداروں کی حالت دیکھکر عش عش کر رہے تھے الست بربکم قالوا بلیٰ کے وعدہ خلافی پر طعنہ زن تھے ہر طرف ذلت وخواری کا بادل منڈلا رہا تہا ہر طرف تباہی وبربادی کی بجلی چمک رہی تہی، دنیا والوں کی وہ ضمیر جس میں کچھ برائے نام زندگی باقی تہی ملامت کرنے لگی، دنیا والوں کے برباد شدہ دل تباہی وبربادی ذلت وخواری سرکشی وطغیانی پر نادم وپشیمان ہوکر اپنے گذشتہ مظالم کی فریاد کرنے لگے اور ہر گوشے ہر کوچے ہر خطے سے یارب ارحم ارحم کی صدا بلند ہونے لگی جب خداوند عالم کو اپنی بربادی کا خیال آیا تب غیرت ربانی نصرت رحمانی بہر بھٹکتے ہوئے مسافروں بھولے ہوئے راہیوں کی رہبری وبندہ پروری کے لئے بے نقاب ہوکر نصرت وفتحیابی وکامرانی کا پیام سنانے کے لئے کلدان میں ایک آتش پرست بت تراش بت فروش کے گھر میں اس مسلمہ خدا ترس خدا پرست کو ظاہر کیا جس نے رات کو جگمگاتے ہوئے ستاروں ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کا نیلگوں آسمانوں کو مزین وخوبصورت روشن ومنور کرتے ہوئے زیب وزینت دیتے ہوئے دیکھکر کہا کہ یہ میرا خدا ہے،

لیکن جب جگمگانے والے ستارے اندر روشن کرنے والے چراغ زینت دینے والے قمقمے چھپ گئے تو اس نے کہا کہ میں چھپنے والوں تھوڑی دیر میں گم ہونے والوں فنا ہونے اور بجھنے والوں کو خدائی کے لئے پسند نہیں کرتا۔

پھر ایک ایسا چراغ دیکھا جو روشنی میں ان ٹمٹماتے ہوئے چراغوں سے زائد خوبصورتی میں ان جگمگاتے ہوئے ستاروں سے بڑھکر اس روشن چاند نے اپنی پوری روشنی سے برآمد ہوکر شب تاریک کے ظلمت وتاریکی کو دور کر کے صفحہ آسمان کو چمکا دیا جب اس روشنی پر نظر پڑی تو پکار اٹھا کہ یہ میرا خدا ہے۔

جب چاند بھی نظر سے غائب ہوگیا اور اس کی روشنی بھی دھیمی پڑ گئی تو کہنے لگا کہ وہ شئے جو روشنی میں دوسرے کا محتاج ہو جسکی زندگی کا قیام ہونہ لدام ایسے بے ثبات شئے کو میں معبود نہیں سمجھتا پہر دن کو آفتاب ذرہ نواز اپنے آب وتاب چمک ودمک شان وشوکت سے رات کی تاریک چادر کو پھاڑتے اور سونے والوں کو خواب غفلت سے جگانے اور منظر مراد کو پیام کامرانی سنانے اور منزل مقصود کے راستے دکہاتے ہوئے نمودار ہوا جب دیکھا کہ آفتاب کے طلوع ہوتے ہی سونے والے اپنے بستر سے اٹھ بیٹھے کاروباری اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے اندھیرے گھروں میں روشنی ہوگئی دنیا میں چہل پہل کے آثار نمایاں ہونے لگے دنیا کی تمام چیزیں منور ہوگئیں مغموم دلوں کو مسرت کا پیغام سنانے لگا بچھڑے ہوئے قبیلوں کو منزل موعود پر پہنچانے لگا اور غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس میں دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ طاقت

ہے تو کہا کہ ہاں یہی روشن سورج میرا خدا ہے یہی میرا معبود ہے یہی میرا مسجود ہے یہی میری عبادت کے لائق ہے اسی میں ربوبیت کی پرتو جھلک ہے اسی میں حی و قیوم کی خو دمہک ہے اسی میں عزت و عظمت کی چمک دمک ہے دنیا کا دار و مدار اسی ذرہ نواز پر ہے اسی کے ضیا پاشی سے دنیا کی ہر چیز دنیا کا ہر خطہ ہر گوشہ ہر چپہ روشن ہے دنیا کا کاروبار عالم کا نظام عام اسی کے ماتحت ہے، لیکن جب اس کا رنگ بھی متغیر ہونے لگا اور ہر روشن چیزوں پر تاریکی و تیرگی چھانے لگی، تدریجاً متغیر ہوتے ہوتے خود بھی نظر سے غائب ہوگیا تو اس سچا خدا پرست نے اپنی قوم کو مخاطب کیا کہ اے قرب و جوار کے رہنے والو، ایک ساتھ کے بسنے والو جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو جن صورتوں کو تم خدا سمجھتے ہو جن مورتوں کو تم دیوتا مانتے ہو جن درختوں پہاڑوں دریاؤں کو تم اوتاروں کا مسکن اور اپنا معبد جانتے ہو جن درندوں خونخواروں محکوموں غلاموں کو آقا اور مالک سمجھکر سر نیاز خم کرتے ہو جن بے دست و پا کو تم اپنا ماوی و ملجا سمجھتے ہو جن محتاج دیوتاؤں اور دیویوں کو اپنا معین و مددگار کریم و کارساز آفرینندہ و پروردگار ٹھیراتے ہو میں ان تمام باطل خودساختہ خودآراستہ معبودوں سے بری ہوں ؎

جو خود محتاج ہو دوسرے کا　　بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

میں تمام جھوٹے معبودوں سے منہ پھیرکر اس سچے پروردگار معین و مددگار ستار و غفار بخشندہ و آمرزگار کی طرف رخ کرتا ہوں گردن اطاعت جھکاتا ہوں جس نے ہم کو تم کو تمہارے باطل معبودوں مسجودوں دیوتاؤں اوتاروں دیویوں دنیا کی تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو اپنے دست قدرت سے صرف لفظ کن کے اشارے سے عالم وجود میں لایا جس نے آسمان و زمین کو بلا کسی ستون بلا کسی میخ بلا کسی رسی و چوب کے صرف اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرکے چاند اور سورج سے مزین فرماکر اپنی وحدت و اپنی قدرت کا ادنی کرشمہ ظاہر فرمایا جس نے ایک لفظ سے ظلمت میں نور پیدا کیا جس نے دونوں کے نام رکھے جس نے صبح کو رات سے جدا کیا، جس نے سمندر کی لہروں کو ایک دوسرے سے الگ کیا جس نے عناصر سے زمین، سمندر، آگ اور پانی اور تمام عالم پیدا کئے اور ان ہی کے ساتھ ان ہستیوں کو بنایا جو ان سے راحتیں حاصل کرتی ہیں جس نے ایسی خوشنما اور دلفریب چیزیں پیدا کیں کہ انسان دیکھتے ہی بیخود ہوجاتا ہے جو بے دست و پا جانوروں کے منہ میں بلا چلے پھرے آئے گئے آب و دانہ پہنچاتا ہے ؎

چناں پہن خوان کرم گسترد　　کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

جو دوست و دشمن کافر و مومن ہندو مسلم کو ہمیشہ رزق دیتا اور باوجود معصیت و نافرمانی بد دینی و سرکشی کے کسی کی روزی کو بند نہیں کرتا ؎

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست　　بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

میں اس ذات وحدہ لاشریک کو خدا سمجھتا ہوں جو سارے عالم کا پروردگار معین و مددگار ہے میں اس معبود حقیقی کو اپنا معبود جانتا ہوں جو نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ کسی چیز میں دوسروں کا محتاج ہے نہ اہل و عیال رکھتا ہے نہ کسی کا باپ ماں ہے نہ کوئی اس کا رشتہ دار ہے نہ کوئی اس کا شریک حال ہے بغیر مدد کسی کے نظام عالم کا کارساز ہے۔

میں اس خدا کو خدا سمجھتا ہوں جو تمام خداؤں سے برتر تمام معبودوں سے بہتر تمام مسجودوں سے افضل تمام دیوتاؤں سے اشرف ہو۔

ہمارا مالک وہ ہے جو تمام مالکوں کا مالک تمام آقاؤں کا آقا تمام بادشاہوں کا بادشاہ تمام مولاؤں کا مولا ہے۔ میرا خدا شریک کرنے والوں کی شرکت سے پاک عیب لگانے والوں کے عیب سے صاف وہم و گمان خواب و خیال سے منزہ و بری الذات ہے۔

یہ پہلا دن تھا جب اسلام نے حقیقت انسانی کے چہرے سے پردہ اٹھایا گم گشتگان راہ کو سیدھا راستہ بتایا غلاموں کو آزادی کا سبق پڑھایا باطل معبودوں کے پوجنے والوں کو سرنگوں بنایا، بت پرستوں کے دلوں کو معبود حقیقی کے جلوے سے منور فرمایا اور اس نے بتایا کہ اے انسان تو مخلوقات کا بندہ نہیں حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ کا غلام نہیں تو تمام مخلوقات کا آقا ہے، تمام چمکتے ہوئے ستاروں ماہتاب کی شعاعوں آفتاب کی کرنوں سے بڑھکر ہے، خوشبودار پھولوں رنگدار کلیوں دل آویز غنچوں سے برتر ہے بہتر ہے تو ان چیزوں کیلئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ تمام کائنات عالم تیرے غلام بنائے گئے ہیں ورنہ پرندے چرندے سانپ بچھو کیڑے مکوڑے ہر چھوٹی بڑی چیزیں بیش بہا نعمتیں صرف تیرے لئے ہیں تیری غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں تیری محکومی کے دم بھر رہے ہیں تیرے عیش و آرام راحت و اطمینان کے لئے ہیں تیری زندگی کو زیب و زینت سے مزین کرنے کے لئے ہیں تو تمام مخلوقات سے اشرف اور تیری ذات ان تمام ہستیوں سے ارفع ہو۔

تو صرف خالق مخلوقات پروردگار کائنات رزق رساں انسان و جنات ترو تازگی و بالیدگی بخشندہ جمادات و نباتات کا بندہ ہے عبادت کرنے والا ہے پرستش کرنیوالا ہے، تو صرف اس خداوندگار عالم کا غلام ہے جسکے قبضہ قدرت میں لیل و نہار ہے جس کے اشارے پر دنیا کی تمام چیزوں کی حیات و موت کا دار و مدار ہے جس کے ماتحت تمام عالم کا نظام ہے؛

اے انسان اشرف المخلوقات تو ذات واحد معبود حقیقی کے سوا تمام کائنات عالم کا سردار ہے پھر تو جن کا آقا ہے جن کا مالک ہے جن کا نگراں ہو جن کا سرپرست ہے جن کی زمام تیرے ہاتھ میں ہے جن کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا تیرے اختیار میں ہو۔

حیف صد حیف، ان انسانوں پر کہ جو ان کے غلام ہیں ان کو اپنا خدا بناتے ہیں ان کو اپنا معبود و مسجود سمجھتے ہیں ان کے آگے غلامی کی گردن جھکاتے اور اپنے سر نیاز کو اس کے دربار میں خم کرتے ہیں ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ہم نے انسان کو عزت اور بزرگی بخشی اس کو خشکی اور تری میں سواری دی الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض تم نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے خدا نے مسخر کر دیں،

انسان کی آنکھیں کھولدیں اور بتلا دیا کہ تو دریا کو دیبی نہ کہہ وہ تیری فرحیات کا ایک خزانہ ہے تو حیوانات کو دیوتا نہ سمجھ وہ تیرے ہی فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں آگ دیوی نہیں ہے وہ تیرے ہی لئے ہے پہاڑ دیوتاؤں کا

مسکن کیسے ہو سکتا ہے وہ خود انسان کے تابع ہے اور خدا کا فرمانبردار ہے چاند سورج ستارے وغیرہ تیرے خادم ہیں تیری ضروریات کے ذخیرہ کے لئے ہیں۔

سخر لکم البحر لتجری الفلک فیه بامرہ ولتبتغوا من فضله دریا کو مسخر کر دیا تاکہ اس میں خدا کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اپنے رزق کو تلاش کرو۔ وھو الذی سخر لکم البحر لتاکلوا منه لحماً طریاً و لتخرجوا منه حلیة تلبسونھا و تری الفلک مواخر فیه و لتبتغوا من فضله و لعلکم تشکرون (خدا ہی ذات مقدس ہے جس نے دریا کو مسخر کر دیا تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اس سے اپنی زینت کی اشیاء نکالو اس میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اس سے خدا کی برکت تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔"

تو حیوانات کو دیوتا یا اوتار یا پرشو رست سمجھ کیونکہ حیوانات تیرے ہی فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون لتستووا علی ظھورہ ثم تذکروا نعمة ربکم اذا استویتم علیه و تقولوا سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین کشتی اور جانور تمہارے لئے پیدا کئے تاکہ تم ان کی پیٹھ پر سیدھے سوار ہو پھر اپنے خدا کے احسان کو یاد کرو اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے مخلوقات کو مسخر کر دیا ہم اپنی قوت سے اس کو مسخر نہیں کر سکتے تھے۔"

آگ دیوی نہیں آگ میں خدا کی مظہر نہیں آگ میں خدا کا جلال و جمال نہیں وہ تو تیری ضروریات کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔

والذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا خدائے پروردگار ہی ہے جس نے سبز لکڑی سے تمہارے لئے آگ پیدا کی۔

پہاڑ دیوتاؤں کا مسکن اور وطن کیسے ہو سکتا ہے پہاڑ تو خود ہی انسان کے تابع اور خدا کی تسبیح خواں ہیں۔

انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق "ہم نے پہاڑ کو مسخر کر دیا تاکہ صبح و شام خدا کی تسبیح و تہلیل کریں۔"

تو آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ کو خدا کیوں سمجھتا ہے حالانکہ وہ تیرے ہی فائدہ کے لئے ہیں وسخر لکم الشمس والقمر دائبین۔ تمہارے لئے آفتاب ماہتاب کو مسخر کر دیا جو حرکت کرتے ہیں۔"

اے نافہم انسان تو کیوں خدا کے سوا اوروں کی طرف دست امید بڑھاتا ہے تو کیوں ہر اونچی چیز کی طرف جھکتا ہے؟ کیوں اپنی تمناؤں کا زینہ کمزور عمارتوں پر بناتا ہے؟ کیوں اپنی کامیابی و فتحیابی کا منزل مقصود شئی مفقود و موہوم کو سمجھتا ہے؟

کیا تو ان میں سے بعض سے بہتر اور بعض کے برابر نہیں ہے تو کیوں خدا کے سوا اوروں سے ڈرتا ہے کیوں دنیاوی معاملہ میں اپنے دین متین کو خیرباد کہتا ہے کیا وہ بھی تیری ہی طرح مخلوق نہیں؟ قادر مطلق کو چھوڑ کر کس سے حاجت براری کی درخواست کرتا ہے کیا وہ خود خدائے تعالے کے محتاج نہیں؟

پس ایک ہی ذات والا صفات عدیم النظیر عدیم المثال ہے جس کی طرف ہاتھ پھیلانا ہے ایک ہی ہے جس کے آگے جھکنا ہے ایک ہی ہے جس سے ڈرنا ہے جس کے آگے گڑگڑانا ہے ایک ہی ہستی ہے جس کو اپنے سے بالاتر سمجھنا ہے اور ہاں ایک ہی ہے جس سے حاجت برآری کی درخواست ہے۔

خیال کرو اور سوچو اگر خدا تعالے تجھے مصیبت پہنچانی چاہے تو کیا وہ معبود روک سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ہاں کہدو کہ خدا ہی کارسازی کافی ہے خدا تعالے کے ماننے والے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کی ذات پر بھروسہ کرنے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبه

پس جو خدا تعالے کا ماننے والا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ماننے والا اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری کا کرنے والا ہے وہ مسلم ہے جو مسلم ہے وہ خوددار ہے جو غیور و خوددار ہے وہ صاحب وقار ہے جو ذی وقار ہے وہ قابل احترام ہے جو قابل احترام ہے وہ دنیا کا سردار ہے جو دنیا کا سردار ہے وہ مملکت کا بادشاہ رعیت کا تاجدار ہے ان العزة للہ ولرسوله وللمومنین عزت صرف خدا کے لئے ہے اس کے رسول کے لئے ہے مسلمانوں کے لئے ہے۔

اسلام خدا کے سوا کسی کے سامنے سر جھکانے کی اجازت نہیں دیتا اسلام معبود حقیقی کے سوا کسی کو معین و مددگار بنانے کا حکم نہیں دیتا اسلام بجز قادر مطلق کے کسی دروازہ پر ہاتھ پھیلانے نہیں دیتا اسلام بڑے سے بڑے رمال نجومی ساحر جادوگر کی اتباع نہیں کرنے دیتا خدا کے برتر کے سوا کسی سے نہیں ڈراتا اس لئے کہ اسلامی عقائد یہ ہیں:۔

خدائے قیوم کے سوا نفع و ضرر فائدہ و نقصان کسی کے ہاتھ میں نہیں دنیا کی ہر طاقت و قوت کا وہی مالک ہے مخفی اور ظاہری دعاؤں کا سننے والا ہے پوشیدہ اور غیبی باتوں کا جاننے والا وہی ہے دنیا کی تمام حکومتوں کا عنان صرف اسی کے دست قدرت میں ہے عطائے موت و حیات نفع و ضرر اسی کا کام ہے انسان کی طرح دنیا کا ذرہ ذرہ اسی کے حکم کے منتظر ہیں بغیر اس کی مرضی کے زمین کی کوئی چیز جنبش نہیں کر سکتی بغیر اس کے حکم کے درخت کا ایک پتہ بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گر سکتا ؎

نیارد ہوا تا نہ گوئی بیار   نیارد زمیں تا نگوئی بیار

اسلام کا اساس اولین توحید ہے اسلام کی پہلی تعلیم استحکام وحدت ہے تمام انبیاء کرام اولوالعزم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا مقصد صرف خدا کے بندوں کو غیروں کی پرستش سے چھڑا کر ظلمت و تاریکی سے نکال کر روشنی میں کھڑا کرنا تھا۔

اسلام کہتا ہے کہ صرف خدا کو مانو اور صرف خدائے برتر کے آگے جھکو اسی سے مدد مانگنی چاہیئے اور اسی کی اعانت پر اعتماد کرنا چاہیئے ایاک نعبد و ایاک نستعین جس طرح خدا کی ذات کو ایک ماننا توحید میں داخل ہے اسی طرح اس کی صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرنا جزو توحید ہے۔

پس خدا کے سوا کوئی نہیں جس کی حکم انتہائی حکم ہو جس کا فیصلہ

قطعی فیصلہ ہو کوئی نہیں جو عاجزی و تذلل کا مستحق ہو کوئی نہیں جس کی جبروت و عظمت آگے چون و چرا کی گنجائش نہ ہو اور کوئی نہیں جو ڈرنے اور خوف کرنے کے لائق ہستی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر الامم بنایا اور دنیا میں اپنی نیابت اور خلافت بخشی پس اپنے درجہ کو ہر مسلمان محسوس کرے اور افسردگی بے ہمتی خوف و مرعوبیت کی جگہ اپنے اندر بلندی خودداری طاقت و استحکام پیدا کرے۔

اسلام ان کے لئے ایک جامع اور اکمل قانون لیکر آیا اور انسانی اعمال کا کوئی ضروری شعبہ ایسا نہیں جس کے لئے مشعل راہ نہ ہو وہ اپنی توحید تعلیم میں نہایت غیور ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ ہمارے ماننے والے کسی دوسرے سے خوف کھائیں وہ کبھی نہیں دیکھ سکتا کہ ہم کو چاہنے والے کسی محتاج و بے طاقت شے کی طرف رجوع کریں اور اس سے مدد مانگیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ شدائد و خطرات کا مہیب دیو اس مسلم کو خوفزدہ بنا سکے جس کا قلب مطمئن خدائے برتر کے سوا کسی سے خائف نہ ہو کیونکر ممکن ہو کہ خوف و ہراس اس دلیر پر قبضہ کر سکے اور مغروروں و متکبروں خود پرستوں و خودداروں کی ہیبت و عظمت جابروں کا قہر و غضب فرعون کا جاہ و جلال تیغ و سنان مرعوب بنا سکے جس کی نظر میں یہ سب سب ایک دست شل اور ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں ہو پھر کیا یہ سچ نہیں کہ الحریۃ فی المسلم العزۃ للہ جمیعا صرف اسلام کا سبق ہو اسی لئے مسلم فطرتاً خوددار ہے کیا یہ سچ نہیں کہ مسلم مذہباً حر اور آزاد ہے کہ خالق عالم خدائے برتر کے سوا کسی کو خدا نہیں سمجھتا خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کے نزدیک عبادت کے لئے نہیں جھکتا، قادر مطلق کے سوا کسی کو امیدوں کا پورا کرنے والا تمناؤں اور مرادوں کا بر لانے والا کامیابیوں اور فتحیابیوں سے کامیاب و فتحیاب بنانے والا نہیں سمجھتا۔

اے نام کے مسلمانو! جب اسلام خدا کے سوا کسی کو معین و مددگار نہیں بناتا کسی کے آگے جھکنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ذات برحق کی بندگی کے سوا آزادی کا سبق پڑھاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم آج ہر چھوٹی بڑی ہستیوں کے غلام بناتے ہوئے ہو ہرے بھرے درختوں کے آگے سر نیاز خم کرتے ہو کیا سبب ہو کہ اسلامی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہو کیا وجہ ہے کہ دوسرے کے در کے بھکاری بنے ہوئے ہو دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہو جہاں جاتے ہو بجز ناکامی کے کچھ نہیں پاتے ہو جدہر رخ کرتے ہو ذلیل و خوار ہوتے ہو جسکو اپنے درد کا درمان اور اپنے مرض کا مسیحا سمجھتے ہو ان سے بجز محرومی و محزونی مرض میں ترقی و افزونی کے کچھ نہیں ملتا جس کے ساتھ دوستی و محبت کا دم بھرتے ہو اس سے دشمنی و عداوت کا پیغام سنتے ہو، کچھ سمجھو تو صحیح اس کا کیا سبب ہو؟ صرف دربار خدائی کے چھوڑنے تعلیم ربانی ارشاد رحمانی سے منہ موڑنے کا نتیجہ ہے کہ دربدر سوا و ذلیل اداس و غمگین پھرتے ہو اور ہر کس و ناکس سے ٹھوکریں کھا رہے ہو۔

عزیزی کہ ہر کہ از درش سر بتافت ... بہر درکہ شد ہیچ عزت نیافت
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند ... برفتند و بسیار سرگشتہ اند

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ... کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مسلمانوں کے لئے تمام اطراف عالم میں ایک ہی ہاتھ ہے جو رہنما ثابت ہے اور ایک ہی چشمۂ نگراں ہے جو لغزشوں سے بچا سکتی ہے ایک ہی رہنما ہے جو منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے ایک ہی ذات ہے جو تمام آفتوں اور مصیبتوں تکلیفوں اور اذیتوں سے بچا کر عیش و آرام راحت و اطمینان کے باغ میں بیٹھا کر مسرور و شادماں بنا سکتی ہے۔

یہ وہی ذات والا صفات مجمع خوبی و برکات مخزن انوار و تجلیات ہے جو کبھی کوہ سینا پر تجلی حق بنکر چمکی کبھی فاران کی چوٹیوں پر ابر رحمت بنکر نمودار ہوئی کبھی غار ثور میں لا تحزن ان اللہ معنا کی صدا میں تھی کبھی بدر کے کنارے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم کے پیغام میں تھی کبھی احد کے دامن میں وکان حقا علینا نصر المومنین کی بشارت میں تھی۔

اور آج بھی ایک بھٹکے ہوئے مسافر تھکے ہوئے قافلہ لٹے ہوئے کاروان دم توڑتے ہوئے مریض ڈوبتی ہوئی کشتی اور ایک برباد شدہ انجمن اور ایک برہم شدہ سوسائٹی کے لئے امید کا آخری سہارا اور مرض کا آخری اور ڈوبتی ہوئی کشتی کی آخری نجات اور زندگی کی آخری روشنی ہو۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون امن یھدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ ءالہ مع اللہ تعالیٰ عما یشرکون کون ہے کہ جب ایک مضطر اور بے قرار روح اسے پکارتی ہے تو اس کی فریادوں کو سنتا ہے اور اسکی مصیبت کو دور کرتا ہے اور کون ہے کہ اس نے تم کو زمین پر اپنا نائب بنایا اور اس کی وراثت بخشی کیا خدا کے سوا کوئی اور ہے؟ پھر بتلاؤ کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ہدایت کرتا ہے اور باران رحمت سے پہلے ہوا ان کو بشارت کے لئے بھیجتا ہے کیا خدا کے سوا کوئی دوسرا ہے۔

دنیا میں جب کبھی کسی بنی آدم نے اصلاح حیات کی کوئی منزل طے کی جب کبھی انسان نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا ہے جب اپنی تمناؤں اور مرادوں کو پایا ہے جب اپنی حسرتیں نکالی ہیں جب اپنے دامن مراد کو گل مقصود سے بھرا ہے تب تب صرف اسی دست قدرت کی رہنمائی اور اسی ذات واحد کی پرچم کے نیچے آنے اور اسی قادر مطلق کی تعلیم کی برکت کی وجہ سے دنیا میں چمکے اور عزت و عظمت حاصل کی اور جو اس کی رہنمائی میں آگیا اور اس کی تعلیم کو مشعل راہ بنایا جس پر اس کے ابر کرم کی بارش ہوگئی جسکے باغ میں اس کے باران رحمت کی آبپاشی ہوگئی پھر اس کے لئے ضلالت و گمراہی کہاں تیرگی تاریکی کہاں اس کے لئے محکومی و غلامی کہاں اس کے لئے بربادی و تباہی ذلت و خواری مفلسی و ناداری کہاں اس کے لئے دربدر ٹھوکروں کا کھانا کہاں۔

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ خدا جب کسی شخص کو راہ راست پر چلانا چاہتا ہے تو اس کا دل اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کا دل

کھولدیا گیا تو پھر وہ اپنے پروردگار کی روشن کی ہوئی مشعل ہدایت اپنے سامنے پاتا ہے مگر افسوس ان لوگوں پر جن کے دل ذکر الٰہی سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ خود مسلمانوں کے پاس کوئی دستور العمل قواعد و ضوابط ترقی کے لئے ہے یا نہیں؟

قبل اس کے کہ اس سوال کا جواب آپ کے سامنے آئے مجھے حسرت و افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں کے سامنے غیر قوموں کی جد و جہد کے سوا کوئی اور علیحدہ راہ نہیں ہے نہ بھی اپنی ترقی کا سدرۃ المنتہیٰ صرف یہی سمجھتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح غیر قوموں کے قدم بقدم چلنا سیکھ جائیں غیر قوموں کا رنگ ڈھنگ رفتار گفتار کردار ہم میں آجائے بیشک آجکل و اگرچہ اسلامی نقطہ نظر سے ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا مسلمانوں کے لئے عبرت اور تنبیہ کا سب سے بڑا سبق بڑھتے ہوئے قوموں کی سیاسی چال سیاسی اعمال میں ہے اور بڑی بدبختی یہی تھی کہ آجتک اس سے عبرت نہیں حاصل کی گئی۔"

لیکن بیربان امام مبین قرآن مجید فرقان حمید کے لئے اس سے بڑھکر کوئی مذہبی موت نہیں ہوسکتی کہ اعمال زندگی کے ایک ایک ضروری شعبہ میں ان کو اسلام تعلیم دینے سے مجبور و لاچار ہوگیا اور اس کی طرف سے مایوس ہوکر ایک دوسری قوم کے دستر خوان کی جھنجوڑی ہوئی ہڈی پر للچانا پڑے۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ　　فجوهر الحسن غیر منقسم

وہ اپنے تمام محاسن اور کمالات میں فرد اور یگانہ ہے اس لئے اس کے جوہر حسن میں تقسیم نہیں ہوسکتی ہمارے نزدیک اسلام کے دامن تقدیس پر اس سے بڑھکر اور کوئی بدنما دھبا نہیں ہوسکتا کہ انسانی حریت اور ملکی فلاح کا سبق مسلمان باوجود ان تبیانا لکل شیء ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین کے دوسری قوموں سے لیں۔

اگر واقعی دیکھا جائے تو اسلام کی روشنی میں یہ نظر آتا ہے کہ جس طرح اسلام کا خدا اپنی ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے کوئی ہستی اور وجود اس میں شریک نہیں اسی طرح اس کا قرآن کریم اپنی جامعیت اور کمال تعلیم میں وحدہٗ لاشریک ہے اور بالکل اسی طرح اس کا لانے والا رسول کمال انسانیت و تعبد اور قوائے نبوت و اصلاح میں بھی وحدہٗ لاشریک ہے ان کے صفات و خصائص میں کوئی اس جیسا نہیں بس ضرور ہے کہ جو امت جو جماعت جو گروہ جو فرقہ اس خدائے واحد اس قرآن واحد اور اس رسول واحد کے دامن تعلیم سے وابستہ ہو وہ بھی اپنے اعمال زندگی کی ہر شاخ میں وحدہٗ لاشریک ہو اور اپنے اندر اسی شان وحدت و یکتائی کا جلوہ رکھے اس کے اعمال و خصائص بھی من رآنی فقد رأ الحق " کی صدائے اتحاد سے غلغلہ انداز عالم ہوں، تمام دنیا کی قومیں اس کے اعمال کی پیروی کریں زندگی کے ہر حسن و جمال میں اس کے خال و خط مرقع عالم کے لئے نمونہ بنیں اور اسی لئے مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا مسلمانوں اگر تم اللہ کی خوف اپنے اندر پیدا کرکے متقی بن جاؤ گے تو وہ تمہارے لئے تمام دنیا میں ایک خاص امتیاز اور خصوصیت پیدا کردے گا جس قوم کو اس صدائے الٰہی نے مخاطب فرمایا

ہو جس قوم کو اس بشارت عظمیٰ نے خوشخبری سنائی ہو جس قوم کو اس ذات مجمع صفات نے راستہ دکھلایا ہو اس کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا بدبختی ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کی ہر شاخ غیروں کے لئے نمونہ بننے کی جگہ خود دوسروں کو اپنا کعبۂ مقصود اور قبلۂ آمال بنا رہی ہے یہی بنیادی گمراہی ہے جس نے جذبۂ حقیقت کو پژمردہ کردیا ہے جس نے بڑھتی ہوئی قوم کی ترقی کو روکدیا ہے مسلمان اگر مسلمان ہوتے اگر صاحب اسلام ہوتے مومن اگر اہل ایمان ہوتے تو سمجھتے ان کے لئے بجز آستانے تاجدار رسل کردگار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کے دنیا میں اور کوئی نمونہ نہیں ہوسکتا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ غیر قوموں کے اتباع اور پیروی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان جس قدر اصلاح کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اتنا ہی ضلالت و گمراہی ان سے قریب تر ہوتی جاتی ہے وہ جس قدر ترقی ترقی پکارتے ہیں اتنے ہی تنزل تنزل کی آواز سنائی دیتی ہے جتنی ہی عزت و عظمت دبدبہ و شوکت حشمت و منصب حاصل کرنا چاہتے ہیں اتنا ہی ذلت و خواری تباہی و بربادی ان کے نزدیک آتی جاتی ہے جس قدر دولت و ثروت حکومت و بادشاہت کا خواب دیکھتے ہیں سب کی تعبیر الٹی نکلتی ہے وہ گویا دلدل میں پھنس گئے ہیں یا رشتۂ فلاح میں گرہ پڑ گئی ہے جس قدر زور کرتے ہیں اتنی ہی گرہ اور زیادہ کستی جاتی ہے اور پاؤں زیادہ دھنستے جاتے ہیں ہائے افسوس صد افسوس

جس مے سے تھی عرب میں سرور کیف ہستی　　ہندوستان میں آکر زائل کی اس کی مستی
رفعت سے کیوں نہ ہوں وہ اتنا غریق پستی　　تقلید جن کی خو ہو شیوہ صنم پرستی

جس شمع دین کے مسلم فانوس تھے ازل سے
بارانہ کر رہے ہیں اب بادِ مبتذل سے

اگر مسلمان زندگی حاصل کرسکتے ہیں تو مومن و مسلم بنکر اگر مسلمان ترقی کے زینہ پر چڑھ سکتے ہیں تو خدا و رسول سے ڈر کر اگر مسلمان دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرسکتے ہیں تو خدا کی کتاب پڑھکر اگر مسلمان دنیا میں چار چاند لگا سکتے ہیں تو آفتاب رسالت کا نمونہ بنکر ہندو یا مسیحی بنکر نہیں غیر قوموں کے قدم پر چلکر نہیں جب آپ کے یہاں شمع کافوری جل رہی ہے تو آپ کو کسی فقیر کے جھونپڑے سے اس کا ٹمٹماتا ہوا دیا چرانے کی کیا ضرورت ہے۔

مسلمان اس وقت کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک کسی نظم کے ماتحت نہوں جب تک کسی قانون کے پابند نہوں جب تک کسی اصول کے عامل نہوں جب تک آپس کی نفاق و ... نہ کریں گے جب تک باہمی ربط و اتحاد نہ پیدا کریں گے جب تک ایک دوسرے کو شب و روز بیانہ چھوڑینگے جب تک ایک دوسرے کی ایذا رسانی نہ ترک کرینگے" مسلمانو! خدارا غور کرو کہ ہماری بربادی کیسی المناک اور ہمارا ماتم کیسا دردناک ہے ہم نے اپنے مذہب کی تمام اچھی باتیں چھوڑدیں اب ہمارے خاص اعمال روز بروز ہماری کشتی حیات کو بھنور کے قریب لئے جاتی ہیں گمان ہے کہ مردم اب ڈوبتی ہے مسلمانو! خواب غفلت سے جاگو دور زمانہ کا رنگ دیکھو کیا تم کو اپنی بربادی پر افسوس نہیں آتا اسلام کی تباہی و بربادی کا اس سے زیادہ نازک وقت کونسا ہوگا پھر تم کیوں خاموش ہو تمہاری غیور طبیعت کہاں ہے تمہاری رگوں کا خون کیوں سرد ہے دنیا میں گر رہنا ہے تو اپنے آپ کو سنبھالو تم کو چاہیئے کہ ایسا دستور العمل بناؤ جس لاتبدیل لکلمات اللہ کی صدا آتی ہو جو تمام خارجی اثرات سے محفوظ ہو نیز کہا جاسکے

کہ یہ مسلمانوں کی راہ ہے ایسا نہو کہ جب لطف و کرم کی بہار لگے تو آپ کی بالمسہ دوسری موجب اغماض و اغماض ... خدا ... تو ... افسانہ دوسروں ... ہو

لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّا اَمَانِیَّ

(مولانا اسلم عمر صاحب از گونڈہ)

ہندوستان میں "عالمان دین" کا گروہ تناسب آبادی کے لحاظ سے یقیناً برہمنوں سے کم نہیں ہے لیکن اگر ان میں سے پچہتر فیصدی سے زیادہ ان عالمنا حضرات کو نکال دیا جائے جن کو نیم ملا کہنا بھی زیادتی ہے اور پھر نیم ملاؤں کو خارج کیا جائے (آزاد علاقہ کی طرح نہیں بلکہ صرف ریاضی طور پر) پھر باقی میں سے علماء سوء ایک ایک کر کے کم کئے جائیں اور اس کے بعد عالمان بے عمل کو گھٹایا جائے (کیونکہ صاحب رسالت کی رائے عالی میں صرف عالم باعمل ہی عالم کہے جانے کا مستحق ہے) تو اب اخیر حاصل تفریق جس قدر رہے گا اس کو ایک بچہ بھی فوراً گن لیگا اور اسی سب سے چھوٹے عدد کو "کالانبیاء بنی اسرائیل" کا تمغہ عنایت فرمایا گیا ہے باقیوں کے بارہ میں خواہ وہ پیر ہوں یا صوفی احبار ہوں یا رہبان اور ان کی مفت کا لشکر (جند محضر) یعنی عوام یہ بیان و ارشاد قرآنی کس قدر صادق آتا ہے ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ان آیات مقدسہ میں گویا کہ ہمارے ہی عوام اور ملاؤں کی حالت بیان فرمائی گئی ہے جو ایک مسلم دل کو خوف و ندامت میں غرق کر دینے کو کافی ہے اگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے عالمان باعمل اور علمائے ذاتی کے لئے عالی ترین عزت و اکرام ہے تو ہمیں ماتم بھی کرنا چاہئے کہ باقی کا بڑا اور اکثر حصہ ہمارے بنی اسرائیل بھائیوں کی اس کیفیت کے لحاظ سے جو ان آیات میں اور قرآن کے دوسرے مقامات پر تذکرۃً نہیں بلکہ ہمیں درست اور تائب کرنے کی غرض سے بیان فرمائی گئی ہے بالکل اس زمانہ کے یہود کے مشابہ ہو رہا ہے مسلمان عموماً علم دین سے بےخبر اور تمام علوم سے بے بہرہ اور توہمات میں مبتلا ہیں صرف یہی نہیں بلکہ شرم ہے کہ ان کے مذہبی پیشوا بھی ان کا علوم سے مستفیض ہونا پسند نہیں کرتے تاکہ ان کی جھوٹی سرداری میں فرق نہ آئے عوام میں جب علم دین نہیں رہتا تو علماء سوء اور نیم ملاؤں کو لفظی و معنوی تحریف کا موقع خوب ملتا ہے اور وہ ہمیشہ اس موقع کی فکر و تمنا میں رہتے ہیں بدبخت اور قابل افسوس ہیں وہ مسلمان جو ان کی اس تمنا کے پورا ہونے میں معاون ہوتے ہیں ہم بلاشبہ یہودیت و عیسائیت کو بڑی حد تک اپنے طرز عمل میں اختیار کر چکے ہیں۔

(۱) کیا ہم قرآن کی ویسی ہی غلط قسم کی تلاوت پر قانع نہیں کر دیئے گئے ہیں جیسی کہ برادران یہود میں رائج تھی اللہ تعالیٰ تو اس صورت کو تلاوت فرماتا ہی نہیں کیونکہ تلاوت کے معنی اس طرح سمجھ کر پڑھنے کے ہیں کہ پڑھنے والا کتاب کی پیروی کر سکے، وہ اس کے لئے "لا یعلمون الکتاب الا امانی" فرماتا ہے۔

(۲) کیا ہم نے اپنے رہبان واحبار کو اپنا آقا اور حاجت روا نہیں سمجھ رکھا ہے؟

(۳) کیا یہ ہمارا قول ہؤلاء شفعاءنا عند اللہ نہیں ہے؟

(۴) کیا اپنے دستور و عمل کی بابت ہماری سب سے بڑی دلیل بل وجدنا اٰباءنا کذلک یفعلون نہیں ہوا کرتی ہے؟

(۵) کیا ہم یہود سے بھی زیادہ کتاب اللہ کو طوطے کی طرح پڑھنے میں مصروف ہونے کے علاوہ اپنے ملاؤں کی برکت سے اس کو بہت زیادہ باعث ثواب بھی خیال کرنے میں گرفتار نہیں ہیں۔

(۶) کیا تعویذ گنڈے اور نقش سلیمانی کی سرپرستی ہمارے ملاؤں میں یہود سے زیادہ نہیں موجود ہے؟ جو بندل حقیقتاً نہیں بلکہ صرف سوسائٹی کے پاس و خوف سے "مسلمان" ہیں ان کے سوا سب کو اپنی غیرت و انسانیت سے سوال کرنا چاہئے کہ آیا ان پر اپنی کتاب اللہ کا مطالعہ اور اس کی صحیح تلاوت یعنی سمجھ کر پڑھنا اور غیر مسلمین سے اپنے دین کی بابت گفتگو کی استعداد رکھنا واجب ہے یا شودروں کی طرح ہمہ وقت برہمنوں کا محتاج رہتے ہوئے ان کے پیر دھونا اور ان کے آگے خود کو ذلیل کرنا باعث فخر و ثواب ہو ع

یہ مسلمان ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

قرآن اس کو پسند نہیں فرماتا کہ علم دین صرف ایک خاص گروہ کے ہاتھ میں ہو اور دوسروں کے لئے سوائے اندھی پیروی کے اپنی ذراسی بصیرت بھی نہ ہو معلم کتاب و حکمت نے کسی خاص گروہ کو نہیں بلکہ تمام صحابہ کو تعلیم ہدایت فرمائی اور اسی لئے ایک جاہل بدو دنیا بھر کا معلم العلوم بن گیا ہماری موجودہ غفلت و جہالت اور توہمات میں گرفتاری سوائے کہار کے رہبان و احبار کے باقی تمام مذاہب دنیا کے لئے کس قدر قابل افسوس بات ہو سکتی ہے اسلام کو برہمنوں کا ایک مخصوص گروہ مطلوب نہیں وہ ہم میں سے ہر ایک فرد کو چھتری و برہمن دیکھنا چاہتا ہے مسلم پر فرض ہے کہ اپنے بدن اور اپنے سینہ بازو کو بھی چمکائے اور اپنے عقل و فہم کو بھی روشن کرے صحت و قوت کے لحاظ سے دماغ کی جسم سے علیحدگی نہیں ہو سکتی عیسائیوں نے اپنے مسئلہ کفارہ و تثلیث کی وجہ سے عقل کا داخلہ حدود مذہب میں ممنوع قرار دیا تھا اسلام ہر موقع پر عقل کو رہنما بنانے کی تعلیم دیتا ہے اور ان لوگوں کو ملزم گردانتا ہے جو قبول علم کے لئے قدرت کی بخشی ہوئی اس قوت کی قدر و عزت نہیں کرتے مثلاً یہود کے ملاؤں سے ارشاد ہوتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب اللہ کو پڑھتے اور سمجھتے ہو سب کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ افسوس کہ آج اس ارشاد کو ہمارے ملا اپنے لئے بھی صحیح طور پر خیال فرما سکتے ہیں قرآن میں عقل سے کام لینے کی بار بار ہدایت ہے اسلام کا حقیقی مذہب ایک بڑے علم اور سائنس کی حیثیت رکھتا ہے وہ انسان کی نفسی خواہشات اور واہمہ و سوال پر مبنی نہیں ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم اس کی کوئی بات دلائل سے خالی نہیں اس کی ہر حکم ایک اعلیٰ مقصد و غرض لئے ہوئے ہے وہ ایک ضابطہ و قانون کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے اسلام کی تمام باتیں عقل کے

مطابق ہیں ان کی صداقت کو عقل سے معلوم کیا جاتا ہے عقل یا فطرت کی روشنی قبول حق کے لئے مستعد رہتی ہے اصل میں اور اللہ کی وحی میں ہرگز کوئی مخالفت نہیں وحی سے وہ باتیں تعلیم فرمائی جاتی ہیں جن کو عقل خود دریافت نہیں کر سکتی لیکن قبول فوراً کرتی ہے وحی عقل کو تیز اور اس پر جلا کرنے والی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو اس کی نظر میں عقل سے زیادہ عزت والی ہو۔ اور اسی سے انسان کی فضیلت دوسرے حیوانوں پر ہے۔

قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم الذین اتینٰھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخاسرون

یہود و نصاریٰ کے بگاڑے اور خراب کئے ہوئے دین کو یہاں "اہواء" اور اسلام کو "ہدیٰ" اور علم سے موسوم فرمانے کے بعد ہی جان اسلام یعنی قرآن کی تلاوت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے "یتلونہ حق تلاوتہ مجاہد نے اس کے معنے "یعملون بہ حق عملہ" مروی ہیں اور اس میں شبہ کیا ہو سکتا ہے تلاوت کے معنے ہی پیروی کا مفہوم ہے اور اسی لئے یہ لفظ کتب سماوی کے لئے اختیار کیا گیا کہ ان کو بہت سمجھ کر پڑھنا ہی کارآمد ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ انکو سمجھکر پڑھنا اور ان پر عمل کرنا ہی اصل ایمان ہے غور کیجئے تو جس طرح صحابہ کرام نے قرآن حکیم پر عمل کیا شاید کسی قوم نے کسی آسمانی کتاب پر اس طرح عمل کیا ہوگا مسلمان سینکڑوں سال کی برائیوں اور رسم و رواج کو قرآنی آیات کے نزول پر یوں چھوڑ دیتے تھے گویا کبھی ان میں مبتلا ہی نہ تھے کوئی حکم ایسا نازل نہیں ہوا جس پر انہوں نے خوشی کے ساتھ فوراً عمل نہ کیا ہو۔

ع تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو!

افسوس کہ ہمارا طرز عمل آج بڑی حد تک اس کے خلاف اور اس کے برعکس ہے اس وقت کے اکثر مسلمانوں کا شمار عملاً اس آیہ مقدسہ کے آخری حصہ والوں میں ہے اور رہے گا جب تک کہ ان کو صحیح معنوں میں تلاوت قرآن کی توفیق نہ ہوگی حق تلاوت ادا کرنا تو بعد کی چیز ہے جب اور جہاں "تلاوت" ہی نہ ہو تو "اولئک یومنون بہ" میں داخل ہونے کا خیال بھی کیا صحیح ہو سکتا ہے کیا قرآن کے ترجمہ کو پڑھنا اور تفسیر کا مطالعہ کرنا واجب ہونے کے علاوہ ایک بڑی بلند کی کا شغل نہیں ہو سکتا کیا اس کے مطالعہ کے لئے گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ بھی ہمارے موجودہ غفلت پر بار گراں ہوگا؟ کیا مسلم کی حمیت اس درجہ زائل ہو چکی ہے کیا قرآن کی صحیح تلاوت ثواب اور ایصال ثواب کو ایک ہزار گنا زیادہ نہ کر دیگی؟ اور رائج الوقت غیر صحیح تلاوت اس کو اسی قدر کم نہیں کر دیتی ہے؟ کیا سمجھ میں نہ آنے والے الفاظ کو زبان سے ادا کرنے اور صرف ان کی شکل کو آنکھ سے مشاہدہ کر لینے میں بہت زیادہ فرق ہو سکتا ہے کیا کتاب اللہ کو اس طرح یعنی طوطے کی طرح یعنی ایک حیوان کی طرح پڑھنے پر قناعت کر لینا سمجھدار نسل کے لئے اس کی شان سے بہت گری ہوئی بات نہیں ہے کیا قرآن کا مطالعہ یعنی اس کی صحیح تلاوت کرتے ہوئے کوئی مسلمان کبھی یا کہیں بھی لا مذہب بن سکتا ہے؟ اور کیا سوائے اس کے کوئی دوسری تدبیر اس کے مسلم بنے رہنے کی قابل اطمینان ہو سکتی ہے؟ کیا اس نعمت سے بہرہ یاب ہوتے ہوئے ہمیں کوئی غلط راستہ کی طرف موڑ سکتا ہے؟ اگر اسلاف کی طرف دیکھنے سے محبت اور وابستگی ہو تو ان کی طرف دیکھو جو سرچشمہ تعلیم و ہدایت سے براہ راست تعلق رکھتے تھے

یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ

خودکشی شیوہ تمہارا وہ غیور و خوددار
تم ترستے ہو کلی کو وہ گلستان بہ کنار
وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

(+)

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر با خبر مسلمان واقف ہے۔ دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ برباد کر چکے ہیں۔ ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر مولوی احمد سعید نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت نماز کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو اور بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۲۴۴ صفحات قیمت دس آنے ۱۰/

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس، دہلی

حضور صلعم کی سیاسی زندگی

(از جناب مولوی نذیر الحق صاحب عشق آبادی)

(گذشتہ پیوستہ)

اسلام میں سیاسی لوازمات

سیاست نام ہے جماعتی زندگی کا اور انفرادی یا شخصی زندگی سیاست کی ضد اور رہبانیت کی شاخ ہے سو اسلام نے جماعتی زندگی کے متعلق اس قدر تاکید اور شد و مد کے ساتھ تعلیم دی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں تنظیم ملت پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور ہر پہلو سے جماعت کے رشتوں کو استوار اور مستحکم کر دیا ہے مثلاً ارشاد ہے کہ سب مل کر اللہ پاک کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور آپس میں جھگڑا نہ ڈالو ورنہ تمہاری ہوا خیزی ہو جائیگی تمہاری ساکھ جاتی رہے گی اور دشمنوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاؤ گے تم سب برابر ہو بھائی بھائی ہو ایک جسم کی مانند بنجاؤ ایک دیوار کی طرح ہو جاؤ ایک ہو جاؤ درخت کی پتیوں اور ٹہنیوں کی طرح ہو جاؤ بہر حال جماعت کے ساتھ رہو خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں ہی کیوں نہ کھانی پڑیں تو بھی جماعت سے علیحدہ نہو اگر جماعت سے علیحدہ ہو گے تو جاہلیت کی موت مروگے۔

اسلام میں عیالداری سے لیکر قومی و وطنی حقوق اور سلطنت و حکومت وغیرہ سب کے سب حقوق العباد اور حقوق سیاسیہ ہیں اور یہ تمام حقوق شریعت اسلامیہ کی نگرانی میں سرانجام پاتے ہیں جن کی حفاظت و نگہداشت کی حضور سرور کائنات نے سختی اور اہتمام کے ساتھ تاکید فرمائی ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری بیوی تمہارے بچوں، تمہارے ماں باپ تمہارے خویش و اقربا اور تمہارے اپنے جسموں کا تم پر زبردست حق ہے جس کا پورا کرنا اور نباہنا ہی اسلامی زندگی ہے تمہارے پڑوسیوں ہموطنوں ملکیوں اور سفر میں چلنے والوں تک کا تم پر حق ہے اور دنیا میں تا زندگی ہر مسلمان بھائی اور تمام بنی نوع انسان کا تم پر حق ہے۔

بندوں کے حق معاف نہونگے

اسلام نے حقوق العباد اور حقوق سیاسیہ کی تاکید کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اپنے حقوق کے لئے سامحت بھی فرمائے گا اس لئے کہ اس کی رحمت غضب پر سابق ہے مگر حقوق عباد کی معافی جب ہی ہوگی کہ صاحب حق معاف کرے لہذا بڑا خوف انہیں حقوق کے ترک کرنے میں ہے مومن کامل وہی ہے جو ہر حقدار کا حق پورا پورا ادا کرے۔ حدیث ابوہریرہؓ میں حضور فرماتے ہیں کہ جس کسی کا مظلمہ آبرو یا کسی اور شئے کا اس کے بھائی کے پاس ہو تو وہ آج اس دنیا میں اسے معاف کرالے قبل اس کے کہ بندوں کے حقوق کی نسبت قیامت کے دن باز پرس ہو جبکہ اس کے پاس دام و دینار کچھ نہ ہوں گے اگر اس کے پاس عمل صالح ہوں گے تو بقدر مظلمہ کے لئے جائینگے اور اگر اس کے پاس حسنات نہ ہوئے تو حقداروں کے سیئات اس پر لاد دیئے جائینگے یہانتک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا۔

مسلم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ سنو مفلس ہم میں وہ ہے کہ جو قیامت کے دن نماز روزہ وغیرہ عبادات لیکر اس حالت میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی کو زنا کی تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال خورد برد کیا ہوگا کسی کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو مظلوم شخص کو جس کے حقوق تلف کئے گئے اس کو اس کے حسنات دیئے جائینگے اور اس کی خطائیں اس شخص پر ڈالدی جائینگی اور اسکو آتش جہنم میں پھینکدیا جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقوق عباد کا مواخذہ سخت ہوگا اور کوئی یہ سمجھے کہ نماز روزہ وغیرہ عبادت بجا لانے سے مطالبہ حقوق عباد کا نہ ہوگا اور وہ مومن کامل بنجائے گا تو اسکی یہ سخت غلط فہمی ہے

حدیث ابوامامہ میں ہے کہ سب سے بدتر درجہ میں قیامت کے دن وہ ہوگا جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے پیچھے برباد کر دی ہوگی نیز مخلوق خدا کی جان و مال اور آبرو تین طرح کے حقوق اسلام نے قائم کئے ہیں اعدان کی نسبت حضور نے بہت ہی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اضاعت حقوق میں غیر کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کا ضایع کرتا ہے یہ نمونۃً چند ارشادات نقل کر دیئے گئے ہیں ورنہ بیشمار احادیث ہیں جن سے حقوق عباد کی تاکید اور اہمیت ثابت ہوتی ہے الغرض ہر مسلمان ایماندار پر حقوق عباد بھی شرعاً واجب ہیں اور یہی حقوق سیاسیہ ہیں۔

حضور نے اپنی امت کو جہاں بندوں کے حقوق کے متعلق یہ اعلیٰ تعلیم دی وہاں خود بھی عمل کر کے دکھایا تمام عمر آپ خانگی الجھنوں میں رہے اور اپنی خانگی زندگی سے تمدن و معاشرت کے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے قائم کر گئے جس کی نظیر عالم انسانیت میں نہیں ملتی آپ نے بیویاں بھی کسی انداز کے حقوق کی نگہداشت کی بچوں کی پرورش کی خویش و اقربا کے ساتھ احسانات کئے پڑوسیوں اور ہموطنوں کے ساتھ بہترین سلوک اور برتاؤ کئے حقوق عباد کو بطریق احسن نباہا اور اپنی امت کے لئے عملی نمونے چھوڑ دیئے پس جماعت کا قیام اور تمدن کا اہتمام جو سیاست کی جڑ ہے اس کی اسلام نے بہت تاکید کی ہے بلا خوف و تردید اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نام ہی جماعت اور سیاست کا ہے۔

جماعت کے امر کی اطاعت

جہاں اسلام نے جماعت کے قیام پر زور دیا ہے وہاں جماعت کے امر کی اطاعت کا بھی اہتمام فرمایا ہے کیونکہ اس کے بغیر جماعت کوئی چیز نہیں اور سیاست بیجان رہتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو اللہ کی اطاعت کرو اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے حاکم ہوں ان کی اطاعت کرو اگر کسی امر میں تنازع ہو جائے تو فیصلہ خدا اور اس کے رسول کے حکم پر ہے۔

ایک نکتہ

اس آیت میں تم میں سے کی قید اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہے جو قرآن مجید کے اعجاز کی دلیل ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام سیاسی تفوق و برتری اور آزادی و حاکمیت چاہتا ہے اس قید کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح عورتیں مسلمانوں کی امیر اور خلیفہ نہیں ہو سکتیں اسی طرح کافر و مشرک بھی مسلمانوں کا حاکم اور بادشاہ نہیں بن سکتا اور نہ ہی مومن کی یہ شان ہے کہ وہ کافر و مشرک حاکموں کی متابعت کرے اور اگر بدقسمتی سے ایسا ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ ان سے ایمان کا حصہ سلب کر لیا گیا ہے اور جماعت اسلامیہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں عجب اندھی تقلید خیرہ چشمی کو بہتانی اور بیحیائی ہے کہ اسلام تو کسی فرد مشرک کی متابعت اور غلامی و محکومی کا متحمل نہیں مگر ہمارے بعض پیران ریاکار اور نفس پرست علماء اس روشنی اور ترقی کے زمانہ میں بھی گوسفندی وعظ سے باز نہیں آتے وہ برابر مسلمانوں کو یہی سبق دیئے جا رہے ہیں کہ موجودہ حکومت سرچشمہ برکات ہے اور بادشاہ وقت اولی الامر میں منکم کا لفظ یار لوگوں کے دماغوں اور فکروں سے ایسا محو ہوا ہے جیسے ہوا گدھوں سے اعتماد علی النفس اور توکل علی اللہ کا جذبہ کیا یہ اسلام کی محبت مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور خدا کے ساتھ غداری نہیں۔

امیر جماعت کی شان اطاعت

امیر جماعت کی شان کا یہ عالم ہے کہ اس کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے حضور نے فرمایا ہے کہ اگر تم پر حبشی غلام امیر بنا دیا جائے تو بھی اس کی اطاعت کرو البتہ گناہ کے احکام نہ مانو مگر پھر بھی امیر اس کو مانو تاکہ تمہارا انتظام نہ ٹوٹے اور امت میں بدنظمی اور ابتری نہ پھیلے قومی ضروریات کیلئے زکوٰۃ اسی کو دو اسی کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے ملک اور قوم سے لڑو خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں ہی کیوں نہ کھانی پڑیں اور خواہ تمہارے بدن کی کھال ہی کیوں نہ ادھیڑ دی جائے تو بھی امیر کی اطاعت کرو اس سے بڑھکر تنظیم ملت اور کیا ہو گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے امیر کی گوش دل سے باتیں سنو اور ان کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام مقرر کیا جائے جس کا سر خشک انگور کی طرح ہو جب تک وہ کتاب اللہ کے بموجب تم کو حکم دے۔ بخاری اس کے راوی ہیں، یعنی مقصود نفس خلیفہ اور امیر کی ذات نہیں بلکہ کتاب اللہ اور تنظیم ملت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام شرعی کی اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت سے علیحدہ ہو جائے اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کی موت زمانہ جاہلیت کی موت ہو گی یعنی وہ کفر کی موت مریگا کیونکہ امیر کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے اور خدا و رسول کی اطاعت سے منہ موڑنا اور انکار کرنا ہی کفر ہے۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک وقت میں امامت اور خلافت کے دو مدعی اٹھ کھڑے ہوں تو ان میں سے ایک کو قتل کر دیا جائے تاکہ فساد فی الارض کا موقع نہ ملے مسلمانوں کی جمعیت منتشر نہ ہو اور ان کی زندگی کا مقصد فوت نہ ہو جائے۔

ان تفصیلات سے بخوبی ثابت ہو گیا ہو گا کہ اسلام کسی صورت میں بھی سیاسی نظام کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور مسلمانوں کا کوئی دینی یا دنیوی کام بغیر سیاسی قوت اور آزادی کے سرانجام نہیں پا سکتا۔

اسلام کے جملہ قوانین منجانب اللہ ہیں مگر ان کو لانے سنانے کرنے اور دکھانے والے رسول اللہ صلعم تھے اس لئے آپ نے مذکورہ بالا تعلیمات کے متعلق خود عمل کر کے بھی دکھایا آپ منتظم اور امیر تھے آپ نے جہاں عبادات و طاعات کے طریقے اور عبدیت کا صحیح مفہوم اپنی امت کے ذہن نشین کیا اور اسوہ حسنہ چھوڑا وہاں سیاست کی ضرورت و اہمیت بھی بتلا دی اور اس طرح دین اور دنیا دونوں کو مکمل کر دیا اگر آپ صرف نبی اور دینی رہبر ہی ہوتے سیاست مذہب اسلام کا لازمی جزو نہ ہوتی اور آپ سیاسیات سے کنارہ کش رہتے تو اسلام کی کاملیت و اکملیت اور صداقت ہی معرض خطر میں پڑ جاتی عرب ایک انچ بھی باہر نہ نکلتا اور اس دور ترقی میں ہرگز ہرگز قائم نہ رہ سکتا مگر حاشا و کلا ایسا نہیں دین و دنیا کے متمم جامع جمیع کمالات ارضی و سماوی اللہ سرتاج انبیاء محترم صلے اللہ علیہ وسلم نے سیاسیات میں کامل رہنمائی فرمائی سیاست کے ہر پہلو کو واضح اور مبرہن کر دیا تمدن و معاشرت کے وہ بہترین طریقے سکھائے اور ایسے اعلیٰ اصول وضع کئے جن کے سامنے تمام دنیا کے سیاسی مدبر ریفارمر مقنن فلسفی اور مصلح تمدن اسلامی کے سامنے سرنگوں ہیں۔

آپ نے ملکی و وطنی حقوق کو واضح کیا بین الاقوامی تعلقات کی بنیادیں ڈالیں اخوت انسانی کا سبق پڑھایا انسانیت کو بلند معیار پر پہنچایا قوانین سیاسی کا اجرا فرمایا اور اپنی امت کی دینی و دنیوی رفعتوں کو ثریا کی بلندیوں سے بھی آگے پہنچا دیا۔

آزادی و حکومت نعمت ہے

اسلام نے آزادی و حکومت کو ایک بیش بہا نعمت قرار دیا ہے اور اس کے حصول پر ابھارا ہے اسلام کی ایک آنکھ اگر خدمت خلق دنیا کی رہنمائی فقر و مسکنت سادگی گوشہ نشینی اور عبادت و ریاضت ہے دوسری آنکھ دنیا کی تمام قوموں پر برتری و غلبہ مظلوموں کی دستگیری و حکومت و جہانگیری عدل و رواداری دولت مندی و توانگری اور حقوق العباد کی حفاظت ہے اور مسلمانوں کے فخر و غرور کی یہ شان ہونی چاہیئے

تیور بدل گئے تو زمیں کانپنے لگی
ابرو کے اک اشارہ سے محشر بپا ہوا

مسلمانوں کی سرفرازی صرف فیضان سماوی اور نعمائے آخرت ہی سے نہیں اور آسمان کی بادشاہت ہی ان کے لئے بس نہیں بلکہ اسلام کا منشا تو یہ ہے کہ وہ دنیا کی نعمتوں سے بھی مسلمانوں کو سرفراز کرے عالم کے بست وکشاد اور انتظام وانصرام کی کنجیاں سپرد کرے زمین کی بادشاہی بخشی عطا فرمائے اور زمین وآسمان پر ان کی حکومت ہو یہی اسلام کا صحیح مقصود اور منشائے خداوندی ہے جس کو سمجھ کر صحابہ کرام اور ہمارے اسلاف نے دنیا میں اپنی عظمت وشوکت کا جھنڈا گاڑا تھا ؎

خورشید وماہ انجم لیل ونہار پر | ان کی ید اللّٰہی کا علم ہے گڑا ہوا

ارشاد باری ہے جب موسٰی نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں بخشی تم میں سے انبیا پیدا کئے تمہیں وہ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا۔

اس آیت مبارکہ میں جس نعمت کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کی غلامی میں نہایت ہی ذلیل اور مظلومی کی زندگی بسر کرتے تھے اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے حضرت موسٰی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا بالآخر ان کو فرعون کی غلامی سے نجات ملی وہ دریائے نیل میں غرق ہو گیا تو موسٰی علیہ السلام کو حکم ملا کہ وہ اپنی امت کو لیکر ملک شام پر قابض ہو جائیں جس وقت حضرت موسٰی نے ان کو جہاد کا حکم دیا تو انہوں نے اس حکم سے انکار کر دیا کیونکہ عرصہ دراز کی غلامی نے شجاعت وجواں مردی کے تمام جوہر کھو دیئے تھے اس وقت حضرت موسٰی علیہ السلام نے ان کو خدا کی نعمتیں یاد دلائیں منجملہ دیگر انعامات کے سلطنت کے عطا کئے جانے اور آزادی دلانے کو نہایت اہتمام کے ساتھ بیان کیا۔

فرمایا آزادی وحکومت وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کی مثال عالم میں نہیں ملتی یہ وہ چیز ہے جو فرشتوں کو نصیب نہیں ہوئی صرف انسانوں ہی کے حصہ میں آئی۔ ایک دوسری جگہ فرمایا ہے ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ لکھا تھا کہ زمین کی وراثت ہمارے صالح بندوں کو ملے گی اور یہ نعمت عابدین کے لئے ہی ہے ایک جگہ مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں سے جو نیک عمل [illegible] یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلافت عطا کرے گا جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی ان کے دین کو تمکنت دیگا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا نیز فرمایا آزاد ہو جاؤ سوائے خدا کے کسی کے آگے نہ جھکو خدا کے علاوہ کسی دوسرے حاکم کو شریک مت گردانو اگر تم ایماندار بنجاؤ تو تمہیں اعلیٰ اور برترین قوم ہو حقیقی زندگی اور دنیوی عزت اور نصرت صرف اللہ اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے اللہ کا لشکر اور گروہ ہی غالب ہے غرض اسلام مسلمانوں کو سب ترقیات کا سرچشمہ اور منبع یعنی نعمت حکومت وجہانداری بھی عطا کرنا چاہتا ہے۔ صرف ان سے مطالبہ یہ کرتا ہے کہ وہ مومن بنجائیں اور اپنے اندر حکومت کی صلاحیت پیدا کرلیں ایمان اور خدا کی فرمانبرداری کا ایک لازمی اثر اور نتیجہ یہ بھی ہے کہ دنیا میں سلطنت وحکومت حاصل ہو چنانچہ صحابہ کرام جتنا کچھ [illegible] پہنچے تھے اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ سچے

مومن تھے اور خدا کے یہ وعدے پورے ہوئے اگر آج ہی مسلمان سچے مومن بنجائیں تو یہ چیزیں مل سکتی ہیں کیا اب بھی کسی مسلمان کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ اسلام سیاسی مذہب نہیں ہے بغیر سیاست کے اسلامی زندگی کامل ہو سکتی ہے اور اسلام صرف دریوزہ گری سکھلاتا ہے۔

ایک مرتبہ قبل زمانہ نبوت دو سوداگر ایک ایرانی اور ایک رومی آئے ہوئے تھے لوگوں میں اپنے اپنے بادشاہوں کی تعریف وتوصیف کر رہے تھے اہل عرب سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم ہمارے بادشاہ کی رعیت بنجاؤ اور ان کی غلامی قبول کرلو تو بہت بہتر ہے بہت جلدی تمہاری اصلاح ہو جائیگی اور ترقی کے بلند معیار پر پہنچ جاؤ گے حضور نے ان دونوں سوداگروں کی یہ ناپاک گفتگو سنی اور فرمایا کہ تم کیوں ناحق جھک مارتے ہو سنو عرب نہ کسی کے غلام ہوئے نہ آئندہ ہوں گے اور نہ ہی میں حتی الامکان ان کو کسی کا غلام ہونے دوں گا لہٰذا تم ہم پر حکومت کرنے کا خیال خام اپنے دماغوں سے نکال پھینکو عرب تو حکومت اور بادشاہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ غلامی کے لئے۔ حضور کے یہ الفاظ ایک اٹل صداقت لئے ہوئے تھے دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ واقعی عرب صرف حکومت وجہانداری کے لئے نہیں بلکہ دنیا کو بادشاہی کے آئین وضوابط سکھلانے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔

ایک دفعہ عرب کے لوگ ایرانی اور رومی سلطنتوں کی تعریف وتوصیف کر کے اپنے دل بہلا رہے تھے ان کی ترقیات سے خوش ہو رہے تھے آپ نے جب یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ دوسروں کی تمکنت ورفعت اور حکومت ودولت سے خوش ہونا کوئی چیز نہیں بلکہ اپنی ترقی اور اصلاح سب سے بہتر خزانہ ہے۔

آپ جہاں ایک اولوالعزم نبی تھے وہاں بادشاہ اور حکمران بھی تھے یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ نے بادشاہی میں فقیری اور سادگی کی شان دکھائی ؎

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا | اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
ہیں دسترس میں سلطنت سیم وزر وگہر | اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولھا بجھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے | اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

آپ نے حکومت وجہانبانی کے بہترین طریقے سکھائے سلاطین کو دعوت نامے ارسال کئے لشکر کشی کی فوجکشی کی سامان حرب وضرب رکھا اور رکھنے کی تاکید کی۔ حالت جنگ اور حالت امن کے متعلق اعلیٰ سے اعلیٰ اصول وضع کئے جنگی اسیروں کے متعلق قوانین بنائے اور نیک سلوک کی تعلیم دی بادشاہوں اور حکمرانوں سے معاہدے اور باہمی عہد کئے غیر اقوام سے تعلقات قائم کئے وطن کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا جو سیاست کی جان اور تمدن کی کڑی ہے اہل وطن سے غداری اور نفرت یا ترک تعلقات کو ناجائز قرار دیا وطن کی سیاست کو عین مذہب بتلایا غلامی سے نفرت دلائی اور آزادی کو اسلام کا لازمی جزو قرار دیا غرض ؎

سکھائے معیشت کے آداب ان کو | پڑھائے تمدن کے سب باب ان کو
کہیں حفظ صحت کے آئیں سکھائے | سفر کے کہیں شوق ان کو دلائے
مفاد ان کو سوداگری کے سمجھائے | اصول ان کو فرمانروائی کے بتائے
نشان راہ ومنزل کا ایک ایک دکھایا | بنی نوع کا ان کو رہبر بنایا

کہاں ہیں سیاست سے مجتنب رہنے والے دشمن اسلام مسلمان وہ آئیں اور

حضورؐ کی سیاسی زندگی کا بغور مطالعہ کریں کیا ایسے جامع و مانع خدائی مذہب کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ سیاست سے ناآشنا ہے اپنے متبعین کو حصول آزادی سے باز رکھتا ہے اور دنیوی ترقی کے خلاف ہے۔

جمہوریت فی الاسلام

آج دنیا میں بادشاہی اور سرمایہ داری کے خلاف ایک عالمگیر جذبہ پایا جاتا ہے مطلق العنانی اور سرمایہ داری کو فتنہ و فساد کی جڑ سمجھا جا رہا ہے اور شخصی حکومتوں کے تختے اسلئے الٹے جا رہے ہیں مگر موجودہ ترقیات ہمدردی نوع انسانی کے جذبات اور آزادی و جمہوریت کے مطالبوں میں اسلام کی روح کارفرما ہے اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے دنیا کو جمہوریت کا سبق پڑھایا اسلام سے پہلے کوئی قوم جمہوریت سے آشنا نہ تھی اگر اسلام دنیا میں نہ آتا تو دنیا بدستور شخصی حکومت اور سرمایہ داری کے جال میں پھنسی رہتی۔ قرآن مجید نے بہانگ دہل اعلان کر دیا و امرھم شوریٰ بینھم یعنی مسلمانوں کی حکومت آپس کے مشوروں پر موقوف ہے اسلام کی سیاست تمام تر جمہوریت پر مبنی ہے غرض اسلامی سیاست میں جمہوریت ایک نہایت اہم چیز ہے مطلق العنان بادشاہ کا اسلام ہرگز ہرگز متحمل اور روادار نہیں قوت نفاذ ارباب حل و عقد کی باہمی مشورت پر مبنی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاست کے تمام لوازمات میں کامل رہنمائی فرمادی ہے۔

امیر کا انتخاب۔ امیر کے لئے شرائط۔ رعیت کے حقوق ذمیوں اور غیر قوموں کے حقوق مجلس مشاورت کے دستور اور جمہوریت و آزادی وغیرہ تمام چیزیں دنیا نے صرف عہد نبوت اور دور خلافت ہی میں دیکھیں حضورؐ کی ذات مجمع الصفات میں تمام خوبیاں جمع تھیں آپ رموز سلطنت سے آشنا تھے فلسفہ حکومت سے واقف تھے واقف اسرار سیاست تھے اور مدبر اعظم و فاتح اکبر تھے۔

کیا تفصیلات بالا کی موجودگی میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام سیاسی مذہب نہیں بغیر سیاسی قوت کے زندہ غلامی میں قائم رہ سکتا ہے اور مسلمانوں کو سیاسی جد و جہد اور حصول آزادی سے باز رہنا چاہئے جو لوگ مسلمانوں کو سیاست سے مجتنب رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں بغیر سیاست کے نہ اسلامی زندگی بچ سکتی ہے اور نہ ہی ایمان مکمل ہو سکتا ہے۔

اسلام سیاسی تفوق و برتری کیوں چاہتا ہے

اسلام سیاسی قوت اس لئے نہیں چاہتا کہ دوسروں کے حقوق غصب کرے اُن کی آزادی کا گلا گھونٹے ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے انکی جائداد و املاک پر قبضہ کرے ان کے مال و دولت کو بے دھڑک ہضم کرے اور کمزور و ضعیف قوموں کا عرصہ حیات تنگ کر دے بلکہ اسلئے کہ قوم کی شیرازہ بندی ہو مرکزیت اسلام اخوت اسلامی مساوات حدود شرعیہ اور اعتصام باقی قائم رہیں دنیا میں قرآن کا علاوہ بلند عام ہو مسلمانوں کو ارتداد جرائم کاری ناجائز معاش اور فتنہ و فساد سے روکے ان کی فلاح و بہبود کی فکر کرے انھیں دشمنوں کے حملوں سے بچائے زمین پر خدائی حکومت قائم ہو اقوام عالم امن چین کی زندگی بسر کریں کوئی ایک دوسرے سے تعرض نہ

مظلوم و کمزور ظالم اور زبردستوں سے محفوظ رہیں اور دنیا گہوارۂ امن بن جائے

اسلامی سیاست

سیاسیات سے مجتنب اسلامی تعلیمات کو پامال اور دیو استبداد سے لرزاں و ترساں رہنے والے مسلمان کو مذکورہ بالا تفصیلات ذرا بدیدۂ عبرت ملاحظہ کرکے مطالعہ کرنی چاہئیں اور سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھنے والوں کو بگوش ہوش سن لینا چاہئے کہ اسلام کی سیاست وہ سیاست نہیں جس میں کسی قسم کا خوف و خطر موجود ہو حاکم و رعایا کے تعلقات کشیدہ کرے جس میں فتنہ و فساد اور غدر و بغاوت کا ذرا بھی شائبہ ہو اور جس کی مفہوم آجکل سمجھا جا رہا ہو۔

آجکل کی سیاست یہ ہے کہ اپنی قوم کے فائدہ کے لئے دیگر کمزور اقوام کے حقوق انسانی ہمدردی کے پردے میں اور امن و آزادی کی آڑ لیکر غصب کر لینا کوئی ظلم اور ناانصافی نہیں ہر ناجائز باتیں جائز تصور کی جاتی ہیں دوسروں کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا کوئی برائی بزدلی اور نامردی نہیں بلکہ دانائی اور سیاست دانی کی علامت ہے ذاتی مفاد کے لئے دھوکہ فریب اور جھوٹ بری چیز نہیں طاقت اور قوت ہی حکمرانی کا حقیقی سرچشمہ ہے کمزوروں کو دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں غرض سوائے اسلام کی سیاست کے باقی تمام قوموں کی سیاست کی بنیاد خود غرضی ظلم و ناانصافی قہر و استبداد اور دھوکہ و فریب ہے۔ یہ مغربی طریقہ سیاست جس سے دنیا کی تمام ضعیف اور کمزور قومیں نالاں اور زندہ درگور ہیں یہ اسی خطرناک اور تباہ کن سیاست کا نتیجہ ہے کہ دنیا سے اخوت انسانی اور سچی ہمدردی کا جذبہ مفقود ہے اور آج کوئی قوم دوسری قوم پر بھروسہ اور اعتماد نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف بدامنی اور بغاوت کا دور دورہ ہے دنیا ایک جہنم کدہ اور کارزار بنی ہوئی ہے جس میں امن و سکون عنقا ہے آجکل کی سیاست کا اصول یہ ہے کہ دوسروں کو کمزور یا شکار کرکے زندہ رہو جس کی نتیجہ یقینی طور پر ضعیفوں اور بیکسوں کی تباہی و بربادی ہے آج سرمایہ داروں اور سیاست دانوں کے ظلم و ستم سے دنیا کے کسی گوشہ میں بھی کوئی درماندہ اقوام امن چین کی زندگی بسر نہیں کر رہی غرض موجودہ سیاست چونکہ حق و انصاف اور رحم و مروت پر مبنی نہیں اسلئے یہ سیاست نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ہلاکت و بلاکت ہے صحیح سیاست صرف اسلام ہی بتلاتا ہے جو حق و انصاف اور مساوات و رواداری پر مبنی ہے جس کا زرین اصول یہ ہے "خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو" دوسروں کے مفاد کی اپنے مفاد کی طرح حفاظت کرو کمزوروں اور ضعیفوں کی دستگیری اور امداد کو اپنا فرض منصبی سمجھو یہی سیاست ہے جو دنیا کو گہوارۂ امن و سکون بنا سکتی ہے۔ اگر اسلامی سیاست کو عملی رنگ میں دیکھنا ہو اور اس کی برباریوں و فیض رسانیوں کا مشاہدہ کرنا ہو تو اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہئے جس نے تمام دنیا کے ضعیفوں اور کمزوروں کو ایک امن و صلح پر لا کھڑا کیا تھا ایسی بےخطر اور پرامن سیاست سے انگریزوں کو خائف ہونا چاہئے نہایت تعجب اور حیرانی ہے کہ ایسی پرامن سیاست سے خود مسلمان کیوں گھبراتے ہیں سیاست کے نام سے ان کی روحیں فنا ہوتی ہیں ان کا دم نکلتا ہے انجمنیں اعلان کرتی ہیں کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ان کے بزدل اور نامرد پیران پاک گویا سیاست کے نام سے وحشت آتی ہے ور اصل یہ سب نتیجہ ہے اس بات کا کہ ان سے

ایمان سلب کر لیا گیا ہے اور ان کی ضمیر کیا بلکہ ایمان تک جان بل کے پیر کے نیچے دبا ہوا ہے دعا ہے کہ خدا ان کو دھار مسلمانوں کو سچا مسلمان بنائے اور اسلامی تعلیمات پر

اتفاق و ہمدردی

(از جناب غلام محمد صاحب طالبعلم بستی)

مسلمانوں میں جس قدر تعصبات کی دریا موجیں مار رہی ہیں اسکا قیاس اندازہ کرنا ممکن نہیں ۔ آجکل مسلمانوں میں آزادی اور مذہب سے بے پروائی تعصب اور خود رائی کی خطرناک لہروں کا دریا بہہ رہا ہے ۔ غیر قومیں ہماری فرقہ بندیاں اندلس کی تو تو میں میں دیکھکر خوش ہو رہی ہیں اور مسخر اڑاتی ہیں جس طرف نظر اٹھتی ہے باہمی مناقشوں اور کشیدگیوں کا ایک تکلیف دہ عالم نظر آتا ہے ۔ ان کشیدگیوں اور باہمی تعصب نفاق کو دیکھتے ہوئے کیا یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اگر چندے اور یہی حالت رہی تو روح اسلام پژمردہ ہو جائیگی اور باغ اسلام کے ترو تازہ اور خوشرنگ پھول اور پھل مرجھا کر خشک ہو جائینگے ۔

مسلمانو ! غور کرو کیا اسلام نے تمہیں یہی سکھایا ہے کہ تم آپس میں تنازعات برپا کر کے آسمانی بلاؤں کا شکار بنو ؟ آج ہماری خطرناک بندشوں نے جو درد مایوسی پیدا کر دی ہے اس کو دیکھتے ہوئے بے تکلف یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی ہستی ہستی موہوم سے زیادہ نہیں اسلام اس لئے آیا تھا کہ سخت قلوب کو پانی کرے باہمی رنجشوں کو مٹائے اور دشمنوں کو دوست بنائے لیکن ہمارے تعصب کی خطرناک لہروں نے اس خوبی کو مٹا کر دوستوں اور بھائیوں میں وہ تفریق و عداوت پیدا کی کہ الاماں والحفیظ کسی قوم اور مذہب کے لئے اس سے زیادہ نازک وقت کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس میں بات بات پر مجادلہ اور خطرناک نتائج کا محاکمہ شروع ہو جائے کسی امر متنازعہ فیہ پر مشورہ کرنا یا تحقیق و جستجو کی نظر سے اس پر محاکمہ کرنا مذہب کے خلاف نہیں اسلام نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس طریقہ کو بہترین صورت فیصلہ قرار دیتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں کسی ایک مقام پر بھی جائز مشورہ اور محاکمہ کی صورت نظر نہیں آتی کسی ایک خیال و عقیدہ کے مجمع میں بھی باہمی کدورت و کاوش اپنا رنگ دکھائے بغیر نہیں رہتی اور جو امر بہترین طریقہ سے منفصل ہونے کے پیش ہوتا ہے اس میں ذاتی کاوش ایک نہ ایک تکلیف دہ صورت ضرور پیدا کر دیتی ہے اور بجائے مشورہ کے خود ایک مضر نتیجہ کا موجب بنتا ہے ۔

تاریخ عالم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ادیان و ملل سابقہ کی تباہی اور کمزوری باہمی مخالفت سے ہوئی ہے جس وقت تک اختلاف محض اختلاف رائے تک محدود رہا اس وقت تک کسی قوم اور مذہب کو نقصان نہیں پہنچا لیکن جب اختلاف نے مخالفت کی صورت اختیار کی اور مشورہ یا محاکمہ کا جلسہ خود رائی کا اکھاڑہ بن گیا اسی وقت سے قوم کی تباہی کا وقت شروع ہو گیا اور آخر اسی کی بدولت قوم تباہ و برباد ہو گئی مسلمانو ! غفلت کی نیند سے بیدار ہو فرقہ بندیوں کو مٹاؤ تعصب و نفاق کو اپنے قلب سے نکال کر پھینک دو کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس کی بدولت تم کس درجہ ذلیل و ضعیف ہو چکے ہو غیر قومیں تمہارا مسخرہ اڑا رہی ہیں تمہاری اس خطرناک روش نے نہ صرف اسلام کے بڑھتے ہوئے دائرہ کو محدود کر دیا ہے بلکہ تمہارے وہ بھائی بھی جو تم میں دوسری قوموں میں سے آکر شامل ہوئے ہیں تمہاری کج خلقی سختی تعصب اور باہمی کاوشوں کو اسلام کے خصائل و عادات پر محمول کر کے تم سے علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں کیا تمہیں اس کا احساس بھی نہیں کہ جو لوگ اسلام کو اخلاق و مروت کا مذہب دشمن سے مراعات اور بہتر برتاؤ کرنے کا مذہب سمجھ کر عیسائیوں اور آریوں کا مذہب اختیار کرنے کی بجائے اسلام میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے تمہاری روش کو اس خوبیوں کے منافی پا کر تم سے دور ہوتے جاتے ہیں اور اسلام پر اس امر کی گنجائش پیدا ہوتی جاتی ہے کہ جس اسلام کو مسلمان پیش کرتے ہیں خود مسلمانوں کا طرز عمل اس کے خلاف ہے جس سے صرف یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ یا تو اسلام میں یہ خوبیاں نہیں جو بیان کی جاتی ہیں اور یا مسلمانوں کا طرز عمل اسلام کے خلاف ہے اگر موخر الذکر خیال صحیح ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسلام کے پیرو اسلام کی خوبیوں سے دور ہوتے جاتے ہیں مسلمانو ! غور کرو کیا تمہارے پاس اس کا کچھ جواب ہے

مسلمانو ! تمہاری ہدایت کا سرچشمہ قرآن مجید تمہیں کیا حکم دیتا ہے دیکھو اور غور سے پڑھو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون (اے مسلمانو تم سب ملکر خدا کی رسی (قرآن مجید) کو خوب مضبوط پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ مت ڈالو یعنی علیحدہ علیحدہ راستوں پر مت بھٹکتے پھرو تم خدا کی وہ نعمت (اسلام) یاد کرو کہ ایک وہ وقت تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں خدا نے محبت ڈالدی اور تم آپس میں اس نعمت (اسلام) کے سبب بھائی ہو گئے (اور تم اسلام لانے سے پہلے) ایک آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پس خدا نے تم کو اس آگ سے بچا لیا خداوند تعالےٰ اپنے احکام اسی طرح بیان کر رہا ہے تا کہ تم سیدھے راستہ پر آ جاؤ ۔

ظہور اسلام سے پہلے عرب کی کیا حالت تھی حالی نے حسب ذیل نقشہ میں اس کا خاکہ کھینچا ہے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

عرب کی ایک دوسرے کی عداوت حسد اور آپس کا عناد دنیا میں مشہور تھا ایسے سرکش لوگوں کو کس چیز نے خلق و مروت اور باہمی مراعات سکھایا اور دنیا کی برگزیدہ طاقت اسلام ہی نے جس نے ان کے کانوں تک انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کی صدا پہونچا کر ان کی تمام عداوت و سرکشی کو

مثلاً اخوت و ہمدردی کا پاک نظارہ ان میں پیدا کر دیا اسلام کی ابتدائی تاریخ کو پڑھو اور غور کرو کہ آپس کی وہ عداوتیں بغض و عناد جو صدیوں سے چلے آتے تھے منٹوں میں اسلام کی بدولت کافور ہو گئے

اسلام دنیا میں تفریق و عداوت پیدا کرنے نہیں آیا بلکہ یگانگت اخوت اتحاد اور محبت پیدا کرنے آیا اور اپنے متبعین کے لئے راہ ہدایت دکھانے آیا ہے مگر افسوس نہایت رنج و افسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم اسلام کی اصلی حالت سے دور ہو کر تفرقہ و عداوت کا شکار بن رہے ہیں۔

مسلمانو! خداوند تعالیٰ کے نزدیک فساد باہمی عداوت اور بغض و عناد سے بری کوئی چیز نہیں کہ اس سے عزت و آبرو اور تمام خوبیوں پر پانی پھر جاتا ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم آپس میں نہ جھگڑو یعنی تنازعات برپا نہ کرو۔ ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا (آبرو) جاتی رہے گی۔

پس اب خود سوچو اے مسلمانو! کہ ہمارے لئے اس سے زیادہ موجب تاسف کونی دوسرا امر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہمارے مذہب کا سرچشمہ تو ہمیں اتحاد و یکجہتی اور اخوت و ہمدردی کی تعلیم دے تفرقہ و تشتت کے مضرات سے آگاہ کرے اور خود واقعات اور تجربات سے امور کی مشاہدہ بھی ہو اور ہماری حالت میں فرق پیدا نہ ہو باوجود ہر قسم کی ذلتیں اٹھانے اور ہر طرح کی مصیبتیں جھیلنے کے وہی سب کچھ ہم اور وہی تعصب اور خود رائی جو پہلے تھی مسلمانوں میں اب بھی پائی جاتی ہے اس تمام ضعف و انحطاط کے بعد بھی ہم غفلت سے بیدار نہیں کیا امور جزئیہ اور فروعات میں اپنے خیال کو حق اور دوسرے کی رائے کو کمزور و ذلیل مان کر مخالف کے اسلام میں نہ صرف شک و شبہ کیا جاتا ہے بلکہ نہایت آزادی سے اس کو خارج از اسلام بھی قرار دیا جاتا ہے کیا یہ حالات مایوس کن نہیں ہیں؟ کیا یہ تصویر مایوسی اسلام کا درد دل میں رکھنے والوں کے لئے زہر و گداز نہیں ہے؟ کیا متبعین اسلام کے لئے اس سے بھی زیادہ کوئی سخت وقت آنے والا ہے؟ اسلام میں جو چیز باعث رحمت ہے ہماری کج روی کی بدولت آج وہی شے سبب زحمت بنی ہوئی ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اختلاف امتی رحمة یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے کہ اس سے امور دینیہ کی تنقیح کا موقع ملتا ہے اور اچھے برے کا بہترین طریقہ پر امتیاز ہو جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ جو سبب رحمت تھا خود غرضی تعصب عداوت، تنگدلی اور نفس پرستی کی بدولت مخالفت سے بدل گیا اور سبب رحمت بنکر مسلمانوں کی روحانی تمدنی اور معاشرتی حالت میں تغیر پیدا کر دیا کہ اسلام سے اس کو بھی کچھ تعلق نہیں ہے۔ مسلمانو اگر تم میں احساس ہے تمہاری مذہبی روح اگر بالکل مردہ نہیں ہو گئی ہے اور تمہارا جذبہ اسلام اگر کچھ باقی ہے تو خدا سے ڈرو اور اپنی حالت کو درست کر کے خادم مسلمان بنجاؤ کہ اس کے بغیر مسلمانوں کی زندگی اور ترقی اسلام کی بقا ناممکن ہے۔ مسلمانوں کی زندگی مسلمانوں کی قومیت اور مسلمانوں کا مذہب اخوت و ہمدردی پر مبنی ہے۔ اسلام دشمن کیساتھ بھی بہترین سلوک کا حکم دیتا ہے۔ پھر نہایت افسوس ہو ان پر جو مسلمان ہو کر مسلمانوں کے ساتھ بدترین برتاؤ کریں۔

اس سے بچا ئے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

محبت کے عمل

عمل ۱ مفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کوئی عمل جس کا تجربہ کبھی سرمو خطا نہیں کی اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کے اپنے عمل کی ست تبلیل ہو پر ان کا اعلان کرتا ہوں تا کہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن صاحبوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو وہ ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اور اسکا عامل اس پر ایک سال تک بغیر جتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرنے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جاسکتا ہے اس کا ہدیہ پہلے پانچ روپے تھا مگر اب صرف تین روپے

عمل ۲ یہ آیت قربانی با موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں اور مرچیں جلتی ہیں ادھر محبوب کے دل میں محبت کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں سات دن میں مطلوب انشاء اللہ آپکے آگے سرنگوں ہو گا ہدیہ صرف دو روپیہ۔

عمل ۳ برائے ترقی روزگار ترقی تجارت و حصول ملازمت کے لیے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے اس کے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ الہی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے نذرانہ صرف ایک روپیہ چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں جو صاحب عمل نمبر ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے ہر دو عملوں کا صرف چار روپیہ لیا جائیگا اور اگر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں تو محصولڈاک معاف

فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۵۴ دہلی

سانپ کے کاٹے کا عمل

نہایت آسان سریع التاثیر مجرب المجرب نہایت آسان پانچ منٹ میں زہر اتر جاتا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے تندرست ہو جاتا ہے ہدیہ صرف ایک روپیہ چار آنے

بچھو کے کاٹے کا عمل

چیختا چلاتا اور روتا ہوا آدمی ایک منٹ میں ہنسنے لگتا ہے ہدیہ ۸

عمل برائے عداوت

اس عمل کو کسی ناجائز مقصد کے لئے نہ طلب کریں جائز ضرورت کے لئے منگائیں انشاء اللہ ایک ہفتہ میں کامیابی ہوتی ہے عمل آسان ہے کسی قسم کی کوئی دقت نہیں ہدایات مع ترکیب عملیات اس نیازمند سے طلب کیجئے ہدیہ ۸

ملنے کا پتہ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۵۴ دہلی

اسلامی سادگی اور کفایت شعاری

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

مولانا مرحوم بھیرہ میں صحیح بخاری کا درس دے رہے تھے حدیث شریف میں لکھا ہوا تھا کہ سود لینے والے اور سود دینے والے سود کے لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے والے سب پر لعنت ہے اتفاق سے عین اسی وقت بھیرہ کا ایک بہت بڑا ساہوکار جس کا کام ہی سود کے لین دین پر چلتا تھا اور ہزار ہا روپے کا مالک تھا مسجد کے سامنے سے گذر رہا تھا سود کے متعلق تذکرہ سُنکر مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا مذکورہ بالا حدیث سنکر وہ چونکا مولانا مرحوم سے کہنے لگا کہ کیا سود دینا بھی حرام ہے؟ فرمایا ہاں کہنے لگا اگر آپکی لڑکی کا بیاہ ہو اور آپکے پاس روپیہ نہ ہو تو کیا کرو؟ حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں کبھی سودی روپیہ نہ لوں گا بلکہ نہایت سادگی سے مسجد میں لڑکی کا نکاح پڑھ دوں گا۔ اسلام میں نکاح پر تو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا جہیز حسب استطاعت ہوتا ہے روپیہ نہیں تو جہیز بھی نہیں۔ اس پر وہ ساہوکار بولا کہ شادی تو جیسے تیسے گزر گئی اگر آپ کے ہاں موت ہو جائے تو کیا کرو گے؟ فرمایا نہلا کر نماز جنازہ پڑھکر گڑھا کھود کر دفن کر دیں گے کفن کے لئے پیسہ نہ ہوگا تو جن کپڑوں میں مردہ ہے انہی میں دفن کر دیں گے اس پر وہ ساہوکار بولا کہ اگر کھانے کو گھر میں نہ ہوگا تب کیا کروگے فرمانے لگے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤں گا سر پر گٹھا رکھکر بیچوں گا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالوں گا مگر سودی قرضہ نہ لوں گا۔ اس پر لالہ جی بہت متاثر ہوئے کہنے لگے مولوی صاحب آپ کو جب بھی روپے کی ضرورت ہو آپ مجھ سے لے لیں میں آپ سے کبھی سود نہیں لوں گا لیکن حضرت مولانا نے کبھی اس سے قرضہ نہیں لیا۔

افسوس ہے مسلمان اپنے سید و مولا حضرت نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ کو بھول گئے آپ پرلے درجہ کے فیاض واقع ہوئے تھے آپکی فیاضی غربا اور حاجتمندوں پر ابر بہار کی طرح برستی تھی لیکن خود اپنی زندگی نہایت سادہ رکھتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عمر آپ کے حجرہ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جس کے نشان آپکے جسم پر پڑ گئے ہیں ایک طرف مشکیزہ لٹکا ہوا ہے اور ایک کونہ میں جو کا چھوٹا سا ڈھیر ہے بس ختم یہ اس وقت کا ذکر ہے جب آپ کل ملک عرب کے بادشاہ بن چکے تھے آپ کی غذا نہایت سادہ تھی یہ بہت پسند تھا کہ ہانڈی میں پانی ڈال کر سالن کو بڑھا کر کے اس میں غریب ہمسایوں کو شامل کر لیا جائے۔ حضرت امام حسن اور امام حسین حضور کے نواسے تھے جوان ہونے کے بعد ایک بزرگ صحابیہ سے فرمائش کی کہ ہمیں وہ کھانا پکا کر دو جو ہمارے نانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھایا کرتے تھے وہ کہنے لگیں کہ تم وہ کھا نہیں سکتے انھوں نے اصرار کیا کہ نہیں ضرور بنا دیجیا تو وہ ایسی کھا نہ سکے کیونکہ نہایت ہی سادہ اور سب چیزیں ملی جلی ایک ہی جگہ بنی ہوئی تھیں آپ نے نکاح بھی کیا تو اس میں بھی کوئی تکلف کبھی نہیں کیا ایک دفعہ دعوت ولیمہ کے لئے کچھ نہ تھا تو سب اصحاب کو کہدیا کہ اپنے اپنے گھر سے کھانا لے آؤ آپ بھی اور وہ سب کھانا لے آئے تو سب نے مل کر کھا لیا آپ کی صاحبزادی حضرت زینب فوت ہوئیں تو کفن کے لئے کچھ نہ تھا فرمایا میری تہبند میں لپیٹ کر قبر میں رکھدو۔ یہی حال صحابہ کی زندگی کی سادگی کا تھا جس سے اسلامی تاریخ بھری ہوئی ہے لیکن ایک واقعہ سے مجھے بہت تعجب ہوا کرتا ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ ایک عورت نکاح کے لئے حاضر ہوئی آپ نے صحابہ سے دریافت کیا کہ کسی کو نکاح کی ضرورت ہے؟ کسی کو ضرورت نہ تھی سوائے ایک مفلس و نادار صحابی کے جو صرف ایک تہبند باندھے ہوئے تھے بدن میں کرتہ بھی نہ تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ مہر کیا دوگے؟ عرض کی کہ حضور میرے پاس تو اس تہبند کے سوا کچھ بھی نہیں فرمایا۔ فرمایا جاؤ ایک لوہے کا چھلا لے آؤ وہ تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو عرض کیا کہ حضور میں تلاش کر آیا ہوں میرے گھر میں تو ایک لوہے کا چھلا بھی نہیں آپ نے نکاح کرنے سے انکار کیا اس پر وہ صحابی نہایت مایوس ہو کر چل پڑے ان کے اس طرح مایوس ہو کر لوٹنے پر آپ کو بہت ترس آیا آپ نے فرمایا کہ تمھیں کچھ قرآن یاد ہے عرض کی کہ یاد ہے فرمایا کہ اس عورت کو کم سے کم چالیس آیات قرآن کی یاد کرا دو انہوں نے منظور کر لیا آپ نے عورت کی رضامندی کے ساتھ نکاح پڑھ دیا۔

اس واقعہ پر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس صحابی نے لوہے کا چھلا جو زیادہ سے زیادہ ایک پیسہ یا ایک آنہ کا ہوگا کسی سے قرض کیوں نہیں لے لیا قرض لیکر نکاح کر لیتے یا آجکل کے مسلمانوں کی طرح کہدیتے کہ حضور جتنیں گے گھر بھر دیں گے جتنا مرضی چاہے مہر باندھ دو۔ نہیں قرض لینے کا خیال بھی اس کے دل میں نہیں آیا وہ نکاح سے مایوسی کو اس پر ترجیح دیتے ہیں کہ کسی سے ایک آنہ قرض لیکر لوہے کا چھلا خرید لیں بالمقابل آج مسلمان بیاہ شادی میں گھر پھونک تماشا دیکھنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں کس قدر مقام عبرت ہے؎

(سلف ان کے وہ تھے خلف ان کے یہ ہیں)

انیس الوارثین

اس کتاب کا مطالعہ کیجئے یہ آپ کو بتلائے گی کہ آپ کا حصہ ترکہ میں کیا ہے علامہ مصنف نے بڑی محنت سے ہر ایک وارث کا حصہ نکال کر درج کر دیا ہے۔ علم فرائض کے جو مسئلے بڑے بڑے مفتی یا عالم نہ حل کر سکیں وہ اس کتاب کی مدد سے حل ہو جاتے ہیں

قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

منیجر مسعید یہ پریس دہلی سے منگائیے

مقالات مشاہیر

(از حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدظلہٗ)

فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیئ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰہم بغتۃ فاذا ھم مبلسون

پھر جب وہ ان چیزوں کو بھولے رہے جنکی انھیں نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہانتک کہ جو چیزیں ان کو ملی تھیں جب ان پر وہ خوب اترا گئے تو ہم نے دفعتًہ ان کو پکڑ لیا پھر تو وہ ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔

کلام پاک میں بعض اگلی شامت زدہ و گمراہ قوموں کا ذکر کرکے ارشاد ہوتا ہے کہ جب وہ لوگ احکام الٰہی سے برابر غفلت ہی برتتے ہی رہے اور چونکانے سے نہ چونکے تو مشیت الٰہی نے دفعتًہ انھیں کوئی سزا نہیں دی فورًا ان پر در رزق بند نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس ان پر ہر شئے کے دروازے کشادہ کر دیئے گئے فتحنا علیہم ابواب کل شیئ ان کی آرنیاں بڑھنے لگیں ان کی دولت و اقبال میں ترقی ہونے لگی ان کا جاہ و حشم عروج پر آگیا یہانتک کہ وہ اپنی ان کامیابیوں اور کامرانیوں کے نشہ میں اور زیادہ سست و سرشار ہو گئے خود پرستی اور عنافراموشی میں اور زیادہ منہمک ہو گئے اپنی عقلمندیوں خود بینیوں اور خود اعتمادیوں کے گھمنڈ میں اور زیادہ آ گئے اس وقت ان پر یک بیک قہر الٰہی نازل ہوا اور وہ پاداش عمل میں دھر پکڑے گئے۔

آج آپ کو سود خواری کی تلقین دی جاتی ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ دیکھئے مغرب کی سود خوار قومیں کیسی خوشحال ہیں۔ آج آپ کو شرعیت شکنی کا سبز باغ دکھایا جاتا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ دیکھئے مغرب کی اقبالمند قومیں ان قیود سے آزاد ہو کر کیسی کیسی ترقیاں کر رہی ہیں۔ کلام پاک کی جو تصریح ابھی آپ کی نظر سے گذری اس کے بعد اس قسم کے دلائل و شواہد کا کوئی وزن باقی رہ جاتا ہے؟ "خوش قسمت" اور "اقبالمند اور قابل رشک" وہ قومیں نہیں جن کا آغاز خوشگوار ہوتا ہے بلکہ وہ ہیں جن کا انجام خوشگوار ہوتا ہے۔ گھوڑ دوڑ میں بازی اسی گھوڑے کے ہاتھ نہیں رہتی ہے جو دوڑ کے شروع میں آگے ہوتا ہے بازی اسکے ہاتھ رہتی ہے جو خاتمہ پر سب سے آگے ہوتا ہے۔ فرعون اور فرعونیان اور قارون اور قوم عاد اور قوم ثمود سے زیادہ شاندار اور زیادہ با اقبال "آغاز" کس کا ہوا ہے لیکن "انجام" آخرت میں نہیں ابھی دنیا میں جو کچھ ہوا ہے اس کا تذکرہ بھی قرآن ہی میں محفوظ ہے! خوشحالی و اقبالمندی کو لازمی طور پر اور ہر حال میں کسی قوم کی "صلاح" و "فلاح" کی دلیل قرار دینا دین پاک کی تعلیم سے یکسر بیگانگی کا ثبوت دینا ہے۔

رسول کریم کے زمانہ میں جب بعض منافقین کی شرارت سے امت کی سب سے بڑی مومنہ صدیقہ پر ایک نہایت گندی تہمت لگی اور اس کے چرچے پھیلے تو کلام مجید میں یہ دو آیتیں نازل ہوئیں:—

(۱) لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیرًا وقالوا ھذا افک مبین

جب تم لوگوں نے یہ گندی حکایت سنی تھی تو مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنے لوگوں سے متعلق گمان نیک سے کیوں کام نہ لیا اور چھوٹتے ہی یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح افترا ہے۔

(۲) ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بہتان عظیم یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدًا ان کنتم مومنین۔

اور جب تمہارے کانوں تک یہ گندی حکایت پہنچی تھی اسی وقت تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کو ایسی بات منہ سے بھی نہ نکالنا چاہیئے معاذ اللہ یہ تو بڑی سخت تہمت ہے اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو ایسی حرکت پھر کبھی نہ کرنا۔

خبر کے گڑھنے کا ذکر نہیں، تہمت تراشی کا مذکور نہیں۔ گھڑی ہوئی خبر کے صرف قبول کرنے اور بے سوچے سمجھے اس کے چرچے کرنے پر یہ ڈانٹ پڑ رہی ہے کسی مسلمان پر افترا تو کوئی مسلمان کیوں کرنے لگا کسی افترا کو قبول کرنا اور اس کی اشاعت میں معین ہونا بھی ہرگز کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا ارشاد ہوتا ہے کہ ایسی نامعقول روایتوں اور حکایتوں کے سننے کے ساتھ ہی انھیں رد کر دینا چاہیئے اور کسی مسلمان کی عزت پر حملہ سنکر اسی وقت اس کے قبول کرنے سے صاف انکار کر دینا چاہیئے وہ مسلمان کیا جو دوسرے مسلمان کی دیانت پر عزت پر اخلاق پر حملہ ہوتے ہوئے دیکھے اور چپکا بیٹھا رہے یا یہ کہکر اپنا پیچھا چھڑا لے کہ سنا ایسا ہی تھا اسے تو فورًا اٹھکر اس کی تردید کرنا چاہیئے بغیر اس کے وہ مسلمان ہی کیسا اور اس کا ایمان ہی کیا

آج دنیائے اسلام کے کسی گوشہ میں اس پر عمل ہے؟ پبلک جلسے ہوں یا گھروں کے اندر تخلیہ کی صحبتیں اخبارات کے مقالات ہوں یا خانگی خطوط، کہاں یہی چرچے یہی تذکرے نہیں کہ فلاں لیڈر قوم کا درپردہ کہا گیا فلاں انگریزوں سے مل گیا، فلاں لیڈر نے ہندوؤں سے رشوت لے لی، فلاں مولانا صاحب چھپے رستم نکلے، فلاں شاہ صاحب کی چوری پکڑی گئی محلہ کے چودھری صاحب کے لچھر پن کھل رہے ہیں شہر کے قاضی صاحب کی یہ یہ حرکتیں ظاہر ہوئیں، اس کا گھر جواریوں کا اڈا ہے اس کے ہاں کی بہو بیٹیوں تک کی عزت کا ٹھیک نہیں جہاں چار مسلمان جمع ہوئے

نہ خدا کا ذکر نہ رسول کا نہ موت کا نہ آخرت کی فکر بس شیبیتیں ہیں تو مسلمانوں کی اور بدگوئیاں ہیں تو اپنے ہی بھائی بندوں کی ایک ایک گھر کے بخرے کھل رہے ہیں اور دنیا جہان کا کوئی عیب اور کوئی الزام ایسا نہیں جو خود مسلمانوں ہی کی زبان سے مسلمانوں پر نہ لگ رہا ہو تہمتیں تراشنے والے مسلمان، ان پر یقین کرنے والے مسلمان، انھیں پھیلانے والے مسلمان، نتیجہ رنجشیں، عداوتیں، مقدمہ بازیاں، فوجداریاں کی صورت میں روزانہ موجود، لیکن زبانوں کو چاٹ ایسی پڑی ہوئی ہے کہ ساری تکلیفیں گوارا لیکن ان چرچوں اور تذکروں سے ہاتھ اٹھانا نا ممکن۔

والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا

اور وہ مومنین جو ان لوگوں کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان لانے میں ہم سے سابق ہو گئے اور ہمارے دلوں میں میل نہ رکھنا ان کی طرف سے جو ایمان لائے

کسی بندہ کا نہیں خدا کا کلام ہے۔ مومنین کے لئے ایک عام دستور العمل ارشاد ہوتا ہے۔ مومنین کا شعار یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے بزرگوں سے حسن عقیدت رکھنا، ان کی تنقیص و تنقید سے الگ رہنا، ان کے حق میں دعائے مغفرت اپنی دعائے مغفرت کے ساتھ کرتے ہیں اور جس طرح اپنی نجات کے حریص ہیں ان کی نجات کے بھی طالب رہا کرتے ہیں اور اپنے قول و عمل سے ان کی تحقیر و توہین کرنا تو بجائے خود یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ دل تک میں ان کی طرف سے غبار نہ رہنے پائے۔ اگلوں کی عزت و سبکی کو پچھلے اپنی عزت و نیکنامی سمجھتے ہیں ان کی ناموری سے خوش ہوتے ہیں ان کی رسوائی سے کڑھتے ہیں۔

امت کو تعلیم یہ ملی تھی امت کا عمل کیا ہے؟ آج جو بے ادب اگلوں کی عزت پر حملہ کرنے میں جتنا زیادہ بیباک اور بے دھڑک ہو اسی قدر زیادہ محقق و روشن خیال۔ حدیث میں سرطا العلام امام بخاری و امام مسلم پر نکتہ چینی کے لئے آمادہ، تفسیر میں ہر جاہل مجاہد و ابن جریر کا حریف، فقہ میں ہر عامی ابوحنیفہ و شافعی کی تنقید میں سرگرم کہ ان ہی دلیل کمال اور یہی معیار فضیلت ہے اور ان سے بھی گذر کر اس صحابہ اور خلفاء راشدین تک کے مقابلہ میں یہ دلیل قطعی ہر زبان پر موجود کہ "بہرحال وہ معصوم نہ تھے عام اہل سنت کی طرح خاطی ہی تھے" آج سائنس کی اکسپرٹس (ماہرین) جو کچھ کہہ دے اس کے مقابلہ میں سب کی زبانیں گنگ اور سب کے قلب جھکے ہوئے لیکن فقہ و تصنیف حدیث و قرآن کے اکسپرٹس (ماہرین) کے اقوال اگر نقل ہوں تو انھیں مان لینا حریت ضمیر کے منافی آزادیٔ عقل و رائے کے حق میں مہلک۔

کسی بزرگ سے کسی مسئلہ میں غلطی ہو گئی ہو تو بغور و تحقیق کے بعد سنجیدگی و شرافت سے اسے واضح کر دینا نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی شرعی جرم نہ کہیں اس کی ممانعت ہے نہ اس کی حوصلہ فرسائی لیکن اس کے بالمقابل خیرہ سری و جسارت کے دوسرے سرے پر پہنچ جانا، بلا ضرورت اور بلا غور و تحقیق اپنے بڑوں کی اپنے اکابر فن کی اپنے مرحوم بزرگوں کی تحقیر و تضحیک کرتے رہنا ان کی ادنی سی ادنی غلطیوں کی ٹوہ میں خواہ مخواہ لگے رہنا اور اگر کوئی ہاتھ آ جائے تو بڑے شوق کے ساتھ فاتحانہ انداز سے شائع کرنا یہ آخر کس آئین اخلاق، کس آئین شرافت، کس آئین شریعت کے مطابق ہے؟

حج کے موقع پر منیٰ میں رسول اللہ صلعم کا طریقہ یہ تھا کہ نماز بجائے پوری پڑھنے کے قصر سے ادا فرمایا کرتے تھے حضرت صدیق اور حضرت فاروق کا بھی اپنے اپنے عہد خلافت میں یہی طریقہ رہا جب حضرت عثمان غنیؓ کی نوبت آئی تو چھ سال تک آپ کا بھی اسی پر عمل رہا بعد کو کسی مصلحت یا ضرورت سے آپ نے پوری نماز پڑھنی شروع کر دی اس وقت جو صحابہ منیٰ میں موجود تھے ان میں ایک حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی تھے ان کا زہد و ورع عالم آشکارا تھا۔ اتباع سنت کا ذوق اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ لوگوں کی نظر میں والہانہ جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ صرف عبادات و مجاہدات میں نہیں رسول کریمؐ کی اتفاقی اور بشری عادات تک کی پیروی میں انہماک تھا حج کیلئے نکلتے تو جن راستوں سے حضور انور گذرے تھے خود بھی گزرتے جہاں جہاں حضور نے منزلیں کی تھیں خود بھی منزل کرتے اور انتہا یہ ہے کہ جس جس مقام پر حضور نے طہارت فرمائی تھی وہیں خود بھی طہارت کے لئے بیٹھ جاتے۔

ایسے عاشق صادق ایسے پیرو کامل کے دل پر نماز جیسی اہم ترین عبادت کے معاملہ میں سنت رسول سے علیحدگی خواہ وہ کیسی ہی مصلحت پر مبنی ہو، دیکھ کر کیا کچھ نہ گذر گئی ہوگی؟ لیکن اہل سیر متفق ہو کر روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر منیٰ میں جب تنہا نماز پڑھتے تو حسب معمول و حسب سنت رسول قصر ہی کرتے لیکن جب امام وقت خلیفۂ رسول کی اقتدا میں شریک جماعت ہوتے ہیں تو خود بھی سب کے ساتھ چار ہی رکعتیں پڑھتے ہیں اور جب اس پر لوگ حیرت سے سوال کرتے ہیں تو جواب میں فرماتے ہیں "الخلاف شر"، اختلاف و تفریق پیدا کرنا بڑی بری بات ہے۔ اللہ اکبر! امت میں تفریق اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے سے کتنی نفرت اور اس کی کیسی اہمیت دل میں جاگزیں تھی۔

اس مقدس و برگزیدہ صحابی نے اتفاق و اتحاد کے فوائد پر کوئی طویل لکچر نہیں دیا نہ نا اتفاقی کے نقصانات پر کوئی مقالہ یا فصیح تحریر نہیں فرمایا محض اپنے عمل سے اپنے کردار سے اپنے آپ کو دوسرے کے تابع کر کے دکھا دیا کہ امت کو تفریق و اختلاف سے بچانا کس قدر ضروری اور اس غرض کے لئے ہر ایثار کس قدر پسندیدہ ہے۔ آج زبانوں پر سب کے اتحاد، اتحاد، اتفاق اتفاق کی پکار ہے لیکن کوئی صاحب بھی دوسرے کے آگے جھکنے، دوسرے کی بات کے سامنے اپنی بات گرا دینے، دوسرے کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے کے مغلوب کر لینے پر آمادہ ہیں؟ افسر سب بننا چاہتے ہیں کسی کو محض سپاہی بن کر رہنا گوارا ہے؟

دادی اماں کا عتاب

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

اے ہے یہ لڑکی بھی کس قدر بے ڈھنگی ہے کبھی اسے کسی چیز کا خیال نہیں رہتا دیگچی بھرا ڈیڑھ سیر دودھ کا سارا نیچے چھوڑ دیا بھلا بلیاں چھوڑ دیتیں؟ جتنا ان سے پیا گیا پیا باقی سب زمین پر انڈھا دیا۔ اس گھر میں تو چیز کی ایسی بربادی ہوتی ہے کہ اللہ کی پناہ پورا ڈیڑھ سیر دودھ تھا اب صبح کو اسلم رو رو کر ناک میں دم کر دے گا وہ الگ۔ طاہرہ! او طاہرہ!! میں نے تو تم سے کہدیا تھا کہ دودھ چھینکے پر رکھدینا اب صبح کو بچہ کیا پیئے گا؟ بلی پی نہ جاتی تو کیا تمہارے لئے چھوڑ جاتی ایک بوند تو دیگچی میں بچی ہی نہیں بھری دیگچی سب کی سب اس نے انڈھا دی اسی کے گرنے کی آواز سے تو میری آنکھ کھل جاکے جو دیکھتی ہوں تو یہاں سے وہاں تک زمین پر سارا دودھ ہی دودھ! یا اللہ یہ دودھ کہاں سے آیا دیگچی دیکھی تو معلوم ہوا کہ کہدینے کے باوجود سلیقہ مند بیٹی نے دودھ کو چھینکے پر نہیں رکھا ہو لو غضب خدا کا تھوڑا نہ بہت ڈیڑھ سیر دودھ بلیوں کے نیگ لگا یہ گھر کرنے کے ڈھنگ ہیں؟ مزاج میں ایسی ہی بے پروائی ہے تو بیٹی عمر بھر ساس نندوں کی جوتیاں کھاؤ گی۔ لو اور غضب، دیکھو اسے اب بھی کچھ پرواہ نہ ہوئی باتیں کرتے کرتے اتنی سی دیر میں سو گئی۔ طاہرہ او طاہرہ اٹھتی ہے کہ نہیں اب میں پنکھا کھینچکر مارتی ہوں اٹھیگی کہ نہیں؟ ہوں ہاں کی بچی! تو نے دودھ چھینکے پر کیوں نہیں رکھا؟ بھری دیگچی دودھ جو بلیوں کو پلا دیا اب صبح کو اسلم کو کہاں سے دیگی پینے تو جاکے تجھ سے کہدیا تھا کہ دودھ کی دیگچی چھینکے پر رکھدینا یہی تو جوتیاں کھانے کے ڈھنگ ہیں ہمارے وقتوں میں خدا نہ کرے جو ایسی لڑکیاں ہوتیں! اب صبح کو حقیقت معلوم ہوگی جب باوا کو چاء نہیں ملیگی اور وہ چیخ چیخ کر سارا محلہ سر پر اٹھالینگے اور پھر وہ اسلم کمبخت اسے کچھ کم ہے اب تو جب تک دودھ نہیں مل جائیگا اس وقت تک ماں کی ایک ایک بوٹی نوچ کے رکھدیگا اور پھر کوئی کچھ کہے یا نہ کہے میں تو یہ پوچھتی ہوں کہ یہ جو آنے پیسے کیا مفت کے آگئے تھے جو اس طرح پھینکدیئے گئے تھوڑا نہ بہت ڈیڑھ سیر دودھ باوا کی کمائی ہے اسی کو اس طرح برباد کرو ساس تو سر پر ایک بال بھی نہ چھوڑے گی...... ایں وہ مردار پھر سو گئی! اس نیند کا کچھ ٹھکانا ہے ابھی سے یہ حالت ہے تو آگے چل کر ان سے کیا ہونا ہے، اس ڈھٹائی اور اس بے پروائی کو تو دیکھو میرے کہنے کو اس نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ کون کتیا بھونک رہی ہے منہ سے پڑ کے سو گئی یہ ساری خرابی اماں باوا کے لاڈ اور پیار نے پیدا کی ہے

اماں جان اب آج آپ سونے بھی دیں گی یا ساری رات جگانے کا ارادہ ہے محمد فاضل نے آہستہ سے مؤدبانہ لہجہ میں کہا۔

بڑی بی۔ ارے یہ ساری تیری ہی خرابی ہے تو ہی نے لڑکی کو سر پر چڑھا کر بگاڑا ہے ہمارے ابا کو اللہ بخشے کیا ہم سے محبت نہیں تھی؟ مگر وہ تیری طرح پاگل نہیں تھے وہ محبت کی جگہ محبت کرتے تھے اور ڈانٹ ڈپٹ کے موقع پر ڈانٹتے ڈپٹتے بھی رہتے تھے۔ یہ نہیں کہ لڑکی کو بہار کی طرح آزاد چھوڑ دیا ہے کہ جا ہے جو کچھ کرتی پھرے۔ وہ تو میں ہر وقت اس کی تھوڑی بہت ٹانگ لیتی رہتی ہوں تو اتنا بھی ہے کہ گھر کا ایک آدھ کام کر دیتی ہے نہیں تو خدا جانے اب تک اس کا کیا حال ہوتا اللہ نہ کرے کہ مسلمانوں کی بچیاں ایسے بے نتھے بیل بنجائیں

فاضل۔ اماں جان آپ تو خواہ مخواہ بھی مجھ پر الزام لگایا کرتی ہیں میں ایسی کونسی دنیا سے نرالی محبت اس سے کیا کرتا ہوں کل کسے معلوم ہے کہ اپنے گھر جاکے اسے کیا کچھ بھگتنا ہے چار دن کو ہمارے ساتھ ہے تو ہم بھی اسے تکلیف ہی میں رکھیں بچہ ہے دودھ کی دیگچی رکھنا بھول گئی بچوں سے ایسی غلطیاں ہوا ہی کرتی ہیں آپ نے ذرا سی بات کا اتنا بڑا بتنگڑ بنادیا۔

بڑی بی۔ بیٹا میں کب کہتی ہوں کہ تم اسے کوئی تکلیف دو خدا نہ کرے میں کیا اسکی دشمن ہوں میں تو یہ کہتی ہوں کہ بیٹی ذات کو بالکل آزاد نہیں چھوڑنا چاہیئے اسے پرائے گھر جانا ہے وہاں اس سے محبت کرنے والا کوئی بھی نہ ہوگا اور عیب نکالنے والے ستر موجود ہوں گے تمھیں کیا معلوم ہے کہ ہمارے زمانہ میں لڑکیاں کیسی کیسی قیدوں اور بندشوں سے پلتی تھیں۔

فاضل۔ مگر ساس نندوں کی جوتیاں پھر بھی کھانی پڑتی تھیں پھر بندشوں کا فائدہ کیا ہوا۔

بڑی بی۔ ہم نے تو کبھی بھی جوتیاں نہیں کھائیں

فاضل۔ میں چھوٹا سا تھا تو مجھے یاد ہے کہ آپ ہی دادا اماں کی اور پھوپھی جان کی رات دن شکایتیں کیا کرتی تھیں اور ہر ایک سے کہتی رہتی تھیں کہ میری ساس کو مجھ سے خدا واسطے کا بیر ہے

بڑی بی۔ (غصہ سے) بس اب چپکا پڑا رہ۔ بڑا میرا بڑا بوڑھا بنکے آیا ہے جو تیرا جی چاہے سو کر تجھے دلہن نے وہ نگوڑے اس کا گوشت کھلا دیا ہے اس کا نام اب رات کے وقت کون لے اب اس زمانہ میں ماؤں کی یہ عزت رہ گئی ہے کہ بیٹیوں اور بہوؤں کی جوتیاں کھائیں (رونے لگیں)

فاضل (چارپائی سے اٹھکر اور گلے میں ہاتھ ڈال کر) میری اماں جان میرا قصور معاف کر دیجئے میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ اتنی رات گئے تو میں مولود شریف کے جلسے سے آیا اور اب آپ کی خفگی کا سلسلہ شروع ہوا تو کسی طرح ختم ہی نہ ہوتا تھا آپ کو معلوم ہے کہ مجھے صبح تڑکے ہی اٹھنا پڑتا ہے اور پھر شام تک اتنا موقع بھی نہیں ملتا کہ ذرا دیر کو چارپائی سے کمر لگاؤں اس لیے میں نے کہا تھا کہ اگر آپ اسی طرح خفا ہوتی رہیں تو میں سو نہ سکونگا آپ خواہ مخواہ کے لئے خفا ہوگئیں بھلا میری کیا مجال کہ آپ کی خدمت میں کوئی گستاخی کروں آپ اگر میرے جوتیاں بھی ماریں گی تو میں ہرگز ہرگز اف تک نہیں کرونگا آپ ہی اسے تربیت نہ دیں گی تو کون دیگا بس اب میرا قصور معاف کر دیجئے میری اماں جان کہدیجئے کہ معاف کر دیا

بڑی بی نے آنسو پونچھے بیٹے کو گلے سے لگایا دیر تک دعائیں دیں اور کہنے لگیں

اس نوکری کے پیچھے بچے کو ذرا سی دیر کا بھی تو چین نصیب نہیں ہوتا صبح سے لیکے شام تک روز کام کرتے کرتے دشمنوں کی تندرستی بھی تو خراب ہو گئی ہے میں نے دلہن سے اس دن کہا تھا کہ صبح کو ایک تین بادام اور ذرا سی خشخاش پیس کے اوگھی میں بگھار کے پلادیا کریں مگر آجکل کی لڑکیاں تو اپنی عقل کے سامنے کسی کی چلنے ہی نہیں دیتی ہیں اچھا بیٹا اب تم آرام کرو میں طاہرہ کو صبح کو سمجھا دوں گی بگوڑا ڈیڑھ سیر دودھ سب کا سب یونہی پھینک کر گیا ؟"

محمد فاضل۔ اٹھکر اپنی چار پائی پر گئے لیکن اس عرصہ میں بڑی بی کی آواز سے سارا گھر جاگ اٹھا تھا محمد فاضل کی بیوی اور طاہرہ تو دم سادھے خاموش پڑی رہیں مگر ان کا لڑکا عاقل جسکی عمر کوئی بارہ گیارہ برس کی تھی باپ سے کہنے لگا

عاقل۔ ابا جان آپ کہاں گئے تھے ہمیں اپنے ساتھ نہیں لے گئے ؟

فاضل۔ کیا تم بھی جاگ گئے، ہم حکیم مسعود حسن صاحب کے یہاں مولود شریف کی محفل میں گئے تھے۔

عاقل۔ مولود شریف کی محفل میں کیا ہوتا ہے ہمیں آپ کیوں نہیں لے گئے

فاضل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور ان کی زندگی کے حالات پڑھکر سنائے جاتے ہیں اچھے خوش آواز لوگ آپ کی تعریف میں غزلیں پڑھکر سناتے ہیں بس یہی ہوتا ہے۔

عاقل۔ اس روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ایک غزل پڑھ رہا تھا آپ تو پھر ناراض ہوئے تھے کہ اس قسم کے شعروں سے رسول اللہ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے پھر آج آپ خود ایسے شعر سننے کیوں گئے ؟

فاضل۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ نعت کے شعر پڑھنا یا سننا برا ہے میں نے تو اس خاص شعر کو برا کہا تھا جو تم پڑھ رہے تھے اس کے الفاظ بہت ہی گستاخانہ تھے بہت سے بیوقوف شاعر محض اپنے کلام کا زور دکھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل اس طرح عشق کا اظہار کیا کرتے ہیں کہ گویا آپ کوئی خوبصورت عورت تھے کوئی آپ کی آنکھوں سے اپنا عشق ظاہر کرتا ہے کوئی آپ کے ابروؤں کو تلوار سے تشبیہ دیکر اپنے آپکو ان کا زخمی بتاتا ہے اور کوئی آپ کی زلفوں میں اپنے کھوئے ہوئے دل کو تلاش کیا کرتا ہے غرضکہ اس قسم کی لغو اور بے سرو پا باتیں غزلوں میں لکھ مارتے ہیں اور اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے کہ جس مقدس ذات کی شان میں ہم یہ خرافات لکھ رہے ہیں وہ خدا کا سب سے زیادہ برگزیدہ پیغمبر اور دنیا کا سب سے بہتر انسان تھا اپنے اس آقا اور اپنے اس مولا سے ہمیں ایسی ہی محبت ہو سکتی ہے اور ایسی ہی ہونی چاہئے کہ جیسے ایک بیٹے کو اپنے باپ سے یا ایک ادنیٰ غلام کو اپنے شفیق اور مہربان آقا سے ہوتی ہے اور دنیا میں کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا کہ بیٹا اپنے باپ سے یا غلام اپنے مالک سے اس قسم کے عشق کا اظہار کرے کہ جیسا نعتیہ غزلوں میں عام طور پر کیا جاتا ہے اور پھر ان غزلوں ہی پر کیا منحصر ہے میلاد شریف کی مجلسوں میں جو کتابیں عام طور پر پڑھی جاتی ہیں ان میں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے متعلق روایتیں بھی اکثر و بیشتر غلط ہوا کرتی ہیں اپنی عقیدت کے جوش میں جو کچھ جس کے جی میں آتا ہے لکھ مارتا ہے اور اس سے کچھ بحث نہیں ہوتی کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔

عاقل۔ تو ابا جان آپ ایسے جلسے میں کیوں گئے تھے وہاں تو سب ایسی ہی باتیں سننے میں آئی ہوں گی۔

فاضل۔ نہیں بیٹا یہ جلسہ عام جلسوں سے مختلف تھا ایک نہایت اچھے عالم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات بیان کئے تھے خصوصیت کے ساتھ صلح حدیبیہ کے حالات لوگوں کو سنائے تھے جس کے بعد سے اسلام کی ترقی شروع ہوئی اور عرب میں اسلام پھیلنے لگا۔

عاقل۔ صلح حدیبیہ کیا ؟

فاضل۔ صلح حدیبیہ کا مطلب سمجھانے کے لئے مجھے اسلام کے ابتدائی زمانے کی ساری تاریخ بیان کرنی پڑے گی اور پھر میں کل نہ سو سکونگا اس لئے اب اس وقت تو سو جاؤ کل خدا نے خیر رکھی تو میں سمجھا دوں گی۔

عاقل۔ نہیں میرے ابا جان! اب ایک دن آپ نہیں سوئنگے تو کیا ہو جائے گا۔ دادی اماں اگر چلاتی رہتیں تو آخر آپ جاگتے کہ نہ جاگتے۔

فاضل (ہنسکر) تم بڑے شریر ہو۔

عاقل دوڑکر باپ کی چار پائی پر پہنچ گیا اور لگا خوشامد کرنے۔ میرے ابا جان صلح حدیبیہ کا حال سنا دیجئے آج سنا دیجئے پھر کبھی کچھ نہ سنائیگا۔ آپا کو تو آپ سینکڑوں قصے کہانیاں سنایا کرتے ہیں ایکدن ہمیں سنا دیجئے گا تو کیا ہوگا۔

فاضل (ٹالنے کے طور پر) بیٹے حدیبیہ ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے کافروں کے ساتھ بعض شرطوں پر صلح کی تھی اسی صلح کا نام صلح حدیبیہ ہے۔

عاقل۔ تو آپ بس اتنی سی بات سننے کے لئے جلسہ میں گئے تھے۔

فاضل۔ تم بڑے شریر ہو گئے ہو اب تم مجھے سونے بھی دو گے یا نہیں

عاقل۔ آپ خود ہی تو ہم سے کہا کرتے ہیں کہ ہر ایک بات مجھ سے پوچھا کرو اور اب جب ہم پوچھتے ہیں تو بتاتے نہیں اور نیند تو آپ کو یوں بھی نہیں آئے گی۔

فاضل۔ کیوں ؟

عاقل۔ ہیں باورچی خانے میں جاکے چپکے سے وہ ایک رکابیاں زمین پر گرا دوں گا ان کی آواز سے دادی اماں کی آنکھ کھل جائے گی اور یہ سمجھکر کہ آپا نے سنی ہوئی بے دھلی رکابیاں چھوڑ دی تھیں اور بلی نے انھیں گرایا ہے تو پھر آپا کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں گی بس پھر آپ سو چکے

فاضل۔ (آہستہ سے تھپڑ لگاکر) شریر! اچھا پوچھ کیا پوچھتا ہے۔

عاقل۔ صلح حدیبیہ کے حالات جو آپ جلسہ میں سنا آئے ہیں وہ سنا دیجئے۔

فاضل۔ دیکھو تو تم کس قدر بیوقوف اور ضدی ہو۔ اگر آج کی بجائے کل سننا پسند کر لیتے تو تمہاری اماں جان اور طاہرہ بھی سن لیتیں۔

طاہرہ۔ اماں جان بھی جاگ رہی ہوں۔

فاضل۔ بڑے شریر بچے ہیں۔ اچھا سنو۔ اب اگر تم میں سے کوئی سنتے سنتے سو گیا تو اسے سخت سزا ملیگی۔

عاقل۔ ناشتہ بند کرنے کے علاوہ اور جو چاہیے سزا دیدیجئے گا۔

فاضل۔ اچھا اب شرارت نہ کرو سنو۔

سب سے پہلے تو میں تمہیں یہ بتا دوں کہ صلح حدیبیہ اس قدر مشہور کیوں ہے مسلمانوں نے سینکڑوں برس تک مختلف ملکوں میں حکومتیں کی ہیں اور صدہا صلحیں مختلف قوموں سے کیں لیکن صلح حدیبیہ کو اسلام کی تاریخ میں تمام واقعات سے زیادہ اہمیت حاصل ہوا اللہ تعالےٰ نے اس صلح کو اپنے کلام پاک میں "فتح مبین" یعنی کھلی ہوئی فتح کے لقب سے یاد کیا ہے حالانکہ ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں نے اپنی ہار اور شکست تسلیم کر لی ہے حقیقت یہ ہے کہ اسی صلح کے بعد سے ایسا ہوا کہ اسلام نے عرب میں ترقی کی اور سال دو سال ہی کے اندر ہزارہا خاندان سچے دل سے مسلمان ہو گئے اور مذہب اسلام کو اس قدر تقویت حاصل ہو گئی کہ وہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا ورنہ اس صلح سے پہلے یہ حالت تھی کہ اکا دکا کوئی کوئی آدمی مسلمان ہوتا اور اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑنا گوارا کرتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے ہیں تو اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد بس اتنی تھی کہ انگلیوں پر گنی جا سکے مکہ کے کافروں نے آپ کو اور آپکے اصحاب کو انتہائی تکلیفیں دی تھیں اور اب یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جس طرح بھی ہو آپ کا خاتمہ کر دیا جائے اس لئے مجبور ہو کر آپ نے مکہ چھوڑا تھا اور مدینہ میں جا کر پناہ لی تھی جہاں کچھ ذی اثر لوگ آپ کے وعظ و تلقین سے اثر قبول کر کے آپ پر ایمان لا چکے تھے۔

مدینہ میں بھی کفار نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور دو ایک ہلکی ہلکی چھیڑ خانیوں کے بعد بالآخر انھوں نے ایک بڑی تعداد میں فوج جمع کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی جنگ بدر کے نام سے مشہور ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کافروں کی تعداد مسلمانوں سے چوگنی کے قریب تھی اور ان کے ساتھ گھوڑے اور اونٹ سب کچھ تھے اور مسلمان بیچارے پیدل ان کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے کافروں کے پاس لڑائی کا سازو سامان اور ہتھیار بھی بہت اچھے اور بالکل کافی تھے اور مسلمانوں کا یہ عالم تھا کہ کسی کے پاس تلوار ہے تو ڈھال نہیں اور کمان ہے تو تیر نہیں انتہائی بے سروسامانی تھی لیکن ایک چیز تھی جس نے ان میں انتہائی جوش پیدا کر دیا تھا اور وہ یہ کہ وہ جانتے تھے کہ وہ حق پر ہیں اس خیال اور اس اعتقاد نے کہ ہم حق پر ہیں اور اللہ ہمارے ساتھ ہے ان کے بازوؤں میں طاقت اور ان کی رگوں میں ہمت اور شجاعت بھر دی تھی اور انھیں بھول کر بھی اس بات کا خیال نہ آیا کہ تیرہ سو کے مقابلہ میں وہ صرف تین سو ہیں اور تین سو بھی ایسے کہ جن کے پاس ہتھیار تک کافی اور ثابت نہیں۔

حق اور انصاف کی طاقت رنگ لائی جس خدا پر مسلمانوں کو بھروسا تھا اس نے ان کی مدد کی اور مظلوموں کے مقابلہ میں ظالموں کے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے۔ مسلمانوں کے ہر حملے کے ساتھ حق و انصاف کی ایک لہر سی ان کی رگوں سے نکلتی تھی اور بجلی کی لہر کی طرح دشمنوں کے دلوں میں گھستی چلی جاتی تھی جس کے صدمہ سے ان کے دل سہم جاتے تھے اور ان کی ہمتیں پست ہو جاتی تھیں چند گھنٹوں کی گھمسان لڑائی نے بتا دیا کہ فتح ہمیشہ حق ہی کو ہوتی ہے اور اپنی طاقت اپنی تعداد اور اپنے سازو سامان پر مغرور کفار میدان جنگ سے منہ کی کھا کر بھاگے اور اس طرح بھاگے کہ پیچھے پھر کر دیکھنے کی بھی ہمت نہ پڑی۔

اس لڑائی میں کفار کو ایسی تھوڑی سی ذلت نہیں ہوئی تھی کہ وہ خاموش ہو کر بیٹھ رہتے ان کے دل سے لگی ہوئی تھی کہ کسی طرح بدلہ لیں اور اسی لئے انہوں نے پھر دو ایک چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑیں لیکن ہر مرتبہ شکست ہی کھانی پڑی۔ ہر فتح کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور جنگ احد کے موقع پر کہ جب کفار مکہ نے بہت ہی بڑی تیاریوں کے ساتھ حملہ کیا تھا مسلمانوں کی حالت بھی جنگ بدر کی طرح گئی گذری نہ تھی ان کی تعداد بھی پہلے کی بہ نسبت زیادہ تھی اور کسی نہ کسی حد تک سامان جنگ بھی انہوں نے مہیا کر لیا تھا اس لڑائی میں بھی حسب معمول شروع شروع میں مسلمانوں ہی کو غلبہ حاصل رہا اور کفار عاجز آکر میدان چھوڑ چکے تھے کہ یکایک ان تھوڑے سے مسلمانوں کی غفلت اور حماقت کی بدولت کہ جنھیں پشت کی جانب پہاڑی کے درہ کی حفاظت پر مقرر کیا گیا تھا یہ فتح شکست سے بدل گئی ان لوگوں کو حکم تھا کہ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹیں اور اگر دشمن پشت کی طرف سے حملہ کرنا چاہے تو اسے روکیں لیکن انہوں نے جب دیکھا کہ کفار کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان سے بھاگ نکلے تو انھوں نے لوٹ مار کے لالچ میں اپنی جگہ چھوڑ دی اور باقی فوج کے ساتھ مل کر لوٹ مار میں مصروف ہو گئے دشمنوں کے سپہ سالار نے اس بات کو دیکھ لیا اور فوراً اپنے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو جمع کر کے پشت کی جانب سے حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی فوج کو اچھی طرح تباہ کیا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک اس لڑائی میں شہید ہوا اور بہت سے بڑے بڑے بہادر اور جری مسلمان کام آئے بدشواری تمام احد کی پہاڑی پر چڑھ کر مسلمانوں کو پناہ ملی اور انہوں نے اپنے حواس درست کئے لیکن اس عرصہ میں کفار اپنی اتنی ہی سی فتح کو غنیمت سمجھ کر بھاگ چکے تھے۔

عاقل۔ یہ تو آپ لڑائیوں کا حال بیان کر رہے ہیں اس میں صلح کا ذکر تو کہیں نہیں آیا۔

فاضل۔ یہ سب حالات میں نے تمہیں اس لئے سنا دیئے کہ تمہیں اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ اس وقت مسلمانوں کی حالت کیا تھی اب تمہیں معلوم

ہو گیا کہ ایک طرف تو مکہ کے کفار تھے جن کے ساتھ عرب کے اور بھی بہت سے قبیلے شامل ہو گئے تھے اس لئے ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اور دوسری طرف مسلمان تھے جن کی تعداد کافروں کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑی تھی لیکن جوش ایمانی نے انھیں اس قدر دلیر اور طاقتور بنا دیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک تلواروں کے منہ چڑھ چڑھ کر جان دینے میں ایک لذت محسوس کرتا تھا اور تن تنہا آٹھ آٹھ دس دس سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ رہتا تھا کفار کے لشکروں نے متعدد مرتبہ مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر حملے کئے تھے لیکن ہر مرتبہ منہ کی کھائی تھی اور احد کی لڑائی میں اگرچہ انہوں نے مسلمانوں کو بہت کچھ نقصان پہنچا دیا تھا لیکن دونوں طرف والوں کو معلوم تھا کہ شکست درحقیقت کفار کے لشکر کو ہوئی تھی اور بعد میں انھیں جو کامیابی حاصل ہوئی وہ مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ ان کی اتفاقی غفلت کے سبب سے ہوئی تھی مسلمانوں کی تعداد اگرچہ بہت ہی آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی لیکن برابر بڑھ ہی رہی تھی اس لئے وہ کسی طرح بھی کمزور اور دل شکستہ نہ تھے اور انھیں دب کر صلح کر لینے کا خیال تک نہ آ سکتا تھا۔

جب مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار سے بھی اوپر پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے مشورہ سے ارادہ کیا کہ کعبۃ اللہ کی زیارت کریں چونکہ آپ کا ارادہ لڑنے کا نہ تھا اس لئے آپ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور قربانی کے اونٹ بھی ہمراہ لے لئے تاکہ کسی کو آپ کے ارادہ کے متعلق شک نہ ہو سکے آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے اس سفر میں اپنے ہمراہ بجز ایک ایک تلوار کے اور ہتھیار بھی نہ لئے جب آپ حدیبیہ میں پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ مکہ کے کفار مسلمانوں کو عمرہ کی اجازت نہیں دینی چاہتے اور فساد پر آمادہ ہیں مسلمان اپنی قوت سے بھی خوب واقف تھے اور کفار کی طاقت کا بھی گذشتہ لڑائیوں میں اچھی طرح اندازہ لگا چکے تھے اور ان کے لئے خوف و ہراس کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو کسی حالت میں بھی مناسب خیال نہ فرمایا اور خود اپنی طرف سے صلح کے پیغامات بھیجے صلح کی گفت و شنید شروع ہوئی اور کفار کی جانب سے سہیل نامی ایک شخص جو تقریر کرنے کے لئے بہت مشہور تھے ان کے نمایندے بنکر آپ کی خدمت میں آئے کفار نے صلح کی جو شرطیں اپنی طرف سے پیش کی تھیں وہ بہت ہی سخت تھیں اور ان سے یقینی طور پر مسلمانوں کی سبکی اور توہین ہوتی تھی لیکن حضور انور اس حقیقت سے واقف تھے کہ حقیقی اور اصلی وقار کاغذ کے پرزوں کے ذریعہ سے نہیں قائم ہوا کرتا بلکہ وہ دوسرے کے دلوں میں ہمارے اس شریفانہ برتاؤ سے پیدا ہوا کرتا ہے جو ہم ان کے ساتھ کرتے ہیں اس لئے آپ نے ذرا سی بھی پرواہ نہ کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ صلح کا عہدنامہ تحریر کریں حضرت علی حکم کے بندے تھے لکھنے کے لئے بیٹھ گئے اور اسلامی دستور کے مطابق سب سے پہلے بسم اللہ لکھی سہیل نے فوراً اعتراض کیا اور کہا کہ اسے ہم گوارا نہیں کر سکتے اسے کاٹ دو۔ حضرت علی کو تامل ہوا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جیسا یہ لکھتے ہیں ویسا کر دو۔ غیور اور خوددار مسلمانوں کی تیوری میں بل آ گئے اور ان کے چہروں کے رنگ بدلنے لگے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے خیال نے انہیں خاموش رہنے پر مجبور کر دیا اور کوئی کچھ نہ کہہ سکا۔

اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ پیش ہوا کہ حضرت علیؓ نے عہدنامہ کی عبارت اس طرح لکھنی شروع کی کہ یہ شرطیں ہیں جنھیں محمد رسول اللہ نے منظور کیا ہے۔ سہیل نے اب پھر اعتراض کیا اور کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے ہوتے تو پھر ہمارا اور آپ کا جھگڑا ہی کیا تھا آپ رسول اللہ لکھنے کی بجائے محمد بن عبد اللہ لکھئے اپنے رسول کی یہ کھلی ہوئی توہین مسلمانوں کو سخت ناگوار گذری اور ایک عالم بے اختیاری میں بہت سے ہاتھ تلوار کے قبضہ میں پہنچ گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا برا نہ مانا اور حضرت علی کو حکم دیا کہ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبد اللہ لکھ دیں اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت علی جیسے فرماں بردار عزیز بھی تیار نہ تھے انہوں نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا اور مودبانہ لہجہ میں عرض کیا کہ مجھ سے تو ایسی گستاخی ہرگز نہ ہو سکیگی کہ اپنے ہاتھ سے آپ کی لقب کاٹ دوں لیکن امن اور صلح کے شیدائی پیغمبر کو اب بھی غصہ نہ آیا اور آپ نے مسکرا کر قلم اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے نام کے سامنے سے رسول اللہ کاٹ دیا مسلمانوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا داڑھیاں دانتوں کے نیچے دبا لیں اور پہلو بدل بدل کر رہ گئے۔

اس کے بعد صلح کی شرطیں لکھی گئیں اور وہ یہ تھیں کہ مسلمان اس سال بغیر حج کئے اسی طرح واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال پھر حج کے لئے آئیں گے لیکن اس طرح پر کہ کسی کے پاس تلوار کے سوا اور کوئی ہتھیار نہ ہوگا اور وہ تلوار بھی میان کے اندر ہوگی اس صورت سے جب مسلمان آئینگے تو انھیں صرف تین روز مکہ معظمہ میں قیام کی اجازت دی جائیگی نیز یہ کہ اگر کافروں میں سے اگر کوئی شخص مسلمانوں کے پاس جائیگا تو مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ اسے واپس کر دیں اور اپنے پاس نہ رکھیں لیکن اگر کوئی مسلمان کافروں کے پاس پہنچ گیا تو واپس نہ کیا جائیگا۔

یہ شرطیں بہت ہی توہین آمیز معلوم ہو رہی تھیں اور مسلمان اگرچہ پاس ادب سے خاموش تھے لیکن دل میں سخت برافروختہ ہو رہے تھے کہ یکایک عین اسی وقت کہ جب یہ شرطیں لکھی جا چکی تھیں خود اسی سہیل کا بیٹا ابوجندل کہ جو مسلمان ہو چکا تھا اور اب تک کافروں کی قید میں تھا کسی طرح بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا سہیل نے اسے دیکھتے ہی حضور انور سے مطالبہ کیا کہ عہدنامہ کی شرط کے مطابق ابوجندل کو واپس کر دیں آپ نے فرمایا کہ عہدنامہ ابھی مکمل نہیں ہوا ہے اس لئے ابھی اس کی پابندی لازم نہیں آتی لیکن سہیل نے کہا کہ یہ شرط لکھی جا چکی ہے اور اسے آپ تسلیم کر چکے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر ابوجندل کو واپس نہ کیا گیا تو صلح کی گفتگو کو ختم سمجھنا چاہئے آپ کا دل تو نہ چاہتا تھا مگر پابندی عہد نے مجبور کر دیا اور بادل ناخواستہ آپ نے ابوجندل سے کہہ دیا کہ اپنے باپ کے ساتھ واپس جائیں۔ ابوجندل پر

قید میں بڑی بڑی سختیاں کی گئی تھیں انہوں نے کرتہ اٹھا کر اپنے جسم کے زخم دکھائے جو کوڑے لگنے سے پڑ گئے تھے اور تمام حاضرین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے حضرت عمرؓ کی تو یہ حالت ہوئی کہ وہ آپے سے باہر ہوگئے اور بہت سخت لہجہ میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ خدا کے سچے رسول نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ "ہوں" تب انہوں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے جواب دیا کہ ضرور ہیں پھر انہوں نے پوچھا کہ جب ایسا ہے تو پھر ہم کیوں اس قدر دب کر صلح کریں اور کیوں ان کافروں سے ڈریں۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ میں خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا حضرت عمرؓ کی اب بھی تسلی نہوئی اور وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ تمام حالات شکایت کے طور پر بیان کئے حضرت ابوبکرؓ نے انہیں سمجھا بجھا کر خاموش کر دیا اور اس کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنے اس گستاخانہ طرز عمل کا بعد رنج ہوا اور تمام عمر وہ رنج رہا۔

اس صلح کے بعد آنحضرتؐ علیہ وسلم معاہدہ کے مطابق حدیبیہ سے واپس ہوئے اور تیسرے روز آپ پر یہ آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا نازل ہوئی اور آپ نے حضرت عمر کو بتایا کہ خدائے تعالےٰ نے اس صلح کو جو بظاہر مسلمانوں کے لئے باعث ذلت معلوم ہوتی تھی فتح (کھلی ہوئی فتح) کے لقب سے یاد فرمایا ہے اس کے بعد جو واقعات ظہور میں آئے انہوں نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت یہ صلح فتح مبین ہی تھی۔

عاقل۔ بعد میں کیا ہوا تھا؟

فاضل۔ بات یہ ہے کہ اب تک تو مسلمانوں اور کافروں سے لڑائیاں ہو رہی تھیں اور دونوں ایک دوسرے کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اس لئے آپس میں اٹھنا بیٹھنا میل جول لین دین کچھ نہ ہوتا تھا اور اس قسم کا کوئی موقع نہ ملتا تھا کہ کافروں پر مسلمانوں کی وہ خوبیاں ظاہر ہو سکیں کہ جو اسلام نے ان کے اندر پیدا کر دی تھیں حالت یہ ہو رہی تھی کہ ادھر کسی کافر نے کسی مسلمان کو دیکھا اور نفرت وغصہ کے ساتھ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا ایسی حالت میں اگر مسلمان فرشتے بھی ہوتے تب بھی کسی کو ان کی طرف توجہ نہ ہو سکتی تھی لیکن اب آپس میں صلح ہو جانے کی وجہ سے مسلمان بلاتکلف ان سے ملنے اور ان میں آنے جانے لگے ہر وقت کا ساتھ رہنے اور خلا ملا زیادہ ہونے پر کافروں نے دیکھا کہ اسلام نے انہی جیسے وحشی بدوؤں کی کہ جو کل تک بالکل انہی کی طرح ظالم، نامنصف جھوٹے، شیخی باز، فریب کار، زانی، اوباش اور بدمعاش تھے پورے طور پر کایا پلٹ کر دی تھی وہ انتہا سے زیادہ سچے، شریف، ایماندار اور خلق اللہ کے خدمت گزار بن گئے تھے خود بینی خود ستائی، اور خود غرضی کا ان میں کہیں نام و نشان تک نہ رہا تھا دل آزاری اور لڑائی جھگڑا سے انہیں نفرت ہوگئی تھی جو دلی برکات اور عیوبات کے لائق باتوں سے بھری ہوئی ہونے کی بجائے اب ان کی زندگیاں نہایت سادہ بے تکلف اور روز روشن کی طرح کھلی ہوئی اور ظاہر ہوتی تھیں اور ان میں سے کوئی شخص کبھی کوئی کام ایسا نہ کرتا تھا جسے چھپانے کی ضرورت ہو یا جسے دوسروں پر ظاہر کرتے اسے شرم آئے وہ جیتے تھے تو خدا اور خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے مرتے تھے تو خدا اور اس کی مخلوق کی خاطر ان کی محبت تھی تو اللہ کے واسطے اور دشمنی تھی تو اللہ کے واسطے اور سب سے بڑھکر یہ کہ ان کی زندگی کا مقصد اپنی ذات کو آرام پہنچانے اور اپنے لئے راحت اور عیش تلاش کرنے کی بجائے اب اپنے اوپر ہر طرح کی تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچانا اور دوسروں کی خدمت کرنا ہو گیا تھا انسانیت کا اس قدر اعلیٰ اور افضل نمونہ دیکھکر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہر شخص کو مسلمانوں سے محبت نہ ہو جاتی اور ہر شخص کے دل میں یہ تمنا نہ پیدا ہوتی کہ اپنے اندر اسی قدر اچھے اور پسندیدہ اخلاق پیدا کرے نتیجہ یہ نکلا کہ وہی کفار عرب جو کل تک مسلمانوں کے نام تک کے دشمن تھے اب سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں آ آکر مسلمان ہونے لگے اور عرب میں اسلام کو وہ ہر دلعزیزی حاصل ہونے لگی جس کا وہ مستحق تھا مسلمانوں کو اگر دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں برس تک تلوار چلانے اور کافروں سے لڑاتے رہتے تب بھی کسی طرح اسلام کو اس قدر مقبولیت نہ حاصل ہوتی کہ جتنی اس طرح میل جول اور خلا ملا پیدا کرنے سے صرف ایک سال میں حاصل ہوگئی مسلمان جب تک تلوار کے جواب میں تلوار پیش کرتے رہے اس وقت تک اس کے سوا اور کچھ نہ ہو سکا کہ کفار کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے نفرت اور عداوت بڑھتی چلی جائے اور وہ نہ صرف مسلمانوں سے بلکہ خود مذہب اسلام سے بھی متنفر اور بیزار ہو جائیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال دانشمندی سے تھوڑی سی ظاہری توہین اور سبکی برداشت کر کے کفار کی مقرر کی ہوئی شرطیں مان لیں اور ان سے صلح کر کے انھیں اس بات کا موقع دیا کہ وہ مسلمانوں کے اخلاق کو دیکھیں تو ایک دم سے حالات بدل گئے اور چند ہی روز میں عرب کا ایک بہت بڑا حصہ آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کے قدموں میں سر ڈال دیا۔

عاقل۔ لیکن ابا جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ مسلمانوں کی اس قدر ذلت ہو کہ وہ گویا ڈر کر اور مجبور ہو کر صلح کر رہے ہیں۔

فاضل۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اسلام کی ترقی اور بہبود پر اپنا مال اپنی جان اور اپنی عزت و آبرو سب کچھ قربان کر دے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ جنگ کی بہ نسبت صلح کی فضا اسلام کی ترقی کیلئے زیادہ مفید ہوگی نیز یہ کہ مسلمانوں کے ایک ذرا دب جانے سے قتل اور خونریزی بچتی تھی جس سے حضور کو بالطبع نفرت تھی اس لئے آپ نے اپنی ذاتی توہین کی بھی پروا نہ کی اور مسلمانوں کی تحقیر بھی گوارا کر لی اور حقیقت یہ ہے کہ بہادری کی اس سے بہتر اور کوئی مثال ہو بھی نہیں سکتی جب مسلمان کمزور تھے اور کافروں کے مقابلہ کی بظاہر کوئی قوت نہ رکھتے تھے اس وقت آپ ذرا بھی نہ دبے اور کھلم کھلا لڑکر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دئے لیکن جب مسلمانوں کی طاقت اور تعداد بڑھ گئی اور کافروں کو بھی یہ محسوس ہو گیا کہ مسلمان موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں تو آپ نے دب کر صلح کر لی اور یہ دکھا دیا کہ اسلام جنگ و خونریزی کا حامی نہیں ہے۔

طاہرہ۔ مگر ابا جان آجکل تو مسلمانوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔

فاضل۔ اوہو! تم بھی جاگ رہی ہو کیوں علی اس کے خلاف کیسں ہو؟

طاہرہ۔ ہمارے ہندوستان میں بھی حالت بالکل وہی ہو رہی ہے جو اس زمانہ میں عرب میں تھی مسلمانوں کی تعداد صرف چھ یا سات کروڑ ہے اور ہندو بائیس تئیس کروڑ ہیں آپس میں لڑائی جھگڑے بھی اکثر ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن بجائے اسکے کہ مسلمان کوشش کرکے ان کے ساتھ صلح کرلیں برابر ایسی ہی کوششیں جاری ہیں کہ کسی طرح آپس کی لڑائی بند نہو اور صلحنامہ کسی صورت میں بھی مرتب ہونے پائے آپ نے خود ہی اس دن عاقل سے کہا تھا کہ ہندوؤں کے ہاں سے کوئی چیز نہ خریدا کرو اور ایک آپ پر کیا منحصر رات دن اخباروں میں بھی چھپتا رہتا ہے کہ جب تک ہندو ہماری ایک ایک شرط قبول نہ کرلیں اس وقت تک ان سے صلح نہ کرو یہی نہیں بلکہ ان مسلمانوں کو بھی برا کہا جاتا ہے کہ جو ہندوؤں کے ساتھ شریک ہوکر وطن کو آزاد کرانے کی کوششوں میں متفق ہیں اور رات دن جیلخانے جاتے سینوں پر گولیاں کہاتے اور پھانسیاں پاتے ہیں۔

فاضل۔ بیٹی تمہیں کیا خبر ہے کہ ہندو ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں اور کس کس طرح ہمیں تکلیفیں اور نقصان پہنچاتے رہتے ہیں انہوں نے پہلے ہی سے مسلمانوں کا مقاطعہ کر رکھا ہے اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے کبھی کسی مسلمان سے سودا نہیں خریدتے ہیں ایسی صورت میں اگر مسلمان بھی ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں تو حرج کیا ہے۔

طاہرہ۔ حرج کیا ہوتا؟ حرج یہی ہے کہ ان کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے نفرت اور زیادہ ہو جائیگی۔

فاضل۔ ہو جائے گی تو پھر ہو جائے یوں بھی وہ ہمارے کہاں کے دوست ہیں؟

طاہرہ۔ لیکن ابھی ابھی تو آپ نے ہمیں یہ سمجھایا تھا کہ تلوار کے جواب میں جب تک مسلمان بھی تلوار ہی دکھاتے رہے اس وقت تک اسلام کو بالکل ترقی نہوئی لیکن جب تلوار کو مسلمانوں نے میان میں رکھ لی تو ایکدم سے اسلام پھیلنے لگا۔

فاضل۔ وہ ابتدائی زمانہ تھا اس وقت تک تو اس بات کی ضرورت تھی کہ جس طرح بھی ہوسکے اسلام کی اشاعت کی جائے۔

طاہرہ (ہنسکر) تو کیا اب یہ ضرورت جاتی رہی ہے؟ کیا اب مسلمانوں کی زندگی کا مقصد یہ نہیں رہا ہے کہ اسلام کو ہر ملک اور ہر قوم میں ہر دلعزیز بنائیں کیا مذہب اسلام کی تبلیغ ہر مسلمان پر اب فرض نہیں ہے اور کیا اگر ہماری غلطیوں کی وجہ سے لوگ اسلام سے نفرت کرنے لگے اور اس کے دشمن بن گئے تو ہم خدا کے سامنے جوابدہ نہ ہوں گے؟

فاضل۔ لیکن بیٹی تم یہ تو سوچو کہ جب وہ ہر وقت ہمیں اذیتیں اور تکلیفیں پہنچایا کریں تو ہم کہاں تک صبر کرسکتے ہیں؟

طاہرہ۔ اول تو یہ غلط ہے کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اور پھر مان لیجئے کہ یہ صحیح بھی ہو جب بھی تو ابا جان ان سے میل جول پیدا کرکے اور ربط ضبط بڑھا کے ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کرنا تو ہماری اپنی غرض اور ہمارا اپنا مقصد ہے اور ہمیں اپنی اس غرض کی خاطر گالیاں بھی سننی چاہئیں پٹنا بھی چاہئے حتی کہ مرنا بھی چاہئے آپ کو یہی تو شکایت ہے کہ ہندوؤں کا برتاؤ آپ کے ساتھ اچھا نہیں ہے اول تو یہ برتاؤ صرف ان ہندوؤں تک محدود ہے جو سرکاری ملازمت میں ہیں لیکن اگر یہی فرض کرلیا جائے کہ تمام ہندوؤں کا برتاؤ ایسا ہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں تب بھی تو ہماری ضرورت اور ہماری مصلحت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اینٹ کے جواب میں پتھر نہ پھینکیں کیونکہ اگر ہم بھی وہی کام کرنے لگے جو ہندو کرتے ہیں تو ہم میں اور ان میں فرق ہی کیا رہا اور ہمیں ان پر کوئی فوقیت کس طرح حاصل ہوئی۔

فاضل۔ یہ سب کچھ سہی پھر بھی بیٹی یہ دو چار آدمیوں کا سوال نہیں ہے کہ وہ اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر اسلام کی خدمت میں اپنی جانیں تک دیدیں۔ یہاں تو پوری کی پوری قوم کے حقوق خطرہ میں ہیں تم دیکھو کہ اگر ہندو اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگئے اور انھیں سوراج مل گیا تو ظاہر ہے کہ اگر وہ ہمارے دشمن ہیں تو اپنی تمام قوت اسی بات پر صرف کردیں گے کہ ہمیں بالکل فنا کردیں ایسی صورت میں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان سے ایک عہدنامہ لکھالیں اور اس کے ذریعہ سے اپنے حقوق کا تحفظ کرلیں تو یہ اسلام کی اور مسلمانوں کی بھی خدمت ہے۔

طاہرہ۔ آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ اگر ہندو اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگئے اور انھیں سوراج مل گیا یوں کہئے کہ اگر ہندو اور مسلمان اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگئے کیونکہ سوراج حاصل کرنے کی کوشش تو ہندو اور مسلمان دونوں ہی کر رہے ہیں کیا آپ کے خیال میں وہ صدہا بہادر مسلمان جنہوں نے سینوں پر گولیاں کھائیں اور اپنے وطن پر قربان ہوگئے مسلمان نہ تھے یا وہ ہزاروں فدائیان اسلام مسلمان نہیں ہیں جنہوں نے قید کی مصیبتیں خوشی خوشی جھیلیں پھر یہ کہنا ہی غلط ہے کہ "اگر ہندوؤں کو سوراج مل گیا" کیونکہ جو راج ہندوؤں کو ملے گا وہ سوراج کیسے ہوسکتا ہے وہ تو ہندو راج ہوگا سوراج تو ہم اسے اسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ جب راج میں ہندوستان کی ہر قوم شامل ہو۔ خیر یہ تو ایک الگ بات تھی میں تو آپ سے یہ کہہ رہی تھی کہ جب آپ خود ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ "اگر ہندو ہمارے دشمن ہوئے تو سوراج کے زمانہ میں وہ اپنی تمام قوت ہمیں فنا کردینے پر صرف کردیںگے" تو پھر آپ انھیں دشمن بناتے ہی کیوں ہیں آپ ایسی کوششیں کیوں نہیں کرتے کہ وہ آپ کے دوست بنجائیں یا دوست نہ بھی بنیں تو کم سے کم دشمن تو نہوں۔

فاضل۔ ہم جو ان سے سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مقصد یہی تو ہے۔

طاہرہ۔ مگر آپ تو اپنی منہ مانگی شرطیں ان سے منظور کرانا چاہتے ہیں گویا آپ نے ان پر کوئی بڑی بھاری فتح حاصل کی ہے اور وہ آپ سے اس قدر دبے ہوئے ہیں کہ آپ جو کچھ بھی کہیں گے وہ اسے مان لیں گے۔ جب آپکو یہ یقین ہے کہ اسلام کو جنگ سے نہیں بلکہ امن اور صلح سے حقیقی فائدہ پہنچے گا تو پھر آپ کو بات بات پر اپنے حقوق کیوں یاد آرہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حدیبیہ میں اپنے حقوق کا کچھ بھی تحفظ نہیں کیا تھا دنیا میں ہمارا تو صرف ایک حق ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کا آخری پیغام دوسروں تک اس طرح اور اس صورت میں پہنچا سکیں کہ وہ دوسروں کے لئے قابل قبول ہو اور ہمارے اس حق کا تحفظ کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں بلکہ خود

ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے اگر دوسروں کے ساتھ ہمارا برتاؤ محبت آمیز ہوگا تو انھیں اسلام سے محبت پیدا ہوگی اور اگر ہمارا سلوک ان کے ساتھ عداوت اور دشمنی کا یا بے اعتباری اور بیگانگی کا ہوگا تو وہ ہم سے اور ہمارے مذہب سے نفرت کرنے لگیں گے اور ہمارا حق پامال ہو جائے گا۔ ابا جان! آپ سوچئے تا کہ مسلمان کی زندگی کا اصول تو یہی ہے اور یہی ہونا چاہیئے کہ اس کی محبت بھی اللہ کے لئے ہو اور عداوت بھی اللہ کے لئے پھر ہمارے لئے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ ہم سرکاری نوکریوں کے لئے یا کونسلوں کی کرسیوں کے لئے ہندوؤں سے لڑتے اور انھیں اسلام سے بیزار کرتے پھریں مسلمان تو حق پرست ہوتا ہے اور حق پرستی ہی اس کی خصوصیت ہونی چاہیئے۔ آج حقوق پرستی ہم میں کہاں سے آگئی یہ کونسل کی کرسیاں کیا حوض کوثر کے کنارے کی نشستیں ہیں کہ جن کے لئے ہم آج اس قدر بیتاب اور بیقرار ہیں غضب خدا کا! برسوں سے سمجھوتہ اور مصالحت کی بات چیت ہو رہی ہے اور سمجھوتہ ہے کہ کسی طرح ہو ہی نہیں چکتا اگر سمجھوتہ سے ہماری غرض اسلام کی خدمت ہو تب تو جس طرح ہمارے ہادی اور ہمارے آقا نے دس منٹ میں سب کچھ طے کر دیا تھا ہمیں بھی اسی طرح طے کر دینا چاہیئے لیکن اگر اسلام کی بجائے اپنے پیٹ کی خدمت مقصود ہے تو پھر خواہ مخواہ یہ شور کیوں مچایا جاتا ہے کہ "اسلام خطرہ میں ہے" اور کیوں غریب مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ اسلام کو خطرہ سے بچانے کا دعوے کرنے والے اگر کبھی بھولے سے بھی قرآن پاک کی تلاوت کر لیتے تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ اسلام کی حفاظت کا وعدہ تو اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے وہ ہماری کمزوریوں سے اچھی طرح واقف تھا اسی لئے اس نے ایسی ذمہ داری کا کام ہمارے سپرد نہیں کیا۔ اسلام کی حفاظت کا دعوےٰ کرنا گویا فی الحقیقت خدائی کا دعوےٰ کرنا ہے اور ایسے دعوے ہم جیسے کمزور اور مجبور و ناچار انسانوں کو زیب نہیں دیتے کیا وہی لوگ اسلام کو دشمنوں کے حملے سے بچائینگے جو اپنی بیوی اور بچوں کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرانے کی بھی ہمت نہیں رکھتے؟ وہی لوگ کہ جنھیں حکومت کے دربار کی کرسیاں اور حکومت کے بخشے ہوئے خطابات اس قدر پیارے ہیں کہ ان پر اپنا دین اور ایمان سب کچھ قربان کر دیتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے باوجود ان مسلمانوں کا گلا کاٹنے کے لئے تیار ہیں کہ جو نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے پھرتے ہیں کیا وہی لوگ اسلام کی حفاظت کرینگے؟ کیا اسلام بھی انگریزی حکومت کا قانون ہے کہ جس کی حفاظت کے لئے سنگینوں اور مشین گنوں کی ضرورت ہے؟ کیا دنیا میں حق و صداقت کو بھی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے کیا دنیا میں حق اور صداقت سے بڑی بھی کوئی اور طاقت ہے جو حق کو مٹا دیگی اگر نہیں ہے تو پھر اسلام کو خطرہ کیا؟ ابا جان آپ ذرا غور کیجئے کیا اس کے صاف اور کھلے ہوئے معنے یہ نہیں ہوئے کہ یہ اسلام کی حفاظت کے مدعی درحقیقت اسلام کو اور حق کو ہی نہیں سمجھتے انہوں نے آنکھ کھول کر انگریزی گورنمنٹ اور اس کے لچکدار قانون کو دیکھا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اسی قسم کے بلکہ ان سے بھی کمزور اور کھوٹے قانون کا مجموعہ اسلام بھی ہوگا اسی لئے جب اس کی حفاظت کا خیال آتا ہے تو فوراً کونسلوں اور کرسیوں پر نگاہ جاتی ہے خدا ایسے نام مسلمانوں کے شر سے اسلام کو محفوظ رکھے اور انھیں توفیق دے کہ وہ اسلام کا ذرا غائر نظروں سے مطالعہ کریں (گھبرا کر) اے ہے دادی اماں جاگ گئیں اب میں نہیں بولوں گی۔

تفسیر حقانی اُردو کامل آٹھ جلد

یہ تفسیر رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت مولانا مولوی علامہ ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی مرحوم و مغفور حقانی نقشبندی قادری کی وہ مشہور و معروف تفسیر ہے کہ جو آج سے پچاس سال بیشتر اطراف و اکناف عالم میں قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اور اس کے فیوضات سے ایک عالم مستفید ہو چکا ہے فی الحقیقت ہندوستان میں آجتک قرآن شریف کی معلومات کے متعلق اسلامی ضروریات کو کما حقہ ملحوظ رکھتے ہوئے ایسی مستند و معتبر تفسیر اردو میں نہ تو کسی نے لکھی اور نہ آجتک چھپی۔ اس تفسیر میں الحمد سے لیکر والناس تک پورا قرآن شریف جلی حرفوں میں نہایت صحیح اعراب کے ساتھ لکھا گیا ہے جدول کشی کے بعد نمایاں طور سے ہر آیت کے نیچے خود حضرت مولانا مولوی عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی کا با محاورہ اردو ترجمہ ہے پھر آیتوں کی ترکیب حل لغات اور شان نزول اور اس کے بعد سلسلہ مضامین تفسیر۔ اس مختصر اعلان میں تفسیر کی جملہ خوبیوں اور اس کے مضامین کی تفصیل لکھنے سے ہم قاصر ہیں اس تفسیر کے مقبول خلائق ہونے کی بابت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ مصنف کی حیات میں کئی بار چھپی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی مگر آہ افسوس! کہ اس مبارک تفسیر نے مصنف کی زندگی ہی تک ساتھ دیا اور مصنف کے بعد یہ بھی ایسی ہی ناپید ہو گئی کہ سو روپے میں تفسیر کا ملنا محال ہو گیا جن لوگوں کے کتب خانوں میں یہ تفسیر موجود تھی وہ اس کو حرز جان اور گنج بے بہا کی طرح مخفی رکھکر خود ہی اس سے مستفیض ہوتے رہے اور عوام اردو دان مسلمان حضرات واعظین کے مواعظ اور علماء کرام کی تقریروں میں اس کے پر مغز بیانات اور اس کے مدلل حوالوں کو سن سنکر نہایت بے چینی و بیتابی کے ساتھ اس کی طرف شوق کی آنکھیں لگائے رہے اور برابر انتظار کا ہاتھ بڑھاتے رہے کہ کاش یہ تفسیر دوبارہ عالم وجود میں آئے پس برادران اسلام کے اس بیتابانہ شوق اور اس زمانہ میں ایسی مفید تفسیر کی ضرورت نے مجبور کیا کہ جلد سے جلد اس تفسیر کو معرض ظہور میں از سر نو لا کر اسلامی خدمت کو انجام دیا جائے سو الحمد للہ کہ چھٹی مرتبہ یہ مبارک تفسیر حقانی نہایت صحت کے ساتھ جلی قلم اول نمبر ولایتی سفید دبیز چکنے کاغذ تقطیع کلاں ۲۰+۲۶ پر طبع ہو گئی علیحدہ علیحدہ قیمت جلد اول یعنی مقدمۃ التفسیر ۵ روپے اس کے علاوہ باقی ہر ایک جلد کی قیمت چار روپے (للعہ) مکمل تفسیر کی قیمت صرف ۳۵ روپے ہے محصول ڈاک مکمل تفسیر کو چار روپے ہے۔ مکمل تفسیر کے خریدار بذریعہ ریلوے پارسل کے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

انتقادات

رسالہ "سعید" ہمیں یہ معلوم کرکے دلی مسرت ہوئی ہے کہ آہستہ آہستہ دہلی ادب اردو کی خدمت پر مائل ہوتی جارہی ہے ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی کے نام سے مولوی کے قارئین کرام اچھی طرح واقف ہیں اب انھیں یہ سنکر خوشی ہوگی کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک ذاتی ماہوار پرچہ "سعید" کے نام سے شایع کیا ہے اور حق یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ اس پرچہ کی ظاہری خوبی اور خوشنمائی کی زیادہ تعریف کریں یا اس کے دلکش اور مفید مضامین کی۔ رسالہ کا ٹائٹل پیج اپنی انتہائی سادگی کے باوجود حد سے زیادہ جاذب نظر اور ملک کے تمام موجودہ رسائل سے بالکل انوکھے اور نرالے طرز کا ہے کاغذ کتابت اور طباعت بھی بہت ہی اچھی اور قابل تعریف ہے۔ مختصر یہ کہ جہانتک ظاہری شکل و صورت کا تعلق ہے رسالہ یقیناً اس قابل ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ قدر کی جائے۔

مضامین کے پڑھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قابل ایڈیٹر نے علم ادب کی خدمت کے ساتھ اس کا مقصد اصلی مسلمان نوجوانوں میں صحیح جوش عمل پیدا کرنا ہے بدنصیب اور برگشتہ بخت مسلمان آج جس پستی اور ذلت کے غار میں پہنچ گئے ہیں اس کا اصلی باعث صرف یہی ہے کہ ہماری قوم کے نوجوانوں میں جوش عمل مفقود ہے سستی کاہلی آسان پسندی خطرات سے الگ الگ اور دور دور رہنا آج اس قوم کی خصوصیات بن گئی ہیں جو اپنی عملی جد و جہد کے لئے تمام دنیا میں مشہور تھی اور جس کے عظیم الشان کارنامے اس تمام ترقی اور تہذیب کی بنیاد ہیں جس پر آج یورپ ناز کر رہا ہے اور جسے دیکھ دیکھ کر آج ہماری آنکھوں میں چکاچوند پیدا ہوجاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے رسالہ کا اولین مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ممکن ذریعہ سے قوم کے نوجوانوں کو بیدار اور آمادہ عمل کیا جائے شذرات ہیں تو ان میں یہی تعلیم ہے۔ مضامین ہیں تو وہ زیادہ تر اسی چیز سے بھرے ہوئے ہیں افسانہ ہے تو وہ اسی رنگ کا ہے حتیٰ کہ علم و ادب کے عنوان کے ماتحت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی نظم او نثر سب اسی مقصد کو پیش نظر رکھکر لکھا گیا ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ یہ ڈاکٹر صاحب کا کمال صحافت ہے کہ بادی النظر میں رسالہ صرف ایک دلچسپ ادبی رسالہ معلوم ہوتا ہے جس میں شعر و شاعری بھی ہے قصے کہانیاں بھی ہیں ظرافت کی چاشنی بھی اور حفظان صحت کے متعلق نہایت مفید اور ضروری معلومات بھی ہیں واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب پند و موعظت کی کونین کی گولیاں کچھ اس خوبی سے شکر میں لپیٹی ہیں کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔

طبقۂ نسواں کو بھی ڈاکٹر صاحب نے نظر انداز نہیں کیا اور ان کی مشہور و معروف "بلی بسانی" اس رسالہ میں بھی جلوہ گر ہیں ہمارا خیال ہے کہ عورتوں کے لئے صرف چار صفحے مخصوص کرنا کافی نہیں ہیں عورتیں مردوں سے زیادہ تعلیم و تربیت کی محتاج ہیں اور مناسب ہو اگر ڈاکٹر صاحب انھیں آٹھ صفحات دیدیں۔

پرچہ کی ضخامت ۵۶ صفحے ہے اور تصاویر کا صفحہ ان کے علاوہ ہے اور ان تمام خوبیوں پر قیمت صرف تین روپے سالانہ درحقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم قارئین مولوی سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ اس نئے رسالہ کی ویسی ہی قدر کریں جس کا وہ مستحق ہے نمونہ کا پرچہ ٹکٹ بھیجکر منیجر صاحب رسالہ "سعید" کوچہ چیلاں دہلی سے منگایا جاسکتا ہے۔

نظام المشائخ کا رسول نمبر تمام رسائل و اخبارات میں یہ فخر صرف نظام المشائخ کو حاصل ہے کہ اس نے رسول نمبر شایع کرنے کی ابتدا کی اس کے بعد پھر دیگر اخبارات و رسائل نے اس کی تقلید میں رسول نمبر شایع کرنے شروع کر دیئے اور اب تو اس کثرت سے رسول نمبر شایع ہوتے ہیں کہ شاید ہی کوئی مذہبی و نیم مذہبی رسالہ ایسا ہو جو رسول نمبر نہ نکالتا ہو بلکہ اب تو بہت سے ہفتہ وار روزانہ اخبارات بھی اس سعادت کو حاصل کرتے ہیں۔

اگر ان رسائل اور اخبارات کے رسول نمبروں سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا یا وہ ان سے کچھ فائدہ اور فیض حاصل کرتے ہیں تو اس پر ثواب کا مرتب ہونا (جو اس کے قائل ہیں ان کے نزدیک) ضروری ہے اور اس حدیث کے مطابق کہ جو کوئی نیک کام شروع کرتا ہے جب تک وہ جاری رہتا اور لوگ اس کی تقلید کرتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس وقت تک شروع کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا خود اس نیک کام کرنے والوں کو۔ اڈیٹر صاحب نظام المشائخ مفت میں ان سب رسالوں اور اخبارات کے رسول نمبروں کی ثواب لوٹ رہے ہیں محض اس حسن عمل پر کہ انہوں نے اس نیک عمل کا اظہار کیا تھا یعنی اگر پیشوا اور مولوی کے اڈیٹروں کے حصہ میں جتنا جتنا ثواب ملتا ہوگا تو ملا واحدی صاحب کو آدھا آدھا تو ان دونوں کے رسول نمبروں کا ملجاتا ہوگا اور جتنا کچھ خود اپنے رسالہ نظام المشائخ کے رسول نمبر کے ذریعہ سے جو ہر سال شایع ہوتا ہے اور اس دفعہ بھی بہ پابندی وضع شایع ہوا ہے۔

ہر سال کی طرح اس دفعہ بھی نظام المشائخ کا رسول نمبر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ شایع ہوا ہے بلکہ یہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اس دفعہ صرف ایک ماہ کا رسالہ تقریباً دو ماہ کے برابر ضخیم بنا کر رسول نمبر کی شکل میں شایع کیا گیا ہے۔ نظام المشائخ کا رسول نمبر کئی لحاظ سے امتیازی شان اپنے اندر رکھتا ہے سب سے پہلی خصوصیت تو اس کی یہ ہے کہ جس انداز سے ابتدا سے نکلتا ہے اسی . . . . انداز سے ابتک نکل رہا ہے اور گردش ایام کا اتنا اثر بھی اس پر نہیں ہوا جتنا کہ اس کے اڈیٹر پر اور ایڈیٹر صاحب پر اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں کہ عمر بہ نسبت پہلے کے اب زیادہ ہے۔

مضامین کے اعتبار سے ہمیشہ اپنے تمام معاصرین سے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور اس دفعہ بھی بلند ہے بعض مضامین تو بہت ہی اچھے اور بہت ہی سبق آموز ہیں مثلاً "تاجدار مدینہ کا سلوک غیر مسلم سے" "تبلیغ اسلام کی مختصر تاریخ اور سنت رسول وغیرہ۔ نظم کا حصہ بھی اچھا ہے اور بعض نظمیں پر کیف ہیں۔ سالانہ چندہ دو روپے اس خاص نمبر کی قیمت غالباً ۸؎ ہے۔ ملنے کا پتہ :- دفتر نظام المشائخ کوچہ چیلاں۔ دہلی

بحر

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ
فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ

خوشنما سولہ سطری لاجواب قرآن مجید معریٰ

جو صرف چھ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعوائے ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی ہر حرف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت ۔ ق ۔ ی ۔ ب وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی یکسانی اور جوڑوں کی درآوردگی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہوجاتا ہے اسلئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہوجاتا ہے قابل حفاظ نے یہ دشواری ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف سے پندرہ منٹ میں یاد کر لیگا ۔ الغرض کہ اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعوی ہے کہ استاد کو اس قرآن کا ایک دفعہ پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ان عورتوں کو ذرا بھی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لینگی ہر صفحہ گرد اگرد دلفریب نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر پارہ ور کے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے اصل قرآن شریف اس نمونہ سے بہت بہتر ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ بے مثل ہے اور وہ اصل ہے قاریوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرات جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے ۔ ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروری بات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم قرآن ہے اور صحت کی سند ہیں مستند حفاظ نے صحیح قرآن شریف کی ضمانت کی ہے اس لئے ذرا سی غلطی کا بھی امکان نہیں ۔

چھپائی و دعوی ہے اور شاید دعوی ہے کہ معریٰ قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ ہی نہیں آپ پر بھی انشاءاللہ یہی اثر ہوگا اور میں نے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی [illegible] ہے کہ [illegible] بہت سستا ہے ایک جلد **مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ** مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ **پانچ** جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ للعہ **دس جلد مجلد چرمی** ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے **اب محصولڈاک بڑھ گیا ہے** اس لئے ایک جلد خواہ مجلد چرمی ہو یا پارچہ ۱۱۱ ر جلد دو روپے بارہ آنے اور دس جلد کا پانچ روپے اس لئے اب پانچ جلد یا دس جلد بذریعہ ریل منگائیے ریلوے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ ر یہاں ضرور خرچ آتا ہے ریل کے اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے [illegible] ریلوے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

قَالَ الۡمَلَاُ | الجزء التاسع | سورۃ الاعراف

قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ
کہا سرداروں نے جو
اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لَنُخۡرِجَنَّكَ
تکبر کرتے تھے ان کی قوم سے البتہ نکال دیں گے ہم تجھ کو
يٰشُعَيۡبُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَكَ مِنۡ قَرۡيَتِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ
اے شعیب اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ساتھ تیرے بستی اپنی سے یا پھر آؤ گے تم
متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب

قال الملاء جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو راہ راست کی طرف مدعو کیا اور ان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی تعلیم کی تو انہوں نے یہ ناشائستہ جواب دیا کہ آپ کو مع آپ کے متبعین کے ہم شہر سے نکال دیں گے ورنہ آپ کو لازم ہے کہ آپ ہمارا مذہب اختیار کریں اور انھوں نے یہ دیکھ کر کہ حضرت شعیب کے پیرو غریب آدمی ہیں یہ بھی کہا کہ اے شعیب کیا بات ہے کہ تمہارے جو مرید ہیں وہ غریب آدمی زیادہ ہیں ہم کو تو ان میں شامل ہوتے ہوئے شرم آتی ہے جب ان منکروں نے یہ

اکیاون

خوبیوں والا قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مصدقہ و مفسرہ علامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ بسم اللہ کیا چھپا کی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف آپ بھول جائیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگا چکے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مغالطہ نہیں ہوتا ہے تم عظیم ... قرآن ہیں سب سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں ذیل اکیاون خوبیاں ہیں :-

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی (۲) اور مترجمہ سلیس شاہ رفیع الدین صاحب کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن جو ایک مکمل کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب کا لکھا ہوا (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لکھے ہوئے ہیں (۸) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات حفاظ و قرائے اس کی مزید صحت کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تا کہ عربی عبارت کے ساتھ الفاظ کے معانی پر عبور ہو جائے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی شرح حضرت ممدوح نے لکھی ہے (۱۴) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں (۱۵) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۶) فضائل قرآن (۱۷) سعد توں کے خواص (۱۸) سورتوں کے پڑھنے کے طریقے (۱۹) ایک آیت کی دوسری آیت سے ربط (۲۰) الزامات کی تردید (۲۱) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا گیا ہے خاص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۲) بہشت حور و غلمان کے بیانات (۲۳) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف سے (۲۴) قبل اسلام عرب کی کیا حالت تھی (۲۵) قرآنی تعلیمات کا اثر اقوام عالم پر (۲۶) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۷) بامعنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۲۸) رسول کریم کے حالات مبارک مفصل (۲۹) رسول کریم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی (۳۰) غزوات نبوی اور ان کی برکات (۳۱) غزوات و سریات کا ذکر مع اقسام ... (۳۲) تلاوت قرآن کے نقصانات (۳۳) حالات وفات سرور کائنات (۳۴) خلافت راشدہ میں قرآن پاک کی تحریر و نگہبانی (۳۵) قرآن شریف کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۶) تلاوت قرآن کے ظاہری آداب (۳۷) خواص القرآن (۳۸) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے (۳۹) وہ آیتیں اور الفاظ جن کے غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۰) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۱) تقطیع ۲۲×۲۵ کا غذ ... ۳۲ پونڈ (۴۲) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۳) معاندین نے جو الزامات تحریف قرآن کے لگائے ہیں ان کا بیان (۴۴) قرآن شریف خود ایک زندہ معجزہ ہے (۴۵) قرآن مجید کی امتیازی شان (۴۶) دوسری کتب سماوی کیوں تحریف ہوئیں (۴۷) قرآن شریف کا ایک ایک حرف آج تک جوں کا توں ہے (۴۸) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ قرآنوں میں سب سے بہتر ہے (۴۹) صحت کی اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی بھی نہیں نکل سکی (۵۰) جلد بھی نہایت ... (۵۱) ... **سب سے بڑی** خوبی یہ ہے کہ باوجود ... سستا گذشتہ تین سال تک برابر چھ روپیہ میں ہدیہ ہوا اب ... صرف **چار روپے** ... ایک روپیہ صرف ہوتا ہے ... آپ کو گھر بیٹھے ملیگا **مینیجر حمیدیہ پریس - دہلی**

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

اور انہوں نے ایسی چیز کا اتباع کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیطان حضرت سلیمن علیہ السلام کی سلطنت میں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اس کا بھی جو ان دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا بابل

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ

میں جنکا نام ہاروت ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جب تک یہ نہ کہدیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے سو تو کہیں

غریبوں کا ترجمہ والا قرآن شریف ترجمہ تفسیر مولوی اشرف علی صاحب

اس مالیگرا و بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بہائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے ضرورت تھی کہ ایک ایسا قرآن شریف پیش کیا جاتا جو مترجم بھی ہو مفسر بھی اور ہدیہ کم سے کم ہو، الحمد للہ کہ ہمیں اسمیں کامیابی ہوئی آج وہ قرآن شریف پیش کیا جاتا ہے، جو بڑی تقطیع کا ہے، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب سے ماخوذ ہے ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) تعداد سورہ قرآن شریف ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت معہ ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا اور جبرائیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات اور اس کے برکات (۶) تلاوت قرآن کے ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نماز میں، جنگل میں، رات میں دن میں (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسرے کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت دعا (۱۳) بیان آیۃ الکرسی معہ فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۸) فضائل سورہ اخلاص معہ اعمال حب (۱۹) فضائل سورہ واقعہ معہ اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۰) سورہ عم تیسارلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۱) فضائل معوذتین (۲۲) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے بہت تھوڑی محنت کے بعد (۲۳) فضائل درود شریف (۲۴) رموز اوقاف (۲۵) حوالہ عمر رسول کریم (۲۶) فہرست ترتیب سورۃ و آیات (۲۷) دعائے ختم القرآن معہ فضائل، ضخامت ۷۴۰ صفحات معہ مقدمہ ہدیہ سنکر حیرت ہوجائے گی مجلد چرمی لیستہ منضبط صرف ڈیڑھ روپیہ، محصول ڈاک ۱۴ / کل ۱۱۴ / ایس خواہ پچاس رعایت مطلق نہیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:۔

نزول القرآن۔ قرآن کی تاریخی حیثیت۔ وحی کی قسمیں (۳) نسخ آیات۔ منسوخات قرآنی جمع و ترتیب قرآن۔ سورہ اور آیات کی ترتیب۔ صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت۔ رسم الخط قرآن۔ علامات قرآنی۔ اوقاف قرآن۔ وصل اور وقف کی علامتیں اختلاف قرأت۔ قرا کا بیان۔ سات قراتوں کی تحقیق۔ قرآن پاک کا اعجاز۔ قرآن مجید کے فضائل۔ سورتوں کے فضائل۔ فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے۔ آداب تلاوت۔ قرآن پاک کے آداب معہ مسائل ضروریہ یہ وہ بیش بہا کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ضخامت تقریباً ۸۴ صفحات۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸/) محصول ڈاک پانچ آنے کل ۱۳/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجز نما پنجسورہ مجلد جدید اڈیشن معہ ہفت اخراب چشت

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۱۶۸ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خانوادہ چشت کے علاوہ بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور شرح و فضائل اعمال سورہ ہائے قرآن و شان و ربط آیات و تفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے چھپائی کاغذ جلد بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں:۔

سورہ یاسین۔ سورہ رحمن۔ سورہ فتح۔ سورہ واقعہ۔ سورہ ملک سورہ مزمل سورہ جن۔ سورہ کہف۔ سورہ فلق سورہ ناس۔ اس کے علاوہ ہفت ہیکل، دعائے گنج العرش معہ اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ عالیہ چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی ... کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲/ ہے اور محصول ڈاک ۶/ کل ۱۸/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجیے

الفاروق

ہندوستان کے لارڈ کچنر جنرل فوش کے کارنامہ کی سراہنے والے جب اسلام کے اس فیلڈ مارشل کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ایسے چودہ صدی پیشتر جب دنیا فن حرب سے نابلد تھی ریگستان عرب کا یہ اونٹ چرانے والا کمانڈر انچیف کس طرح نقشہ جنگ بناتا تھا شیر دل کا نام لینے والے جب اس فاروق اعظم کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ عدل کے کیا معنی ہیں جب رائے کی آزادی کے علمبردار فاروق کے دربار کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حقیقی آزادی رائے کیا ہے کون ہے جس نے بادشاہ کی اینٹیں کھاتے ہوئے … کی ہو! ہو کوئی جس نے ایک لونڈی کی شکایت پر اپنے محبوب ترین بیٹے کے پیٹھ پر اسی کوڑے اپنی آنکھوں کے سامنے لگوائے ہوں ہو کوئی جس نے غنیمت کی ایک چادر کے ٹکڑے کا حساب سر دربار ایک چادر پر دیا ہو کوئی ہے دنیا میں اس کی مثل کہ یہ کام شروع کیا ہو کوئی ایسا گورنر جو دورے پر اس شان سے جائے کہ غلام اونٹ پر ہو اور خود پیدل بہرحال یہ بھی پڑھنے اسلام کی شان کیا ہے تو پڑھو۔ الفاروق پڑھو اس شان کے اس الفاظ میں ہزاروں واقعات ہیں قیمت اصلی ۴؎ رعایتی ۲؍ محصول ۷؍ کل …

حمیدیہ پریس۔ دہلی

الہارون

عباسی حکمرانوں میں جیسی اولوالعزمی اس خلیفہ کو نصیب ہوئی اور جو شاہی کروفر اس کے دربار کی تھا وہ نہ شاہجہاں کو میسر تھا اور نہ ترکوں کے کسی بادشاہ کو

یہی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے جس کی داد و دہش علمی ترقیاں رعایا سے ہمدردی غریب نوازی اور رحم و کرم کی زندہ داستان الف لیلہ موجود ہے چاہے دنیا اس کو کتنا ہی مبالغہ خیال کرے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے حالات حکایت کے ساتھ مبالغہ کا لفظ ہی نہیں آسکتا ہر چیز میں افراط تھی حکومت تھی تو اتنی وسیع کہ شاہان ہمعصر کا پتہ پانی تھا علمی مجالس اور یونیورسٹیاں اور اکاڈمی تھیں تو ایسی کہ یونان کے تمام سفر کا ان بحر … اور آج بھی سائنس کی تمام کارفرمائی اسی خلیفہ کی علم پروری کی رہین منت تھی شاعری تھی تو اسی بلاکی موسیقی تھی تو الاتانی رقص سرودکی کمال افزا صحبتیں تھیں تو اسی دربار میں اور داد و دہش کی تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک ادا پر تھیلیاں نثار تھیں غرض کہ یہ ٹھاٹھ تھا جو ہر اعتبار سے مکمل ہو کسی کو بھی نصیب میسر نہیں ہوا قیمت عا؍ رعایتی ۱۲؍ محصول ۷؍ کل …

حمیدیہ پریس۔ دہلی

المامون

بڑے باپ کا بڑا بیٹا یعنی عباسی خلیفہ ہارون رشید کا ولی عہد اور پھر عباسی خلیفہ مامون رشید جس کے کارنامے ابتک بغداد کے در و دیوار سے عیاں ہیں۔

اس کے حالات زندگی بھی عجیب و غریب ہیں یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں اناطولیہ فتح ہوا اور قسطنطنیہ پر حملہ ہوا یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زرین عہد میں علم ہیئت کی عربی میں تشکیل ہوئی اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں یونانی علمی لٹریچر سب کا سب عربی میں منتقل ہوا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترویج کی خود بھی صاحب علم و ہنر تھا اور علم و ہنر کا قدردان بھی۔

خلوت میں اس کی درباری حسن نوازیاں اور غنا پروریاں راجہ اندر کے زمانہ کو بھلا دیتی تھیں دیار حسن کی نکھری ہوئی مورتیں اس کی محفل کی زینت تھیں اور داد و دہش کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک شعر کی قدر و قیمت میں بہتر سے بہتر اور حسین سے حسین لونڈی دیدی جاتی تھی اور روپے پیسے کا تو ذکر ہی کیا علامہ شبلی کی تصنیف ہے۔ قیمت اصلی عہ؍ رعایتی ۸؍ محصول ۶؍ کل ۱۴؍

حمیدیہ پریس۔ دہلی

سیرۃ النعمان

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے حضرت امام ابوحنیفہ کے حالات زندگی ایک حنفی مسلمان کیلئے اس سے بڑی ذلت اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے امام کے حالات سے واقف نہ ہو۔

اس کتاب میں امام اعظم کے علمی کارنامے اور فقہ کی تدوین کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے آپ کی ابتدائی ہوشمندی اور دماغی قابلیت کے صدہا نظائر دکھائے گئے ہیں خلیفہ وقت کی مخالفت میں آپ کو جیل تک جانا پڑا لیکن حق سے منہ نہ موڑا اور لطف یہ کہ باوجود کمال علم کے کبھی اس پیشہ کو باعث ذلت نہ سمجھا تجارت کرتے تھے اور علم کا دریا منت بہاتے تھے واقعہ یہ ہے کہ اگر حنفی مسلمان اپنی زندگی میں کوئی رہنما دیکھنا چاہتا ہے تو اسے امام اعظم کے حالات پڑھ کر ان کا اتباع کرنا چاہئیے۔

فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں کہ آدمی ششدر رہجاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہی مابہ الامتیاز فن بھی ہے۔

قیمت اصلی عہ؍ رعایتی صرف ۸؍ محصول ۶؍ کل چودہ آنے ۱۴؍

حمیدیہ پریس۔ دہلی

سوانح مولانا روم

اسلام کے اس صوفی منکر نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس سے تو وہی لوگ واقف ہوں گے جنہوں نے مثنوی کی شرح پڑھی ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں ہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق سے مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عاشقانہ مستی آپ کی ذات سے ہی ہویدا ہے۔

سوانحات کے ساتھ ساتھ قابل مصنف موصوف نے مثنوی شریف کے چیدہ چیدہ اشعار کا بھی ایک بڑا ذخیرہ لیا ہے اور ان کے محاسن شعری کے ساتھ ان کے پر اسرار و عرفانی معانی سے بھی پردہ اٹھا دیا ہے۔

غرضکہ ایک کامیاب انسان کے لئے یہ شمع ہدایت بہت مفید ہے اور اب جبکہ اس کی قیمت بھی ایک تہائی ہوگئی ہر شخص کو مطالعہ سے گذرنی چاہئیے

بارھواں ایڈیشن ہے قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸؍ محصولڈاک صرف ۶ کل ۱۴؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

حیات سعدی

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو کون نہیں جانتا وہ گلستان بوستان کے مصنف جن کی کامیاب تالیفات آج بھی حرز جان بنی ہوئی ہیں ان کے حالات زندگی بہت دلچسپ اور لطائف سے پر ہیں علامہ شبلی نے ان کو اور مسرت انگیز بنا دیا ہے شیخ مرحوم کی کمال شاعری اور نصیحت آمیز تالیفات ضرور اتنا خراج لے سکتے ہیں کہ ان کی سوانحات پڑھ لی جائیں قیمت ۸؍ رعایتی ۳؍ محصول ۵؍

حیات حافظ

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے اور بہت دلچسپ سوانح عمری ہے دیوان حافظ کے پڑھنے والے علی العموم یہ یقین رکھتے ہوں گے کہ حافظ جن کی ایک ایک شعر کیف شراب سے چور ہے ضرور کوئی پرانے میخوار ہوں گے شبلی کی اس تاریخی تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت حافظ نہایت مقدس تارک اور صلح جو شاعر ہی نہ تھے بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اور کامیاب ڈاکٹر و حکیم تھے۔ اصلی قیمت ۸؍ رعایتی ۳؍ محصولڈاک ۵؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوجاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال وجواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگایئے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہوسکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی ۱۰ محصولڈاک ۲ کل عہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے علاوہ دس حصے ہیں

حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم وضو طہارت حیض ونفاس کے احکام نماز کے مسائل

حصہ سوم روزہ زکوٰۃ حج قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم طلاق نکاح مہر نفقہ عدت وغیرہ کے احکام

حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم اصلاح باطن وتہذیب اخلاق ذکر قیامت وجنت

حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی وغمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم نیک بیبیوں کی حکایتیں ساده سیرت اخلاق نبوی مسائل

حصہ نہم ضروری او نیز علاج معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں کے لیے

حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لیے ہے مسائل اور معاملات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ رہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲ لیکن کامل سٹ کا جاتی ہے یعنی پورا بہشتی کامل گیارہ حصے صرف عہ محصولڈاک ۱۲ کل ۲ عہ

حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب ہے معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ حضور اقدس ونقشہ غلاف روضہ مبارک ونقشہ مسجد نبوی۔

کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہٰذا ہم نے بصرف کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے بیشمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات از حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے غرضکہ یہ کتاب آجتک کے تمام حالات سے لبریز ہے اور اب ابن سعود کے زمانہ میں جو مقابلہ ترکی شکست وریخت ہوئی ہے ان سب کی تاریخی اہمیت بتلائی گئی ہے عاشقان نبی کریم کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے قیمت عہ محصول ۶ کل ۱۲ عہ

حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ مکہ معظمہ

اگر آپ گھر بیٹھے حرم محترم بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہیں تو تاریخ مکہ معظمہ منگایئے یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام مکمل حالات معلوم ہوجاتے ہیں یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو امت مرحومہ کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا خطہ تھا یہ اس مقدس مکان کی تاریخ ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے پہلی مرتبہ بنایا تھا یہ اس خطہ مطہرہ کی تاریخ ہے جہاں اس کے ستانے والے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے مٹا دیا ہر مسلمان کو جو قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے اس قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں مسائل حج اور مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ غاران صفا مروا منیٰ چاہ زمزم اور باب مکہ نیز دیگر ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں ہمارا یہ اڈیشن ہیں جدید ترتیبوں اور حجاج کی کافی سہولتوں کا بھی تذکرہ ہے علاوہ قبلہ کی معلومات اور تاریخی واقفیت کے ہر حاجی کے ساتھ رکھنی بھی ضروری ہے قیمت عہ محصول ۶ کل عہ

مینجر حمیدیہ پریس سے منگایئے

تاریخ حبیب اللہ

مولائے کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالا کیا ہے بعض نے ضعیف اور موضوع روایات سے بزم میلاد کو گرم کیا ہے لیکن علمائے دیوبند سے جس عالم نے بھی سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایت اور ہر واقعہ کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے نہیں لکھا اس لئے دیوبندی میلاد ناموں میں کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہوسکے مذکورہ کتاب بھی اسی اہمیت کو مدنظر رکھکر لکھی گئی ہے یہ تاریخ اسلام بھی ہے اور تاریخ حالات رسول بھی ایک ایک واقعہ حدیث کی ترازو میں تلا ہوا ہے گو کتاب والہانہ نعتوں سے معمور نہیں ہے لیکن سنجیدہ اور متین نظموں سے بھی خالی نہیں اور بہت عمدہ ہے اپنی آپ نظیر ہے اس کی ضخامت بھی دو سو صفحوں کے اندر ہے اور قیمت صرف ۱۲ ر ۶ محصول خرچ ہوتا ہے ۱۲ عہ میں پہنچتی ہے۔

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

خیر القرون فی قرنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ سب سے بہتر زمانہ حضور کا ہی ہے اور اسلام نے جو نمایاں ترقی قرن اول میں حاصل کی وہ دوسرے قرآن میں اس شد ومد کے ساتھ نہیں ہوئی اس لئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیات سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ

قرن اول فردوس آسیہ

پڑھئیے اس میں تاریخ نور محمدی سے لیکر وفات رسول تک بشرح وبسط حالات ہیں اس کے بعد حالات خلیفہ اول حضرت ابوبکر معہ حالات خلافت حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کے حالات مع حالات خلافت اور تاریخ تفریق اسلام معہ جنگ صفین اس کے بعد اختلافات مابین ہمامین معہ حالات شہادت ان میں حضرت حسین علیہ السلام کے حالات شہادت ان میں حضرت حسین علیہ السلام کے حالات تو بہت ہی دردناک اور رقت خیز ہیں کتاب اپنی جامعیت اور تفصیل کے لحاظ سے بھی اتنی بڑی کہ ۴۰۰ صفحات کے لبریز مضامین ہیں قیمت مجلد عہ محصولڈاک ۸ کل عا ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

تاریخ اسپین

ملک کے سب سے بڑے تاریخ نویس مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کتاب ہے جس میں اموی سلطنت کے بانی عبدالرحمن کا اسپین میں حکومت قائم کرنا اسلامی شان و عظمت کا مظاہرہ انصاف کی حکومت تعمیرات کا بہترین شکوہ اسی حکومت میں دنیا نے دیکھا آج بھی غرناطہ تک در و دیوار اسلام کی اولوالعزمی کے شاہد ہیں۔

یہ تاریخ بتلائیگی کہ مسلمانوں کے آپس میں افتراق نے کیونکر اپنی مستحکم پرشکوہ سلطنت کو خاک میں ملا دیا اور گو اسپین میں اب ایک بھی باعظمت مسلمان نہیں ہے لیکن ان کی داستان پارینہ مسلمانان ہند کے لئے صحیح معنوں میں درس عبرت ہیں۔

ہندوستان کے مسلمان اس کتاب کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آپس کے افتراق نے ان کو اسپین کے مسلمانوں کی سی نظرت پیدا کردی ہے اور اس خانہ جنگی نے مسلمانان ہند کی حالت کو اسپین کی حالت سے کہاں تک مطابق کردیا ہے، پڑھیں اور اس کا تدارک کریں قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۳ر محصولڈاک ۶ر کل عہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی خواتین جہاں حسن صورت کی مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے نسب شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی بے نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا جواب اب تک مادر گیتی پیدا نہ کرسکی اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا اس میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں اور مغنیہ بھی ہندو دیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی، چند کے نام یہ ہیں۔

حمیدہ بانو، فخرالنساء، عظمت النساء، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگم، رقیہ بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پاربتی، رانی تارا دیوی، رانی تکسی بائی، ارہم بائی، اکبرآبادی بیگم، اورنگ محل، زینت النساء، بہار بانو، بائی اودے پوری، بائی ہنگوت دیوی، لچھمی دیوی، سلطانی بائی، بائی ملک جنیہ، سلطان النساء، جاناں بیگم، جہانی بیگم، جودھا بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، شاہزادہ بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بانو، دارس بانو، روشن آرا، بیبی، زینت بانو، مہرالنساء، کے حالات ہیں قیمت عہ رعایتی قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۶ر کل ۱۲۱

حمیدیہ پریس۔ دہلی سے منگوایئے

نادر خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں میں ڈالی جنہوں نے بہادر سے بہادر جوانوں کی تلواریں کند کرڈالیں جنہوں نے ملک التجار دارفتہ حسن جوانوں کے جہاز کے جہاز اپنی چاند سی صورت پر قربان کرا دئے یہ وہ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن بھی تھیں اور بہادر و شجاع بھی۔ رقاصہ بھی تھیں اور مغنیہ بھی ان سب کے قلمی اور لفظی فوٹو اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آجاتا ہے کیونکہ یہ حضرت شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے فسانہ حسن ہیں اور جس لذت خیز پیرایہ میں شرر صاحب نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دلآویز ہے کہ نوجوان تو مونٹ چاٹنے لگیں اور بوڑھوں کی باچھیں کھل جائیں اور بڈھے جھرجھری لیکر ہائے جوانی پکار اٹھیں

لطف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی نہیں ہے اور کسی کے حالات فرضی ہیں بلکہ سب تاریخی حیثیت رکھتی ہیں ضخامت ۲۲۵ صفحات قیمت عہ رعایتی صرف ۱۲ر محصولڈاک ۶ر کل عہ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار رہے اور نیز ترتیب و تلشین جو ان کو نصیب ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں۔

محمود ایاز۔ سلطان محمود غزنوی اور غلام ایاز کے حالات۔ علی بیگ۔ مصر کی ایک نامور لاکہ جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا۔ عوج بن عنق حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ کا ایک عجیب آدمی۔ قوم عمالقہ کا بادشاہ۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کی تاریخی قصہ۔ ہرقل روم کی شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا۔ ابوالعتاہیہ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر۔ ابن مقنع ایک جادو بیان مقرر جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ حسان بن ثابت دربار نبوی کا شاعر جو نعتیں بھی لکھتا تھا۔ افلاطون یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور ریاضی کا استاد۔ ستقلی یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار۔ زنوبیا کے حالات۔ اسپارٹا اور ان علیہ قبول کا مرتب اعلی مع حالات سلطنت امیر علی شیر چغتائی شاہ بابر کا موسس ۔ قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

یعنی مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے مضامین کا مجموعہ اس کا دوسرا نام جذبات شرر بھی ہے یہ مجموعہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ ان نہ معجزات و سحر نگاری کی کرامتیں ہیں جنہیں انشاپردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور حفظ کرلیں انہیں مضامین کی بدولت ہندوستان میں سیکڑوں جادو نگار بن گئے مولانا شرر کے شرر سے سارے ہندوستان میں روشنی ہوگئی ہے یہی مولانا ہیں جنہوں نے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے کا آغاز کیا نہ صرف مولانا کی شہرت اور قدر بھی نیچرل مضامین ہیں ہم نے ان کے ۲۵ سال کے مضامین جمع کرکے شایع کئے ہیں مولانا نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر خیال کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے اس مجموعہ میں تقریباً پچاس مضامین ہیں جن کے عنوان یہ ہیں دنیا کی عمر، روزہ آدھی رات، آیوا کی خودپسندی، خاموش آسمان، دیہات کی شام، سمرا بلے، حسن لالہ خود رو، زمانہ جاہلیت، شادی و غم، عالم خیال وغیرہ قیمت مجلد عہ رعایتی قیمت ۱۲ر محصول ۶ر کل ۱ عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

فلورا فلورنڈا

علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول جو دس بار چھپ چکا ہے رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھئیے۔ گرجاؤں کے پوشیدہ رازوں کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھئیے عالم تنہائی میں عیسائی پادریوں کے سامنے عورتوں اور نوجوانوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ مناظر دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئیے مسلمانوں کی رواداری اور غیر اقوام کے ساتھ حسن سلوک کے حالات دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئیے سلطان محمد خان فاتح قسطنطنیہ کے عہد کی لڑائیاں دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئیے۔

حسن عالم آشوب کی سحرکاریاں اس کتاب میں ہیں حسن و عشق کے راز و نیاز اس میں ہیں حسن کے ڈاکوؤں کے مہیب اخلاق سوز عصمت دریوں کے حالات اس کتاب میں ہیں غرضکہ نصیحت ہے نصیحت ہے دلچسپی ہے کہ گویا ہے سب کچھ ہے قیمت دو روپے رعایتی ۱۴ر محصولڈاک ۵ر کل دو ۳ر ۲۲۵ صفحات

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب عیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب فن نے لذت کے سرچشمہ "عورت" ایسے ایسے عجیب اسرار منکشف کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق رکھتا ہے شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہ ہوں جو اس ارباب مفتش نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانی بیان کی کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور جنبش کے بعد ہزار ہا من بار کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک وہ نہیں صد ہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے۔
چٹکلے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں ارباب منکشفین اور ارباب کمال نے اپنی نجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صد ہا مجوب ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلو پیڈیا ہے ۲۵۰ صفحات قیمت عہ محصول ۷ر کل ۱۵آر
حمیدیہ پریس دہلی

عربی کوک شاستر

جو عربی میں سلطان سلیم خاں ترکی کے لئے لکھی گئی تھی اسکا اردو میں تیار ہے اس کے دو حصے ہیں اب تک اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے نا سید تھی اسرار و رموز دکھانے میں بخل کرتے تھے حصہ اول کا نام ہی **لطف شباب** ہے یہ کمزور مردوں کے لئے طاقت کا خزینہ ہے ناتوانوں کے لئے اکسیر ہے اور بے اولادوں کے لئے مژدہ لاجواب ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسمی نادر نایاب لٹکوں کا مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان تیر بہدف ہیں دوسرا **مرقع طلوع شباب** ہے اس میں عورتوں کے اتا مران کے حالات ان سے لذت یاب ہونے کے کمالات ان کی آفرینش ان کی طفولیت ابتدائے جوانی جوانی کے جذبات اور ان کی کلید مرد کے ہاتھ میں کیونکر آتی ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں سی سالہ عورتوں کا شباب سترہ سالہ مست شباب کی طرح کیونکر نکھارا جا سکتا ہے یہ سب باتیں اس کتاب کے اندر ہیں دونوں حصوں کی قیمت ایک روپیہ ہے یہ رعایتی قیمت عا کے بجائے عہ ہے محصول ۷ر کل عہر
حمیدیہ پریس۔ دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

تجربات بوعلی سینا بالتصویر یہ کتاب جسمیں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زندہ اسرار اور تجربے، ٹوٹکے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی سے لطف و مسرت حاصل کرنے کے اور اس پر ہمیشہ غالب رہنے کے خواہشمند ہیں تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت عہر ڈیڑھ روپیہ محصول ۷ر کل دعہ ۱ر
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح و کیف خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور میسور کی درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپے خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاودان کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ بہترین بلاک کی تصاویر علاوہ قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۷ر کل عہر
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہندوستانی کوک شاستر

اس کتاب کا نام لذت النکاح ہے ہندوستانی غریب اپنے سیدھے سادے طرز معاشرت کے سلسلہ میں نکاح کو ہی افضل ترین لطف زندگی تصور کرتے ہیں ان کی زندگی کو پرکیف بنانے کے لئے یہ کتاب چھاپی گئی ہے اس لئے ہر شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز پوشیدہ ہیں جن سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اس لئے اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر بھی ہیں اور عورت پر قابو پانے کی ہدایات بھی اس کتاب کے سربستہ رازوں میں زندگی کی سچی مسرتیں پوشیدہ ہیں یہی وہ کتاب ہے جس نے پچھلے دس سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستہ سے ہٹا کر ازدواجی زندگی کی پرکیف مواصلت سے روشناس کرایا اور دنیا نے مان لیا کہ حقیقی لذت صرف اسی جوڑے کی مواصلت میں ہے جو ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہو ضخامت ۱۷۰ صفحات قیمت رعایتی صرف ۱۰ر محصول ڈاک ۷ر کل عہ ر
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد و لطف اٹھائیے اور تال لطف یعنی بچوں کے جھنجھٹ سے پرستکاری بچائیے اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفرین لذت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اسکے حسن جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے انکی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے **برتھ کنٹرول** ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پر شباب طریقہ کیا ہے اس کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی پھر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو برتھ کنٹرول یورپ و امریکہ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر ہے اور سالہا سال کے تجربات کا جوہر ہے
قیمت عہ محصول ۷ر کل دعہ ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

[illegible]

فہرست تصاویر

[illegible]

مقدمہ

[illegible]

شادی کا فلسفہ

مباشرت کا [illegible]

رشیدوں [illegible]

باب ۱

تمدن [illegible] محبت کی صورت

باب ۲

جنسی [illegible] تعلیم

صنفی معلومات [illegible]

صنفی معلومات کا [illegible]

سہیلیوں سے [illegible]

شب [illegible] کا [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible] کتابوں کا [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس [illegible] دہلی

REGD. L NO. 1866

لذتِ شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوکشاستر کا مطالعہ کیجیے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ عورت کے تاثرات کیا ہیں سن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی ڈھلتی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوسکتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لیے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکتے۔ لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے صفحات قریباً ڈیڑھ سو صفحات۔ نہایت بہترین ملک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) کتاب کی فہرست مضامین حسب ذیل ہے:-

فہرست تصاویر
[illegible]

دوسرا باب
[illegible]

آٹھواں باب
[illegible]

چھٹا باب
[illegible]

ساتواں باب
[illegible]

چوتھا باب
[illegible]

نواں باب
[illegible]

گیارھواں باب
[illegible]

نوجوان حسن کی صفائی
جدید کشی مواصلت کے بعد جسم کی تقویت
بہترین زچہ
حریم حسن کی انسانی طوبت
[illegible]
[illegible] کی اصلاح
[illegible] ایام کی خرابی
[illegible]
[illegible]
صنف نازک اور وصل [illegible]
[illegible] کی لذت میں اضافہ
[illegible]
[illegible] کا طریقہ
[illegible] حسن کی توصیف
[illegible]
[illegible] کا آسان طریقہ

بارھواں باب
چشمہ کافوری کے دو حباب
لذتوں کا پوشیدہ خزانہ
قدرتی حسن کے نقیر
[illegible] کی قدرتی ساخت
[illegible] اور کیفیت وصال
[illegible] اور صنف نازک
کے تاثرات
[illegible] کا ورم
[illegible]
ایام اور عورتوں کی شناخت
[illegible] کی نشو ونما

تیرھواں باب
نرگس نیم باز کی حفاظت
نرگس فتاں اور تاثرات قلب
نرگس غمزہ زن اور کیفیت وصال
چشم عنبریں اور ایوان عصمت
[illegible] کی حفاظت
چشم سرگیں کی [illegible]
[illegible] اور سرگیں نگاہیں
[illegible]
سرمہ اصفہانی
[illegible]
[illegible]

نرگس بیمار کی شفایابی
طبیب روحانی کا نسخہ
[illegible] کا علاج
[illegible]
[illegible] کی سپیدی
[illegible] کا علاج
[illegible]
تقویت [illegible]
[illegible]
[illegible]

چودھواں باب
لوازم شباب
رخسار صاعقہ ریز
[illegible] کا مجرب علاج
چہرہ کا دلفریب رنگ
[illegible] کی چمک
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حسن کی دوپہر [illegible]
بال سفید ہونا
سفید بالوں کی سیاہی
[illegible]
[illegible] کا علاج
جسم [illegible]
خوشبودار [illegible]
[illegible]
خاتمہ

کتاب کی خوبی کا اندازہ نہیں ہوسکتا جب تک آپ ایک مرتبہ اول سے آخر تک نہ پڑھ لیں۔ ہزاروں از کار رفتہ مردوں اور عورتوں نے صرف اس ایک کتاب کے مطالعہ سے اپنی زندگی سنوار لی ہے صدہا نوجوان مرد اور عورتیں تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچ گئیں۔ آپ بھی اس کی تصدیق کیجیے مضامین پڑھ لینا کافی ہیں [illegible]

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۲۷ دہلی

مدیر مسئول - عبدالحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپ کے نزدیک اِس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک کار ہو جائیے - اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اِس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے ؛ علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا ؛

مینیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر [illegible] دہلی

SAMI.30

انتباہ:- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہو گی ؛ منیجر

حضرت یوسف علیہ السلام کے وزیر اعظم ہونیکا بیان

ولی بادشاہ نے یوسف سے بات چیت کر کے ان کی لیاقت [illegible] ان کی ذہانت اور امانت داری معلوم کر کے عزیز مصر کا عہدہ [illegible] کیا ان کو یعنی یوسف علیہ السلام [illegible] قاعدہ سے مقرر [illegible] بس یہ ہے اس سوال کا [illegible] [illegible] اور یعقوب مصر میں [illegible] آکر آباد ہوئے تھے۔

[illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible]

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ج

اور نہیں پاک کرتا میں جان اپنی کو

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

[illegible]

اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ

تحقیق رب میرا بخشنے والا [illegible]

بلاشک میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت [illegible]

اکیاون

خوبیوں والا قرآن شریف [illegible] ترجمہ [illegible] مولانا اشرف علی صاحب [illegible]

[illegible]

قرآنوں میں اس سے بہترین قرآن شریف [illegible]

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ [illegible]

کامل ہو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سب سے بڑی خوبی [illegible]

اللّٰہ [illegible]

مشہیر [illegible] پریس دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا حسبی اللہ و نعم الوکیل

مولوی دہلی

جلد ۱۳ بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۰ ہجری نمبر ۵

تماشائے اہل کرم دیکھیے

قربان اس کارساز حقیقی کے جس نے

کبھی یہ مشکل اڑی نہیں رکھی، اور نفرین ہے اس قلب مضطر پر جو ذرا سے ابتلا میں مایوس ہو جاتا ہے، یہی ایمان کی کمزوری ہے، جانتا تھا یقین ہی تھا، کہ جس قادر مطلق نے آج مولوی کی قبولیت عامہ کو یہ درجہ دیا ہے، ہندوستان ہی نہیں ایشیا بھر میں اتنی بڑی اشاعت کسی ماہوار مذہبی پرچہ کی نہیں ہوئی، وہی سیرت رسول کے اس بیش بہا مرقع رسول نمبر کو بھی مخلص دیندار اور اسلام و رسول کے شیدائیوں تک پہنچا دے گا۔ اور اپنی ناظرین جیسے اپنے پیارے اور خالص بندوں کو بیدار کر کے مولوی کی اشاعت پر کمربستہ کر دے گا، اور رسول نمبر تو تین ہزار بچا ہوا ہے اگر ۳۰ ہزار بھی ہوگا، تو اپنی ناظرین میں سے ایسے مددگار اسلام پیدا ہو جائیں گے جو خدا کے واسطے سے ہر مشکل کام کے لیے طیار ہو جاتے ہیں۔ الحمد للہ الحمد للہ والشکر للہ کہ رسول نمبر ختم ہو گیا، اور اب جدید خریدار ربیع الثانی سے شروع ہونگے

ایک لطیفہ یہ اور ہوا کہ جب خریداران کے علاوہ دوسرے ناظرین نے یہ اعلان پڑھا کہ مولوی کا تین ہزار رسول نمبر بچا ہوا ہے تو انہوں نے دل کھول کر اپنے خریدار دوستوں کے نمبر خریداری کے حوالے سے دوبارہ منگانا شروع کر دیا۔ بہر حال جب تک میرے پاس پرچہ موجود رہتا ہے، ہر شکایت کرنے والے کو دوبارہ پرچہ روانہ کرتا ہے اور جب ختم ہو جاتا ہے تو نہ جدید خریداروں کے لیے ہوتا ہے نہ شکایت کرنے والوں کے لیے، بہر حال روپیہ پورا نہیں آیا نہ سہی سیرۃ رسول سے تو ہزارہا بھائی مستفید ہو گئے، ایک خرابی کا پہلو یہ ضرور نکلا، کہ رسول نمبر تو ایک ہزار سے زائد مفت منگانے والوں کی نذر ہو گیا، لیکن اس سلسلہ کا ربیع الثانی نمبر بچا رہ گیا، لہٰذا اب جدید خریدار ربیع الثانی سے بنائے جائیں گے۔ ان کے لیے ہی ہزار خریدار فراہم کرنے ہیں، خدا آپ کو ہمیشہ بامراد رکھے، آپ ہی کا جوشش عمل ہے جو مولوی کو یہ درجہ امتیاز ملا ہے۔ اشاعت کی سعی سے غافل نہ ہو جائیں۔

یوں تو صدہا بھائیوں کے نام آپ کی نظر سے گذریں گے جنہوں نے مولوی کے چار چار چھ چھ خریدار دیئے لیکن ذیل کے حضرات وہ مخلص ترین معاون ہیں جنہوں نے ماہ گذشتہ میں بھی بیسیوں خریدار دیئے اور اس مہینے میں بھی حسب ذیل مزید خریدار عطا فرمائے

(۱) مولوی نعمت اللہ صاحب ورنگل ۱۵ خریدار (۲) مولوی محمد علی صاحب شاہجہانپوری ۱۲ خریدار، مولوی مہر محمد بخش صاحب تحصیلدار ۱۹ خریدار، مولوی محمد ایوب صاحب انسپکٹر پولیس تلہر ۱۲ خریدار، مشتاق محمد خاں صاحب جبل پور ۲۰ خریدار شیخ چاند صاحب کینٹ گلبرگہ بدفعات، ۱۰ خریدار سید حیدر علی صاحب اورئی ۱۴ خریدار یاسین حسین صاحب نظام ساگر ۱۳ خریدار چودھری محمد احسن صاحب ایکسائز انسپکٹر سرگودھا سہ بارہ ۸ خریدار

اجرش و ہمت خدائے کہ کرو ندیاوری جزاہم اللہ خیر الجزا فی الدنیا والآخرہ

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب محمد زبیر خاں صاحب شاہجہاں پور	۶	ایم اے باقی صاحب رونی سید پور	۱
” تاج الدین صاحب راجوری احمد نگر	۱	حافظ عبدالرؤف صاحب کیمپ	۲
” غلام محی الدین صاحب قریشی جہلم	۱	” ایس رحمان علی صاحب جہالنی	۲
” محمد خلیل صاحب جوانی پور	۳	خلیل احمد صاحب آگرہ کینٹ	۲
” حکیم محمد صادق صاحب غازی پور	۱	جاننا گلاس ڈیلر رائے چور	۳
” سید عظیم الدین صاحب بڑودہ	۳	محمد علی صاحب ٹیچر بارہ بنکی	۲
” عبدالرؤف صاحب ٹیری وردہن	۲	احمد حسین صاحب حیدرآباد دکن	۲
” عبدالکریم صاحب مردم شماری پشاور	۱	” عبدالحمید صاحب جابوڈال	۲
” سلطان علی صاحب سبزی منڈی حیدرآباد	۲	” یاسین حسین صاحب نظام ساگر	۱۰
عبدالقادر صاحب کانسٹبل سکندرآباد	۳	” سید عبدالقادر صاحب ٹیکہ	۳
محمد مسعود صاحب سندرگڑھ	۱	” محمد خاں صاحب سگوارہ	۵
عبدالرحمٰن صاحب نلور	۲	” محمد رونق علی صاحب حیدرآباد دکن	۳
عبدالقادر صاحب وکیل جاورہ	۲	” مہدی علی خاں صاحب بریلی	۲
” مشتاق علی صاحب کیمری	۳	” وکیل مرتضیٰ خاں صاحب جودھپور	۲
” شجاع الدین صاحب اشرف الکتب کوئٹہ	۱	” حکیم خواجہ محمد سعید صاحب حصار	۲
” سید سردار علی صاحب چک سانگا	۲	” محمد رمضان صاحب ڈیرہ غازیخان	۲
” بابو رحمت علی صاحب کیریاں	۳	” محمد حیات صاحب دیلو	۲
” شیخ نور الہدیٰ صاحب بڑہالاڈہ	۱	” عبدالغفور صاحب حیدرآباد دکن	۴
” معلم سالم بن محمد جابری صاحب المکلا	۱	” سید حیدر علی صاحب ٹھیکیدار دکن	۸
” ایم اے نعیم صاحب کلکتہ	۱	” غلام مخدوم صاحب باوڑہ	۲
عبدالقادر صاحب رشید پور	۱	” سید جلال الدین صاحب سری نگر	۲
منشی محمود خاں صاحب آبو روڈ	۲	” عبدالحفیظ صاحب ہکارہ	۳
” قاضی مظفر حسین صاحب مانسہرہ	۱	” سید نذیر سید عالم صاحب نذر آباد	۳
محمد خاں صاحب سلطان ری	۱	” محمد سراج الحق صاحب ڈھاکہ	۴
یمین بیگ صاحب اجکار بلز اندور	۲	” ولی احمد صاحب باروجھا	۴
پی عبدالرحمٰن صاحب بنگلور	۲	” ایس محمد اسماعیل صاحب	۸
شیخ غلام محمد صاحب ہوشیارپور	۲	” عبدالخالق صاحب نندد	۲

شذرات

قضیہ کشمیر بر کشمیر

کشمیر کے قضیہ اور جھگڑے نے ایک طرف تو یہ صورت اختیار کی کہ کشمیر سے باہر جو مسلمان اس مسئلہ میں دلچسپی لے رہے تھے ان میں دو گروہ ہوگئے ایک کشمیر کمیٹی کے نام سے مشہور ہے جسکے صدر قادیانیوں کے امام مرزا محمود صاحب ہیں دوسری ایک جماعت احرار اسلام کی ہے اس نے وہاں ستیہ گرہ کے لئے جتھے روانہ ...... کرنے شروع کردیئے ہیں۔

دوسری طرف کشمیر کے مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن مہاراجہ صاحب کشمیر کے پاس گیا تھا جس سے صلح کی بات چیت ہوئی اور مصالحت ہوگئی مصالحت کی شرائط یہ ہیں کہ مسلمانان کشمیر ایجی ٹیشن بند کردیں گے اور بیرونی مسلمانوں سے بھی کہیں گے کہ وہ ایجی ٹیشن بند کردیں اور مہاراجہ صاحب مقدمات کو ملتوی کردینگے اور جو لوگ گرفتار ہیں ان کو ضمانت پر رہا کردیں گے

اور جس پولیس مین نے قرآن کی بیحرمتی کی تھی اور اسکو ملازمت سے سبکدوش کردیا گیا تھا اس کے جرم پر دوبارہ غور کیا جائے گا اسی قسم کی کچھ شرطیں اور ہیں۔

اس مصالحت کا اثر یہ تو فوری ہوا کہ ایجی ٹیشن کی رفتار نہایت سست پڑگئی اگر کچھ اسکا اثر باقی ہے تو صرف اس قدر کہ احرار اسلام نے دو جتھے اور بھیجے جو کشمیر کی سرحد پر روک دیئے گئے اور اب تازہ اطلاع یہ آئی ہے کہ اس جتھے کو مع اس کے لیڈروں کے اس شرط کے ساتھ داخلہ کی اجازت مل گئی ہے کہ وہ آن کر بطور خود تحقیقات کرلیں کہ مسلمانان کشمیر اس مصالحت سے مطمئن ہیں یا نہیں مگر وہ کسی پبلک جلسہ میں تقریر نہ کرسکیں گے اور نہ وہاں ایجی ٹیشن کرسکیں گے۔

کشمیر کمیٹی کا کیا رویہ رہیگا ابھی اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ اگر یہ مصالحت کسی ناجائز دباؤ اور خوف کی بنا پر نہیں ہوئی اور جو وفد مہاراجہ کے پاس گیا تھا وہ کشمیری مسلمانوں کا صحیح اور حقیقی نمایندہ تھا اور اپنی مصالح و مفاد کو پیش نظر رکھکر اس نے یہ مصالحت کی ہے اور کشمیر کے مسلمان اس سے مطمئن ہیں تو محض باہر والوں کی کوششوں سے یہ ایجی ٹیشن نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ زندہ رہ سکتا ہے اور ایسی صورت میں باہر والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ خواہ مخواہ مداخلت نہ کریں کیونکہ اگر مسلمانان کشمیر کی اکثریت اس سمجھوتہ سے رضامند ہوگئی ہے تو باہر والوں کی مداخلت سے سوائے اسکے کہ بعض کشمیری مسلمان سخت تکالیف میں مبتلا ہوں اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتی کیونکہ بعض لوگ جوش میں آن کر ایجی ٹیشن کرنا چاہیں گے اور عام مسلمانان کشمیر انکا ساتھ نہیں دیں گے نتیجہ یہ نکلیگا کہ ان کو سخت سزائیں ہوجائینگی۔

اس سے بہتر یہی ہے کہ اگر ریاست کے مسلمان واقعی اس سمجھوتہ سے مطمئن ہوگئے ہیں تو اس پر باہر کے مسلمانوں کو بھی ضرور اطمینان کرنا چاہیئے خواہ وہ واقعتہً قابل اطمینان سمجھوتہ نہو مگر چونکہ جن لوگوں کا معاملہ ہے وہ اس سے مطمئن ہیں اور انھوں نے ایجی ٹیشن بند کردیا ہے اس لئے اب وہ باہر والوں کی مداخلت سے چل نہیں سکتا۔

لیکن اگر یہ سمجھوتہ غیر حقیقی نمایندوں کے ساتھ ہوا ہے اور خوف کی وجہ سے ہوا ہے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دیرپا ثابت نہوگا اور نہ اس سے بےچینی دور ہوگی اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ اگر یہ حقیقی نمایندے نہیں ہیں تو مہاراجہ صاحب کشمیری مسلمانوں کے حقیقی نمایندوں سے گفت و شنید کرکے معاملات کو سلجھادیں۔

قضیہ کشمیر میں متعدد غلطیاں

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح مسلمان اکثر کام بے سوچے سمجھے کرتے ہیں اسی طرح کشمیری ایجی ٹیشن بھی لیا گیا یعنی اول اول بہت شور و غوغا بلند کردیا گیا اور اس اہم مسئلہ کو جس کے عمدہ اور مفید نتائج نکل سکتے تھے اور جس سے مسلمانان کشمیر کو مستقل فائدے پہنچ سکتے تھے اس کو ایسے غلط راستے پر ڈالدیا گیا کہ چند ہی روز کے اندر ایجی ٹیشن کی قوت گھٹنے لگی اور اگر چند ہفتے سمجھوتہ اور نہ ہوتا تو یقیناً یہ تحریک خود بخود مرجاتی۔

سب سے سخت اور مضر غلطی تو یہ کی گئی کہ اس سوال کو ہندو مسلم سوال بنادیا گیا اور اس کی تمامتر ذمہ داری اخبار انقلاب پر عائد ہوتی ہے اس اخبار نے اس امر کی مطلق احساس نہ کیا کہ ہندو مسلمان سوال بنانے کا نتیجہ کشمیری مسلمانوں کے حق میں بھی برا نکلے گا اور اسلامی ریاستوں کے حق میں بھی مضر ہوگا اور ملک کو نقصان پہنچیگا اس کا تو ذکر ہی نہیں کیونکہ انقلاب کے پیش نظر تو صرف یہی ایک مقصد تھا اور ہے کہ اس قضیہ سے خواہ کشمیری مسلمانوں کو فائدہ پہنچے یا نقصان ہندوستان کے ہندو مسلمانوں میں منافرت اور کشیدگی میں اضافہ ہونا چاہیئے اور اگر فسادات ہوجائیں تو سبحان اللہ اس سے بہتر تو اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس سے زیادہ قیمتی خدمات اس حکومت کی اور کوئی نہیں انجام دیجاسکتیں جس کے لطف و کرم کے صدقہ میں اس کو سرکاری اشتہارات دستیاب ہوتے ہیں جس کے بعد خواہ ایک اخبار بھی نہ بکے پھر بھی جیب و دامن چاندی کے سکوں سے ہر وقت بھرے رہتے ہیں

انقلاب کی اس غلط روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ صرف متعصب ہندو اخبارات نے مہاراجہ کشمیر کی حمایت اور اس تحریک کی شدید مخالفت شروع کردی بلکہ ہندو مہاسبھا اور لوکل ہندو جماعتوں نے شدید مخالفت شروع کردی اور مہاراجہ کے ہاتھ مضبوط کرنے شروع کردیئے اور جسقدر تحریک پرزور تھی اس سے زیادہ اس کی مخالفت پرزور ہوگئی اگر صرف راعی اور رعایا کا سوال رہتا اور رعیت و حکومت کا قضیہ ہوتا یعنی ہندو مسلم سوال نہ بنایا جاتا تو ہندو اخبارات کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس کی مخالفت کرسکتے اس کے علاوہ وہ جماعتیں بھی ساتھ دیتیں جو ریاستوں کے معاملات میں حصہ لیتی رہتی ہیں اور خالص سیاسی مسئلہ کے طور پر یہ تحریک ترقی کرتی اور چونکہ کشمیر میں آبادی کا غالب حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے لہذا انہی کو فائدہ بھی پہنچتا مگر فرقہ وارانہ حیثیت اور رنگ دیدینے سے تحریک میں وہ زور نہ پیدا ہوسکا جو ہونا چاہیئے تھا۔

اصل یہ ہے کہ انقلاب کے پیش نظر تنہا یہی مقصد کہ ہندو مسلم سوال بنا کر فضا کو خراب کرے اور ملک کی توجہ سیاسیات سے ہٹا کر فرقہ پرستی کی طرف منعطف کر دے تاکہ ملکی تحریک کو نقصان پہنچے۔

دوسری اہم غلطی

دوسری اہم غلطی یہ ہوئی کہ تحریک کی بنیاد عارضی شکایات پر رکھی گئی جو حال میں کسی افسر کی بیہودگی سے پیدا ہوئی تھی حالانکہ اصلی شکایت یہ نہ تھی بلکہ اصلی شکایت یہ تھی کہ کشمیری حکومت اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کی طرف سے بالکل غافل تھی نیز اس کی مالی و تعلیمی اصلاح کی طرف بالکل توجہ نہ دیتی تھی جس کا نتیجہ روزافزوں افلاس تھا نیز سرکاری محاکم میں اکثریت والی آبادی کو نظر انداز کرتے رہنا اور دیگر ضروری مراعات سے محروم رکھنا اور اس کے حقوق کا اتلاف یہ تھیں اصل شکایات مگر ان کا اس تحریک میں کوئی ذکر نہیں آیا سارا زور اور ساری طاقت اس پر صرف کر دی گئی کہ کسی افسر نے تجبیرہ کے متعلق کچھ خلاف شان الفاظ استعمال کر دیئے اس کا ازالہ ہونا چاہیئے اور فلاں مولوی صاحب گرفتار کر لیے گئے ہیں ان کو رہا کرنا چاہیئے اور افسر مذکور کو سزا ملنی چاہیئے ظاہر ہے کہ ان مطالبات کے لیے اتنی طاقت صرف کرنا اور اصلی طاقت کو فراموش کر دینا دانشمندانہ فعل نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ اب جو سمجھوتہ ہوا ہے اس میں بھی اصلی شکایات کا کوئی ذکر نہیں ہے اور انہی عارضی شکایات کا ذکر ہے کیا مسلمان کہہ سکتے ہیں کہ اس سودے میں ان کو کوئی نفع ہوا متعدد آدمی جان سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے اور شورش کا ایک طوفان برپا ہوا جس سے کشمیری مسلمانوں کو بھی کافی نقصان پہنچا مگر اس کے معاوضہ میں ان کو یہ ملا کہ مولوی صاحب رہا کر دیئے جائیں گے افسر مذکور کے مسئلہ پر از سر نو غور ہوگا اور جس قدر مسلمان گرفتار و سزایاب ہوئے وہ بھی بالآخر چھوڑ دیئے جائیں گے۔

لیکن اس نقصان کے سودے میں قصور صرف انہی لوگوں کا ہے جنہوں نے اصل شکایات کو پس پشت ڈال دیا اور مذہبی رنگ دیکر عارضی شکایات پر تحریک کو آگے بڑھایا اگر ایسا نہ کرتے تو جو نتائج نکلتے وہ اس سے مختلف ہوتے یہ ضرور ہوتا کہ تحریک اس زور شور سے آگے نہ بڑھتی مگر آہستہ آہستہ ترقی کرتی اور آخر میں جا کر نہایت موثر ثابت ہوتی۔

تیسری اہم غلطی

ہمیں افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ کشمیر ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے یہ سخت غلطی کی کہ اپنی کمیٹی کی صدارت مرزا بشیر الدین محمود صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان کے سپرد کر دی محض اس غلط اقدام سے اس کمیٹی کو وہ طاقت حاصل نہ ہو سکی جو اس کو حاصل ہونی چاہیئے تھی۔

ہم تنگ خیال مولویوں کے ہم خیال نہیں ہیں کہ قادیانی کافر ہیں اور ان کے ساتھ مل کر کوئی کام ہی نہ کرنا چاہیئے کام کرنے کے لیے خواہ کوئی بھی آگے بڑھے ہمیں اس کا خیر مقدم کرنا چاہیئے اور اس کی امداد قبول کرنی چاہیئے۔

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تجربہ نے یہ بتلا دیا ہے کہ قادیانی جماعت کسی موقع کو بھی اپنے مخصوص اغراض کے لحاظ سے ضائع نہیں ہونے دیتی وہ جمیع مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں ان کے ساتھ کسی قسم کے معاشرتی تعلقات کو بھی جائز قرار نہیں دیتے اس کے باوجود جب اس قسم کے معاملات پیدا ہوتے ہیں جو فرقہ وارانہ ہوتے ہیں ان مواقع پر تو بڑے زور کے ساتھ عام مسلمانوں کے ساتھ اپنے آپ کو شامل کر دیتے ہیں مگر جب کبھی حکومت کے خلاف مسلمانوں کو کوئی شکایت پیدا ہوتی ہے اس وقت یہ علانیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف حکومت کا ساتھ دینے لگتے ہیں چنانچہ گزشتہ تحریک خلافت کے یہ لوگ اور یہ جماعت سخت شدید مخالف تھی اور جائز و ناجائز حکومت کا ساتھ دیر ہی تھی اسلامی حکومتوں کی تباہی کو اس نے ہمیشہ خوشی سے دیکھا اور ان کی تباہی امام کی پیشینگوئیوں کے مطابق بتلایا اور قادیانیت نہ قبول کرنے کی سزا سے تعبیر کیا اس جماعت کا عام اصول صرف یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے حکومت کی خدمت انجام دیکر اپنے کو وفادار ثابت کرے اور ایسے ذرائع مہیا کرے کہ اس کو مسلمانوں کے اندر اپنی قادیانیت کی اشاعت و ترویج کے زیادہ مواقع دستیاب ہوں یہ ایک حقیقت ہے کہ آج جو تعداد اس جماعت کی ہے اس کا ۹۰ فیصدی حصہ عام مسلمانوں سے لیا گیا ہے یعنی یہ تمام قادیانی پہلے معمولی مسلمان تھے جن کو قادیانی بنا لیا گیا ہے درحقیقت چند برسوں سے عام اسلامی کاموں کے اندر اس جماعت کی دلچسپی کا اظہار محض اس غرض سے ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر قادیانیت کی تبلیغ کا موقع ان کو زیادہ حاصل ہو اور وہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو قادیانی بنا سکیں۔

ہمارے نزدیک ایسے مواقع نہ دینے چاہئیں کیونکہ بہر حال قادیانیت کوئی اچھی چیز تو نہیں ہے اور مسلمان اس کو گمراہی خیال کرتے ہیں۔

مہاتما گاندھی کی روانگی انگلستان

بالآخر مہاتما گاندھی کے گول میز کانفرنس میں شرکت سے انکار کر دینے پر ہندوستان سے لیکر انگلستان تک ایک ہلچل پڑ گئی کچھ لوگ خوش ہوئے کچھ لوگوں کو افسوس ہوا اور سب نے یہ محسوس کیا کہ مہاتما جی کی عدم شرکت کے معنے گول میز کانفرنس کی ناکامی کے ہیں اور دوبارہ سول نافرمانی شروع ہو جائے گی عدم شرکت کے فیصلہ کے اعلان کے ساتھ نجا رنگی بکھر گئے تھے اور ہر طرف ایک اضطراب پھیل گیا تھا۔

آخر ڈاکٹر سپرو بھی بیچ میں پڑے اور وائسرائے اور وزیر اعظم سے تاروں پر گفتگو شروع کی اور مہاتما جی سے بھی ملے انگلستان سے ہندوستان تک ہدایات موصول ہوئیں کہ مہاتما جی کی گول میز کانفرنس کی شرکت کو ممکن بنایا جائے۔

بالآخر مہاتما جی پھر وائسرائے اور مسٹر ایمرسن وغیرہ سے شملہ پر ملے اور وہیں سردار ولبھ بھائی پٹیل پنڈت جواہر لال نہرو ڈاکٹر انصاری اور خان عبدالغفار خاں کو بھی مہاتما جی نے طلب کیا اور دوبارہ گفتگو شروع ہوئی کبھی امید بندھتی کہ سمجھوتہ ہو جائیگا اور کبھی مایوسی چھا جاتی اور ۲۶ اگست کو جس دن بمبئی کے لیے روانہ ہونا ضروری تھا اس اعلان کی عبارت کے متعلق جو شائع ہونے والا تھا مہاتما جی کو اس قدر اختلاف ہوا کہ انہوں نے قصہ کو ختم کر دیا کیونکہ حکومت نے کہہ دیا تھا کہ اس میں تبدیل و تغیر نہ ہوگا مہاتما جی نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کامل مایوسی طاری ہو گئی مگر مسٹر ایمرسن نے محسوس کیا کہ ضد سے

معاملہ بگڑ جائے گا اور انگلستان کی ہدایات کے بھی شاید خلاف ہوگا چنانچہ از خود ہی انہوں نے وہ ترمیمیں سودہ اعلان میں قبول کرلیں جن سے پہلے انکار کر دیا تھا اور چونکہ ٹرین جس میں مہاتماجی روانہ ہونے والے تھے وہ روانہ ہوچکی تھی اس لئے حکومت نے شملہ سے کالکا تک کے لئے اسپیشل موٹر ٹرین کا انتظام کر دیا اس طرح ۲۸ اگست کی شب کو شملہ سے روانہ ہوکر ۲۹ کو بمبئی پہنچے اور ایک بجے راجپوتانہ جہاز سے روانہ ہوگئے بمبئی میں شاندار استقبال ہوا اور جہاز کی روزانہ کی خبریں برابر آرہی ہیں کہ آج یہ ہوا اور کل یہ ہوا جہاز پر بھی مہاتماجی کے مشاغل وہی ہیں جو ہندوستان میں تھے اور نہایت ہی مختصر سامان آپ کے ساتھ ہے۔

عدن میں جو عرب کا ایک حصہ ہے اور انگریزوں کے قبضہ میں ہے وہاں لوگوں نے آپ کا خیر مقدم کیا چار ہزار روپے کی تھیلی پیش کی اور ایڈریس دیا۔ عدن میں جو استقبالیہ کمیٹی بنی تھی اس میں سب کے سب مسلمان تھے سوائے ایک کے۔

اس کے بعد جب جہاز نہر سویز پہنچا تو اہل مصر نے پرجوش خیر مقدم کیا۔ بیگم زغلول پاشا نے خیر مقدم کا تار روانہ کیا اور نحاس پاشا نے بھی اپنے ملک میں پہنچنے پر خیر مقدم کیا اور دعوت دی کہ واپسی پر مصر کی سیاحت کیجئے اور دعا کی کہ آپ اپنے مقاصد میں پورے طرح کامیاب ہوں۔

جہاز پر سوار ہونے کے وقت سے لیکر نہر سویز پہنچنے تک دو سو سے زائد تار تمام دنیا سے آپ کے پاس موصول ہوچکے تھے جن میں آپ کی کامیابی کی دعا کی گئی ہے۔

فرانس و انگلستان میں استقبال

مصر کے بعد راجپوتانہ جہاز جس وقت فرانسیسی بندرگاہ یعنی مارسیلز پہنچا تو فرانس کی بیشمار خلقت ساحل سمندر پر سمٹ آئی تھی تمام ہندوستانی جو فرانس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں سب ساحل پر موجود تھے اور ان کے علاوہ ہزارہا فرانسیسی مرد اور عورتیں بھی تھیں مہاتماجی کے لئے تازہ دودھ فراہم کرنے کے لئے لوگوں نے سینکڑوں بکریاں بھیجی تھیں ہجوم اس قدر زیادہ ہوگیا تھا کہ فرانسیسی حکومت کو انتظام کرنا دشوار ہوگیا تھا۔ مہاتماجی کی صورت کو دیکھ کر جو حسب معمول اپنی لنگوٹی میں تھے لوگوں نے پرزور نعرہ ہائے مسرت بلند کئے اور سینکڑوں نامہ نگار اور فوٹوگرافروں نے آپ کو گھیر لیا اور خواہش ظاہر کی کہ سینما کے لئے بولتا ہوا فلم لے لیں مگر مہاتماجی نے اس کو منظور نہیں کیا لیکن فوٹو گرافروں نے فوٹو لے لئے نامہ نگاروں کے پانچ پانچ گروپ کو انٹرویو دینا آپ نے منظور کیا اور سب کو ایک ہی بیان دیا جس میں آپ نے ساری دنیا سے اپیل کی کہ وہ ہندوستان کے صداقت سے پر مقصد میں اسکی مدد کریں۔

مارسیلز سے بذریعہ ریل انگلستان کے لئے آپ روانہ ہوئے چونکہ یہ اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر مہاتماجی لندن خاص کے ریلوے اسٹیشن جس کا نام وکٹوریہ ہے اتریں گے تو لوگوں کا اس قدر کثیر ہجوم ہوجائے گا کہ پولیس انتظام نہ کرسکے گی اس لئے برطانوی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ لندن سے ۶۰ میل دور فاکسٹون اسٹیشن ہی پر مہاتماجی کو اتار لیا جائے اور وہاں سے بذریعہ موٹر لندن پہنچایا جائے اس فیصلہ کی اطلاع پورٹ سعید ہی پر مہاتماجی کو دیدی گئی تھی اور مہاتماجی نے اسکو منظور فرمالیا تھا۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق فاکسٹون کے اسٹیشن پر آپ کو اتارا گیا حکومت نے یہ فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ مجمع سے بچایا جائے مگر فاکسٹون پر بھی اس قدر مجمع ہوگیا کہ پولیس کے لئے انتظام کرنا دشوار ہوگیا لاکھوں کی تعداد میں مرد اور عورت وہاں پہنچ گئے تھے ریلوے اسٹیشن کے لئے پاس جاری کئے گئے تھے مگر وہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی اور اسٹیشن سے باہر بھی ہزارہا آدمی موجود تھے تار کی خبر یہ ہے کہ تمام ہندوستانی بلا امتیاز مذہب و ملت فاکسٹون پہنچ گئے تھے جو تعلیم یا دیگر وجوہ سے انگلستان میں مقیم ہیں اور انگریز و فرنچ و امریکن اور یورپ کی دیگر اقوام کے ہزارہا مرد اور عورتیں وہاں پہنچ گئی تھیں اتنا کثیر مجمع اور لندن سے ۶۰ میل اور اس حالت میں ہوگیا تھا کہ شدت کی بارش ہو رہی تھی۔

حکومت کی طرف سے سرولسنٹ نے آپ کا خیر مقدم کیا وزیر اعظم اور مسٹر بالڈون قدامت پسند پارٹی کے لیڈر اور مسٹر سموئل ہور وزیر ہند نے اظہار افسوس کیا کہ وہ استقبال کے لئے بوجہ پبلک کاموں میں مصروفیت کے نہیں آسکے یہ ہزارہا موٹروں کا جلوس لندن روانہ ہوا اور دو گھنٹہ کے اندر اس مقام پر پہنچ گیا جہاں لندن کے شہریوں کی طرف سے آپ کے استقبال کا انتظام کیا تھا۔

باوجودیکہ سخت بارش ہو رہی تھی اور نہایت سخت سردی تھی پھر بھی ہال بھی کھچ کھچ آدمیوں سے بھرا ہوا تھا اور چونکہ ہال میں جگہ نہ تھی اس لئے ہال سے باہر کئی گھنٹے سے بارش کی حالت میں ہزارہا مرد و زن کھڑے ہوئے تھے مہاتماجی کی موٹر پہنچی تو فلک بوس نعرہائے مسرت مجمع نے بلند کئے اور پولیس کی مدد سے بمشکل موٹر سے اتر کر ہال تک مہاتماجی پہنچے یہاں بھی مہاتماجی اپنے معمولی لباس لنگوٹی اور ایک کمبل میں ملبوس تھے وہاں آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا اور ایک سپاسنامہ باشندگان لندن کی طرف سے آپ کو دیا گیا جس کا آپ نے موزوں جواب دیا اور فرمایا میں یہاں فاقہ کش ہندوستانیوں کے نمائندے کی حیثیت سے آیا ہوں اور فاقہ کش ہندوستان کے لئے وہی چاہتا ہوں جو ہر ایک قوم کا حق ہے میں امن چاہتا ہوں مگر ایسا امن جو خودداری کا احترام کرے خودداری کو کھو کر امن نہیں چاہتا۔

آپ نے کہا کہ کانگریس نے مکمل آزادی حاصل کرنے کا اعلان کیا ہے اور میں اصولاً اس کی ترجمانی کروں گا چونکہ آجکل انگلستان میں بجٹ کا مسئلہ پیش ہے اور وہاں کی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ آمدنی اور خرچ کا توازن قائم ہوجائے اور انگلستان کی ساکھ تمام دنیا میں بدستور قائم رہے اس لئے گاندھی جی نے کہا کہ کاش انگلستان کے مرد و زن یہ سمجھ لیں کہ جب تک انگلستان اور ہندوستان کے درمیان توازن پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک انگلستان کے بجٹ میں بھی حقیقی توازن پیدا نہ ہوگا۔

آخر میں آپ نے اپنے اصول عدم تشدد کا ذکر کیا اور کہا کہ دنیا جنگ کی لعنت سے ایک جہنم بن گئی ہے اور میں صدیوں تک اس امر کا انتظار کرسکتا ہوں کہ ہندوستان پر امن ذریعہ سے سوراج حاصل کرے اور اس مقصد میں کامیابی کے بعد ہندوستان سے تمام دنیا کو جنگ کی لعنت سے نجات کا سبق ملیگا۔

دوسرے دن مہاتماجی اور وزیر اعظم و مسٹر بالڈون اور وزیر ہند سے ملاقات کا بندوبست کیا گیا مگر یہ پرائیویٹ ملاقات تھی اس لئے کچھ پتہ نہیں چلا کہ کیا

گفتگو ہوئی۔

تیسرے دن فیڈرل سب کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں گاندھی جی شریک ہوئے اور لارڈ سینکے نے آپ کا خیر مقدم کیا مگر چونکہ یہ دن گاندھی جی کی خاموشی کا ہے اس لئے آپ نے کوئی تقریر نہیں کی اور آج منگل کا دن ہے اور یہ شندرہ لکھا جا رہا ہے گاندھی جی تقریر کرینگے جو کل تک آجائے گی اس کے بعد اس پر بحث کی جائے گی۔

غور طلب نکتہ

عدن سے لیکر لندن تک ہر جگہ گاندھی جی کا شاندار شاہانہ استقبال اور خیر مقدم ہوا عدن اور مصر میں مسلمانوں نے اور دوسرے مقامات پر سب قوموں نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ رائٹر کا نمایندہ بمبئی سے جہاز پر سوار ہو گیا تھا جو پل پل کی خبریں ساری دنیا کو بھیج رہا تھا یعنی صبح سے شام تک کے تمام مشاغل کی تفصیلات اخباروں کو بہم پہنچاتا تھا یہانتک کہ یہ خبر بھی رائٹر نے دنیا میں مشتہر کی کہ مہاتما جی جہاز کی کالی بلی کو بکری کا دودھ پلاتے ہیں اور جہاز پر جتنے بچے ہیں سب کے ساتھ بچوں کی طرح کھیلتے اور ان کو کہانیاں سناتے ہیں۔

وہ قوم یا وہ حکومت جس کے خلاف گاندھی برابر لڑ رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کو معذور و مجبور کر کے دوسری حکومت ہندوستانیوں کی قائم کریں جس کو گذشتہ جنگ سول نافرمانی میں کروڑوں روپیہ کا نقصان پہنچا چکے تھے اور اب تک بائیکاٹ کے ذریعہ نقصان پہنچ رہا ہے اس قوم نے کس قدر شاندار اور پرتپاک خیر مقدم گاندھی جی کا کیا جسکی نظیر نہیں ملتی۔

گول میز کانفرنس میں سو سے زیادہ ڈیلیگیٹ شامل ہونے کے لئے لندن گئے ہیں ان میں راجے بھی ہیں اور مہاراجے بھی نواب بھی ہیں اور رئیس بھی ایڈیٹر بھی ہیں اور بیرسٹر بھی ڈاکٹر بھی ہیں اور لیڈر بھی مولانا بھی ہیں اور مولوی بھی۔ مگر کیا آپ نے سنا کہ ان میں سے کسی کو بھی دنیا کے کسی حصہ میں کسی نے پوچھا اور کوئی آؤبھگت کی گئی ہو خود اسی جہاز میں جس میں مہاتما جی سفر کر رہے تھے بنارت مالویہ، مولانا شوکت علی نواب صاحب بھوپال بھی تھے مگر پانچ دفعہ بھی رائٹر نے ان کا ذکر نہیں کیا اگر کبھی ذکر آیا بھی تو گاندھی جی کے سلسلہ میں ضمناً ذکر آ گیا کہ آج نواب صاحب بھوپال نے گاندھی جی سے ملاقات کی اور کل مولانا شوکت علی نے گفتگو کی۔

ایسا کیوں ہوا اور کیوں ہو رہا ہے کیوں ساری دنیا سے پیغام تبریک و تہنیت سینکڑوں کی تعداد میں آئے اور کیوں امریکہ والوں نے براڈکاسٹ کے ذریعہ آپ کی تقریر سنی اور کیوں سب لوگ گاندھی جی کے راستہ میں اپنی آنکھیں فرش راہ کر رہے ہیں۔

یہ ایک سوال ہے جس پر مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔

قبل اس کے کہ مولوی کے ہزارہا ناظرین آگے کی سطور پڑھیں اور اپنے دل میں اس سوال پر غور کریں اور سوچیں کہ وہ کون سے اوصاف ہیں جن کی بنا پر ساری دنیا ان کی اس قدر عزت کرتی ہے۔

معلوم نہیں کہ آپ نے کیا رائے قائم کی اور آپ کے دل میں کیا وجہ اس عزت و عظمت کی پیدا ہوئی مگر ہمارے نزدیک تو صرف چند اوصاف ہیں جنھوں نے گاندھی جی کو ساری دنیا کا محبوب بنا دیا ہے اور ان کے دشمن بھی ان کی عزت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

ان صفات میں سے سب سے پہلی صفت ان کی صداقت شعاری ہے یعنی ذاتی صداقت بھی اور اس مقصد کے ساتھ بھی جسکو انہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا ہے یہ نصب العین ملک کی آزادی ہے ایسی آزادی جس میں غریبوں کو سکھ حاصل ہو اور پھر اس نصب العین کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا۔

گاندھی جی کی قربانی اور ان کا ایثار اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ایک کامیاب بیرسٹر تھے اور ہزاروں روپے کی آمدنی تھی مگر اپنے نصب العین کے لئے بیرسٹری چھوڑ دی اور ایک دم سے امیرانہ زندگی ترک کر دی اور غریبوں کی سی زندگی بسر کرنے لگے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے پاس ان کی کمائی اور باپ کے ترکہ سے جو دولت ملی تھی جو تین لاکھ تھی پبلک فنڈ میں دیدی اور اپنے پاس اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے ایک پیسہ اور ایک حبہ بھی نہیں رکھا اور صرف پندرہ روپے ماہوار وظیفہ لیکر اسی میں اپنا گذارہ کرنے لگے زندگی اس قدر سادہ گذارتے ہیں کہ ہمارے لیڈروں کے نوکر اور خادم گاندھی جی سے زیادہ تکلف اور آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں اور کام اس قدر زیادہ کرتے ہیں کہ ہندوستان کا کوئی شخص ان سے زیادہ کام نہیں کرتا سوائے سونے کے چند گھنٹوں کے سارا وقت قومی کاموں میں گذارتے ہیں سفر تھرڈ کلاس میں کرتے ہیں گرمی برسات صرف ایک لنگوٹی اور جاڑے میں ایک کمبل پر گذارہ کر لیتے ہیں کھانے کے صرف تین چار ٹین کے برتن ہیں حالانکہ بھنگی اور چمار کے پاس بھی دو چار تانبے پیتل کے برتن ہوتے ہیں۔

یہ تو ان کے ایثار و قربانی کی کہانی ہے اس کے بعد ان کی صداقت شعاری ہے صداقت کو انہوں نے اپنی زندگی کا پہلا اصول بنا لیا ہے خلوت و جلوت ظاہر و باطن پبلک و پرائیوٹ ہر جگہ اور ہر موقع پر اور ہر محفل اور ہر ایک کام میں اس اصول صداقت پر سختی کے ساتھ کاربند ہوتے ہیں اور اس سے سر مو انحراف نہیں کرتے۔

اس کے بعد تیسری چیز محبت و پریم ہے یہ بھی ان کی زندگی کا دوسرا اہم ترین اصول ہے وہ اپنا مقصد اور اپنا نصب العین محبت و پریم ہی سے حاصل کرنا چاہتے ہیں ہر شخص سے ان کو یکساں محبت ہے اور سب کے دکھ کو اپنا دکھ تصور کرتے ہیں۔

چوتھا اصول ان کا اہنسا یعنی عدم تشدد ہے یعنی کسی مقصد کے حصول کے لئے وہ تشدد کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے۔

آخری اصول کو نظر انداز کر دیجیے کیونکہ ساری دنیا کے نزدیک وہ کوئی مسلم اصول نہیں بہت اکثر مذاہب تشدد اور ظلم کو مٹانے کے لئے تشدد کو جائز رکھتے ہیں خود اسلام نے بھی آخری حالت میں بدرجہ مجبوری تلوار ہاتھ میں لینے کی اجازت دی ہے۔

لیکن اس کے علاوہ صداقت، قربانی اور محبت ساری دنیا کے مذاہب کے نزدیک بہترین اوصاف حسنہ ہیں اور ہر ایک مذہب ان کی تلقین کرتا ہے خصوصاً اسلام تو سراپا صداقت و محبت اور یکسر قربانی و ایثار ہی کا نام ہے اور عہد اول میں ہر ایک مسلمان ان اوصاف و اخلاق حسنہ کا جامع تھا۔

اب ذرا ہمیں گول میز کانفرنس کے تمام ممبران پر نظر ڈالنی چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کسی میں بھی یہ صفات ہیں دوسروں کو چھوڑ کے مسلمان ممبران پر نظر ڈالے کیا کسی ایک شخص کے اندر بھی وہ صداقت وہ بیغرضی وہ ایثار وہ قربانی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری تمام تحریکوں کی ناکامی کا واحد سبب یہ ہے کہ ہمارے رہنماؤں اور ہمارے لیڈروں کے اندر نہ صداقت ہے نہ قوم کی محبت ہے نہ ایثار و قربانی ہے پھر ہم کیونکر امید کریں کہ ان ناخداؤں کے ہاتھوں ہماری قومی کشتی ساحل مقصود پر کبھی پہنچ سکتی ہے۔

نیا پریس بل

اسمبلی میں حکومت کی طرف سے ایک نیا پریس بل پیش کیا گیا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ مجسٹریٹوں کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ جس اخبار اور پریس سے چاہیں پانچ ہزار کی ضمانت طلب کرسکیں اور جب چاہیں اس کو ضبط کرسکیں اور دوبارہ اگر پریس چلانا یا اخبار نکالنا ہو تو دس ہزار کی ضمانت طلب اور ضبط کرسکیں اور پھر مشینیں وغیرہ بھی ضبط کرسکیں۔

حکومت کی طرف سے اس کی ضرورت اس وجہ سے بتلائی گئی ہے کہ بعض اخبارات نے دہشت انگیزی کے لئے نوجوانوں کو ابھارا اور بھڑکایا اس وجہ سے ضرورت ہے کہ ایسا قانون بنایا جائے کہ اس قسم کے اخباروں کی ایسی تحریروں کا انسداد ہوسکے اور سیاسی قتل و غارتگری کا پروپیگنڈا روکا جاسکے۔

جہاں تک اس مقصد کا تعلق ہے کوئی شخص اس کے اچھے اور مقدس ہونے سے انکار نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی شخص نوجوانوں کے قاتلانہ اعمال و افعال کو ایک لمحہ کے لئے بھی پسند نہیں کرسکتا ہم متعدد بار قاتلانہ حملوں کی غیر مشروط طور پر مذمت کرچکے ہیں اور بالکل ابا ذاتی کے ساتھ اپنی اس رائے کا اظہار کرچکے ہیں کہ سوائے نقصان کے رتی برابر نوجوانوں کے قاتلانہ حملوں سے ملک و قوم کو فائدہ نہیں پہنچ رہا اور تمام ملک کا فرض ہے کہ ہر ایک ممکن ذریعہ سے نوجوانوں کو ان افعال سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

لیکن حکومت نے جو تجویز پیش کی افسوس کے ساتھ ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی تائید نہیں کرسکتے اس کے دو وجوہ ہیں اول تو یہ کہ پریس ابل اگر قانون بن بھی گیا تو اس سے وہ مقصد ہرگز حاصل نہ ہوگا جو پیش نظر ہے بلکہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اخبارات کے ذریعہ ہرگز اس تحریک کو نشو ونما نہیں ہوا ممکن ہے ایک دو اخباروں نے غیر محتاطانہ مضامین کسی وقت پر لکھدیئے ہوں مگر اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ تمام پریس اور اخبارات یا ان کا بڑا حصہ اس کوشش میں مصروف ہے اس لئے اگر کوئی اخبار چاہے بھی تو تعزیرات ہند کی دفعات کچھ کم نہیں ہیں کہ ان سے بے خوف ہوکر کوئی ایسا کریگا اور اس کے ثبوت میں یہ حقیقت پیش کی جاسکتی ہے کہ آجتک کسی اخبار کے خلاف تشدد کی تبلیغ کے خلاف مقدمہ دائر نہیں کیا گیا حالانکہ ایسی دفعات موجود ہیں جن کے ماتحت تشدد کا پرچار کرنے والوں پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح ہمیشہ ہوا ہے کہ ایسے قوانین کا مجسٹریٹوں نے ناجائز استعمال کیا ہے اسی طرح اس کا استعمال بھی ان سب اخباروں پر کیا جائے گا جو قوم پرست اخبارات ہیں کیونکہ وہ آزادی کے ساتھ حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہیں اندرونی تحریکوں کا جو پرامن ہوتی ہیں ساتھ دیتے ہیں اور اس کے نتائج خوشی سے برداشت کرتے ہیں گذشتہ پریس ایکٹ کی یاد ہم کو اور سارے ہندوستان کو فراموش نہیں ہوئی جس بیرحمی اور بیدردی کے ساتھ اس قانون کا ہر اس اخبار پر حملہ کیا گیا جس نے ذرا بھی آزادی کے ساتھ حکومت کے خلاف کچھ لکھا وہ کیونکر کوئی بھول سکتا ہے ہم پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جس قدر دعوے پریس ایکٹ کے صحیح طور پر استعمال کرنے کے کئے گئے تھے وہ سب غلط ثابت ہوئے اور جو وعدے کئے گئے تھے ان کے بالکل برعکس اس قانون کا استعمال کیا گیا اور الہلال کلکتہ، کامریڈ، ہمدرد اور زمیندار جیسے ذمہ دار اخبارات کا قلع قمع اس قانون کے ذریعہ کیا گیا تھا جس کے ایڈیٹر مولانا ابوالکلام آزاد مولانا محمد علی مرحوم اور مولانا ظفر علی خاں صاحب تھے اور یہ تو چند مثالیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس قانون نے آزادانہ اخبار نویسی کا گلا بالکل گھونٹ دیا تھا اور ضمیر کی آواز کا بلند کرنا ناممکن بنادیا تھا۔

یہی حال اس قانون کا بھی ہوگا جہاں کسی اخبار نے آزادی کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کیا اور ضمیر کی آواز کے مطابق پرامن تحریکوں کی حمایت کی مجسٹریٹ صاحبان فوراً ضمانت طلب کرلیں گے اور اگر اس کے بعد ذرا بھی کلکٹروں اور ڈپٹی کمشنروں کی مرضی اور خواہش کے خلاف کچھ لکھا گیا تو وہ ضمانت فوراً ضبط بھی کرلی جائے گی اور اسی طرح دوسری ضمانت کا بھی یہی حشر ہوگا۔

اگرچہ یہ حقیقت کسی قدر تلخ کیوں نہو مگر اس کے اظہار سے باز نہیں رہا جاسکتا کہ پولیٹکل معاملات میں قوانین کا اسی بلکہ نوے فیصدی غلط استعمال ہوتا ہے ان حالات میں باوجود اس امر کے کہ قاتلانہ حملوں کی تحریک کو روکنے سے نہ صرف پوری ہمدردی ہو بلکہ ہر ایک ہندوستانی کا ہم یہ فرض قومی سمجھتے ہیں کہ وہ اس کو روکنے کی صادقانہ کوشش کرے پھر بھی اس نئے بل کی ہم پرزور مخالفت کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ سو فیصدی اس کے غلط استعمال ہونے پر ہم کو یقین ہے۔

ہم اس کو انصاف کے قطعاً خلاف سمجھتے ہیں کہ کسی ایک دو اخباروں کی غلطی کی وجہ سے سارے ہندوستان کے اخبارات کو مجسٹریٹوں کے رحم پر چھوڑ دیا جائے اور ان کی زندگی و موت ایک جنبش قلم و جنبش لب پر منحصر کردی جائے۔

ممبران اسمبلی کا فرض

ہم تمام ممبران اسمبلی سے پرزور طریق پر مطالبہ کریں گے کہ اگر ان کو قوم کی نمایندگی کا دعویٰ ہے تو وہ ملک کے جذبات و احساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسمبلی میں اس بل کی سخت مخالفت کریں اور اس کو متفقہ طور پر نامنظور کردیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ موجودہ اسمبلی کے ممبران کی بڑی تعداد ٹوڈی اور خودغرض ہے جس کو نہ تو ملک و ملت کا کوئی خیال ہے اور نہ اپنے حلقہ انتخاب کی رائے کا ان کو کوئی احساس ہے وہ بالکل غیر ذمہ دار ہیں اور صرف اپنا یہ فرض خیال کرتے ہیں کہ جو مرضی اور منشاء حکومت کی ہو اس کی تائید کردیں ہم افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس قسم کی ٹوڈیت کا اظہار مسلمان ٹوڈی زیادہ بالجہر طریقہ پر کرتے ہیں گذشتہ پریس ایکٹ جب پاس ہوا تھا تو تمام مسلمان ممبران نے وفاداری کے جوش میں اس کی تائید کی تھی وہ سمجھتے تھے کہ اسلامی اخبارات اس کی زد سے محفوظ رہیں گے کیونکہ گورنمنٹ کی ان پر نظر عنایت ہے

لیکن بعد میں سب سے زیادہ نقصان اسلامی اخبارات ہی کو اٹھانا پڑا ہمدرد کامریڈ، الہلال، زمیندار، صداقت، جمہور، انقلاب، ہفتہ وار قوم ہفتہ وار اور خدا معلوم کتنے مسلم اخبارات سے ضمانتیں طلب اور ضبط کی گئیں اور ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی کئی دفعہ جونہی مسلم اخبارات نے حکومت کے خلاف نکتہ چینی شروع کی ان سب کا گلا گھونٹ دیا گیا۔

اب بھی ہمیں یقین ہے کہ سر غزنوی کی قوم ہی کے اخبارات سب سے زیادہ دکھانے میں رہیں گے اگرچہ وہ بہت بڑھ چڑھ کر اس کی تائید فرما رہے ہیں۔

اللہ اللہ وہ قوم جو آزادی وحریت فکر کی اجارہ دار تھی اور جس نے دنیا کو رائے اور ضمیر کی آزادی بخشی آج اسی قوم کے افراد ایک ایسے مسودہ قانون کی تائید کر رہے ہیں جو فکر ورائے کی آزادی کا خون کر دے گا اور آزادانہ اظہار رائے کو ناممکن بنا دیگا۔

یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان ہمیشہ ایسے جابرانہ قوانین کے پاس کرانے میں کلنک کا ٹیکہ اپنے ماتھے پر لگا لیتے ہیں اور پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹ لیتے ہیں گذشتہ پریس ایکٹ کی تائید کی تھی لازمی تعلیم کی بھی مخالفت کی تھی اور پہلی دفعہ وہ پاس نہیں ہو سکا تھا شرح تبادلہ کے ۱۶ پنس کی بجائے ۱۸ پنس مقرر کرنے کی تائید کی تھی جس سے ہندوستان اقتصادی مصائب میں مبتلا ہو گیا ہے حالانکہ تمام کاروباری مسلمان اس کے سخت مخالف ہیں۔

لیکن اظہار افسوس بیکار ہے اور مسلمان ممبران کی اکثریت ہی نہیں بلکہ تقریباً دو چار کو چھوڑ کر سب ہی حکومت کا ساتھ دیں گے اور اس مسودہ قانون کو تعزیرات ہند کا ایک حصہ بنا دیں گے۔

گاندھی جی کی لندن میں پہلی تقریر

آخر کار گاندھی جی فیڈرل اسٹرکچر کمیٹی میں شریک ہوئے اور دوسرے دن انہوں نے ۴۵ منٹ تک تقریر کی پوری تقریر روزانہ اخبارات میں شایع ہو چکی ہے خلاصہ یہ ہے کہ میں اس وقت تو باغی کہلانا پسند کرتا ہوں مگر میری خواہش یہ ہے کہ میں کامن ویلتھ کا شہری بنکر رہوں اب مجھے سلطنت کی رعایا کہلانے پر فخر نہیں ہے میں ہندوستان کو سلطنت کا مساوی حصہ دار بنانا چاہتا ہوں جس میں سب حصہ برابر کے ہوں کسی پر کسی کو امتیاز و فوقیت نہو اور ہر حصہ کو یہ حق حاصل ہو کہ جب چاہے آپس کے اشتراک اور حصہ داری کو ختم کر دے پھر کہا کہ میں دیکھوں گا اگر میرا یہاں رہنا مفید ہوتا ہے تو رہوں گا اور کانفرنس میں شریک ہوں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا میرا ارادہ حکومت کو یا کانفرنس کے ممبران کو پریشان کرنے کا ہرگز نہیں ہے۔

تحفظات کے متعلق کہا کہ میں صرف ایسے ہی تحفظات کو قبول کروں گا جن سے ہندوستان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

قرضوں کے متعلق جو حکومت نے رکھے ہیں کہا کہ کانگریس کا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ ایسے قرضوں کی ادائیگی سے انکار کر دے جو جائز طور پر ہندوستان کے مفاد کے لئے لئے گئے ہیں۔

اس تقریر کو اعتدال پسندانہ خیال کیا جاتا ہے اور برطانوی اخبارات ایک کے سوا سب نے اس کی تعریف کی ہے گول میز کانفرنس کے ممبران نے بھی اطمینان کا اظہار کیا ہے محمد شفیع نے بھی تعریف کی ہے اور ہندو مسلم سوال کے متعلق گاندھی

جی نے جو جوابات دیئے ہیں ان کی بنا پر کہا کہ اس مسئلہ کے طے ہو جانیکی بھی قوی امید ہو خدا کرے ایسا ہی ہو کیونکہ فی الحال اسکی طرف سے مایوسی ہے۔

کونسلوں وغیرہ کی نشستوں کا نیا حل

اسمبلی اور کونسلوں کی نشستوں کے تعین نے پنجاب اور بنگال کے مسئلہ کو بہت پیچیدہ بنا دیا ہے جداگانہ اور مخلوط انتخاب اس قدر تکلیف دہ نہیں ہوا اس سلسلہ میں مختلف حل تجویز کئے گئے ہیں کانگریس نے جو حل اب حال میں تجویز کیا ہے اور جس کے متعلق اس نے کہا ہے کہ یا تو سکھ اور مسلمان آپس میں فیصلہ کر لیں یا پھر کانگریس کا حل دونوں فرقے منظور کر لیں وہ یہ ہے کہ ہر ایک اقلیت کے لئے ہر ایک صوبہ میں آبادی کے تناسب سے نشستوں کا تعین کر دیا جائے اور باقی تمام نشستیں ہر ایک فرقہ کے لئے مقابلہ کے واسطے کھلی رہیں مثلاً یوپی میں پندرہ فیصدی مسلمانوں کی نشستیں مخصوص ہوں اور باقی کل نشستیں سب کے واسطے کھلی رہیں اور سب ان کیلئے مقابلہ کریں مگر شرط یہ ہے کہ نشستیں اس فرقہ کی مخصوص ہوں گی جسکی تعداد ۲۵ فیصدی سے کم ہو یعنی پنجاب میں ہندوؤں کی نشستیں مخصوص نہونگی۔

لیکن اس تجویز کے علاوہ ہماری سمجھ میں آج ایک دوسرا حل آیا ہے امید ہے کہ سیاسی حلقوں میں اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔

تجویز یہ ہے کہ ہر اس اکثریت کے لئے جس کی آبادی پچاس فیصدی سے زائد ہو پچاس فیصدی نشستیں مخصوص کر دی جائیں اور باقی اقلیتوں کے لئے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں مخصوص کر دی جائیں اس کے بعد جتنی نشستیں بچیں وہ سب کے لئے کھلی رہیں اور سب ان کے واسطے جدوجہد کریں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کوئی اکثریت اقلیت میں تبدیل نہو گی اور اگر ایک نشست بھی زائد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو اس کی اکثریت قائم ہو جائیگی ورنہ کم از کم مساوات تو ضرور رہے گی۔

مثلاً پنجاب میں مسلمان ۵۶ یا ۵۷ فیصدی ہیں ان کے لئے پچاس فیصدی مقرر کر دی جائیں اور سکھوں کے لئے ۱۱ یا ۱۲ فیصدی جو ان کی آبادی ہے اسی طرح ہندوؤں کی بھی مقرر کر دی جائیں باقی تقریباً وہی سات فیصدی نشستیں بچیں گی ان کے لئے ہندو سکھ اور مسلمان سب مقابلہ کریں اگر سات میں سے ایک نشست بھی مسلمان حاصل کر سکے تو ان کی اکثریت ہو جائیگی ورنہ مساوات رہے گی اور ہندو اور سکھوں کے مقابلہ میں الگ الگ ان کی اب بھی اکثریت رہے گی اسی طرح دوسرے صوبوں میں بھی سمجھ لیجئے۔

اس میں کچھ اور ترمیمیں بھی ہو سکتی ہیں کہ پچاس فیصدی کا تعین وہاں ہوگا جہاں اکثریت ۶۰ یا ۷۰ فیصدی کی ہوگی اور جہاں ۵۲ یا ۵۴ فیصدی کی اکثریت ہو وہاں کے لئے یہ قاعدہ بنایا جا سکتا ہے کہ ایسی اکثریت کے لئے ایک ہی نشست مخصوص نہو گی صرف اقلیت کی جگہیں مقرر ہوں گی اس کے بعد اس اقلیت اور اکثریت سب کو باقی نشستوں کے لئے مقابلہ کرنے کی اجازت ہو گی۔ بہرحال اس تجویز پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

مسلم کانفرنس نے اپنے ہاں یہ طے کیا تھا کہ اگر اقلیت والی سب کمیٹی کا اجلاس فیڈرل اسٹرکچر

کمیٹی سے پہلے نہ رکھا گیا تو مسلمان گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ کر دیں۔ چنانچہ ہندوستان میں بڑے زور شور کا پروپیگنڈا کیا گیا مگر جب یہ لوگ لندن پہنچے تو ان میں سے صرف ایک بزرگ نے اتنی جرأت تو دکھلائی کہ یہ کہدیا کہ جناب فیڈرل کمیٹی سے پہلے اقلیت سب کمیٹی کا اجلاس ہونا چاہیئے مگر جب لارڈ سینکے پریسیڈنٹ نے کہا کہ میں یہاں اس پر بحث نہیں کرنے دوں گا تو اس کے بعد سب کو سانپ سونگھ گیا نہ کسی نے واک آؤٹ کیا نہ فیڈرل کمیٹی اور گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ کیا بلکہ وہ سب کے سب جو ہندوستان سے یہ کہکر گئے تھے کہ اگر اقلیت والی کمیٹی کا اجلاس فیڈرل کمیٹی سے پہلے نہوا تو ہم کانفرنس کا بائیکاٹ کر دیں گے برابر فیڈرل کمیٹی کے اجلاس میں ڈٹے بیٹھے رہے اور ابتک ہر ایک اجلاس میں برابر شریک ہو رہے ہیں اور واک آؤٹ یا بائیکاٹ کا نام بھی نہیں لیا اسی بنا پر مولانا حسرت موہانی نے مسلم کانفرنس کی ممبری سے استعفا دیدیا ہے۔

جس وقت یہ بلند بانگ دعوے کیا گیا تھا ہم نے اسی وقت کہدیا تھا کہ یہ طبل بلند بانگ باطن میں ہیچ ہے اور اس پر کوئی مسلم کانفرنسیا عمل نہیں کرے گا کیونکہ جو دعوے انہوں نے وقتاً فوقتاً کئے ہیں ان میں ذرہ برابر کوئی صداقت نہیں ہے یہ ساری جماعت خود غرض اور حکومت پرست ہے اور اس کے لئے ناممکن ہے کہ حکومت کی مرضی کے خلاف ذرا سی حرکت بھی کر سکیں حکومت نہیں چاہتی تھی کہ ابتدا ہی میں کوئی گڑ بڑ پیدا ہو جائے اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ پہلے فیڈرل کمیٹی کا اجلاس ہو جب ان لوگوں نے دیکھا کہ حکومت کا منشا یہ ہے تو خاموش ہو کر بیٹھ رہے اگر ان کے اندر صداقت ہوتی تو جس وقت لارڈ سانکی نے کہا تھا کہ میں اس پر بحث نہیں کرنے دوں گا اسی وقت سب کو گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ کر دینا چاہیئے تھا مگر ایسا کون کرتا وہ حکومت کے چشم و ابرو کے اشارہ پر ناچ رہے ہیں۔

مسلمانان ہند کو ذرا ان نمایندوں کے قول و فعل کے عدم تطابق پر غور کرنا چاہیئے کیا ایسے غیر صادق نمایندوں سے مسلمان کسی فلاح اور بہبود کی امید رکھ سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر اہم ترین وصف اگر کوئی ہے تو وہ صداقت ہے رہنما کے لئے سب سے بڑا وصف یہی ہے کہ وہ صادق اور راستباز ہو اگر واقعتہً مسلم مفاد کے لئے یہ ضروری تھا کہ اقلیت والی کمیٹی کا اجلاس پہلے ہو تو اس پر پورا زور دینا چاہیئے تھا اور اگر اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا جاتا تو گول میز کانفرنس کو دور ہی سے سلام کر کے لوٹ آنا چاہیئے تھا اور قوم سے اپیل کرنی چاہیئے تھی کہ وہ کوئی دوسرا قدم اپنے مطالبات کے منوانے کے لئے اٹھائے لیکن اگر یہ ضروری نہ تھا تو فضول کی دھمکی دینے سے کوئی فائدہ نہ تھا اور خواہ مخواہ مسلمانوں کی بد اعتمادی اور بیکلی کرانے سے کوئی نفع نہ تھا اس لئے پہلے ہی یہ سوچ سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ ہم جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں اس پر عمل بھی کر سکیں گے یا نہیں۔

طلائی متن والا صحیح ترین قرآن لطیف بیرحکلپا گلیز کاغذ لائبریری ایڈیشن
کے چند نسخے حاصل ہوگئے ہیں، ہدیہ مجلد چرمی اعلیٰ ۸ محصول ۱۲ کل ۸۔۱۲ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

بقیہ اہل کرم صفحہ اول

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
عبدالرحمن صاحب لیلا پور	۲	جناب محمد سعید صاحب ہیڈماسٹر	۱
جناب عبدالمجید صاحب بہرائچ	۲	" غلام محمد صاحب باڑہ	۱
جناب محمد یعقوب خاں صاحب شاہ پور	۲	" محمد بخش صاحب کیری	۱
اے رحمان صاحب دارجلنگ	۳	" حافظ محمد بخش صاحب ملتان	۱
جناب محمد مظہر اللہ صاحب شنڈادر	۲	" سید عظیم الدین صاحب برہانپور	۴
جناب محمد عبداللہ خاں صاحب رانچی	۴	" محمد رضا خاں صاحب الماڑ	۱
" اسمد حسین صاحب لوری کڑھ	۳	" عبدالغنی صاحب برہان پور	۵
" غلام شبیر صاحب گوالیار	۲	مرزا محمد بیگ صاحب گودل	۴
" ایل ایس عبدالعلی صاحب آگرہ	۲	وزیر حسین صاحب لکھنؤ روگنج	۲
" عبدالعزیز صاحب بہنگا	۲	" قاضی رفیع الدین صاحب پٹنہ	۲
" سخاوت حسین صاحب اندور	۲	" شیخ اسماعیل صاحب جالیہار	۲
" شرف الدین صاحب جھو	۳	" فخر الحسن صاحب غازی پور	۱
" جناب عبداللہ صاحب السہرہ	۳	" عبدالرحیم صاحب آسن سول	۱
" شمس الدین صاحب سکندرآباد	۲	" حکیم محمد اسماعیل صاحب گیر ڈیہہ	۱
" احمد رضوی صاحب بھوپال	۶	" سید عبدالرحمن صاحب باہی کنٹھ	۲
" قاضی بشیر الدین احمد صاحب ساگر	۲	" محمد ظہور الحسن صاحب مبئی	۱
" سید عنایت حسین صاحب لکھوڈہیر	۳	" مولوی محمد یوسف صاحب بھوپال	۲
" محمد خان خاں صاحب راولپنڈی	۵	" غلام فرزند صاحب لاہور	۱
" معشوق محمد صاحب جبل پور	۱۰	" تجمل حسین صاحب رسول پور	۱
" حاجی محمد حسن صاحب حیدرآباد	۴	" حضور احمد صاحب آگرہ	۱
" خان محمد شریف صاحب بہاولپور	۲	" یونس میاں عبدالقادر سریالہ	۱
" محمد قدیر صاحب حیدرآباد	۸	" منیر علی صاحب ٹانڈہ	۳
" احمد صاحب پوربا ڈس میسور	۳	" صادق علی صاحب سیوپور	۲
مولوی نعمت اللہ صاحب وزیرآباد	۹	" عبدالغفور صاحب ٹانڈہ	۳
" حافظ دادا میاں صاحب اودنی	۴	" منشی محمد حسین صاحب بمبئی	۲
" افتخار احمد صاحب بریلی	۵	" عبدالستار خالصاحب بہوکاول	۱
" سید غلام قاسم صاحب کرل	۲	" امام علی ناصر علی صاحب میرواڑہ	۱
" عبدالحفیظ صاحب بارہ بنکی	۱	" عبدالغنی صاحب مظفر پور	۱
" مستری عبداللہ صاحب جہلم	۱	" سید جعفر علی صاحب حیدرآباد	۴
" حکیم نور محمد صاحب ہوشیارپور	۲	" مولوی محمد علی صاحب حیدرآباد	۱
ہدایت اللہ صاحب بستی	۲	" محمد غوث صاحب کشتگی	۴
اے ایس عبدالغفار صاحب کولمبو	۲	" منظور حسین صاحب افیون افسر	۳
داد محمد صاحب کراچی	۱	" محمد شفیع صاحب عثمان کھیڑہ	۲
خواجہ معین الدین صاحب گتہ دار	۳	حاجی عباد اللہ صاحب گورکھپور	۲
" ایس ایم نظام الدین صاحب دارجلنگ	۲	احمد علی صاحب گونہ	۱
" عبدالحمید صاحب غازی پور	۱	ایم کاظم صاحب وکیل بانکی پور	۲
" سید بڑے صاحب کنہور	۱	سید محمد حسین صاحب کیتان بستی	۳

ابھی بہت نام باقی ہیں، یہ نام صرف ۲۰ جولائی تک کے ہیں، انشاءاللہ آئندہ ماہ میں سب

خطبہ

الحمد للہ رب العالمین والسلام علی المرسلین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین وجعلہ خاتم النبیین وسید المرسلین اما بعد قال اللہ تعالیٰ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔ اما بعد یا معشر المسلمین

حمد وثنا کرو اس خالق یکتا اور حی وقیوم خداوند قدوس کی جس نے اپنی حکمت بالغہ سے تمام عالم اور تمام کائنات کو پیدا کیا اور سب کے لئے خواہ شجر ہو خواہ حجر خواہ جن ہو خواہ انس خواہ ذی روح ہو یا غیر ذی روح غذا پیدا کی اور سب کو ایک قانون قدرت کے ماتحت آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی اور اپنی جملہ کائنات اور تمام مخلوقات میں انسان کو عقل اور نطق کامل عطا فرماکر شرف وبزرگی مرحمت فرمائی اور تمام مخلوقات کو انسان کے تابع فرمایا کہ اس سے نفع اور راحت وآرام حاصل کرے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس کی حمد وثنا اور عبادت وبندگی کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے اور اگر اپنی بے عقلی سے راہ راست کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کرے تو اس کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً اپنا کلام نازل فرمایا اور انسانوں ہی میں سے رسول اور پیغمبر بناکر ان کی اتباع کا حکم دیا اور اپنے احکام اور ہدایات اور اپنی نعمتوں کی تکمیل کے لئے اپنا آخری کلام قرآن حکیم نازل فرمایا اور آخری رسول تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

اور درود وسلام بھیجو اس آخری رسول افضل الرسل محمد بن عبد اللہ نور من نور اللہ پر جس کی ذات مقدس کے صدقہ میں کروڑوں انسانوں کے ہم کو بھی نعمت ایمان ملی اور اسلام کے شرف سے مشرف ہوئے اور جس کا اسوۂ حسنہ ہماری نجات دارین کا ذریعہ ہے۔

برادران اسلام! آج کا خطبہ سلسلۃ الذہب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس میں اسوۂ حسنہ رسول اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اہلبیت اطہار کی مقدس زندگی کے جستہ جستہ واقعات وحالات پیش کئے جائیں گے تاکہ ان کے ذریعہ ان کے مطابق اپنی زندگی کی اصلاح کرکے ہم بھی دین ودنیا کی سعادت وفلاح حاصل کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی عموماً تین حصوں میں تقسیم کی جاتی ہے ایک بعثت سے قبل دوسرا بعثت سے لیکر ہجرت اور تیسرا ہجرت کے بعد کا زمانہ، ہمارے لئے ہر ایک عہد کے حالات وواقعات شمع ہدایت کا کام دیتے ہیں یہانتک کہ بچپن کے زمانہ کے واقعات وحالات سے بھی ہم کو بہت کچھ نفع حاصل ہوسکتا ہے۔

حضور کی رضاعت کا زمانہ مائی حلیمہ دائی کے یہاں گاؤں میں گذرا تھا اور نہ صرف رضاعت کا زمانہ بلکہ چند سال آپ نے مائی حلیمہ کے گھر میں ان کے لڑکیوں اور لڑکیوں کے ساتھ بسر فرمائے تھے اس زمانہ طفولیت کے جو حالات دستیاب ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ آپ دیہاتی بچوں کی طرح محنت ومشقت کی زندگی بسر فرماتے تھے مائی حلیمہ کے بچوں کے ساتھ جنگلوں میں بکریاں چرانے جاتے تھے اور سب کام گھر کے بچوں کے ساتھ کرتے تھے۔

اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ بچوں کو راحت وآرام کی زندگی بسر کرنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے اور جہانتک ہوسکے صاف ہوا میں بچوں کی پرورش کرنے کا انتظام کرنا چاہیئے ہماری حالت یہ ہے کہ حتی الامکان بچوں کو عیش وآرام کی عادت ڈالتے ہیں اور ان کو محنت کے کاموں سے بچاتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمارے بچے سست اور کاہل اور آرام طلب ہوجاتے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ سرور کائنات کی طرح اپنے بچوں کی پرورش کرائیں لیکن اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ بچوں سے ان کی طاقت سے زیادہ سخت اور محنت کا کام لیا جائے اگر زیادہ محنت ومشقت لی جائیگی تو اس سے فائدہ کی بجائے نقصان پہنچے گا۔ اعتدال کے ساتھ ان کی عادت محنت کی ڈالنی چاہیئے۔

بچپن کے جو اور حالات معلوم ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت سنجیدہ اور نیک اطوار تھے زبان کو فحش اور لغو سے آلودہ نہ ہونے دیتے تھے ہمیں بھی اپنے بچوں کے عادات واطوار کی نگرانی کرنی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کے عادات اطوار اور اخلاق نیک اور پسندیدہ ہوں۔

بچپن کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے حضور نے جوانی کا زمانہ جیسا بسر کیا اس کا اندازہ صرف اس ایک امر سے ہوسکتا ہے کہ تمام مکہ آپ کو امین اور صادق کے لقب سے پکارتا تھا اور آپ پر اس قدر بھروسہ اور اعتماد کرتے تھے کہ جب خانہ کعبہ میں سنگ اسود نصب کیا جانے لگا اور قبائل عرب میں اس پر جھگڑا ہونے لگا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب جو شخص سب سے پہلے حرم مقدس میں داخل ہو وہی نصب کرے تو سب سے پہلے آنحضرت تشریف لائے اور جونہی آنحضرت حرم میں داخل ہوئے سب متفقہ طور پر چلا اٹھے کہ ہم آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں کیونکہ آپ امین اور صادق ہیں پھر آپ نے جو فیصلہ کیا وہ ایسا منصفانہ تھا کہ سب ہی قبائل اس سے مطمئن ہوگئے

ہمیں اس سے بہت کچھ سبق ملتے ہیں اور ہم کو اپنی زندگیاں سنوارنے کے لئے اس سے بہت کچھ سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے اندر صداقت وامانت کی ایسی صفت پیدا کرنی چاہیئے کہ لوگ اس کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوں اور یہ صفت شک وشبہ سے بالاتر ہو اگر ہم یہ صفت اس درجہ کی اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اپنی اور اپنے قوم وملک کی اتنی بڑی خدمت کرنے کی اہلیت وصلاحیت پیدا ہوجائیگی کہ اس کا صحیح اندازہ بھی نہیں کرسکتے امانت وصداقت وہ صفات ہیں جن کی دوست ودشمن یگانہ وبیگانہ اور مومن وکافر سب قدر اور عزت کرتے ہیں اور نہ صرف دین میں اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بلند وبرتر ہوجاتا ہے بلکہ دنیا میں بھی ہر ایک شخص اس کی عزت کرتا اور اس کو ناجب التعظیم جانتا ہے اور اس پر اس قدر اعتماد لوگوں کو ہوجاتا ہے کہ آنکھ بند کرکے

اپنے معاملات و مقدمات اور اہم سے اہم خصومات ان کے سپرد کر دیتے ہیں اور ان کے فیصلوں کو خوشی خوشی ہر ایک فریق تسلیم کر لیتا ہے اس کی بات کا ہر ایک شخص یقین کرتا ہے اور ایسا شخص محض زبان پر لاکھوں روپے کا کاروبار کر سکتا ہے اور اس طرح خود بھی نفع اندوز ہو سکتا ہے اور دوسروں کو نفع پہنچا سکتا ہے یعنی دین و دنیا دونوں کما سکتا ہے۔

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل کسب معاش کس طریقہ اور کن ذرائع سے کرتے تھے برادران ملت آنحضرت نے بعثت سے قبل بھی کسب معاش کے لئے تجارت ہی کو پسند فرمایا تھا چنانچہ حضور اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اس کے بعد بطور خود حضور نے تجارت شروع کی اور حضرت خدیجہ کا مال تجارت لیکر شام کی طرف سفر کیا اور اس قدر خوش معاملگی کے ساتھ تجارت کی کہ بالآخر حضرت خدیجہ کو آپ پر بڑا اعتماد ہو گیا اور خاطر خواہ نفع ہوا حضور تجارت کے معاملات میں قبل بعثت بھی کس قدر صادق الوعد تھے اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ کسی تجارتی معاملہ کے متعلق ایک شخص نے آنحضرت سے کہا کہ آپ یہیں ٹھیریے میں ابھی آتا ہوں اس کے بعد وہ شخص بھول گیا کہ میں آپ کو فلاں جگہ بٹھا آیا ہوں دوسرے دن آپ کو یاد آیا کہ میں آپ کو وہاں بٹھا آیا تھا جب وہ وہاں پہنچا تو آپ اسی جگہ تشریف رکھتے تھے ظاہر ہے کہ اس پر وہ متعجب بھی ہوا ہوگا اور متاسف بھی مگر حضور نے کچھ بھی نہیں کہا اور نہایت نرمی سے گفتگو فرما کر اس سے رخصت ہو گئے اس طرز عمل اور اس وعدہ کی محیر العقول مثال کا اس پر کیا اثر ہوا ہوگا وہ ظاہر ہے۔

اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے اور ہم اس سے اپنی زندگی کی اصلاح اور اپنی فلاح و بہبود کے لئے کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں اس پر غور کرنا چاہیئے۔

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ حضور نے کسب معاش کا ذریعہ تجارت کو بنایا ہم ہندوستان کے مسلمان افلاس کی ایسی مصیبت میں مبتلا ہیں کہ آسانی سے اسکا اندازہ بھی وہ لوگ نہیں کر سکتے جو مزا کھاتے پیتے ہیں یوں تو سارا ہندوستان اس افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہے مگر خصوصیت کے ساتھ مسلمان سب سے زیادہ اس کا شکار ہیں اس افلاس کی وجہ سے سینکڑوں قسم کے مصائب میں آئے دن مبتلا رہتے ہیں بچوں کو خاطر خواہ تعلیم نہیں دلا سکتے جو ہر قسم کی ترقی کی ضامن ہے اور جس سے امید ہو سکتی ہے کہ مستقبل میں حالت درست ہو جائے گی مگر جب تعلیم ہی نہیں دلا سکتے اور جہالت کو دور نہیں کر سکتے تو مستقبل کے متعلق کیا توقع قائم کی جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ بیماریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور صحتیں دن بدن خراب ہوتی جاتی ہیں کیونکہ جب پیٹ بھر کر روٹی نہ ملیگی اور گرمی سردی کے نقصانات سے بچنے کے لئے کپڑا میسر نہ آئیگا اور بیماری میں دوا تک کے لئے روپیہ نہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ یہی نکلیگا کہ صحت خراب ہوگی اور طاقت نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ بیمار پڑیں گے اور پھر بیماری کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور اموات زیادہ ہوں گی چنانچہ جب کبھی کوئی وبائی بیماری آتی ہے تو لاکھوں آدمی مر جاتے ہیں اس کی وجہ صرف افلاس ہے دوسرے ملکوں میں بھی وبائی امراض پھیلتے ہیں مگر وہاں ہندوستان کی طرح [illegible] نقصان نہیں ہوتا کیونکہ اول تو اچھی اور معقول طبی امداد ان کو بر وقت حاصل ہو جاتی ہے اس کے علاوہ وہ لوگ غربت کے ہماری طرح کمزور اور ضعیف نہیں ہوتے اور بیماری کا مقابلہ کر سکتے ہیں اس کے علاوہ افلاس کی وجہ سے سینکڑوں اخلاقی کمزوریاں اور برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو ہمارے اندر پیدا ہو گئی ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کاد الفقر ان یکون کفرا قریب ہے کہ فقر و افلاس کفر تک پہنچا دے۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض وقت افلاس کا ڈاکو ایمان کی دولت بھی چھین لیتا ہے اور ایمان کی جو خوبیاں ہیں وہ تو اکثر افلاس سے زائل ہو جاتی ہیں جیسا کہ آجکل دیکھا جا سکتا ہے کہ غربت و افلاس اخلاق کو تباہ کر دیتے ہیں۔

غرضکہ افلاس نے مسلمانان ہند کو تباہ کر رکھا ہے مگر وہ اس کو دور کرنے اور اس سے نجات حاصل کرنے کی کوئی فکر نہیں کرتے حالانکہ ان کے سامنے ان کے آقا سرکار دو عالم کا اسوہ حسنہ موجود ہے کہ آپ نے بذریعہ تجارت کسب معاش کے لئے جد و جہد کی تھی۔

برادران اسلام! ہم اپنے افلاس کا شکوہ تو دن رات کرتے رہتے ہیں مگر ہم سے یہ نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کریں اور تجارت کو کسب معاش کا ذریعہ بنائیں بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو شریف کہتے ہیں اور جن کے باپ دادا شاہی وقتوں میں سرکاری ملازم تھے یا جاگیردار تھے وہ تجارت کرنی کسر شان خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تجارت ایک ایسا پیشہ ہے جو شرفا کی شان کے خلاف ہے مگر ان کو آنکھیں کھول کر سرکار دو عالم کو دیکھنا چاہیئے کیا ان سے بھی زیادہ ہم شریف ہیں اور ہماری عزت کیا ان سے بھی زیادہ ہے غالباً کوئی مسلمان جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس قسم کا خیال بھی اپنے دل میں پیدا کرنا کفر سے کم نہ سمجھے گا جب حالت یہ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان تجارت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور نوکریوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ نوکری تو غلامی ہے مگر اس کے لئے رات دن ہندوؤں سے لڑتے رہتے ہیں کہ فلاں دفتر میں ہندو اتنے زائد ہیں اور مسلمان اتنے کم مگر افلاس دور کرنے کا جو واحد ذریعہ ہے اسے اختیار نہیں کرتے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر تمام سرکاری ملازمتیں مسلمانوں کو مل جائیں تب بھی ان کا افلاس کسی طرح دور نہیں ہو سکتا کیونکہ کل ملازمتوں کی تعداد ایک کروڑ سے بھی کم ہے اگر ایک کروڑ مسلمان نوکر ہو جائیں تب بھی چھ کروڑ باقی بچیں گے ان کا افلاس کیونکر دور ہو سکتا ہے سوائے اسکے کہ مسلمان تجارت کریں اور کسب معاش کے دوسرے ذرائع اور دوسرے پیشے اختیار کریں جب تک مسلمان تجارت نہ کرینگے اس وقت ان کا افلاس ہرگز دور نہیں ہو سکتا۔

یہ تو معلوم ہی ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کو کسب معاش کا ذریعہ بنایا تھا اور سن لیجئے کہ ہمارے خلیفہ اول حضرت ابوبکر بھی تجارت ہی کے ذریعہ گذر اوقات کرتے تھے آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے حضرت عثمان غنی بھی تجارت ہی کرتے تھے جس کے ذریعہ اس قدر مالدار ہو گئے تھے کہ غنی کا خطاب ملا حضرت عبد الرحمن ابن عوف بھی تجارت ہی کرتے تھے حضرت امام ابو حنیفہ بھی تجارت کرتے تھے اور اکثر صحابہ اور تابعین و تبع تابعین تجارت کیا کرتے تھے۔

برادران اسلام! جب صورت یہ ہے تو پھر آخر ہم کیوں نہ تجارت کریں ہمیں آنکھ کھول کر دوسری قوموں کو بھی دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر دولتمند ہیں انگریزوں کو چھوڑ دیجیے

ہندوؤں کو لیجئے جو ہمارے ملکی بھائی ہیں اور جس خاک سے ہم پیدا ہوئے اسی خاک سے وہ بھی پیدا ہوئے ہیں مگر ہم میں اور ان میں کسقدر فرق ہے وہ برابر ترقی کرتے جاتے ہیں اور اپنا افلاس تجارت کے ذریعہ دور کر رہے ہیں حالانکہ ان کے یہاں ذاتوں کی جو تقسیم ہے اس کی رو سے صرف بنیوں کو تجارت اور کھیتی کرنے کا حکم ہے باقی راجپوتوں کو فوجی زندگی بسر کرنے برہمنوں کو تعلیم اختیار کرنے اور شودروں کو خدمت کرنے کا حکم ہے مگر اس وقت حالت یہ ہے کہ ہر ایک ذات کا ہندو تجارت کر رہا ہے اور ایک ہم مسلمان ہیں کہ ہمارے سامنے باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود ہے مگر ہم اس طرف توجہ نہیں کرتے۔

بعض لوگ یہ عذر لنگ کیا کرتے ہیں کہ صاحب ہمارے پاس سرمایہ کہاں اور اسی طرح ہر ایک مسلمان کے پاس سرمایہ کہاں ہے جس سے تجارت کریں یہ عذر واقعی بالکل لنگ عذر ہے کیونکہ ہزاروں مسلمان ہیں جن کے پاس سرمایہ ہے مگر وہ اسی کو کھاتے رہتے ہیں اور کھا کھا کر اس کو ختم کر کے مفلس ہو جاتے ہیں مگر تجارت نہیں کرتے۔

اس کے علاوہ وہ لوگ جو دس دس پندرہ پندرہ اور بیس بیس روپے کی نوکری کرتے پھرتے ہیں اور ایسی نوکری کے لئے دربدر مارے مارے پھرتے ہیں وہ اگر چاہیں تو صرف سو پچاس روپے سے بھی تجارت کے ذریعہ خواہ وہ کتنی ہی کم پیمانہ پر ہو اتنی رقم کما سکتے ہیں مگر بدبختی تو یہ ہے کہ ہمیں غلامی کی چسکا پڑ گیا ہے اور ہمارے خیال میں اس کے سوا اور کوئی صورت آمدنی کی باقی ہی نہیں رہی۔

تجارت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر شخص کے پاس ہزاروں لاکھوں ہی روپیہ ہو تب ہی وہ تجارت کر سکتا ہے بلکہ اصلی چیز یہ ہے کہ ہماری ذہنیت تبدیل ہو جائے تو سینکڑوں طریقے نکل سکتے ہیں سو آدمی ہزار ہزار روپیہ ملا کر ایک لاکھ کے سرمایہ کی کمپنی بنا کر تجارت کر سکتے ہیں جن کے پاس ہزار نہ ہوں وہ کم حصے خرید سکتے ہیں کمپنی کا حصہ دس روپے رکھ کر لوگ جتنے چاہیں اور جب چاہیں حسب مقدور حصے خرید کر کمپنی کے نفع میں شریک ہو سکتے ہیں۔

مگر کمپنیوں کے کاروبار کے لئے ایمانداری اور خوش معاملگی کی ضرورت ہے جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائی تجارت میں کامیابی کا راز خوش معاملگی اور ایمانداری پر ہے اگر ایماندار لوگ کمپنیاں قائم کریں اور ان کے ذریعہ تجارت کریں تو تمام مسلمان انہیں رفتہ رفتہ حصہ دینے لگیں اور تھوڑے دنوں کے اندر مسلمانوں میں تجارتی ذوق پیدا ہو جائے۔

برادران اسلام! اس امر کے معلوم ہو جانے کے بعد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت فرمائی کسی اور سند کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر آنحضرت نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ مسلمانوں کو تجارت کی وقتاً فوقتاً ترغیب بھی دی ہے چنانچہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ حضور کے پاس ایک سائل آیا جو مسلمان تھا حضور نے اس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے اس نے عرض کیا کہ صرف ایک نمدہ ہے حضور نے فرمایا اسی کو لے آؤ وہ نمدہ لے آیا تو آنحضرت نے اس کو نیلام کر دیا اور اس سے چند درہم وصول ہوئے چنانچہ حضور نے فرمایا کہ جو قیمت وصول ہوئی ہے اس میں سے نصف کا تو آٹا خرید کر گھر میں دیدو اور نصف میں ایک کلہاڑی بازار سے خرید لاؤ اس نے ایسا ہی کیا آنحضرت نے کلہاڑی میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈال کر اس شخص کو دیا کہ جاؤ جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو یہ سوال کرنے سے بہتر طریقہ ہے۔

چنانچہ اس نے لکڑیاں لا لا کر بیچنا شروع کر دیں اور پھر کبھی سوال نہیں کیا بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ شخص خاصا مالدار ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ مسلمان آزاد پیشے کسب معاش کے اختیار کریں۔

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور ارشاد مبارک تھا لیکن خداوند جل وعلا نے تجارت کو اپنے فضل سے تعبیر فرما کر اس کی اہمیت کو بہت واضح نمایاں کر دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:۔

اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ

یعنی جب نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت بند کر دو مگر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خدا کی زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل یعنی تجارت میں مشغول ہو جاؤ۔

یہ کس قدر مسلمانوں کی غفلت ہے کہ کسب معاش کے ذریعہ اور جس وسیلہ کو رسول اللہ نے خود اختیار فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے جس کو اپنے فضل سے تعبیر فرماتا ہے اس کی طرف تو ہم اپنی بدبختی سے توجہ نہیں کرتے اور نوکریوں کے لئے مارے مارے پھرا کرتے ہیں جو ارزل ترین وسیلہ معاش ہے۔

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد برادران اسلام! اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ اور ان کی آل و ازواج و اصحاب پر درود و سلام بھیجو جنہوں نے تجارت کر کے کسب معاش کے عمدہ اور بہتر طریقہ کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی خصوصاً حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت مولا علیؓ حضرت فاطمہ زہراؓ حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور حضرت امیر حمزہؓ و حضرت عباسؓ اور حضرت خدیجہؓ و حضرت عائشہؓ و حضرت حفصہؓ اور جملہ ازواج و عشرہ مبشرہ پر اور تمام اہل بیت و ائمہ اربعہ پر اور تمام علماء صلحاء اور اولیاء اللہ پر۔

اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ دیانتداری و ایمانداری کے ساتھ تجارت کریں۔ اور اے اللہ تو ان کو تجارتوں کو کامیاب فرما اور مسلمانوں کے افلاس کو دور کر۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عباد اللہ رحمکم اللہ اوصیکم بتقوی اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی وعن امام المسلمین یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واہم واعظم واکبر

کتاب الاسلام

بابُ الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

نماز تراویح

نماز تراویح عورت و مرد سب کے لئے بالاجماع سنت موکدہ ہے اس کو بلا وجہ ترک کرنا جائز نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز تراویح اس قدر اہم نماز ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھی اور خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی ترک نہیں کی ایک حدیث میں حضورؐ نے یہ فرمایا ہے کہ جو رمضان شریف میں قیام کرے اور اس کا یہ عمل صدق و اخلاص پر مبنی ہو یعنی اس میں ریا کا شائبہ نہ ہو اور محض حصول ثواب کے لئے پڑھے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائینگے یعنی اس سے جتنے صغیرہ گناہ ہوئے ہوں گے وہ سب بخش دیئے جائینگے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ رمضان میں ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو تراویح پڑھتے دیکھا اس حال میں کہ کوئی تنہا پڑھ رہا ہے اور کوئی امام کے ساتھ اس نظارہ کو دیکھکر حضورؐ خوش ہوئے اور جب سب آدمی نماز سے فارغ ہو گئے تو حضورؐ نے فرمایا میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ تم سب جمع ہو کر نماز پڑھا کرو اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا اور دوسرے دن یہ نظارہ دیکھنے میں آیا کہ سب نے امام ابی بن کعب کے ساتھ نماز پڑھی۔

اور فقہائے کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تراویح کی بیس رکعت ہیں اور یہی حدیث سے ثابت ہے۔

اور حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں ہم سب لوگ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور حضرت عثمانؓ اور علی کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔

نماز تراویح کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے یہ نماز وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد میں بھی اور اگر کوئی شخص ایسے وقت تراویح کی جماعت میں شریک ہوا جبکہ چند رکعتیں ہو چکی تھیں اور بعد اس نے پوری کیں اور ابھی اس کی کچھ رکعتیں باقی تھیں کہ امام وتر کو اٹھا ہو گیا تو امام کے ساتھ مقتدی کو وتر پڑھ لینے چاہئیں اور بعد میں باقی نماز پوری کرنی چاہیئے اور اگر کوئی شخص تراویح کی رکعتیں پوری کرکے تنہا وتر پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر تراویح فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر کسی شخص نے نماز تراویح تنہا قضا پڑھ لی تو وہ نماز نفل سمجھی جائیگی۔

اور تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام کے ساتھ پڑھنی چاہئیں یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا ضروری ہے اور اگر ایسی صورت واقع ہوئی کہ کسی شخص نے بیس رکعتیں پڑھکر سلام پھیرا اور ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کرتا رہا تو نماز ہو جائیگی اور کسی نے بیس رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں اور ہر دو رکعت کے بعد قعدہ نہیں کیا تو نہ بیس رکعتیں دو رکعتیں سمجھی جائیں گی اٹھارہ اور پڑھنی چاہئیں۔

اور نماز تراویح ادا کرتے وقت بہتر صورت یہ ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیس رکعت کی نیت کرلی تو یہ بھی جائز ہے۔ اور نماز تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت موکدہ ہے اور اگر دو مرتبہ ہو تو یہ اس سے بہتر ہے اور اہل محلہ کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے ختم قرآن ترک نہ کیا جائے۔

اور نماز تراویح پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر دو دو رکعت کرکے بیس رکعتیں پڑھیں اور امام و مقتدی ہر دو رکعت پر ثنا پڑھیں اور تشہد کے بعد اللھم صل علی محمد و آلہ پر اکتفا کرے اور مقتدیوں پر گراں ہو اور اگر ماہ رمضان میں ایک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم کیا جائے اور ختم کے بعد نماز تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں۔ اور قرأت اور ارکان کی ادائگی میں جلدی کرنا مکروہ ہے بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ زیادہ پڑھنے کی ہوس میں اس قدر جلدی پڑھتے ہیں کہ الفاظ بھی سمجھ میں نہیں آتے یہ مکروہ ہے اور نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اس میں آسانی یہ ہے کہ تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اور چار رکعت پڑھنے کے بعد جب کوئی شخص آرام لینے کے لئے بیٹھے تو اسے اختیار ہے کہ خاموش بیٹھا رہے یا درود شریف یا کلمہ پڑھے یا ضروری بات چیت کرے۔

اور بعض آدمی ایسا کرتے ہیں کہ اس قلیل وقت میں غیبت شروع کر دیتے ہیں یا جھوٹی خبریں بیان کرتے ہیں ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ یا تو خاموش رہیں یا یہ تسبیح پڑھیں۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

اور اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو درود شریف پڑھنا بہتر ہے لیکن ہر حال میں جھوٹی باتوں اور غیبت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔

اور نماز تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے اگر محلہ کے سب آدمی چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں پڑھ لی تو وہ گنہگار نہیں اور تراویح مسجد میں جماعت سے پڑھنا بہتر ہے اگر گھر میں

جماعت سے نماز پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہیں ہوگا مگر وہ ثواب نہیں ملیگا جو مسجد میں ملتا ہے۔

اور اگر کوئی عالم حافظ بھی ہو تو افضل یہ ہے کہ خود پڑھے اور دوسرے کی اقتدا نہ کرے اور اگر امام غلط پڑھتا ہے تو محلہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جاسکتا ہے اسی طرح اگر کسی دوسری جگہ کا امام خوش آواز ہو تو محلہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا جائز ہے کوئی حرج نہیں اور صحیح پڑھنے والا امام خوش آواز امام سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

اور مقتدیوں کے آرام کا لحاظ رکھنے والا امام بے وقوف اور ناعاقبت اندیش امام سے افضل ہے افسوس ہے کہ آجکل زیادہ تر امام ایسے ہی ہیں جو کم تعلیم یافتہ اور بیوقوف ہیں اور اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے مقتدیوں کے آرام کا لحاظ نہیں رکھتے۔ ہم نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ جب تراویح کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو انتہائی تعجیل کے ساتھ بے اندازہ پڑھتے چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ مقتدیوں کا کیا حال ہوا ہوگا اس ناعاقبت اندیشی کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مقتدی پریشان ہوجاتے ہیں اور مسجد میں جانا چھوڑ دیتے ہیں یا کسی دوسری مسجد میں جانا شروع کردیتے ہیں معلوم نہیں یہ خیال کیوں قائم ہوگیا ہے کہ خواہ مقتدیوں کو تکلیف ہو لیکن دو سپارے سے کم نہ پڑھا جائے اور اس مقدار کو پوری کرنے کے لئے اس قدر جلدی پڑھتے ہیں کہ حروف کٹ جاتے ہیں اور الفاظ سمجھ میں نہیں آتے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب جہالت کے کرشمے ہیں اور اسی وجہ سے روشنخیال اصحاب مسجدوں میں جانے کے نام سے پریشان ہوتے ہیں اور جاہل اماموں کی حماقت پر ماتم کرتے ہیں۔ اس بحث میں شریعت اسلام کے صاف اور واضح احکام یہ ہیں کہ نماز تراویح سنت ہے اور رکعات تراویح کی تعداد بیس تک بیان ہوئی ہے اور ماہ رمضان میں تراویح پڑھتے ہوئے ایکبار قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے اور قرات اور ارکان کی ادائیگی میں تعجیل مکروہ ہے ان سے یہ ظاہر ہے کہ زیادہ اور جلدی پڑھنا ضروری نہیں لیکن جاہل حافظوں کا یہ حال زیادہ پڑھنے کے خیال سے اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ یعلمون اور تعلمون کے سوا کوئی لفظ سمجھ ہی میں نہیں آتا اور اس سے زیادہ افسوسناک طرز عمل یہ ہے کہ دو دو گھنٹے تک طویل رکعتیں پڑھتے ہیں اور مقتدیوں کو پریشان کردیتے ہیں ہم نے بارہا مقتدیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ آج کے سوا ہم کبھی اس مسجد میں نہیں آئینگے ان حالات میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ امام صاحبان مقتدیوں کی تکلیف کا احساس کریں اور زیادہ اور جلدی پڑھنے کی کوشش نہ کریں کہ یہ طرز عمل غیر مستحسن ہے۔

اور آجکل عام طور پر یہ رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اجرت دیکر تراویح پڑھواتے ہیں یہ قطعاً ناجائز ہے اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں اور اجرت صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ پہلے سے کوئی رقم مقرر کرلی جائے بلکہ اگر یہ معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے تو اس نیت کے ساتھ پڑھنا بھی ناجائز ہے ہاں پہلے سے یہ کہدیا کہ میں کچھ نہیں لوں گا اور اس کے بعد اہل محلہ نے کوئی خدمت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اور دونوں جگہ پوری پڑھاتا ہے تو یہ جائز ہے اور اگر مقتدی نے دو مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن دوسری دفعہ نماز وتر میں پڑھنا جائز نہیں۔

اور اگر کوئی شخص گھر میں تراویح پڑھکر مسجد میں آئے تو اسے امامت نہیں کرنی چاہیئے ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر کوئی حافظ نابالغ ہے تو اسکی اقتدا میں بالغ آدمیوں کی تراویح نہ ہوگی۔

اور رمضان شریف میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کی اقتدا میں عشا اور تراویح کی نماز پڑھی ہے یا دوسرے امام کے پیچھے دونوں صورتیں جائز ہیں۔

اور اگر کسی شخص نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی اور تراویح کی نماز تنہا پڑھی تو وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اور اگر عشا کی نماز تنہا پڑھی ہے اور تراویح جماعت سے پڑھی ہیں تو وتر کی جماعت میں شریک نہیں ہوسکتا اسے وتر کی نماز تنہا پڑھنی چاہیئے۔ اور بغیر کسی شرعی عذر کے نماز تراویح بیٹھکر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہا تو یہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی اور امام ابو یوسف کا قول یہ ہے کہ نماز تو ہوجائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔

اور بعض اشخاص کی یہ عادت ہوتی ہے کہ نماز تراویح برائے نام پڑھتے ہیں یعنی مسجد میں جاکر بیٹھ جاتے ہیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں اور جب امام رکوع میں جاتا ہے تو فوراً اللہ اکبر کہکر نماز میں شریک ہوجاتے ہیں شروع سے آخر تک یہی طرز عمل رہتا ہے یہ ایک بدترین منافقانہ طرز عمل ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ (یہ منافق جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کسلمندی کے ساتھ) ہر سمجھدار آدمی کو چاہیئے کہ اس منافقانہ طرز عمل کو ترک کرے یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اپنا ثواب ضائع کردیتے ہیں باری تعالیٰ اصلاح اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور اگر امام دو رکعت تراویح پڑھکر بیٹھنا بھول گیا اور کھڑا ہوگیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کرے بیٹھ جائے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب چار رکعت پوری کرے مگر یہ دو شمار ہوں گی اور جو دو رکعت پڑھکر بیٹھ چکا ہے تو چار شمار ہوں گی۔

اور اگر وتر کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کو یہ خیال آیا کہ نماز تراویح کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو ان دو رکعتوں کو جماعت سے پڑھنا جائز ہے اور اگر ایک وقت گزرنے کے بعد یہ بات یاد آئی تو تنہا پڑھنا بہتر ہے اور اگر سلام پھیرنے کے بعد اختلاف رونما ہوجائے یعنی بعض آدمی یہ کہیں کہ چار رکعتیں ہوئی اور بعض کا یہ خیال ہو کہ آٹھ رکعتیں ہوئی ہیں تو اس صورت میں امام کا فیصلہ صحیح ہے یعنی جو اس کے علم میں ہے وہ معتبر ہے اور اگر اسے بھی یاد نہ ہو تو جسکو وہ معتبر سمجھے اس کا قول تسلیم کرے۔

اور اگر نماز تراویح کسی وجہ سے فاسد ہوجائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا ہے اس کا اعادہ کریں تاکہ ختم میں نقصان نہ رہے اور کسی جگہ کوئی حافظ نہ ہو یا انتظام نہ ہوسکے تو چھوٹی چھوٹی سورتوں سے تراویح پڑھیں۔

منفرد کیلئے جماعت میں شریک ہونیکی ہدایت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھا اتنے میں اذان ہوئی اور جماعت کے لئے نماز ہوئی لیکن میں ایک طرف خاموش بیٹھا رہا جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ تم جماعت میں شامل کیوں نہیں ہوئے؟ میں نے کہا کہ حضور میں نے گھر میں نماز پڑھ لی تھی فرمایا جب تم گھر میں نماز پڑھکر مسجد میں آؤ اور تمہارے سامنے جماعت تیار ہو تو اس میں شریک ہوجاؤ لیکن فجر اور مغرب کی نمازیں مستثنیٰ ہیں یعنی اگر فجر اور مغرب کی نماز گھر میں پڑھ چکا ہے تو امام کے ساتھ اعادہ نہ کرے۔

اور اگر کسی شخص نے تنہا فرض نماز شروع کی تھی اور ابھی پہلی رکعت کا سجدہ بھی نہیں کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو نیت توڑکر جماعت میں شامل ہوجانا چاہئیے۔ اور اگر کوئی شخص فجر کی یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نیت توڑ کر جماعت میں شامل ہوجانا چاہئیے ہاں اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں میں نیت توڑنے کی اجازت نہیں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت سے نماز پڑھنا ہر حال میں بہتر ہے حضرت ابوسعید دمشقی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ظہر کا وقت تھا اور جماعت تیار تھی سب جماعت سے نماز پڑھی لیکن میں چونکہ تنہا نماز پڑھ چکا تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا جب حضرت جنید نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے پوچھا کہ تم جماعت میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟ میں نے کہا کہ حضرت میں تنہا پڑھ چکا تھا فرمایا تم عجیب آدمی ہو کیا تم نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جب تم نماز پڑھکر ملیں میں آؤ اور نماز قائم کی جائے تو لوگوں کے ساتھ پڑھ لو اب میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تنہا نماز پڑھنے اور جماعت سے پڑھنے میں کیا فرق ہے اے ابوسعید یاد رکھو جس جگہ چالیس مسلمان جمع ہوتے ہیں ان میں ایک آدمی ضرور حق سبحانہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور اس محبوب کی وجہ سے دوسروں کے ساتھ بھی رعایت ہوتی ہے یہ ایک راز ہے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اور جسکو ہم عام طور پر بیان نہیں کر سکتے قصہ مختصر یہ کہ جس جماعت میں چالیس مسلمان شریک ہوتے ہیں ان میں ایک مقبول بارگاہ الٰہی بھی ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے باقی آدمیوں کی نمازیں بھی قبول ہوجاتی ہیں اور اگر جماعت میں چالیس آدمی نہیں ہیں تب بھی وہ تنہا پڑھنے سے بہتر ہے اور یہ بات صحیح ترین حدیثوں سے ثابت ہے۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن ممکن ہو کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں اور آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوجائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہوجائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ اس کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کریں گے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہوجاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہوجاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں الحفیظ بلکہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ وہ کتاب ہے کہ پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہوجائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاٹھے تو ہر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ تمام گھر نمازی ہوجائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہوجائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہوگیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے ہیں یہ کتاب عورتوں کو پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت بھی نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ ۲ عہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ: **منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی**

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۝

(ترجمہ) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں اور شیطان ان کو بہکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے ان کی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ پہلے کر چکے تھے پھر آپ کے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اس کے کہ کوئی بھلائی نکل آئے اور باہم موافقت ہو جائے یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے سو آپ ان سے تغافل کر جایا کیجئے اور ان کو نصیحت فرماتے رہا کیجئے اور ان سے خاص ان کی ذات کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجئے۔

اوپر اللہ اور رسول کے حکم کے موافق عمل کرنے کی تاکید تھی ان آیتوں میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اس تاکید کے پابند نہیں ہیں ان آیتوں کی شان نزول میں سلف کا اختلاف ہے مگر حضرت عبد اللہ بن عباس کی ایک روایت کے موافق جس شان نزول کو حافظ ابن کثیر نے صحیح ٹھیرا کر اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک منافق اور یہودی میں کچھ جھگڑا تھا یہودی کہتا تھا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشی میں ہونا چاہئیے اور منافق کعب بن اشرف یہودیوں کے سردار کی پیشی کا اصرار کرتا تھا آخر مقدمہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشی میں آیا اور آپ نے یہودی کی طرف اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔ منافق نے اس خیال سے کہ حضرت عمر شاید اس کو مسلمان سمجھ کر کچھ اس کی پاسداری کرینگے اس یہودی کو اس پر مجبور کیا کہ مقدمہ از سر نو حضرت عمر کی پیشی میں لیجانا چاہیئے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمر ان دنوں میں مدینہ کے قاضی تھے اس نے اس منافق کے اصرار پر مقدمہ حضرت عمر کی پیشی میں گیا اور حضرت عمر نے اس یہودی سے جب یہ سنا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمہ کا فیصلہ یہودی کی طرف کر چکے ہیں تو فوراً اس منافق کو قتل کر ڈالا اور اس کے قتل کے بعد یہ فرمایا کہ جو شخص اللہ کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہو اس کا یہی فیصلہ ہے کہ اس کو قتل کر ڈالا جائے اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور فرمایا کہ یہ منافق لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کا ایمان پورا نہیں ہے کیونکہ اس آخری شریعت اور اس سے پہلے سب شریعتوں میں اللہ تعالیٰ نے ہر رسول وقت کی فرمانبرداری اس وقت کے لوگوں پر لازم کی ہے اور رسول وقت کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسری کی بات کے ماننے سے منع کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے سوا جس کسی کی تعظیم اللہ کی تعظیم کے برابر کی جاوے اس کو طاغوت کہتے ہیں یہاں اس منافق کے لئے کعب بن اشرف کو اللہ کے رسول سے اور اس کے فیصلہ کو اللہ کے رسول کے فیصلہ سے بہتر ٹھہرایا تھا اس لئے کعب بن اشرف اور اس کے فیصلہ کو طاغوت فرمایا پھر فرمایا کہ اگرچہ سب شریعتوں میں رسول وقت کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی بات کو ماننے سے منع کیا گیا ہے لیکن شیطان لوگوں کو راہ راست سے روک کر گمراہی میں ڈالتا ہے اس منافق نے کعب بن اشرف کی پیشی میں مقدمہ لیجانیکی ضد جو اس یہودی سے کی تھی اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشی میں وہ مقدمہ کو لانا نہیں چاہتا تھا اس پر یہ فرمایا کہ جب ان سے کہیئے آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو یہ منافق لوگ اللہ کے رسول کے پاس آنے سے کتراتے ہیں صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح مینہ سب جگہ یکساں برستا ہے لیکن اچھی زمین کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور ناکارہ زمین کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا ہے اسی طرح اس ہدایت کا حال ہے جو میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں کہ علم الہی میں جو اچھے اور قابل ہدایت قرار پائے ہیں ان میں اس ہدایت کا اثر ہوتا ہے نہیں تو نہیں جب حضرت عمر نے اس منافق کو قتل کر ڈالا تو اور منافق لوگ بات بنانے کے لئے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے جس کو عمر علیہ السلام نے قتل کر ڈالا وہ شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے ناراض نہیں تھا بلکہ وہ تو عمر علیہ السلام کے پاس فقط اس لئے گیا تھا کہ شاید عمر علیہ السلام کے دباؤ سے فریقین میں راضی نامہ ہو جائیگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جب ان منافقوں پر ان کے نفاق کے سبب سے کوئی آفت آجاتی ہے تو یہ لوگ اوپری دل سے ایسی ہی باتیں بناتے ہیں مگر

ان کے دل میں جو چور ہے اس کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے پھر اپنے رسول کو نصیحت فرمائی کہ جب تم کو ان لوگوں کے دل کا حال معلوم نہیں ہے تو تم اپنا ظاہری معاملہ ان لوگوں سے درگذر کا رکھو اور ہر وقت ان کو نصیحت کرتے رہو تاکہ کچھ لوگ ان میں کے راہ راست پر آ جاویں اس تفسیر میں یہ ذکر آ چکا ہے کہ اس طرح کی درگذر کی آیتیں منسوخ نہیں ہیں اور اس تفسیر کے مقدمہ میں یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ مثل اس آیت کی شان نزول کے اختلاف کے جن آیتوں کی شان نزول میں سلف کا اختلاف ہے وہ اس سبب سے ہے کہ بعضے سلف نے شان نزول کے اصل قصہ کو لیا ہے اور بعضوں نے ان قصوں کو لیا ہے جن پر آیت کا مطلب صادق آتا ہے غرض حقیقت میں یہ اختلاف کچھ شان نزول کا اختلاف نہیں ہے فقط طرز بیان کا اختلاف ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

(ترجمہ) اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خدا ان کی اطاعت کی جاوے اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھتے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے"

اوپر اس منافق کا ذکر تھا جو اپنے مقدمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشی میں لانے پر رضامند نہیں تھا بلکہ اس کو اصرار تھا کہ اس کا مقدمہ کعب بن اشرف کی پیشی میں فیصل ہو۔ اسی ذکر کو پورا کرنے کے لئے اس آیت میں اس زمانہ کے عام منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی کہ کچھ اس زمانہ پر منحصر نہیں ہے نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت رسول سے لیکر آخر الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے ہیں ان سب کے حق میں اللہ کا یہی ایک حکم تھا کہ ہر وقت کی امت پر اللہ کے رسول کی فرمانبرداری فرض ہے اسلئے جتنی پچھلی امتوں نے رسولوں کی نافرمانی کی ان پر اللہ کا عذاب آیا اور وہ لوگ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہو کر غارت ہو گئے اس واسطے حال کے منافقوں میں سے جس کسی سے ایسی چوک ہو جائے جس کا ذکر اوپر کی آیتوں میں ہے تو ایسے شخص کو اللہ کے رسول کے پاس آکر خود بھی خالص دل سے توبہ و استغفار کرنی چاہئیے اور اللہ کے رسولؐ سے بھی اپنے حق میں مغفرت کی دعا کرانی چاہئیے تاکہ اپنے رسول کی دعا کی برکت سے اللہ ان پر مہربان ہو کر ان کے گناہ معاف کر دیوے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی یہ حدیث آیت کی ویسی ہی تفسیر ہے جیسے آیت ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اس آیت کی تفسیر ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

(ترجمہ) پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورے طور پر تسلیم کریں۔

اوپر اللہ کے رسول کی اطاعت کی تاکید تھی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس تاکید کو اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر اور قوت دی ہے اس آیت کی شان نزول کی بابت صحاح ستہ کی چھیوں کتابوں میں عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک انصاری اور حضرت زبیر کا کھیت متصل تھا اور ایک ہی ذریعہ آبپاشی سے دونوں کھیتوں کو پانی پہنچتا تھا اس پانی کی بابت حضرت زبیر اور انصاری کا جھگڑا ہوا آنحضرت کے پاس یہ جھگڑا فیصلہ کو آیا آنحضرت نے زبیر سے کہا کہ تم اپنے کھیت کو پانی دیکر انصاری کے کھیت کے لئے پانی چھوڑ دیا کرو انصاری نے کہا کہ زبیر آپ کے قرابتدار ہیں اس لئے آپ نے ان کی رعایت کا فیصلہ کیا ہے اس پر آپ کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ زبیر تم پانی کو یہاں تک روکا کرو کہ تمہارے کھیت کی مینڈ تک پانی چڑھ جایا کرے پھر پانی چھوڑا کرو۔ اور انصاری کے خلاف شان نبوت گفتگو کرنے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر فرمایا کہ رسول وقت کے فیصلہ اور حکم پر جو کوئی دل سے پابندی اختیار نہ کرے گا وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔

جو لوگ قول رسول کے مقابلہ میں صریح قول رسول کو چھوڑ کر ادھر ادھر کے قولوں کو مانتے ہیں ان کی نسبت بڑا خوف ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی قسم پوری کرے اور ان لوگوں کو پورے مسلمانوں کے زمرہ میں شمار نہ فرماوے یہ شان نزول از خود عروہ کی روایت سے مرسل طور پر بھی ہے اور عروہ نے اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر سے متصل طور پر بھی اس کو روایت کیا ہے چنانچہ بخاری کی کتاب المساقات میں یہ دونوں روایتیں ہیں یہ عبد اللہ بن زبیر وہی ہیں جن کو ہجرت کے بعد مہاجرین کی پہلی اولاد کہا جاتا ہے امام بخاری کے نزدیک ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت احادیث کا مرتبہ حاصل ہے اس لئے امام بخاری نے عروہ کی مرسل روایت کو عروہ کے بھائی عبد اللہ متصل روایت سے قوت دی ہے۔ عروہ کی مرسل روایت کو حاکم نے یہ جو کہا ہے کہ صحیحین میں یہ روایت نہیں ہے حاکم کا یہ قول سہو سے خالی نہیں کیونکہ یہ مرسل روایت بخاری میں موجود ہے اسی طرح حمیدی نے اپنی کتاب جمع بین الصحیحین میں یہ جو کہا ہے کہ صحیحین میں عروہ نے اپنے بھائی عبد اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ زبیر سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ حمیدی کا بھی یہ قول سہو سے خالی نہیں کیونکہ اس طرح کی سند جس میں عبد اللہ کے بعد زبیر کا بھی ذکر ہے سوا نسائی کے صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے "آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اللہ کے رسول کا حکم خالص دل سے ماننا چاہئیے اگر کسی نے اس کو ظاہری طور پر تو مان لیا اور دل میں کچھ خلجان باقی رکھا تو یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورا مسلمان نہیں ہے

جن انصاری سے زبیر کا پانی پر جھگڑا تھا ان کے نام کی صراحت بعض روایتوں میں ہے کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ تھے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰھُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

(ترجمہ) اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے اس حکم کو کوئی بھی بجا نہ لاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا اور اس حالت میں ہم ان کو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم ان کو سیدھا رستہ بتلا دیتے۔"

اوپر اللہ کے رسول کی فرمانبرداری کا ذکر تھا ان آیتوں میں اس کی تاکید اور طرح سے فرمائی۔ تفسیر سدی میں ان آیتوں کی شان نزول کی بابت جو روایت ہے ان کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ کے گرد و نواح میں جو یہود رہتے تھے ان میں سے کسی نے بعضے مسلمانوں کے روبرو ذکر کیا کہ ہمارے بڑوں پر بچھڑا پوجنے کی توبہ قتل قرار پائی اور ہمارے بڑوں نے اس پر عمل کیا اسلامی شریعت میں ایسا سخت حکم کوئی نہیں ہے مسلمانوں نے اس کا جواب دیا کہ ہمارے اوپر بھی اگر کوئی ایسا حکم نازل ہوتا تو ہم ضرور اس کی تعمیل کرتے اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ حال کی شریعت میں اللہ نے اپنے رسول کی فرمانبرداری لازم کر دی ہے وہ بھی ایسے مسلمانوں سے پوری نہیں ہو سکتی جن کا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذرا ایسی حالت میں قتل نفس یا جلا وطنی کا کوئی حکم حال کی شریعت میں نازل ہوتا تو بہت ہی تھوڑے لوگ اس پر عمل کرتے پھر فرمایا حال کی شریعت میں جن باتوں کے کرنے نہ کرنے کا حکم ہے اگر حال کے مسلمان اسی کی پوری پابندی نیک نیتی سے کریں گے تو ان کی بہتری اور ان کی فرمانبرداری کی مضبوطی کی نشانی ہے اور جب یہ لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کو ہمیشہ راہ راست پر قائم رکھے گا اور ان کے تھوڑے سے عملوں کا بہت سا ثواب اپنے پاس سے عطا فرما کر ان کی نجات فرما دے۔ صحیح بخاری و مسلم موطا اور صحیح ابن حبان میں حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ ایسا تھوڑا سا عمل بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جس پر آدمی ہمیشہ قائم رہے اسی واسطے فرمایا کہ ہم ان کو چلا دیں راہ سیدھی جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سیدھی راہ پر رہیں گے تو ہمیشہ ان سے کچھ نہ کچھ نیک عمل ہوتا رہے گا اور ہمیشہ کا تھوڑا سا عمل بھی اللہ کو بہت پسند ہے اس لئے ان کے تھوڑے سے عملوں پر اللہ تعالیٰ ان کو ایسا اجر دیگا جو ان کی نجات کا باعث ہوگا جس نصیحت میں ثواب و عذاب دونوں کا ذکر ہو اس کو وعظ کہتے ہیں قرآن و حدیث میں ان دونوں باتوں کا ذکر ہے اس لئے قرآن و حدیث کو وعظ فرمایا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۭ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

(ترجمہ) اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ہمراہ ہوں گے جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں یہ فضل ہے اللہ تعالےٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں

طبرانی ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے متعدد طریقوں سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت سے آپ کے غلام ثوبان اور چند صحابہ نے ایک روز عرض کیا کہ دنیا میں تو جب ہمارا دل آپ کے دیکھنے کا مشتاق ہوتا ہے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ لیتے ہیں جنت میں آپ تو عالی مقام پر تشریف رکھتے ہوں گے اور ہم لوگ اپنے اپنے درجوں پر ہوں گے وہاں ہم لوگ آپ کو کیونکر دیکھ سکیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی معنے آیت کے یہ ہیں کہ جنت میں اوپر کے درجہ کے لوگ نیچے کے درجہ والوں سے اور نیچے کے درجہ والے اوپر کے درجہ والوں سے ملتے رہیں گے مرفوع حدیث میں یہی معنے آیت کے آئے ہیں جس کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ نبی اور امت کا درجہ جنت میں برابر ہوگا کیونکہ آیات قرآن اور صحیح حدیثوں سے جنت کے درجوں کا تفاوت ثابت ہوا ہے سورہ الرحمان اور سورہ واقعہ میں اس کا ذکر تفصیل سے آوے گا نبی وہ جس پر اللہ کی طرف سے وحی آوے صدیق جنہیں حق کی صداقت کا مادہ زیادہ ہو شہید وہ جو اللہ کے حکم پر اپنی جان دینے کو تیار ہوں نیک وہ جن کی طبیعت میں ظاہر و باطن کی نیکی ہو۔

بغیر اُستاد کے فارسی سکھلانیوالی کتاب

فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دنوں میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کر سکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے اور لاکھوں ایسے الفاظ جو اب پرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہوگئے ہیں ان سب کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضکہ فارسی خواں طلبہ کے لئے بہتر اور عمدہ کتاب ہے فارسی زبان کے شوقین حضرات ضرور اس سے فائدہ اٹھائیں قیمت صرف ایک روپیہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح بخاری شریف اردو

بسلسلہ گذشتہ

پارہ دوسرا۔ کتاب التیمم

تیمم کی کتاب اور اللہ عزوجل کا قول فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ تیمم کی اجازت دیتا ہے۔

(۳۱۹) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہیں کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے یہانتک کہ جب ہم بیداء میں یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ڈھونڈھنے کے لیے قیام کر دیا اور لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھیر گئے اور اس مقام میں کہیں پانی نہ تھا لہذا لوگ ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہ نے کیا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو ٹھیرا لیا اور ان کے ہمراہ پانی نہیں ہے عائشہ کہتی ہیں کہ ابوبکر نے مجھپر غصہ کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا کہ کہیں وہ انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے کولہ میں کونچے دینے لگے پس مجھے جنبش کرنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے (سر کے) میرے زانو پر ہونے نے منع کر دیا پھر صبح کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بے پانی کے مقام پر تھے تو اللہ بزرگ و برتر نے آیت تیمم نازل فرمائی پس سب نے تیمم کیا اور اسی دن حضیر نے کہا کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں تھی اس کو ہٹایا تو اونٹ کے نیچے ہار مل گیا۔

(۳۲۰) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئی تھیں (۱) مجھے ایک مہینہ کی راہ سے بذریعہ رعب مدد دی گئی (۲) زمین میرے لئے مسجد بنادی گئی اور پاک کرنے والی بنا دی گئی پس میری امت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجائے اسے چاہیئے کہ زمین پر نماز پڑھ لے (۳) اور میرے لیے غنیمت کے مال حلال کر دیئے گئے اور مجھ سے پہلے کسی نبی کے لیے حلال نہ کیئے گئے تھے (۴) اور مجھے شفاعت کی اجازت دیگئی (۵) اور ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

باب اگر (کوئی شخص) نہ پانی پائے اور نہ مٹی تو وہ کیا کرے۔

(۳۲۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (اپنی بہن) اسماء کا ہار مانگ لیا تھا اور اس کو پہنکر آپ کے ہمراہ سفر میں گئیں) اور وہ کھو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو اس کی تلاش میں بھیجا اور اس نے اسے پالیا پھر نماز کا وقت آگیا اور لوگوں کے پاس پانی نہ تھا لہذا انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو اللہ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی تب اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اللہ تمہیں جزائے خیر دے اس لئے کہ اللہ کی قسم جب تم پر کوئی بات ایسی ہوئی جسکو تم برا سمجھتی ہو تو اللہ نے اس میں تمہارے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے فائدہ کیا۔

باب حضر میں جبکہ پانی نہ پائے اور نماز کے جاتے رہنے کا خوف ہو (تو تیمم کرنا جائز ہے) اور عطا اسی کے قائل ہیں اور حسن (بصری) نے اس مریض کے بارے میں جس کے پاس پانی ہو مگر وہ ایسے آدمی کو نہ پائے جو اسے دیدے یہ کہا ہے کہ وہ تیمم کرے اور ابن عمر اپنی زمین سے جو (مقام) جرف میں تھی آئے اور عصر کا وقت مربد النعم میں آگیا تو انہوں نے (تیمم کرکے) نماز پڑھ لی پھر مدینہ میں ایسے وقت پر پہنچ گئے کہ آفتاب بلند تھا اور نماز کا اعادہ نہیں کیا۔

(۳۲۲) عمیر ابن عباس کے مولیٰ کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن یسار حضرت میمونہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ آئے اور ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاری کے پاس گئے تو ابوجہیم نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے آئے اور آپ کو ایک شخص مل گیا اور اس نے آپ کو سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہیں دیا یہانتک کہ آپ دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کو مسح فرمایا پھر اسے سلام کا جواب دیا۔

باب کیا یہ (جائز ہے کہ) اپنے ہاتھوں میں پھونک (کر مٹی جھاڑ) دے بعد اس کے کہ ان کو تیمم کے لئے زمین پر مارا ہو

(۳۲۳) عبدالرحمن بن ابزیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص عمر بن خطاب کے پاس آیا اور کہا کہ میں جنب ہو گیا ہوں اور میں نے پانی نہیں پایا تو عمار بن یاسر نے عمر بن خطاب سے کہا کہ کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہم اور آپ سفر میں تھے اور جنب ہو گئے تو آپ نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں (مٹی میں) لوٹ گیا اور نماز پڑھ لی پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے صرف یہ کافی تھا (یہ کہکر) آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونک دیا پھر ان سے اپنے منہ اور ہاتھوں کو مسح کیا۔

باب تیمم (صرف) منہ اور ہاتھوں کے لئے ہے۔

(۳۲۴) سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ عمار نے یہ (سب واقعہ) بیان کیا اور شعبہ (جو راوی اس کے ہیں) نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انھیں اپنے منہ سے قریب کیا پھر اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کیا۔

(۳۲۵) عبدالرحمن بن ابزیٰ کے بیٹے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ عمر کے پاس حاضر تھے اور ان سے عمار نے کہا کہ ہم ایک سریہ میں گئے تھے

اور جنب ہو گئے اور (نفخ فیہما کی جگہ) تفل فیہما کہا۔

(۳۲۶) سعید بن عبد الرحمن بن ابزی کے بیٹے اپنے باپ عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا عمار نے عمر سے بیان کیا کہ میں (تیمم جنابت کے لئے زمین) لوٹ گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں منہ اور دونوں ہاتھ کا مسح کرنا کافی تھا

(۳۲۷) عبد الرحمن ابن ابزی کے بیٹے عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمار نے کہا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو مسح کیا۔

(۳۲۸) عبد الرحمن بن ابزی کے بیٹے عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں عمر کے پاس حاضر ہوا تو ان سے عمار نے کہا اور پوری حدیث بیان کی

باب پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اسے پانی سے کفایت کرتی ہے اور حسن (بصری) نے کہا ہے کہ تیمم آدمی کو کفایت کرتا ہے جب تک کہ حدث نہ کرے اور ابن عباس نے تیمم کی حالت میں امامت کی اور یحییٰ بن سعید نے کہا ہے کہ شور زمین پر نماز پڑھنا اور تیمم کرنا مضائقہ نہیں۔

(۳۲۹) عمران کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور ہم رات کو چلے یہانتک کہ جب اخیر رات (ہوئی) تو اس وقت ہم میں ہم (مقیم) ہوئے اور ایک نیند سوئے اور مسافر کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی نیند شیریں نہیں ہوتی پھر ہمیں آفتاب کی گرمی نے بیدار کیا پس سب سے پہلے جو جاگا فلاں شخص تھا پھر فلاں شخص پھر فلاں شخص (ابو رجاء نے ان سب کے نام لئے تھے مگر عوف بھول گئے) پھر عمر بن خطاب چوتھے جاگنے والے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے ان کو کوئی بیدار نہ کرتا تھا یہانتک کہ آپ خود بیدار ہو جائیں اس لئے کہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کے لئے آپ کے خواب میں کیا ہو رہا ہے مگر جب عمر بیدار ہوئے اور انہوں نے وہ حالت دیکھی جو لوگوں پر طاری تھی اور وہ سخت مزاج آدمی تھے انہوں نے تکبیر کہی اور تکبیر کے ساتھ اپنی آواز بلند کی اور برابر تکبیر کہتے رہے اور تکبیر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے رہے یہانتک کہ ان کی آواز کے سبب سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے پس جب آپ بیدار ہوئے تو جو مصیبت لوگوں پر پڑی تھی اس کی شکایت آپ سے کی آپ نے فرمایا کچھ نقصان نہیں یا یہ فرمایا کہ کچھ نقصان نہ کرے گا چلو پھر چلے اور تھوڑی دور جا کر اتر پڑے . . . . اور وضو کا پانی منگایا پھر وضو کیا اور نماز کی اذان کہی گئی اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے یکایک ایک ایسے شخص پر (آپ کی نظر پڑی) جو گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا لوگوں کے ساتھ اس نے نماز نہ پڑھی تھی آپ نے فرمایا اے فلاں تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا اس نے کہا کہ مجھے جنابت ہو گئی تھی اور پانی نہ تھا آپ نے فرمایا تیرے اوپر مٹی (سے تیمم کرنا ضروری) ہے اس لئے کہ وہ تجھے کافی ہے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم چلے تو لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی آپ اتر پڑے اور فلاں شخص کو بلایا (ابو رجاء نے اس کا نام لیا تھا مگر عوف بھول گئے) اور حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو پس وہ دونوں چلے تو ایک عورت ملی جو پانی کے دو مزادوں یا دو سطیح[1] کے درمیان میں اپنے اونٹ پر بیٹھی ہوئی تھی تو ان دونوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے اس نے کہا میں کل اسی وقت پانی پر تھی اور ہمارے مرد گم ہو گئے ان دونوں نے اس سے کہا کہ اب چل وہ بولی کہاں تک انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس نے کہا وہی شخص جسے بیدین کہا جاتا ہے انہوں نے کہا ہاں وہی ہیں جن کو تم یہ کہتی ہو تو چلو پس وہ دونوں اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور آپ سے ساری کیفیت بیان کی عمران کہتے ہیں پھر لوگوں نے اسے اس کے اونٹ سے اتارا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ظرف منگوایا اور دونوں مزادیا دونوں سطیح کے منہ اس میں کھول دیئے اور بعد اس کے ان کے منہ کو بند کر دیا اور ان کے عزالی[2] کو کھول دیا اور لوگوں کو آواز دی گئی کہ (چلو) پانی پیو اور اپنے جانوروں کو بھی پلاؤ پس جس نے چاہا خود پیا اور جس نے چاہا پلایا اور اخیر میں یہ ہوا کہ جس شخص کو جنابت ہو گئی تھی اس کو ظرف پانی کا دیا گیا آپ نے فرمایا جا اس کو اپنے اوپر ڈال لے اور وہ عورت کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے اور اللہ کی قسم جب پانی لینا اس کے مزادے موقوف کیا گیا تو یہ حال تھا کہ ہمارے خیال میں وہ اب اس وقت سے بھی زیادہ بھری ہوئی تھی جب آپ نے اس سے پانی لینا شروع کیا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اس کے لئے جمع کردو تو لوگوں نے اس کے لئے عجوہ[3] دقیق اور ستو وغیرہ جمع کر دیا یہانتک کہ ایک اچھی مقدار کا کھانا اس کے لئے جمع کر دیا اور اس کو ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اس عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کر دیا اور کپڑا اس کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ کم نہیں کیا لیکن اللہ ہی نے ہمیں پلایا پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی اور اس نے ان سے (ملنے میں) دیر کی تھی انہوں نے کہا کہ اے فلانہ تجھے کس نے روک لیا اس نے کہا کہ ایک تعجب (کی بات) ہے مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے بیدین کہا جاتا ہے اور اس نے ایسا ایسا کام کیا پس قسم اللہ کی یقیناً وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان میں سب سے بڑھکر جادوگر ہے (اور اس نے اپنی دو انگلیوں یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا پھر ان کو آسمان کی طرف اٹھایا مراد اس کی آسمان و زمین تھی) یا وہ سچ مچ خدا کا رسول ہے پس مسلمان بعد اس کے اس کے آس پاس کے مشرکوں کو غارت کرتے تھے اور ان مکانات کو جن میں وہ تھی نہ چھیڑتے تھے تو ایک دن اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ بیشک یہ لوگ عمداً تمہیں چھوڑ دیتے ہیں پس کیا تمہیں اسلام میں کچھ (رغبت) ہے تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے (ابو عبد اللہ کہتا ہے کہ صبا[4] کے معنے ہیں) ایک دین سے دوسرے دین کی طرف چلا گیا اور ابو العالیہ نے کہا ہے کہ صابئین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتا ہے (اور) اصب کے معنے) مائل ہونگا میں)

[1] مزاد اور سطیح پانی رکھنے کے ظرف ہوتے ہیں مشک کی طرح وہ بھی چمڑے کے سیتے ہیں
[2] مزاد اور سطیح میں دو منہ ہوتے ہیں ایک چھوٹا ایک بڑا چھوٹے منہ کو عزالا کہتے ہیں
[3] عجوہ ایک قسم کا چھوارہ ہوتا ہے اور دقیق آٹے کو کہتے ہیں [4] صبا کا لفظ اس حدیث میں آیا ہے اس لئے امام بخاری اس کی شرح کر رہے ہیں۔

(سه) نفخ فیہما کے معنے ان میں پھونک لیا اور تفل فیہما کے معنے ان میں تھوک دیا شرح حدیث میں ہے کہ تفل صحیح نہیں ہے ۱۲

باب جب جنب اپنے مریض ہو جانے یا مرجانے کا خوف کرے یا پیاسے رہ جانے کا خوف کرے تو تیمم کرے اور بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو بن عاص ایک ٹھنڈی رات میں جنب ہو گئے تو انہوں نے تیمم کر لیا اور یہ آیت پڑھی ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما کی تلاوت کی پھر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا تو آپ نے سختی نہیں کی (یعنی انکار نہیں کیا)

(۳۳۰) ابو وائل سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ اگر وہ پانی نہ پائے تو نماز نہ پڑھے عبداللہ نے کہا ہاں اگر ایک مہینہ تک پانی نہ پائے تب بھی نماز نہ پڑھے میں اگر انہیں اس بارہ میں اجازت دیدوں گا تو جب ان میں سے کوئی سردی دیکھے گا تو اس طرح کرے گا یعنی تیمم کر کے نماز پڑھ لیگا ابو موسیٰ کہتے ہیں میں نے کہا کہ عمار کی عمر سے کہنا کہاں گیا عبداللہ بولے کہ عمر نے عمار کے قول پر قناعت نہیں کی

(۳۳۱) شقیق بن سلمہ کہتے ہیں میں عبداللہ (بن مسعود) اور ابو موسیٰ کے پاس تھا تو ابو موسیٰ نے عبداللہ سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن بتاؤ جب کوئی شخص جنب ہو جائے اور پانی نہ پائے تو کیا کرے عبداللہ نے کہا کہ نماز نہ پڑھے جب تک پانی نہ پائے ابو موسیٰ نے کہا کہ تم عمار کے قول کو کیا کرو گے جبکہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں (تیمم کر لینا) کافی تھا عبداللہ نے کہا تم نے نہیں دیکھا کہ عمر نے عمار کے اس قول پر قناعت نہیں کی ابو موسیٰ نے کہا اچھا عمار کے قول کو رہنے دو تم اس آیت (تیمم) کو کیا کرو گے تو عبداللہ کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیں پھر انہوں نے یہ کہا کہ ہم اگر ان لوگوں کو اس بارے میں اجازت دیدیں گے تو عنقریب جب ان میں سے کسی کو پانی سرد معلوم ہوگا اسے چھوڑ دے گا اور تیمم کرے گا سلیمان کہتے ہیں میں نے شقیق سے کہا کہ عبداللہ (بن مسعود) نے اسی (تیمم) کو صرف اسی وجہ سے برا سمجھا انہوں نے کہا ہاں

باب تیمم میں صرف ایک ضرب ہے

(۳۳۲) شقیق کہتے ہیں میں ایک دن عبداللہ ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو عبداللہ سے ابو موسیٰ نے کہا کہ اگر کوئی شخص جنب ہو جائے اور ایک مہینہ تک پانی نہ پائے کیا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا شقیق کہتے ہیں کہ عبداللہ نے کہا کہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ پائے پھر ان سے ابو موسیٰ نے کہا کہ تم سورہ مائدہ کی اس آیت کو کیا کرو گے فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا تو عبداللہ نے کہا کہ اگر لوگوں کو اس بارہ میں اجازت دیدی جائے گی تو عنقریب جب انہیں پانی ٹھنڈا معلوم ہوگا مٹی سے تیمم کر لیں گے سلیمان کہتے ہیں میں نے شقیق سے کہا کہ تم نے تیمم کو صرف اسی خیال سے برا جانا انہوں نے کہا ہاں پھر ابو موسیٰ نے کہا کہ کیا تم نے عمار کا عمر بن خطاب سے یہ کہنا نہیں سنا کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے باہر بھیجا راہ میں میں جنب ہو گیا اور میں نے پانی نہ پایا تو میں تیمم کے لئے زمین میں اس طرح لوٹا جیسے جانور لوٹتا ہے پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تمہیں صرف اسی طرح کر لینا کافی تھا اور آپ نے اپنی ہتھیلی سے ایک ضرب زمین پر مارا پھر اسے جھاڑ دیا بعد اس کے اپنے ہاتھ کی پشت کو بائیں ہاتھ سے مسح فرمایا (یا یہ کہا کر) اپنے بائیں ہاتھ کی پشت کو ہاتھ سے مسح فرمایا پھر ان سے اپنے چہرہ کو مسح کر لیا پس عبداللہ نے کہا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ عمر نے عمار کے قول پر قناعت نہیں کی۔ اور یعلی نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے اتنی زیادہ روایت کی کہ شقیق نے کہا میں عبداللہ اور ابو موسیٰ کے ہمراہ تھا تو ابو موسیٰ (عبداللہ سے) کہا کہ کیا تم نے عمار کا کہنا عمر سے نہیں سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور تمہیں کہیں باہر بھیجا تھا (اثنائے سفر میں) میں جنب ہو گیا تو میں (بغرض تیمم) زمین میں لوٹ گیا پھر ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا تمہیں صرف اس طرح کر لینا کافی تھا اور آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کا ایک مرتبہ مسح فرمایا۔

باب (اس باب میں کوئی خاص عنوان نہیں ہے)

(۳۳۳) عمران بن حصین خزاعی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو گوشہ میں بیٹھا ہوا دیکھا کہ اس نے لوگوں کے ہمراہ نماز نہیں ادا کی تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں تجھے لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے جنابت ہو گئی اور پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تجھ پر مٹی سے تیمم کرنا لازم ہے اس لئے کہ وہ تجھے کفایت کرے گی

له ... (footnote, largely illegible) ... اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ... ایک مرتبہ ہاتھ مٹی پر مار کر ... دوسری مرتبہ ہاتھ مٹی پر مار کر ... کہنیوں تک ... کے قائل ہیں۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کسی کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام فالنامہ استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیاء کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے الیحدہ اور مستند شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اصلی اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

مقالات غوث الاعظم

(سلسلہ گذشتہ)

المقالة الثالثة عشر

(في التسليم لامر الله تعالى)

قال رضي الله لا تختر جلب النعماء ولا دفع البلوى فالنعماء واصلة اليك ان كانت قسمتك استجلبتها او كرهتها والبلوى حالة بك ان كانت قسمتك عليك سواء كرهتها او دفعتها بالدعاء او صبرت او تجلدت لرضى المولى بل سلم في الكل يفعل الفعل فيك فان كانت النعماء فاشتغل بالشكر وان كانت البلوى فاشتغل بالصبر او التصبر او الموافقة والرضاء او التنعم بها او العدم والفناء فيها على قدر ما تعطى من الحالة وتنقل فيها وتسير في المنازل في طريق المولى الذي امرت بطاعته والموالاة لتتصل الى الرفيق الاعلى فتقام في مقام من تقدمك ومضى من الصديقين والشهداء والصالحين لتعاين بالقرب العلي الاعلى لتعاين مقام من سبقك الى المليك جل جلاله وعز سلطانه ومنه دنى ووجد عنده كل طريقة وسرور وامن وكرامة ونعماء دع البلية تزور خل عن سبيلها ولا تقف بدعائك في وجهها ولا تجزع من مجيئها وقربها فليس نارها اعظم من نار جهنم ولظى وقد ثبت في الخبر المروي عن خير

مقالہ تیرہواں

(احکام خداوندی مان لینے کا بیان)

فرمایا: نعمتوں کے حاصل اور بلاؤں کے دور کرنے کو مت اختیار کر نعمت اگر تیری قسمت میں ہے تو خواہ اسے تو طلب کرے یا ناپسند کرے تجھے پہنچے گی۔ اسی طرح اگر مصیبت تیری قسمت میں ہے اور تجھ پر اس کا حکم ہو چکا تو اب اسے تو خواہ ناپسند کرے یا دعا سے دفع کرنا چاہے یا صبر سے یا تیز قدمی سے رضائے مولیٰ کی طرف جلدی کرے تجھے پہنچے گی بلکہ یہ چاہیے کہ ہر کام میں سر تسلیم جھکا دے تاکہ اس فاعل حقیقی کا فعل تجھ میں جاری ہو پھر اگر نعمت ہو تو شکر میں مشغول رہ اور اگر بلا ہو تو صبر اختیار کر، یا بہ تکلف صبر پیدا کر یا خدا کی خوشنودی اور موافقت کے لئے بلا کو نعمت سمجھ یا اس میں معدوم اور فنا ہو جا اور یہ ان عطا ہونے والے حالات کے اندازہ کے موافق ہو کہ جن حالات میں تجھے الٹ پلٹ کیا جا رہا ہے اور تو مولیٰ کے راستہ میں منازل کی سیر کر رہا ہے تجھے حکم کیا گیا ہو مولیٰ کی طاعت و موالات کی تاکہ تو رفیق اعلیٰ سے مل جائے اور تجھے اگلے صف صالحین اور شہداء و صدیقین کے مقام پر قائم کیا جائے یعنی زیادتی قرب خداوند تعالیٰ کے مقام پر تاکہ بارگاہ الٰہی میں اگلے بزرگوں کے مقامات معائنہ کرے جو بادشاہ سے قریب ہوئے اور جنہوں نے خداوند جل جلالہ سے سرور اور امن اور کرامت اور نعمتوں کو ہر طریقہ سے پایا پس بلا کو چھوڑ دے تاکہ تجھ پر آئے بلا کا راستہ خالی کر دے اور اس کے مقابل اپنی دعاؤں سے کھڑا نہ ہو اور اس کے نازل ہونے اور آنے جانے پر بے صبری نہ کر کیونکہ اس کی آگ دوزخ کی آگ سے بڑھ کر نہیں ہے اور بلاشک حدیث سے ثابت ہو جو مروی ہے

البرية وخير من حملته الارض واظلته السماء محمد المصطفى انه قال ان نار جهنم تقول للمؤمن جز يا مؤمن فقد اطفأ نورك لهبي فهل كان نور المؤمن الذي اطفأ لهب النار في الاخرى الا الذي يصحبه في الدنيا الذي تميز به من اطاع ومن عصى فليطفئ هذا النور لهب البلوى وليخمد برد صبرك وموافقتك للمولى وهج ما حل بك من ذلك ومنك دنى فالبلية لم تاتك لتهلكك ولكنها اتتك لتختبرك وتحقق صحة ايمانك وتؤيد قواعد يقينك وتبشر لك باطنها من مولاك بمباهاته بك قال الله تعالى ولنبلونكم حتى نعلم المجاهدين منكم والصابرين ونبلو اخباركم فاذا ثبت مع الحق ايمانك ووافقته في فعله بيقينك كل ذلك بتوفيق منه ومنته فكن حينئذ ابدا صابرا موافقا مسلما لا تحدث فيك ولا في غيرك حادثة ملخبطة عن الامر والنهي فاذا كانت امرة فتسامع وتسارع وتحرك ولا تسكن ولا تستسلم للقدر والفعل بل ابذل طوقك ومجهودك لتؤدي الامر فان عجزت فلا تنس الالتجاء الى مولاك فالتجئ اليه وتضرع واعتذر وفتش عن سبب

بہترین مخلوق اور بہترین ان سب میں کے جن کو زمین کو اٹھایا اور جن پر آسمان سایہ افگن ہوا اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ مومن سے کہے گی کہ اے مومن جلدی گزر جا کہ تیرا نور مجھے بجھائے دیتا ہے کیا مومن کا نور جو نار دوزخ کو بجھا سکتا ہے وہی نور نہیں ہے جو دنیا میں مومن کے ساتھ تھا اور اسی نور سے فرمانبردار اور نافرمان کی تمیز ہے پس وہ ہی نور شعلہ بلا کو بجھا دیگا اور چاہیئے کہ مولیٰ تیرے صبر کی اور تیرے موافقت مولیٰ کی تجھ پر آئی ہوئی بلا کی سوزش کو ٹھنڈا کرے پس بلا تجھے ہلاک کرنے نہیں آتی ہے بلکہ تجھے آزمانے تیری صحت ایمانی کو ثابت (متحقق) کرنے اور تیری بنیاد یقین کو مضبوط کرنے اور تجھے خوشنودی مولیٰ اور تجھ پر مولیٰ کے فخر و مباہات ظاہر کرنے کی بشارت دینے آئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم آزمائیں گے تاکہ تم میں جہاد کرنے والے اور صابرین میں ان کو معلوم کرلیں اور تمہارے اعمال کو آزمائیں پس جب اللہ کے ساتھ تیرا ایمان ثابت و محکم ہو گیا اور اسکے فعل میں یقین کے ساتھ تو نے موافقت کی تو یہ اسکی توفیق اور اسی کے احسان سے ہوا پس تو ہمیشہ صبر و موافقت کرنے اور اسکے احکام کا ماننے والا ہو جا اور اپنے حق میں یا غیر کے حق میں کوئی ایسی بات مت نکال جو امر و نہی سے باہر ہو اور جب تو امر کا مکلف کیا جائے تب سن اور سرعت اور جلدی کر تو اٹھ کھڑا ہو اور حرکت کر اور آرام نہ لے اور تقدیر اور افعال الٰہی کی محض تسلیم ہی پر نہ رہ بلکہ اپنی کوشش اور طاقت کو خرچ کر تاکہ امر الٰہی تجھ سے ادا ہو جائے پھر اگر تو عاجز ہو گیا تو اپنے مولیٰ کی پناہ پکڑ اور اس سے التجا کر گریہ وزاری کر اور اس سے معذرت کر اور ادائے امر میں اپنے عجز و درماندگی اور ترک طاعت و بندگی میں رکاوٹ پیش آنے کے سبب کی تفتیش کر شاید کہ یہ حالت تیرے

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے سلسلۂ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب لائل پوری)

رسول اکرم کا زمانہ بعثت

ایک ایسا زمانہ تھا کہ جس میں عہد قدیم کے بین الاقوامی تعلقات کے عدم

وجود اور دور حال کی عالمگیر افراط و تفریط کے حالات پائے جاتے تھے اہل عرب کی زندگی صدہا سال سے جزیرۃ العرب کے سنگلاخ اور لق و دق بیابانوں میں قبائلانہ زندگی کے نہایت وحشیانہ پہلوؤں کی مظہر تھی ادھر اہل عرب تو ایک تاریک اور وحشیانہ زندگی بسر کر رہے تھے ادھر دوسری طرف تمدن تدبر کے علمبردار یعنی رومی اور ایرانی سلطنتیں انفرادی اور بین الاقوامی حیثیت سے تہذیب و تمدن کے وہ تمام مراحل طے کر چکی تھیں جن سے دنیائے جدید گذر رہی ہے اور ان کے حصوں میں جوں جوں ترقی ہوتی جاتی تھی دوں دوں قبائلانہ اور غیر مہذبانہ زندگی بسر کرنے والی چھوٹی چھوٹی اور ضعیف قوموں کی تباہی اور بربادی کا سامان ہو رہا تھا مغربی مقبوضات ان کے اکال الامم عساکر کی جولانگاہ بنتے رہے جہاں کہیں کسی فریق کا بس چلا شہروں اور ملکوں کا ستیاناس ہو جاتا تھا اور پر امن اور غیر مصافی آبادی ایسے مظالم کی تختۂ مشق بنی رہتی تھی۔

سلطنت روما کی قوت اور فتوحات

مشرقی اور مغربی سیاست

کے علمبردار ایران اور روما ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور اپنی طاقت کا لوہا منوانے میں دنیا کا امن و امان تباہ کر رہے تھے مگر اس باہم آویزی اور جنگ آزمائی میں بالآخر ایرانیوں کو شکست کھانی پڑی یعنی جنگ ساٹائس میں ایران کا ایک لشکر جرار اور سمندری بیڑہ روما اور یونان کی متحدہ قوت کا شکار ہو گیا اور ایرانیوں کی قوت میں ضعف آ گیا مگر رومیوں کا قدم ہمیشہ آگے بڑھتا رہا حتی کہ رفتہ رفتہ ایرانی سلطنت کے تمام مشرقی مقبوضات مثلاً کردستان اناطولیہ اور صوبہ جات عراق وغیرہ رومی سلطنت کے باجگذار بن گئے۔

مغربی سیاست کی ان تباہ کاریوں کے بعد رومیوں کی عنان ملک گیری جنوب کی طرف پھر گئی اور جزیرۃ العرب کے تمام زرخیز علاقے رومی سلطنت میں آ گئے مگر خدا کی شان کہ فتوحات کے اس سیلاب عظیم سے ریگزار عربستان کا وہ حصہ محفوظ رہا جو آئندہ اسلامی تہذیب و تمدن اور فتوحات کا گہوارہ بننے والا تھا ریگزار عربستان کے باشندوں کو محفوظ اور خالی الذہن رکھنا قدرت کو اس وجہ سے منظور تھا کہ ان کے قلب و دماغ پر خدائی نقوش منقش ہونے والے تھے اگر رومیوں کے کوئی سیاسی اور اخلاقی اثرات تک پہنچ جاتا تو دنیا کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ مسلمانوں نے رومی تہذیب سے اثر پذیر ہو کر ترقی کی اور اسلام کا الٰہی امر معرض بحث میں پڑ جاتا۔

―(۴)―

یونانیوں اور رومیوں کی اخلاقی اور روحانی حالت

اہل یونان اور اہل روم اگرچہ اپنی تمدنی کامرانیوں سے کسی قدر سربلند اور سرفراز تھے مگر معنوی حیثیت سے حیوان کے حیوان ہی تھے جاہل اور ظالم عربوں سے کسی طرح بھی بہتر نہ تھے رومیوں کے ہاں باپ کی بیبیاں بڑے بیٹے کو میراث میں ملتی تھیں اسے اختیار حاصل ہوتا تھا کہ چاہے انھیں اپنے استعمال میں لائے یا اونے پونے بیچ ڈالے علم اور قانون کی اگرچہ عام طور پر ترویج و تدریس تھی مگر اہل علم کی قدردانی کی یہ حالت تھی کہ بڑے بڑے عالم بے زر ہونے کے سبب سر بازار بک جاتے تھے کسی رومی شہری کا بلغ تھا کہ وہ اپنے آپکو با اختیار جماعت کا فرد تصور کرے نظام خانگی میں عورت کا کوئی درجہ نہ تھا جب کبھی کسی ملک اور قوم کو مغلوب کرتے تھے تو معصوم لڑکیوں سے رومیوں کی منڈیاں بھر جاتی تھیں جو رومیوں کو صرف عیش پرست انسانوں کے سفلی جذبات کی تسکین کے لئے وقف سمجھی جاتی تھیں قومی تقریبوں اور جشنوں میں رنگینی اور رونق پیدا کرنے کے لئے غلاموں کو بھوکے درندوں سے پھڑوایا جاتا تھا اور یہی حالت یونانیوں کی تھی غرض اس زمانہ کی تہذیب و تمدن پر بھی جہالت اور بد اخلاقیوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور بیکسوں بے بسوں عاجزوں مظلوموں اور یتیموں کی دنیا حالات پراگندہ کی زبان سے الغیاث الغیاث پکار رہی تھی اور خشکی و تری میں فساد آ گیا تھا۔

کیا اب بھی وقت نہ آیا تھا کہ جس خالق القوی ذوالقدر نے اس جرم ذوالتسخیر انسانی ہیکل کی تربیت و پرورش کے لئے مواد کا ایک عظیم الشان ذخیرہ پھیلایا تھا اور انسان کو کائنات ارضی کے بست و کشاد اور انتظام و انصرام کی کنجیاں سپرد کی تھیں وہ باوجود اس قدر مادی دستگیری کے انسان کی روحانی تربیت اور دستگیری کا کوئی انتظام نہ کرتا اس کو یونہی گمراہی میں چھوڑ دیتا اس کی پیاسی روح کو بھٹکنے دیتا اور اسکی فطرت کو مسخ ہونے دیتا جبکہ ایک باپ اپنی اولاد کی آوارگی اور کسی قسم کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا اور ان کی جسمانی و روحانی تربیت کی طرف سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ خلاق جہاں حضرت باری عز اسمہ جن کو باپ سے سینکڑوں حصہ زیادہ اپنے بندوں کی محبت ہے اور تربیت و پرورش کا خیال ہے وہ اپنی پیاری مخلوق کی آوارگی اور گمراہی دیکھتے رہتے جب عالم مادیات کا بقا بغیر سورج اور چاند نہیں تو عالم روحانی کا بقا بغیر کسی آفتاب رسالت کے کیونکر ممکن تھا اگر سورج اور چاند نہ ہوتے تو کائنات مادی کی کوئی شے نہ ہوتی گویا جہان میں تاریکی رہتی اسی طرح اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے تو کائنات روحانی کی کوئی چیز نہ ہوتی دنیا میں جہالت کی تاریکی اور فساد برپا رہتا انسانوں کی حالت درندوں سے بدتر ہوتی اور ایسی حالت میں دنیا کا پیدا ہونا بھی رائگاں تھا

سردار دو جہاں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جبکہ دنیا پر عالمگیر تاریکی چھائی ہوئی تھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ولادت قریب تھا عرب کے کاہنوں اور نجومیوں نے پیشنگوئیاں کیں کہ ملک عرب میں ایک عظیم الشان نبی پیدا ہونے والا ہے جس کی عظمت و اقتدار کا ڈنکہ چہار دانگ عالم میں بجیگا جس کی ہیبت و جبروت کے سامنے قیاصرہ واکاسرہ سرنگوں ہو جائینگے شیطانی اور نفسانی حکومتوں کا رعب و داب مٹ جائیگا حکومت الٰہی کا قیام ہوگا اور محبت الٰہی و عبودیت الٰہی کا دور دورہ ہوگا۔

سلسلۂ نسب

یہ ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوے بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

صحیح بخاری میں یہیں تک ہے لیکن امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عدنان سے حضرت ابراہیم تک نام گنائے ہیں یعنی عدنان بن المقوم بن تارح بن یشجب بن یعرب بن ثابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم۔

حضرت اسمٰعیل کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے ایک قیدار تھے ان کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی اور خوب پھلی پھولی انہی کی اولاد میں عدنان ہوئے ہیں جن کے خاندان سے حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک ۴۰ پشتوں کا فاصلہ ہے۔

خاندان قریش

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان عرب میں ایک نہایت معزز و ممتاز حیثیت رکھتا تھا جس شخص کی وجہ سے یہ معزز خاندان قریش کے لقب سے ممتاز ہوا وہ نضر بن کنانہ تھے لیکن بعض محققین کا خیال ہے کہ قریش کا لقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھٹے دادا قصی بن کلاب کو ملا تھا۔

خاندان قریش میں نضر اور فہر بہت زیادہ صاحب اثر و اقتدار اور عزت و عظمت والے ہوئے ہیں۔

قریش کی وجہ تسمیہ

میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قریش کے معنے جمع کرنے کے ہیں تو چونکہ قصی نے اپنے خاندان کو جتھہ بند اور ایک رشتہ میں منسلک کیا تھا اس لئے وہ قریش کہلائے بعض کہتے ہیں کہ قریش ایک مچھلی کا نام ہے اور قصی بڑے سردار تھے اس لئے ان کو اس مچھلی سے تشبیہ دی اور بعض محققین کی تحقیق یہ ہے کہ یہ قبیلہ کا نام ہے جیسا کہ بعض قبائل عرب جانوروں کے نام پر اپنے قبیلہ کا نام رکھتے تھے مثلاً اسد اور نمر وغیرہ۔

خاندان قریش کی ایک خصوصیت اور وجہ شرف و فضیلت یہ ہے کہ اس خاندان میں اکثر ایسے لوگ گذرے ہیں جنہوں نے رفاہ عام کے بہت بڑے بڑے کام کئے ہیں مثلاً عبد اللہ اور ہاشم وغیرہ۔

سقایہ اور رفادہ یعنی حاجیوں کو آب زمزم پلانا اور کھانا کھلانے کا منصب قصی نے قائم کیا تھا اور حاجیوں کی میزبانی اور خدمت کا فرض قریش کا فرض قرار دیدیا تھا چرمی حوض بھی انہی نے بنوائے تھے جو حج کے دنوں میں پانی سے بھر دیئے جاتے تھے اور شعر حرام بھی ان کی ہی ایجاد ہے۔

قصی کے چھ لڑکے تھے۔ عبد اللہ، عبد مناف، عبد العزیٰ، عبد بن قصی تخمر اور برہ قصی حرم محترم کے تمام مناصب بڑے بیٹے عبد الدار سے متعلق تھے قصی کے بعد خاندان قریش کی ریاست و امارت عبد مناف نے حاصل کی اور انہی کا خاندان ضرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے عبد مناف کے بھی چھ بیٹے تھے جن میں سے ہاشم نے بہت زیادہ شہرت و عزت حاصل کی اور انہوں نے اپنے فرائض سقایہ و رفادہ نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیئے۔

ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا تھا تو ہاشم نے ایام قحط میں شوربہ میں روٹیاں چور کر لوگوں کو کھلائی تھیں اس لئے آپ کا نام ہاشم ہو گیا کیونکہ عربی زبان میں چورہ کرنے کو ہشم کہتے ہیں جس کا اسم فاعل ہاشم ہے۔

امیہ اور ہاشم کا باہمی حسد

چونکہ عبد مناف کے بیٹے ہاشم کعبہ کے متولی تھے حجاج کی خدمت کے فرائض سر انجام دیتے تھے اور یہ خدمت اس زمانہ میں نہایت معزز اور قابل حصول سمجھی جاتی تھی اس لئے ان کے بھائی امیہ ہاشم سے حسد کرنے لگے اور اس کوشش میں رہے کہ ہاشم کو اس منصب سے علیحدہ کر دیا جائے۔

امیہ کی اس رقابت کو ناظرین اپنے ذہن میں محفوظ رکھیں کیونکہ تاریخ اسلام کے بہت سے افسوسناک واقعات ایسے رونما ہوئے جن کی اصلیت اور حقیقت میں یہی جوش رقابت اور خاندانی دشمنی کام کرتی ہے۔

ہاشم کے بیٹے عبد المطلب ہوئے اور عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ ہوئے اور عبد اللہ کا عقد حضرت آمنہ سے ہوا تھا اور ان کے بطن مقدس سے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔

عبد المطلب کی پیدائش

ایک بار ہاشم تجارت کی غرض سے ملک شام گئے تھے تو راستہ میں مدینہ میں بھی ٹھیرے وہاں ایک نہایت حسین و جمیل اور صاحب شرافت و فراست عورت کو دیکھا جو خاندان بنی نجار سے تھی اور نام سلمیٰ تھا آپ نے اس سے شادی کی درخواست کی اس نے قبول کی اور اس طرح اس کے ساتھ نکاح ہو گیا شادی کے بعد یہ ملک شام کو چلے گئے اور ایک مقام غزہ میں جا کر انتقال کیا مگر سلمیٰ کو حمل رہ گیا تھا ان کے لڑکا پیدا ہوا اس کا نام شیبہ رکھا گیا شیبہ نے آٹھ برس تک مدینہ میں پرورش پائی جب ہاشم کے بھائی مطلب کو یہ حال معلوم ہوا تو مدینہ گئے اور اپنے بھتیجے کو مکہ معظمہ لے آئے اور یہاں ان کا نام عبد المطلب پڑ گیا

عبد المطلب کا ایک بڑا کارنامہ

ان کی زندگی کا ایک بڑا یادگار زمانہ کارنامہ یہ ہے کہ چاہ زمزم عرصہ دراز گذرنے کی وجہ سے اٹ گیا تھا اور بے نشان ہو گیا تھا انہوں نے اس کا پتہ لگا کر اس کو صاف کرایا اور نئے سرے سے اس کو درست کیا تفصیل یہ ہے کہ ایک شب عبد المطلب نے خواب میں چاہ زمزم کا نشان دیکھا اور صبح کو اس جگہ کا کھودنا شروع کر دیا یہ وہ مقام تھا جہاں اساف و نائلہ دو بت رکھے ہوئے تھے قریش نے یہ دیکھ کر کہ یہ ایک عظیم الشان کارنامہ بلا شرکت غیرے سر انجام دینا چاہتے ہیں مزاحمت کی اور لڑنے پر تیار ہو گئے اور صرف یہ دو باپ بیٹے تھے اور کوئی مددگار و معاون نہ تھا مگر چونکہ نصرت غیبی اور تائید

ایزدی شامل حال تھی اس لئے قریش پر غالب آئے اور اپنے کام کو سرانجام دیا۔

عبدالمطلب کی منت

جب آپ چاہ زمزم کی درستگی سے فارغ ہو گئے اور اپنی تنہائی اور بیکسی کو محسوس کیا تو منت مانگی کہ اگر خدا تعالےٰ ان کو دس بیٹے دے اور دسوں جوان ہو جائیں تو ایک بیٹا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی سنت کے مطابق خدا کے راستہ میں قربانی دیں گے۔

اللہ پاک نے ان کو دس بیٹے دیئے اور جب وہ جوان ہو گئے تو قربانی کے لئے رسوں کے نام پر قرعہ ڈالا تو عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام نکلا عبدالمطلب بلا عذر اپنے قول کی پاسداری میں عبداللہ کو لے کر چلا اور گلے پر چھری چلانی چاہی اور ایک مرتبہ پھر دنیا کو اسمٰعیلی قربانی کا ولولہ انگیز سماں دکھا دیا مگر جس طرح ارحم الراحمین خدائے قدوس نے حضرت اسمٰعیل کی قربانی قبول فرماتے ہوئے ان کو بچا لیا تھا اسی طرح عبداللہ کے بچانے کا بھی سبب بنا دیا یعنی ان کے خاندان کے لوگ دوڑے اور انھوں نے عبدالمطلب کو روک دیا عبدالمطلب نے کہا کہ میں منت مان چکا ہوں اس لئے اپنے قول اور عہد سے نہیں پھر سکتا یہ سنکر سب نے یہ تجویز پیش کی کہ اچھا آپ اس معاملہ کو کاہنہ کے پاس لیجائیں جو فیصلہ وہ کرے اسی کے مطابق کیجئے جب عبداللہ کاہنہ کے پاس لیجائے گئے اور اس نے آپ کی صورت زیبا دیکھی اور جبین مبارک میں وہ غیبی نور چمکتا دیکھا جسکی نورافشانیاں دنیا سے کفر و شرک کی تاریکیاں کو دور کرنے والی تھیں تو کہا اس کو ذبح نہ کرو بلکہ اس کے بدلہ میں دو سو اونٹ قربان کرو غرض ایسا ہی کیا گیا اور عبداللہ اس طرح قربانی سے بچ گئے۔

عبدالمطلب کے مشہور فرزند

عبدالمطلب کے دس بارہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ ابولہب۔ عبداللہ۔ ابوطالب۔ حضرت حمزہ۔ حضرت عباس۔ ضرار۔ زبیر۔ حارث۔ غیداق۔ عبدالکعبہ۔ قثم اور حجل لیکن ان میں سے پانچ بیٹے کفر یا اسلام کی وجہ سے بہت مشہور اور ذی اقتدار ہوئے جو یہ ہیں:۔

ابولہب۔ عبداللہ۔ ابوطالب۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس۔

عبداللہ کی شادی

جب آپ قربانی سے بچ گئے تو عبدالمطلب کو آپ کی شادی کی فکر ہوئی اور آپ کی نظر انتخاب قبیلہ زہرہ میں وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی آمنہ پر پڑی جو قبیلہ قریش میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی تھیں اور اس وقت اپنے چچا وہیب کے پاس رہتی تھیں عبدالمطلب وہیب کے پاس گئے اور عبداللہ کی شادی کا پیغام دیا انہوں نے منظور کر لیا اور عقد ہو گیا اس وقت عبداللہ کی عمر تقریباً سترہ برس کی تھی اسی موقع پر خود عبدالمطلب نے بھی وہیب کی بیٹی ہالہ سے شادی کی حضرت حمزہ انہی کے بطن سے تھے حضرت آمنہ کی شادی کو چند ماہ گذرے تھے کہ وہ حاملہ ہو گئیں اور حضرت عبداللہ نور نظر کی پاک امانت مقدس امانت سونپ کر اپنے والد عبدالمطلب کے ساتھ تجارت کرنے کو شام چلے گئے یہ سفر آپ کا آخری سفر تھا راستہ میں مدینہ کے قریب حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا اور وہیں دفن ہوئے۔

آپ نے ترکہ میں دو اونٹ۔ کچھ بکریاں اور ایک لونڈی ام ایمن چھوڑی

اور یہ سب چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترکہ میں ملیں۔ حضرت آمنہ کو جب اپنے شوہر کے مرنے کی خبر ملی تو آپ نے انتہائی صبر وشکر اور استقلال سے کام لیا اور دیگر عورتوں کی طرح کسی قسم کی جزع فزع نہ کی عبدالمطلب جب سفر سے واپس آئے تو اپنے مرحوم بیٹے عبداللہ کی بیوی کی پوری طرح سرپرستی اور کفالت کی اور حضرت آمنہ اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگیں۔

اصحاب فیل کا حملہ

عبدالمطلب کے زمانہ میں یمن کا علاقہ شاہ حبش کے ماتحت تھا اور شاہ حبش کی طرف سے ابرہہ الاشرم یمن کا صوبہ دار تھا اس نے یمن میں ایک معبد تیار کرایا تھا اور لوگوں کو ترغیب دیتا تھا کہ بجائے کعبہ کے اس نوساختہ مندر کا حج کیا کریں اہل حجاز کو یہ بات سخت ناگوار گذری اور اس مندر کی تذلیل و تحقیر پر کمربستہ ہو گئے ایک عرب نے موقعہ پا کر اس مندر میں پاخانہ ڈال دیا یہ دیکھکر ابرہہ کو سخت غصہ آیا اور جوش انتقام سے بے چین ہو گیا دوسرے اس کا مقصد کعبہ کی موجودگی میں پورا نہیں ہو سکتا تھا اس لئے مکہ پر چڑھائی کر دی اور خانہ کعبہ کو مسمار کر دینے کی ٹھان لی ادھر یہ ناہنجار اور ناعاقبت اندیش خانہ کعبہ کی مسماری کا ارادہ کر رہا تھا اور ادھر نصرت غیبی و قدرت خداوندی اس ناپاک حرکت پر خندہ زن تھی جب قریش کو اس حملہ کا علم ہوا تو خوفزدہ اور ہراساں ہوئے کیونکہ ان میں طاقت مدافعت نہ تھی سب مل کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بچاؤ کی کوئی صورت نکالیں چنانچہ عبدالمطلب ابرہہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ آپکے لشکر والوں نے ہمارے چالیس اونٹ پکڑ لئے ہیں وہ واپس دلوائے جائیں۔

ابرہہ نے جب آپ کی وجیہ و شریف صورت دیکھی تو بہت متاثر ہوا اور عزت و اکرام کے ساتھ پیش آیا مگر اونٹوں کی واپسی کے مطالبہ سے سخت حیران ہوا اور کہا کہ یہ عجب تماشہ ہے کہ آپ کو اونٹ واپس لینے کا تو اتنا خیال ہے لیکن خانہ کعبہ کو بچانے کی کوئی فکر نہیں آپ نے جواب دیا کہ میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے ان کی رہائی کی فکر ہے اسی طرح اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے کہا کہ اچھا میں دیکھونگا کہ وہ رب البیت کس طرح اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ جب ابرہہ ہاتھیوں کی فوج لیکر کعبہ کے قریب آگیا تو قادر مطلق مسبب الاسباب رب البیت کی فوج بھی کعبہ کی حفاظت کے لئے آپہنچی یعنی آسمان پر ابابیل جانور ظاہر ہوئے اور انہوں نے اتنے کنکر برسائے کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

چونکہ ابرہہ کے ساتھ ہاتھیوں کی فوج تھی اس لئے مکہ والوں نے اس فوج کا نام ہی اصحاب الفیل اور اس سال کا نام عام الفیل رکھدیا اور یہ واقعہ حضور کی پیدائش کے سال پیش آیا تھا۔

جائداد میں آپ کا حصہ کس قدر ہے؟

اگر معلوم کرنے کی خواہش ہے تو **انیس الوارثین** کا مطالعہ کیجئے یہ کتاب آپ کو مفصل طور پر بتائیگی کہ کس وارث کو اس جائداد میں سے کس قدر حصہ پہنچتا ہے اس کتاب میں علامہ مصنف نے بڑی محنت سے ہر ایک وارث کا حصہ نکال کر درج کر دیا ہے علم فرائض کے وہ مسئلے بڑے بڑے مفتی یا عالم نہ حل کر سکیں وہ اس کتاب کی مدد سے حل ہو جاتے ہیں قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اندھی تقلید

از جناب مکرم مولٰینا مولوی میر کاظم علیصاحب سابق معتمد تعمیرات سرکار عالی

افرئیت من اتخذ الٰهه هوٰه واضله الله علی علم وختم
علی سمعه وقلبه وجعل علی بصره غشاوة ط فمن یهدیه
من بعد الله افلا تذکرون ٥ وقالوا ماهی الا حیوتنا الدنیا
نموت ونحیا وما یهلکنا الا الدهر وما لهم بذالک من علم
ان هم الا یظنون ٥

(ترجمہ) کیا دیکھا تم نے اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہے اور جس کو باوجود علم کے خدا تعالیٰ نے گمراہ کیا ہے اور اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر کر دیا اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس کون اس کو ہدایت دیگا اللہ تعالیٰ کے بعد کیا تم نصیحت نہیں حاصل کروگے وہ کہتے ہیں یہ کیا ہے صرف دنیا کی زندگی ہے ہم جیتے ہیں اور مرتے ہیں اور سوا زمانہ کے اور کوئی چیز ہم کو مارتی نہیں ان کو اس امر کا کچھ علم نہیں ہے سوا اس کے نہیں کہ وہ ایسا گمان کرتے ہیں۔ فقط یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں کو دیکھو جن کا معبود صرف ان کی خواہشات دنیاوی ہیں گویا ان کا خدا ہوا اور حرص ہی ؟ اس کے سوا کچھ ان کا مقصود نہیں ہے شب و روز اسی کی فکر اور اسی کی ذہن میں مبتلا رہتے ہیں جو کچھ وہ کرتے ہیں ہوا اور حرص ہی کی تشفی کے لئے کرتے ہیں طرفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم دیا ہے باوجود علم کے وہ بہرے ہیں . . . اندھے ہیں اور غافل ہیں خدا تعالےٰ کے گمراہ فرمانے کے بعد کون ایسے لوگوں کو ہدایت دے سکتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ سوا دنیا کی زندگی کے کچھ ہی نہیں ہے یعنی نہ آخرت ہے نہ دوسری زندگی ہے نہ بعث الموت ہے نہ سزا و جزا ہے گویا موت کے ساتھ ہر ایک چیز کا خاتمہ ہوجاتا ہے موت اور حیات صرف طبعی امور ہیں اور ہماری موت مقتضائے زمانہ ہے کوئی ہم کو مارتا نہیں ہو؟

خوب غور کرو کہ اس آیت شریف کا مضمون کس قدر زمانہ حال کے اہل فرنگ پر صادق آتا ہے یہی ان کا عقیدہ ہے اور یہی ان کا عمل ہے عقیدہ ان کا یہ ہے کہ دنیا از خود موجود ہے اور بتدریج ترقی کرتی جاتی ہے اور ہمیشہ اسی طرح اس کے کاروبار جاری رہیں گے کوئی اس کا خالق یا موجد نہیں ہے ان میں جو بڑے محقق ہوتے ہیں وہ بہت غور و خوض کے بعد اس نقطہ پر آتے ہیں کہ عالم میں ایک قوت وارد و سار ہے اس کا نام وہ نیچر یا فطرت رکھتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ کے قائل نہیں ہوتے یہ نہیں سمجھتے کہ وہ قوت کہاں سے آئی اور کیونکر پیدا ہوئی علم نباتات (باٹنی) پڑھتے ہیں اور تمام نباتات کی چھان بین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا ظہور دیکھتے ہیں لیکن اس کے قائل نہیں ہوتے بخلاف اس انسان کے جس کا دل ایمان کے نور سے روشن ہوتا ہے اور اس کا اثر اس کی چشم ظاہر پر پڑتا ہے اور وہ کہتا ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اسی طرح انہوں نے علم حیوانات (زولوجی) کی کتابوں کے تودے بنادیئے اور انسان کے جسم کی قطع برید کر کے ایسی تشریح (اناٹومی) کردی ہے کہ کوئی رگ و ریشہ نہیں چھوڑا ہے اور افعال الاعضا (فزیالوجی) میں اپنی معلومات کو ایک بڑی حد تک پہنچا دیا ہے یہ نہیں ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کون ان اعضا کو قوت اور حرکت دیتا ہے۔ ہر انسان اور حیوان کے حلق کے راستے میں جو ایلیمنٹری کنال کا اوپر کا حصہ ہے جس کو اطبائے یونانی کی اصطلاح میں مری کہتے ہیں اس میں سے ایک دروازہ ہے اسی راستہ سے شش میں ہوا داخل ہوتی ہے اور نکاس ہوتی ہے جب غذا فرو کے حلق ہوتی ہے فوراً وہ خود بخود بند ہو جاتا ہے ورنہ وہ غذا ہوا کی نلی میں پہنچ جائیگی اور سانس رک جائیگی اور چند منٹ میں اس شخص کا خاتمہ ہو جائے گا غذا تناول کرنے والے کو اس کا مطلق علم نہیں ہے۔ پس کون ہر ایک لقمہ کے اترنے کے وقت اس کو فوراً بند کر دیتا ہے اور پھر فوراً کھول دیتا ہے اسی طرح تمام اعضائے جسمانی میں دست قدرت کا ظہور ہے۔ اپٹکس یعنی علم نظر میں بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن ابتک اس امر پر قادر نہیں ہوتے کہ اگر کسی کی آنکھ ضایع ہوجائے اس کی جگہ میں مصنوعی آنکھ جو بینا ہو قائم کردیں باوجود اس کے ذات باری کے وجود کا اقرار کرنے سے ان کو شرم آتی ہے اور یہی حال جملہ علوم کا ہے جیسے معدنیات طبعیات، ہیئت وغیرہ وغیرہ کا یہ لوگ ان سب کے ماہر ہوتے ہیں اس کے باوجود بہت عجیب و غریب بات یہ ہے کہ قدرت الٰہی کو علانیہ دیکھنے پر بھی وہ اس کے معتقد نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ باوجود علم کے گمراہ ہیں۔ نام نہاد سائنس کو جس درجہ تک انہوں نے پہنچایا ہے سابق میں کبھی وہ نہیں پہنچا تھا اور باوجود اس کے قدرت باری کے منکر جس کثرت سے یہ لوگ ہیں زمانہ سابق میں کوئی فرقہ نہیں ہوا تھا پس "اضله الله علی علم" کے پورے مصداق وہ ہوگئے اس کے بعد دیکھا جائے کہ دنیا کی زندگی سے ان کا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ دنیاوی خواہشات کو پوری کریں اور لذات جسمانی اور آسائش نفسانی حاصل کریں جو کچھ وہ کرتے ہیں اسی غرض کے لئے کرتے ہیں بلکہ انگلستان اور یورپ امریکہ کیا بلکہ الجزائر وغیرہ کے شہروں میں اور ان مشرقی ممالک اور بلاد میں جو ان کے ظلیل بن رہے ہیں پھر دیکھو ان کی کیا حال ہے تمام لوگ کس کاروبار میں مصروف ہیں سوا اس کے کہ روپیہ پیدا کریں کوئی دوسرا خیال ہی ان کے دل میں نہیں آتا خدا کا نام ہزاروں بلکہ لاکھوں میں سے ایک کی زبان سے بھی نکلتا ہوا سنائی نہیں دیتا گویا ہوا اور حرص ان کا معبود اور ان کا خدا ہے پس "من اتخذ الٰهه هوٰه" کے وہ مصداق ہوگئے ان کے نزدیک اس دنیا کے سوا کوئی چیز نہیں ہے وہ یقین کرتے ہیں کہ کوئی ہم کو مارنے والا اور جلانے والا نہیں ہے عمر زیادہ ہو جانے سے یا کسی عارضہ کے سبب سے موت عائد ہوتی ہے اگر کوئی مرا تو یہی کہیں گے کہ اس کے اعضائے رئیسہ کبر سنی کی وجہ سے از کار رفتہ ہوگئے تھے یا یہ کہ اس کی تشخیص اور معالجہ میں خطا اور غلطی ہوئی کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ اس کی اجل آگئی تھی یا یہ

اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا سے اٹھا لیا ایسے الفاظ کبھی ان کی زبان سے نہیں نکلیں گے گویا وہ دہریوں کے قائل ہیں بس نموت و نحیا و ما یھلکنا الا الدھر کے مصداق ہو گئے۔

زمانہ سابق میں بھی دہریے ہوئے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم تھی بیشتر لوگ مشرک تھے اگرچہ اس زمانہ میں مقدس اسلام نے شرک کی لغویت ثابت کر دی ہے لیکن یہ بہت عجیب امر ہے کہ خدا تعالیٰ کا وجود ظالموں کی سمجھ میں نہیں آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو سوا دہر کے کوئی نہیں مارتا لیکن ان کو اس امر میں کوئی تحقیق نہیں ہے وہ اعتراف کرتے ہیں کہ عالم کی حال اور اس کی حقیقت ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتی۔ نیوٹن جو انگلستان میں ایک بہت بڑا محقق اور فلسفی گذرا ہے کہتا تھا کہ ابھی ہم دریائے معلومات کے ساحل ہی پر ہیں اور سیپیاں چن رہے ہیں یعنی علم کا دریا بہت آگے ہے جس کا کوئی حصہ ابتک طے نہیں ہوا اور قعر دریا میں جو جواہر ہیں ان تک رسائی بہت ہی دور ہے اور دیگر بڑے بڑے محققین اہل مغرب اس امر کا اقرار کر رہے ہیں کہ جس قدر ہم اپنے علم اور تحقیق کو بڑھاتے جاتے ہیں اسی قدر زیادہ ہم پر یہ بات ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے یعنی ہمارے علم کی ترقی کے ساتھ ہمارے جہل کا علم بھی بڑھتا جاتا ہے پس حقیقت عالم کے متعلق جو کچھ ان کے پاس ہے وہ علم نہیں ہے بلکہ ظن ہی ہے پس وما لھم بذالک من علم ان ھم الا یظنون کے مصداق ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جو عالم الغیب ہے اس آیت کو تیرہ سو برس پیشتر اس آنے والی قوم کی شان میں نازل فرمایا اس غرض سے کہ ہم ہوشیار رہیں اور اس قوم کی پیروی نہ کریں دنیا میں منہمک ہو جائیں خدا سے غافل نہ ہو جائیں اور ان کے عقیدوں کو قبول کرنے سے بچیں ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ایسے لوگوں سے منہ پھیر لو سوا ضرورت کے ان کے ساتھ خلا ملا نہ کرو جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہوا ہے فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا الخ یعنی جس شخص نے خدا تعالیٰ سے ذکر اس کی یاد اور اس کی عبادت سے منہ پھیر لیا اور جو کسی چیز کا ارادہ نہیں کرتا سوا دنیا کی حیات کے تم بھی اس سے ہٹ جاؤ اس زمانہ میں دنیا کے کاروبار ایک ایسے مقام پر پہنچے ہیں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول ناگزیر ہو گیا ہے باوجود اس کے اپنے ایمان اور اعتقاد اور عمل کی حفاظت کرنا مردوں کا کام ہے حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس زمانہ کا چھوٹا عمل زمانہ سابق کے بہت بڑے عملوں کے برابر کا مستحق ہوتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ زمانہ اخیر میں ایک مومن کو اپنا ایمان بچانا اسی قدر مشکل ہو جائیگا جیسا کہ کف دست پر آگ کی ڈلی رکھ لینا۔ اس زمانہ کی تمام فضا خصوصاً ممالک مغرب اور ان ملکوں کی جو ان کے زیر اثر ہو گئے ہیں اس نوبت کو پہنچی ہے کہ خواہ نخواہ انسان کو دنیوی دولت ثروت اور راحت کی طرف کھینچتی ہے اور خدا تعالیٰ سے غافل اور دور کراتی ہے مومن کو چاہیئے کہ بہت محتاط رہے موجودہ حقیقت سے استفادہ کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون ۵ یعنی اے مومنو ایسا نہ ہو کہ تمہاری اولاد تم کو خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دے اور جو کوئی ایسا کرے گا یعنی گھر بار عیال و اطفال کام کاج اور مال و متاع کی فکر میں منہمک ہو کر خدا کو بھول جائینگے وہ نقصان پانے والوں سے ہوں گے"

یہاں نقصان سے مراد نقصان اخروی ہے اگر کسی شخص کو دنیا میں ہفت اقلیم کی بادشاہت نصیب ہو اور وہ کسی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل جائے تو تم یہ یقین کر لو کہ یہ نقصان جو بظاہر بہت بڑا ہے آخرت کے نقصان کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا پس تم ان لوگوں میں سے مت ہو جاؤ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کلا بل تحبون العاجلۃ و تذرون الاخرۃ اور فرماتا ہے ان ھولاء یحبون العاجلۃ ویذرون وراءھم یوما ثقیلا یعنی وہ لوگ جو دنیا کی محبت میں آخرت کو اور قیامت کے دن کی سختی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اس کو قابل خیال تصور نہیں کر کے چھوڑ دیتے ہیں اسی خطا اور غلطی سے بچانے کے لئے تمام انبیاء و مرسلین دنیا میں بھیجے گئے اور اولیاء اللہ اور مجددین وقت بوقت پیدا ہوتے رہے لیکن اس وقت قرب قیامت کے سبب سے ان کا وجود مفقود تو نہیں ہوا لیکن بہت کم ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرقہ ضالین کو مدد دی ہے ترقی دی ہے عروج دیا ہے اور زینت دی ہے یہ سب اس کا فتنہ ہے ہماری آزمائش اور امتحان کے لئے چنانچہ ان کی نسبت وہ فرماتا ہے و املی لھم ان کیدی متین میں ڈھیل دوں گا ان کو تحقیق تدبیر میری مضبوط ہے پس ان کی زیب و زینت کو دیکھ کر لغزش سے بچو جب ہم کوئی نئی اختراع جو بہت عجیب و غریب ہو یا کوئی نیا تماشہ دیکھتے ہیں ہمارے دل خواہ مخواہ اس طرف کھنچے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ صرف سائنس کا نتیجہ ہے خوب یاد رکھو کہ وہ تمام اختراعات جو اس زمانہ میں پے در پے ظہور میں آ رہے ہیں سب اللہ تعالیٰ کی القاء و مدد سے عمل میں آتے ہیں۔

فی الحقیقت ان سب کا بانی اور صانع وہی ہے جب کوئی ایسی عجیب و غریب ایجاد تم کو نظر آوے اس کو دیکھ کر فوراً خداوند تعالیٰ کو یاد کرو بموجب ارشاد اس کے واذکر ربک اذا نسیت اور اس کی تسبیح کہو بامثال امر بحمد ربک۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانحعمریاں یہ چار دلکش کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھنے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں۔ قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

حصول غذا اور قرآن

(از قلم جناب سردار خاں بسر ودی)

ہر زمانہ میں دنیا میں اللہ کے بندے کم ہوتے ہیں اور دنیا کے بندے زیادہ دنیا کے بندوں میں سے اکثر پیٹ کے بندے ہوتے ہیں جن کے نزدیک مقصود زندگی صرف کھانا پینا اور پہننا ہوتا ہے گو خود کھانے پینے اور پہننے کی ضروریات سے اللہ کے بندے بھی مستغنی نہیں ہوتے لیکن وہ ان اشیا کو اصل مقصد حیات نہیں سمجھتے ان کا ایمان و عمل حضرت سعدی کے اس مشہور مقولہ پر ہوتا ہے

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

یعنی کھانا پینا زندگی برقرار رکھنے کے لئے ہے اور زندگی ذکر و عبادت الٰہیہ کے لئے ہے اس کے برعکس دنیا کے بیشتر بندوں کا یہ خیال ہے کہ زندگی کی غرض و غایت خور و نوش ہے یہی خیال بعض افراد یا اقوام کو کسب معاش کے معاملہ میں جائز حدود سے تجاوز کرنے پر آمادہ کرتا ہے جس سے امن عامہ میں خلل واقع ہوتا ہے اور انسانی سوسائٹی میں ظلم و جور کا دور دورہ ہو جاتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے صحیح اصول کونسا ہے اور اس کے قیام کے لئے مہذب قوم نے کیا تدابیر اختیار کی ہیں۔

علمار ارتقیا کہتے ہیں کہ تمام جانداروں کے اندر تنازع للبقا جاری ہے ہر جاندار قیام حیات کے لئے کوشاں ہے لیکن زندہ وہی رہ سکتا ہے جس میں زندہ رہنے کی طاقت موجود ہے کیونکہ اس دنیا کا نظام ایسا ہے کہ کمزور کا فنا ہوکر قوی کے لئے جگہ خالی کرنا لازمی ہے ہر زبردست جاندار زیردست کو مٹانے کی کوشش کر رہا ہے یہ مٹانا کسی عداوت یا انتقام کی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ زبردست کی بقا کا انحصار ہی ضعیف کے مٹانے پر ہے سانپ جو چھوٹے موٹے کیڑوں مکوڑوں کو پکڑ پکڑ کر نگل لیتا ہے تو ان سے ان کی دشمنی نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی زندگی کے قائم رکھنے کے لئے ایسا کرتا ہے اسی طرح شیر جو جنگل کے دوسرے جانوروں کو چیر پھاڑ کر اپنی غذا مہیا کرتا ہے تو اس کی وجہ محض یہی ہے کہ اس کی زندگی کا انحصار ہی ان جانوروں کے گوشت پر ہے ورنہ اسے ان سے کوئی عداوت نہیں ہوتی جراثیم امراض حیوانات یا دیگر حیوانات پر حملہ کرتے ہیں تو کسی انتقام کی غرض سے نہیں کرتے بلکہ اپنی زندگی کو بحال رکھنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بقا جسکے قیام کے لئے جانداروں کے اندر ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ جنگ جاری ہے اس کا انحصار کس شے پر ہے اس سوال کا جواب دینے کے لئے کسی زیادہ سوچ بچار کی ضرورت نہیں ہر شخص جانتا ہے کہ بقا کا انحصار زیادہ تر ہوا پانی اور غذا پر ہے ہر جاندار شے کو بقائے حیات کے لئے تغذیہ کی ضرورت ہے۔ جراثیم حشرات الارض نباتات اور حیوانات سب غذا کے محتاج ہیں گو غذا کی نوعیت الگ الگ ہو ان میں سے کوئی نوع بھی غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی حضرت انسان جو اشرف المخلوقات تصور کئے جاتے ہیں وہ بھی اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ نہیں بلکہ دوسری انواع کے مقابلہ میں انھیں زیادہ صاف ستھرے پانی اور مقوی غذا کی ضرورت ہے جانداروں کو قیام حیات کے لئے سب زیادہ ضرورت ہوا کی ہے اس سے کم پانی کی اور اس کے بعد غذا کی چونکہ

پہلی دونوں چیزیں از حد ضروری تھیں اور ان کے بغیر کوئی جاندار زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکتا تھا اس لئے قدرت نے انھیں اس قدر افراط سے پیدا کیا کہ ہر جاندار کو بلا دقت کافی مقدار میں میسر آسکیں اس لئے ہوا ہر جگہ موجود ہے جہاں جاؤ وہیں تمھاری خدمت کے لئے حاضر ہے پانی کے ذخیرے بھی بکثرت دنیا میں موجود ہیں اور جاندار ان سے حسب خواہ فائدہ اٹھا رہے ہیں البتہ غذا کے لئے زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو تنازع للبقا میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے بقا کا انحصار ہوا پانی اور غذا پر ہے اور ان تینوں میں غذا ہی زیادہ محنت طلب ہے اور تنازع بھی زیادہ تر اسی کے لئے ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ ہوا اور پانی کے لئے بھی جانداروں کے اندر جد و جہد ہوتی ہے لیکن غذا کے مقابلہ میں یہ دونوں اشیا سہل الحصول ہیں اور اس لئے قدرتاً ان کے لئے تنازع نسبتاً کم ہوتا ہے اصل تنازع حصول غذا کے لئے ہوتا ہے۔

انسان کے علاوہ جتنے جاندار ہیں وہ حصول غذا کے معاملہ میں بالکل آزاد ہیں ان کے لئے حلت و حرمت کی کوئی پابندی نہیں جائز و ناجائز کا سوال ان کے لئے لایعنی ہے جہاں سے بھی انھیں غذا مل سکتی ہو وہ حاصل کر لیتے ہیں اور دوسرے جانداروں کی حق تلفی یا نقصان کا قطعاً لحاظ نہیں رکھتے جس طرح ہو سکے اپنا الو سیدھا کئے جاتے ہیں یہانتک کہ خود اپنی نوع کے دیگر افراد کو بھی نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے۔ قدرت اگر انسان کو بھی جو اس دنیا میں خلیفہ اللہ بنا کر بھیجا گیا تھا ایسا ہی بے مہار چھوڑ دیتی تو بڑی تباہی آتی انسان وحشی درندوں کی طرح ایک دوسرے کو فنا کرنے پر تلے رہتے اور امن و آرام سے زندگی بسر کرنا محال ہو جاتا۔ شکر ہے کہ ایسا نہیں ہوا قدرت نے انسان کو عقل و تمیز کے ساتھ جذبات رحم و ہمدردی اور حس اخلاق سے بھی ممتاز کیا جن کی بدولت اس نے نہ صرف اپنی ہی نوع بلکہ دیگر انواع کے ساتھ بھی رحم و شفقت سے برتاؤ کرنا سیکھا دین حق نے ان قابل قدر رجحانات کو اور ترقی دی اور آہستہ آہستہ اسے اس قابل بنایا کہ حصول غذا میں وہ دوسروں کی ناواجب تکلیف اور اذیت کا موجب نہ ہو سکے خورد و نوش کا سامان بہم پہنچانے کے لئے نباتات اور حیوانات کو تکلیف پہنچانا تو قبیل انسان کے لئے ناگزیر ہے اور اس سے کوئی مفر نہیں اسے مجرم نہیں گردانا جا سکتا لیکن اسی غرض کے لئے نوع انسانی کو دکھ دینا ہرگز ضروری نہیں ہم دوسرے انسانوں کو دکھ دئیے بغیر بھی اپنی خوراک بہم پہنچا سکتے ہیں چونکہ سامان خورد و نوش بہم پہنچانے کا مسئلہ انسان کے لئے نہایت اہم ہے اس لئے ہر سچے مذہب کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس کے متعلق ایسے اصول وضع کرے جن سے باہمی حق تلفی اور نقصان رسانی کا سلسلہ رک جائے اور کسب حلال کی ترغیب و تحریص ہو قرآن مجید نے جسے کامل کتاب ہونے کا دعویٰ ہے اس بارے میں نہایت واضح احکام بیان فرمائے ہیں۔

ارشاد ہے

کلوا من طیبات ما رزقناکم — ان پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے

تمہیں عطا کی ہیں

یہاں یہ نکتہ بیان کر دینا خالی از لطف نہ ہوگا کہ عربی زبان میں طیب اس چیز کو کہتے ہیں جو صاف ستھری ہو، کسی کی نہ ہو اور جائز ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو گویا قرآن کریم صرف انہی اشیاء کے استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے جو ہر لحاظ سے پاک و صاف ہوں۔

ایک دوسرے مقام پر اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں کسب حلال کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حکم ہے۔

یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض	لوگو! اس سے جو زمین میں ہے حلال
حلالاً طیبا ولا تتبعوا خطوات	اور ستھرا کھانا کھاؤ اور شیطان کی پیروی
الشیطان انہ لکم عدو مبین	نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس سے زیادہ وضاحت اور کیا ہو سکتی ہے صاف صاف بتا دیا کہ حلال کی روزی کماؤ یعنی کسی کی حق تلفی نہ کرو اور اس سے صاف ستھری اشیاء خرید کر کھاؤ اور اگر ایسا نہ کرو گے اور شیطانی راستہ پر چلو گے تو نقصان اٹھاؤ گے شیطان کو جو دشمن بتایا ہے تو اس سے مقصد یہ بتانا ہے کہ خلاف ورزی احکام سے تمہیں ہی نقصان پہنچے گا کیونکہ دشمن کا کام نقصان پہنچانا ہی ہے اور اس قول کی صداقت اظہر من الشمس ہے دیکھ لو جو لوگ حرام مال کھاتے ہیں ان کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں اور جو لوگ ردی چیزیں کھاتے ہیں ان کی صحت برباد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے روٹی پیدا کرنے میں بہت جھگڑے ہوتے ہیں جائز و ناجائز کا سوال اٹھ جاتا ہے افراد افراد سے گتھ جاتے ہیں اور اقوام اقوام سے تمام فساد کی جڑ یہی روٹی ہے اسی لئے قرآن کریم نے ہدایت کی ہے "کلوا واشربوا من رزق اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین" اللہ کے لئے کھاؤ پیو مگر اپنا حد سے نہ بڑھو کہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرو۔

باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دہلی سے

زنانہ بستہ

منگا کر پڑھائیں

بسم اللہ کی عمر پانچ سال کی عمر سے پچیس سال تک پڑھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے سے عورت عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا ہار ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچیوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بنائے گئے ہیں کہ الف بے سے لیکر اردو کتابیں پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری سالندوں کے برتاؤ بھی بتا گئے اب کی مرتبہ تیسری بار بڑی تحقیق سے شایع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں۔ اب کی مرتبہ خاص ۱۲ نمبر پر شایع کیا ہے۔

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کھانے کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا جہیز

جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اس کو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں مثلاً کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے لئے پوری واقفیت حاصل کرلیں قیمت مجلد مجموعہ مجلد عہ محصول ڈاک ۶ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیں

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولانا مولوی احمد سعید صاحب

ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کر چکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دارالحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ دہلی کی شستہ اردو اور روزمرہ کے بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔

اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے نیز یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے بھی مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس کے پر از معلومات اور نہایت ہی مفید مضامین سے مستفید ہونا چاہیے اور مولانا کے حق میں دعائے خیر کرنا چاہیے کہ موصوف نے نہایت محنت شاقہ برداشت کرکے ایسی مفید کتاب لکھی ہے ضخامت ۲۴۴ صفحات قیمت دس آنے۔

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

توکل وقناعت کا صحیح مفہوم

(از جناب مولانا مولوی شریف احمد صاحب مراد)

مسلمانوں کے مرگ وزیست کا مسئلہ

ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کے عروج و اقبال کا آفتاب خط استوا پر ضیا باریاں کر رہا تھا اور دولت و اقبال ان کے گھر کی کنیز بنی ہوئی تھی لیکن آج ان کی یہ حالت ہے کہ ہر حصہ عالم اور ربع مسکوں کے ہر گوشہ میں اگر ذلیل نہیں تو پس ماندہ ضرور ہیں اور جو کچھ بچی کچھی اسلامی سلطنتیں بھی باقی ہیں وہ اتنی قوی دست اور پرشکوہ نہیں کہ وہ دنیا میں اسلامی وقار و عظمت کو زندہ کر سکیں جب اسلام وہی ہے تعلیم وہی ہے قرآن وہی ہے تو غور کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کے اس عالمگیر زوال و انحطاط کے بواعث و عوامل کیا ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے کہ یہ نسبتاً ایک قلیل وقفہ میں بام عرش عظمت سے گر کر نکبت و افلاس کے غار میں اوندھے منہ گر پڑے ہماری سمجھ میں اس کا سبب یہی آتا ہے کہ مسلمانوں نے خدا کو چھوڑا اس لئے خدائی نے انھیں چھوڑ دیا اور دنیا میں کوئی ان کا پرسان حال نہیں رہا۔

ضرورت ہے کہ اس مختصر مضمون میں اس "خدا چھوڑانے" کی حقیقت پر بھی اجمالی نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ خدا کو کس طرح چھوڑا گیا اور وہ کس طرح "خدائی" کی نظر کرم سے محروم ہو کر ذلیل و رسوا ہوگئے مسلمانوں کو خدائے قدوس کی طرف سے "وانتم الاعلون" کی بشارت دیگئی تھی لیکن اس کے ساتھ "ان کنتم مومنین" کی شرط تھی مومن اس مسلمان کو کہتے ہیں کہ جو اسلامی اوامر ونواہی کا پابند ہو اور اس کی تمام زندگی اسلامی سانچے میں ڈھلی ہوئی ہو عقائد عبادات اعمال اخلاق دیانت معاملات اور بیانات سب احکام اسلامی کے زیر اثر ہوں سلطنت و امارت کی فراوانی ان میں غفلت و عیش پرستی کے جراثیم پیدا کر دیئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مذہب محض مجموعہ اعمال خیال کیا جانے لگا۔

اس وقت ہمیں صرف معیشت و معاش کے متعلق بحث و نظر کرنی ہے اس لئے ہم دیگر امور کو چھوڑ کر صرف اسی مسئلہ کو لیتے ہیں دنیا کا یہ ایک مستمرہ قاعدہ ہے کہ دولت کی بہتات اور اسباب عیش کی فراوانی انسانوں کے اندر سستی عمل پیدا کرتی ہے اور ان میں جوش کار باقی نہیں رہتا امم و اقوام کے لئے یہ منزل بہت کٹھن اور بہت خطرناک ہوتی ہے اس سے حفاظت کے لئے اسلام نے پورا انتظام و اہتمام کر دیا تھا۔ جہاد نماز اور سفر و حج وغیرہ کے احکام اسی مصلحت سے صادر کئے گئے تھے اور شراب و ساغر اور سماع و ناؤنوش کاری سے اسی لئے روکا گیا تھا ظاہر ہے کہ اگر مسلمان ان اوامر و نواہی کی پابندی کرتے تو ہرگز انمیں سستی و مداہنت پیدا نہ ہوتی تعلیمات اسلام کے خلاف خود مختار حکومتیں قائم ہوئیں انھیں کوئی روکنے اور سمجھانے والا نہ رہا کسی کی استرضا و استصواب کی یہ ضرورت مند نہ رہے اس لئے نظری نتائج مصرف کار فرمائی ہوئے ان کی دیکھا دیکھی وزرا اور اعیان سلطنت بگڑے یہاں سے یہ وبا امرا و متمولین میں پہنچی جس سے عوام بھی محفوظ نہ رہے

"ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است" کا مضمون ہوا اور خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا اور ایک کے ساتھ دوسرا بگڑتا گیا اور وہ وقت آگیا کہ قدرت اپنا کام کرے اور زوال و انحطاط انھیں اپنے حیطہ عمل و کار میں لے لے۔

مسلمان اور ولولہ عمل

غور کیجئے کہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت میں مسلمانوں کے اندر کتنا جوش عمل اور حوصلہ مندی موجود تھی مسلمان سلطان کی دیکھا دیکھی مذہب کے پابند ہوتے چلے جاتے تھے سوسائٹی کا احتساب سخت سے سخت تر ہو گیا تھا سچے اور صداقت شعار مسلمانوں کو خاص وقعت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا فرزندان توحید دہلی سے آندھی کی طرح اٹھتے اور دکن دھار اشتر میں جاکر مخالفین سے لڑتے جب سلطان وقت ایک ساعت و ثانیہ کا آرام پسند نہ کرتا ہو تو اعیان سلطنت و وزراء و دیگر افراد کس شمار و قطار میں ہیں سب کے قلوب میں ایک جوش عمل روح حیات بنکر جاری و ساری تھا اور ساری سلطنت ایک پیکر عمل بنی ہوئی تھی لیکن اس ہیکل کار اور جوان ہمت سلطان کے خلد آشیاں ہوتے ہی پانسہ پلٹ گیا مسلمانوں کے لئے سو برس کا وقفہ ایک کافی مدت تھی لیکن یہ زمانہ عیش پرستیوں اور خانہ جنگیوں کی نذر ہو گیا آخر لارڈ لیک آیا اور دہلی فتح کر لی۔ نادر شاہ ایران سے اٹھا اور اس نے پایۂ تخت کو ویران کر کے رکھدیا اس دور میں بھی مسلمان زندہ تھے افواج و عساکر مسلمانوں کی بھری ہوئی تھیں لیکن عہد عالمگیر کا جوش عمل نابود تھا جہاں اس وقت دنیا کے کسی تاجدار و فرمانروا کی یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں سے آنکھ ملا سکے اور دہلی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھے وہاں اب یہ حالت تھی کہ جاٹ مرہٹے اور انگریز تک جب چاہتے تھے دہلی پر چڑھ دوڑتے تھے اور مسلمانوں کو لوٹ لیتے تھے۔

تعداد بھی زیادہ تھی تمول بھی بڑھا ہوا تھا لیکن ولولہ کار اور سرگرمی عمل کا فقدان تھا خدا کو بھول گئے تھے اور ہمتوں نے جواب دیدیا تھا اگر اس وقت بھی مسلمان ہمت اور حوصلہ سے کام لیتے اپنی بکھری ہوئی قوتوں کو یکجا کرتے عیش و نشاط کی اضمحلال پیدا کن مصروفیتوں کو ترک کر کے سرگرمی و جرات سے کام لیتے اور خدائے برتر و توانا پر توکل کر کے آگے قدم اٹھاتے تو سب کچھ تھا جو چاہتے کر لیتے اور پہلی سی عظمت اور اگلا سا اقتدار انھیں پھر نصیب ہو جاتا لیکن اب نہ وہ گلشن تھا اور نہ اس کے وہ مالی! برائی نہ چھپاتی اور تباہی نہ آتی تو کیا ہوتا قوائے عمل کے اضمحلال نے ان میں ضعف و جبن پیدا کر دیا اور عیش و نشاط کے سوا نہ انھیں خدا یاد رہا اور نہ خدا کی پرواہ رہی آخر الامر قانون قدرت نے اپنا کام کیا اور یہ آقا سے غلام اور حاکم سے محکوم بن گئے جو کچھ ہندوستان میں ہوا وہی دیگر ممالک میں ظہور میں آیا اور ایک عالمگیر انحطاط کا بحبہ ہر جگہ اور ہر ملک میں ان کا گلا گھونٹتا اور ان کے اقتدار حکومت کو تباہ و برباد کرتا گیا۔

توکل و قناعت کی تعلیم

سنہرے اندروپیلے دریاؤں کی درخشاں ، اور خیرہ کن لہریں ان کے عزم تکدوں کا رخ کئے ہوئے تھیں ، زمانہ مساعد تھا اور وقت سازگار حلقہ بگوشان اسلام کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارتا اور آگے گھوڑا دوڑاتا تھا اس لئے زمانہ شناس علماء اور رہبروں کی طرف سے انھیں شد ومد کے ساتھ توکل و قناعت کی تعلیم دی جانے لگی جس کا مقصد منشاء یہ تھا کہ مسلمان دولت پیدا اور جمع کرنے ہی کو مقصود کار نہ سمجھ لیں اور ان کی سرگرمیوں کا رخ غرباء نوازی اور خدا شناسی کی طرف پھر جائے اس تعلیم و تلقین کا سلسلہ بالانصال جاری رہا تا آنکہ داعی و رگذرائے عالم بقا ہو گئے اوسان کے بے بصر اور بے اجتہاد پیرو اور شاگردوں کی تعداد بڑھتی گئی اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ زمانہ کا اقتضا کیا ہے اور مسلمان کس طرف جا رہے ہیں ۔

دولت ان کی عروج و اقبال کے کاشانے اجڑ گئے لیکن متقدمین کی تعلیمات باقی رہ گئیں اس کثرت سے جس واعظ کو سنا جس کتاب کو دیکھا جس صحیفہ پر نظر پڑی اور جس دیوان کا مطالعہ کیا انھیں توکل و قناعت ہی کی خوبیاں اور دلربائیاں نظر آئیں سستی پیدا ہو رہی تھی تمام اسلامی اوامر کو چھوڑ کر انہوں نے اس مفید مطلب اور نفسا کے مطابق تعلیم کو ذہن نشین کر لیا یہ تو خیال نہ آیا کہ سعی و جہد بھی مبارک چیز ہے مذہبی عمل میں بہترین مسلک ہے اور دولت ہی نوائد الٰہی میں خاص اہمیت کی سرمایہ دار ہے بس توکل توکل یاد رہ گیا ۔

مسلم و افسردگی و جمود کا باعث

توکل کے معنے خدا پر بھروسہ کرنے اور قناعت جو تعلیم ہے اس پر بے صبری کا اظہار نہ کرنے بلکہ شکر و رضا کے ساتھ اس پر مطمئن ہو جانے کے ہیں ۔ انسان نظرتاً بہت جلد دریائے غفلت میں ڈوب جانے معبود برحق کو بھول جانے اور جلد مایوسی کا اظہار کرنے والا ہے خدا پر بھروسہ چھوڑ دیتا ہے اور ذرا سی تکلیف و مصیبت پر شکوہ خداوندی پر اتر آتا ہے ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایمان و عمل میں نقص پیدا کرنے والی تھیں اور ان سے مسلمانوں کا بچانا اور اس زہر و مغالطہ سے ان کو نکالنا ضروری تھا لیکن مسلمان رفتہ رفتہ اس کا مطلب یہ سمجھ بیٹھے کہ کچھ نہ کرو سعی و جہد کا رشتہ منقطع کر دو اور خدا پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاؤ اس نے پیدا کیا ہے تو وہ خود رزق دیگا پھر جو میسر ہے اسی پر قانع رہو مزید کے لئے مزید سعی و جہد بیکار و بے سود ہے ۔

آج بھی آپ کو ایک دو نہیں ہزارہا مسلمان ایسے ملیں گے جو یہ کہتے نظر آئینگے کہ میاں جس نے پیدا کیا ہے وہ ہمارے رزق کا بھی کفیل ہے وہ قرآن کریم میں وفی السماء رزقکم وما توعدون فرما چکا ہے پھر ہمیں پریشان اور در بدر پھرنے کی کونسی ضرورت ہے جو مقدر میں ہے ضرور ملیگا اسی پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں یہ تو ہے توکل پرستوں کی حالت قناعت پرستوں کا یہ حال ہے کہ دن بھر محنت کے چار پیسے آ نے مل گئے اسی پر قناعت کئے بیٹھے ہیں اس سے زیادہ افسوسناک شواہد اور کیا ہوں گے کہ ایک مسلمان کی حالت آپ اگر دس کیا بیس برس کے بعد بھی دیکھیں گے تو وہی ملیگی جو پہلے روز تھی وہی ٹوٹا پھوٹا مکان ہوگا اور وہی پھٹے پرانے کپڑے وہی مزدوری ہوگی اور وہی مشغلہ حیات ۔

قومی دولت کو بڑھانے اور اپنی حالت میں انقلاب پیدا کرنے کا اسے کبھی خیال بھی نہ ہوگا اور ہو کیونکر ؟ اس کے دماغ میں تو یہ مغالطہ بیٹھا ہوا ہے کہ میں مسلمان ہوں خدا کی عبادت کرتا ہوں توکل و قناعت کرنے والوں کے لئے اجر عظیم کا وعدہ آچکا ہے دنیا رفتنی و گذاشتنی ہے چند روز کی زندگی ہے مر جائیں گے تو مال حرام کہاں لے جائینگے آخر جنت میں جانا ہی ہے حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم شفاعت کو موجود ہیں وہ بخشوا لیں گے اور وہاں دوامی عیش کے لطف اٹھائیں گے اس خیال و مغالطے نے زہر ہلاہل بنکر قوم کو ہلاک کر دیا ہے ۔ قوم مسلم کا بہت زیادہ عمل میں ضعف پیدا ہو گیا ہے ترقی کے ولولے ٹھنڈے ہو چکے ہیں آگے قدم اٹھانے اور مسابقت کا حوصلہ کرنے کی کوئی امنگ باقی نہیں رہی افلاس و ادبار روز بروز بڑھتا اور قعر ذلت و غار نکبت میں گرتی چلی جا رہی ہے اگر اس وہم کو مسلمانوں کے دماغوں سے جلد دور نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ چند روز میں ان کے ایمان بھی ختم ہو جائینگے اسلامی نام بھی ان کا چھن جائیگا اور یہ اگر دنیا میں رہ گئے بھی تو مسلمان بنکر نہیں بلکہ کسی اور قوم کے جزو ہو کر ۔

فراہمی اسباب اور توکل

توکل کے معنی خدا پر بھروسہ کرنے کے ہیں تو کوئی ایسا مسلمان نہیں جو یہ کہہ سکے کہ خدا پر بھروسہ نہ کرو اور اپنے بازوؤں کی قوت ہی کو خدا سمجھ بیٹھ جاؤ اگر اس خیال میں پڑ کر مسلمانوں نے ترقی ہی کی آگے قدم بھی اٹھایا تو وہ کیا ازکم اسلام کے لئے تو ایک مہلک قدم اور ملت کے لئے ایک پیام ہلاکت سے کم نہ ہوگا ۔ صحیح توکل یہ ہے کہ ہر ممکن سعی و جدو جہد سے کام لیا جائے حصول مقصد کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے تمام ممکن اسباب جمع کر لئے جائیں مگر کامیابی کو خدائے قدوس ہی کے ہاتھ میں سمجھا جائے انسان صرف کوشش کا مالک ہے کامیابی کا نہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر کوشش کامیاب ہی ہو اور ہر سعی و جہد بارآور ہو بارہا دیکھا گیا ہے کہ بہتر سے بہتر مساعی کے خاک مل گئے اور جہاں محض توکل سستی عمل مصروف کار رہی وہاں اس کا میابی ہو گئی ۔ لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ یہ محض اتفاقی امور ہیں یا خدائے قدوس کو اپنی قدرت دکھانی مقصود ہے ورنہ بالعموم ہوتا یہی ہے کہ انسانی مساعی شاہد کامیابی ہی سے دوچار ہوتی ہیں اور جو کوشش کرتا ہے وہ پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے دروازہ ضرور کھلتا ہے ۔

قوت بازو پر اعتماد

جو لوگ محض اپنی سعی و جہد اور کوششوں ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم جس امر کے لئے سعی کریں گے ضرور کامیاب ہوں گے وہ بالعموم کامیابی کے بعد مغرور ہو جاتے ہیں خدا کو بھول جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی سعی و جہد سے برکت اٹھا لی جاتی ہے یا تو وہ ایک منزل پر پہنچکر قانع ہو جاتے ہیں اور یہ بھی نہ ہو تو یہ تو آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ ایک معزبی مقصد کے لئے والہانہ سعی و جہد میں مصروف ہے کہ یکبیک امیدوں کی دنیا میں زلزلہ آیا آرزوؤں کی بلند و بالا عمارتیں منہدم ہو گئیں اور ناکامی کا بھوت سامنے اکھڑا ہوا جسے دیکھکر قلب ٹوٹ گیا ہمت و حوصلہ نے جواب دیا اور جیب سے نکالا پیشانی پر رکھا آہستہ سے

لبلبی دبانی اور ایک ثانیہ میں یہ پیکر سعی وجہد خاک وخون میں تڑپتا نظر آیا۔

اگر اس کا بھروسہ صرف اپنے قوت بازو اور اپنی سعی وجہد ہی پر نہ ہوتا اور یہ حقیقی کارساز خدائے قدوس ہی کو سمجھتا تو یہ پھر اللہ کھڑا ہوتا اور یہ سمجھ کر یا تو مقصود برحق کو میری آزمائش مقصود ہے یا اس ناکامی ہی میں کوئی بہتری ہو از سر نو رشتہ سعی وجہد سنبھال لیتا اور پھر کامیاب ہوتا۔

توکل قناعت اور تقدیر کی نوعیت

مسلمانوں کو تقدیر اور اس توکل وقناعت کے غلط مفاہیم وتاویلات نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے اور اس کا اثر تمام قوائے ملت پر نہایت مہلک پڑ رہا ہے یہ چیزیں اتنی ضرری بھی نہ ہوتیں اور جسم قوی پر ہرگز اتنے چرکے نہ لگتے اگر ان میں مذہبی اثر ورنگ کی آمیزش نہ ہوتی اور آمیزش کیا یہ مسائل تو ٹھیٹھ مذہبی مسائل سمجھے جاتے ہیں اور مسلمانوں کے عقائد کے جزو بن گئے ہیں۔ عقائد وہ یقینیہ خیالات ہیں جو مذہبیات سے تعلق رکھتے ہیں اور نفسیات انسانی کے ماہرین جانتے ہیں کہ محض خیالات ہی کا اثر تمام نظام حیات پر کس قدر موثر ہوتا ہے اور جب ان میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان ان پر خود قابو پا لیتا ہے تو وہ بڑے بڑے محیر العقول کام لیتا ہے اتنے محیر العقول کو دیکھنے والے حیرت واستعجاب کے پیکر بنجاتے ہیں دوسروں پر اثر ڈالنا اور ان کے جوارح وحواس پر قابو پا لینا معمولی بات ہے جب پختگی خیال اتنا قوی اثر رکھتی ہے اور اپنی ذات تو ایک طرف دوسروں کو بھی مطیع ومنقاد بنا لیتی ہے تو ظاہر ہے کہ اپنی زندگی کس درجہ متاثر ہوگی۔

انسان تو ہے ہی خیالات کا مجموعہ خیالات کی بلندی وپستی اور اچھائی ہی کا کام دوسرا نام شرافت ودناءت ہے انتہا یہ ہے کہ صورتوں میں تغیر وتبدل ہو جاتا ہے اور خیالات بدل جاتے ہیں پھر جب ان میں مذہب کی روح پیدا ہو جائے اور یہ تقدس کا رنگ اختیار کر لیں تو یہ خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں اگر صحیح مفہوم ہو جائے ملت کی ملت سنور جاتی ہے اور غلط مفہوم اخذ کر لیا جائے تو واقعی ان کی خطرناکی انتہائی صورت اختیار کر لیتی ہے اور قوم کی قوم بگڑ کر رہ جاتی ہے۔

قلب ودماغ پر غلط اثرات

یہی صورت توکل وقناعت کے مسئلہ کی ہے۔ یہ چیزیں اپنے غلط مفاہیم کے ساتھ مسلمانوں کے قلب ودماغ پر حاوی ہو گئی ہیں اور انہوں نے ایسی گہری جگہ حاصل کر لی ہے کہ اب ان کا نکلنا اور دور ہونا مشکل ہو گیا ہے جس دور میں جس مقصد کے لئے یہ تعلیم وتلقین شروع کی گئی تھی نہ اب وہ دور ہے نہ وہ حالات اور نہ وہ لوگ! زمانہ بدل گیا لیکن تعلیم وخیالات وہی رہے اسی کا اثر ہے کہ مسلمانوں کے انبوہ کے انبوہ اس غلط فہمی میں مبتلا پڑے ہوئے ہیں کہ توکل وقناعت بہترین صفات ہیں ان پر عمل پیرا ہونے والا سچا مسلمان ہے اسلام کسی صحیح تعلیم کا حامل ہے اور اس سے انکار کرنے یا ان کی تاویل کرنے والا گنہگار بلکہ بعض کافر ہو جاتا ہے۔ تارک الصلوٰۃ کو اتنا برا نہیں سمجھا جاتا جتنا برا ان غلط خیالات سے اعراض وانکار کرنے والے کو سمجھا جاتا ہے۔

اولیائے کرام

صبر توکل وقناعت کو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے حصہ نے اپنا وطیرہ عمل بنا رکھا ہے۔ وہ دنیا داروں کے لئے تو سم قاتل ہے لیکن اولیائے کرام کے لئے بقائے روح اور حصول کمال کا ذریعہ ہے اس لئے کہ یہ اسیران پنجۂ عشق ہیں اور ان کی تمام زندگی وجود اپنیات سے تعلق رکھتی ہے کسی نے حضرت یحییٰ بن معاذ سے پوچھا کہ انسان متوکل کب ہوتا ہے آپ نے جواب دیا اس وقت جب وہ خدائے برتر وتوانا کو سچے دل سے اپنا وکیل اور ذمہ دار سمجھ لے۔ حضرت ذوالنون مصری کی رائے ہے کہ ترک تدبیر نفس کا نام توکل ہے جو لوگ متوکل ہوتے ہیں ان کا توکل اس خیال سے قوی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حال کا دانا اور بینا ہے

دو اور گرامی قدر عاشقان ذات صمدیت فرماتے ہیں اور کس شراب محبت پی کر فرماتے ہیں کہ توکل اس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں اپنا کفیل سمجھے نفی شکوک کا نام توکل ہے۔ ترمذی میں بروایت حضرت عمرؓ مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ خدا پر توکل کرو وہ تم کو اس طرح رزق وروزی عطا فرمائے جیسا چڑیوں کو عطا فرماتا ہے۔

مسلم کیلئے صحیح راہ عمل

صحیح راستہ یہی ہے کہ انسان حصول مقصد کے لئے پہلے تمام اسباب ظاہری اور باطنی مجتمع کرے اور اس کے بعد کامیابی کو خدا پر چھوڑ دے ترک اسباب کا نام ہرگز توکل نہیں بلکہ یہ سنت اور ایمان دونوں کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ حدیث شریف میں بھی صاف تصریح موجود ہے کہ سب سے بہتر توکل یہ ہے کہ واجب حق واجب خلق اور واجب نفس کا خیال رکھا جائے۔ حضرت بشر حافیؒ کا قول ہے کہ جو شخص زبان سے "توکلت علی اللہ" کہتا ہے وہ خدا سے جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اگر وہ سچا ہوتا تو جو کچھ خدا کرتا اس پر راضی رہتا۔ بہر حال صوفیا کا نظریہ اپنی نوعیت میں صحیح ہے لیکن کم فہم دنیا داران سے غلط نتائج اخذ کر کے کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔

ایک اور عارف ترین مالک کہہ گئے ہیں کہ متوکل کی شان ایک شیر خوار بچہ جیسی ہے کہ وہ ماں کے سوا کسی کو نہیں جانتا اسی طرح متوکل خدا کے سوا کسی کو کچھ نہیں جانتا بالکل بجا ودرست لیکن دنیا داروں میں اتنا ایقان کہاں ہوتا ہے وہ نہ اس درجہ کو پہنچ سکتے ہیں اور نہ انہیں دنیا میں محض توکل کرکے بیٹھنے سے کامیابی ہوتی ہے بہر کیف مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ وہ ہر توکل نا ٹوٹے رشتہ پہ بندہ پر عامل ہوں جب کوئی کام شروع کریں تو کامیابی کو بالکل خدا پر چھوڑ دیں اور یہ سمجھیں کہ ہم صرف کوشش اور سعی وجہد کے مالک ہیں توکل کی تعلیم اس لئے دی گئی تھی کہ بندہ اور خدا کا تعلق خاطر ہر حال میں قائم رہے انسان اپنے خالق کو کسی حال میں نہ بھولے جب ہر وقت اور ہر موقع پر بندہ خدائے لایزال کا خیال رکھیگا تو لازمی ہے کہ تعلیمات اسلام کی روشنی کو اپنا رہنما بنائے تعلیمات اسلامی انسان کو راہ راست سے بھٹکنے نہیں دیتیں اس طرح کامیابی بالکل لازمی ہو جاتی ہے احادیث میں اس کی بھی تصریح موجود ہے کہ بندہ اپنے زن وفرزند کے لئے رزق کی جتنی جد وجہد کرتا ہے اتنا ہی ثواب پاتا ہے بلکہ ہر وہ سعی جو رزق طیب کے حصول کے لئے کی جائے عبادت میں داخل ہے البتہ جب دولت محض دولت کے لئے کمائی جائے گی اور اس کی محبت آپ کے دل میں راسخ ہونے لگے گی تو ثواب نہ رہیگا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ صحیح تعلیم کی روشنی میں عمل کریں اور فائز المرام ہوں۔

دیگر مذاہب کے پیشوا اور اسلام

(از جناب مولانا مولوی شریف احمد صاحب ایم اے)

دین قیم کی امن آفریں تعلیم

اسلام دنیا میں امن و سلامتی کا دور دورہ قائم کرنے اور انسانیت میں صحیح اخوت و مساوات کی روح پھونکنے کے لئے آیا تھا اور جس ملک میں جب تک اس کا اقتدار رہا وہاں یہی روح کارفرما رہی۔

یہ اسلام ہی کی برکات تھیں کہ دنیا پہلی مرتبہ امن و رواداری کے صحیح تصور سے آشنا ہوئی اور وہ گلشن جو باد صرصر کے جھونکوں سے خزاں کی دستبرد کا شکار بنا ہوا تھا اس میں چشم فلک نے نسیم مشکبار کو عطر بیزیاں کرتے اور اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی آتے دیکھا اسلام سے پیشتر ازمنہ قدیم میں انسانی بستیاں امن و اطمینان کی دولت سے یکسر محروم ہو چکی تھیں اور مصالحت و رواداری کا کہیں نام نہ تھا اور ایک قوم کے دوسری قوم سے ٹکرانے کے مواقع ناپید ہو جاتے تھے تو باہم آویزش کی آندھیاں پوری شدت کے ساتھ افق کو تیرہ و تار بنا دیتی تھیں انسان انسان کا دشمن اور آدمی آدمی کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا ایک قوم دوسری قوم کے استیصال اور ایک مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں کی بربادی و ہلاکت اپنا اولین فرض سمجھتے تھے اور اس ہنگامہ زد و گیر نے دنیا میں ایک تلاطم پیدا کر رکھا تھا۔

ہیروڈوٹس کی تاریخ قدیم کے بچے کھچے اور میسر شدہ اوراق پارینہ کا مطالعہ کیجئے رومی و مصری صحائف کے جزوی ٹکڑے اگر کہیں مل جائیں تو ان کے ورقوں پر ایک نظر ڈال لیجئے ابن خلدون ابن اثیر اور گبن کی تواریخ کے ابواب پڑھئے اور بخت نصر سے لیکر بعثت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دور مبارک اور اس کے بعد چند صدیوں کا وقفہ دیکر اس وقت تک کے حالات کا مشاہدہ فرمائیے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مذاہب کس طرح مذاہب کے دشمن اور اقوام کس طرح اقوام کی بیخ کنی میں منہمک رہی ہیں بت پرستوں نے یہودیوں اور موسیٰ کی امت کو مٹانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ان یہودیوں کو اقتدار حاصل ہوا تو ان بت پرستوں ہی کے استیصال میں نہیں بلکہ ایک جدید مذہب (مذہب عیسوی) کی مخالفت و معاندت میں اس نے کیا کچھ خونریزیاں نہیں کیں پھر عیسائیوں نے ان دونوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے کونسا دقیقہ فروگذاشت کیا اسلام کے خلاف بھی خونریزیاں کی گئیں اور اس کی تباہی و بربادی کے لئے بھی ہر امکانی سعی سے کام لیا گیا غرض ہر نیا مذہب قدیم مذہب کی اور ہر قدیم مذہب جدید مذہب کی تنقیص و استیصال میں سرگرم رہا اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ دنیا میں خون کی ندیاں اور نہریں تک بہا کیں اور مختلف مذاہب کے باہمی تصادم نے ارض عالم کو ایک جہنم کدہ حیات بنا کر رکھ دیا۔

مذہب کی مخالفت کے اسباب

زمانہ نے نیا رنگ بدلا تاریخ کا نیا ورق الٹا یورپ کے ابعد ترین گوشوں سے نشو و ارتقاء کی نئی روشنی رونما ہوئی جس نے پھیلتے پھیلتے اطراف عالم کا احاطہ کر لیا ہو گا اس مغربی حصہ عالم میں مذہب کے نام پر صدیوں تک خوفناک اور لرزہ خیز مظالم ہوتے رہے تھے اور یورپ کا چپہ چپہ اس کی بدولت انسانی خون سے تر ہو چکا تھا اس لئے اس نئی روشنی کے حاملین کو مذہب کے نام سے نفرت ہو گئی اور جا بجا دہریت و الحاد کے نئے کلیسا تیار ہونے لگے باطنی امور پر تو ان کی نگاہ گئی نہیں محض ظاہری عمل کے مشاہدات نے ان میں بیزاری اور نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے انھیں متنفرین کی جماعت نے تاریخیں مرتب کیں گزشتہ حالات پر تصانیف کیں قدیم و سابق زمانہ کے خوفناک مظالم پر تحریری روشنی ڈالی اور ان تمام عدوان و ظلم و طغیان اور جور و تشدد کی ذمہ داری مذہب پر رکھ کر مذہب سے لوگوں کو اور متنفر و بیزار کر دیا حقیقت بھی یہی تھی مذہب کی تعلیمات کے اختلاف اور حاملین مذہب کی نفس پرستیوں نے دنیا والوں کو کچھ اس درجہ برباد کر دیا تھا کہ وہ مذہب کا نام سنکر لرز اٹھتے تھے اور مذاہب پرستوں کا ذکر زبان پر آتے ہی مظالم رفتہ کی ایک خوفناک تصویر ان کی آنکھوں میں پھر جاتی تھی یہ تھے وہ اسباب و عوامل جنہوں نے مذاہب کو بنی نوع انسان کی بربادی کا باعث مشہور کر دیا اور ان کی باہمی تصادم کی ہولناکیاں خوفناک صورت میں سامنے آ کر لوگوں کو ڈرانے لگیں۔

اسلامی تعلیم کے متعلق غلط فہمیاں

یہود اور عیسائی اور ہنود نے اپنی بے بصیرتی اور حقیقت ناشناسی کے باعث اسلام کو بھی دیگر مذاہب جیسا ایک مذہب سمجھ لیا اور تحریر و تقریر کے ذریعہ اس کے خلاف بھی ایسا زبردست پروپیگنڈا کیا کہ دنیا اور دنیا والوں کا ایک حصہ یہ یقین کر بیٹھا کہ اسلامی تعلیمات جہاد امن عالم کے لئے انتہائی خطرناک چیز ہیں اس مذہب کی ترقی کی رہین منت ہے اس کا قدم جہاں پہنچا اس نے مذاہب کو مٹا یا مذہب والوں کو برباد کیا اور وحشت و بربریت کے خیالات ان کے مغلوب دماغ میں راسخ کر دیئے پھر محض اسی پر اکتفا نہ کی گئی بلکہ یہ بھی واضح کیا گیا کہ اس کا مقصد تمام دیگر مذاہب کا استیصال اور دوسری اقوام کے مذہبی پیشواؤں کی تنقیص ہے اور اس کے قبول کر لینے کے معنی تمام انبیاء و اکابر سے انکار و رد اور جملہ مذاہب سابقہ سے اعراض ہے علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ ہر مذہب کی مخالفت کی جائے اور اپنے سوا کسی اور مذہب کو سرسبز و شاداب نہ دیکھا جائے اس سلسلہ میں غلط طریق پر صد ہا مثالیں بھی پیش کی گئیں اور یہ اپنے نزدیک اسلام کو معائب و معاندت کا مجموعہ ثابت کرتے نظر آئے۔

اسلام جدید مذہب نہیں

لیکن یہ خیالات بالکل بے بنیاد اور بے اصل و بے اساس ہیں وجہ بتانے کی ضرورت نہیں قرآن کریم میں جابجا اس امر کی صراحت موجود ہے اسلام کسی اعتبار سے بھی کوئی جدید مذہب نہیں بلکہ اس میں بڑے دعویٰ اور اصرار کے ساتھ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ ایک کامل و اکمل دین ہے جو تمام

ادیان سابقہ کی تصدیق و توثیق کرتا ہے سورہ بقر میں الذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے غیر مذاہب والے آنکھ کھولیں اور اس آیت کو پڑھیں

یاایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبلہ

کیا اس آیت میں مسلمانوں کو خدا و رسول اور قرآن کریم کے ساتھ ان کتابوں پر بھی ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا جو زمانہ ماقبل کے ہادیوں اور رہبران امت پر نازل ہو چکی ہیں کوئی مسلمان مسلمان رہتے ہوئے اس حکم و ارشاد سے اعراض و اباء کی جرات کر سکتا ہے آپ تمام مذاہب کی کتابیں پڑھ جائیے توریت زبور انجیل اور ہنود وغیرہ کے متبرک صحائف کے موجودہ نسخوں کا مطالعہ کیجئے لیکن آپ کو کہیں یہ شان یہ رنگ اور یہ جلوے نظر نہ آئیں گے یہاں صرف تصدیق و توثیق پر اکتفا ہی نہیں کی گئی بلکہ فرزندان توحید کو حکماً متنبہ کیا گیا ہے کہ خدا پر بھی ایمان لاؤ اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر بھی ایمان لاؤ قرآن کریم کو بھی آسمانی و الہامی کتاب سمجھو اور ان مبارک کتابوں کو بھی جو تم سے پہلے امتوں پر نازل ہوئیں اور ہوتی رہیں۔

ہادیوں میں عدم امتیاز

یہ حکم تو تھا کتب سازی کے متعلق اب ہادیوں کے متعلق بھی بارگاہ خداوندی کا ربانی حکم ملاحظہ ہو قرآن کریم میں صاف الفاظ میں مذکور ہے کہ انبیا اور ہادیوں میں کوئی تفرقہ و امتیاز نہ رکھو۔ ایک سچے مذہب کی جو شان ہونی چاہیئے وہ اسلام میں موجود ہے جب خدا ایک ہے اور سب اسی کے بندے ہیں اور وہی سب کا معبود ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ کے پیغمبروں اور اس کے بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجے ہوئے ہادیوں میں کوئی امتیاز روا رکھا جاتا مقصد اصلاح امم ہو تو اس تعلیم کو بندوں تک پہنچانے والے سب ہی مقدس و قابل عزت خیال کئے جانے چاہیئے تھے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم تمام الہامی کتابوں اور جملہ امتوں کے صحائف کی صداقت پر بھی ایمان رکھو اور ان کے ہادیوں اور پیغمبروں پر بھی وقت کے اقتضا اور زمانہ کی ضروریات کے مطابق مختلف کتابیں نازل ہوئیں اور مختلف ہادی مبعوث کئے گئے صرف اس زمانی اختلاف کی بنا پر یہ ناموزوں اور غیر مناسب بھی تھا کہ ان کے درمیان امتیاز روا رکھا جاتا اور کسی کو کسی پر فوقیت دی جاتی چونکہ اس دور میں رسل و رسائل کے ذریعہ محدود تھے جب کسی تعلیم کا اثر سست گیا یا ماننے والے نہیں رہے یا انسانوں کی حالت اس درجہ خراب اور ابتر ہو گئی کہ ان کی اصلاح کے لئے کسی جدید ہادی کے مبعوث کرنے کی ضرورت داعی ہوئی تو خدائے برتر و توانا نے دوسرا نبی مبعوث کر دیا اور حالات کے مطابق اس کی تعلیمات و شریعت میں ترمیم کر دی اس پر وقتاً فوقتاً جو وحی نازل ہوتی رہی اس پر مشتمل جو کتاب مرتب ہوئی اس کا نام بھی دوسرا رکھا گیا۔ بس مذاہب میں اتنا ہی امتیاز اور اتنا ہی فرق ہے جو ازلی گمراہ اور سرمدی بے بصیرت واقع ہوئے تھے انہوں نے اس جدید ہادی اور جدید کتاب کی مخالفت کی اور جنھیں سعادت ایمان حاصل ہوئی وہ نبوی نشانیاں اور پیغمبرانہ علامات دیکھ کر جدید ہادی کو بھی خدا

قدس ہی کا فرستادہ کہکر اس پر ایمان لے آئے اور فائز المرام ہوئے۔

ہر قوم میں ہادی مبعوث ہوئے

ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ ازمنہ قدیم میں زمانہ حاضرہ جیسی سہولتیں حاصل نہ تھیں دنیا اور دنیا والے کرۂ ارض کی وسعتوں میں پھیلے پڑے تھے رسل و رسائل اور پیغام رسانی کے موجودہ ذرائع اس دور میں ناپید تھے اس لئے غیر ممکن تھا کہ ایک ہادی اور ایک پیغمبر کی تعلیم بیک وقت تمام دنیا میں پھیل سکتی اس لئے ایسا ہی ہوا اور ہونا چاہیئے تھا کہ ایک ہی زمانہ میں مختلف اقوام و ممالک کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مختلف ہادی بھیجے گئے جہاں ضرورت سمجھی گئی وہاں کتاب و شریعت بھی جدید نافذ و نازل کر دی اور جہاں ضرورت محسوس نہ کی گئی وہاں رشد و ہدایت کے ایسے موٹے موٹے اصول ہادی کے ذریعہ ان پر واضح کر دیئے گئے جو انھیں ذلت و ضلالت کے گڑھے سے نکال کر نجات و راحت کی بلندی پر فائز کر سکیں اور خدائے قدوس سے بندگی و اطاعت کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر استوار ہو جائے۔

یہ ایک بڑی ناانصافی ہوتی کہ جن بندوں کے کانوں میں ربانی صدا نہ پہنچی ہو انھیں اٹھا کر جہنم میں جھونک دیا جاتا رب قدیم رحمن و رحیم بھی ہے اس کی رحمت و رافت کب اس چیز کی متحمل ہو سکتی تھی اسی لئے اس نے اس اہتمام و لحاظ کو قائم رکھا کہ ہر قوم کی اصلاح و ہدایت کے لئے بار بار ریفارمر اور مصلح یا پیغمبر مبعوث کئے جنہوں نے انھیں صحیح تعلیم سے روشناس کیا اور نجات کی راہ دکھائی جس نے ان کی آواز کو سنا وہ کامیاب ہوئے اور جنہوں نے نفس امارہ کی پیروی کی انہیں یوم نشور کو اپنی معصیت کی پاداش میں سزا بھگتنی ہوگی اس لئے ہمارے علمائے کرام کے ایک صاحب بصیرت گروہ کا خیال ہے کہ جن کانوں تک اتفاق سے رشد و ہدایت کی آواز نہ پہنچی ہوگی وہ بخش دیئے جائیں گے اور اسی عذر پر بخش دیئے جائیں گے انہوں نے یہ بھی صراحت کی ہے اور اندازہ لگایا ہے کہ روز ازل سے لیکر اس وقت تک ارض عالم پر وقتاً فوقتاً تقریباً سوا لاکھ ہادی مبعوث ہوئے ہیں جن میں سے اہم و جلیل ہادیوں کا ذکر قرآن کریم میں کر دیا ہے اور باقیوں کے متعلق صرف کہیں کہیں اشارہ و کنایہ پر اکتفا کی گئی ہے۔

حکم اور حکم کی تشریح

ظاہر ہے کہ اگر ان میں سے جو نمایاں ہادیوں کے نام بھی لکھے جاتے تو قرآن کریم کے تمام صفحات بھی اس کے لیے ناکافی ہوتے قرآن کریم میں پورے ایجاز و اختصار اور بلاغت و فصاحت سے کام لیا گیا ہے اور کوزے میں دریا بند کرنے کی ضرب المثل اپنی تمام صداقتوں اور معانی آفرینیوں کے ساتھ اس کتاب مبارک پر صادق آتی ہے جو کتاب اس درجہ شاندار اس قدر گرانمایہ اور ایسی عدیم المثال اور عدیم النظیر ہو اس میں جا بجا ایجاز اور اشارات و کنایات ہی سے کام لیا جا سکتا تھا اگر آپ کو زبان عربی پر عبور حاصل ہے تو آپ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر غور کریں اور ایک ایک آیت کو غائرانہ نظر سے تلاوت کریں آپ کو معلوم ہوگا کہ جہاں خدائے کارساز نے کوئی حکم دیا ہے وہیں ایک دو لفظوں میں اس کی علت اور اس کا نتیجہ بھی بیان کر دیا ہے نماز کے حکم کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ یہ فواحش سے روکتی ہے روزہ کے ثلاثہ کو تقویٰ کے ایک لفظ

مرکوز کر دیا گیا ہے اسی طرح کہیں لفظوں پر اکتفا کی ہے اور کہیں ذلك اتقی لکھ کر چھوڑ دیا ہے آپ اس علت ومعلول اور "حکم وجہ حکم" کے پر فصاحت و بلاغت بیان کو سمجھ کر پڑھیں گے تو آپ پر از خود ایک ایسا وجودی کا عالم طاری ہو جائے گا اور وجدانی کیفیت میں آپ کو جسم و جان کا ہوش بھی باقی نہ رہے گا ایسی معجزہ کار کتاب اور ایسے معانی آفرین اور بلاغت بار صحیفہ آسمانی میں صراحت تفصیل سے کام لیا جانا غیر ممکن تھا اس لئے اس میں تاریخی کوائف کے اشارات تو آپ کو مل سکیں گے لیکن تفاصیل اوراق تاریخ چمڑے کی جھلیوں درختوں کی چھالوں پتھر کے کتبوں اور آثار قدیمہ کے در و دیوار ہی سے مل سکیں گی۔

قرآنی احکام کی نوعیت

یہاں تو محض اشارات پر عقل سلیم کے قیاسات اور ایمان وایقان کی روشنی میں ماضی پر نظر ہی سے کام چلیگا ایک دفعہ اور سمجھ لیجئے کہ محشر میں کوئی ایسی قوم نہ ہوگی جس سے بازپرس کرنے کے لئے اس کی قوم کا کوئی ہادی یا مبلغ اس امر کی شہادت کے لئے پیش نہ کیا جائے کہ اس قوم تک ربانی تعلیم نہیں پہنچائی گئی اور اس نے اس پر کان نہیں دھرا۔

کوئی ملک کوئی شہر اور کوئی قریہ ایسا نہیں جہاں کوئی داعی حق اور کوئی ہادی نہ بھیجا گیا ہو اور اس نے یہاں کے باشندوں کو راہ حق دکھانے اور رب قدیر کی چوکھٹ پر لاڈالنے کی سعی نہ کی ہو وان من امۃ الا خلافیھا نذیر اس آیت میں تو ہر قوم میں ہادی کے بھیجے جانے کا ذکر ہے لیکن دوسری جگہ رفع اشتباہ کے لئے یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اقوام تو اقوام کوئی انسانی بستی بھی ایسی نہیں جہاں ڈرانے والے اور مصلح نہ آئے ہوئے ہوں آخر خدا پھر خدا ہے وہ خود جو اپنے بندوں پر ماں باپ سے ستر درجہ زیادہ شفقت روا رکھتا ہے یہ کیونکر گوارا کر سکتا تھا کہ اس کے کمزور بندے ظلمت و تاریکی کے طوفان میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھریں گمراہی وضلالت کے غار میں گرے رہیں اس لئے اس نے بالالتزام انسان رشد وہدایت کے لئے داعیان حق بھیجے اور ہر قریہ اور ہر بستی میں بھیجے مامن قریۃ الا خلت فیھا نذیر ولقد بعثنا کل امۃ رسولا ولکل قوم ھاد

قرآن کریم میں ہادیوں کا ذکر

قرآن کریم میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خطاب کر کے خدائے برتر و توانا نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ آپ سے پہلے آپ ہی جیسے بہت سے پیغمبر مبعوث کئے گئے ہیں ان میں سے کچھ کا حال تو تم پر واضح کر دیا گیا ہے اور کتنے ہی ایسے ہیں جن کے متعلق تمھیں کچھ نہیں بتایا ورسلا لم نقصصھم علیك۔

بات یہی ہے جو ہم اس سے پیشتر بھی کہہ چکے کہ قرآن کریم میں نہ سب کا نام لیا گیا ہے اور نہ لیا جا سکتا تھا بہرکیف اس سے یہ واضح ہو گیا کہ دنیا کی کوئی قوم کوئی امت کوئی بستی اور کوئی قریہ ایسا نہیں گزرا کہ اس کی ہدایت کے لئے کوئی نہ کوئی پیغمبر و داعی نہ آیا ہو اور جس نے انھیں صحیح راہ نہ دکھائی ہو اس لئے مسلمانوں پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ انھیں ان داعیوں اور نبیوں کے نام معلوم ہوں یا نہ معلوم ہوں ان کا احترام کریں ان کے نام ادب سے لیں انھیں فرستادہ رب کریم سمجھیں اور ان پر پورا ایمان رکھیں کسی مسلمان کو زیبا نہیں کہ وہ صرف ایک کتاب اور ایک ہی رسول کی صداقت پر ایمان رکھے وہ اپنی شریعت پر عمل پیرا ہو سکتا ہے کسی دوسرے نبی کی شریعت پر عمل کرنے کے لئے مکلف نہیں بنایا گیا لیکن اسے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنے مذہب کے سوا دیگر مذاہب کی تکذیب کرے۔ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرے یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ کے مذاہب کی تصدیق و توثیق سے انکار کر دے۔

کسی ہادی کی تکذیب روا نہیں

اگر کوئی مسلمان کسی کی تکذیب کریگا تو اس کے ایمان میں فرق پڑ جائے گا سورہ نساء کے بارھویں رکوع میں مذکور ہے کہ جو لوگ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اس کے فرستادہ رسولوں کو ایک دوسرے سے جدا نہ سمجھا اور کوئی فرق نہ کیا تو انھیں اجر عظیم عطا کیا جائے گا خداوند قدوس تو غفور رحیم ہے اس میں "اجر عظیم" کے لئے رسولوں میں فرق نہ کرنے کو بھی شرط قرار دیا گیا ہے اسی سورہ کے اکیسویں رکوع میں مزید وضاحت سے کام لیا ہے اور فرمایا ہے کہ:۔

"جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے منحرف و منکر ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے درمیان جدائی ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض پیغمبروں کو ہم مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور یہ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ پیغمبروں کے درمیان مغائرت و تفریق پیدا کر کے کفر و ایمان کے مابین کوئی راستہ اختیار کریں تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"

کتنی سخت وعید ہے اور کفر کی دیگر لازمات میں تو بعض پیغمبروں کے اقرار اور بعض کے انکار کو بھی شامل کر لیا گیا ہے واقعی منجز ہے ہی اتنی ہی اہم خدائے برتر و توانا بندوں سے اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا بلکہ عبادات و معاملات کے متعلق جو اوامر و احکام دیئے ہیں ان سے اس کی غرض اور منشاء حقیقی یہی ہے کہ ان کے اخلاق درست ہوں کسی اعلیٰ وارفع ہستی کا خوف انھیں گمراہ نہ ہونے دے اور ان کا نفس انھیں گمراہی کی طرف نہ لیجائے اگر کوئی فرق روا رکھا جاتا اور بعض کو مانتے اور کسی سے انکار کرتے تو خود سوچ لیجئے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا جنھیں نہ مانا جاتا ان کے پیروؤں سے ایک مستقل جنگ وجدل کی بنیاد قائم ہو جاتی اس کے جواب میں وہ نہ ماننے والوں کے پیغمبروں سے انکار کر بیٹھتے دونوں کے قلوب میں اس انکار سے قدرتاً ایک نفرت وعداوت پیدا ہو جاتی اور ایک لامتناہی خونریزی کا سلسلہ شروع ہو جاتا اس سے روکنے اور اپنے پاک بندوں کا احترام کرانے کے لئے اس نے بندوں کو سب کے احترام اور سب کے ادب کرنے کا حکم دیا اور بہت مناسب حکم دیا۔

یہ تو ہر داعیان حق اور انبیاء علیہم السلام کا معاملہ ہے خدائے قدوس تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ کسی بت پرست قوم کے بتوں کو برا کہا جائے اس لئے کہ وہ خوب سمجھتا ہے کہ بتوں کو برا کہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بت پرست انبیاء کی تنقیص کرنے لگیں گے اور اس سے باہمی تصادم کے شدید خطرات پیدا ہو جائیں گے۔

———— (۰۰) ————

ایمان بالانبیا کی یکسانیت

خدائے برتر و توانا نے سورہ شوریٰ میں فرمایا ہے

"شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ"

ہم نے تمہارے دین وملت کے لئے کوئی جداگانہ راستہ نہیں مقرر کیا بلکہ یہ وہی راستہ ہے جس پر چلنے کا حکم نوح کو دیا گیا تھا اسی راستہ کے متعلق تمہیں وحی بھیجی گئی ہم نے ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں فرق و امتیاز پیدا نہ کرنا۔

اس سے ایمان بالانبیا کی یکسانیت واضح ہے اور یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ مختلف پیغمبران اور انبیا علیہم السلام کی تعلیم میں کوئی اصولی فرق و بعد نہیں حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے ایک ہی چیز ہے جو با اوقات منعکس ہوتی رہی تعلیمات کی جزئیات میں تو اختلافات لازمی تھے اسلئے کہ جماعتی خصوصیات الگ، ملکی آب و ہوا جدا اور اقوام کی رجحان طبع مختلف ہے دعوت و ہدایت میں ضرور اشتراک رہا

اس سے صاف طور پر واضح ہوگیا کہ تمام ہادی اور تمام شریعتیں ایک ہی آفتاب کی کرنیں ہیں اور ایک ہی شجر کی متفرق شاخیں ہیں سب کے سر ایک ہی معبود اور ایک ہی رب قدیر کے سامنے جھکتے ہیں وہی سب کا آقا اور سب اس کے بندے ہیں نحن لہ مسلمون۔

ملت ابراہیمی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بعثت سے پیشتر تمام ہادیوں کی تعلیمات ایک حد تک منفردانہ حیثیت رکھتی تھیں لیکن آپ کی بعثت کے بعد اس میں ایک نظم و ارتباط پیدا ہو گیا اور انھوں نے اپنی زبان مبارک سے جس تعبد و فرمانبرداری کا عہد کیا تھا اسی کا اعادہ تمام پیغمبر اپنے اپنے وقت میں کرتے چلے آئے واذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ ووصی بہا ابراہیم بنیہ ویعقوب یا بنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ ہماری فرمانبرداری کرو تو عرض کیا کہ میں اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہوں ابراہیم نے اسی طریقہ و مسلک کے متعلق اپنے بیٹوں کو بھی وصیت کی اور یعقوب کو بھی کہ بیٹا خدا نے تمہارے لئے اسی طریقہ اسلام کو پسند کیا ہے اور تم اسی طریق پر مرنا اور آخر دم تک قائم رہنا۔

آپ کے بعد آپ کی اولاد و احفاد یہی تعلیم توحید کی مبلغ رہی اور ان کی زبانوں سے ہمیشہ "نحن لہ مسلمون" کے نعرے نکلتے رہے آپ دنیا بھر کے تمام مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کر جایئے دوسرے مذہب کے پیشوا اول کی تعظیم و تصدیق اور عزت و احترام کے ایسے تعلیم اور مواد احکام اسلام کے علاوہ اور کہیں نظر نہ آئینگے جو وسیع الخیالی اور رواداری قرآن کریم میں موجود ہے اس کی نظیر کسی آسمانی کتاب میں ڈھونڈھے بھی نہ ملیگی کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ ایسے عدیم المثال اور روادار مذہب کے متعلق معاندین ملت کی طرف سے گوناگوں غلط فہمیاں پھیلائی جائیں اور یہ کہا جائے کہ اسلام میں وحشت و بربریت کا عنصر غالب ہے اور دنیا میں اسکی اشاعت تلوار کی تباہ کاریوں ہی کی رہین منت ہے۔

عیسائی مذہب کی تعلیمات پر غور کیجئے انجیل میں صاف مذکور ہے کہ عیسائیوں کے سوا کسی کی نجات نہ ہوگی اور اس کے سوا جتنے مذاہب ہیں وہ سب باطل ہیں اس نے جب دنیا پر فروغ حاصل کیا یہودیوں اور دیگر بت پرست قوموں کو قتل کرنا شروع کر دیا کسی کی رورعایت نہیں کی اس مذہب میں عیسائیوں کے سوا کسی مذہب والے کی کوئی عزت نہیں اور نہ کسی مذہب کے پیشوا اس کے نزدیک قابل احترام ہیں دیگر مذہب والے تو ایک طرف اس میں اپنے مذہب کے حقوق کا بھی کوئی پاس لحاظ نہیں اور عورتوں کو تو انسانیت کے درجے ہی سے گرا دیا گیا ہے ہنود کی یہ حالت ہے کہ وہ ہندوؤں کے سوا تمام قوموں اور قوموں کے تمام افراد کو ملیچھ اور ناپاک سمجھتے ہیں کسی دوسرے کے ہاتھ کا چھوا کھانا ممنوع ہے نہ وہ کسی کے ساتھ "روٹی بیٹی" کا تعلق رکھ سکتے ہیں اس سے زیادہ تنگدلی کا اور ثبوت کیا ہوگا کہ ہندو دیت کسی دوسرے مذہب والے کو اپنے اندر جذب کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی ہزار ہا برس سے اسکا دائرہ محدود ہے اور ہندو دیت کے قبول و تسلیم کا اس کے اندر کوئی رواج نہیں۔

اب ضرور ہندو دیت کے اندر ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو دوسرے اقوام کے لوگوں کو شدھ کر کے ہندو بنا لینا ہے لیکن اس کا سہرا ہندو دیت کے کسی مذہبی اصول کے سر نہیں بلکہ یہ ایک ترمیم ہے جو سیاسی مصالح کی پیش نظر ہندو دیت میں روا رکھ لی گئی ہے پھر کوئی کتنا ہی شریف ہو کتنا ہی بلند درجہ رکھتا ہو ہندو دیت میں شدھ ہونے کے بعد بعض جنم کے ہندوؤں کے برابر اسے درجہ نہ دے گی اور کوئی ایک ہندو بھی اپنے دھرم کے اصول کے پیش نظر اسے رشتہ کی دینے پر آمادہ ہو گا اور نہ آزادی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکے گا چند آزاد خیال افراد کے سوا ان کی اکثریت ایسی ہوگی جو اس کے ہاتھ کا چھوا کھانا تو ایک طرف ہاتھ میں لینے پر بھی تیار نہ ہوگا گویا یہ صرف اسماً ہندو ہوں گے اور عملاً ایک جداگانہ فرقہ جو نہ ہندوؤں میں شامل ہوگا اور نہ مسلمانوں میں۔

تحقیق کر لیجئے کہ اس وقت ہندوؤں میں سات کروڑ سے زیادہ مخلوق ایسی ہے جو کہنے کو ہندو ہی ہے لیکن عملی اعتبار سے اس کی حالت حیوانوں سے بھی بدتر ہے اعلیٰ ذات کے ہنود کتے کو گود میں بٹھالیں گے اس کا جھوٹا کھالیں گے گائے اور بکری کو گھر میں آنے دیں گے لیکن اس امر کے کبھی روادار نہ ہوں گے کہ ان کے یہ ہندو کہلانے والے بھائی ان کے ساتھ کھانا تو ایک طرف اور پاس بیٹھنا تو در کنار ان کے قریب بھی پھٹک سکیں اور ان کے پاس قدم رکھ سکیں یہی حالت یہودیوں پارسیوں اور بدھوں کی ہے ان سے گفتگو کر کے دیکھ لیجئے غیر ممکن ہے کہ وہ آپ کے مذہب کو دین حق قرار دینے اور آپ کے پیشوایان مذہب کی عزت اپنے پیشوایان مذہب کے عشر عشیر بھی کرنے کے لئے تیار ہو۔

اسلام کی رواداری

بخلاف ازیں وہ آپکے مذہب کی کھلے الفاظ میں تحقیر نہیں تو تکذیب پر تو ضرور

آمادہ ہو جائے گا۔

یہ اسلام اور محض اسلام ہی ہے جو لا نفرق بین احد من رسلہ کے اصول کو لیکر دنیا میں آیا اور ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کی رواداریانہ مشعل لیکر ارض عالم کے تاریک ترین گوشوں میں روشنی پھیلاتا پھر رہا ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کا پروردگار رب العالمین ہے تمام بنی نوع انسان کا آقا و خالق ہے سب پر مہربان ہے ہر قوم پر کرم کرتا ہے یہ معاندت و مخالفت کا نہیں امن و محبت کا پیغام سناتا ہے اور تنگدلی و تعصب اس کے نزدیک ایک مردود و مطرود شے ہے۔

اسلام میں کسی مذہب کی تکذیب روا نہیں یہ کسی ملت اور کسی دھرم کی کتابوں اور ان کے ہادیوں کی مذمت گوارا نہیں کرتا دیگر اقوام و مذاہب کے امیال و عواطف کی پاسداری اور جذبات و احساسات کا لحاظ اس مذہب میں جس قدر رکھا گیا ہے اس کی مثال آپ کو کہیں مل سکے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الخلق عیال اللہ کہ مخلوق خدائے برتر و توانا کا گھرانا ہے یہ الفاظ تو محض استعارتاً کہے گئے ہیں مگر ان کا مطلب و منشا یہی ہے کہ تمام بنی نوع انسان کی راحت و تسکین کا خیال رکھا جائے اور مسلمانوں کو ایک لطیف پیرایہ میں متنبہ کر دیا جائے کہ خدائے ذوالجلال کے نزدیک تمام بندے اور تمام مخلوق یکساں شفقت و برتاؤ کے مستحق ہے محض اس خیال سے کہ فلاں شخص فلاں مذہب سے تعلق رکھتا ہے کسی بے پروائی و بے اعتنائی کا ہرگز مستحق نہیں۔

غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ

اب تک تو ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ اسلام ایک روادار مذہب ہے اور اس میں شفقت علی المخلوق کے ابواب حد و انتہا سے متجاوز ہیں کوئی مسلمان مذہباً کسی دوسرے مذہب کے آدمی کو تکلیف نہیں دے سکتا اور جب قرآن کریم سے یہ واضح ہو گیا کہ دوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور ہادیوں کی مذمت و تکفیر تو ایک طرف ان کا احترام لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے اور متنبہ کر دیا گیا ہے کہ تم تبدیلی تک کو مبرانہ لو اور خوب سمجھ لو کہ ان کے ہادی خدائے قدوس کے فرستادہ تھے یہ گمراہ تو ہو سکتے ہیں لیکن ان کے راستوں کو شیطانی راستے نہیں قرار دیا جا سکتا تو اخلاق ہی کیا باقی رہ اور یہ کیونکر گوارا کیا جا سکتا ہے کہ محض اختلافات مذہبی کی بنا پر کسی کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔

ایک اہم نکتہ

یہاں پر یہ اشتباہ ضرور پیدا ہو سکتا ہے کہ جب تمام مذاہب خدائے برتر و توانا ہی کی طرف سے ہیں اور ان کے ہادیوں اور پیغمبروں کی بعثت بھی اسی کی طرف سے ہوئی تو آخر ہر ہادی کا نیا دین لانا اور دنیا کے سامنے نیا راستہ پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے اس کے متعلق ہم اس مضمون میں اشارات کر چکے ہیں اور پھر واضح کرتے ہیں کہ جوں جوں دنیا ترقی کرتی اور آگے بڑھتی گئی حالات میں تغیر و تبدل پیدا ہوتا گیا نئی نئی ضرورتیں پیدا ہونے لگیں تو ان کے لئے نئی شریعت نئے ہادی اور نئے راستے کے تعین کی بھی ضرورت داعی ہوئی۔

آخر سرور کائنات مخزن عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا گو یا اس وقت بھی زمانہ کی حالت بہت نازک و زبوں تھی لیکن اصلی صورت تو یہ تھی کہ خدائے قدوس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اب حالات اس قدر نشو و ارتقا حاصل کر چکے ہیں یا زمانہ مستقبل میں حد ارتقا حاصل کرنے کے امکانات ہیں کہ کسی مزید ہادی و رہبر کی ضرورت نہیں ظاہر اروم و ایران میں تہذیب و شائستگی کا اجالا ہو چکا تھا اور اس میں محض ایک جنگل پیدا کرنے کی کسر باقی رہ گئی تھی اس لئے مناسب یہی سمجھا گیا کہ آپ کو خاتم النبیین کا منصب عطا کر کے آئندہ کے لئے روحانی پیغمبروں اور ہادیوں کا سلسلہ بند و مسدود کیا جائے اور ان کی تعلیم کو اس درجہ مکمل کر دیا جائے کہ آئندہ کسی مزید کتاب اور مزید تعلیم کی ضرورت باقی نہ رہے اور ضرورت داعی بھی ہو تو ملت کے مصلح ملت کے ہادی و رہبر اور ملت کے علماء و اکابر اسی تعلیم کی روشنی میں اصلاح اور ارتفاع اخلاق کی خدمت بآسانی ادا کر سکیں۔

قدرت کو علم تھا کہ مستقبل قریب میں ریل تار و ڈاک کے بہترین انتظام کے ساتھ لاسلکی کا بھی انتظام ہو جائیگا دنوں کا راستہ گھنٹوں اور گھنٹوں کا لمحوں میں طے ہونے لگیگا زمین کی فضا میں پہنچ جائینگی دنیا مخلوق کا ایک گھرانا بنجائیگی اور حمل و نقل کے ذرائع بہت آسان ہو جائینگے ظاہر ہے کہ جب یہ نقشے آنکھوں کے سامنے ہوں اور ایک مبلغ دنوں میں ہزاروں میل کا فاصلہ طے کرکے دین قیم کا پیغام ایک حصہ عالم سے اٹھکر دوسرے حصہ عالم میں پہنچا سکے تو جدید ہادی کی ضرورت کیا باقی رہجاتی ہے جب دنیا کے ٹکڑے دنیا سے علیحدہ تھے اس وقت کی مقتضیات ایسے ترقی یافتہ زمانہ کے مطابق نہیں ہو سکتی تھیں یہی اسباب و علل تھے کہ ربانی پیشواؤں کا مبعوث کیا جانا موقوف ہوا اور آپ کی تعلیم دیکھتے دیکھتے تمام ارض عالم پر محیط ہو گئی۔

دنیا کا بہترین اور آخری مذہب

گو اسلام کے نزدیک تمام مذاہب حق ہیں اور کسی کی تنقیص و مذمت جائز نہیں لیکن چونکہ دین اسلام آخری دین اور آخری مذہب ہے اور اس کی تعلیم ہر اعتبار سے مکمل اور مبنی بر فطرت کر دی گئی ہے اس لئے دیگر ادیان کو منسوخ کرکے دنیا کا بہترین مذہب اسلام قرار دیا گیا اور اسی کی طرف سب کو دعوت دیگئی ظاہر ہے کہ اس تنسیخ سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ مذاہب جھوٹے تھے اور ان کی تعلیم درست نہیں تھی اپنے وقت اور زمانہ کے اعتبار سے ان کی صداقت مسلم ہے اور عہد قدیم میں واقعی یہ حق و صداقت کے داعی تھے لیکن بعد کو انھیں زائد المیعاد قرار دیکر ان کی بجائے ایک ایسے دین مذہب کی بنائیں استوار کی گئیں جو کسی خاص قوم خاص ملک اور خاص نسل کے لئے نہو بلکہ پورے کرہ ارضی کی ضروریات کا کفیل ہو اور ہر ملک و آب و ہوا اور ہر قوم کے فطری رجحانات اور حالات کا لحاظ رکھا گیا ہو جس طرح خدائے قدوس نے اپنے انبیاء کے ذریعہ عاد و ثمود اور بنی اسرائیل کو دعوت دی اور عیسویت اور یہودیت کو نشو و نما دی اسی طرح دنیا کو اسلام کی طرف دعوت دیگئی اور اس لئے دیکھئے کہ اب زمانہ اور وقت کا سب سے بہتر مذہب یہی رکھا گیا اور انسانوں کے لئے مفید اور سود مند اسے ہی سمجھا گیا۔

کل ہی کی بات ہے کہ یورپ اور ہندوستان اسلامی اصول جہاد طلاق تعدد ازدواج وراثت اور دیگر آئین و احکام پر زبان طعن دراز کر رہا تھا

اور ان کے خیالی و قیاسی استقام بڑھا چڑھا کر دنیا کے سامنے پیش کئے جا رہے تھے لیکن آج آپ دیکھیئے کہ یہ خود ان کی تعریف ہی پر مجبور نہیں ہوئے بلکہ انھیں اخذ کرتے چلے جا رہے ہیں اور انھیں ان کی سود مندی ضرورت اور اہمیت کا پورا احساس ہوگیا ہے۔ مساوات و اخوت کا اسلامی اصول بھی تمام اقوام اختیار کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مسلمانوں کو اب تک کسی مذہب سے کسی اصول کے استخراج و اخذ کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور دیگر مذاہب و اقوام کو اس نشو و ارتقا کے زمانہ میں بھی اسلامی اصولوں کے تسلیم کی ضرورت داعی ہو رہی ہے اور یہی اس کی صداقت، عمومیت، عالمگیریت اور مبنی بر فطرت ہونے کا ثبوت ہے اور اسی صداقت و فطری حیثیت کی بنا پر اسے دقت کا تنہا مذہب قرار دیا گیا۔

فتنہ و فساد کی مذمت

جو مذہب کسی دنیا کے مذہب کی تکذیب و تحقیر نہ رکھتا ہو تمام ہادیوں کی عزت روا رکھتا ہو کیونکر ممکن ہے کہ وہ تعصب و تنگدلی کا روا دار ہو اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ ظلم و زیادتی روا رکھے قرآن کریم میں شر و فساد کی سب سے زیادہ مذمت کی گئی ہے اور الفتنۃ اشد من القتل اسلام کی ایک بہت مشہور و عیب ہے احادیث مذکور ہے کہ کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے یا خوف دلائے۔

ایک آدمی نے کسی شخص کا جوتا چھپا دیا یہ حرکت محض ہنسی اور تمسخر کے طور پر کی گئی تھی سرکار دو عالم نے فرمایا کسی مسلمان کو حیران کرنا یا ڈرانا ظلم عظیم ہے۔

قیامت میں سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا قاتل کا فرض اور نفل کچھ بھی قبول نہیں۔ جس نے کسی معاہد اور ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔ جس نے کسی ذمی کو قتل کیا اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیگا۔

ذمی اور معاہد اس کافر کو کہتے ہیں جو مسلمانوں کی حکومت میں رہتا ہو یا مسلمانوں سے اس کا معاہدہ ہو یہاں محض لفظی فرق ہے ورنہ مفہوم ایک ہی ہے مگر اس سے واضح یہ ہوتا ہے کہ یہ احکام ان کافروں کے لئے ہیں جو عہد حکومت اسلام میں آباد ہوں یا جن سے مسلمانوں کا معاہدہ ہو لیکن ملحوظ رہے کہ دور اول میں کافروں کی یہ حالت تھی کہ جن سے معاہدہ نہیں ہوتا تھا وہ عملاً دشمن ہوتے تھے اور جب وہ جا بیٹھتے تھے مسلمانوں پر آ پڑتے تھے آجکل جیسی غیر جانبدارانہ حالتیں نہیں تھیں یا معاہد و ذمی تھے یا دشمن بہر حال انہی احکام سے غیر مسلم اشخاص سے سلوک کا اندازہ کر لینا چاہیئے اور یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس کی رواداریوں اغیار نوازیوں اور امن پرستیوں کی نظیر کہیں ڈھونڈے بھی نہیں مل سکے گی اگر کوئی مسلمان اس کے خلاف کوئی اقدام عمل کرتا ہے تو وہ گناہگار ہے اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہے نہ کہ اسلام پر۔

تعلیم اسلام اور مسلمان

جو بد بین اور متعصب اشخاص اسلام اور پیروان اسلام کو بدنام کرتے اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اس مذہب کو جنگجو مذہب بتاتے ہیں وہ انتہائی غلطی پر ہیں اور ان کا یہ خیال یا تو تعصب پر مبنی یا غلط فہمی پر اسلام محض اعتقادات و عبادات کا نام نہیں بلکہ یہ ایک کمل نظام اور کامل آئین حیات ہے زندگی اور زندگی کی تمام جزئیات کا اس میں خیال رکھا گیا ہے اور کوئی سیاسی مذہبی اجتماعی تجارتی صنعتی علمی اور معاشرتی معاملہ ایسا نہیں جس کے متعلق اسلام میں پوری رہنمائی موجود نہ ہو اسلام میں تمام صراحت موجود ہے کہ اعزہ و اقارب دوست و احباب اغیار و اجانب ہمسایوں اور محلہ والوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ کونسا برتاؤ بہتر ہے امن و جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے فرائض کیا ہیں اور مسلمانوں کو زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیئے۔ افسوس ہو کہ مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ دیا اور دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے جب تک انہوں نے اسلام کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا اس وقت تک دنیا ان کی رہی اور اقبال و عزت کے جھنڈے ان کے سروں پر سایہ فگن رہے۔

عورت نے کمال کیا

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے دہرم پور میں پورے پچاس آریہ پنڈتوں سے مقابلہ کیا اور ایسا مباحثہ کیا کہ بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو القاسم جناب مولانا حسن الدین صاحب خاکبش ایرانی نے بطرز ناول دو سو صفحات میں لکھا ہے سارا مباحثہ قلمبند ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا تک حرام ہو جاتی ہے اس کے مطالعہ سے بارہ سال کا بچہ اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے

قیمت دس آنے محصولڈاک ۶ / کل عہ /

پتہ :- مینجر حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما معری حمائل

معجز نما حمائل مترجم اور معجز نما قرآن کارڈ سائز کو دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حمائل کس قدر اعلیٰ پایہ کی چھپی ہوگی تازہ ایڈیشن تو چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہے اس قدر لاجواب اور چمکدار چھپی ہے کہ باوجود کارڈ سائز ہونے کے ذرا بھی نگاہ پر بار نہیں ہوتا کاغذ نہایت سفید رنگ کا صاف ہے اور جرمنی کا خاص طور بنا ہوا ہے بہت آسانی سے جیب میں آجاتی ہے ہدیہ .... مجلد پارچہ ۱۴ /

تین جلد .... مجلد پارچہ دو روپے آٹھ آنے

تین جلد پر محصولڈاک دس آنے اور ایک جلد ۷ / خرچ ہوتا ہے اس لئے تین جلدیں منگانے میں فائدہ ہے تین جلد منگائیے۔

پتہ :- مینجر حمیدیہ پریس دہلی

تاج اسلام کا ایک ٹوٹا ہوا ہیرا

(از جناب مولانا ظہیر احمد صاحب مراد)

ارض کشمیر کے تاریخی و تمدنی حالات

ریاست کشمیر دو صوبوں جموں اور کشمیر پر مشتمل ہے وہ علاقہ جسے حقیقی معنوں میں کشمیر کہا جاتا ہے ساٹھ میل طویل اور دس بارہ میل عریض ایک وادی ہے اس وادی کے درمیان سے طولاً دریائے جہلم گذرتا اور اس کی زمین کو زرخیز و زرریز بناتا چلا جاتا ہے میدان کے چاروں طرف سبز پوش پہاڑ اور کوہستانی سلسلہ ہیں جو کوہ ہمالیہ کے دامن تک بڑھتے اور پھیلے چلے گئے ہیں یہ وادی اس قدر خوبصورت پرفضا نکہت بیز اور پھولوں سے لدی ہوئی ہے کہ انسان یہاں پہنچکر مسحور ہو جاتا ہے اور شاعرانہ طبیعتوں پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے سبزہ کی کوئی انتہا نہیں حد نگاہ تک تمدنی مخمل کا ایک فرش بچھا ہوا نظر آتا ہے جس پر قدرت کی ریا نوازیوں نے رنگ برنگ کے پھولوں سے گلکاریاں کی ہیں اور پوری فضا کو گلہائے عنبریں کی بھینی بھینی خوشبوؤں سے سلسلہ بنا دیا ہے جا بجا باغات ہیں زعفران کے کھیت دور دور تک لہلہاتے چلے گئے ہیں اور سرسبز شجر میووں سے لدے خاموشانہ جھوم رہے ہیں۔

بلبل کے نالے اور طیور خوش سنج کے نغمے الحان کو مست بنا دیتے ہیں چنار کی قطاریں اور سبزہ قدان فطرت کا نظارہ نہایت روح پرور ہیں جھیلوں نہروں اور آبشاروں کی کثرت ہے گویا قدرت نے اپنی فیاضیاں اور دریا بخشیاں اس علاقہ پر ختم کر دی ہیں یہاں کی فضا اور یہاں کا حسن شہرۂ آفاق ہے آپ اس علاقہ کے جس حصہ اور جس علاقہ اور جس گوشہ میں جائیں گے وہاں سبزہ و آب اور گل و گلزار کی فراوانی اور بہتات نظر آئیگی اگر یورپ کی ترقیاں ہندوستان کو بھی منور بنا سکتیں تو کشمیر کے سامنے سوئزرلینڈ کی شہرت گرد ہو گئی ہوتی۔

مغلیہ فرمانرواؤں کی نفاست پسندی مشہور زمانہ حقیقت ہے دنیا کا کوئی تاجدار اس صفت میں ان کے مقابلہ پر نہیں آسکتا ان کی یہ حالت تھی کہ کشمیر کو انھوں نے اس عہد میں جبکہ نقل و حرکت اور آمد و رفت کے ذرائع بہت دشوار اور صعوبت افزا تھے اپنا گرمائی دارالسلطنت بنا رکھا تھا ان کا موسم گرما اور موسم برشگال اکثر اسی کشمیر جنت نظیر میں گذرتا تھا اور اسے جنت نظیر کا خطاب بھی انھیں نے عطا کیا تھا۔

آج بھی کشمیر میں اس عظیم بادشاہ خاندان کی سیرگاہیں پارک اور قصر موجود ہیں جو دیکھنے والوں کو ایک عبرتناک درس سنا تی اور بے ثباتی عالم کا ایک موثر نظارہ آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہیں۔

جموں اور کشمیر کا تفاوت

جموں ایک کوہستانی خطہ ہے اور آب و ہوا زبان مراسم اور معاشرت کے اعتبار سے کشمیر بالکل مختلف ہے کشمیر میں نوے فیصدی مسلمان آباد ہیں اور جموں میں ۸۰۔۸۵ فیصدی کشمیر کی صنعت و حرفت کسی زمانہ میں عالمگیر حیثیت رکھتی تھی اور یہاں ریشم، کڑھائی، اون اور کاغذ سازی کا کاروبار اس قدر ترقی کو پہنچا ہوا تھا کہ یہاں سے بعید ترین ملکوں تک کو جاتا تھا اور فروخت ہوتا تھا کاغذ کی صنعت تو مٹ گئی باقی صنعتیں اب بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔

باشندوں کا عام پیشہ زراعت اور چرواہی ہے یہاں کے لوگ ہوٹل چلانے کا بھی پیشہ کرتے ہیں سیاحوں کا ہجوم رہتا ہے اس لئے یہاں ہوٹل کافی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔

وادی کشمیر کے چاروں طرف جو بلند و بالا پہاڑ ہیں وہ بھی حد درجہ خوبصورت اور خوشنما ہیں اور گھنے جنگلوں سے پٹے پڑے ہیں جن میں سے لکڑی کاٹ کر پنجاب تک بھیجی جاتی ہے موسم گرما بہت خوشگوار ہوتا ہے اور سردیوں میں بکثرت برف پڑتی ہے باشندے نہایت ذکی فہیم اور دانشمند ہیں لیکن حکومت کا دباؤ اور اقتدار و فتری نظام انھیں ابھرنے نہیں دیتا تاہم اب ان میں ایک عام بیداری رونما ہے

کشمیر کی تاریخ کا مختصر بیان

کشمیر ایک بہت قدیم ملک ہے اور مسلمانوں نے اس پر ابتداء ہی میں قبضہ کر لیا تھا۔ غزنی کابل آگرہ دہلی سے اس پر حکومت ہوتی رہی اور صوبیدار اس کا انتظام کرتے رہتے ہر صوبیدار نے اپنی حیثیت کے مطابق اس کی ترقی میں سعی و جہد کی جب مرکزی حکومت کمزور ہو جاتی تو یہاں کے صوبیدار آزاد حکومتیں قائم کر لیتے یہاں کے آزاد اور خود مختار مسلم فرمانرواؤں نے بھی اپنے اپنے عہد میں یہاں بڑے طمطراق اور شان و شکوہ کے ساتھ حکومت کی ہے اور بعض اوقات تو ایسا ہوا ہے کہ ملک سندھ اور پنجاب و سرحد کے اضلاع بھی اسی خطہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور کشمیر کی حکومت وسیع و عظیم ہو گئی کشمیر میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال سے بھی زیادہ حکومت کی ہے اور بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ اس ملک میں گذرے ہیں انھیں تاجداروں میں شہنشاہ جلال الدین اکبر سے بیشتر ۸۵ سال بیشتر ایک نامور بادشاہ سلطان زین العابدین ہو گذرا ہے جس نے اس طمطراق اور اس آن بان کے ساتھ تیس سال اس ملک پر حکومت کی کہ آجتک اس کا نام کشمیر کے بچے بچے کی زبان پر ہے۔

اس کی حکومت جسموں ہی پر نہیں دلوں پر بھی تھی اس پر نہ صرف ارض کشمیر بلکہ پورا ہندوستان آج بھی نازاں ہے اور ہم دنیا کے بڑے بڑے نیک نام اور عظیم الشان فرمانرواؤں کے مقابلہ میں اس کا نام پیش کر سکتے ہیں اس کے نزدیک ہندو مسلمان یکساں تھے دونوں کو ایک نگاہ سے دیکھتا تھا اس مختصر مضمون میں اتنی تو گنجائش نہیں کہ اس کے جملہ کارنامہائے زندگی پر تبصرہ کیا جا سکے البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اپنے عہد حکومت میں کشمیر کو عظمت و ترقی کی شہ نشین پر بٹھا دیا اور اسے بیحد ترقی دی بنر رعایا کے ساتھ اس کا برتاؤ ہمیشہ پدرانہ رہا مسلمانوں کے

ساتھ اس نے جو سلوک روا رکھا وہ تو رشار کھا ہی کہ دریا کا کام سیرابی ہے اور بنجر اور میدان کو وہ یکساں سیراب کرتا ہے لیکن ان ہنود کشمیر کے اجداد کے ساتھ جو آج مسلمانوں کے حقوق و مفاد پر تسلط جمانے بیٹھے ہیں وہ اس نے جو سلوک کیا اس کا اجمالی خاکہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں

سلطان زین العابدین کے کارنامہ ہائے عمل

سلطان زین العابدین اپنے عہد کا بہت بڑا تھا اور رعیت نوازی اور فضلا نوازی میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا ہندوؤں کے مقامات مقدسہ ان کی متبرک عمارات اور ان کے علماء و فضلاء کے ساتھ اس نے جس انصاف و مدارات کا برتاؤ کیا اس کی شاہد تاریخ ہی نہیں بلکہ برادران وطن کو بھی اس کا اعتراف ہے اس کے باپ کے زمانہ میں بچے کشمیری پنڈت نقل وطن کر کے پنجاب دہلی لکھنؤ الہ آباد اور بنارس کی طرف چلے گئے تھے جب یہ سریر آرائے سلطنت ہوا تو اس نے ان سب کو مخصوص ایلچی بھیجکر انھیں بلوایا اور جاگیریں اور مراعات عطا کیں۔

اکبر کی طرح اس نے بھی جزیہ بند کر دیا تھا واپس شدہ پنڈتوں میں بڑی تعداد تنگدست ہو چکی تھی ان میں سے جو لائق تھے انھیں ملازم رکھ لیا گیا اور جو بہت ہی غریب اور سادہ تھے ان کے لئے لنگر خانے قائم کر دیئے ان لنگر خانوں سے انھیں اور ان کے ساتھ دوسرے ہندو غرباء کو دونوں وقت پکا پکایا کھانا ملتا تھا سری نگر کا جو گی لنگر اسی لنگر خانہ کا نام ہے جو پہلے پہل اس سلطان نے قائم کیا تھا۔ مندر شنکر اچارج جب شکستہ ہونے لگا تو اس نے خزانہ شاہی سے اس کی مرمت کرا دی پنڈتوں کی تعلیم کے لئے سرکاری طور پر پاٹ شالائیں قائم کی گئی سلطنت مسلمانوں کی تھی ملک میں کثرت بھی مسلمانوں کی تھی اس لئے ذبیحہ گاؤ کا رواج عام تھا اس نے خیال کیا کہ ہندو قلیل التعداد ہی سہی لیکن ہیں تو میری رعایا اور برہمن ہونے کے باعث انھیں اس سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے اس نے حکماً ذبیحہ گاؤ کی ممانعت کر دی

رواداری کی حیرت انگیز مثال

اس کی رعیت نوازی کی مثال نہیں ختم نہیں ہوتی اور سنئے اس کے ایک بیٹے نے ایک برہمن لڑکی کو چھیڑا پرچہ نویس نے سلطان تک بھی اس کی اطلاع پہنچا دی یہ سنکر سلطان کو بہت رنج اور شرمندگی ہوئی دربار سے اٹھا اور خود برہمن کے گھر پہنچکر اس سے معافی مانگی کہنے کو یہ معمولی بات ہے لیکن اگر شاہی جبروت و جلال اور اس دور کے بادشاہ تو ایک طرف اگر کوتوالوں اور سپاہیوں کی مثالوں کو بھی پیش نظر رکھکر غور کیا جائے تو سلطان کی نیک نہادی اور ہندو نوازی کا ایک نہایت موثر نقشہ ہماری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے کہاں سلطان اور کہاں رعیت کا ایک فرد اور پھر ہندو کوئی خدا کا سچا بندہ اور خدا ترس مسلمان ہی اس کا خیال کر سکتا ہے سلطان نہ رہا۔ . . . . لیکن اس کے اس زریں سلوک کی یادگار صفحات عالم پر کندہ و منقوش ہو کر رہ گئی ہندوؤں کو غور کرنا چاہیئے کہ مسلم تاجداروں نے جنھیں وحشی و متعصب کہا جاتا ہے ان کے ساتھ اپنے عہد اقبال میں کیسے کیسے عدیم المثال اور عدیم النظیر برتاؤ کئے ہیں۔

سلطان امرا تو جی اور شاردا جی کے تیرتھوں پر بھی جایا کرتا تھا وہاں اس نے اپنے مصارف سے ہندو زائرین کے آرام کے لئے عمارتیں بھی تعمیر کرائیں دفاتر کی زبان فارسی تھی ہندو اس کی تحصیل کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے سلطان نے محسوس کیا کہ اس طرح ہندوؤں کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے اور وہ نظم و نسق ملک کے کاروبار میں حصہ لینے سے محروم رہتے ہیں۔ اس لئے اس نے ان کی تعلیم کی طرف خاص توجہات مرکوز و مبذول کیں دفتری زبان کو عام کرنے کے لئے یہ تدابیر اختیار کیں کہ فارسی زبان کی تحصیل کے لئے ہندوؤں کو وظائف دینے کا اعلان کیا اور حکم دیدیا کہ ملازمتوں میں فارسی داں پنڈتوں کا خاص خیال رکھا جائے اور انھیں ضرور ملازمتیں عطا کی جائیں اس پشت پناہی و رعایت کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان ہی کے زمانہ میں ہندوؤں کا غالب حصہ فارسی داں بن گیا اور کشمیری پنڈت بڑے بڑے ذمہ دار عہدوں پر نا ئز نظر آنے لگے (شباب کشمیر)

آج یہ باتیں قصہ کہانیاں ہیں لیکن ہمارے لئے مٹی ہوئی عظمت کی یادگاریں، جو حکومت اور جیسی فرمانروائی ہم دنیا پر کر گئے ہیں اور غیر مسلموں سے جیسا سلوک ہم نے اپنے عہد اقبال میں مرعی رکھا اس کی نظیر تو ان کو تاریخ عالم میں کہیں بھی ڈھونڈھے نہ ملے گی گو مسلمان آج محکوم ہیں لیکن اقتدار حکومت کے زمانہ کے کارنامے ان کے عزو افتخار کے لئے کافی ہیں اور وہ کسی قوم کے سامنے شرمندگی کی کوئی وجہ نہیں رکھتے یورپ ہو افریقہ ہو ایشیا ہو کہ ہندوستان ہر ملک کی تاریخ ہماری رواداری اور وسیع المشربی کی شاہد ہے ہمارے صلاح الدین ہمارے سلیمان اعظم ہمارے المامون ہمارے ملک الناصر اور ہمارے زین العابدین کے کارناموں ہی نے یورپ کے شہرہ آفاق مورخ موسیو لیبان کو یہ لکھنے پر مجبور کر دیا کہ "دنیا کو مسلمانوں جیسے رحمدل فاتح کبھی نصیب نہیں ہوئے،، اب تو ہم ظالم، وحشی، ستمگر جو کہہ لو وہ سب کچھ ہیں لیکن جب ہمارے گلشن بہار پر تھے اس وقت ہماری بہار آفرینیوں کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت و سلطنت نہ کر سکتی تھی۔ آج زین العابدین ہی کے کشمیر میں زین العابدین ہی کے ہم مذہبوں پر قیامت صغریٰ قائم ہے اور جس نے ہر قسم کی آزادی دی وہی اس کے احفاد اور اس کے ہم قوموں کی آزادی سلب کئے ہوئے ہیں۔

کشمیر کی قسمت کا ستارہ گہن میں

کشمیر کی بہترین یادگاریں فرمانروایان اسلام علی الخصوص فرمانروایان خاندان مغلیہ ہی کے دست کرم کا کرشمہ ہیں سری نگر کے قرب و جوار میں جو پر فضا اور دلفریب باغات ہیں وہ انھیں تاجداروں کے بنا کردہ ہیں مغلیہ سلطنت کے بعد ملک بھر میں طوائف الملوکی ہو گئی ساتھ ہی کشمیر بھی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گیا اور زمانہ نے اس خطہ کو مہاراجہ . . . رنجیت سنگھ کے قبضہ و تسلط میں پہنچا دیا اس سکھا شاہی میں اس کی ادائیں بہت کچھ برباد ہوئیں اور خدو خال مرجھانے لگے آخر انگریز تشریف لے آئے انھوں نے نیا غضب ڈھایا کہ اس اسلامیوں سے لبریز خطہ کو سکھوں کے مشہور ڈوگرا سردار راجہ گلاب سنگھ کے حوالہ کر دیا گیا تو یہ گیا کہ علاقہ

فروخت کیا گیا ہے لیکن یہ اس طاقتور سردار کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی ایک ترغیب تھی بعض بیانات اس قسم کے موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ انگریزوں نے کشمیر کو فروخت ضرور کیا لیکن امداد کے عوض اور حقیقتاً کوئی رقم نہیں لی یہ تو محض صلۂ خدمات یا ترغیب و حوصلہ افزائی کا آلہ تھا۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ ہندوؤں کا کوئی حق نہ تھا اور نہ راجہ گلاب سنگھ نے اسے کبھی بزور شمشیر فتح کیا بلکہ مفت میں لاکھوں مسلمانوں کی جان و مال کے مالک و مختار بن گئے اس فرضی یا اصلی فروخت کے زمانہ میں بھی یہ خطہ چند بڑی بڑی اسلامی ریاستوں میں منقسم تھا راجہ گلاب سنگھ نہایت ہوشیار انسان تھا اس نے دیکھا کہ ابھی انگریزوں کو پورا اقتدار نصیب نہیں ہوا کشمیر سارے کا سارا مسلمانوں سے پٹا پڑا ہے ایسی حالت میں اس کے اردگرد بھمبر جوری کرنا۔ اور کشتواڑ جیسی چار اسلامی ریاستوں کی موجودگی خطرے ہی کا باعث ہے اس نے جس طرح ہو سکا اس نے جلد ان چاروں اسلامی ریاستوں کا خاتمہ کر کے ایک واحد ڈوگرا سلطنت قائم کر لی انگریز پشت و پناہ بنے رہے لڑائیاں بھی ہوئیں لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا اور ایک ایک کر کے ان چاروں ریاستوں کا زوال کشمیر کی ریاست کے تنور شکم میں پہنچ گیا ان چاروں ریاستوں کی بربادی ایک دردناک تاریخی باب ہے اس کی تفصیلات اس قدر خوفناک اور وحشت خیز ہیں کہ ہم فضا کی رعایت کے پیش نظر اس کے ذکر و بیان سے احتراز ہی مناسب سمجھتے ہیں۔

کشمیریوں کی غلامی

کشمیر میں قصبوں اور قریوں کے اندر آپ جا نکلئے آپ کو مسلمان ہی مسلمان نظر آئینگے شہروں میں بھی ان کی کثرت اور بہت بڑی کثرت ہے لیکن برہمنوں اور پنڈتوں کی آبادی خاص ہے یہ بدولت وسیع کاروبار کے مالک ہیں اور نظم و نسق کے ہر محکمہ اور ہر شعبہ پر انہی کا قبضہ و تسلط ہے مسلمانوں اور پنڈتوں کے علاوہ تیسری قوم مہاراجہ صاحب کی برادری کے لوگ ڈوگرا ہیں جو فوج اور پولیس میں ملازم ہیں کشمیر کی آبادی کم و بیش چالیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جس میں ہندو مشکل سے پچیس تیس ہزار ہیں جس طرح چند لاکھ انگریز ۳۰ کروڑ ہندوستانیوں پر حکمران ہیں ٹھیک اسی طرح چند ہزار ہندو ۴۰ چالیس لاکھ مسلمانوں کو زیر اقتدار بنائے ہوئے ہیں فرق اتنا ہے کہ برطانوی ہند میں باشندوں کو کچھ آزادئ عمل حاصل ہے لیکن کشمیر کی حالت یہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کی زندگی بدترین غلاموں سے کسی طرح بہتر نہیں۔

کشمیر کا نظام حکومت

ہم لکھ چکے ہیں کہ کشمیر و جموں دو علیحدہ علیحدہ صوبے ہیں اور ان میں روایات و تمدن کے اعتبار سے بھی بعد المشرقین ہے اور ان دونوں علاقوں میں اشتراک حکومت کے سوا اور کوئی یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ کشمیر رقبہ کے لحاظ سے ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست ہے مگر انتظامی اعتبار سے اس کا درجہ سب سے فروتر ہے جموں اور کشمیر دونوں صوبوں کے گورنر علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن وزارت ایک ہی ہے جو براہ راست مہاراجہ صاحب کے سامنے ذمہ دار اور جوابدہ ہے کوئی کونسل نہیں اور نہ رعایا کے نمائندوں کی کوئی آواز ہے گویا حکومت پورے طور پر شخصی حکومت ہے اور ویسی ہی حکومت ہے جس کے نام سے اس عہد کی سلطنتیں گھبرا اٹھتی ہیں۔

مسلمانان کشمیر کی شکایات

جس طرح تمام دنیا میں اصلاح حکومت کا عمل شروع ہے اور زمانہ ترقی کی طرف جا رہا ہے اسی طرح کشمیر کے باشندے اپنی غلامی کے بندھن توڑنے کے لئے مضطرب ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں کم از کم اتنی آزادی تو میسر ہو جائے جتنی کہ حیدرآباد، بڑودہ اور ٹراونکور کی ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہے اجمالی طور پر یوں سمجھئے کہ مسلمانوں کی شکایات والئ ریاست سے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) رعایا کو حقیقی مذہبی آزادی عطا کی جائے

(۲) تحریر و تقریر کے حق حریت سے انہیں محروم نہ رکھا جائے۔

(۳) سرکاری ملازمتوں میں رعایا کے ہر طبقہ کو مناسب اور واجبی حصہ دیا جائے یہ نہ ہو کہ کوئی ایک طبقہ ناواجب اقتدار حاصل کر جائے۔

(۴) رعایا کو اراضی پر مالکانہ حقوق عطا کئے جائیں۔

(۵) کسی ایک ہی طبقہ رعایا کو ناواجب عظیم ٹیکسوں کے نیچے نہ دبایا جائے۔

(۶) رعایا کے تمام طبقوں کے لئے تعلیم میں مناسب سہولتیں عطا کی جائیں اور پسماندہ طبقوں کی طرف خاص توجہ مبذول کی جائے۔

(۷) رعایا کے کسی ایک طبقہ کو ظالمانہ قانون کا شکار نہ بنایا جائے۔

(۸) بیگار کا طریق کلیۃً منسوخ کیا جائے۔

(۹) تمام پیداوار خود خرید کر آپ فروخت کرنے کا پامال کن طریقہ منسوخ کیا جائے۔

(۱۰) ریاست میں نمائندہ مجلس قائم کی جائے۔

مذہبی آزادی کا فقدان

کشمیر میں مسلمانوں کی تعداد غالب ہونا درکنار یہ ملک مسلمانوں ہی سے بھرا پڑا ہے تبلیغ ان کا ایک اہم فریضہ مذہبی دلی ہے لیکن کشمیر میں اس کے دروازے قانوناً بند ہیں اگر کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اس کی تمام جائداد بحق ریاست ضبط کر لی جاتی ہے اور بیوی بچوں کو بھی اس سے چھین لیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس قانون کی موجودگی میں کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا عملاً حالت یہ ہے کہ مسلمان کرنے والوں اور ان کی امداد کرنے والوں کو بھی سزا دی جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک ہندو عورت انگریزی علاقہ میں مسلمان ہوئی جب وہ ریاست میں واپس گئی تو اسے پناہ دینے کے جرم میں ایک مسلمان کو اکٹھی تین سال قید بامشقت کی سزا دی گئی اور عورت کو شدھ کر لیا گیا اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کو شدھ کرنے میں پوری سہولتیں حاصل ہیں اور اگر کوئی مسلمان مداخلت کرتا ہے تو اسے سزا دیدی جاتی ہے۔

اس وقت ریاست میں متعدد مساجد اور مساجد بھی کیسی جو شاندار اور شاہی زمانہ کی تعمیر کی ہوئی ہیں سرکاری گوداموں اور دفتروں کا کام دے رہی ہیں مساجد کی تعمیر میں بھی دشواریاں پیش آتی ہیں اور معمولی عذر پر مسلمانوں کو جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ ذبیحہ گاؤ پر سات سال تک کی سزا ملتی ہے کیا اس زمانہ میں اس قسم کی مذہبی مداخلتیں بحال کی جا سکتی ہیں اور مسلمان مذہبی آزادی کے مطالبہ میں حق بجانب نہیں؟

قلم وزبان پر پابندی

کشمیر میں رعایا کے عظیم ترین عنصر مسلمانوں کو قلم وزبان کی آزادی بالکل حاصل نہیں حالانکہ اس زمانہ میں رعایا کے یہ ابتدائی حقوق ہیں کسی جلسہ میں تقریر کرنا یا جلسہ منعقد کرنا یا مسلمانوں کو اپنی اصلاح کے لئے مجتمع ہونا اہل حکومت کو شکن بنجاتا ہے اور مصیبت آجاتی ہے جب تک حکام خاص طور پر اجازت نہ دیں مسلمان کوئی انجمن اور کوئی مجلس اور کوئی کلب تک قائم نہیں کر سکتے پریس قائم کرنا اور اخبار نکالنا تو ایک طرف کس کا زہرہ ہے کہ وہ اس کی طرف خیال بھی دل میں لاسکے برطانوی ہند کے بھی وہی مسلم اخبارات ریاست میں داخل ہو سکتے ہیں جو حکومت کی پسند خاطر ہوں ہندوؤں کے مطالعہ کو تمام ہندو اخبارات موجود ہیں لیکن مسلمان آجکل تو عملاً ہر مسلم اخبار کے مطالعہ سے محروم کر دیئے گئے ہیں معمولی مذہبی جلسوں کے انعقاد کے لئے خاص طور پر خاص سعی وجد وجہد کرنی پڑتی ہے اس پر بھی شاذ ہی اجازت دی جاتی ہے۔

مسلمان اور نظم ونسق حکومت

نظم ونسق حکومت کے تمام شعبوں میں ہر طرف ہندو ہی ہندو بھرے پڑے ہیں ۹۵ فیصدی آبادی کے باوجود کہیں خال ہی خال دکھائی دیتے ہیں اور جو ہیں وہ بھی ۳۲ دانتوں میں زبان کی طرح رہتے ہیں کشمیر کی سول لسٹ سے وہاں کے اعلے افسروں کی ایک فہرست ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں اس کے مطالعہ سے مسلمانوں کی کس مپرسی کا راز دنیا پر الم نشرح ہو جائے گا۔

	افسروں کی تعداد	تنخواہ
غیر مسلم	۴۳۱	۱۶۵۰۱۱۴
مسلم	۵۵	۱۴۷۴۵۰

گویا ۹۵ فیصدی آبادی کو ۵ فیصدی آبادی کے مقابلہ میں آٹھ گنی اسامیاں اور عہدے حاصل ہیں مالی اور اقتصادی اعتبار سے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں جو نقصان ہو رہا ہے وہ تو ہو ہی رہا ہے عام حیثیات میں بھی اس اجارہ داری کا مسلمانوں کی حیات عامہ پر مضر اور تباہ کن اثر پڑ رہا ہے عدالت میں ان کی آواز بے اثر رہتی ہے جن حکام سے مسلمان رعایا کو آئے دن کام پڑتا ہے وہ ان کے امیال وعواطف اور جذبات سے بیگانہ ہوتے ہیں نیز مسلمانوں سے انتظامی لیاقت مفقود ہوتی چلی جاتی ہے۔

حقوق اراضی اور ٹیکس

یہاں مزارعین کو اراضی پر مالکانہ حقوق حاصل نہیں جب عمال ریاست چاہتے ہیں زارع کو بیدخل کر دیتے ہیں۔ جو درخت ان کی اراضی پر اگ آئیں ان کی مالک بھی ریاست ہے کئی مثالیں آپ کو ایسی مل سکتی ہیں کہ معمولی نذرانے لیکر زرخیز قطعات پر غیر مسلموں کو قبضہ دلا دیا گیا اور مسلمان مزارعین منہ دیکھتے رہ گئے اس ظلم وستم کی مثال آپ کو دنیا کے کسی حصہ میں نظر نہ آئیگی۔

ٹیکسوں کی حالت اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے سب سے زیادہ اہم ٹیکس مالیہ زمین ہے جو یہاں جنس اور نقدی دونوں صورتوں میں اور اکثر جنس ہی کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے ریاست بھر میں مزارعین بالعموم مسلمان ہیں ہر چھٹے مہینے ان کے کھیتوں میں جو کچھ پیدا ہوتا ہے اس کا نرخ ریاست کی طرف سے مقرر ہو جاتا ہے اسی نرخ کے مطابق پیداوار کا ایک حصہ تو عمال ریاست مالیہ کے طور پر لے جاتے ہیں اور بقیہ ریاست کے لئے خرید لیتے ہیں اور یہ پیداوار ریاست بطور خود ہی فروخت کرتی ہے اور بازاری نرخ پر فروخت کر کے خود ہی نفع اٹھاتی ہے غریب مزارعین پنجاب کے شہروں میں آتے اور دن دن بھر محنت کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں پھر اسی پر منحصر نہیں گاہ چرائی کا ٹیکس بھی لیا جاتا ہے ہر بکری پر خواہ وہ کیسی ہی ہو ڈھائی روپے چرائی کا ٹیکس وصول کر لیا جاتا ہے ایک بکری چرانے والے کے لئے یہ ٹیکس کتنا بھاری اور کتنا خوفناک ہے۔

یہ دونوں پیشے خالص مسلمانوں کے پیشے ہیں اور انھیں کو یہ ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں اور اسی طرح ان صنعتوں اور حرفتوں پر بھی بھاری ٹیکس لگا دیا گیا ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہیں لطف یہ ہے کہ جو کام ہندو کرتے ان پر ٹیکس برائے نام ہے ایک درد ہو تو کوئی کہے مسلمان تو سراپا درد ہیں کشمیر کا علاقہ جنگلوں سے پٹا پڑا ہے لیکن مسلمانوں کو کسی جنگل سے کسی قسم کی لکڑی حاصل کرنے کا اختیار حاصل نہیں آئے دن اس پر سزائیں ہوتی رہتی ہیں کسی نے ایک لکڑی جلانے کو اٹھالی اور جیل بھیج دیا گیا ہم برطانوی ہند کے رہنے والے جس بوٹی کو چاہیں اکھاڑ سکتے ہیں لیکن کشمیری مسلمان تڑپ تڑپ کر مر جائیں دروازے پر بوٹیوں کا میدان اگا ہوا ہو لیکن اسکی مجال نہیں کہ یہ چار پتے توڑ کر استعمال میں لے آئے حالانکہ یہ قدرتی پیداوار ہے کسی گاؤں میں کسی کے ہاں دو ٹوٹی بوٹی بھی نکل آئے تو کوکین کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اور گھر والے فوراً گرفتار کر کے جیل بھیجدیئے جاتے ہیں۔

زعفران اور ابریشم کی پیداوار پر پابندی

زعفران کی پیداوار کی مالک بھی حکومت ہے اور اس نفع بخش صنعت کے استفادہ سے مزارعین جو مسلمان ہیں محروم کر دیئے گئے ہیں جایئے قرون مظلمہ کی داستانیں اس داستان کے سامنے آپ کو فرضی معلوم ہونے لگیں گی غریب مزارعین شہتوت کے درخت بوتے ان کی نگہداشت کرتے ہیں لیکن ان سے خود فائدہ نہیں اٹھا سکتے ریشم کے کویوں کو ریاست زمینداروں سے جبریہ خرید لیتی ہے اور خود انھیں فروخت کر کے لاکھوں روپیہ کا فائدہ اٹھاتی ہے اس دست برد کو جائز بنانے کے لئے اجارہ داری ریاست کا قانون گھر میں بیٹھکر وضع کر لیا گیا ہے۔

اخروٹ چنار کے درخت کہیں مزارعین اور کہیں ریاست کے ہیں ان درختوں کی لکڑیاں یہاں کی مشہور آفاق صنعت صنعت چوب میں کام آتی ہے پھر بھلا کیونکر ممکن تھا کہ انھیں آزاد رہنے دیا جاتا اور مزارعین اس سے فائدہ اٹھا سکتے کہیں تار برقی یا چوکی کو اتفاقیہ نقصان ہی پہنچ جائے آس پاس کے مزارعین کو اس نقصان کا تاوان ادا کرنا پڑتا ہے بیگار کی شدت کا بھی یہی عالم ہے حکومت کا پیادہ جس مسلمان کو چاہے پکڑ کر بیگار لے سکتا ہے انتہا یہ ہے کہ ایک افسر نے بعض پرائیویٹ ضرورت کے لئے ایک برات کی برات کو بیگار میں پکڑ لیا اور دولہا کو خود اسباب سر پر رکھکر چلنا پڑا مسلمانوں کی تعلیم کی طرف سے بھی عام بے پروائی برتی جاتی ہے جو ایک طویل داستان ہے ظاہر ہے کہ جہاں قوانین کی نوعیت اتنی سخت اور تنگ ہو وہاں رعایا

کیا بنپ سکتی ہے پھر کسی کی مجال نہیں کہ جو لب شکوہ وا کر سکے اور شکوہ کرے بھی تو کس سے کرے اب چونکہ مسلمانوں میں زمانہ کے انقلاب نے بیداری اور احساس پیدا کر دیا ہے اس لئے حکومت کھلم کھلا ان کے اس جوش کو دبانے اور ان کو خوب کچل کر رکھ دینے پر اتر آئی ہے وہ خوب جانتی ہے کہ اگر رعایا میں بیداری پیدا ہو گئی تو ساری فرعونیت و چنگیزیت کا بھانڈا اچورا ہے پر پھوٹیگا اور اس شخصی حکومت کا قیام مشکل ہو جائے گا۔

موجودہ شورش کے اسباب

حال ہی میں کشمیر کے اندر جو ہیجان افروز واقعات رونما ہوئے ان کا محرک بھی عمال حکومت کا طرز ستم ہی تھا جموں میں امام عید کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس میں ملی تنظیم اور تحفظ حقوق مسلمین کا ذکر بھی کنایتہ آگیا ہندو پولیس افسر نے موقعہ پر پہنچکر جبراً یہ خطبہ بند کرا دیا اس کے بعد ایک ہندو افسر نے قرآن کریم کی تحقیر کی مسلمانوں کے شور واویلا پر یہ تو افیصلہ کیا گیا کہ شکایت کرنے والا سپاہی برخاست ہوا اور افسر کو پنشن دیدی گئی مواد تو پہلے ہی پک رہا تھا ان ٹھیسوں سے زخم پھوٹ گیا اور سارے ملک میں رنج و اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی انھیں دنوں ایک صاحب میاں عبد القدیر نامرد ہوی انگریز ان کے گارڈ ہونے کے سلسلہ میں کشمیر پہنچے وہاں مسجد میں درد جامع مسجد سرینگر میں تنظیم وحقوق مسلمین کے متعلق انہوں نے ایک تقریر کر دی بین الاقوامی منافرت پھیلانے کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے

جنکہ پبلک کو اس پردیسی کے مقدمہ سے دلچسپی تھی جسے دیکھکر مقدمہ بری پر بجائے جیل [illegible] کیا مسلمان محض اظہار ہمدردی کے لئے جیل کے دروازہ پر مجتمع ہو گئے لیکن اس اظہار ہمدردی کو بغاوت سمجھکر مسلح پولیس نے گولیاں چلا دیں شہر میں بھی ہندوؤں نے ان پر ہاتھ صاف کئے ان جھگڑوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی سو مسلمان جیل پہنچا دیئے گئے قدرتی طور پر حوادث کے تسلسل نے مسلمانوں کو بے چین اور اندوہگین بنا دیا مسلمانوں نے ماتمی لباس پہن لیا عام ہڑتال ہو گئی عورتوں اور بچوں کا ایک سیاہ پوش ماتمی جلوس نکلا جسے لاٹھیوں سے منتشر کرنے کے علاوہ اس پر سواروں کو بھی دوڑا دیا گیا اور لڑکے کے بچے مجروح ہو گئے یہ ہے حالات کشمیر کا اجمالی خاکہ اب ان پر پردہ ڈالنے کی ہر امکانی سعی کی جا رہی ہے اور مکارانہ دروغ باتیوں سے کام لیا جا رہا ہے ایک نام نہاد کمیشن بھی قائم کر دیا گیا لیکن معززین ملت اور اکابر مسلمین کو داخلہ اور دشنہ لیجانے کی اجازت نہیں۔

ہندو پریس اور حوادث کشمیر

لازم تو یہ تھا کہ ان حوادث پر ہندو اور مسلمان اپنی مشترکہ آواز بلند کرتے اس لئے کہ یہ ہندو مسلم سوال نہ تھا بلکہ راعی و رعایا کا معاملہ اور ایک سیاسی مسئلہ تھا لیکن افسوس ہے کہ ہندو پریس نے اسے ہندو مسلم سوال بنا دیا اور بعض مسلمان بھی اس میدان میں اتر آئے جس نے بہت نازک صورت اختیار کر لی اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ یوم کشمیر کے موقع پر حکومت نے مخالفانہ رویہ اختیار کیا ہم برادران وطن سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حباب بہائی پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں اور معاملات کو ان کے حقیقی رنگ میں دیکھیں اگر ان کو واقعی حکومت کشمیر میں خامیاں نظر آئیں تو ان کی اصلاح میں وہ مسلمانوں کے شریک عمل ہو جائیں ریاست کشمیر کا موجودہ نظام اس وقت نہ صرف تہذیب ہند بلکہ تہذیب عالم کے دامن کے لئے ایک داغ بنا ہوا ہے یہ داغ دھبہ جتنی جلد دور ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے انصاف سے کہئے کہ یہ حکومت ہے یا غلامی کا ایک کارخانہ پوری رعایا ایک قیدی کی حیثیت رکھتی ہے اگر ہم انگریزوں سے ہندوستانی کی حیثیت سے آزادی کے طلبگار رہیں تو کشمیریوں کو مسلمان کی مذہبی کشمیری کی حیثیت سے تحفظ حقوق کے مطالبہ کا حق حاصل ہے ہندوؤں کا فرض ہے کہ وہ ایک بھائی کی حیثیت سے مسلمانوں کی امداد کریں اور انھیں ان کے واجبی حقوق دلائیں۔

ہمیں مہاراجہ صاحب بہادر کی ذات سے کوئی پرخاش نہیں نہ ہندوؤں سے شکوہ ہے شکوہ ہے تو حکومت کشمیر سے اور یہ کوئی جرم نہیں۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ فوراً مداخلت کرے ورنہ ۳۰ لاکھ باشندوں کی تکلیف کی ذمہ داری اس کے دوش پر بھی ہو گی۔

——— (۴) ———

شائقین موٹر و موٹر ڈرائیوروں اور طالبعلموں کے لئے

بہترین استاد معلم موٹر

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں دیکر مشین کے میکنزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد غیر آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ علاوہ محصولڈاک۔

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر کار مشین کے تمام نقائص بتاکر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص میں مشین کے تمام نقائص کو سمجھکر ان کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو ۸ محصول معاف

ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مسلمان اور قومی آزادی کی تحریک

(از جناب ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی)

قوم کا لفظ وسیع معنی میں ہماری زبان میں تھوڑے دن سے استعمال ہونے لگا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ اسے انگریزی لفظ "نیشن" کا مفہوم ادا کرنے کے لئے سب سے پہلے سرسید مرحوم نے استعمال کیا ورنہ پہلے تو قوم صرف ذات کو کہا کرتے تھے جیسے پٹھان قوم، راجپوت قوم وغیرہ مگر سرسید کے زمانہ میں بھی یہ لفظ "نیشن" کے پورے معنی پر محیط نہیں ہو سکا تھا اور سچ پوچھیے تو اب تک بھی نہیں ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ لفظ تو محض ایک نشان ہے جو کسی خیال کو ظاہر کرتا ہے جوں جوں خیال میں وسعت آتی جاتی ہے جو لفظ اس خیال کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کا مفہوم بھی وسیع ہوتا جاتا ہے ابھی بہت تھوڑے لوگ ہیں جن کے ذہن میں قومیت کا خیال پوری وسعت کے ساتھ موجود ہو اس لئے لفظ قوم کو استعمال وسیع معنی میں کرنے والے بھی تھوڑے ہی ہیں۔

ہم اس مضمون میں قوم کو لفظ "نیشن" کی جگہ استعمال کریں گے اس لئے نیشن کا جو مفہوم یورپ کی زبانوں میں سمجھا جاتا ہے اس کی تشریح ضروری ہے۔ نیشن یا قوم ایک جماعت کو کہتے ہیں جو ذیل کی شرطوں میں سے کل یا بعض کو پورا کرتی ہو۔

(۱) وہ جماعت ایک ایسے ملک میں رہتی ہو جو ایک مستقل جغرافی حیثیت رکھتا ہو

(۲) نسل میں متحد ہو۔

(۳) ایک متحدہ زبان اور متحد تمدن رکھتی ہو۔

(۴) ایک مشترکہ تاریخ رکھتی ہو یعنی اس کے افراد سالہا سال تک زندگی کے نشیب و فراز میں ساتھ رہے ہوں

(۵) مشترکہ مقاصد رکھتے ہوں۔

یورپ کے ملک جو مختلف قوموں کے وطن کہلاتے ہیں ان شرطوں کو کم و بیش پورا کرتے ہیں۔ ایسے ملک بہت کم ہیں جن کے باشندوں میں کامل اتحاد نسل ہو زبان ہر ملک کی عموماً ایک ہوتی ہے گو سوئٹزرلینڈ اور زیکو سلوواکیا میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ بلجیم میں دو مختلف نسلیں رہتی ہیں جن کی تمدنی زندگی میں بہت اختلاف ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں اگرچہ قومیت کو استوار کرنے کے لئے ضروری ہیں مگر قومیت کا وجود ان کے بغیر بھی ممکن ہے ان کی داغ بیل ڈالنے کے لئے ایک ملک میں رہنا مدت دراز تک زمانے کا نشیب و فراز ساتھ ساتھ دیکھنا کارزار حیات میں دوش بدوش لڑنا اور یکساں اجتماعی مقاصد رکھنا کافی ہے۔

ہندوستان میں یوں تو قومیت صدیوں سے نشو ونما پا رہی ہے مگر اس کا احساس ہمارے دلوں میں ابھی تھوڑے دن سے پیدا ہوا ہے اس لئے ہندوستانی ابھی اس منزل سے تو بہت دور ہیں جہاں پہنچکر قومیت متحد اور مکمل ہوتی ہے مگر اس حد تک پہنچ چکے ہیں جس کے بعد کوئی جماعت قوم کہی جا سکتی ہے جغرافی حیثیت سے ہندوستان کا ایک مستقل ملک ہونا کھلی ہوئی چیز ہے قدرت نے اس کی حد بندی اس طرح کی ہے کہ دنیا کے نقشے کو دیکھتے ہی اس بات پر نظر پڑتی ہے تاریخ کا اشتراک بھی ظاہر ہے اور اگر نہیں تو کم سے کم ساٹھ ستر سال سے تو ضرور ہی ہندوستان کی قسمت مشترک ہو سارے ملک میں ایک ہی نظام حکومت جاری ہے جو ایک غیر قوم کے ہاتھ میں ہے کوئی پچاس سال سے حکومت کے مقابلہ میں ملک کو متحد کرانے کی ایک تحریک بھی جاری ہے جو چھوٹی چھوٹی نوکریاں مانگنے سے شروع ہوئی تھی اور مکمل آزادی کے مطالبہ تک پہنچ چکی ہے ابتدا میں یہ تحریک محض جلسے کرنے اور ریزولیوشن پاس کرنے تک محدود تھی مگر اب سارے ملک کو ہلا دینے والے انقلاب کی صورت اختیار کر رہی ہے اس کے لئے ہندوستان کے ہر حصہ کے لوگ اپنے عیش و آرام اور جان و مال کی قربانیاں کر رہے ہیں اس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں قومیت کا احساس موجود ہے اور دوسری طرف یہ امید ہے کہ یہ احساس روز بروز بڑھتا جائیگا

اب رہا مقصد کا اشتراک تو ظاہر ہے کہ اپنے ملک کے لئے آزادی حاصل کرنا ایک بڑا مقصد ہے اور اس مقصد میں سب ہندوستانی شریک ہیں اس کے علاوہ ملک کے افسوسناک افلاس اور جہالت کو دور کرنا مغربی تمدن کے جبری تسلط کو دور کر کے اسے اپنی خوشی سے بقدر ضرورت اختیار کرنا ہندوستان کو دنیا کی مہذب اور موقر قوموں کی صف میں جگہ دلانا یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن کی آرزو ہندوستان کے بچہ بچہ کے دل میں پیدا ہو گئی ہے اور قومیت کے قصر کی تعمیر میں گارے کا کام دے رہی ہے غرض اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندوستانیوں کے دل میں قومی احساس کی بنیاد مضبوطی سے جڑ پکڑ چلی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ احساس صرف غیر مسلم فرقوں تک محدود ہے مسلمانوں کے دل اس سے خالی ہیں ہمارے نزدیک یہ خیال صریحاً غلط ہے قومیت کے جذبے کو ابھارنے والے موثرات جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں مسلمانوں کو بھی ہندوؤں کے برابر بلکہ ان سے زیادہ متاثر کرتے ہیں بیرونی قوم کی حکومت سے زیادہ تر مسلمان ہی پسے ہیں حکومت انہی کے ہاتھ سے چھینی گئی معاشی انقلاب کی زد میں زیادہ تر یہی آئے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ جذبہ جو زبردست کے مقابلہ میں کمزوروں کو متحد کرتا ہے ان کے دل میں موجزن نہ ہو۔

ایک جماعت کا خیال ہے اور بظاہر زیادہ صحیح بھی معلوم ہوتا ہے کہ اور باتوں میں تو مسلمان عام ہندوستانیوں سے اتحاد کا احساس رکھتے ہیں مگر جو مقاصد ان کے پیش نظر ہیں وہ بالکل مختلف ہیں لیکن ذرا سا غور کیجئے تو سمجھ میں آ جاتا ہے کہ جو کچھ اختلاف ہے وہ زیادہ تر انفرادی روحانی ترقی کے نصب العین میں ہے ان مقاصد میں جو خالص مادی یا مخلوط مادی اور روحانی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں ایک ملک کے باشندوں میں کوئی بنیادی فرق ہو ہی نہیں سکتا بیشک قومیت کا کامل تصور یہی ہے کہ سب

روحانی نجات کی بھی نصب العین ایک ہی ہو لیکن اس تصور نے کبھی حقیقت کا جامہ نہیں پہنا اور نہ پہن سکتا ہے پھر ہم اسے ہندوستانیوں کے قومی اتحاد کی شرط کیوں قرار دیں اور اس کے نہ ہونے سے قومیت کے منکر کیوں ہو جائیں۔ زندگی کے اجتماعی مسائل میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مقاصد بالکل ایک ہیں غلامی سے دونوں عاجز ہیں آزادی کے دونوں طالب ہیں افلاس اور جہالت کے کم و بیش دونوں شکار ہیں اور ان سے نجات پانا دونوں کی دلی آرزو ہے قحط، طاعون، ہیضہ اور بخار کی آگ جب پھیلتی ہے تو ہندو مسلمان میں تمیز نہیں کرتی دونوں کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے اس کا انسداد کرنا دونوں کا کام ہے اور مل کر کام کرنے کا کام ہے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ہندو تعلیم اور دولت میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں کہنے والے ایک محدود طبقہ کو دیکھتے ہیں ان کروڑوں غریبوں کے حال پر نظر نہیں ڈالتے جن سے ذلت و نکبت کبھی نہیں پوچھتی کہ تم ہندو ہو یا مسلمان۔

بچانوے فیصدی ہندو اور مسلمان جن کی زندگی موت سے بدتر ہے اور جن کی موت عزت کی آرزو ہے اپنے معاشی اور سیاسی مقصد میں کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔

پھر بھی کوئی نہ کوئی بات ہے کہ مسلمانوں میں قومیت کا احساس کھینچے تانوں کو کم نظر آتا ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے چند باتوں کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے ہندوستان کے مسلمانوں میں سب سے بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو دیہات میں رہتے ہیں یہ لوگ نسلاً ہندوؤں سے الگ اور کہتے ہیں اور ان کا طرز معاشرت بھی بہت بڑی حد تک انہی کا سا ہے پھر بھی مذہبی رابطہ سے یہ لوگ شہر کے مسلمانوں کے زیر اثر سمجھے جاتے ہیں جو زیادہ تر عرب یا ایرانی یا افغانی یا ترکی نسل سے ہیں شہر کے مسلمان اپنی مخصوص روایات اور اپنا مخصوص تمدن رکھتے ہیں ان کے تمدن کا مرکز مذہب اسلام ہے طرز معاشرت طرز خیال اور آرٹ وغیرہ میں ہندی اور غیر ہندی عناصر مخلوط ہیں ظاہر ہے کہ اس عطر مجموعہ میں خوشبو میں ہیں کی جو زمین ہندوستان نے دی ہے مگر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کل باشندگان ہند میں مسلمانوں کی حیثیت ایک مستقل جزو کی رہی ہے اور غالباً آئندہ بھی رہے گی انھیں دوسرے ملک کے مسلمانوں سے قدرتی ہمدردی ذاتی ہمدردی کی بنا پر جیسے ہی صدی کے شروع میں یہ تحریک شروع ہوئی کہ ہندوستان کے مسلمان ممالک اسلامی کے ساتھ ایک نیم مذہبی اور نیم سیاسی سلسلہ میں مربوط ہو جائیں برسوں تک مسلمانوں کی ساری کوششیں اسی میں صرف ہوتی رہیں لیکن چونکہ اسلامی ملکوں میں قومیت کی ہوا چل رہی تھی اس لئے یہ کوششیں ناکام رہیں اور جب ترکوں نے خلافت کے خاتمے کا اعلان کر دیا تو یہ تحریک بالکل بیٹھ گئی ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے اپنے اس پاس کی سیاسی حالت کی طرف سے آنکھیں بند کر کے ایک سیاسی روشنی پر جو بہت دور پر چمک رہی تھی نظر جما رکھی تھی اس روشنی کا بجھنا تھا کہ ان کی آنکھ میں اندھیرا چھا گیا اب اگر انھیں اپنی نظر کو اپنے قریب کی روشنی کا عادی بنانے میں دیر لگے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان دوسرے فرقوں سے زیادہ سرمائے سے خالی اور افلاس میں مبتلا ہیں کسان اور مزدور تو بھی فاقوں مرتے ہیں مگر مسلمانوں میں تو متوسط طبقہ کے لوگ بھی انتہائی عسرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں ہندوستان کی قومی تحریک کچھ دن پہلے تک سرمایہ دار طبقے کے اغراض کے ماتحت تھی اس لئے مسلمانوں کو بحیثیت جماعت کے اس سے ہمدردی ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اب جوں جوں اس تحریک پر اشتراکیت کا یا کم سے کم غریبوں کی حمایت کا رنگ غالب آ جاتا ہے مسلمانوں کے دل اس کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو کچھ قومی جوش ہے اسے کوئی محسوس صورت اختیار کرنے کا موقع نہیں ملتا ایک تو تحریک خلافت جو ان کی ملی زندگی کا سہارا تھی ناکام ہوئی اور دوسرے وہ رہنما جن پر انہوں نے اعتبار کیا ناقابل اعتبار نکلے ان دونوں باتوں نے مسلمانوں کا دل توڑ دیا اور ان کی اجتماعی زندگی کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا اب قومی تحریک پر کیا موقوف ہے کسی چیز کے متعلق بھی مسلمانوں کی اجتماعی رائے کا اندازہ نہیں ہو سکتا کوئی ایسا مرکز ہی نہیں رہا جہاں وہ جمع ہو کر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں مختلف گروہوں کی چھوٹی چھوٹی تحریکیں بن گئی ہیں جن میں سے ہر ایک کو اخباری مبالغہ ملت اسلامی کا نمائندہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کرتا ہے یہ انتشار جب کبھی دور ہوگا اور اجتماع کی کوئی صورت پیدا ہوگی تو ظاہر ہو جائے گا کہ مسلمان دل سے قومی تحریک کے ساتھ ہیں۔

خصوصاً قومی تحریک کا ایک پہلو یعنی تحریک آزادی ایسی چیز ہے جسے مسلمان دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور جس کی وجہ سے ان کو میدان عمل سے دور رہنا ناممکن ہے آزادی سے جو معاشی اور تمدنی فوائد حاصل ہوتے ہیں ان سے قطع نظر کر کے یہ بجائے خود ایک قابل قدر شئے ہے جسے انسان بجائے خود مقصد زندگی سمجھتا ہے جیسے راحت یا علم یا محبت کو جن لوگوں کو اس کا چسکا لگ جاتا ہے وہ اسے ساری روحانی نعمتوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں اسلام کی تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ آزادی عشق ملت اسلامی کی مشترک خصوصیت ہے اب بھی اسلامی ممالک آزادی کی خاطر سب کچھ قربان کر رہے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان کچھ دن سے غلامی کے عادی ہو گئے ہیں لیکن ابھی ان کے دل سے غلامی کی یاد محو نہیں ہوئی ہے اور دوسروں کو آزادی کا نعرہ بلند کرتے سنتے ہیں تو ان کا خون کھولنے لگتا ہے اگر کوئی اور وجہ مسلمانوں کے قومی تحریک میں شریک ہونے کی نہ ہوتی تو یہی ایک چیز کافی تھی۔

غرض یہ واقعہ ہے کہ مسلمانوں کے دل میں قومیت کا جذبہ موجود ہے اور وہ تحریک آزادی میں شریک ہیں اس کا عملی ثبوت دیکھنے والوں کو روز ملتا ہے اگر ان کے جذبات پورے جوش و خروش سے ظاہر نہیں ہو سکتے تو محض عارضی اور اتفاقی وجوہ کی بنا پر جو بہت جلد دور ہو جائیں گی۔

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان قومی تحریک میں شریک ہیں مگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شرکت ان کے لئے بہت خطرناک ہے خطرہ ان کے خیال میں یہ ہے کہ ہندو جو تعداد میں مسلمانوں سے بڑھے ہیں انگریزوں کے چلے جانے کے بعد مسلمانوں کے مذہبی تمدنی آزادی بھی چھین لیں گے اور ان کی معاشی حالت کو اور پست کر دیں گے۔

اول تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انگریز مسلمانوں کی اس بستی کو دور کرنے کی کونسی کوشش کر رہے ہیں جو ان کے چلے جانے پر بند ہو جائے گی حکومت تمام مالی، تجارتی اور زراعتی معاملات میں جن میں انگلستان کی کوئی غرض شامل نہو کونسلوں کی رائے چلنے دیتی ہو اور کونسلوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے اس نازک وقت میں جب انگریز اپنی ساری قوت اپنے سیاسی اور معاشی اغراض کی حفاظت میں صرف کرنے پر مجبور ہیں انھیں مسلمانوں کی حمایت کی فرصت کہاں اور ہو بھی تو وہ کیوں اس جماعت کی حمایت کرنے لگے ہیں جو اپنی قلت اور اپنی قوت کے انتشار کے سبب سے ان کی اتنی بھی مدد نہیں کر سکتے کہ کونسل میں حکومت کی اکثریت کو قائم رکھے جوں جوں ہندوؤں میں اتحاد زیادہ ہوتا جاتا ہے حکومت اس بات سے مایوس ہوتی جاتی ہے جس کی اسے پہلے بہت بھروسہ تھا کہ مسلمانوں کی مدد سے کونسل میں اور کچھ نہیں تو مشروطیت کا بھرم تو رہ جائے گا۔

اگر غور سے دیکھئے تو مسلمانوں کی اور ان کے ساتھ کروڑوں غریب ہندوؤں کی معاشی غلامی کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہندوستان کے سرمایہ دار اور زمیندار خود ایک حد تک مظلوم ہیں اور مظلوم کو جب ظلم کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ سب سے بڑھ جاتا ہے دوسرے ملکوں میں سرمایہ داروں کے ہاتھ میں حکومت بھی ہے اس لئے ذمہ داری کا احساس ایک حد تک ان کے جبر و تعدی کی روک تھام کرتا رہتا ہے ہمارے یہاں سرمایہ دار پر کوئی ذمہ داری نہیں وہ زبردست کے تشدد سے کھسیا کر زیردستوں پر اپنا غصہ اتارتا ہے اگر خدانخواستہ ہندوستان آزاد ہونے کے بعد انھیں سرمایہ داروں کے ہاتھ میں رہے تب بھی مسلمانوں کی اور دوسرے غریبوں کی حالت کچھ بہتر ہو جائیگی۔

لیکن فرض کیجئے کہ اگر واقعی یہ خطرہ ہی ہو کہ ہندو سوراج ملنے کے بعد اس تہلک ناعاقبت اندیشی کے مرتکب ہوں گے کہ مسلمانوں کو محض مسلمان ہونے کی بنا پر معاشی چکی میں پیس ڈالیں یا ان کی مذہبی اور تمدنی آزادی میں مداخلت کریں تو اس خطرے سے بچنے کے لئے تمام ممکن تدابیر اختیار کرنا چاہئیں مگر یہ اس مسئلہ کا کوئی معقول حل نہیں ہے کہ مسلمان تحریک آزادی سے الگ رہیں اگر مسلمانوں میں اتنی قوت ہے کہ اپنی عدم شرکت سے وہ ہندوؤں کو آزادی حاصل کرنے سے روک لیں تو یقیناً وہ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ آج ان کے ساتھ شریک ہو کر کل ان سے اپنے حقوق کی حفاظت کرالیں اگر جب نوکریاں یا کونسل کی ممبری کے لئے لڑنے کی جگہ مسلمان اس پر اصرار کریں کہ ہندوستان کے دستور اساسی میں ہر فرقے کی مذہبی اور تمدنی آزادی کا اور بے مایہ لوگوں کو سرمایہ داروں کے پنجے سے بچانے کا پورا انتظام رہے گا تو ہندوستان کی سیاست کا نقشہ ہی بدل جائے مگر افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان ہندوؤں کے سامنے اپنے مطالبات اس طرح پیش کر رہے ہیں کہ خواہ مخواہ قومیت کی مخالفت میں بدنام ہوں حالانکہ ان کے سب مطالبات اگر پورے کر دیئے جائیں تب بھی وہ ضرورت کے وقت مسلمانوں کے حقوق کے لئے کافی نہیں۔

اب ذرا یہ بھی تو دیکھئے کہ قومی آزادی کی تحریک سے الگ رہنے کی صورت میں مسلمانوں کے لئے کیسے کیسے خطرے ہیں۔

اگر مسلمان اس تحریک میں بالکل شریک نہ ہوئے تو دو صورتوں میں سے ایک کا پیش آنا لازمی تھا اور دونوں مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کے لئے مہلک ہوتیں یا تو قومی تحریک میں ایک عرصہ تک خاطر خواہ کامیابی نہ ہوتی اور آزادی کا بڑھتا ہوا سیلاب کچھ دنوں کے لئے رک جاتا اس کے معنی یہ ہوتے کہ تاریخ ملت اسلامی کے نامۂ اعمال میں جلی قلم سے لکھ دیتی کہ یہی وہ قوم ہے جو ہندوستان کی آزادی کی راہ میں حائل ہے" اور اگر بعض ہندو اب تک ذاتی اغراض کی بنا پر مسلمانوں کے مخالف تھے تو آئندہ کل ہند بلکہ کل غیر مسلم اخلاقی وجوہ سے مسلمانوں کے نام کے دشمن ہو جاتے یا پھر یہ ہوتا کہ ہندو بغیر مسلمانوں کی مدد کے کامیاب ہو جاتے اور دنیا یہ سمجھ لیتی کہ ہندوستان کی سیاست میں مسلمانوں کی حیثیت محض صفر ہے۔

گو موجودہ حالت بھی کہ مسلمان ہندوستان کے اکثر حصوں میں قومی آزادی کی خاطر جان پر کھیل جانے میں کوئی تامل نہیں کرتے لیکن منظم حیثیت سے کام کرنے میں بہت پیچھے ہیں نقصان سے خالی نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان باوجود اپنی قربانیوں کے اس عام سیاسی تربیت سے محروم رہیں گے جو ہندوؤں کو مل رہی ہے اور نہ آزادی ملنے کے بعد آزادی سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

لیکن سب سے بڑا خطرہ جس کے خیال سے ہر دور اندیش مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کچھ اور ہی ہے اصل میں اندیشہ اس بات کا نہیں ہے کہ مسلمان مجموعی حیثیت سے قومی تحریک سے الگ رہیں گے بلکہ یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خود غرض اور کوتاہ اندیش لوگ جو مذہب و ملت کے نام پر مسلمانوں کو اس تحریک سے باز رکھنا چاہتے ہیں انھیں اس قدر زیادہ ضد دلائیں کہ وہ مذہب و ملت ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں تاریخ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ جب آزادی کی تحریک کی مخالفت مذہب کے واسطے کی جاتی ہے تو تنگ خیال عوام صرف ان مدعیان مذہب ہی کے نہیں بلکہ خود مذہب کے دشمن ہو جاتے ہیں انقلاب فرانس سے لیکر انقلاب روس تک اس کی متعدد مثالیں ہمیں نظر آتی ہیں ہمارا فرض ہے کہ ان سے عبرت حاصل کریں یہ بات بالکل یقینی ہے کہ جوں جوں تحریک آزادی میں تہور اور جانبازی اور غریبوں کی حمایت کا عنصر بڑھتا جائے گا مسلمان اس سے بھی زیادہ جوش سے اس میں شریک ہوتے جائیں گے دنیا کی کوئی قوت انھیں اس سے روک نہ سکیگی اور اگر دین کی قوت کا بھی نام لیکر انھیں روکنے کی کوشش کی جائیگی تو وہ ایسے دین کو دور ہی سے سلام کرنے پر آمادہ ہو جائینگے اور یہ صورت ان لوگوں کے نزدیک جو اسلامی مذہب اور تمدن کو عزیز رکھتے ہیں موت سے بدتر ہوگی۔

غرض بحث یہ نہیں ہے کہ مسلمان قومی آزادی کی تحریک میں شریک ہوں یا نہوں کیونکہ شرکت کے لئے تو وہ پہلے ہی قدم اٹھا چکے ہیں اور لبطاہر اب آگے ہی بڑھتے چلے جائیں گے جتنا ممکن انھیں غور اس بات پر کرنا ہے کہ ان کی منتشر قوت کو مجتمع اور منظم کرنے کی کونسی صورت اختیار کی جائے کہ قومی تحریک کو بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور مسلمانوں کو پوری سیاسی تربیت اور سیاسی اہمیت حاصل ہو جائے۔

اس میں سب سے بڑی وقت یہ محسوس ہو رہی ہے کہ مسلمانوں میں ایسے لوگوں کا قحط ہے جو خلوص اور تدبر کے ساتھ راہ سیاست میں رہبری کرسکیں اب وہ دن گئے کہ چند بیکار بیرسٹر یا وکیل اور دو ایک اخبار نویس کسی رئیس کے یہاں جمع ہوگئے اور چار کے دور کے ساتھ ساتھ سیاسی جلسہ بھی ہوگیا یا لوگ سال میں ایک بار کسی آل انڈیا کانفرنس" میں اکٹھے ہوئے اور ریزولیشن پاس کرکے رخصت ہوگئے۔ اب سیاست کے معنی ہیں شہروں میں مزدوروں اور گاؤں میں کسانوں کی خدمت کرنا اور ان کا دل ہاتھ میں لینا انھیں آزادی کے معنے سمجھانا اور اسے حاصل کرنے کے لیے سیاسی تربیت دینا اس کام کے لئے ان لوگوں کی ضرورت ہے جو لیڈری کے ساتھ خدمت خلائق کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں جنہوں نے قومی کام کو تجربے کے مدرسے میں باضابطہ سیکھا ہے اور دنیا کی اور چیزوں سے قطع نظر کرکے اپنی زندگی اسی کام کے لئے وقف کردی ہے۔ مسلمانوں کی ساری سیاسی جماعتیں اسی لئے مردہ ہیں کہ ان کے چلانے والے یا تو خود غرض کوتاہ اندیش ہیں اور جو کرنے کا کام ہے وہ کرنا نہیں چاہتے یا فکر معاش میں اتنے مصروف رہتے ہیں کہ انھیں اس کی فرصت نہیں ملتی۔ ہر بڑی تحریک کی کامیابی کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ چند قابل اور مخلص لوگ اپنی زندگی اس کے لئے وقف کردیں۔ مسلمانوں کی سیاست بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں اس سے کام نہیں چلتا کہ آج ہم دیکھیں کہ نہیں کہ تھوڑی دیر قومی کام کر دیجئے اور کل محلوں کی خوشامد کریں کہ ذرا جل کر جلسہ میں صدارت کر لیجئے اور جیل ہو آئیے۔

مسلمانوں کی سیاست کا دارومدار اس پر ہے کہ مخلص تجربہ کار مستقل سیاسی کارکن اور لیڈر پیدا ہوں اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ لوگ جیسے بن کام کریں اور رفتہ رفتہ منجھ کر کام کے آدمی بن جائیں کنارہ پر رہ کر تیرنا آج تک کسی نے نہیں سیکھا۔

سلسلۂ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر دوست اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا۔ حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرماکر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کردیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ بچوں کی عادات و اخلاق پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھنے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ بہرحال مذہبی تعلیم کے لیے یہ سلسلہ بہت مفید اور مناسب ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کرلیا گیا ہے بہار، بنگال، یوپی، پنجاب، گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسالوں کی گجراتی، بنگالی، برمی، اردو، مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے۔ یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہوچکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید، کتب آسمانی، ملائکہ، جنت، دوزخ، عذاب، ثواب، معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان شریک صحابہ کرام و اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت۔ قیامت کے متعلق علامات و معلومات کا ذخیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک و بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ قیمت بہت کم رکھی ہے یعنی

کامل سٹ پانچ حصے ۱۰؁ مجلد ۱۲؁ علاوہ محصول

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہندو اور ہم

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

"مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب اور یہ دونوں کبھی نہیں مل سکتے" ایک انگریزی مدبر کا مقولہ ہے لیکن آج اس انگریز مدبر کے فخر استاد ہندوستانی شاگرد ہمیں یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مغرب و مشرق تو خواہ آقا و غلام کی حیثیت میں مل بھی جائیں لیکن ارض مشرق کے دو فرزند ہندو اور مسلمان آپس میں نہیں مل سکتے۔ غیر قوموں کے ساتھ تعاون کرنے کے متعلق درگاہ باری تعالیٰ سے جو احکام ہمیں ملے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہم ان قوموں کے ساتھ تعاون نہ کریں جو دین و مذہب کی خاطر ہم سے لڑیں اور ہمیں ہمارے گھروں سے نکالیں اور ان قوموں کے ساتھ تعاون کرنے کی ہمیں پوری پوری اجازت دی گئی ہے کہ جو ہم سے دین کے معاملہ میں نہ لڑیں اور ہمیں ہمارے گھروں سے نہ نکالیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ ہندوؤں نے محض اس سبب سے کہ ہم مسلمان ہیں ہمارے کسی ملک کو فتح کرنا تو در کنار اس پر کوئی حملہ بھی کیا ہو وہ غریب ہمارے ملکوں پر تو کیا حملہ کرتے اور کس طرح ہمیں ہمارے گھروں سے نکال لیتے جبکہ وہ آٹھ سو برس تک وہ ہمارے محکوم رہ چکے ہیں آج چار دن سے ایسی حالت رونما ہوئی ہے کہ ہم اور وہ ایک سطح پر آگئے ہیں اور دونوں کو ایک غیر قوم کی غلامی کرنی پڑتی ہے ایک آقا کے دو غلام اور ایک خاوند کی دو بیویاں جس طرح آپس میں لڑا کرتی ہیں بالکل اسی طرح آج ہم اور وہ بھی دست و گریبان ہیں اور آئے دن کہیں نہ کہیں ہمارا اور ان کا تصادم ہوتا رہتا ہے لیکن آج تک ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں پر اور ہندوؤں نے مسلمانوں پر اس لئے حملہ کیا ہو کہ وہ ہندو یا مسلمان ہیں لڑائیاں ہوتی ہیں لیکن اسی طرح ہوتی ہیں کہ جس طرح مسلمانوں مسلمانوں اور ہندوؤں ہندوؤں میں بھی ہوسکتی اور ہوتی رہتی ہیں کیا کوئی صاحب عقل ان لڑائیوں کو مذہبی لڑائیاں کہہ سکتا ہے! کیا کسی لڑائی کو صرف اس لئے مذہبی جنگ کا خطاب دیا جا سکتا ہے کہ اس میں ایک طرف ہندو تھے اور ایک طرف مسلمان! کیا اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ اس قدر لڑائیاں اور ایسی ایسی خونریزیاں ہونے کے بعد بھی تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن نہیں ہیں اور نہ تمام مسلمان تمام ہندوؤں کے خون کے پیاسے! کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ یہ باہمی نفرت و عناد زیادہ تر تعلیم یافتہ اور شہر کے رہنے والے ہندو مسلمانوں تک محدود ہے جو ملازمتوں اور تجارتوں کے میدان میں اپنا پیٹ بھرنے کی خاطر ایک دوسرے کو دھکے دینے پر مجبور رہیں اور جنھیں اخباروں کی زہرآلود تحریریں اور خود غرض اور شکم پرست لیڈروں کی تقریریں برابر ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتی رہتی ہیں۔ دیہات میں آج بھی ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات اکثر نہایت ہی خوشگوار ہیں دونوں ایک دوسرے کے بیاہ براتوں میں شریک ہوتے اور ایک دوسرے کے میلوں اور تہواروں میں حصہ لیتے اور مصیبت کے وقت ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔

اپنی سیزدہ صد سالہ عمر میں ہم نے بہت سے مختلف مقامات پر اپنے گھر بنائے اور گو اس وقت تک ہم قریب قریب اپنے تمام گھروں سے نکالے جا چکے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس طرح گھروں سے نکالنے والے کسی ایک موقع پر بھی ہندو نہ تھے ہمیں سپانیہ کی سرزمین سے اپنا کر لاچار کیا گیا ہے لیکن کیا وہاں سے ہمیں ہندوؤں نے نکالا تھا۔ ٹونس، الجزائر، مراکش یا مصر، سوڈان اور طرابلس اگر آج ہمارے گھر نہیں رہے ہیں تو کیا ہم سے ان گھروں کے چھیننے والے ہندو تھے؟ ترکی کی تمام باجگزار ریاستیں ایک ایک کرکے اگر ترکوں کے قبضہ سے نکل گئیں تو کیا وہاں سے ہمیں خارج البلد کرنے میں ہندوؤں کا ہاتھ تھا! خود جزیرۃ العرب کا بیشتر حصہ اگر فلسطین، شام اور عراق وغیرہ حصوں میں منقسم ہوکر اغیار کے قبضہ تصرف میں چلا گیا ہے تو کیا اس کے لئے ہندو ذمہ دار ہیں! دل میں ذرا انصاف کیجئے اور خدا ایمان سے کہیئے کہ ایک مجبور و معذور سے افغانستان ایک بازو شکستہ سے ایران اور ایک دم بریدہ و پر سوختہ سی سلطنت ترکیہ کے علاوہ اب ہمارے قبضہ میں اس آدھی دنیا میں سے کوئی چپہ بھر زمین بھی باقی ہے کہ جس پر ہم قابض و حکمران تھے اور اس کے بعد پھر یہ بھی ایمان و انصاف سے کہیئے کہ ہمارے جتنے مقبوضات ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں ان میں سے کسی کی کوئی چپہ بھر زمین بھی ہندوؤں کے قبضہ میں ہے! اگر نہیں ہے تو خدا کے لئے ذرا ہمیں بتا دیجئے کہ وہ کونسے احکام اسلام ہیں جن کی رو سے ہم پر ہندوؤں سے لڑنا یا ان کے ساتھ مصالحت نہ کرنا فرض ہوگیا ہے البغض لله کے یہی معنی ہیں کہ ہم اسد اور الله کے احکام سے تو کوئی واسطہ نہ رکھیں لیکن صرف اس لئے کہ کسی ایک ہندو سر دفتر نے اپنے کسی ایک مسلمان ماتحت کو دفتر سے نکلوا کر اپنے بھائی یا بھتیجے کو وہ نوکری دلا دی ہے ہم تمام کے تمام ہندوؤں کو گشتنی، سوختنی اور گردن زدنی خیال کرلیں۔

ہمیں معلوم ہے اور خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ ہندوؤں کی تعداد ہم سے زیادہ ہے وہ ہم سے زیادہ دولت کے مالک ہیں اور (کہتے شرم آتی ہے) کہ علم و ہنر بھی ان میں ہم سے زیادہ ہے اس لئے ان کے کنبہ پرور اور دنی الطبع حضرات ہمیں اس بات سے زیادہ نقصان پہنچا دیتے ہیں جتنا کہ ہمارے فرقہ کے اسی قسم کے لوگ انھیں پہنچاتے یا پہنچا سکتے ہیں اور آج جو بے اعتمادی کی فضا پیدا ہوگئی ہے اس کا باعث زیادہ تر یہی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس دنیا میں دولت جمع کرنے اور حکومت کی کرسیوں پر بیٹھکر اکڑانے کے لئے بھیجے گئے ہیں یا ہماری زندگی کا مقصد اس کے علاوہ کوئی اور ہے اگر ہمارا مقصد حیات سونے کے چند سکوں اور کونسل اور اسمبلی کی کرسیوں سے بالاتر ہے اور اگر ہم اس لئے یہاں آئے ہیں کہ خدا کا آخری پیغام تمام دنیا تک پہنچا دیں اور [illegible]

ظلم کو دنیا سے مٹا دیں تو کیا اپنے مقصد سے ہماری محبت کا مقتضا یہی ہونا چاہیئے کہ ہم اس کی خاطر ذرا سی بھی تکلیف اپنے اوپر نہ اٹھائیں اور ہر موقع پر اینٹ کا جواب پتھر سے دیکر اپنے بائیس کروڑ ہمسایوں کو نہ صرف مسلمانوں سے بلکہ اسلام ہی سے متنفر اور بیزار کردیں؟ سوچئے اور اچھی طرح غور کرنے کے بعد جواب دیجیے کہ ہندوؤں سے بیگانگی، منافرت اور جنگ قائم رکھکر ہم اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا فی الحقیقت اس کی اشاعت اور اس کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں۔

۱۹۲۱ء سے پہلے ہندو اور مسلمانوں میں اگر کسی جگہ حقیقتاً کسی مذہبی بات پر لڑائی ہو جاتی تھی تب بھی وہ اسی مقام تک بلکہ اکثر و بیشتر انہی چند افراد تک محدود رہتی تھی جو کسی سبب سے مشتعل ہو گئے ہوں لیکن ادھر کوئی دس سال سے کچھ ایسی حالت رونما ہوگئی ہے کہ ہر چھوٹی سی چھوٹی لڑائی جس میں بدقسمتی سے ایک فریق ہندو اور ایک مسلمان ہو مذہبی لڑائی کا لقب اختیار کر لیتی ہے اخبارات کے نامہ نگار خوب وضاحت کے ساتھ اس کی تفصیلات لکھکر اخباروں کو بھیجتے ہیں اور پھر یہ خادم ملک و ملت اخبار نہایت ہی اشتعال انگیز سرخیاں خوب جلی قلم سے دیکر ان خبروں کو [illegible] زمین تک پہنچاتے اور ان پر افتتاحیہ مقالات لکھکر ان کی اہمیت کو دوچند کر دیتے ہیں۔۔۔۔

۔۔۔۔ آج یہ بھی ممکن ہے کہ اگر گلی میں گلی ڈنڈا کھیلتے میں ایک مسلمان اور ایک ہندو لڑکا لڑ پڑے تو وہ بھی مذہبی اور فرقہ وارانہ فساد بن جائے اور یہ بھی ناممکن نہیں ہے کہ کسی بازاری عورت کے مکان پر اس کے دوستوں میں سے ایک ہندو اور ایک مسلمان نشۂ شراب میں بدمست ہو کر آپس میں لڑ پڑیں اور اخبارات کے نامہ نگار اس جھگڑے کو بھی شدید ہندو مسلم فساد کا عنوان دیکر تمام ہندوستان میں آگ لگا دیں۔

دس برس پیشتر تک اسی ہندوستان میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی مسجدیں بھی تھیں اور گائیں بھی تعزیے بھی تھے اور پیپل بھی اذانیں بھی تھیں اور سنکھ بھی اور قربانیاں بھی تھیں اور باجے بھی لیکن کبھی ایسا نہ ہوتا تھا کہ ذرا ذرا سی باتوں پر سینکڑوں کی جانیں جائیں ہزاروں کے سر پھوٹیں ہزار ہا مکان جل کر خاک سیاہ ہوں صدہا دوکانیں لٹ جائیں اور اس تمام ہلاکت و نقصان کے بعد سینکڑوں ناکردہ گناہ جیلخانوں میں بھرے جائیں اور نالشوں کی تعداد روز بروز کچہریوں کی [illegible] چڑھ جائے وہی زمین ہے اور وہی ہندو مسلم کی سڑکیں لیکن ان سڑکوں پر سے بلیوں گذرتے ہوں گے اور فقط گائے بیل یوں تو ہر وقت گذرتے ہیں لیکن عید کے دن اگر کوئی مسلمان کسی گائے یا بیل کی رسی ہاتھ میں پکڑے ادھر سے گذر جائے تو قیامت آجاتی کیوں اس سے کہ بعض سڑکوں کے متعلق گورنمنٹ کبھی تو یہ حکم دیدیتی ہے کہ ان پر سے قربانی کی گائے گذر سکتی ہے اور کبھی انھیں راستہ ممنوعہ قرار دیکر ایک فرقہ کے جذبات پامال کر دیا کرتی ہے۔

جہاں تک متبرک اور مقدس ہونے کا تعلق ہے ہر مسجد خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی یکساں قابل احترام ہے لیکن یہ عجیب لطف ہے کہ غیر معروف اور چھوٹی چھوٹی مسجدوں کے سامنے سے باجا بجاتے ہوئے گذرنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا لیکن جامع مسجد کے سامنے سے باجا بجاتے ہوئے گذرنے پر آمادہ ہوتے اسی وقت خون کے دریا بہ جاتے ہیں یہ کیوں؟ اس لئے کہ حکومت کی مصلحتیں اس کو پسند کرتی ہیں کہ صرف بڑی بڑی اور مشہور مسجدوں کا احترام کیا جائے حالانکہ ظاہر ہے کہ اگر مسجدوں کے قریب باجہ بند کرانے کا باعث یہ ہے کہ اس کے شوروغل سے نماز میں خلل پڑتا ہے تو سب سے زیادہ ضرورت چھوٹی مسجدوں کے سامنے باجہ بند کرانے کی تھی کیونکہ بڑی مسجدوں کا دالان تو بالعموم سڑک سے اس قدر دور ہوتا ہے کہ وہاں تک کسی باجہ کی آواز شاید ہی پہنچ سکے۔

ایسی حالت میں کہ جب وجہ فساد مستقلاً موجود ہے خود غرض اور نفس پرست لوگوں کے لیے یہ بہت ہی آسان ہے کہ جب چاہیں جاہل عوام کو مشتعل کر کے اپنی لیڈری کو مستحکم اور اپنے پیٹ کے لیے سال بھر سال کی روٹیاں جمع کر لیں رات کے وقت کسی تعزیئے پر یا کسی ارتھی پر یا جلوس پر چپکے سے ایک پتھر پھینک دینا حصول مطالب کے لئے بالکل کافی ہوتا ہے اور خواہ تعزیہ پر کسی مسلمان نے اور ارتھی پر کسی ہندو نے پتھر پھینکا ہو لیکن سمجھا ہمیشہ یہی جاتا ہے کہ تعزیہ پر ہندو نے پھینکا تھا اور ارتھی پر مسلمان نے اور اس کے بعد [illegible] کا نام لے لیکر اللہ ہی کی بہترین مخلوق کے گلے کاٹے جاتے ہیں اور فساد اس وقت تک بند نہیں ہوتا جب تک کہ حکومت کی پولیس یا فوج کے دو تین سپاہی رزمگاہ میں پہنچکر اپنی صورت نہ دکھا دیں سرخ صافے اور خاکی پاجامے کی ہیبت کچھ ایسی دونوں پر طاری ہے کہ پولیس کو دیکھتے ہی دونوں طرف کا مذہبی جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور طرفین کے پہلوان نبرد آزما بھاگ کر گھروں میں گھس جاتے ہیں اور اس کے بعد کامل امن و سکون ہونے تک وہ بزدلانہ کارروائی ہوتی رہتی ہے کہ جس کا ذکر کرتے ہی شرم آتی ہے اکیلا دکیلا مسافر یا کوئی اور مجبور و معذور شخص جو باہر جانے پر مجبور ہے اگر اتفاق سے غیر فرقہ والوں کے محلہ سے گذرتا ہے تو چاروں طرف سے بڑے بڑے سورما اور رستم اس اکیلے اور نہتے آدمی کو گھیر لیتے ہیں اور ذرا سی دیر میں اس کو ٹھکانے لگا دیتے ہیں۔

چند ہنگامہ گان شکم اور پرستاران دولت کی انگلیوں پر اس طرح ناچنے بلکہ رقص بسمل کرنے کا نام ہندو مسلم فساد، فرقہ وارانہ جنگ اور مذہبی لڑائی ہے۔ آج تک کبھی کسی نے یہ نہ دیکھا کہ فریقین کے وہ پیشوا کہ جن کی زہر بھری تقریروں نے یہ تمام بلوہ برپا کیا تھا کبھی خود بھی کسی معرکے میں شریک ہوئے ہوں اور اگر یہ مذہبی لڑائی تھی تو جہاد کا ثواب یا شہادت کا مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہو اگر وہ فی الحقیقت اسے مذہبی لڑائی تصور کرتے ہیں اور اگر در اصل ان کے دل میں مذہب کی محبت اور عظمت اتنی ہی ہے کہ جتنی ان کی تحریریں اور تقریریں ظاہر کیا کرتی ہیں تو اس کے کیا معنی ہیں کہ وہ ہمیشہ دوسروں ہی کے گلے کٹوایا کرتے ہیں اور خود کبھی میدان میں نہیں آتے کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ نہ وہ اسے مذہبی لڑائی سمجھتے ہیں اور نہ انھیں مذہب سے اتنا واسطہ ہے کہ اگر یہ درحقیقت مذہبی جنگ ہوتی تو وہ اس میں شریک ہوتے بلکہ وہ اس طرح دوسروں کو بے وقوف بناکر اپنا الو سیدھا کرتے رہتے ہیں اور جس وقت ان کے فریب خوردہ سیدھے اور سچے عوام الناس اپنا خون بہاتے ہوتے ہیں ان کے گھروں میں کڑاہیاں اور دیگیں چڑھی ہوتی ہیں اور بریانی اور قورمے یا حلوے اور پوری سے ان کے دسترخوانوں کی زینت دوبالا ہوا کرتی ہے۔

ایسی صورت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس مخصوص فرقہ کو جس نے لیڈری پیشہ کے طور پر اختیار کر رکھی ہے ہندو مسلم سمجھوتہ پسند آئے ایک گورکن یا ایک غسال کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ شہر میں کوئی نہ مرے جن لوگوں کی اغراض ہندو مسلم فساد سے وابستہ ہیں وہ کس طرح اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ ان کے جھگڑے مانڈے میں بھی فرق آئے اور لیڈری بھی ہاتھ سے جائے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ اسے پسند کریں یا نہ کریں ہم نے یہ حالت کیوں پسند کر رکھی ہے کہ ہر کس و ناکس جسے چندہ کی رقوم کی یا سرکاری خطابات کی ضرورت محسوس ہو ہمارے سامنے آئے اور دو چار چکنی چپڑی باتیں بنا کر ہمارا مذہبی پیشوا اور سیاسی رہنما بن جائے گذشتہ دس برس میں ہم اس قدر تباہ اور برباد ہو چکے ہیں کہ اب مزید تباہیوں کی گنجائش نہیں ہے اگر ہماری بربادی کا نتیجہ کسی حد تک بھی ہماری قوم یا ہمارے ملک کے لئے مفید نکلتا تو مزید تباہیاں بھی گوارا کی جا سکتی تھیں اور سر نیاز بدستور انہی خداوندان سیاست و خلافت کے آستانے پر جھکا رکھا جا سکتا تھا لیکن ایسی حالت میں کہ تجربہ ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ ہمیں ہندوؤں کے ہاتھ سے اس کا ہزارواں حصہ بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا جتنا کہ بعض مسلم لیڈروں کے ہاتھ سے پہنچ چکا تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم ان کا اتباع چھوڑ کر اب ان رہنماؤں اور پیشواؤں کے پیچھے چلنے کی کوشش کریں جو ہمیں جنگ کے جہنم کی بجائے امن و صلح کی بہشت کی طرف لیجانا چاہتے ہیں اور جنہوں نے آجتک ہمیں دھوکہ دینے ہمیں لوٹنے اور ہمیں تباہ کرانے کی کوشش نہیں کی ہے۔

الصلح خیر

ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک تیز رو نالے پر بہت ہی پتلا سا تختہ پڑا ہوا تھا جانور آتے تھے اور اس تختہ پر ہو کر اس کنارے سے اس کنارے چلے جاتے تھے اتفاق سے ایک روز ایک ہی وقت میں ایک بکرا نالے کے دہنے کنارے سے روانہ ہوا اور ایک بائیں کنارے سے دونوں تختہ کے ٹھیک درمیان میں پہنچکر اڑ گئے۔

نیچے نالہ بڑے زور شور سے بہ رہا تھا اور تختہ اس قدر تنگ تھا کہ نہ تو یہ ممکن تھا کہ دب دبا کر ایک دوسرے سے بچکر نکل جائیں اور نہ مڑنے ہی کی گنجائش تھی کہ جدھر سے آئے تھے ادھر ہی کو واپس چلے جائیں ان میں سے ایک بکرا بہت ہی عقلمند تھا وہ فوراً تختہ کو جپٹ کر تختہ پر لیٹ گیا اور دوسرا اس کے اوپر پاؤں رکھتا ہوا گذر گیا اس کے گذر جانے کے بعد یہ بھی اٹھا اور اپنے راستہ پر پڑلیا اور اس طرح دونوں حفاظت کے ساتھ پل سے گزر گئے اسی پل پر اتفاق سے دو دوسرے بکرے بھی ایک ہی وقت میں آمنے سامنے سے چلکر ٹھیک درمیان میں ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے یہ اسقدر عقلمند نہ تھے اس لئے انہوں نے اپنا راستہ نکالنے کے لئے ایک دوسرے کو دھکیلنا اور ہٹانا شروع کیا سر سے سر ملائے ہوئے دونوں پوری طاقت سے ایک دوسرے کو دھکا دے رہے تھے لیکن چونکہ پیچھے ہٹنے یا دہنے بائیں حرکت کرنے کی تختہ پر گنجائش نہ تھی اس لئے تھوڑی ہی سی دیر میں دونوں کے دونوں نیچے جا پڑے اور تیز رو نالہ انھیں چشم زدن میں بہا کر کہیں سے کہیں لے گیا۔

آج ہندوستان میں بھی سیاست کا تیز رو نالہ بہ رہا ہے کسی خفیہ طاقت نے اس پر کونسل کی کرسیوں، سرکاری ملازمتوں اور سرکاری خطابات وغیرہ کا نہایت ہی تنگ تختہ رکھدیا ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو مختلف سمتوں سے لاکر اس تختہ پر ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا ہے ممکن ہے کہ ہم غلطی پر ہوں لیکن ہمارا دل تو کسی طرح نہیں چاہتا کہ مسلمان بیوقوف بنکر اپنی اور اپنے ساتھ دوسروں کی تباہی کا باعث بنیں اور سیاسیات کی وبا انھیں ہمیشہ کیلئے غرق کر دے ہماری خواہش تو یہی ہے کہ مسلمان آج بھی اسی طرح عقلمند بکرا بنیں کہ جس طرح وہ حدیبیہ میں بنے تھے اور اس طرح حریف کو اپنا گرویدہ اخلاق اور ممنون احسان بنا کر خود بھی زندہ رہیں اور دوسروں کو بھی فنا ہونے سے بچا لیں۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے بُرے اثرات سے بچائیے اور قاعدہ نو ایجاد

اَسْهَلُ الْقُرْآن

بڑھایئے یہ قاعدہ مولانا علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں میں لکھے گئے ہیں تاکہ دونوں زبانیں بچہ کو آسکیں اس کے بعد ترتیب وار مفرد اور مرکب الفاظ اردو عربی دونوں خطوں میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طرح سے قریباً تین ہزار الفاظ جمع ہو گئے ہیں جن سے حروف شناسی کے ساتھ ساتھ ان کے معنے بھی معلوم ہوتے جائیں اور اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ ور ہو جاتا ہے پھر بالکل آخر میں عربی گنتی اردو گنتی حروف کے اخراج یعنی قراوت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ قاعدہ صرف یہ کہ نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے ضخامت ۷۴ صفحہ قیمت ۴؍ ایک روپیہ کی پانچ جلدیں اور پانچ روپیہ کی ۳۰ جلدیں۔ محصول ڈاک ایک قاعدہ پر ۵؍ پانچ جلد والیہ آٹھ آنے ہے اور ۳۰ جلدوں پر ۱۲؍

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

مسلمانانِ ہند کیلئے صحیح طریقۂ انتخاب

(نوشتۂ عبدالحمید خاں)

ارض عالم پر ایک ہندوستان ہی ایسا ملک ہے جہاں ترتیب دستور و آئین کے وقت اہم امور سیاسی پر نہیں بلکہ نوعیت انتخاب جیسی بے حقیقت اور لاشئے محض چیز پر اختلاف کا ایک طوفان بپا ہے اور نہ صرف اختلاف کا طوفان بپا ہے بلکہ اس کے لئے قوموں اور فرقوں میں دھڑا بندیاں قائم ہوگئی ہیں اور سیاسیات ہند میں ایک زلزلہ آگیا ہے اگر کوئی اثر و اقتدار اکثریت و اقلیت اور حکومت و نفوذ کا معاملہ ہوتا تو بھی ایک بات تھی لیکن حیرت انگیز اور تعجب خیز امر تو یہی ہے کہ محض انتخاب جداگانہ کے لئے صفیں آراستہ کی جا رہی ہیں دستور کی ترتیب میں رخنہ پیدا کئے جا رہے ہیں اور زمین کی دہول آسمان کو پہنچائی جا رہی ہے غور تو کیجئے کہ آخر یہ انتخاب جداگانہ ہے کیا بلا کونسی تصنیف مبرم ہے، وحی آسمانی ہے، نص قرآنی ہے حدیث نبوی ہے جس کی بقا کے لئے مسلمان چٹان کی طرح اپنی جگہ اڑے کھڑے ہیں اور پہاڑ کی طرح ایک انچ بھی اپنی جگہ سے ہٹنا اور سرکنا نہیں چاہتے۔

ہندوستان کو آزادی ملے یا نہ ملے ملک منزل حریت و استقلال تک پہنچے یا نہ پہنچے زمان ماوف پر انگریز قابض رہیں یا ہند و مگر انتخاب جداگانہ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے یہ نعمت غیر مترقبہ جو "من و سلوی" بنکر آسمان حکومت سے ۱۹۰۹ء میں مسلمانوں پر نازل ہوئی تھی مسلم توشہ خانہ میں صندوق قائم رہے اور نتیجہ ہو ہر تیسرے سال مسلم ممبر انتخاب جداگانہ کے ذریعہ اسمبلی کونسل ڈسٹرکٹ بورڈ اور میدان میونسپل کمیٹیوں میں ضرور پہنچ جایا کریں ظاہر ہے کہ یہ معاملہ محض انتخاب کا معاملہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جمہور کے نمائندے نمائندگی جمہور کے لئے جمہوری اداروں میں پہنچ سکیں اور وہاں کوئی قانون وضع و نفاذ کے مراحل ان نمائندوں کے غور و بحث کے بغیر طے نہ کر سکے بس اتنی سی بات ہے جسے داافسانہ، بنا دیا گیا ہے اور باہمی رد و کد نے اس تل کو "پہاڑ" بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر رکھا ہے

انتخاب جداگانہ ہو یا مخلوط جمہور کے نمائندے جمہوری اداروں میں پہنچیں گے اور ضرور پہنچیں گے حقیقی چیز مجالس وضع قوانین کی نوعیت ہو نہ کہ انتخاب! اگر یہ مجالس صحیح اختیارات و حقوق کی حامل ہیں اگر کونسل اگزکٹو عمال اور اگزکٹو افسر اس کے سامنے ذمہ دار ہیں اور ان کے فیصلے یہ مجالس مسترد کرکے رکھ دینے کا کامل اختیار رکھتی ہیں تو کسی کو کوئی وجہ اندیشہ نہیں ہو سکتی یہیں سے قوانین وضع و نفاذ کے مراحل طے کرینگے اور ان کا محیط عمل قدرتاً ہندو مسلمان سکھ پارسی اور عیسائی سب پر محتوی ہوگا یہ غیر ممکن ہے کہ ایک ملی جلی آبادی میں مخلوط انسانوں میں اور مشترک افراد میں ایک قانون کا نفاذ ہو اور اس سے سب قومیں تو متنفع اور مستفید ہوں اور محض مسلمان تباہ اور برباد ہو جائیں۔

جب صورت حالات یہ ہے، ملک کی آبادیاں مخلوط طریق پر آباد ہیں اور ہندوستان کسی ایک فرقہ اور ایک قوم سے نہیں بلکہ مختلف الاقوام اور مختلف الخیال افراد سے مملو ہے تو یہ بات ہرگز فہم میں نہیں آسکتی کہ کسی قانون کی اثر کسی ایک قوم یا فرقہ کے مستقبل پر خطرناک ہوگا اور اس کی ہستی ہلاکت کے نذر ہو کر رہ جائے گی اس لئے اگر کسی چیز کی اصلاح کی ضرورت بھی تھی اگر کسی شئے پر توجہات خصوصیات کے ساتھ مرکوز بھی کی جا سکتی تھیں تو وہ چیز اور وہ شئے ادارات نظم و نسق ہو سکتے تھے منزل کو مرکز نگاہ بنایا جا سکتا تھا لیکن عجیب احمق ہیں وہ ابنائے ہند اور مدعیان عقل و فراست جو جڑ کو چھوڑ کر شاخوں اور اصل سے ہٹ کر فرع کی طرف اپنی نظریں جمائے ہوئے ہیں۔

انتخاب کی حقیقت

انتخاب محض ایک ذریعہ ہے، راستہ ہے شاہراہ ہے جو ہمیں ادارات حکومت میں آئین و قوانین پر غور و بحث کے لئے پہنچاتی ہے نمائندگان جمہور اس طرح نمائندگی جمہور کی سند حاصل کرکے مجالس وضع آئین و قوانین میں پہنچ جائینگے اور بس! انتخاب جداگانہ ہو یا مخلوط یہ ہو کر رہے گا کہ نمائندے مجالس آئین میں پہنچیں گے اور وہاں کے کاروبار میں حصہ لیں گے جس روز یہ سلسلہ بند ہوا اس روز حکومت مطلق العنانی کے بھنور میں آکر اور خود مختاری کے گرداب میں پھنسکر تباہ ہو جائیگی اور جمہور ہی کے ہاتھوں اس حکومت اور غیر نمائندہ "اجتماع اقتدار" کا خاتمہ ہو جائیگا۔

اس سے صاف طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انتخاب جداگانہ ہو یا مخلوط یہ محض ایک ذریعہ یا راستہ کی حیثیت رکھتا ہے اور نظم و نسق ملک میں اس سے زیادہ کوئی اہمیت حاصل نہیں یہ ضرور ہے کہ ایک راستہ پر رونق پر فضا اور روشن ہے اور دوسرا ویران اور خطرات سے لبریز اگر مخلوط انتخاب کے راستہ کو اختیار کیا گیا تو اس پر آپ کو ہندو، عیسائی، پارسی، بدھ، جینی اور یہودی سب دوش بدوش چلتے اور ہنستے کھیلتے منزل تک پہنچتے ملیں گے اور ہمسفر ہونے کی سبیل محبت اور ساتھ ساتھ ہونے کی بے تکلفی منزل پر پہنچکر بھی دلوں میں شیفتگی اور دماغوں میں احساس رفاقت قائم رہے گی اور مختلف قوموں میں ایک قسم کی یگانگت و یکجہتی قائم رہے گی اور اگر جداگانہ انتخاب کا راستہ اختیار کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جو قومیں مختلف راستوں سے آکر ایک جگہ اکٹھی ہوں گی اور ان میں قدرتاً بعد اور بیگانگی قائم رہے گی اب آپ اس مثال پر ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ غور کریں اور اس کے بعد فیصلہ کریں کہ آپ کی قوم کے لئے کونسا راستہ بہتر ہے اور کس طریق کار کو اختیار کرکے آپ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مخلوط انتخاب کا ایک اور نظریہ

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ راستہ وہی بہتر ہے جس پر تمام ملکی اقوام ایک ساتھ گامزن ہوں اور منزل پر پہنچکر

ایک دوسرے کے لئے کوئی اجنبی نہ رہے لیکن یہاں معاملہ ہمسفری اور بے تکلفی کے حدود سے بھی تجاوز کئے ہوئے ہے اور ہمسفری کے ساتھ باہمی تعاون و استمداد اور ایک دوسرے پر انحصار نے اس شراب کو دو آتشہ بنا دیا ہے اس راستہ پر چلنے والے محض ہمسفری ہی کی حیثیت نہ رکھتے ہوں گے بلکہ وہ ہوں گے جو ایک دوسرے کی پوری امداد سے اس قابل ہوئے ہوں گے کہ وہ اس راستہ پر گامزن ہو سکیں انھیں یہ خیال بھی ہوگا کہ اگر ہم میں ایک دوسرے کے جذبات کی پاسداری کا جذبہ ضعیف ہوگیا تو بہت ممکن ہے کہ آئندہ منزل تک پہنچنے کی عزت حاصل ہو ہی نہ سکے اور کوئی دوسری خوش نصیب ہستی ہم سے سبقت لیجائے ظاہر ہے کہ محض ایک یہی خیال دلوں میں محبت و موانست پیدا کرنے کے لئے کتنا زبردست محرک ثابت ہوگا اور ملک کو اس سے کیا کچھ فوائد نہ حاصل ہو سکیں گے۔

انتخاب مخلوط کے نفسیاتی مفاد

ہم نے محض تفہیم مطالب کے لئے یہ مثال پیش کی ہے تاکہ ایک عامی سے عامی بھی یہ سمجھ لے کہ مخلوط انتخاب اور جداگانہ انتخاب میں کونسا طریق کار ملک و قوم کے لئے بہترین اور مفید ترین طریق کار ہو سکتا ہے آپ منطقی الجھنوں میں نہ پھنسیں فضول بحث و تمحیص میں اپنا وقت ضایع نہ کریں صرف انتخاب مخلوط کے نفسیاتی پہلو پر ایک نظر ڈال لیں اگر آپ کو اطمینان ہو جائے تو آپ اسے تسلیم کر لیں ورنہ آپ کو اس سے اباد اعراض کا حق حاصل رہے گا انسان مدنی الطبع مخلوق کیا گیا ہے اور مل جل کر رہنا اس کی فطرت میں داخل ہے مل جل کر رہنے سے انسانی طبائع کی وحشت دور ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے لگتا ہے اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے دنیا میں سب سے پہلے اسی نے مخلوق پر اجتماعی زندگی کے محاسن واضح کئے اور اس پر اتنا زور دیا کہ اسے عبادت خداوندی کا ایک جزو قرار دیدیا اسلام میں یہ ضروری چیز ہے کہ ایک محلہ کے مسلمان دن میں پانچ مرتبہ ایک مسجد میں ایک ایک معینہ وقت پر مجتمع ہوں اور سب ملکر بارگاہ صمدی میں سجدہ ریز عبودیت ہوں محلہ کے مسلمانوں کے مفاد و مضار چونکہ بڑی حد تک یکساں ہوتے ہیں اس لئے انھیں تو دن میں پانچ مرتبہ ملنے اور مجتمع ہونے کا حکم دیا گیا ہے لیکن شہری امور میں کسی قدر بعد کے باعث اتنا اشتراک باقی نہیں رہتا اس لئے انھیں ہفتہ میں ایک مرتبہ جامع مسجد میں اکٹھا ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

مقصد مسلمانوں میں ایک عالمگیر رشتہ اخوت کا قیام تھا اور انسانی فطرت بہت جلد بھول جانے والی واقع ہوئی ہے اس لئے عیدین کے موقع پر گرد و نواح اور قریبی دیہات و قصبات کے مسلمانوں کے لئے سال میں دو اجتماع لازمی قرار دیئے گئے اور تمام عالم کے صاحب استطاعت مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک دفعہ ضرور مکہ معظمہ میں مجتمع ہوں اور کچھ نہ ہو تو اس طرح ایک دوسرے کے امیال و عواطف اور معاشری و تمدنی حالات سے تو ضرور واقف ہو جائے گا اور یہ سمجھ لیگا کہ فلاں ملک کے مسلمانوں کی حالت ایسی ہے

دین فطرت کے اس عالمگیر اور اشد ضروری حکم میں کون سے رموز و اسرار نہاں ہیں ذرا غور کیجئے اور سمجھئے یہی نہ کہ اگر مسلمان باہم ملتے جلتے رہیں گے تو ان میں محبت و شیفتگی اور ایک دوسرے کے جذبات کے احترام کا داعیہ پیدا ہوگا اور اس مخلوط طریق سے ان میں مخلوط احساسات پیدا ہونگے۔

فطرت انسانی اور متحدہ قومیت

اس معیار پر آپ مخلوط انتخاب کو پرکھیئے گو ہندوستان میں قومیں مختلف ہوں نسلیں مختلف ہوں لیکن ایک انسانیت تو سب میں مشترک ہے اسلام فطری دین تھا اس نے فطرت کو لیا فطرت انسانی ہر جگہ یکساں ہے غیر ممکن ہے کہ فطرت انسانی مسلمانوں ہی میں مصروف کار فرمائی ہو اور دیگر اقوام اس سے تہی مایہ نظر آئیں اجتماع اگر فطری چیز ہے اور اس سے مسلمانوں کو لازماً فائدہ پہنچتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ غیر قومیں بھی اجتماع سے فائدہ نہ اٹھائیں اور اس کے باب میں یہ فطرت خاموش ہے اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں اور پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہندو مسلمان ہی مشترک راہ اختیار کریں متحدہ طور پر زندگی بسر کرنا اور اتفاق سے رہنا سیکھیں تو لازماً ان میں باہمی میل جول سے محبت پیدا ہو جائیگی۔

ہندو کتنے ہی ستم پیشہ ستم آزار اور شدید العتاب سہی ہیں تو آخر انسان ہی جب جنگل کے وحشی جانور انسانوں میں رہکر مانوس ہو جاتے اور ان کی وحشیانہ فطرت بدل جاتی ہے تو یقین نہیں آتا کہ جب ہندو اور مسلمانوں میں اتحاد عمل کے امکانات پیدا ہوں گے تو ان میں کس طرح یکجہتی و موانست کی روح پیدا نہ ہوگی اور یہ محض اختلاف عقائد ہی کے باعث باہم کر علیحدہ رہیں گے ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ مسلمانوں کی کمزوری و غفلت سے ہندوؤں نے ضرور فائدہ اٹھایا وہ تجارت اور نظم و نسق حکومت پر اجارہ دارانہ طور پر قابض ہو گئے لیکن آپ خود غور کیجئے کہ انسان بہر انسان ہے اور اس کے ساتھ حریصانہ اور بہیمانہ جذبات بھی لگے ہوئے ہیں اس پر جب درندگی و بہیمیت طاری ہوتی ہے تو ہندو ہندو کو اور مسلمان مسلمان کو اور یہ تو پھر کوئی بعید چیز نہیں بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو کھا جاتا ہے دنیا میں سب سے بڑی لعنت کمزوری ہے اگر کوئی مسلمان کمزور ہے تو ہندو تو ہندو مسلمان ہی اسے نہ چھوڑیں گے مسلمانوں نے غفلت سے کام لیا کمزور ہو گئے ہندوؤں نے ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ انگریزوں نے اٹھایا تھا مقدم الذکر ان کی اقتصادیات و معاشیات پر قابض ہوئے اور مؤخر الذکر نے ان کی حکومت و سلطنت پر قبضہ جما لیا اس کا علاج یہ نہ تھا کہ مسلمان ہندوؤں کی طرف سے دل میں کانٹا لیکر بیٹھ جاتے بلکہ یہ تھا کہ وہ اپنی کمزوری اور اپنے ضعف کو دور کرتے طاقت و نظم کی طرف رجوع ہوتے تعلیم و تجارت کی شاہراہوں پر قبضہ کرتے اس کے بعد ہندو کیا انگریز بھی انہیں دعوت اتحاد دیتے اور اپنے ملی و فطری حقوق تو ایک طرف یہ یہاں کی بڑی سے بڑی نعمت پر بھی تسلط جما لینے کے قابل ہو جاتے۔

ہندوستان کی دوسری اقلیتیں

ہندوستان میں پارسیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ نہیں یہودی ان سے بھی کم ہیں اور سکھ بمشکل ایک فیصدی تناسب رکھتے ہیں لیکن آپ نے کبھی سوچا بھی کہ انھیں ہندوؤں سے کیوں غصب حقوق کا شکوہ نہیں ان کی طرف کیوں کسی کی تیز نگاہیں نہیں اٹھتیں اور یہ آئندہ دستور ہند کو کیوں

تشویش کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے اور جداگانہ انتخاب و حقوق کا مطالبہ نہیں کرتے اس کی وجہ یہ اور محض یہ ہے کہ ان میں نظم و اتحاد کی روح کارفرما ہے تنازع للبقا کے میدان میں یہ کسی قوم سے پیچھے نہیں تعلیم و تجارت اور دولت و ثروت میں یہ قومیں ہندوؤں سے بھی بازی لے گئی ہیں کس میں ہمت ہے کس کے یارا ہے کہ ان کی طرف خشمگین نگاہ سے دیکھ سکے اور انھیں نقصان پہنچانے کا خیال بھی دل میں لا سکے۔

اگر آپ کے اندر نظم و اتحاد اور قوت نہیں تو آپ جداگانہ انتخاب اور پنجاب و بنگال کی اکثریت محفوظ کرا کر بھی کیا بنا لیں گے۔ آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ مخلوط انتخاب میں ہنود شرارت کرینگے اور وہ اپنے مطلب کا مسلمان منتخب کرا لیا کریں گے نیز یہ کہ آپ کو ان دو مذکورہ صوبوں میں جو ۵۴ اور ۵۵ کی اکثریت حاصل ہے وہ کہیں خطرے میں نہ پڑ جائے اور اس کی تحفظ بروئے آئین کر دیا جائے لیکن بات وہی ہے کہ اگر آپ قوی اور منظم ہیں تو کسی حالت میں بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچ سکتا اور اگر آپ کمزور غیر منظم اور دوسروں کا سہارا ڈھونڈھنے والے رہے تو آپ کو ہندو کیا ہر طاقتور قوم ہر حالات میں نقصان پہنچائے گی اس زمانہ میں سب سے بڑا اجتماعی جرم کمزوری ہے کمزور کو کوئی بھی نہیں بخشتا اور نہ اسے بخشا جانا چاہئے۔

کیا تحفظ حقوق سے مسلمان محفوظ رہیں گے؟

جداگانہ نیوں کے قول کے مطابق ہندو ذہنیت خراب ہو اور وہ کسی طرح بھی شرارت کئے بغیر نہ رہیں گے تو ہمیں سمجھایا جائے کہ آخر جداگانہ انتخاب اور اکثریت کے تحفظ کے بعد بھی آپ اس ہندوانہ شرارت سے کیونکر محفوظ رہ سکیں گے ہندو شرارت ہی پر آمادہ ہوئے تو کیا وہ مولانا شوکت علی کے مقابلہ میں ڈاکٹر انصاری کو کھڑا کر کے اور سر اقبال کے مقابلہ میں ڈاکٹر عالم کو لا کر منتخب نہ کرا دیں گے اس طرح کہ وہ ووٹروں پر اپنے کارندوں اپنے افسروں اپنی پولیس اپنے سرمایہ اپنے مزدور اپنے ملازموں اپنے وکلا اور اپنے روپیے سے اثر ڈلوائیں گے مسلمانوں میں ۹۴ فیصدی ٹھیٹ جاہل ہیں غیر منظم غیر متحد ہیں غریب ہیں معاش کی طرف سے تنگ ہیں دو طرفہ اور دوگونہ پڑے گا دباؤ اس طرح جداگانہ انتخاب میں بھی ہندو بہت سے اپنے مطلب کے مسلمان کونسلوں میں پہنچا دیں گے جو اپنی کامیابی کے لئے ان کے رہین منت ہونے کی وجہ سے انہی کی ہمنوائی کریں گے اور آپ کی یہ چار پانچ کی اکثریت دھری کی دھری رہ جائے گی۔

یہ بھی نہ سہی آپ نے انتخاب کی منزل محفوظ طریق پر طے بھی کر لی تو آپ کی قائمی اکثریت ہی کتنی ہوگی رو پیہ بڑی طاقت ہے کونسلوں میں سب متمول ہی منتخب نہیں ہوا کرتے اور وہ یکساں ذہنیت اور یکساں دل و دماغ ہوتے ہیں بعض غریب ہیں تو بعض کسی کے مقروض بعض کسی کے دوست بعض منطقی طور پر کمزور بعض حریص بعض ذی مروت اور بعض معاشری اسباب ہندوؤں سے دبنے والے اور بعض اپنی غیر جانبداری اور بے تعصبی کا سکہ دنیا پر جمانے اور شہرت پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے کیا ان میں سے ہندو اثر ہندو دباؤ ہندو روپیہ اور ہندو قوت سے اہم مواقع پر پانچ سات مسلم ممبروں کو توڑ لینا اور اپنے ساتھ ملا لینا بھی کوئی بڑی بات ہے نہیں اور ہرگز نہیں جب تک آپ کمزور اور غیر منظم ہیں اور تعلیم و تجارت میں کوئی دسترس نہیں رکھتے اس وقت تک کوئی بڑے سے بڑا تحفظ بھی آپ کے کام

میں نہیں آ سکتا سرحد و بلوچستان میں آپ اپنی اکثریت سے فائدہ اٹھا سکیں تو اٹھا سکیں لیکن پنجاب و بنگال کی اکثریتوں سے استفادہ آپ کے لئے غیر ممکن ہے۔

مخلوط انتخاب کی خوبیاں

بخلاف ازیں اگر انتخاب مخلوط ہوا تو آپ لاکھ کمزور ہوں پھر بھی ہندوؤں کو کچھ نہ کچھ آپ کی پاسداری ضرور منظور ہوگی اور ان کے شر انگیز عنصر کی شرارتوں کے لئے کوئی وجہ جواز باقی نہ رہے گی اس لئے کہ اگر ان کی طرف سے کوئی نقصان رساں حرکت کی گئی تو اس سے ان کا قوم پرست عنصر ان کے خلاف ہو جائے گا اور وہ کبھی یہ گوارا نہ کریں گے کہ جس اصول کو قومیت و وطنیت کی اساس و بنیاد بنا کر انہوں نے اہل ہند کے لئے پیش کیا ہے اس کی تنقیص خود انھیں کے ہاتھوں عمل میں آئے اور مسلمانوں کے رجعت پسند طبقوں کے احتجاجات پر انگریزوں کو دوبارہ مداخلت کا موقع حاصل ہو یا دنیا یہ کہہ سکے کہ ہندوؤں نے عیاری سے کام لیا اپنی اقلیتوں پر قوم پرستی کے پردے میں یورشیں کرنے لگے اور ابھی یہ اس قابل نہیں ہیں کہ عنان حکومت ان کے ہاتھ میں دیدی جائے۔

آجکل کسی بڑی قوم کے لئے بین الاقوامی شہرت و وقار کا قائم رکھنا بھی بیحد ضروری ہے کوئی نوا اقتدار قوم باسانی اپنی شہرت کے آپ مجروح کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی علاوہ ازیں ہندو اپنے مطلب کے لئے بھی اپنی شرارتیں اور ناانصافیاں روکنے پر آمادہ ہو جائینگے صوبہ متحدہ بہار بمبئی اور مدراس ایسے مقامات ہیں کہ گو یہاں مسلمانوں کی اقلیت ہے لیکن اثر و اقتدار اور اپنی روایات کی بنا پر وہ بہت اہمیت رکھتے ہیں انتخاب مخلوط ہوگا ہندو اور مسلمان دونوں ووٹر ہوں گے اور مسلمانوں کی اہمیت کے اعتبار سے ان کے ووٹ بھی خاص اثر رکھیں گے ظاہر ہے کہ ایک ایک نشست کے لئے کئی کئی ہندو و مسلمان امیدوار مقابلہ پر کھڑے ہوں گے اور ہر امیدوار کو ہندو اور مسلمان دونوں کے پاس ووٹ کے لئے جانا پڑے گا جس کے متعلق یہ توقع ہوگی کہ وہ فرقہ وار جذبہ سے بے نیاز اور خالی الذہن ہو کر کام کرے گا اسی کو مسلمان ووٹ دیں گے اور چونکہ آئندہ انتخاب کا بھی خیال ہوگا اور مقابلہ سخت اس لئے ہر امیدوار کو ضرورت داعی ہوگی کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے ہندو مسلم سوال پیدا ہو اور اسکی قومیت اور شہرت کے دامن پر داغ لگے یہ خیالات و احساسات قوم کی دماغی و ذہنی تربیت کا ایک تدریجی سبب بن جائیں گے اور اپنی حکومت کی شہرت کی بقا اور دنیا میں نیکنامی حاصل کرنے کے لئے ہر قوم یہی چاہے گی کہ دنیا میں اس کا وقار حاصل ہو اور کوئی اس کی طرف انگلی نہ اٹھا سکے۔

اس وقت جو مساعی اور جو قوتیں ایک دوسرے کی پامالی اور رقیبانہ سرگرمیوں میں ضائع ہو رہی ہیں وہ ایک مخلوط انتخاب کی بدولت قومی اور ملکی ترقی کی طرف مبذول ہو جائینگی اور فرقہ وار جذبات ضعیف سے ضعیف تر ہو جانے کے بعد ایک وہ ایسا بھی آئے گا کہ جداگانہ نیابت بھی کالعدم ہو جائیگی اور جس طرح آج ممالک مغربی میں پروٹسٹنٹ ، رومن کیتھولک اور یہودی تک بلا لحاظ قومیت محض معیار کارکردگی اور قوت افادہ کی بنا پر پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہو جاتے ہیں اسی طرح ہندوستان کی پارلیمنٹ پر ہر شخص مذکورہ بالا معیار کی بنا پر منتخب ہوا کرے گا اس وقت یہ دیکھا جائے گا کہ یہ شوکت علی ہے یا مدن موہن مالوی ! ووٹروں کے پیش نظر یہ ہوگا کہ کون بہتر خدمت انجام دے سکتا ہے اور کس کی مساعی قومی اقتدار میں اضافہ کا باعث بن سکتی ہیں۔

مسابقت کے روح پرور مظاہر

رفتہ رفتہ یہ صورت پیش نظر ہوگی کہ ہندوستان ایک قوم بنجائے گا یہاں بین الملی تنازعات کا نام ونشان بھی نہ رہیگا اس لیے کہ اس وقت ہندو مسلم سوال سامنے نہ آئیگا اور نہ اس پر کوئی ایسی روک کی جاسکیگی بلکہ اس وقت جرمنی امریکہ اور جاپان سامنے ہوں گے انھیں سے مقابلے ہوں گے اور یہ سعی کی جائیگی سب مل کر ہندوستان کو اس رتبہ پر پہنچا دیں کہ دنیا کا کوئی ملک اور کوئی دوسری قوم اس سے آگے نہ بڑھ سکے تجارتی مقابلہ ہوں گے اقتصادی ترقی کے سوال ہوں گے ہندوستان جنت نشان ازمنہ قدیم کے ہندوستان کی طرح ایک یگانہ روزگار ملک ہو یہاں دولت کے دریا بہتے ہوں۔ علوم وفنون کی صدائیں درودیوار سے پیدا ہو رہی ہوں اور سائنس وفلسفہ میں یہاں کا بچہ بچہ اسپنسر اور ڈاروین ہو۔

جداگانہ انتخاب کی تباہ کاریاں

مسلمانوں نے اپنے چھٹے ہوئے حقوق کے حصول کے لئے حکومت کی استعانت سے جداگانہ انتخاب منظور کرایا لیکن دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کی شکایات اس وقت بھی وہی ہیں جو آج سے بیس برس پیشتر تھیں بلکہ اب حالات اس سے بھی بدتر صورت اختیار کر چکے ہیں ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا "جداگانی" میدان میں آئے اور ہمیں بتائے کہ مسلمانوں نے جداگانہ انتخاب کے اس بست سالہ دور میں کیا ترقی حاصل کی کس شعبہ حکومت میں انھیں ہندوؤں کی طرح اجارہ داری حاصل ہوگئی ان کے مغصوبہ حقوق انھیں کس حد تک ملے تعلیم وتجارت میں جو اصل الاصول ترقی ہیں انہوں نے کتنی ترقی کی اور حکومت نے ان کے کس کس مطالبہ کو کس حد تک تسلیم کیا۔

بلا مبالغہ پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس جداگانہ انتخاب نے انھیں اپنے حقوق کے تحفظ اور ارتقائی مساعی کے حوصلہ سے بالکل تہی مایہ بنادیا جو کچھ ان کے پاس تھا وہ اسے بھی کھو بیٹھے اور آج سے بیس سال پیشتر اپنے حقوق کے خطرات میں پڑنے کے متعلق ان میں بیداری کا جو جذبہ پیدا ہوا تھا وہ بھی اس جداگانہ انتخاب کے زہر نے فنا کرکے رکھدیا اگر اس وقت جداگانہ انتخاب کی یہ لعنت حکومت کے فرشتوں کی طرف سے ان پر نازل ہوتی تو مسلمان اٹھتے ضرور اٹھتے اور پوری قوت کے ساتھ اٹھتے اور لازماً تعلیمی اقتصادی اور تجارتی ترقی کی طرف مائل ہوتے اس لئے کہ اس کے سوا انھیں کوئی دوسری راہ ہی نظر نہ آتی اس کا حتمی ویقینی نتیجہ یہ ہوتا کہ ہندوؤں سے لڑے بھڑے بغیر وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتے اس منزل پر جہاں کوئی قوم انھیں نقصان نہ پہنچا سکتی اور اپنے اقتدار کی بدولت یہ خود دوسروں پر اپنا لوہا منوا لیتے۔

سکھوں اور پارسیوں کی مثال

سکھ اور پارسی ہندوستان کی بہت قلیل التعداد قومیں ہیں کسی کی آبادی نصف کروڑ تک بھی نہیں پہنچ سکتی انھیں اپنی اس کمزوری وبیکسی کا احساس ہوا اور یہی احساس ان کی ترقی وعظمت اور اقتدار وسطوت کا باعث بن گیا حالت یہ ہے کہ یہ دونوں قومیں سات کروڑ مسلمانوں سے کیا ۲۲ کروڑ ہندوؤں سے بھی دولت، تجارت، سرمایہ تعلیم وانتظام ملکیت میں کسی طرح کم نہیں اور کسی کا زہرہ نہیں جو ان کی طرف بری نگاہ سے دیکھ سکے یہ اتنی طاقت حاصل کرچکی ہیں کہ انھیں آیندہ دستور ہند میں اپنے حقوق کے متعلق کوئی اندیشہ نہیں رہا وہ جانتی ہیں کہ جب تک ان میں طاقت اور حرکت حیات باقی ہے کوئی ان کی طرف انگلی نہیں اٹھا سکتا اور نہ خود زبردست قومیں کسی چھوٹی منظم وطاقتور قوم پر ہاتھ ڈال کر فضول کی بدنامی سمیٹ سکتی ہے یہ تو ہے ان چھوٹی قوموں کی حالت لیکن مسلمان ہیں کہ کروڑوں کی تعداد رکھتے ہوئے شاندار روایات کے حامل ہوتے ہوئے اور سپاہیانہ جوش کے سرمایہ دار ہوتے ہوئے مرے جاتے ہیں، لرزتے ہیں، کانپتے ہیں کہ انھیں ہندو نگل نہ جائیں۔

بھلے مانسوں سات کروڑ کی تعداد کوئی تھوڑی تعداد نہیں جسے کوئی بآسانی نگل سکے یہ قوم چاہے تو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا سکتی ہے اور سمندروں کے جگر چیر کر رکھ سکتی ہے اگر یہ قوم اب بھی ہوشمندی سے کام لے اور اپنے قدموں پر آپ کھڑے ہونے کی کوشش کرے ڈرنا دبکنا اور خوف کھانا چھوڑدے اور خود کو قوموں کے مقابلہ میں مردانہ وار ڈال دے تو نسبتاً ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں اس کی حالت میں انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔ افسوس مسلمان اپنے ماضی کو بھول گئے اور اپنی مہتم بالشان روایات انھیں یاد نہ رہیں نظم واجتماع مسلمانوں کی فطرت وعبادت میں داخل ہے اور اس قوم کی یہ ایک مایہ الامتیاز خصوصیت رہی ہے کہ اس کے افراد واعضا رب قدیر کے سوا کسی کا خوف کبھی اپنے دل میں نہیں لاتے خدائے بزرگ وتوانا نے انھیں "وانتم الاعلون ان کنتم مومنین" کی بشارت کے ساتھ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم" کا فطری ناموس مکتب ازل میں سکھا دیا تھا مسلمان اگر کمزور ہیں ضعیف ہیں اور پسماندہ ہیں تو اس کی یہ صورت نہیں کہ وہ انگریزوں سے استعانت کریں تحفظات کا سہارا ڈھونڈیں انتخاب جداگانہ کی آڑ میں حکومت کا منہ تکتے رہیں دنیا میں دوسری قوموں کی امداد پر جینا موت وہلاکت کے مترادف ہے۔

جو قوم دوسروں پر انحصار رکھتی ہے اس سے اعتماد علی النفس کی صفت فنا ہو جاتی ہے اور جسم قومیت میں ایسے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کی ترقیات کو بھی انحطاط کا پیش خیمہ بنا دیتے ہیں اور اس کے لئے مٹنے اور تباہ ہونے کے سوا اور کوئی صورت نجات باقی نہیں رہتی حکم ربانی اور فلسفہ ایزدی "ان اللہ لا یغیر" موجود ہے پھر مسلمان کیوں دوسروں کا سہارا ڈھونڈتے اور تحفظات کو اپنی ترقی کا زینہ بناتے ہیں ان کی تعداد کافی ہے وہ بہترین امت ہیں بہترین صفات وتربیات کے حامل ہیں وہ توکلت علی اللہ کہکر کھڑے ہوں اور اپنی حالت میں خود انقلاب پیدا کرکے رکھدیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ یہ انھیں مسلمانوں کے اخلاف میں جنہوں نے خشکی پر جہاز چلا دیئے سمندر میں گھوڑے ڈالدیئے ابن رشد وابن ماجہ پیدا کئے ارض معلوم کے تین چوتھائی حصہ پر فرمانروائی کی اعاظم اقوام کے گلے میں اپنی حکومت کا طوق ڈالا طارق وابن قاسم آخر اسی قوم کے جلیل القدر اور نوجوان جرنیل تھے جنہوں نے چند ہزار فوج سے سپانیہ اور ہندوستان جیسے ممالک فتح کرکے ڈالدیئے اور قیصر وکسریٰ کے تاجوں کو ٹھکرا کر رکھدیا۔ اگر آج مسلمان مسلمان بن جائیں تو پھر وہی شان پیدا ہوسکتی ہے۔

اقلیت والے صوبوں کی حالت کا خاکہ

کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ ایسی شاندار روایات کی قوم "اکثریت و اقلیت" کے تحفظ اور "انتخاب جداگانہ" جیسی چیزوں پر جلے اور ان کے لئے اپنی ہمت و حوصلہ مندی کے دامن پر داغ لگائے صوبہ متحدہ میں مسلمانوں کی آبادی صرف چودہ فیصدی ہے اگر انھیں "دیٹیج" کے اصول پر تیس فیصدی تناسب سے سو میں ۳۳ نشستیں مل بھی گئیں تو ۲/۳ مجموعی کی مرضی کی بھی شرط عائد کردی گئی تو اس سے کب تک اور کہاں تک فائدہ اٹھایا جا سکے گا اور اس سے ان کے قومی وقار پر کیسی ضرب پڑے گی پھر یہ شرط بھی انگریزوں کے بقائے اقتدار ہی تک کام دے سکتی ہے ان کے جانے کے بعد اس کی کیا ضمانت ہے کہ آئین میں یہ چیز باقی رہے گی اور مسلمان ہمیشہ اس سے مستفید ہوتے رہیں گے اسی طرح مرکزی حکومت میں ۱/۳ انھیں کونسا اقتدار عطا کردے گی۔ اور اس طرح فرش سے اٹھکر یہ کس طرح عرش پر بیٹھ جائینگے پنجاب و بنگال کی اکثریت کے متعلق آپ ہمارے خیالات مطالعہ کرچکے "ویٹیج" ۱/۲ کی شرط اور مرکزی نیابت کی حقیقت آپ کے فہم و بصیرت سے ٹکرا چکی اور آپ نے سمجھ لیا کہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں اصلی و حقیقی شئے آپکی قومی طاقت اور اجتماعی نظم ہے۔

اگر آپ کے اندر طاقت، نظم، اخوت، تعلیم، تجارت اور فہم و فراست موجود ہے تو دنیا کی کوئی طاقت آپکو نقصان نہیں پہنچا سکتی اور یہ نہیں تو بڑی سے بڑی طاقت کی پشت پناہی بھی آپ کے کام نہ آئے گی زبردست کے مقابلہ میں دلیل اور حجت کام آنے والی چیزیں نہیں یہ زمانہ محض اقتدار و طاقت کا زمانہ ہے کمزور اقوام اور ضعیف افراد کو اس دور میں کوئی نہیں پوچھتا بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہیں امیر غریب کو دباتے ہیں بڑے پودے چھوٹے پودوں کی نشو و نما کو روک دیتے ہیں یہ قانون فطرت ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں۔

عرب جب تک پستی و ابتذال کی گہرائیوں میں ڈوبے رہے انھیں دنیا میں کسی اقتدار و منزلت کی نصیب ہونا تو درکنار اپنے ہی ملک میں حکومت و فرمانروائی کے لطف حاصل نہیں ہوئے لیکن جب اس بے حقیقت اور کرۂ ارض کی ایک مبتذل قوم میں نظم و قوت پیدا ہوگئی تو ۲۳ برس کے اندر اندر تمام ممالک عرب اور شام و مصر ان کے قدموں پر پڑے اور قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں اس کی ترقی و عظمت کی داستانیں تزلزل پیدا کرنے لگیں اور ابھی پوری ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ یہی عرب ساری معلومہ دنیا پر فرمانروائی کرنے لگے اور قیاصرہ کی قیصریت اور اکاسرہ کی کسرائی سب مٹ کر رہ گئی ولید ہی کی فرمانروائی کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک شخص مشرق و مغرب کے بعید ترین گوشوں سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوتا تھا اور چھ چھ ماہ کی مسافت طے کرکے دونوں مکہ مکرمہ پہنچتے تھے اس طویل مسافت اور چھ ماہ کی مدت مدید میں انھیں صدہا ممالک و بلاد سے گذرنا پڑتا تھا لیکن ہر شہر اور ہر قریہ پر انھیں علم اسلامی ہی لہراتا نظر آتا تھا اور ہر جگہ ولید ہی کا خطبہ و سکہ چلتا تھا غور کیجئے کہ ایک نظم و اجتماع نے جو اسلامی تعلیمات کا نتیجہ تھا عربی کی چھوٹی سی قوم کو کیا سے کیا بنا دیا اور خیموں کے رہنے والے محل و قصور کے مکین بن گئے۔

فرزندان توحید کے غلغلہ انداز کارنامے

جب تک منظم و قوی رہے تمام یورپ ان کی قوت سے لرزتا اور کانپتا رہا لیکن ان میں افتراق و ضعف کے جراثیم پیدا ہوئے تو دبے حقیقت عیسائی حکمرانوں نے انھیں بیک بینی و دو گوش ہسپانیہ سے نکالدیا اسلامی تاریخ میں اس کی ایک نہیں صد ہزار مثالیں مل سکتی ہیں آپ کو خوف ہے کہ سکھ کہیں خون کے دریا نہ بہادیں لیکن جو قوم خون کے سمندروں کو عبور کرچکی ہو اسے دریاؤں کی موجوں کا خوف کیا دامنگیر ہو سکتا ہے مسلمان کہتے ہیں کہ انھیں ۲۲ کروڑ ہندوؤں کی دست درازی اور ہندو راج کے قیام کا اندیشہ ہے لیکن اب تو آپ سات کروڑ ہیں لیکن بتائیے تو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ کتنے مسلمان تھے جس نے سترہ مرتبہ ہندوؤں کی مشترکہ قوت کے طلسم کو توڑا احمد ابدالی کے پاس ۷۶ ہزار مسلمان ہی تو تھے اور ہندوستان کے سب سے جری اور دلیر قوم مرہٹہ مقابلہ پر تھی اس کے اپنے دو لاکھ لاؤ لشکر کے سوا لاکھ راجپوت جاٹ اور چوہان ہی شریک تھے اور ہندوستان کی پوری طاقت مسلمانوں کے مقابلہ میں سمٹ آئی تھی لیکن اس ملک کے زمین و آسمان گواہ ہیں کہ فرزندان اسلام نے انھیں کیسی تباہ کن شکست دی۔

جب ہندوؤں کا انبوہ ابن قاسم کے چند ہزار مسلمانوں کو ابتدا میں نگل سکے طارق کو ہسپانیہ نہ ہڑپ کرسکا تو اب تو مسلمانوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی ہے انھیں کون فنا کرسکتا ہے یہ محض توہمات ہیں غرضمند و طلسم کاریاں ہیں اور حکومت کی پیدا کردہ تحریکات مسلمانوں کو ان کاموں سے اپنا دامن بچانا چاہیئے۔

مسلم خواتین کی پسماندگی کا عذر

کہا جاتا ہے اور کس بے غیرتی سے کہا جاتا ہے کہ اگر بالغوں کو عام حق رائے بھی عطا کردیا گیا تو بھی مسلمان بار نہ پاسکیں گے اس لئے کہ عورتیں ووٹ نہ دے سکیں گی اور ان کی عدم تنظیم اور افلاس و پردہ وغیرہ راہ کے زبردست موانع ثابت ہوں گے۔ آخر مسلمانوں کی خود غلطیوں کا نتیجہ ملک کیوں بھگتے اگر آپ کے تغافل کا نشہ ایک صدی تک نہ اترا تو کیا ملک آپ کے لئے اپنی آئینی ترقی روک دیگا آخر دوسری قوموں میں بھی تو عورتیں ہیں اور مصر، عراق، ترکی، ایران میں بھی پردہ کا رواج موجود ہے آپ عورتوں کو گھر کے زندانوں سے نکال کر انھیں تعلیم دیجئے ان میں احساس و سرگرمی پیدا کیجئے اور برقعہ اڑھا کر پولنگ اسٹیشنوں پر لائیے آپ سے کوئی نہیں کہتا کہ مردوں کے سامنے ان سے ووٹ دلائیے آپ کے لئے عورتوں کے ذریعہ ووٹ شماری کا بندوبست کردیا جائے گا۔

مسلمانوں کا دعویٰ تو یہ ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے انہی نے عورتوں کو آزادی دی اور ان کا درجہ بلند کیا نیز یہ کہ ان کی خواتین نے میدان جنگ میں بڑے بڑے جانباز جرنیلوں کے منہ پھیر دیئے ان کی ایک لونڈی گل بہشت نے برنا بادشاہ بنکر ایک عظیم الاقتدار راجہ کے قلعہ کو جا دبوچا ان کی خولہ نے معاندین کے چھکے چھڑا دیئے۔ انہوں نے میدان جرأت میں رومی لشکر میں تہلکہ ڈالدیا

ان کی خالدہ میدان سکار یہ نیں شیر بن کر لڑی لیکن حالت یہ ہے کہ یہاں ووٹ کے لئے انھیں میدان میں لاتے دم فنا ہوتا ہے بات نہی ہے کہ آپ اپنی پسماندگی کی طرف تو توجہ نہیں کرتے اور دوسروں کو متہم کرتے ہیں آپ نے دیکھا ہے کہ ٹرین، جہاز کسی کمزور، ضعیف یا سست رفتار کے لئے اپنا وقت نہیں بدلا کرتے کسی کے لئے گھڑی کی سوئیاں پیچھے نہیں ہٹائی جاسکتیں آپ کے لئے زمانہ اپنی رفتار ترقی کو مدہم نہیں کرسکتا اگر آپ کے اندر اقتصادی معاشرتی اور تمدنی بیماریاں موجود ہیں تو آپ ان کا علاج و مداوا کریں نہ یہ کہ دوسروں سے کہیں کہ آپ بھی بیمار بنکر ہمارے ساتھ بستروں پر دراز ہو جائیے

مخلوط حلقہ ہائے انتخاب کی مثال

بعض حضرات بڑے طنطنہ کے ساتھ دہلی، اجمیر اور پنجاب و صوبہ متحدہ کے مخلوط حلقوں سے اب تک کسی مسلمان کے منتخب نہ ہونے کا واقعہ مخلوط انتخاب کی تنقیص کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں لیکن اگر دقت نگاہ کے ساتھ غور کیا جائے تو اس میں بھی اپنا ہی قصور نظر آئے گا انتخاب جداگانہ سے بیشتر آپ نے خود اپنی اہمیت کسی پر محسوس نہ کرائی اور غدر ۵۷ء کے جھٹکے سے ہمت ہار کر ایک گوشہ میں جا بیٹھے اس کے بعد انتخاب جداگانہ کا دور آیا تو ہندوؤں کے قلوب آپ کی علیحدگی سے دونیم ہو چکے تھے اس پر مستزاد یہ کہ آپ نے پبلک لائف میں کوئی مشترکہ اور نمایاں حصہ نہ لیا تھا اس لئے آپ کو نقصان اٹھانا پڑا۔ اگر ہر جگہ انتخاب مخلوط ہو اور آپ کے اندر بھی قومیت کی روح پوری سرگرمی کے ساتھ جلوہ گر ہو جائے تو آپ کو کوئی غیر نہ سمجھے گا اور آپ کو نقصان پہنچانے کی سعی اس وقت کسی غیر قوم کو نقصان پہنچانے کی نہیں بلکہ خود اپنی قومیت کے جسم و اعضا کو نقصان پہنچانے کے ہوں گے آپ انتخاب مخلوط اختیار کیجئے زندگی کی جدوجہد میں ہندوؤں کے دوش بدوش آگے بڑھیئے پھر کوئی نقصان ہو تو آپ کسی قوم کو نقصان پہنچانے کا ذمہ دار قرار دیجئے۔

لکھنؤ اور کانپور کے ہنود کی دراز دستیاں

بلاشبہ لکھنؤ کی ہندو اکثریت نے امین آباد پارک میں آپ کا میلاد شریف بند کیا کانپور میونسپلٹی میں آپ کی تجارت کو نقصان پہنچایا گیا اور للا ضلع گورکھپور میں فساد ہوا لیکن کس زمانہ میں اور کب جبکہ آپ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنا چکے تھے اس سے پہلے بھی اس ملک میں ہندو مسلمان آباد تھے آخر پہلے کیوں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا اس وقت کیوں آپ کو کسی نے ایسا نقصان نہیں پہنچایا اس کی وجہ یہی ہے کہ اول تو آپ ہندوؤں کے ٹوٹے ہوئے تھے دوسرے ممبروں کے انتخاب میں آپ کا کوئی ہاتھ نہ تھا اگر ممبر انتخاب میں آپ کے ووٹروں کے سامنے بھی ذمہ دار ہوتے تو سب کو نہ سہی کچھ ممبروں کو تو ضرور اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا اور یہ صورت کبھی پیش نہ آتی جب آپ ہندوؤں سے علیحدہ ہی ہو گئے تو آپ کو شکایت ہی کیا ہے یہ تو سیاست ہے اس میں مسابقت ہوا کرتی ہے آپ ساتھ مل جائینگے تو پھر دیگر ممالک کے ساتھ یہی عمل ہوگا۔

مخلوط انتخاب کی عالمگیر مقبولیت

آپ غور تو کیجئے دنیا میں اور بھی ممالک ہیں دوسری جگہ بھی اقلیتیں ہیں۔ پولینڈ، اٹلی، زیگوسلاویہ وغیرہ میں اہم اقلیتیں موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک ملک میں بھی جداگانہ انتخاب موجود نہیں اس لئے کہ وہاں کی اقلیتیں اسے خود اپنے لئے نقصان رساں سمجھتی ہیں اور جانتی ہیں کہ اگر ان کی طرف سے کوئی ایسا مطالبہ کیا گیا تو ایک مستقل تنازع کی اساس قائم ہو جائیگی اور اکثریت انھیں اپنی راہ ترقی کا سنگ گراں اور غیر سمجھکر ہمیشہ ضرر رساں رہیگی آپ کو کسی اسلامی ملک میں بھی یہ بدعت و لعنت نظر نہ آئے گی مصر میں قبطی ترکی میں ارمنی و یہودی اور ایران میں پارسی اقلیتیں موجود ہیں لیکن وہاں بھی اس جداگانہ نیت کا کوئی جھگڑا انہیں مسلمان اس راز کو نہیں سمجھتے یہ سب اجنبی حکومت کے عمال کی کارسازیاں ہیں وہ جانتے تھے کہ جہاں جداگانیت ہے وہاں جھگڑا ہے حکومت کے اقتدار و اثر کے لئے جھگڑوں کی موجودگی لازمی چیز ہے کوئی حکومت یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اس کی رعیت کے تمام اعضا متحد و مطمئن رہیں اور حکومت کے لئے خطرات کا باعث ثابت ہوں یہاں ہندو مسلمانوں میں جو نفاق و شقاق نظر آرہا ہے یہ سب اسی علیحدگی اور علیحدہ رکھنے کی ہوشیارانہ پالیسی کا ثمرہ ہے کاش مسلمانوں کی اب بھی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ جس راہ پر پڑ لئے ہیں وہ اجمیر شریف کو نہیں بلکہ ترکستان کو جا رہی ہے ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ اس دور میں ہندوؤں کی طرف سے بہت تشدد و ظلم ہوا اور مسلمانوں پر مہا سبھائی ہاتھوں شدید ظلم کئے گئے لیکن اگر آج ہندو مسلمانوں کے حقوق محفوظ ہوتے اور کسی معاملہ میں کوئی غیریت نہ پائی جاتی تو یہ صورت کبھی پیش نہ آتی ہندوؤں کے شرپسند عنصر نے دیکھا کہ مسلمان تنہا ہیں جدا ہیں پسماندہ ہیں اور راہ آزادی کا کانٹا بنے ہوئے کے باعث قوم پرست ہندو مسلم عناصر بھی ان کے خلاف ہیں حکومت کچھ کہتی نہیں سلئے جو چاہو کر لو اور اپنے دل کے خوب ارمان نکال لو جو لوگ جداگانہ انتخاب کی بدولت منتخب ہوئے تھے انہوں نے ایک ہی قوم کے سامنے ذمہ دار ہونے کے باعث اس شرپسند عنصر کی اور پشت پناہی کی اس لئے یہ آگ بڑھتی ہی چلی گئی اور ابھی خدا معلوم یہ شعلے کہاں جا کر رکیں گے۔

مسلمانوں کیلئے صحیح راہ عمل

ہمارے نزدیک بہترین صورت یہ ہے کہ مسلمان مذہبی معاشرتی تمدنی لسانی اور شخصی امور کے متعلق جتنا تحفظ چاہیں کرالیں لیکن سیاسی اعتبار سے اپنے آپ کو علیحدہ قوم نہ رہنے دیں اور مخلوط انتخاب ہمارے آیندہ دستور کی اساس ہونی چاہئیے اس پر جو عمارت بھی اٹھائی جائے گی وہ مضبوط و محکم ہوگی غیریت کا احساس فنا ہو جائے گا تنازعات اور جھگڑے ختم ہو جائیں گے سیاسی اعتبار سے پھر ہندو مسلمان دو قومیں نہیں ایک قوم خیال کئے جائینگے ایک کی فائدہ دوسرے کا فائدہ اور ایک کا نقصان دوسرے کا نقصان متصور ہونے لگے گا ہندوؤں کے سامنے سوال اور مسلمان کے سامنے ہندو نہ ہوں گے بلکہ ان دونوں کے سامنے انگریز ہونگے اور انگریزوں کے بعد دوسرے ممالک اس طرح ملک صدیوں کی راہ سالوں میں اور سالوں کی مہینوں میں طے کریگا ۳۵ کروڑ انسانوں کی متحدہ قومیت دنیا میں ایک اتنی بڑی ہیبت ناک اور رعب انگیز صورت اختیار کرجائیگی کہ حکومت تو ایک طرف دنیا کی متحدہ طاقتیں بھی اس سے آنکھ ملاتے ہوئے گھبرائیں گی اور اس کے وقار عظمت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

مسلمانی در کتاب

(از مرزا سلیم بیگ صاحب دہلوی)

کہنے کی بات اور ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ میں مسلمان ہوں مسلمان بھی ایک دو روز کا نہیں نہ چار برس کا نہیں بلکہ سات پشت کا اس لئے اس میں تو شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ میں نسلاً بعد نسل مسلمان ہوں وراثتاً بھی مسلمان اور اعتقاداً بھی کہنے سننے سے نہ اس اعتقاد میں فرق آسکتا ہے نہ اب اس کی ضرورت باقی رہی ہے شرک میں نہیں ملحد میں نہیں ارتداد سے مجھے لگاؤ نہیں کسی لالچ سے میں لامذہب نہیں ہوا کوئی دلچسپی عیسائی نہیں بنائے گی احکام مذہب کی شدت سے تعظیم کرتا ہوں قومی ہمدردی مذہبی جوش سے متاثر ہوں معمولی معمولی باتوں پر جہاد کا علم بلند کرنے کو تیار ہو جاتا ہوں اپنے مذہب کا پکا ہوں دوسروں کے مذہب یا مذہبی جھگڑوں سے واسطہ نہیں رکھتا ہر مسلمان کے ساتھ ہمدردی کرنے کو تیار ہوں میرے عقاید مجھے ایک مسلمان کی حیثیت سے نجات دلانے کو کافی ہیں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ہر مسلمان کی درمے قدمے سخنے مدد کرنے کو تیار ہوں ہمدردی و اتحاد کی حامی ہوں خواہ آپ کو یقین نہ آئے مگر میرا یہ اعتقاد ہے کہ مسلمانوں میں فقدان اتحاد ہی کا باعث ہے کہ آج تیس فیصدی حق نمایندگی کا مطالبہ بھی متحدہ و متفقہ نہیں ہو سکتا ہے ہندوستان میں مسلمانوں نے چھ سو برس حکومت کی یعنی ان کو سو فیصدی حق نمایندگی حاصل رہا مگر اب اسی ہندوستان میں تیس فیصدی کی مطالبہ بھی کانگریس سے منظور نہیں ہو رہا ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اس کے کیا اسباب ہیں؟ یہی اتحاد و اتفاق کا فقدان ہر مسلمان کا نصب العین جدا ہے اور ہر شخص اپنی ہی روٹی پر دال گھسیٹتا ہے اور اس نے قومی مفاد۔ مذہبی اغراض کو نظر انداز کر دیا ہے ؎

دنیا و دیں کے ربط کی رسی کو کاٹ کے
دھوبی کے کتے ہوگئے گھر کے نہ گھاٹ کے

کہنے کی بات اور ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی روایات باقی نہیں رہیں مسلمانوں میں مذہبی جوش اور مذہبی احساس باقی نہیں رہا مسلمانوں کی مجلسیں ویران ہو گئیں انجمنیں برباد اور مسجدیں بے چراغ ہو گئیں مذہب سے کوئی دلچسپی ہے نہ مذہب والوں سے کوئی ہمدردی قومی جلسوں مذہبی وعظوں میں شرکت فعل عبث سمجھ لیا ہے اس بے پروائی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے نرغہ ہو رہا ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان کا نام ایک اقلیم کو لرزا دیتا تھا یا اب یہ وقت ہے کہ مسلمانوں کو اپنی عبادتگاہوں میں بھی مذہبی فرائض کی ادائی کے لئے ضابطہ کی اجازت درکار ہے مجھے ایک واقعہ یاد ہے دلی کے قریب ایک آباد قصبہ میں ایک مسجد تھی اس قصبہ میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی اور قومیں بھی اس میں ملی جلی آباد تھیں مسجد میں ایک ملا صاحب ضلع بلند شہر کے رہنے والے امامت کرتے تھے محلے کے بچوں کو بھی کچھ الٹا سیدھا پڑھا دیا کرتے تھے مسجد سے ملا ہوا ایک کمہار کا گھر تھا جس کا گدھا اس مسجد میں پڑا رہا کرتا تھا گاؤں کی مسجد تھی اور مسلمانوں کی عام لاپروائی نے اس مسجد میں ایسا دروازہ نہ بننے دیا تھا جس کو بند کر دیا جاتا تو صحن مسجد پاک و صاف رہتا بڑا موذی کمہار کا گدھا نامعلوم حق شفع کے خیال سے یا مالک کے بچے کی محبت میں اکثر مسجد میں آجاتا اور وضو کرنے کی بدھنیوں کو خراب کر دیتا۔ کئی دفعہ ملا صاحب نے گدھے کو مارا مالک کو دھمکایا محلے والوں سے نمازیوں سے شکایت کی مگر نتیجہ صفر ہی رہا آخر ایک روز تنگ آکر ملا صاحب نے گدھے کو طہارت خانہ میں بند کر دیا کہ مالک سے جرمانہ لئے بغیر نہیں چھوڑوں گا کمہار کو خبر ہوئی اور وہ گڑگڑاتا ہوا ملا صاحب کے پاس آیا اپنا گدھا چھوڑ دینے کی درخواست کی ملا صاحب بہت ناراض ہوئے اور اس سے نقصان کی تلافی چاہی کمہار کہنے لگا کہ میاں جی گدھا تو جانور ہے۔ گھر اور مسجد میں تمیز نہیں کرتا آپ نے کبھی ہم کو بھی مسجد میں آتے دیکھا

ہندوستان کے تقلیدی مسلمانوں نے جابجا اس طرح مذہبی جوش کو صرف کیا ہے کہ وہ اس سے بھی نادار ہو گئے ہیں یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ ہندی مسلمان اور ملکوں کے مسلمانوں کی نسبت مذہبی احساس زیادہ رکھتے ہیں اور اسلامی رواداری کو کسی نہ کسی طرح اوروں سے بہتر سنبھالے ہوئے ہیں مگر ان میں ایک حد تک شان بیوقوفی بھی پائی جاتی ہے دو چار رنگین لباس والے یا چار پانچ نمائشی تسبیح پھیرنے والے اسلام پر قبضہ کئے ہوئے ہیں حالانکہ بہت سی صورتوں میں وہ خود اسلام سے واقفیت نہیں رکھتے تعصب اور خود غرضی نے ایسی تفریق پیدا کر دی ہے جس کی علاج ہندوستان کی مختلف القوم آبادی میں اب یقینی غیر ممکن ہے مذہبی جوش اور پاس روایت کی حد تک ہندوستان میں مذہب کی جو حیثیت و وقعت ہے وہ اور ملکوں کی نسبت بہتر ہے چینی اور روسی مسلمانوں کی نسبت مجھے مشاہدہ کا موقع نہیں ملا گر مثال جن افراد کو دیکھا ہے وہ شمار کے قابل نہیں ہیں باوجود اس احترام اور جذبات کے ہندی مسلمانوں کی اخوت کی ایک کہانی سن لیجئے جو اتفاق سے حیدرآباد میں مجھ پر بیتی ایسے واقعات سنے تو بہت تھے مگر تجربہ نہیں ہوا تھا۔

ایک ایسے زمانہ میں جبکہ حیدرآباد میں مرض وبائی کا زور تھا مخلوق خدا پریشان تھی حکیموں اور ڈاکٹروں کی بن آئی تھی۔ گورکن۔ کفن دوز غسال منہ مانگی مراد پا رہے تھے میں اپنے عنایت فرما مولوی حکیم مقصود علی خاں صاحب کے پاس سے واپس مکان آرہا تھا جہاں سے میرا مکان تقریباً چار میل کے فاصلہ پر تھا شام ہو چکی تھی بازاروں کی قندیلیں میونسپلٹی کی فیاضی اور ان کی خوش نیتی سے جھلملا رہی تھیں دکانیں بند ہو چکی تھیں بعض بعض جگہ ایک دو دکانیں کھلی ہوئی تھیں آمد و رفت عموماً حیدرآباد میں بعد مغرب یوں بھی کم ہو جاتی ہے ایسے پریشانی کے زمانہ میں تو پوچھنا ہی کیا ہے محبوب کی مہندی کے راستہ پر مجھے ایک جنازہ ملا ان لوگوں کے علاوہ جو جنازہ کو کندھا دیئے ہوئے تھے اور بھی دو چار بھلے مانس ہاتھوں میں قندیلیں لئے ساتھ تھے اس روز حکیم صاحب کی صحبت میں بھی اخوت اسلامی پر تذکرہ رہا تھا اور میں متاثر دل لیکر اس صحبت سے اٹھا تھا راستہ میں جنازہ کے ملنے سے میرے جذبات کو ٹھیس لگی اور میں کندھا دینے کے . . . . . . ارادہ سے آگے بڑھا تھوڑی دور

جنازے کے ساتھ چلا اور پھر سرہانے کا پایہ پکڑ کر کندھا دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے کندھا بدلوایا تو میں نے سرہانے کا دوسرا پایہ پکڑ کر کندھا دیا اور میں نے دیکھا کہ قندیلیں ساتھ نہیں ہیں چونکہ میں بھی اسی طرف جارہا تھا جدھر اس جنازے کا رخ تھا اس لئے اپنے اخوت اسلامی کے جذبات میں کچھ غور نہیں کرسکا اور جنازے کو لئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا چلا گیا اور لوگ بھی درود شریف پڑھ رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد جب درود شریف کے بدلے آپس کی باتوں کی آواز میں نے سنی تو پلٹ کر میں نے دیکھا اور معلوم کیا کہ مجھ سمیت چار آدمی ہیں اور بظاہر ان چاروں کو میت سے کوئی واسطہ نہیں ہے مجھے جنازہ اٹھائے ہوئے بھی دیر ہوگئی تھی کندھا تھک گیا تھا اور میں بدلنے کے لئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جب چوتھا شخص جس سے میں نے جنازہ لیا تھا مجھے نظر نہ آیا تو سنے ہوئے قصے یاد آگئے اور میں سمجھ گیا کہ اب میں ... مگر پھر یہ خیال کرکے شاید وہ کسی کام سے گیا ہو آجائیگا سیدھے کندھے سے الٹا کندھا الٹے کندھے سے سیدھا کندھا بدلتا رہا منتظر مگر مایوس نظروں سے چوتھے حمال کا انتظار کرتا رہا ساتھ والوں سے پوچھا کہ بھئی تمہارا ساتھی کہاں گیا ہے کب آئیگا انھوں نے دبی زبان سے جواب دیا کہ یہیں کام کو گیا ہے آتا ہی ہوگا اسکو بھی دیر ہوگئی عادت کے خلاف غیر معمولی مشقت نے تھکا دیا جنازے کا وزن سنبھالنا دوبھر ہوگیا مشکل یہ ہوئی کہ حمالوں نے جن کو احترام میت کا خیال نہ تھا تیز چلنا شروع کیا اس سے مجھے خستگی و ماندگی معلوم ہونے لگی میں نے مجبور ہوکر ان لوگوں سے آہستہ چلنے کو کہا کیونکہ جنازہ بھی ٹیڑھا سیدھا ہو رہا تھا مگر ان لوگوں نے پرواہ بھی نہ کی اور اپنی پوئیہ چال پر مجھے بھی رکھ لیا آپ کو یہ مثل معلوم ہوگی کہ "سب سے بڑا خوب مار کھاتا ہے" یہی حال میرا بھی ہوا دونوں شانوں میں درد ہونے لگا سانس پھول گیا پیاس سے زبان خشک ہوگئی ہمت و طاقت نے جواب دیدیا مجبور ہوکر دونوں ہاتھوں پر جنازے کو اٹھایا ایک ہاتھ پر زیادت اٹھاتا دوسرے سے سہارا دیتا کندھے پر رکھتا ہاتھوں پر اٹھاتا ہاتھ بدلتا پھر کندھے پر رکھ لیتا ساتھ والوں پر غصہ اپنی حالت پر تاسف تھا حکیم صاحب کی تقریر کا اثر یا میت کا احترام نہ ہوتا تو میری ان سے فوجداری ہوجاتی بہرحال کسی نہ کسی طرح جنازہ پرانی حویلی تک پہنچا یا یوں کہیے کہ پرانی حویلی تک میں جنازے کو لے گیا بیکسی و بے بسی کی حالت میں ساتھ والوں سے پھر ذرا ٹھیر جانے کو کہا رات کے دس بج چکے تھے اندھیری راتیں تھیں سڑکوں پر کوئی راہگیر بھی نظر نہیں آتا تھا میں اور میری ہمت و اخوت پر تھکن کی گھٹا چھا چکی تھی کہ اتنے میں ایک مولوی صاحب جو اپنی وضع و لباس سے پردیسی معلوم ہوتے تھے گھبرائے ہوئے تیز قدم آرہے تھے جنازہ دیکھ کر اور کچھ پڑھتے ہوئے میری طرف کندھا دینے کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ یہ میرے برابر والا بہت تھک گیا ہے اس طرف چلے جائیے وہ بیچارے خاموش میرے برابر والے کے پاس پہنچے اور کندھے پر جنازہ کو لے لیا مولوی صاحب اونچی موری کا پاجامہ لمبا سفید کرتہ کشمیری کام کی صدری کے ساتھ سوزنی کی ٹوپی پہنے ہوئے تھے کندھے پر چھپا ہوا سرخ رنگ کا رومال تھا لمبی بھرواں ڈاڑھی کتری ہوئی مونچھیں تھیں عمر بھی ۳۵ - ۴۰ کے درمیان ہوگی تیز چلتے تھے مزاج میں گھبراہٹ معلوم ہوتی تھی مولوی صاحب کی آمد نے میری کلفت دور کردی اور میں اس نئے مہمان کے تخیل میں مزے لینے لگا میں برابر ان کو دیکھ رہا تھا اور یہ بھی دیکھ چکا تھا کہ حمال کندھا بدلتے ہی رفو چکر ہوگیا ہے اس کے ساتھ ہی ایک زندہ مثال بڑی غلطی کرتا اگر میری نظر سے وہ دو ملنگ غائب نہ ہوتا مولانا تھوڑی دیر تو کچھ پڑھتے رہے پھر پلٹ کر دیکھا اور چلنے لگے پھر میری طرف دیکھا اور کچھ پڑھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ذرا نرم آواز میں کہا کہ کوئی بھی ذرا کندھا بدلوا دو انتظار کیا جب کوئی نہ آیا تو پھر آواز دی پھر بھی جواب نہ ملا نہ کوئی آیا میں تو جانتا تھا کہ آئیگا کون وہ تو دو ذرا کی مرکر چلا گیا" مگر خود بولنا مصلحت جنازہ برداری کے خلاف تھا اس لئے میں بھی خاموش رہا مولانا نے کچھ دیر تو صبر ایوبی سے کام لیا پھر ٹھیر گئے اور ذرا تیز آواز میں مجھ سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں گیا میں نے عرض کہ خبر نہیں میں خود اس کا انتظار کر رہا ہوں بڑی دور سے کندھا دیے چلا آرہا ہوں اتنا سنکر مولوی صاحب نے کچھ سوچا اور مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ مردود کہاں گیا ہوگا یہ میت کس کی ہے میں نے کہا کہ یہ میت تو ایک مسلمان کی معلوم ہوتی ہے زیادہ وضاحت منظور ہے تو اوپر لیٹے ہیں دریافت فرما لیجئے میرے اس جواب سے بہت آزردہ ہوئے اور غوطے میں چلے گئے مگر صبر نہ آیا پھر پوچھنے لگے کہ میت کے وارث ساتھ ہیں یا نہیں میں نے کہا جی ہاں فی الحال تو ہم چاروں وارث ہیں میرے جواب سے ناخوش ہوکر بڑے زور سے لاحول پڑھی جناب آپ صاف کیوں نہیں بتاتے مذاق کا کیا موقع ہے میں نے کہا قبلہ مذاق کون مردود کرتا ہے میں تو صاف بتا رہا ہوں جتنا میں جانتا ہوں اتنا میں کہتا ہوں اس سے زیادہ آپ کو یہی بتائینگے جو ہم پر سوار ہیں اب مولانا بہت ہی بگڑے اور میری طرف سے منہ پھیر لیا مولانا بہت فصیح اردو بولتے تھے ع ق کو گلے سے نہیں بلکہ سینے پر زور دیکر ادا کرتے تھے ان کی گفتگو سے عربی دانی کی شان جھلکتی تھی میرا جواب سنکر منہ پھیر لیا اور میں اس خاموشی سے لطف اٹھانے لگا مولانا مضطرب و سراسیمہ تھے کبھی کھانستے کبھی کھنکارتے ناک صاف کرتے یا ڈاڑھی کو مسح کرتے ان کی حالت اضطراری کا یہ حال تھا کہ گھڑی گھڑی کندھا بدل رہے تھے بہت کچھ راستہ کاٹنے کے بعد پھر مجھ سے دریافت کیا کہ قبرستان کتنی دور ہے کہاں تک کہاں تک چلنا پڑے گا میں نے بہت ادب سے عرض کیا کہ میت ہی سے دریافت فرمائیے کہ یہ کہاں آرام کریں گے میں تو ایسا ہی لاعلم ہوں جیسے آپ۔ اگر آپ کو دریافت کرنے میں تامل ہے تو مجھے اجازت دیجئے میں پوچھ لیتا ہوں مولانا خاموش ہوگئے اور کندھے کے رومال کو گولا بناکر ڈنڈے کے نیچے رکھ لیا تھوڑی دیر کے بعد پھر کندھا بدلا رومال کا گولا اس طرف رکھا اور مجھ سے فرمایا کہ کوئی رومال ہو تو دیدو میرا کندھا درد کرنے لگا ہے میں نے کہا رومال تو نہیں ہے ارشاد ہو تو شیروانی اتار دوں پسینہ سے شور بور ہوگیا ہوں آپ اپنی ضرورت پوری کرلیجئے میں بھی ہلکا ہوجاؤں گا خاموش مگر تیز نظر مجھ پر ڈال کر منہ پھیر لیا۔

چاوڑی کھاٹ دروازے سے ہم نکل چکے تھے کچھ دور آگے جانے کے بعد ملنگوں نے آواز دی "دو تقصیر" بائیں طرف کے راستہ پر مڑ جائیے ...

راستہ قبرستان کا تھا اندھیری رات میں پتھر ذیل۔ قبریں اور گڑھے میں سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے ہم جنازے کو ایک ٹمٹاتی روشنی کی طرف لیکر چلے مولانا بھی گرتے پڑتے ساتھ تھے ساتھ نہ دیتے تو غضب کیا کرتے میں نے بھی کیا کر لیا۔ کیا جنازے کو راستہ میں رکھ دیتا آخر ان دو ملنگوں اور ہم دو بیگاریوں نے جنازہ کو قبر تک پہنچایا ایک صاحب جو قبر کے انتظام کو آئے ہوئے تھے۔ دوڑ کر قریب آئے اور سہارا دیکر جنازے کو نیچے اتروایا۔ مولوی صاحب نے رومال سے ہاتھ منہ پونچھا۔ جوتے اور پاؤں کی گرد جھٹکی قبرستان پر چاروں طرف نظر دوڑائی ایک لمحہ کے لئے لحد کے انتظام پر غور فرمایا اور بغیر کچھ پوچھے یا کسی سے بات کئے السلام علیکم کہکر چلنے لگے میں نے کہا کہ قبلہ تھوڑی دیر توقف فرمائیے ان بیچاروں کو راستہ میں نہ چھوڑیئے یہ بھی کیا مسلمانی ہے آخر منزل تک پہنچا دیجئے فارغ ہوکر ہم سب ساتھ ہی چلیں گے ابھی تو دلدار سے تعزیت بھی ادا کرنی ہے مولوی صاحب نے کچھ نہ سنا میری کسی بات کا جواب نہ دیا تو میں بڑھکر قریب آیا اور کہا کہ حضرت سوم کی فاتحہ میں ضرور تشریف لائیگا اور کھانا بھی وہیں کھائیگا

مرنے والے کی روح خوش ہوگی اور ثواب دارین حاصل ہوگا اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا ایک دفعہ گھور کر تو دیکھا گیا پھر متوجہ نہ ہوئے مجھ سے کچھ ناخوش سے گئے حالانکہ اس میں میرا کچھ قصور نہیں تھا میں اور مولینا ایک حیثیت میں تھے۔ آخر میں پھر قبر تک آیا اور دفن کا انتظار ایک قبر پر بیٹھکر کرنے لگا قبر کے تیار ہونے میں دیر تھی ایک گھنٹہ کے بعد کچھ اور لوگ بھی سواریوں میں آئے جو انداز سے درتا بہت معلوم ہوتے تھے ان لوگوں میں سے کسی نے میرا شکریہ نہیں ادا کیا نہ جنازہ برداری کی اجرت پیش کی۔

دو بجے کے قریب دفن سے فارغ ہوکر سب واپس ہوئے تو میں نے بھی گھر کا راستہ لیا اور دیر تک اپنے اس حیرت انگیز اخوت اسلامی اور ایثار نفسی کی داد دیتا رہا اور آج مجھے عملی طور پر اخوت اسلامی کا تجربہ ہوا۔ نیز مولوی صاحب کے اضطراب اور جنازہ برداری کا سا یاد کرتا ہوں اور اب چونکہ عملی طور پر اخوت اسلامی کا تجربہ کر چکا ہوں اسلئے جب تک بہت سے آدمی کسی جنازے کے ساتھ نہیں دیکھ لیتا اخوت اسلامی کو کام میں لاکر کندھا دینے کا قصد نہیں کرتا

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل اسرغیلی ہر ہند جب الاعامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل میں سال کا تجربہ کبھی سر خطا نہیں گئے جب کوشش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر اور گواہ بناکر بے کم و کاست اور قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں کہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں بن بھائیوں کو میری گزارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ بھی اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔ عمل اس عمل کے پڑھنے میں چند منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال تک قابض رہتا ہے دوسرے سال کیلئے دوبارہ چند منٹ صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مخلوق کا تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ عاملی تین روپے (سے) عمل یہ ایک آیت قرآنی ہے جس کا عمل ہر اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے جو آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپ کے منزل پر آئے گا ہدیہ صرف دو روپے (عہ) عمل برائے ترقی روزگار عمل ترقی تجارت و ترقی ملازمت اور ہر قسم کی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اسکی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ ہدیہ میں آپ پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں

ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف نہیں نہ شرط ہے اپنے مکان میں بیٹھکر پڑھے جانے کی ضرورت ہو صاحب عمل ہوں گے ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان تینوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا اور اگر ہدیہ منی آرڈر سے روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔

عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت کرانے کیلئے نہایت مجرب ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کریں ورنہ گناہگار رہینگے ہدیہ عہ عمل تباہی دشمن یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے۔ ہدیہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

ملنے کا پتہ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴۵ دہلی

عورت سے لطف
حاصل کرنے کیلئے
دوشیزہ

کو مطالعہ میں کیجئے یہ وہ کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لیکر عورت کی آخر عمر تک کی تمام کیفیات اور عورت کے جذبات درج ہیں یہ کتاب صدہا مغربی مشرقی اور غیر مطبوعہ کتابوں کا عطر ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں

ڈیڑھ سو کے قریب فوٹو بلاک اور تصاویر ہیں

تمام دنیا کی عورتوں کے لاجواب فوٹو ہیں اور عورتوں کے تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کارآمد تصاویر ہیں اردو میں آجتک ایسی مکمل کتاب کبھی شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو وہ تجارب ہو جائینگے جن کا سالہا سال میں حاصل ہونا ناممکن ہے آپ عورت کی صورت دیکھکر اس کی فطرت سے واقف ہو جائینگے آپ اس کے تمام جذبات سے بھی آگاہ ہو جائینگے اور باکمال بنجائینگے اور آپ کی بیوی آپ پر پروانہ وار فدا ہوگی۔

اس میں مواصلت۔ لباس۔ حفظان صحت، تمدن۔ معاشرت بچوں کی پرورش عورتوں کے حسن کو برقرار رکھنا غرضکہ وہ سب کچھ ہے جو آپ چاہتے ہیں اس کی قیمت مجلد مجلد تین روپے آٹھ آنے ہے (عہ)

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

احسان کا بدلہ

(از جناب ڈاکٹر سعید صاحب)

اول تو بارہ سال کی عمر ہی کیا اس پر تعلیم کا نہ ملنا ظفر جس قدر بے وقوف اور بے ڈھنگا ہوتا کم تھا۔ لیکن اتنی ہی ذرا سی عمر میں چونکہ اس کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا اور اسے ابھی سے اپنے اور اپنی ماں کے لئے روزی مہیا کرنے کی مصیبت اٹھانی پڑی تھی اس لئے اس میں وہ آوارگی اور دنیا کے حالات سے وہ ناواقفیت نہ تھی جو عام طور پر اس طرح کے ایسے بچوں میں دیکھنے میں آتی ہے جن کا کوئی نگراں اور سرپرست نہ ہو اور جنھیں روٹی بھی پیٹ بھر کر بلا کسی دقت کے ملا یا کرے۔

ظفر جاہل تھا غریب تھا مگر تھا شریف کا بچہ اور ایک نیک اور اچھی ماں کی گود نے اس کے مزاج اور اس کی طبیعت میں چند خوبیاں بھی ضرور پیدا کر دی تھیں باپ کے مرتے ہی اپنی کم سنی کے باوجود اس نے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیا اور کچھ اس اچھی طرح محسوس کیا کہ اب اسے صبح سے شام تک مزدوری کی تلاش میں مارے مارے پھرنے کے سوا اور کسی بات کا خیال ہی نہ آتا تھا اس کے ساتھ محلہ کے کھیلنے والے بچے اب بھی اکثر اسے بلا کر کھیل میں شریک کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے مگر اب وہ ہمیشہ یہ کہکر کہ "بھئی اب ہمیں فرصت نہیں ہے" ان کی دعوت کو رد کر دیتا تھا اور وہ سب حیرت سے سوچتے رہجاتے تھے کہ ظفر کو کیا ہو گیا ہے۔

بدایوں کے اسٹیشن پر جن مسافروں کو ۱۹۱۱ء میں اترنے کا اتفاق ہوا ہے ان میں سے اکثر نے ایک مضبوط اور تندرست چھوٹے سے قلی کو ادھر سے ادھر بھاگتے اور ایک ایک مسافر سے یہ پوچھتے دیکھا ہو گا کہ حضور آپ کا سامان پہنچا دوں؟ اتنا کہکر وہ اکثر جواب کا انتظار کئے بغیر ہی لوگوں کا سامان نہایت تیزی سے اٹھا اٹھا کر سر پر رکھنا اور کندھوں میں لٹکانا شروع کر دیتا تھا اور کچھ تو اس کی کمسنی پر ترس کھا کر اور کچھ اس کی تیزی اور پھرتی سے خوش ہو کر لوگ اس طرح سامان اٹھا لینے پر کچھ اعتراض نہ کرتے تھے اور خاموشی سے اسکے ساتھ ہو لیتے تھے اس کی کمسنی مزدوری کے معاملہ میں کبھی کبھی نقصان بھی پہنچا دیتی تھی لیکن مسافر بالعموم اس قدر شقی القلب نہ ہوتے تھے کہ اس کی عمر اور اس کی باتوں سے اثر پذیر نہوں اور اسے اس کی اجرت سے ایک آدھ پیسہ زیادہ نہ دیں شکل صورت بھی اسکی شریفوں کے بچوں کی سی تھی اور بہت سے نرم دل مسافر اس چیز سے بھی متاثر ہو جاتے تھے ہر وقت کی بوجھ اٹھانیکی ورزش نے اسے بہت کافی مضبوط بنا دیا تھا۔ سینہ خوب چوڑا ہو گیا تھا اور کندھے اور بازو بھی طرح بھر گئے تھے بدایوں ایک چھوٹا سا شہر ہے اور کسی خاص تجارت کا مرکز بھی نہیں ہے اس لئے مسافروں کی آمد و رفت اسٹیشن پر بہت زیادہ نہ تھی اور ظفر اس قدر محنت کرنے کے باوجود مہینہ بھر میں بمشکل پندرہ بیس روپے کما تا تھا اور اسی قلیل آمدنی میں وہ اس کی ماں اور اس کی چھوٹی بہن گذر کیا کرتے تھے۔

ظفر اپنی حالت سے مطمئن نہ تھا اور تھے سے دل میں اکثر امیر بننے اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے کی تمنا پیدا ہوا کرتی تھی اسٹیشن پر جب کبھی کسی رئیس کی گاڑی یا موٹر آکر ٹھیرتی تو وہ اسے کسی قدر للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا اور اس وقت خصوصیت کے ساتھ اس کے دل میں یہ ارمان پیدا ہوتا کہ کاش میں بھی اسی طرح کی سواری رکھنے کے قابل ہو جاؤں اکثر رات کو روٹی کھاتے وقت وہ ماں سے کہتا:-

"اماں آج تو ایسی خوبصورت ایک موٹر آئی تھی کہ میں کیا بتاؤں کچھ کتھی سے رنگ کی تھی اور اس قدر چمکدار تھی کہ آئینہ کی طرح اس میں منہ دکھائی دیتا تھا اماں جب بھی بڑا ہو جاؤں گا تو ایسی ہی موٹر رکھوں گا"

غریب اماں اپنے شیخ چلی کے ان خیالی پلاؤ پر ہنس دیتی اور بات آئی گئی ہو جاتی۔

ایک روز شام کو اندھیرے کے قریب جب ظفر کھانا کھانے کے لیے گھر آیا تو غیر معمولی طور پر خوش تھا آتے ہی اس نے چھوٹی بہن کو گود میں اٹھا لیا اور ہنسکر ماں سے کہنے لگا:-

"اماں! بس بالکل اتنی ہی بڑی لڑکی تھی، اس کی صغرا کی عمر کتنی ہے؟ پانچ برس کی بس پانچ ہی برس کی وہ بھی ہو گی ایسی خوبصورت تھی گوری چٹی کہ میں کیا بتاؤں ہماری صغری بھی خوبصورت ہے مگر اماں وہ تو بہت ہی خوبصورت تھی"

ماں:- کون تھی؟ کس کا ذکر کر رہے ہو؟

ظفر- آج شام کو جب پانچ بجے کی ٹیم ریل گاڑی آئی تو اس سے اپنے نواب صاحب منجھو میاں اترے تھے میں ان کا سامان لیکے باہر ان کی موٹر پر رکھنے گیا، ان کی موٹر نیلے رنگ کی ہے، بڑی خوبصورت بس میں نے اس میں سامان رکھا نواب صاحب کے آدمی نے مجھے پیسے دیئے دو آنے نواب صاحب قلیوں کو کبھی ایک آنہ نہیں دیتے ہیں پیسے لیکے میں موٹر کو دیکھتا ہوا اس کے پیچھے سے گھوم کے دوسری طرف سڑک پر جا کے کھڑا ہو گیا اتنے میں سامنے سے کتھی رنگ کی بڑی اچھی موٹر بہت ہی تیز آئی اور خدا جانے ڈرایور (ڈرائیور) گھبرا گیا یا اس نے دیکھا نہیں وہ سیدھا نواب صاحب کی موٹر پر چڑھا ہی لے چلا آیا اور لوگوں نے بہتیرا شور مچایا نواب صاحب بھی چیخے مگر وہ موٹر آکے نواب صاحب کی موٹر سے ٹکرا ہی گئی اور ایسی زور سے ٹکرائی کہ جتنے آدمی اس میں بیٹھے ہوئے تھے سب کے سب اوندھے منہ گر پڑے اور ایک بچی بہت اونچی اچھل کر باہر سڑک پر گر رہی تھی کہ میں نے جلدی سے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور گرنے نہیں دیا موٹر ایک وکیل صاحب کی تھی ان کے سر میں بہت سخت چوٹ لگی سر پھٹ گیا اور ان کی بیگم صاحب بیہوش ہو گئیں وکیل صاحب نے اپنی چوٹ کا تو کچھ خیال نہ کیا اور گھبرا کر بچی کے لئے کوٹے مگر اسے میں نے بچا لیا تھا وہ سہم کے مجھے چمٹ گئی تھی وکیل صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے پانچ روپے دینے لگے میں نے انکار کر دیا اور بہت کر لوگوں نے مجھ سے کہا بھی کہ لے کیوں نہیں لیتے مگر میرے دل نے قبول ہی نہیں کیا کہ ذرا سی بات کے ان سے پانچ روپے لوں میرا دل بہت ہی خوش ہو رہا تھا کہ میں نے اس لڑکی کی جان بچالی اور جب وہ دوڑ کے اپنے

مجھے چمٹ گئی تو مجھے بڑی محبت سی معلوم ہو رہی تھی جب وکیل صاحب نے دیکھا کہ میں روپیہ نہیں لیتا تو انہوں نے اپنا پتہ بتلایا وہ قاضی ٹولہ میں رہتے ہیں اور مجھ سے کہا کہ کل صبح کو ہمارے گھر آنا میں نے کہا بہت اچھا اور پھر ان کی لڑکی انھیں دیکھ میں ۶ بجے کی ٹرم دیکھنے چلا گیا معلوم نہیں کہ بیگم صاحبہ کو بھی ہوش آیا کہ نہیں ہاں اس کے ڈرائیور کے بھی بہت چوٹ لگی تھی وہ ایک آدمی جو اس طرف کھڑے تھے کہہ رہے تھے کہ اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے کل صبح کو میں ان کے گھر ضرور جاؤں گا دیکھوں زہرہ ۔ وکیل صاحب نے اس لڑکی کا یہی نام لیا تھا مجھے پہچانتی بھی ہے کہ نہیں بس بالکل صغریٰ کے برابر ہے خوب گوری چٹی اور بڑی خوبصورت ہے

ماں : ارے بیٹا تم نے روپے کیوں پھیر دیئے پانچ روپے گھر میں آتے تو تمہارے اور صغریٰ کے کچھ کپڑے ہی بن جاتے بھلا اس میں کیا حرج تھا

ظفر : اماں کس بات کے روپے لیتا مجھے تو بڑی شرم آتی ۔

ماں بیٹے میں تھوڑی دیر تک اور باتیں ہوئیں اور پھر ظفر روٹی کھا کر بہت ہی خوش خوش سو گیا ۔

اچھا بھئی تم آ گئے ! نصرت علی صاحب وکیل نے مسکرا کر ظفر سے کہا جب وہ دوسرے دن صاف ستھرے کپڑے پہن کر ان کے گھر گیا ۔

ظفر : جی ہاں آپ نے حکم ہی دیا تھا اور مجھے خود بھی خیال تھا کہ معلوم نہیں بیگم صاحبہ کو ہوش آیا یا نہیں اسی لئے میں وقت سے ذرا پہلے آ گیا ۔

نصرت علی : ہاں انھیں کوئی آدھ گھنٹے کے بعد ہوش آ گیا تھا ان کے چوٹ اتنی زیادہ نہیں لگی تھی بلکہ خوف سے بیہوش ہو گئی تھیں

ظفر : آپ کے زخموں کا کیا حال ہے ؟

نصرت علی : زخم میں تو کچھ تکلیف نہیں ہے مگر داہنے کندھے میں بہت درد ہے رات میں نیند بھی نہ آئی ۔

ظفر : اور زہرہ کو تو کوئی تکلیف نہیں ہے ۔

نصرت علی : اسے تو فی الحقیقت کل تم نے بچا لیا ورنہ اتنی اونچی اچھل کر اگر وہ سڑک پر گرتی تو مر ہی جاتی (مسکرا کر) تم نے آخر کل وہ روپے کیوں نہ لئے ۔

ظفر (کسی قدر شرما کر) روپے ؟ وکیل صاحب میں آپ سے کس بات کے روپے لیتا میں نے ایک بچہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور اسے گرنے سے بچا لیا تو اس میں بات ہی کیا ہوئی بچوں کو گرتے دیکھکر سب ہی بچا لیا کرتے ہیں اگر میں آپ کا کوئی کام کرتا تو ضرور اس کی مزدوری لے لیتا ۔

نصرت علی : تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص تمہیں مفت میں کچھ دے تو تم نہ لو گے ؟ (آنکھیں ظفر کے چہرے پر جما کر اتار چڑھاؤ دیکھنے لگے)

ظفر (کسی قدر جلدی اور تیزی سے) میں کیا کوئی فقیر ہوں جو خیرات لیتا پھروں گا ۔

نصرت علی : تم خفا ہو میں نے تمہارا دل دکھانے کیلئے یہ سوال نہیں کیا تھا تم واقعی بڑے شریف بچے ہو مجھے تمہارے اس جواب سے بڑی خوشی ہوئی لیکن ہاں تم نے ابھی یہ کیا کہا تھا کہ بچے کو گرتے دیکھکر سب ہی بچا لیا کرتے ہیں یہی کہا تھا ؟

ظفر : جی ہاں کیا اس میں کچھ جھوٹ ہے ؟

نصرت علی : نہیں یہ بالکل صحیح ہے اور میں بھی اب یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح میرے بچے کو گرتے دیکھکر تم نے بچایا تھا اسی طرح تمہیں گرتے دیکھکر میں تمہیں بچاؤں ۔

ظفر (حیرت سے) میں کہاں گر رہا ہوں ! میں تو اچھا خاصا سیدھا کھڑا ہوا ہوں ۔

نصرت علی : (مسکرا کر) تم گر نہیں رہے ہو بلکہ گر چکے ہو اور میری خواہش ہے کہ تمہیں اٹھا کر تمہارے پاؤں پر کھڑا کر دوں ۔

ظفر : آپ جانے کیسی باتیں کر رہے ہیں میں تو کھڑا ہوں آپ کے سامنے ۔

نصرت علی : (ہنسکر) بھائی گرنے کا مطلب صرف یہی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی شخص زمین پر گر پڑے اور کھڑا نہ رہ سکے بلکہ گرنا اسے بھی کہتے ہیں کہ کسی شخص کی حالت پہلے کی بہ نسبت خراب ہو جائے کوئی امیر آدمی اگر غریب ہو جائے تو یہ بھی گرنے میں داخل ہے اور کوئی اچھا اور نیک انسان اگر بری عادتیں اختیار کرے تو اسے بھی گرنا ہی کہا جاتا ہے تمہاری باتیں اور عادتیں شریفوں کی سی ہیں اور ان سے میں اندازہ کر سکتا ہوں کہ ضرور تمہارا تعلق کسی اچھے خاندان سے ہے اور کسی اتفاق نے تمہیں ان حالات سے زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا ہے تم اس سے بہت اونچے درجے پر تھے جہاں سے گر کر تم اس درجہ میں پہنچے ہو اور میری تمنا ہے کہ تمہیں اٹھا کر پھر اسی درجہ پر پہنچا دوں میرے پاس بہت کافی روپیہ ہے اور میں ہر طرح پر تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں ۔

ظفر : میں کسی سے روپیہ لینا نہیں چاہتا جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو اور زیادہ مزدوری کیا کروں گا مجھے کتھئی رنگ کی موٹر بہت اچھی معلوم ہوتی ہے آپ کی موٹر کا رنگ بھی کتھئی ہے میں بھی جب کبھی خریدوں گا تو اسی رنگ کی موٹر خریدوں گا ۔

نصرت علی : (مسکرا کر) اسٹیشن پر تم سے زیادہ عمر کے قلی بہت سے ہیں ان میں سے کس کس کے پاس موٹر ہے ؟

ظفر (سوچکر) کسی کے پاس بھی نہیں ہے مگر میں تو خریدوں گا ۔

نصرت علی : قلیوں کی آمدنی چاہے کتنی ہی زیادہ ہو پھر بھی اتنی نہیں ہوتی کہ وہ موٹر خرید سکیں ۔ موٹر خریدنے کے لئے تمہیں کوئی اور کام کرنا پڑے گا جس میں آمدنی زیادہ ہو ۔

ظفر : مجھے تو کوئی اور کام آتا ہی نہیں ۔

نصرت علی : سیکھو ۔

ظفر : کیا کام سیکھوں ؟

نصرت علی : سب سے پہلے تو تم لکھنا پڑھنا سیکھو اس کے بغیر زیادہ آمدنی کا کوئی کام نہیں ہو سکتا بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ انسان انسان ہی نہیں ہوتا ۔

ظفر : میں نے اردو کی تین چار کتابیں پڑھی تھیں وہ بھی اب بھول گیا مزدوری کون کرے اور اسٹیشن پر قلیوں کے لئے کوئی [illegible] نہیں ہے ۔

نصرت علی : میں یہی کہہ رہا تھا کہ میں تمہارا نام اسکول میں لکھا دوں اور جب تک تم پڑھتے رہو میں روپے مہینہ تمہیں دیتا رہوں تاکہ تمہیں مزدوری نہ کرنی پڑے ۔

ظفر : جی نہیں میں مفت میں کسی سے روپیہ نہیں لوں گا ۔

نصرت علی : تو پھر اور کیا صورت ہو سکتی ہے ؟

ظفر:۔ کوئی ایسی ترکیب ہوتی کہ میں مزدوری بھی کرتا رہتا اور دوپہر کے (یعنی دوسرے وقت میں) کسی سے پڑھ بھی لیا کرتا۔

نصرت علی۔ تو اس میں مشکل کیا ہے ایسا کرتے کیوں نہیں؟

ظفر:۔ کوئی پڑھانے والا نہیں ملتا۔ اسٹیشن ماسٹر صاحب کے لڑکے سے میں نے کیا تھا انہوں نے مجھے انگریزی کے دو چار حروف بتائے بھی ہیں مگر وہ روز روز نہیں پڑھاتے انھیں اپنے کھیل ہی سے فرصت نہیں ہوتی۔

نصرت علی۔ تمہیں کس وقت فرصت ہوتی ہے؟

ظفر۔ دوپہر کو بالکل فرصت رہتی ہے۔

نصرت علی۔ تم ایسا کر سکتے ہو کہ روز گیارہ بجے ہمارے گھر آجایا کرو اور جو ماسٹر صاحب میرے لڑکے کو پڑھانے آتے ہیں ان سے پڑھ لیا کرو۔

ظفر۔ وہ کیا تنخواہ لیں گے؟

نصرت علی۔ (ہنسکر) تمھیں تنخواہ سے کیا مطلب ہیں انھیں تنخواہ دیا ہی کرتا ہوں اسی میں کچھ اور بڑھا دوں گا۔

ظفر۔ وکیل صاحب میں مفت میں تو ان سے پڑھنا نہیں چاہتا۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر وہ دو روپے مہینہ لے لیا کریں تو میں گھنٹہ دو گھنٹہ کو ان کے پاس آبیٹھا کروں۔

نصرت علی (ہنسکر) اچھا ایسا ہی کرو میں آج اُن سے کہدوں گا تم کل سے ٹھیک گیارہ بجے آیا کرو۔

ظفر۔ بہت اچھا۔

ملاقات ختم ہو گئی اور ظفر چلنے ہی کو تھا کہ اتنے میں اندر سے زہرہ کھیلتی ہوئی باہر آگئی ظفر نے اس کو گود میں اٹھا لیا تھوڑی دیر تک اس سے باتیں کیں اور پھر چلا آیا۔

(۴)

ظفر کی بدنصیبی تھی کہ اب تک وہ تعلیم سے محروم رکھا ورنہ اس کے شوق اور اس کے ذہن کو دیکھکر تو یہ ماننا پڑا کہ اگر اسے شروع سے تعلیم ملتی تو خدا جانے کس قدر ترقی کرتا اندھی جائے بیٹھ جائے کچھ بھی ہو یہ ناممکن تھا کہ ظفر اپنے مقررہ وقت پر کتابیں لئے ہوئے وکیل صاحب کے گھر نہ پہنچ جائے اور چونکہ دل لگاکر پڑھتا تھا اور سمجھ بھی اچھی تھی اس لئے چند ہی روز میں ماسٹر صاحب کو بھی اس سے انس ہو گیا اور وہ اسے بڑی محنت سے پڑھانے اور شوق سے ہر ایک بات بتانے لگے اس عرصہ میں ایسا بھی ہوا کہ گاڑیوں کے وقت بدلے اور دوپہر کے وقت بھی بدایوں کے اسٹیشن پر ایک آدھ گاڑی آنے لگی لیکن ظفر نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنے پڑھنے کا وقت نہ چھوڑا مہینہ بھر میں پندرہ بیس جو کچھ وہ کماتا اس میں لازمی طور پر چار روپے وہ ہر مہینے بچا لیتا تھا ان چار میں سے دو روپے ماسٹر صاحب کی نذر کرتا تھا اور باقی دو روپوں میں سے کتابیں وغیرہ خریدتا اور جو بچ رہتا اسے پس انداز کرتا۔

پانچ سال اسی صورت سے گزر گئے اور اس عرصہ میں اس نے اتنی استعداد پیدا کر لی کہ انٹرنس کے امتحان میں شریک ہو سکے ۱۹۱۶ء میں اس نے میٹرکولیشن کا امتحان دیا اور اول ڈویژن میں پاس ہو گیا لیکن اب بھی وہ اسی طرح بلا تکلف قلی کا کام کرتا تھا اور مسافروں کے اسباب سر پر لادکر بیچنے میں اسے ذرا بھی تکلف نہ تھا۔

اسٹیشن ماسٹر کو جب یہ معلوم ہوا کہ ظفر نے اس قدر تعلیم حاصل کر لی ہے تو انہوں نے اسے پہلے ٹکٹ کلکٹری کی اور پھر بالآخر گودام کی کلرکی کی جگہ دیدی اب ظفر کی آمدنی میں کسی قدر اضافہ ہو گیا اور وہ پہلے سے کسی قدر بہتر حالت میں زندگی بسر کرنے لگا۔

وکیل صاحب کے یہاں اس کی آمد و رفت اب بھی اسی طرح جاری تھی اگرچہ تعلیم کا سلسلہ اب اس لئے منقطع ہو گیا تھا کہ ماسٹر صاحب ایف اے کی کتابیں پڑھانے کی قابلیت نہ رکھتے تھے اسے زہرہ سے اور زہرہ کو اس سے محبت ہو گئی تھی زہرہ کی عمر اب دس سال کی تھی لیکن اتنی چھوٹی سی عمر میں اس کی باتیں بہت ہی عقلمندی کی ہوتی تھیں اس کا بھی ایک سبق ماسٹر صاحب سے متعلق تھا اس لئے کوئی تین سال سے برابر ایسا ہوتا رہا تھا کہ زہرہ اور ظفر دونوں تعلیم کے سلسلہ میں ساتھ ساتھ ماسٹر صاحب کے پاس بیٹھتے تھے روز کی اس ہمنشینی نے ان کے باہمی انس کو بہت بڑھا دیا تھا ظفر کا خیال تھا کہ اس سے زیادہ پیاری بچی اس نے کبھی نہ دیکھی تھی اور اسی طرح زہرہ بھی ظفر کو دنیا میں سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ نیک لڑکا خیال کرتی تھی۔

ریلوے کلرکی کی انتہائی مصروفیتوں کے باوجود ظفر نے اب بھی روزانہ اپنا ایک گھنٹہ وکیل صاحب اور زہرہ کی ملاقات کے لئے وقف کر رکھا تھا وکیل صاحب کو بھی اتنے عرصہ میں اس سے بالکل اپنے بچوں کی سی محبت ہو گئی تھی اور اب بھی وہ اکثر ملازمت کے متعلق ظفر کو مفید مشورے دیتے رہتے تھے۔

ظفر کو ایک روز اطلاع ملی کہ ریلوے کا محکمہ بعض چیزوں کے ٹھیکے دینا چاہتا ہے اس نے پہلے وکیل صاحب سے مشورہ کیا اور پھر ریلوے کے حکام سے مل کر اپنا ٹھیکے لینے کا ارادہ ظاہر کیا حکام اس سے بالعموم بہت ہی خوش تھے انہوں نے اس کی بہت افزائی کی اور ہر قسم کی جائز مدد دینے کا وعدہ بھی کر لیا اس نے ملازمت سے استعفا دیکر پہلے دو ایک چھوٹے چھوٹے ٹھیکے لئے اور اس کی محنت اور ایمانداری کا یہ نتیجہ نکلا کہ اسے دو تین ہی ٹھیکوں میں ایک بہت ہی معقول رقم بچ گئی اپنی ابتدائی کوشش میں اس قدر کامیابی دیکھکر اس کی ہمتیں بڑھ گئیں اور اب اس نے ایک بڑا ٹھیکہ لے لیا اور ایک سال کے بعد جب وہ کام ختم ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ اسے پندرہ ہزار روپے کا نفع ہوا ہے

وکیل صاحب نے اس کامیابی پر اسے سچے دل سے مبارکباد دی اور ظفر نے ایک نہایت خوبصورت اور بیش قیمت سونے کی چوڑی کمسن اور حسین زہرہ کی خدمت میں پیش کی جسے دیکھکر ننھا سا دل پھڑک اٹھا۔

اب ظفر کی ہمتوں میں بہت اضافہ ہو چکا تھا اور اب اس نے بدایوں سے باہر کے کاموں کا بھی ٹھیکہ لینا شروع کر دیا ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا ٹھیکا اسے ملتا اور کامیابی سے ختم ہوتا رہا اور پانچ سال کی مدت میں وہ ایک لاکھ روپیوں سے زائد کا مالک تھا اس کی خاموش اور مسلسل محنت اور اس کا مستقل سرمایہ تھی جسے اس کی قسمت آہستہ آہستہ دولت کی شکل میں تبدیل کر رہی تھی اور یہ تقدیر کا دھنی جس مٹی کو ہاتھ لگاتا تھا وہی سونا ہو جاتی تھی اب اس کا کاروبار بہت وسیع ہو گیا تھا اور جا بجا اس کے گماشتے اس کا کام چلایا کرتے تھے اور وہ اب صرف اتنا کام کیا کرتا تھا کہ سفر کر کے جہاں جہاں اس کے آدمی کام کر رہے تھے ان کی معائنہ کر لیا کرے ریلوے کا محکمہ اس کے کام سے بالکل

مطمئن تھا اور اس کے مزدور اسکی فیاضیوں کی وجہ سے اس کے نام پر جان دیتے تھے اور وہ خود گویا ایک ماہر فن تیراک تھا جو سونے کے سمندر میں تیر رہا تھا۔

بوڑھی ماں اور جوان بہن کے لئے اس نے دنیا کی تمام نعمتیں مہیا کر دی تھیں لیکن خود اپنے لئے اس نے کوئی سامان راحت ایسا فراہم نہ کیا تھا جو اسے مسرت اور تمکنت بنا دے۔ زہرہ بھی اب جوان ہو چکی تھی اور معمولی رسم کے مطابق اسے ظفر سے پردہ کرنا چاہیئے تھا لیکن وکیل صاحب کی محبت نے اسے گوارا نہ کیا کہ ان دونوں بچوں کو جو آپس میں ایک دوسرے سے اس قدر محبت کرتے تھے جدا کر دیں اس لئے وہ اب بھی اسی طرح ظفر کے سامنے آتی تھی اور ظفر کی کامیابی کی داستانیں سن سن کر دل ہی دل میں خوش ہوتی تھی۔

ایک نکھٹو بھی ٹھیکہ دار کی بہن کے ساتھ شادی کرنے کی تمنا شہر کے کس نوجوان کو نہ ہوتی بالخصوص جبکہ یہ معلوم تھا کہ سیم و زر کے ساتھ ساتھ دولت حسن کی بھی کمی نہیں ہے یہی وجہ تھی کہ صغرا کے جوان ہوتے ہی ہر طرف سے پیغامات آنے لگے اور اسی قسم کے ایک پیغام کے متعلق بات چیت کرتے وقت ظفر کی ماں کو یکایک کچھ خیال آگیا اور اس نے ظفر سے کہا :-

بیٹا ہمارے گھر تو بیچاسوں پیغام آرہے ہیں مگر اب ہمارے گھر سے بھی تو کہیں پیغام جانا چاہیئے تمہاری عمر ماشاءاللہ اب ۲۳ برس کی ہو گئی اور اب تمہیں صغریٰ سے بھی پہلے اپنی شادی کی فکر کرنی چاہیئے۔

ظفر! اماں ابھی سے کیا جلدی ہے ۲۴ سال میں آدمی بڑا تو نہیں ہوتا۔

ماں۔ خیر تم بڑے نہیں ہوئے مگر بیٹا میری عمر اب زیادہ نہیں ہے بڑھیا ماں کے دل میں ارمان ہے کہ پوتے کو گود میں کھلائے اور تم یہ چاہتے ہو کہ وہ یہ ارمان دل کا دل ہی میں لیکر جائے۔

ظفر! اماں آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ کی ابھی کونسی ایسی بہت سی عمر ہو گئی ہے اور مجھ کو آپ کے حکم سے انکار تھوڑا ہی ہے صرف اتنا ہی ہے کہ ذرا اصغرا کے بیاہ سے فرصت ہو جائے اور دو ایک کام جو آجکل لے رکھے ہیں وہ خیریت سے انجام کو پہنچ جائیں تو پھر اس طرف توجہ کروں۔

ماں۔ تو بیٹا جب تک میں دو چار جگہ رقعہ بھیجدوں میرا تو ارادہ ہے کہ اپنے بچہ کے لئے سارا شہر چھان ماروں گی اور بدایوں بھر میں جو سب سے اچھی لڑکی ہوگی اسے کرکے لاؤں گی۔

ظفر تھوڑی دیر تو خاموش رہا اور پھر کہنے لگا ابھی آپ جلدی نہ کیجئے جب وقت آئے گا تو سب کام خود ہی ہو جائینگے۔

نصرت علی صاحب اپنی طباعی اور نکتہ سنجی کے لئے دور دور مشہور تھے اور انھیں اکثر مقدمات کی پیروی کے لئے دور دور جانا پڑتا تھا بدایوں کے تقریباً تمام وکیل ان سے صرف اس لئے جلتے تھے کہ ان کی آمدنی بہت زیادہ تھی اور شہرت و عزت میں بھی ان کا ہمپایہ کوئی نہ تھا انہوں نے ۱۹۲۰ء میں جنگ آزادی کی تحریک کے زیر اثر وکالت ترک کر دی تھی لیکن ۱۹۲۳ء میں جب الہ آباد سہارنپور اور کوہاٹ کے قابل نفرت واقعات ظہور پذیر ہوئے اور ہندو مسلم فسادات کا ایک خونیں سیلاب عظیم کراچی سے کلکتہ اور پشاور سے راس کماری تک موجزن ہو گیا جس میں صدہا ہندوؤں اور مسلمانوں کے سر حبابوں کی طرح تیرتے نظر آتے تھے تو انھوں نے پھر وکالت شروع کر دی ان کا دوبارہ اس میدان میں آنا ان تمام وکیلوں کے لئے بہت ہی ناقابل برداشت تھا جو ان کے ترک وکالت سے فائدہ اٹھا رہے تھے اس لئے تین چار وکیلوں نے مل کر ان کے خلاف ایک بہت ہی منظم سازش کی اور انھیں ایک جھوٹے فوجداری مقدمے میں ماخوذ کرا دیا جنگ آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے نصرت علی صاحب یوں بھی حکام ضلع کی نگاہوں میں بہت کچھ معتوب تھے اس لئے قوی امید تھی کہ انھیں سزا ہو جائیگی اور انھیں آئندہ وکالت کرنے سے روک دیا جائے گا۔

نصرت علی صاحب نے اس مقدمہ سے بری ہونے کے لئے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا لیکن سازش میں چونکہ کئی ایک نہایت اچھے قانون داں شریک تھے اور بہت کافی مدت میں انہوں نے آہستہ آہستہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ مقدمہ تیار کر کے پال جوڑی تھیں اس لئے نصرت علی کو ہزار ہا روپیہ برباد کر دینے کے باوجود کامیابی کی توقعات بہت ہی کم تھیں مقدمہ چلتا رہا لمبی لمبی تاریخیں پڑتی رہیں اور ہر پیشی پر نصرت علی صاحب کے ہزاروں روپے برباد ہوتے رہے یہانتک کہ اب ان کے پاس ان مصارف کے برداشت کرنے کے لئے روپیہ بھی نہ رہا قرض حاصل کرنے کی کوششیں بھی بیسود ثابت ہوئیں کیونکہ مقدمہ کی کارروائی اور اس کے انجام کی توقعات سے تمام شہر واقف تھا اس لئے کوئی ساہوکار اپنی رقم کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا روپیے کی قلت نے رہی سہی آس بھی توڑ دی اور اب نصرت علی کو کامیاب ہونے کی کوئی توقع نہ رہی اسی لئے انہوں نے ایک روز جب ظفر ان سے ملنے گیا تو کہا:-

بھائی اب مجھے کسی طرح امید نہیں پڑتی کہ اب میں اس مقدمہ سے بری ہو سکوں گا اور چونکہ میرے خلاف الزامات بہت ہی سخت ہیں اس لئے سزا بھی بہت لمبی ہو گی اس طرح ان جھوٹے اور ذلیل الزامات کی وجہ سے جیلخانہ جانا میرے لئے بہت ہی تکلیف دہ ہے اس خیال سے میری روح کو اذیت ہو رہی ہے کہ میں اس طرح ناکردہ گناہ پھانس دیا گیا اس سے کس قدر بہتر ہوتا اگر تحریک کے زمانے میں قوم اور وطن کی خاطر یہ مصیبت جھیلتا بہرحال اب کیا ہو سکتا ہے تم سے تو کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے میں نے اپنا ایک ایک پیسہ تک اس مقدمہ میں لگا دیا ہے اور اب نوبت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ اگر اس کوٹھی کو فروخت نہ کیا گیا تو فاقوں کے سوا اب اور کوئی چارہ نہیں ہے میری عقل خبط ہو گئی ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کروں زہرہ کی طرف دیکھکر میری خواہش تھی کہ ان بچوں کے لئے دنیا کی بہت سی آسانیاں مہیا کر دوں مگر افسوس کہ اب میں انھیں ایسی حالت میں چھوڑ رہا ہوں کہ سوائے خدا کے ان کا کوئی نہیں ہے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اب میں مقدمہ کی پیروی پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کروں گا تاکہ کم سے کم یہ کوٹھی تو ان بچوں کے لئے بچ جائے مجھے اپنی ناکامی کا اعتراف ہے اور اب میں اپنے آپ کو خوشی سے تقدیر کے حوالہ کرتا ہوں جو کچھ بھی ہو .... (دل بھر آیا اور آواز رک گئی)

زہرہ بھی ضبط نہ کرسکی اور باپ کو آبدیدہ دیکھکر اس کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو بہنے لگے اور ظفر بھی فرطِ غم سے بہوت ہوکر رہ گیا کچھ دیر کے بعد زہرہ نے ظفر سے کہا:-

کیا تم بھی کچھ نہیں کرسکتے! ابا جان کے دشمن اگر قید ہوگئے تو میں رو رو کے جان دیدوں گی"

یہ کہکر اس نے بڑی لجاجت آمیز نظر سے ظفر کی طرف دیکھا ظفر حیران تھا کہ کیا کرے اور کس طرح زہرہ اور اس کے باپ کو تسکین دے وہ قانون سے ناواقف تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ نصرت علی سے بہتر قانون کو سمجھنے والے بہت کم لوگ ہیں اس لئے ان کی مایوسی کے کھلے ہوئے معنے یہ تھے کہ مقدمہ میں کچھ جان نہیں ہے وہ خاموش بیٹھا ہوا سوچتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد یہ کہکر چلدیا کہ "زہرہ بی وکیل صاحب کو بچانے کے لئے میں اپنی جان تک دیدوں گا۔

نصرت علی صاحب کے گھر سے نکل کر ظفر سیدھا کرجی کے پاس گیا جو نصرت علی کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے اور بہت دیر تک ان سے باتیں کرکے کچھ سوچتا ہوا ان کے گھر سے نکلا اور ایک طرف کو چلدیا۔

مسٹر رام لال آپ ذرا اچھی طرح اس بات پر غور کیجئے کہ اس مقدمہ میں گواہی دینے اور نصرت علی صاحب کو سزا دلانے میں آپ کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے آپ کو نصرت علی صاحب سے کوئی ذاتی بغض یا عداوت بھی نہیں ہے اور آپ کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کے خلاف سازش کرکے یہ جھوٹا مقدمہ بنایا گیا ہے اور جو شہادت آپ دینے والے ہیں وہ بھی بالکل جھوٹی ہے ایسی صورت میں کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ ایک طرف تو آپ جھوٹ بولنے سے بھی بچیں اور دوسری طرف ایک معقول رقم روپے کی بھی حاصل کرلیں؟

رام لال:- جن لوگوں نے یہ مقدمہ بنایا ہے اُن سے میرے بہت گہرے تعلقات ہیں اور میں ان سے پختہ وعدہ کرچکا ہوں۔

ظفر:- میں آپ کے اس جذبہ کی سچے دل سے قدر کرتا ہوں کہ آپ کو اپنے دوستوں کا اتنا خیال ہے نیز اس بات کی کہ آپ اپنے وعدہ کا احترام کرتے ہیں، لیکن ذرا سوچیے تو سہی کہ وعدہ کے جھوٹے ہوجانے کا تو آپ کو اس قدر خیال ہے لیکن خود ایک بالکل جھوٹی اور بے بنیاد بات عدالت کے روبرو گنگا جلی اٹھا کر بیان کرنے کے لئے آپ آمادہ ہیں اپنے ایک دوست کی درخواست تو آپ رد نہیں کرنی چاہتے مگر آپ کو اس میں تامل نہیں ہے کہ ایک بیچارے بیگناہ کا گھر آپ کی بدولت تباہ و برباد ہوجائے اور وہ بے وجہ جیل میں پڑا سڑا کرے آپ بہت عقلمند آدمی ہیں اور مجھے آپ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں رحم اور ایمانداری کے جذبات بھی بہت کافی موجود ہیں آپکو بیوقوف بناکر کام لیا جارہا ہے بے وجہ دوسروں کے لئے آپ اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہیں اچھی طرح سوچکر جواب دیجئے میرے پاس روپیہ کی کمی نہیں ہے اور میں ... ہزار روپے دیکر آپکا ایمان نہیں بلکہ آپ کا جھوٹ خریدنے کو تیار ہوں فرمائیے یہ سودا منظور ہے

"دس من۔ ظلو۔ رہی" ٹرک ٹرک کر رام لال نے کہا اور ظفر نے فوراً ایک چک لکھکر اس کے ہاتھ میں دیدیا رام لال نے کسی قدر حیرت سے ظفر کو دیکھا اور کہا اور اس مقدمہ میں اکیلا ہی تو گواہ نہیں ہوں میرے علاوہ شیخ امام علی، منشی نعمت اللہ پانیہ پر پیشری سہائے اور سیٹھ کندن لال بھی تو شہادت کے لئے طلب کئے گئے ہیں۔

ظفر:- (مسکراکر) میں نے ایک لاکھ روپے کی رقم آپ پانچوں صاحبان کی نذر کرنے کے لئے نکالی تھی اس میں ساٹھ ہزار دیکر تین گواہوں کو توڑ چکا ہوں دو شخص باقی ہیں ان کے پاس جاتا ہوں خدا حافظ (دنا پس آکر) ہاں! میں یہ کہنا بھول گیا تھا کہ کل شام کو چند منٹ کیلئے آپ کو میرے وکیل کے پاس چلنے کی تکلیف ہوگی۔

رام لال:- بہتر ہے

مقدمہ پیش ہوا۔ بدایوں کے تمام شرفاء کو اس مقدمہ سے دلچسپی پیدا ہوگئی تھی اس لئے عدالت کا کمرہ تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ استغاثہ کے گواہ طلب کئے گئے اور نصرت علی صاحب کو یہ دیکھکر انتہائی حیرت ہوئی کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی ان کے خلاف ایک لفظ نہ کہا۔ استغاثہ کے وکیل الگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوگیا یہ پڑھے جن کس طرح اتر گئے اور ادھر سازش کرنے والے وکیلوں کی جماعت کے ان چہروں پر زردی سی چھاگئی جو اس وقت تک بہت ہی بشاش اور بشاش نظر آرہے تھے تماشائی بھی حیرت سے ایکدوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور جج کے چہرہ پر بھی تعجب کے آثار پیدا ہوگئے اب کیا ہوسکتا تھا مقدمہ کی تمام عمارت انہی گواہوں کی شہادت پر کھڑی کی گئی تھی بنیاد کے ہلتے ہی وہ ایک ریت پر بنے ہوئے مکان کی طرح گر پڑی اور ہر شخص نے اندازہ کرلیا کہ کیا فیصلہ ہوگا۔

نصرت علی کے مایوس اور غمگین چہرے پر مسرت و شادمانی کی لہریں دوڑ گئیں اور انہوں نے مجمع کی طرف دیکھکر ظفر کو تلاش کرنا چاہا ادھر ادھر سب طرف نگاہیں دوڑائیں مگر ظفر کا کہیں پتہ نہ تھا فیصلہ سنائے جانے سے قبل ان کی نگاہیں برابر ظفر ہی کو ڈھونڈتی رہیں مگر وہ دکھائی دیتا تھا نہ دکھائی دیا۔

فیصلہ سنا دیا گیا نصرت علی بالکل صاف بری ہوگئے دوستوں نے بڑھکر مبارکباد دی دشمنوں کے چہروں پر مردنی چھاگئی لیکن ظفر کا اب بھی کہیں سراغ نہ ملا اور ایک فکرمند دل لئے ہوئے نصرت علی کو تنہا عدالت سے گھر لوٹنا پڑا خیال تھا کہ ظفر شاید گھر پر ہو مگر وہ وہاں بھی نہ تھا دوسرے روز نصرت علی صاحب کو یہ خط ملا:-

"میرے مکرم اور میرے محسن! مقدمہ سے بریت مبارک ہو میں نے جو پیسے لے رکھے تھے ان میں اتفاق سے سخت نقصان ہوا اور اس وقت تک جو کچھ میں نے کمایا تھا وہ سب کا سب ہاتھ سے جاتا رہا اب پھر میں وہی مفلس اور نادار ظفر ہوں جس پر ترس کھاکر آپ نے اس کی تعلیم کا انتظام کیا تھا۔ میں حاضر خدمت ہوتا اور اپنی اس دلی تمنا کو پورا کرتا جسے برسوں سے دل میں پرورش کر رہا تھا اور جسے پورا کردینا غالباً آپ خود بھی چاہتے تھے لیکن افسوس کہ اب اس حالت میں میں کسی طرح بھی زہرہ جیسی لڑکی کے قابل نہیں ہوں مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ فقیر اور بے نوا ہوکر بھی میں ایک ایسی لڑکی کی آرزو کروں جس کے لئے بادشاہوں کے محل میں جانا بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہوسکتی وہ مجھے جان سے زیادہ عزیز تھی اور اب بھی ہے لیکن کیا کروں کہ اب میں اس کے لائق نہیں۔ میں مایوس نہیں ہوں اور اپنی حالت درست کرنے کی ازسرنو کوشش کرتا ہوں اگر کامیاب ہوگیا تو پھر صورت دکھاؤں گا ورنہ رخصت اور ہمیشہ کے لئے رخصت!!

زہرہ کا فرماں بردار
ظفر

۴۸۶

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں میں پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کے پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دندان

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے سڑے ہوں سے پیپ نکلنے سے بڑھکر تو کوئی خرابی نہیں پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے ہی لگے ہوں تو واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان انھیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دندان کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ ۱۴ ۱۹ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل یا پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے مل کر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی انھیں زحمت اٹھانی پڑے گی لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پروائی کا نتیجہ ہے اور اسے انھیں برداشت کرنا چاہیئے اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے ورنہ مزید بے پروائی اس سے زیادہ بری مصیبتوں میں مبتلا کر دے گی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسی ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائریا نہیں ہوا ہے جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنھیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ جب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنھیں کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انھیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔

ایک احتیاط واحدی صاحب کے منجن اکسیر دندان استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھاکر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں ہے۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقتہً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضایع ہوتا ہے یہ بڑی نقصان رساں بات ہے دوسرے پان کھاکر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانے والے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائے گی۔

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی صرف ۸ ر ہے علاوہ محصول ڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۴ ر لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۶ ر

ملنے کا پتہ:۔ **احمد مجتبےٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ کوچہ چیلان ۱۷۱ دہلی**

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون امتی ہو جو شیدانہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب و خوش طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ علمکر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شایع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی ہے حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی ہے اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پراثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک ہوا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالی نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے اکثر صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو صلحا امت نے اپنے مریدوں کو تلقین کیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پڑھاتے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر جتنا بھی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فضیلت دعا، آداب دعا، حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ، فاطمۃ الزہرا، ابوبکر صدیق، بریدہ سلمہ، قبضہ ابو ذر، ابراہیم خلیل اللہ، عیسیٰ، خضر معروف کرخی عتبہ آدم علی غیرہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۲۰۸ صفحات قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور ہی پڑے گا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا اس کا یقین ہو تو تعزیرات دوزخ پڑھ لیتا کہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا رہے کہ اس دفعہ میں یہ بھی سزا ملیگی حضرت مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدائے تعالی بحساب جنت میں بٹھائے انہوں نے عمل سیہ کی فہرست بنا دی ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی ہے تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیل و سزا ہے، شرک دریا، سوظن باللہ، غضب کینہ، حسد تکبر خود بینی۔ بدعت، علم بے عمل۔ تقدیر و زمانہ، اہل اللہ سے عداوت، اور صحابہ سے بغض بدعہدی اور امانت میں خیانت، بغض، بدعہدی اور امانت میں خیانت فحش اور لغو کلام کی کثرت قرآن و صحبت سے استغنا، بول و براز سے غفلت وضو غسل اور حیض کی نزد گذاشتیں نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی، سفر اور بدخالی غیر شرعی زینت۔ لونکہ۔ ماتم، نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام زکوٰۃ، صدقہ۔ حج اور اس کے متعلقات جانوروں سے بدسلوکی وغیرہ اس طرح ۲۷ مضامین ہوگی غرضیکہ بیان ہے قیمت عہ محصول ۶ر (عہ) منیجر حمیدیہ پریس دہلی

امت کی مائیں

رسول کریم کی شان میں گستاخی کرنے والے دنیا کی ہر تہمت تلاش کر کے آریہ مبلغین کے پاس ہمارے خلاف سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ رسول کریم نے سب سے زیادہ بیویاں کیں جو اور مسلمان نہیں کر سکتے اسی اعتراض کا قلع قمع کرتے ہوئے علامہ راشد الخیری نے ثابت کیا ہے کہ ان تمام نکاحوں میں ایک نکاح بھی ایسا نہ تھا جو حظ نفس کے لئے ہو سکتا ہو بلکہ سب میں اسلام کے مصالح وابستہ تھے اور اس کے بعد ہر زوجہ محترمہ کے حالات بشرح و بسط لکھے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کے مصالح اور سوانح کا ذکر کیا ہے سب سے زیادہ مکمل تذکرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ کس وجہ سے وہ سب سے زیادہ حضور کی محبوب بیوی تھیں اور حضرت ام المومنین کے ذریعہ سے اسلام کی کیا خدمت ہوئی۔

کتاب ہر لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کو پڑھے قیمت صرف ۱۲ر محصول ۲ر کل ۱۴ر

چھپائی لکھائی کاغذ بہت اعلیٰ

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خاتون جنت

سیدہ بنت رسول علیہ السلام کی حیات طیبہ یوں تو بہت جگہ آپ نے پڑھی ہوگی لیکن اس قدر مکمل اور بسیط کتاب اس موضوع پر اور کوئی کتاب نہیں ہے قابل مصنف نے نہایت تلاش کے بعد تمام حالات یکجا جمع کئے ہیں اور سب سے زیادہ خصوصیت اس کتاب میں یہ ہے کہ اس کتاب میں متعدد فوٹو بھی ہیں جو خاص طور سے اس کتاب کے لئے حاصل کئے گئے تھے۔

تاریخ میں ایک مفید اضافہ کے ساتھ یہ کتاب یہ بھی بتلائے گی کہ میاں بیوی کس طرح رہتے ہیں مائیں بچوں کو کیونکر پالتی ہیں دنیا کے ساتھ دین کیونکر میسر آتا ہے

اسی سلسلہ میں حضرت امامین علیہ السلام کے حالات اور جناب شیر خدا کی سوانحعمری بھی شامل کتاب ہو گئی ہے اور کتاب کی ضخامت بھی تین سو کے قریب پہنچ گئی ہے

یہ کتاب اس لحاظ سے بھی خاص ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ بیشتر مقامات مقدسہ کے فوٹو آپ کو مل جاتے ہیں۔

قیمت اصلی عہ رعایتی صرف عہ محصول ۷ر کل عہ ۱ار

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقین کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی کم کوروانگی کوفیوں کی شرارت۔ ننھا لوں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہل بیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت درد انگیز تاریخ ہے جگر بہ جگہ میر انیس کے مرثیے بھی لئے گئے ہیں اور آخر میں خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ بے ساختہ رونا آتا ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں قیمت ۸ر

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو انسان کے ذہن میں مشکل سے آ سکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ اگر نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب ہی منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے۔ ضخامت تقریباً دو سو صفحات۔

قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی دس آنے محصول ڈاک ۶ کل ایک روپیہ

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے جدا جدا دس حصے ہیں

حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم وضو کا، حیض و نفاس کا بیان نماز کے مسائل۔

حصہ سوم روزہ، زکوٰۃ، قربانی، حج، منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے احکام

حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس و تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی کے لیے

حصہ نہم ضروری اور مفید معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں کے

حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ حصہ مردوں کے لئے ہے مسائل معالجات اور نسخے ہیں ہر حصہ کی قیمت ۵ ر ہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲ ر لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل ۱۱ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲ ر کل ۲ ؏ ۱۲ ر حمیدیہ پریس دہلی۔

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق دعا نہیں مانگتے اسلئے کہ آپکو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپکو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپ کی دعائیں بے اثر ہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق دعائیں مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر مفلس ہیں تو زر دار بنجائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائینگے اور آپ کی ہر پریشانی رفع ہو جائیگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ نیز جو خدا سے مانگو گے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل دو حصے ہیں۔

صلوٰۃ الرسول اللہ کے قریب پہنچانیوالی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے بہت ہی موثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے۔

ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کیلئے دعا نہو اور مولانا نے تمہ دعائے مقبول اس کے مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے ہفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت موثر مناجاتیں ہیں۔

حزب البحر دعائے متبرکہ معہ اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب کامل پانچ جز مجلد خوشنما قیمت ۱۲ ر محصول ڈاک ۷ ر کل ۱۳ ر

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی۔ انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ دین اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ صداقت کا راستہ۔ صداقت رسول۔ قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ اسلام اور وحدت جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا حرم کرم تفسیر سورہ فاتحہ۔ قرآن مجید کا خلاصہ بعض اسرار و معارف وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد، اولین تمناؤں کا مرکز اسلام سے مرتبہ عبودیت۔ صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ ر کل پندرہ آنے ۱۵ ر

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہٗ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے۔ صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر زور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرض یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت آٹھ آنے ہے۔ محصول ڈاک ۵ ر کل ۱۳ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کرلیا جائے تاکہ اگر اسکا انجام ٹھیک نہو تو اسے ترک کردیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں سے یا جوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ انسان کو اپنے کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوسکتا ہے ہم نے اسکا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کرلیا ہے یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کار کا انجام معلوم ہوسکتا ہے اس مجموعہ کا نام فالنامہ ناصری ہے قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی مونس و یار نظر نہ آتا تھا کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خاصان خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں فکر معاش میں سرگرداں ہیں دشمنوں کی یورش ہے کوئی پیارا عزیز بیمار ہے تو **عملیات باقی** منگائیے اس میں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں جن کی مدد سے آپکی مراد دلی پوری ہوگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند کتابوں سے ماخوذ کی گئی ہے اور بعض کتابیں تو بمشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں اس میں وہ وہ اعمال و اوراد نہائی عوام پر ظاہر کئے ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جان تھے یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے قیمت ۸ محصول ڈاک ۵ کل ۱۳ منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک بھی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھاسکتے جب تک کہ بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے بیوی کو چاہئے تعویذ کرکے بیٹھا رہے لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط بیروں کے عمل پر رہکر ظاہری معالجہ سے بے نیاز ہوجاتے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دونوں فن کی طیار کردہ ہیں اگر ایک کی زیر اثر ہدایتوں پر عمل کرنے سے کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع امراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جسکا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوا سے آرام نہ ہوگا تو دعا سے ہوگا یا تعویذ سے قیمت کامل ۱۰ محصول ۵ کل ۱۵ حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہوجاتی ہے دنیا کے اسباب شکستہ ہوجاتے ہیں انسانی تگ و دو مجبور ہوکر بیٹھ جاتی ہے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوجائیں تو یہ انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اسکا نام اوراد وظائف ہے یہی دنیاوی تسکین کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں محبوب انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات الٰہی اور اولیا سب مظہر ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپنے ایک عالم کا چکر لگاکر یہ خزانہ جمع کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اسکا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا اصحاب کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کی اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام رہا اس میں ایک بھی ضرورت ایسی نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ و نقش موجود نہو دور حاضرہ میں اس سے مستند مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ۶ کل ایک روپیہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگاکر جو اس میں لکھا ہے اس کو عمل میں لائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے ایک معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں فن تسخیر سکھایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کیلئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق شبہ ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا ہو اہل ضرورت اس کتاب کو ضرور طلب کریں

قیمت آٹھ آنے محصول ۵ کل تیرہ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ آپ دنیا مسخر کرسکتے ہیں اسکا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہوجاتی ہے اور اس کا جو جی چاہے کرسکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سیکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملادیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کردیا جس نے ہزاروں لاعلاج مریضوں کا علاج کیا یہ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدہ سن لیجئے اس کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوجاتا ہے۔

یہ سورۃ آیت الکرسی کی تفصیل بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے قیمت ۸ محصول ۶ کل ۱۴

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بینظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شایع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہی ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بہتر دنجات کے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی مجالس میں ہر بانی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ لیا کرے اور اس طرح علاوہ اجرت آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں :-

پہلی مجلس باری تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً "قولوا امنا باللہ" لفظاً ہی نہیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن و یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزاروں دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا اور امکانات لکر کی تفسیر بھی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اس کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول اس میں محبت رسول کے ہزار ہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر ایک عنوان پر بہت ہی عجیب انداز سے ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے ناموں مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں اسلام میں عورت کے وہ مدعی حقوق جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں مطالعہ کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنکھ بہائے وہ سطریں نہیں پڑھ سکتا جو صاحب مدارس میں تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے ضخامت دو سو صفحات کتاب مجلد قیمت صرف (عاً) علاوہ محصول ڈاک ہر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب

توبہ

ہی کے نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں :-

توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت، فضیلت ثواب، سرور دو عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے، توبہ اور صابر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ، صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، توبہ کی لذت، گناہ کی لذت، گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج، گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، بڑا ہو استغفار، عبادت دلی، امید و بیم، عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، فوری مواخذہ سے بےفکری، گناہوں کے نقصانات، نسخہ دافع مرض گناہ، اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں، قیمت ۱۰ محصول ۲ کل عہ

تفسیر حقانی

اردو آٹھ جلدوں میں کامل از شمس المحدثین مولوی عبدالحق حقانی محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہو گئی اب نیا اڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے سے قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں جلدوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصول ڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کل تفسیر طلب کرنے والوں کیلئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی پچیس روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو بشارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچائے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ سے اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے **آثار سعید** کتاب تالیف کی ہے جس کی دو جلد شایع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی ہو اس کتاب کو ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام ان حکایات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کر عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے بڑے ۱۸۰ صفحے دوسری جلد کے ۱۶۴ قیمت ہر دو مجلد عا محصول ڈاک ۶ کل عـ

یہ تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

تاریخ اسپین

ملک کے سب سے بڑے تاریخ نویس مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کتاب ہے جس میں اموی سلطنت کے سپہ سالار عبدالرحمٰن کا اسپین میں حکومت قائم کرنا۔ اسلامی شان و عظمت کی مظاہر انصاف کی حکومت تعمیرات کی بہترین شکوہ اسی حکومت میں دنیا نے دیکھا آج بھی غرناطہ کے در و دیوار اسلام کی اولوالعزمی کے شاہد ہیں۔

یہ تاریخ بتلائیگی کہ مسلمانوں کے آپس کے افتراق نے کیونکر اپنی مستحکم و برشکوہ سلطنت کو خاک میں ملا دیا اور گو اسپین میں اب ایک بھی باعظمت مسلمان نہیں ہے لیکن ان کی داستان پارینہ مسلمانان ہند کے لئے صحیح معنوں میں درس عبرت ہیں۔

ہندوستان کے مسلمان اس کتاب کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آپس کے افتراق نے ان میں اسپین کے مسلمانوں کی سی فطرت پیدا کر دی ہے اور اس خانہ جنگی نے مسلمانان ہند کی حالت کو اسپین کی حالت سے کہاں تک مطابق کر دیا پڑھیں اور اس کا رد عمل کریں قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۴ر محصول ڈاک ۶ر کل عہ (حمیدیہ پریس دہلی)

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی خواتین جہاں حسن و صورت کی مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے نسب شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا جواب آج تک مادر گیتی نہ پیدا کر سکی اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا اس میں آسمان حسن کے چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں اور مغلیہ بھی ہندو دیویاں بھی ہیں اور سلطان بیگمات بھی چند کے نام یہ ہیں:—

حمیدہ بانو، فخر النساء، عظمت النساء، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگی، زم زم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پاربتی، رانی تارا دیوی، رانی تلسی بائی، ارسمہ بائی اکبرآبادی بیگم، اودگم محل، آبی بیگم، بخت النساء، بہار بانو بائی اودے پوری بائی بھگوت دئی، لچھمی دیوی، سلطانی ۲ بانی لاد ملک رضیہ سلطانہ، بدرالنساء، جاناں بیگم، جانی بیگم، جودھا بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زاد بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بانو، درس بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیہ غرضکہ سو سے زائد بیگمات کے حالات ہیں قیمت ۱ روپیہ رعایتی قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۷ر = عہ۲ر حمیدیہ پریس دہلی

۷۵ نادر خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں میں ڈالی جنہوں نے بہادر شجیع جوانوں کی تلواریں کند کر ڈالیں جنہوں نے ملک التجار دارفتہ حسن جوانوں کے جہاز کے جہاز اپنی چاند سی صورت پر قربان کرا لئے یہ وہ ۷۵ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن بھی تھیں اور جری و شجاع بھی رقاصہ بھی تھیں اور مغنیہ بھی ان سب کے قلمی اور لفظی فوٹو اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آتا ہے کیونکہ یہ حضرت شرر لکھنوی کے لکھے ۷۵ افسانے ہیں حسن ہیں اور جس لذت خیز پیرایہ میں شرر صاحب نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو ہونٹ چاٹنے لگیں اور ادھیڑ عمر کی باچھیں کھل جائیں اور بڈھے جھرجھری لیکر ہائے جوانی پکار اٹھیں

لطف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی نہیں ہے اور نہ کسی کے حالات فرضی ہیں بلکہ سب تاریخی حیثیت رکھتی ہیں ضخامت ۲۲۵ صفحات قیمت عہ رعایتی صرف ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر = عہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے)

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے اور وہ یگانہ روزگار رہے اور تحریر میں دلنشینی کا جو ان کو نصیب تھا شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں۔

محمود و ایاز۔ سلطان محمود غزنوی اور غلام ایاز کے حالات

علی بیگ۔ مصر کا ایک نامور حاکم جس نے عجب طرح مصر فتح کیا

عوج بن عنق۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک عجیب آدمی

قوم جیانٹ۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ۔

ہرقل۔ روم کا شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا

ابوالعتاہیہ۔ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر

ابن معتز۔ ایک جادو بیان معتز جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا

حسان بن ثابت۔ دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو کہتا تھا

افلاطون۔ یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور ریاضی کا استاد

ہنی بال۔ یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور رومیوں کے حالات

الپ ارسلان۔ سلجوقیوں کا مورث اعلیٰ مع حالات سلطنت سبزعلی

شیر جغتائی۔ شاہ بابر کا نامور وزیر اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر = عہ۲ر حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

یعنی مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے مضامین کا مجموعہ اس کا دوسرا نام جذبات شرر بھی ہے یہ مجموعہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ انشا نہ معجزات و معجز نگاری کی کرامتیں ہیں جنھیں انشا پردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور ضرور لیں انہیں مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار بن گئے مولانا شرر کے نمونے سارے ہندوستان میں روشنی دے رہے ہیں مولانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا مولانا کے ۵۰ سال کے مضامین جمع کر کے شایع کئے ہیں مولانا نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر خیال کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے اس مجموعہ میں تقریباً پچاس مضامین ہیں جن کے عنوان یہ ہیں دنیا کی عمر، دو روزہ آہ بہی رات، انوکھی گھڑی، خود پسندی، فراموشی، آسمان، دیہات کی شام، سراپائے حسن، لالہ خودرو، زمانہ بیکسی، شادی و غم، عالم خیال وغیرہ۔

قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر کل عہ۲ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فلورا فلورنڈا

علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول جو دس بار چھپ چکا ہے رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھیئے گرجاؤں کے پوشیدہ رازوں کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھیئے، عالم تنہائی میں عیسائی پادریوں کے سامنے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ مناظر دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے مسلمانوں کی مذہبی رواداری اور غیر اقوام کے ساتھ حسن سلوک کے حالات دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے سلطان محمد خاں فاتح قسطنطنیہ کے عہد کی لڑائیاں دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے

حسن عالم آشوب کی سحرکاریاں اس کتاب میں ہیں حسن و عشق کے راز و نیاز اس میں ہیں حسن کے ڈاکوؤں کے عجیب اخلاق سوز عصمت دریوں کے حالات اس کتاب میں ہیں

غرضکہ عبرت ہے نصیحت ہے دلچسپی ہے گدگداہٹ ہے سب کچھ اس کتاب میں ہے قیمت ۱ روپیہ رعایتی ۱۴ر محصول ڈاک ۵ر کل عہ ۲۵۴ صفحات

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

الفاروق

نپولین، نیلسن، بسمارک، لارڈ کچنر، جنرل نوش کے کارناموں کے سراہنے والے جب اسلام کے اس فیلڈ مارشل کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ آج سے چودہ صدی پیشتر جب دنیا فن حرب سے نابلد تھی ریگستان عرب کا یہ اینٹیں تھاپنے والا کس طرح دنیا کا نقشہ بنا تا تھا۔ نوشیرواں عادل کا نام لینے والے جب اس فاروق اعظم کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ عدل کے کیا معنی ہیں جب آزادی کے علمبردار فاروق کے دربار کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حقیقی آزادی رائے کیا ہے کوئی ہے جس نے بزادہ کی اینٹیں تھاپتے ہوئے کمان کی ہو کوئی ہے جس نے ایک لونڈی کی شکایت پر اپنے محبوب ترین بیٹے کے پیٹ پر اسی کوڑے اپنی آنکھوں کے سامنے لگوائے ہوں ہے کوئی جس نے غنیمت کی ایک چادر کے ایک ٹکڑے کا حساب سر دربار ایک چارپائی بیٹھ کر دیا ہو اور اس کو مطمئن کر کے کام شروع کیا ہو کوئی ہے ایسا گورنر جو ایسے پر اس شان سے جائے کہ غلام اونٹ پر ہو اور خود مہار پکڑے یہ تھی پرانے اسلام کی شان پر مسلمانوں پڑھو الفاروق پڑھو اس قسم کے اس لائف میں ہزاروں واقعات ہیں قیمت اصلی دو روپے رعایتی ۱۲ محصول ۶ کل عہ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

الہارون

عباسی حکمرانوں میں جیسی اولو العزمی اس خلیفہ کو نصیب ہوئی وہ جوش ہی کر و فراس کے دربار کا تھا وہ نہ شاہجہاں کو میسر ہوا اور نہ ترکوں کے کسی بادشاہ کو۔

یہی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے جس کی بنا ہوش علمی ترقیاں رعایا سے ہمدردی غریب نوازی اور رحم و کرم کی زندہ داستان الف لیلہ موجود ہے چاہے دنیا اس کو کتنا ہی مبالغہ خالجات کہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے حالات حکومت کے ساتھ مبالغہ کا لفظ ہی نہیں آسکتا ہر چیز میں افراط تھی حکومت تھی تو اس دبدبہ کی کہ شاہان معصر کا نپ جاتی تھی علمی مجالس اور یونیورسٹیاں اور اکاڈمی تھیں تو ایسی کہ یونان کے فلاسفر کان پکڑتے اور آج بھی سائنس کی تمام کارگزاری اسی خلیفہ کی علم پروری کی رہین منت تھی شاعری تھی تو ایسی بلا کی موسیقی تھی تو لاثانی رقص و سرود کی کمال افزا مجلسیں تھیں تو اسی دربار میں، داد و دہش کی تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک ادا پر تھیلیاں نثار تھیں غرض کہ یہ ٹھاٹھ جو ہر اعتبار سے مکمل ہو کسی کو بیک وقت میسر نہیں ہوا قیمت عہ رعایتی ۱۲ محصول ۶ کل عہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

المامون

بڑے باپ کا بڑا بیٹا یعنی عباسی خلیفہ ہارون رشید کا ولیعہد اور پسر عباسی اولو العزم خلیفہ مامون رشید جس کے کارنامے اب بھی بغداد کے در و دیوار سے عیاں ہیں۔

اس کے حالات زندگی ہی عجیب و غریب ہیں یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زرین عہد میں اناطولیہ فتح ہوا اور قسطنطنیہ پر حملہ ہوا یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زرین عہد میں علم ہیئت کی عربی میں تشکیل ہوئی اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زرین عہد میں یونانی علمی لٹریچر سب کا سب عربی میں منتقل ہوا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترویج کی خود بھی صاحب علم و ہنر تھا اور علم و ہنر کا قدر دان بھی۔

خلوت میں اس کی درباری حسن نوازیاں اور فضا پرور یا راجہ اندر کے فسانہ کو بھلا دیتی تھیں دنیائے حسن کی بکھری ہوئی مورتیں اس کی محفل کی زینت تھیں اور داد و دہش کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک شعر کی قدر و قیمت میں بہتر سے بہتر اور حسین سے حسین لونڈی دیدی جاتی تھی اور روپیہ پیسہ کا تو ذکر ہی کیا علامہ شبلی کی تصنیف ہے قیمت اصلی عہ رعایتی ۸ محصول ۶ کل ۱۴ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

سیرۃ النعمان

یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی ایک حنفی مسلمان کیلئے اس سے بڑی اور نعمت کونسی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے امام کے حالات سے واقف ہو۔

اس کتاب میں امام اعظم کے علمی کارناموں اور فقہ کی تدوین کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی ابتدائی ہوشمندی اور دماغی قابلیت کے عمدہ نظائر دکھائے گئے ہیں خلیفہ وقت کی صحیح مخالفت نے آپ کو جیل تک پہنچایا لیکن حق سے منہ نہ موڑا اور لطف یہ کہ باوجود کمال علم کے کبھی اس پر معیشت کا بار نہ ڈالا تجارت کرتے تھے اور علم کا دریا معنت بہاتے تھے واقعہ یہ ہے کہ ایک حنفی مسلمان اپنی زندگی میں کوئی امتیاز چاہتا ہے تو اسے امام اعظم کے حالات پڑھکر ان کا اتباع کرنا چاہیئے فقہ کے تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہی مابہ الامتیاز فن بھی ہے قیمت اصلی عہ رعایتی قیمت صرف ۸ محصول ۶ کل ۱۴ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سوانح مولانا روم

اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس سے تو وہی لوگ واقف ہوں گے جنہوں نے مثنوی کی شرح پڑھی ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں ہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپکی لائف سے ہی ہویدا ہے۔

سوانح حیات کے ساتھ ساتھ قابل مصنف نے مثنوی شریف کے چیدہ چیدہ اشعار کا بھی ایک بڑا ذخیرہ لیا ہے اور ان کے محاسن شعری کے ساتھ ان کے بہا اسرار و عرفان معانی سے بھی بہرہ اندوز کیا ہے

غرضکہ ایک کامیاب انسان کے لئے یہ شمع ہدایت بہت مفید ہے اور اب جبکہ اس کی قیمت بھی ایک تہائی ہو گئی ہے ہر شخص کے مطالعہ سے گذرنی چاہیئے۔

بارہواں ایڈیشن ہے قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸ محصولڈاک صرف ۶ کل ۱۴
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

حیات سعدی

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا وہی گلستان بوستان کے مصنف جن کی کامیاب تالیفات آج بھی حرز جان بنی ہوئی ہیں ان کے حالات زندگی بہت دلچسپ اور لطائف سے پر ہیں علامہ شبلی نے ان کو اور مسرور کن بنا دیا ہے شیخ مرحوم کی کمال شاعری اور نصیحت آمیز تالیفات ضرور اتنا خراج لے سکتے ہیں کہ ان کی سوانحات پڑھ لی جائے قیمت ۸ رعایتی ۱۲ محصول ۵

حیات حافظ یہ بھی علامہ شبلی کی تصنیف ہے اور بہت دلچسپ سوانح عمری ہے

دیوان حافظ کے پڑھنے والے علی العموم یہ یقین رکھتے ہوں گے کہ حافظ جن کا ایک ایک شعر کیف شراب سے چور ضرور کوئی پرانے میخوار ہوں گے شبلی کی استاریخی تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت حافظ نہایت مقدس، قانع اور صلح جو شاعر ہی نہ تھے بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اور کامیاب ڈاکٹر تھے اصلی قیمت ۸ رعایتی ۳ محصولڈاک ۵
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہی کوک شاستر

اگر شباب کا اصلی لطف حاصل کرنا چاہتے ہو تو شاہی کوک شاستر پڑھو جسمیں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق ضروری معلومات درج ہے اور عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی اور ان کے مخصوص اعضا کو تمام عمر کے لئے تازگی بخشنے والی مجرب دوائیں اور عمر کے آخری حصہ تک خوبصورت اور جوان رکھنے کی وہ تدابیر اور علاج درج کئے گئے ہیں جو صدیوں سے ناپید تھے۔

اگر حسن و شباب کا مرقع اصلی حالت میں رکھنا ہے تو ان عجیب و غریب طلسمی اور نادر و نایاب نسخوں کا استعمال کیجئے جو سب کے سب تیر بہدف ہیں اور ترکی کے ایک عالم باعمل نے حضرت سلطان ٹرکی کے لئے فراہم کئے تھے اور جن سے اب سے پہلے صرف امراء اور سلاطین ہی مستفید ہو سکتے تھے۔ شاہی کوک شاستر مشہور ترکی کوک شاستر رجوع الشیخ کا ترجمہ ہے جس کو بصرف کثیر اردو کا لباس پہنایا گیا ہے ترجمہ ایک عربی علم کے فاضل نے نہایت سلیس زبان میں ترجمہ کیا ہے ترجمہ میں اصل مطلب فوت نہیں ہونے دیا ضخامت ۲۰۰ صفحات کتابت و طباعت اعلیٰ ہے کاغذ سفید چکنا لگایا ہے اور قیمت سنکر آپ حیرت میں ہو جائینگے باوجود ان خوبیوں کے صرف ڈیڑھ روپیہ ۱ عہ ہے مختصر فہرست مضامین شاہی کوک شاستر حصہ اول

مزاج اصلیل خصیتین	جماع کے بہترین اوقات	مقوی باہ مالش	۴۶ بے نظیر اور آسان مقوی	خاص فربہی کا نسخہ اور لوہے	حاملہ عورت کے خون بند کرنے کی ترکیب
کثرت مباشرت اور اسراف باہ	جماع کی مدت صحیح	نامردوں کو بشارت	باہ اغذیہ قوت باہ زیادہ کرنے	کی طرح سختی پیدا ہو	مرے ہوئے بچہ نکالنے کی تدبیر
ضرر جماع کی اصلاحی تدابیر	طریق مباشرت	مقوی باہ طلا و ضماد	والی دوائیں اسباب نقصان اعضا	آخری تجربہ نسخہ جو بہت طویل	آنول نکالنے کی ترکیب
عدم جماع سے نقصان	ادویہ مقوی باہ	مقوی باہ جوارشات سفوف	خاص قاطع باہ اور مانع شہوت	کرتا ہے ملذذ دواؤں کے نسخے	مانع حمل دوائیں
جماع کے بعد تکان و ماندگی	قوت باہ کیونکر بڑھ سکتی ہے	نسخہ مجربہ خزانہ شاہی	ادویہ حصول ملاپ اور مباشرت	معین حمل دوائیں عورت	جنین کو ساقط کرنے والی دوائیں
علاج نقصان جماع	زیادتی باہ کے نسخے	حکایات عجیبہ	کا قائم رکھنا امساک کے لئے طلسم	منزل ہونے کی دوائیں	قوت باہ بڑھانے والی دوائیں
منافع باہ و جماع اوقات جماع	مقوی باہ روغن	نسخہ معجون ہرمز بادشاہ	عضو کو دراز اور سخت کرنے	بیٹا پیدا ہونے کی ترکیب	اطبائے یونان کے پوشیدہ ذخیرہ
جماع کے مضر اوقات	نامردی و سستی کا علاج	مقوی باہ حبوب کے نسخے	والی ادویہ	بانجھ عورت کی شناخت	ناموس نسخے

مختصر فہرست مضامین شاہی کوک شاستر حصہ دوم

شباب اور لذت انگیزیاں	سرمایہ راحت کے بیوی کی دیکھ بھال	کشور حسن کی فتوحات اور کیف سرور	کنار رغبت میں لذت خراماں	مختلف ملکوں کی عورتیں	جوش نفس اور جذبہ مردانگی فرو کرنے کا طریقہ
عورت کی دیدہ زیب رعنائیاں	جوہر حیات کی فراوانی	پسندیدہ طرز محبت	بارگاہ حسن میں قابل پذیرائی	عمر کے لحاظ سے عورتوں کی اقسام	جوہر حیات کا غلط استعمال
عورت میں کیف شباب کی قلت	آتش شوق میں نائرہ سازی	ارتقائے موانست کی ترجمانی	نیاز مندیاں حسن رعنا کی دل	عورت کے منزل ہونے کی علامتیں	فطری طریقہ کی نعمتیں
و کثرت خوبصورتی میں چار چاند	حریم حسن کی بست و کشاد	تحریک جذبات کے مرغوب	آویزیوں کا امتحان	فاحشہ عورت کی علامت	صہبائے عیش کی جرعہ نوشی
روئے زیبا کی زیب و زینت	حریم حسن کی دوسری حرارت	ابتدائی منازل۔ باطو سرور کے	محبت کی درخواست۔ پیار کی	بال گرانے اور دور کرنے کی دوائیں	بیٹیوں کو ماؤں کی نصیحت
رعنائیوں میں اضافہ	ازالہ رطوبت کا سد باب	دلپذیر نقشے بہار افزودہ گلہائے حسن	باتیں طالب مطلوب میں راز و نیاز	ایک حسین کیونکر فرحت حاصل کر سکتی ہے	سامان مباشرت نیز عیش و مباشرت
نجمہ خورشید کی رنگین شعاعیں	شکوہ ناز کی عطریت	افسانے۔ خلاف فطری طرز عمل	نسوانی خصوصیات بلحاظ فطری جذبہ	نابالغہ کو بالغ بنانے والی دوائیں	کی مقدار۔ درازی آلہ تناسل
ریاض حسن میں بہار خزاں کا دیوالہ	عیش فراواں کی برکات	اصول تدابیر پسندیدہ شاہان طناز	عورت کے سن کے لحاظ سے	لذت وصل کے اسباب طریقے حریم	نسخہ برائے قوت باہ و سستی
قصر رعنائیوں کے رخنہ کا سد باب	جذبہ فطری اور جوہر زندگی کا ریحان	صنف نازک میں احساس	عیش دوسری کا زمانہ	حسن کی تنگی جماع کے طریقے	مضرت و عدم مضرت
سفینہ عیش کے ساحلوں کی	نلطف حسن سبزہ خوردہ کی بیخ کنی	محرک جذبات کی تدابیر	نیند لانے اور بیہوش کرنے کی تدبیر	عورت کو بیتاب کرنے والی دوائیں	مباشرت کا حقیقی فیصلہ
جزر و مد سے حفاظت	کشتہ نشاط سنبلستان کا اخراج	ہم آغوشی کے اوقات	عورت کی خوبیاں	عورت میں جوش شباب	عورت کے ناموافق مزاج کا عملی نمونہ

غرضکہ پوری کتاب ایسی ہی شوق افزا اور مسکن و مہیج جذبات سے بھری پڑی ہے اور اسقدر کام کی باتیں اور کام کے نسخے اسمیں موجود ہیں کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ کی نہیں

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

جزء ١٩

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ
لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا
فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ
لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ۝
وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ۝ أَصْحَابُ

خوشنما سولہ سطری لاجواب قرآن مجید معرّیٰ

جو صرف چھ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف نہیں چھپا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف قاعدہ بغدادی پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے مشہور ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں کیا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھ کر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کیلئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ث ن ی ب وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی دراز روی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اسلئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے قابل خطاط نے یہ دشواری ملحوظ رکھ کر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ ہر بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کر لیگا اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی **دعویٰ** ہے کہ استاد تو اس قرآن شریف کی ایک دفعہ پڑھایا ہوا سبق بچہ کو ذہن نشین کرنے میں اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار مرتبہ پڑھایا جاتا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو آسانی پڑھ لیں گی ہر سورۃ کے گرد اگرد خوش نما رنگین حاشیہ ہے اور ہر پارہ کے شروع اور آخر برابر کے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے اصل نمونہ سے بہتر ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ نقل ہے اور وہ اصل قاریوں کیلئے ایک آسانی ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم قرآن ہے اور صحت کی سندیں مستند حفاظ سے قرآن شریف کی ضمانت کی جو یہیں ہیں جنسے ذرا سی غلطی کا امکان نہیں

چھپائی کا دعویٰ ہے اور شدید دعویٰ ہے کہ معرّیٰ قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا **واللہ** یہ اشتہاری ترغیب نہیں ہے اس قرآن شریف کے سامنے آنے کے بعد مجبوری ہی نہیں بلکہ آپ پر یہی اثر ہوگا اور میں نے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پائی ہوں کی لحاظ سے تو یہ قرآن شریف انمول ہو جاتا ہے کہ اس پر بہت سستا ہے ایک جلد **مجلد ڈیڑھ روپیہ** مجلد پارچہ **مجلد صرف ایک روپیہ** پانچ جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ للعہ

دس جلد مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے اب **محصول ڈاک بڑھ گیا ہے** اس لئے ایک جلد خواہ مجلد چرمی ہو یا پارچہ ١١ مرہ جلد کا ڈاک خرچ بارہ آنے اور دس جلد کا پانچ روپے اس لئے آپ پانچ یا دس جلد بذریعہ ریل منگا لیجئے ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ١٢ ار یہاں ضرور خرچ ہوتا ہے ریل کے اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے اور اپنا پتہ بھی ریل سے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔ ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر حمیدیہ پریس ۔ دہلی**

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقف ہو جائیں اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:-

نزول القرآن۔ قرآن کی تاریخی حکمتیں۔ وحی کی قسمیں۔ نسخ آیات۔ موضوعات قرآنی جمع و ترتیب قرآن۔ سورہ و آیات کی ترتیب۔ صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت رسم الخط قرآن۔ علامات قرآنی۔ اوقاف قرآن وقف اور وصل کی علامتیں اختلاف قرأت۔ قرار کا بیان۔ سات قرأتوں کی تحقیق۔ قرآن پاک کا اعجاز۔ قرآن مجید کے فضائل سورتوں کے فضائل۔ فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے آداب تلاوت قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ بیش بہا کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ضخامت تقریباً ۸۰ صفحات قیمت صرف آٹھ آنے ۸ محصولڈاک پانچ آنے کل تیرہ آنے (۱۳)

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما پنجسورہ جدید اڈیشن معہ مفید اضافات

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۶۴ صفحہ کا تھا لیکن اب ۱۱۲ صفحہ کا ہے

اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت ہی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور فضائل اعمال سورہ ہائے قرآن و ربط آیات و تفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تقطیع موٹی سے لطف ہے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں:- سورہ یاسین سورہ رحمٰن، سورہ فتح، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ کہف، سورہ فلق سورہ ناس۔ اس کے علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد، دعاء گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول مع اسناد شجرہ نقشبندیہ شجرہ چشتیہ شجرہ قادریہ درود اکبر حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حاشیے جسٹرڈ ہیں جو اس پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲ رہی ہے اور محصولڈاک ۷ کل ۱۹

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

اور انھوں نے ایسی چیز کا اتباع کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا مگر

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اس کا بھی جو ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا بابل میں

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ

جن کا نام ہاروت اور ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے سو تو کہیں

غریبوں کا ترجمہ والا قرآن شریف ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھلے نوبت فاقوں تک پہنچ گئی تھی ہزاروں مسلمان مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبور خرید سکتے تھے ضرورت تھی کہ ایک ایسا قرآن شریف پیش کیا جاتا جو مترجم بھی ہوا اور مفسر بھی اور ہدیہ کم سے کم ہو الحمدللہ کہ ہمیں اسکی مسابقی ہوئی آج وہ قرآن شریف پیش کیا جاتا ہے جو بڑی تقطیع کا ہے ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظرثانی شدہ ہے اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب سے ماخوذ ہے ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں حسب ذیل مضامین ہیں تعداد سورہ قرآن شریف ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات اور اس کے برکات (۶) تلاوت قرآن کے ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نماز میں جنگل میں رات میں دن میں (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسرے کتب سماوی پر (۹) اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقرہ (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت دعا (۱۳) بیان آیۃ الکرسی معہ فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص مع اعمال حب (۲۰) فضائل سورہ واقعہ مع اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے بہت تھوڑی سی محنت کے (۲۴) فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن معہ فضائل ضخامت ۷۰۴ صفحات معہ مقدمہ ہدیہ سنکر حیرت ہو جائیگی مجلد چرمی پشتہ مضبوط صرف ڈیڑھ روپیہ (۱۸) محصولڈاک ۱۴ کل ۲ ایک روپیہ ۱۴ آنہ اس کے علاوہ کوئی رعایت مطلق نہیں۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عبدالحمید پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا۔

۱۳ موسوی ۲۹۷۰۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا.

۱۷/۱۰/۵۱

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عام، مجلس انتظامی، اراکین کتب خانہ ایک وقت میں ... کتابیں لے سکیں گے
مجالس تعلیمات و نصاب ... ایک ... کتابیں لے سکیں گے اور ان کو ... رکھ سکیں گے
۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ ایک وقت میں ... کتابیں لے سکیں گے اور ایک ماہ تک رکھ سکیں گے
اراکین دار الترجمہ ... دو کتابیں لے سکیں گے
۳۔ طلبائے ایم اے، ایل ایل بی ... کتابیں لے سکیں گے ... کتابیں ... جا سکیں گی
۴۔ مدت مقررہ ... کتابیں واپس نہ کی جائیں تو ... جرمانہ
ایک آنہ یومیہ فی کتاب ادا کرنا لازم ہے۔
۵۔ بشرط موجودگی کتاب کا ... لازم ہے۔
۶۔ کتابیں گم ہو جائیں یا خراب ہو جائیں تو قیمت ... ادا کرنی ہوگی۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان ... نہ لگایا جائے۔
۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط